ت

جلد چہارم

ہندوستان میں جو دہلی کے سوا مسلمانوں نے سلطنتیں قائم کی تہیں انہیں سے اکثر شہنشاہ اکبر کی سلطنت میں داخل ہوگئیں اس لئے ہم انکا حال جدا جدا از ابتدا تا انتہا لکھتے ہیں کہ وہ کیونکر بنیں اور کیونکر بگڑیں اور سلطنت مغلیہ میں شامل ہوئیں

اس جلد کے دو حصے ہیں حصۂ اول مشتمل ہے (۱) تاریخ سندھ و (۲) تاریخ کشمیر (۳) تاریخ گجرات (۴) تاریخ مالوہ (۵) تاریخ خاندیس تاریخ سلاطین بنگال - تاریخ سلاطین جونپور -

حصہ دوم مشتمل ہے (۱) تاریخ سلاطین بہمنیہ دکن (۲) تاریخ سلاطین عادل شاہیہ بیجاپور (۳) تاریخ سلاطین نظام شاہیہ احمدنگر (۴) تاریخ سلاطین قطب شاہیہ گولکنڈہ (۵) تاریخ سلاطین عمادیہ مملکت برار (۶) تاریخ سلاطین برید شاہیہ ملک بیدر (۷) ضمیمہ تاریخ دکن جسمیں پرتگیزوں کا حال ہے (۸) رویو تاریخ دکن اس حصہ میں بہت سے مضامین تازہ طلبہ پڑھینگے جو اکثر تاریخوں میں موجود نہیں ہیں وہ ان تاریخ سے اخذ کئے گئے ہیں جو کمیاب ہیں (۱) میر معصوم کی تاریخ سندہ (۲) سنسکرت میں تاریخ کشمیر راج ترنگنی جسکا فارسی انگریزی میں ترجمہ ہوا (۳) سنسکرت میں تاریخ گجرات راس مالا جسکا انگریزی میں ترجمہ ہے (۴) تاریخ مراۃ سکندری دکن (۵) تاریخ قطب شاہیہ مصنفہ شاہ خورشاہ ایرانی +

ان دو آخر کتابوں کا انگریزی ترجمہ میرے پاس تھا -

یوسف عادل شاہ - ۹۹-۱۱۲

یوسف کے خاندان کی داستان - یوسف کا ہندوستان میں آنا - بادشاہ کی طرف سے یوسف کا درجۂ اعلیٰ پر پہنچنا - برید وزیر سے اور بہادر گیلانی سے ملک احمد بحری سے اور راجہ بیجانگر سے لڑائیاں اور معاملات - وجیانگر کے رائے کا حملہ یوسف عادل شاہ پر اور یوسف کی فتح اور لوٹ کا ہاتھ لگنا - قلعہ جام کھنڈی کا ہاتھ آنا - دستور دینار خواجہ کا یوسف عادل شاہ سے لڑنا اور مارا جانا - بیجاپور کی اور گولکنڈہ کی اور بیدر کی اور احمد نگر کی اور برار کی علیٰ العنانی سلطنتوں کا قائم ہونا - یوسف عادل شاہ کا شیعہ مذہب کا رواج دینا - پرتگیزوں کا گووہ فتح کرنا اور یوسف عادل شاہ کا پھر اون سے لینا - یوسف عادل شاہ کی وفات - اور خصائل حیات - یوسف عادل شاہ کی اولاد اور بیوی - عادل شاہ کی وسعت سلطنت

اسمٰعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ - ۱۱۲-۱۲۸

گووہ و پرتگیز - کمال خان کا امرا کی جاگیروں کا ضبط کرنا اور امرا کا فرمان روائی چاہنا - کمال خان کا منصوبہ اسمٰعیل عادل شاہ کے معزول کرنیکا - والدہ کمال خان کی تدابیر اور صفدر خان پسر کمال خان کا مارا جانا - حبشیوں و دکنیوں کا موقوف ہونا اور مغلوں کا نوکر ہونا - مرزا جہانگیر کا حملہ مشرقی اضلاع پر - امیر برید کا حملہ بیجاپور پر - سفیران ایران اسمٰعیل عادل شاہ کا رائے وجیانگر سے شکست پانا - برہان نظام کا حملہ و شکست خدیجہ سلطان کی شادی - برہان نظام شاہ کی امداد امیر برید سے - برہان نظام شاہ اور اسمٰعیل عادل شاہ کی لڑائی - نلکنڈہ قلعہ پر لشکرکشی - اسمٰعیل عادل شاہ کی وفات و خصائل -

ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ - ۱۲۸-۱۳۶

ابراہیم شاہ کے انتظامات - بیجانگر کی سلطنت میں انقلابات - وزیر کی سازش شاہ کے بیٹے رام راج کا تخت پر بیٹھنا - رام راج کی سازشیں - ہوج نرل اج کا امداد ابراہیم عادل شاہ سے چاہنا - قلعہ ادونی پر لشکرکشی - اسد خان لاری کی شکایت -

حملوں کا رد کرنا ۔ سلطان قلی کا تلنگانہ کا حاکم ہونا ۔ قطب الملک کا محمود شاہ کے ہمراہ ہونا ہندؤوں کی لڑائی میں ۔ قاسم برید اور امراء کی لڑائی ۔ محمود شاہ کا مرنا ۔ قطب الملک کا شاہ ہونا ۔ راجہ بیجانگر کے ملک میں سے راج کنڈہ ۔ دلور کنڈہ ۔ نگل کا گن پور اور گول کنڈہ کا تسخیر کرنا ۔ قوام الملک اور قطب شاہ کی لڑائی ۔ عماد الملک اور سلطان قلی اور قطب شاہ کی لڑائی اور ایلم کنڈہ کی فتح کی ۔ سیتاپتی راجہ تلنگانہ سے لڑائی ۔ گجار اجمندر کے ساتھ لڑائی ۔ وجیانگر کے راجہ اور قطب شاہ کی لڑائی ۔ قطب شاہ اور اسمٰعیل کی لڑائی ۔ برید شاہ سے لڑائی اور کوہیر کی تسخیر ۔ نل کنڈہ کی فتح ۔ ایت گیر کا محاصرہ ۔ سلطان قلی قطب شاہ کی وفات ۔ اولاد قطب شاہ ۔ وسعت سلطنت قطب شاہ +

جمشید قطب شاہ ۔ ۹۴۲۔۱ ۲۹

تخت نشینی جمشید قطب شاہ ۔ برادر ابراہیم کی بغاوت ۔ رام راج کی ترقی کا حال جمشید قطب شاہ ۔

سبحان قلی قطب شاہ ۔ ۹۴

شہزادہ ابراہیم کا شاہ ہونا

ابراہیم قطب شاہ ۔ ۹۴ ۔ ۳۳۷

ابراہیم قطب شاہ کی تخت نشینی شاہان احمد نگر و بیجاپور کی جنگ مین قطب شاہ کی امداد ۔ جگدیو راؤ کا وکیل السلطنت ہونا اور برار بہاگنا اور باغی ہونا اور شکست پاکر بیجانگر بھاگ کر جانا ۔ احمد نگر کے برخلاف شاہان بیجاپور اور گول کنڈہ کا بیجانگر کے راجہ سے ملنا اور ابراہیم قطب شاہ کے توسل سے صلح کا ہونا ۔ بیجانگر کے راجہ اور ابراہیم قطب شاہ کی لڑائیان ۔ گول کنڈہ کی مرمت ۔ نایک واروں کی سازش بادشاہ کے ارنے کی اور اوسکا کھلجانا ۔ راجمندری کی فتح ۔ تالی کوٹ کی لڑائی ۔ شاہان دکن کی آپسمیں چال بازیان اور لڑائیان ۔ رفعت خان کا راجمندری کس سمت کو ناکر براگو غم

تاریخ سندہ

ہندوستان میں جو دہلی کے سوا سلطنتیں مسلمانوں نے قائم کی تہیں انمیں سے اکثر شہنشاہ اکبر
کی سلطنت میں داخل ہوگئیں اسلئے ہم انکا حال جدا جدا لکھتے ہیں کہ وہ کیونکر بنیں اور پہر کیونکر
شہنشاہ اکبر کے قبضہ میں آئیں +

ذکر سلاطین سندہ کا جنہوں نے بعد از گماشتگان عباسیہ کے سندہ میں حکومت کی

ہم نے اول جلد میں تاریخ سندہ کے اندر لکہا ہے کہ خلافت القادر باللہ ابو العباس احمد
اسحاق بن المقتدر باللہ میں سندہ کو کچہہ تعلق خلفاء عباسیہ سے نہیں رہا ۔ اب اسکے آگے
شہنشاہ اکبر کے عہد تک تاریخ ملک سندہ لکہتے ہیں اس زمانہ کی تاریخ سندہ میں گڑبڑ پڑی ہے
مورخوں کی تحریروں میں ایسا اختلاف ہے کہ انگریزی محقق مورخ بھی انمیں مطابقت نکر سکے
سندہ کی تاریخ معصومی سے لکہتے ہیں جب سلطان محمود غازی نے ہندوستان کی
تسخیر کا ارادہ کیا اور ملتان میں پہنچا تو اوسنے سندہ کی تسخیر کے لئے فوج متعین کی اور
سنہ ۴۱۶ھ میں بکر کے معاملات سے فارغ ہو کر سیوستان و ٹھٹہ کی طرف متوجہ ہوا اور اکثر عرب کے
آدمیوں کو اخراج کیا اور ایک جماعت کو عیال و اطفال سمیت گرفتار کیا ۔ انمیں جو صاحب
فضل تہے اونکو مناصب شرعیہ تفویض کئے اور اونکے وظائف اور ادرارات اونکے
معاش کے لئے مقرر کئے جب سنہ ۴۲۱ھ میں سلطان محمود نے اس جہان سے سفر کیا تو
سلطان مسعود غزنین کے تخت پر اسکا جانشین ہوا اوسنے بساط عیش و نشاط بچہایا
اور جشن و سور کے لوازم میں اور عیش و سرور کے مراسم میں مشغول ہوا مہمات جہانداری
میں غیر معروف ہوا اسلئے اکثر دور دست کی سرحدوں کے آدمیوں نے تمرد اختیار کیا [illegible]

اب سے کہا کہ سات سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ گجرات سے ایک کاروان یہاں آیا تہا فلاں جماعت نے اسے مارڈالا اور مال اوٹکا لے گئی تہی اور اب تک مال اکثر پاس موجود ہے۔ جب جام کو یہ حال معلوم ہوا تو اموال کے جمع کرنے کا حکم دیا اور والی گجرات پاس اپنے آدمی کے ہاتھہ یہ مال بہیجا کہ اس کو مقتولوں کے وارثوں میں تقسیم کر دو اور قاتلوں کی جماعت کا قصاص لیا چند سال بعد اس دیرفانی کو وداع کر کے جہان جاودانی میں آرام کیا +

جام بانبیہ +

باپ کے مرنے کے بعد امرا و اعیان نے اتفاق کر کے باپ کے موروثی تخت پر جام بانبیہ کو بٹھایا۔ اس اثنا میں سلطان فیروز شاہ ممالک ہندوستان اور گجرات سے خاطر جمع کر کے ولایت سند کی تسخیر کا عازم ہوا جام بانبیہ نے میدان محاربہ آراستہ کیا سلطان فیروز شاہ تین مہینے یہاں کی حوالی میں ٹہیرا رہا۔ پانی کی طغیانی اور ہوا کی مخالفت اور مچھروں کی کثرت نے اوسکو مجبور کیا کہ وہ اول برسات میں پٹن گجرات کی طرف چلا گیا۔ برسات کے بعد دوبارہ آیا اور بہت سا لشکر ساتھہ لایا۔ اور سخت لڑائیاں لڑا آخر کو جام بانبیہ اوسکے ہاتھہ آگیا اور ولایت سند تمام و کمال سلطان فیروز شاہ کے قبضہ میں آئی اور جام کو سلطان دہلی اپنے ہمراہ لے گیا جب جام ایک مدت تک سلطان کی ملازمت میں رہا اور خدمات پسندیدہ بجا لایا تو اوسپر سلطان نے شاہانہ عنایت کر کے خلعت دیا اور پہر سلطان نے سند کی حکومت عنایت کی۔ وہ یہاں سندہ میں آیا اور پندرہ سال تک بالاستقلال حکومت کی آخر کو سفر آخرت کیا

جام تماچی + جام صلاح الدین

اسکے مرنے کے بعد اسکا بہائی (یا بیٹا) جام تماچی مسند امارت پر بیٹھا اور ملک و حکومت کے مشاغل میں مشغول ہوا۔ فراغت دوست تہا عیش و سرور میں اوقات بسر کرتا تہا۔ تیرہ سال سلطنت کر گیا۔ وبا میں مر گیا +

جام تماچی کے مرنے کے بعد جام صلاح الدین شغل حکومت میں مشغول ہوا اوسنے اول سرحد کا جو لوگوں کے تمرد سے درہم برہم ہو رہی تہی انتظام کیا اور سرکشوں کی گوشمالی کی۔ بعد اس تنبیہ و تاکید کے کچھہ کی جانب متوجہ ہوا۔ اور کچھہ کے آدمیوں سے سخت لڑائیاں لڑا اور اون پر غالب ہو کر واپس آیا۔ اور سپاہی اور رعیت کی مہمات میں جس طرح چاہئیے مشغول ہو گیا۔

میں مقاومت کی طاقت نہ تھی وہ قلعہ بکر کو چھوڑ کر اچھر میں چلے گئے اور جب جام جونہ نے اس فرار کا حال سنا تو وہ بکر کو روانہ ہوا۔ اور چند سال باستقلال سند میں حکومت کی لیکن آخر کو سلطان علاء الدین نے اپنے بھائی الغ خاں کو نواح ملتان میں حاضر کیا۔ الغ خاں نے تاج کافوری و تاتار خاں کو جام کے دفع کرنے کے لئے سندہ کو بھیجا۔ یہ لشکر پہنچا نہ تھا کہ جام جونہ خناق کے مرض سے مرگیا اسکے ایام حکومت تیرہ سال تھے۔ سلطان علاء الدین کے لشکر نے بکر میں پہنچکر قلعہ بکر پر تصرف کیا اور سیوستان کا عازم ہوا +

ذکر جام تماجی بن انڑ و جام خیرالدین +

جام تماجی کو اعیان مملکت نے اتفاق کر کے سلطنت موروثی کے تخت پر بٹھایا سلطان علاء الدین نے بعد از جنگ جام تماجی بن انڑ کو گرفتار کیا اور اوسکو مع اہل و عیال دہلی لے گیا۔ طائفہ سمہ حوالی تھری میں اوقات بسر کرتی تھی اور عمال جام معاملات کا انتظام کرتے تھے سلطان تماجی کی بعد ایک مدت کے اسکا بیٹا ملک خیرالدین کہ چھوٹی عمر میں باپ کے ساتھہ دہلی گیا تھا باپ کے مرنے کے بعد سند میں آیا چونکہ جام خیرالدین بند و زندان کی محنت اوٹھا چکا تھا ہر چند سلطان محمد شاہ نے اوسکو بلایا مگر وہ نہ گیا پھر سلطان محمد شاہ بن تغلق شاہ کو حوالی ٹھٹہ میں سفر آخرت پیش آیا۔ وصیت کے موافق سلطان فیروز شاہ تغلق اسکا جانشین ہوا اور دہلی کا عازم ہوا۔ اوسکے پیچھے جام خیرالدین چند منزل گیا حوالی سن سے کہ مضافات سیہوان سے ہے معاودت کی سلطان فیروز شاہ کے دل میں اس سے خدشہ رہا۔ جام خیرالدین نے سلطان فیروز شاہ کی مصنت کرنے کے بعد بساط عدل و احسان مبسوط کیا عامہ رعایا کی ترفیہ میں کمال اہتمام کیا اوسکے وقائع میں نادر واقعہ یہ نقل کیا جاتا ہے کہ ایک دن وہ خاص خدم کے ساتھہ لئے سیر و تماشے کو جاتا تھا۔ ناگاہ اوسکو ایک گڑھے میں ہڈیاں پڑی ہوئی نظر آئیں۔ گھوڑا دوڑا کر وہاں گیا اور ان بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھتا رہا پھر ملازموں کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ ہڈیاں مجھسے کیا کہہ رہی ہیں وہ سب سر نیچا کر کے خاموش ہو رہے تو جام نے فرمایا کہ چند مظلوم داد کی مدد چاہتی ہیں۔ پھر اوسنے ان اموات کے حال کی تحقیقات کی یہ سرزمین ایک گروہ سے زمیندار سے تعلق رکھتی تھی۔ اوسکو بلایا اور ہڈیوں کا حال اوس سے پوچھا

ایک شب کو سنجر اس درویش کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ حاکم ٹھٹھہ ہوں اگرچہ حکومت آٹھہ ہی روز کیوں نہ ہو۔ شیخ نے فرمایا کہ تو آٹھہ سال بادشاہی کرے گا جب جام رائدھن نے سفر آخرت کیا اعیان ملک نے اتفاق کر کے جام سنجر کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور حکومت کی عنان اوسکے قبضۂ اقتدار میں دی۔ چونکہ اوسنے درویش کی دعا سے سریر سلطنت پر صعود کیا تھا تو بغیر اسکے کہ جنگ وجدال ہو اطراف وجوانب سے آدمی آن آن کر اوس کی اطاعت قبول کرتے تھے اور فرمان برداری کے لوازم کو بجا لاتے تھے اسکے وقت میں جو مملکت سندھ کو رواج و رونق ہوئی وہ پہلے کسی زمانہ میں نہ ہوئی تھی۔ سپاہی و رعیت کمال جمعیت سے رہتے تھے۔ جام سنجر ہمیشہ علما و صلحا درویشوں کی خاطر کرتا تھا۔ روز جمعہ کو خیرات و مبرات بہت فقرا اور مساکین کو دیتا تھا اور اہل استحقاق کے وظائف و ادرارات مقرر کرتا تھا اسکی حکومت سے پیشتر حکام ارباب مناصب کو تھوڑی تنخواہ دیتے تھے سنجر کی سلطنت سے پہلے قاضی معروف بکر کا قاضی مقرر ہوا تھا اور بہت تھوڑا وظیفہ اسکو ملتا تھا اسلئے وہ مدعی و مدعا علیہ سے رشوت لیتا تھا جب یہ بات سنجر کے کان تک پہنچی کہ قاضی اس طرح رشوت مدعی و مدعا علیہ لیتا ہے تو قاضی کو حکم بھیجکر بلایا اور جب وہ حاضر ہوا تو اوسنے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو مدعی و مدعا علیہ سے رشوت لیتا ہے قاضی نے کہا کہ ہاں لیتا ہوں بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ گواہوں سے بھی رشوت لوں مگر وہ باہر چلے جاتے ہیں جام کو بے اختیار ہنسی آئی قاضی نے کہا کہ تمام روز میں دار القضا میں بیٹھتا ہوں اور اوقات صرف کرتا ہوں اور میرے فرزندوں کو صبح و شام کا طعام میسر نہیں ہوتا۔ جام نے قاضی کو انعامات دئے اور کافی وظیفہ اوسکا مقرر کیا اور کل ممالک میں ارباب مناصب کے بڑے بڑے وظیفے مقرر کر دئے کہ جس سے اونکی گذر اوقات بفراغت ہونے لگی جب اوسکی حکومت پر آٹھہ سال کا عرصہ گذر گیا تو اوسنے انتقال کیا +

سنجر کے مرنے کے بعد ۱۵ ربیع الاول ۸۶۶ھ جام نظام الدین کو کل علما و صلحا و رعایا نے متفق ہو کر مسند سلطنت پر بٹھایا۔ وہ حاکم بالاستقلال ہوا۔ کہتے ہیں کہ وہ اوائل حال میں طالب العلمی کرتا تھا اور خانقاہوں و مدارس میں اوقات بسر کرتا تھا۔ وہ بڑا خلیق تھا

حکومت جام نظام الدین عرف جام نندہ

بیٹا باپ کا جانشین ہوا گروہ خورد سال تھا سیستان اور جہاں کے حکام نے اوسکی اطاعت
کی لیکن آپس میں مخالفت کی جام سکندر نے ٹھٹہ سے کوچ کر کے بکّر کا قصد کیا قصبہ نصیرپور تک پہنچا
تھا کہ ناگاہ ایک شخص مبارک نام نے کہ جام تغلق کی زندگی میں منصب وہ داری کا رکھتا تھا ٹھٹہ
میں خروج کیا اور اپنا خطاب جام مبارک رکھا اور سریر حکومت پر بیٹھ گیا۔ آدمیوں نے اوس کے
ساتھہ اتفاق نہیں کیا اسکی حکومت تین روز سے زیادہ نہ چلی۔ اوسکو اعیان ٹھٹہ نے دفع کر دیا
اور سکندر کو آدمی بھیجکر بلایا۔ جب سکندر کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوسنے حکام بکّر سے صلح کر لی
اور ٹھٹہ کو مراجعت کی ڈیڑھ سال سلطنت کر کے دنیا سے چل بسا +

۶- جمادی الاول ۸۵۸ھ ۱۴۵۴ء جام رائدانہ نے خروج کیا۔ جام تغلق کے عہد میں سرحد کچھہ میں وہ
رہتا تہا اور وہاں کے آدمیوں سے مواصلت رکھتا تہا اور کام کے آدمیوں کی جماعت کثیر
اپنے پاس رکھتا تھا اور اونکی رضاجوئی انعام اکرام سے کرتا رہتا تہا۔ اِن آدمیوں نے بھی
اسکو عاقل جانکر اپنے تئیں اوسکے حوالہ کر دیا تہا۔ جب اوسکو سکندر کے مرنے کی خبر ہوئی تو
اپنی جمعیت کے ساتہہ ٹھٹہ میں آیا۔ اور آدمیوں کو جمع کیا اور اونکے روبرو بیان کیا کہ میں
یہاں سلطنت کے داعیہ سے نہیں آیا۔ بلکہ مسلمانوں کی عزت اور جان و مال کی حفاظت کے
لئے آیا ہوں جسکو تم سلطنت کے لائق جانو اوسکو تخت سلطنت پر بٹھاؤ اول میں اوسکے
ساتہہ بیعت کرونگا چونکہ کوئی شخص جو سلطنت کا استحقاق رکھتا ہو اوسوقت نہ تھا
سب نے بالاتفاق تخت سلطنت پر اُسے بٹھایا۔ اوسنے ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ولایت سندھ کو
آب غور سے لیکر موضع کاچھی اور کندرہ تک کہ سرحد موضع ماتھیلہ اور اوباوڑہ واقع ہیں
تصرف کیا جب اوسکی سلطنت پر ساڑھے آٹھہ سال کا زمانہ گذر گیا تو جام سنجر کے سر میں ہوائے
سلطنت آئی وہ اوسکے مخصوصوں میں تہا اوسکے خواصوں اور مدعیوں کو اپنے ساتھہ متفق کر کے اوسوقت
کہ وہ خلوت میں شراب پیتا تھا ایک شیشہ میں زہر ملا کر اوسکو پلا دیا۔ ایک جرعہ پی کر تین دن کے بعد مر گیا
جام سنجر خوش صورت تہا ایک جماعت کثیر ایسی شیفتہ تھی کہ سب وقت بے تنخواہ اوسکی ملازمت کرتی تھی
کہتے ہیں جام سنجر پہلے اس سے مسند حکومت پر جلوس کرنے سے ایک صاحب کمال درویش کو بہ توجہ خاص تھی

متوطن ہوا کہ وہاں کیہری قریب احمدنگر ہیں کہ وہ وہاں رہنا چاہتا ہے۔ جام نظام نے
اونکے واسطے منازل لائق تجویز کیں اور اسباب معیشت بہی مہیا کیا اور خرچ راہ اونکے ہاتھ
بھجوایا۔ مگر ان کے پہنچنے سے پہلے مولانا کو سفر آخرت پیش آیا۔ پھر میر شمس اور میر معین نے مراجعت
کی اور ٹھٹھہ میں اقامت کی۔ بعد کچھہ مدت کے جام نظام نے ملک باقی کا عزم کیا۔ اسکی وفات کے
بعد ملک سندھ میں بالکل آدمیوں کے حال میں فتور پڑا۔

جام فیروز

جب جام نظام الدین نے سفر آخرت اختیار کیا تو جام فیروز اُسکا بیٹا خرد سال تھا
و جام صلاح الدین کہ جام کے قرابتیوں میں تھا اور جام سنجر کا نواسا تھا اوسنے دعوی کیا کہ
مسند سلطنت پر اجلاس کرے۔ دریا خان و سارنگ خان کہ جام کے معتبر غلاموں میں تھے
اور بڑی شوکت و مکنت رکھتے تھے اونہوں نے اسکا فرمانروا ہونا پسند نہیں کیا۔ اشراف و
اعیان ٹھٹھہ سے اتفاق کرکے دریا خاں نے جام فیروز کو سریر سلطنت پر بٹھایا۔ جام صلاح الدین
مایوس ہوا اوسنے یہ سوچ کر بغیر لڑائی ملک نہیں ہاتھ آئیگا۔ گجرات میں گیا اور سلطان مظفر شاہ
گجرات سے التجا کی۔ سلطان نے جام صلاح الدین کی عم کی بیٹی سے نکاح کیا تھا۔ فیروز عیش و نشاط میں
مشغول ہوا۔ اکثر اوقات حرم میں پڑا رہتا اور اگر گاہے ماہے باہر آتا تو اوسکی مجلس میں لولی
اور مسخرے جمع ہوتے اور ہزل باتیں کرتے۔ اسکے عہد میں قوم سمہ کے آدمیوں اور خاصہ خیلوں نے
اہل شہر پر تعدی شروع کی۔ دریا خاں اوسکا مانع ہوا تو لوگ اوسکی اہانت کرنے لگے۔ دریا خاں
موضع کاہان میں جہاں اوسکی جاگیر تھی رخصت لیکر چلا گیا۔ یہاں اونہیں دنوں میں مخدوم عبد العزیز
ابہری محدث اور اوسکے دو بیٹے اصیل الدین و مولانا محمد آ گئے جنمیں سے ہر ایک عالم متبحر تھا۔ چند
سال تک افادہ و نشر علوم میں مشغول رہے اور ہرات سے انکا نکلنا شاہ اسمعیل کی وجہ سے
۹۱۱ھ میں ہوا۔ مولانا جمیع علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع تھے اور ہر علم میں اونکی تصانیف پسندیدہ
تھیں۔ مشکوۃ کی شرح لکھی تھی وہ تمام نہ ہوئی مگر مسودہ اوسکا کتب خانہ میں موجود تھا اور اکثر
کتب متداولہ پر حواشی لکھے تھے۔ وہ اسی کاہان میں ملک آخرت کو چلے گئے۔ مقابر کاہان
میں اونکا مزار آدمیوں کی زیارت گاہ ہے۔ جام فیروز عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور کام

صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ رکھتا تھا کمال زہد رکھتا تھا اور عبادت کرتا تھا اسکی خوبیاں
بیان نہیں ہوسکتیں اوائل جلوس میں ٹھٹہ سے وہ بکر میں آیا اور ایک سال یہاں رہا ۔مفسدوں
کو ملیا میٹ کیا ۔قلعہ بکر میں غلہ وغیرہ ہر قسم کا بہت جمع کیا اور دلشاد کوکہ کو کہ اسکا خانہ زاد تھا اور
مدارس میں اسکی خدمت کرتا تھا ۔بکر میں اسکو حاکم مقرر کیا اور گرد نواح کا یہاں لیا انتظام کیا
کہ راہوں میں آدمیوں کی آمد و شد ہونے لگی ۔بعد ایک سال کے وہ یہاں سے ٹھٹہ میں آیا اور
۴۸ سال بالاستقلال سلطنت کی ۔اسکے عہد میں علما و صلحا و فقرا نہایت فراغت سے زندگی بسر
کرتے تھے ۔سپاہ آسودہ حال اور رعیت مرفہ الحال تھی ۔سلطان حسین لنگاہ حاکم ملتان کا معاصر
جام نظام الدین تھا ۔ان دونوں میں بڑی محبت و مودت ہمیشہ سے آپس میں تھی تحفہ تحائف
بھیجتے رہتے تھے ۔جام نظام ہر ہفتے اپنے اصطبل میں جاتا اور گھوڑوں کی پیشانی پر ہاتھ
ملتا اور کہتا کہ اے دوستو میں نہیں چاہتا کہ سواء غزا کے تم پر سوار ہوں اسلئے کہ چاروں
طرف حکام مسلمان ہیں تم دعا کرو کہ بے سبب شرعی کے میں کسی جگہ نہ جاؤں اور کوئی یہاں
نہ آئے کہ مبادا بیگناہوں کی خونریزی ہو ۔خدا کے آگے میں شرمسار ہوں ۔اسکے عہد میں
سنن نبوی کا رواج ایسا ہوا تھا کہ اسے مافوق تصور میں نہیں آتا ۔مساجد میں اقامت جماعت
اس طرح کی ہوتی تھی کہ محلہ کے سب چھوٹے بڑے مسجد میں حاضر ہوتے اور کبھی تنہا نماز
پڑھنے سے راضی نہ ہوتے اور اگر کسی وقت کی نماز جماعت کی قضا ہو جاتی تو نہایت نادم
ہوتے اور دو تین روز استغفار پڑھتے ۔جام نظام کے اواخر سلطنت میں شاہ بیگ کی
سپاہ قندہار سے آئی اور مواضع بکری و چندوکا و سند بچہ پر حملہ کیا ۔مغلوں کے حملہ کے
دفعہ کرنے کے لئے جام نے سپاہ عظیم بھیجی اور وہ درہ کے قریب تک گئی جسکا نام جالوگر مشہور
ہے ۔ایک لڑائی ہوئی جس میں شاہ بیگ کا بھائی قتل ہوا اور اوسکی سپاہ کو شکست ہوئی
باقی سپاہ قندہار کو بھاگی پھر نظام الدین کی حیات میں سندھ پر کوئی حملہ نہیں ہوا ۔جام اکثر
اوقات مذاکرہ و مباحثہ علمی میں علما کے ساتھ مشغول رہتا ۔جناب مولانا جلال الدین محمد
دوانی نے شیراز سے ملک سندھ میں آنے کا قصد کیا ۔اپنے دو شاگردوں میر شمس و میر معین کو

اثناء رمضان کو بغیر افطار چهوڑ یا اور دریا سے گذر کر شکسته حال ہوا - انتہا جیسا کہ
سلطنت تهی جب حاجی وزیر سے اوسکی ملاقات ہوئی تو او سنے ملامت کی کہ تو نے یہ
کیا کیا او سنے حاجی کی عرضداشت دکهائی تو حاجی نے کہا کہ میں نے یہ نہیں لکها - آخر کو
حقیقت حال پر اطلاع ہوئی نہایت ندامت ہوئی مگر کام ہاتهہ سے جا چکا تها - ندامت سے
کیا فائده تها - دریا خان نے چند منزل تعاقب کیا اور عید الفطر کے روز جام فیروز کو
ٹهٹہ میں لایا عید گاہ میں نماز پڑہی - جام فیروز نے چند سال استقلال سے سلطنت کی مگر
آخر سنہ ۹۱۶ یا سنہ ۹۲۶ میں شاہ بیگ ارغون نے حملہ کیا چونکہ سمرہ و سمہ کا احوال کسی کتاب
میں مفصل مرقوم نہیں دیکها اسلئے مجمل لکها گیا اگر کسی عزیز کو اسسے زیاده حال معلوم ہو تو
وه اسمیں شامل کر دے - پہلے اسکے کہ ہم خاندان ارغون کا حال لکهیں چند متفرق حکایتیں لکهتے ہیں
ہم نے اوپر دریا خاں کا نام لکها ہے اسکے بلند پایہ ہونے کا حال تاریخ طاہری میں
یہ لکها ہے کہ جب جام نندا پسر بابنیہ کو تخت ٹهٹہ پر اوسکے دوستوں نے بٹهایا تو اس شہر کو
بڑی رونق دی اور حکومت ایسی عدالت کیساتهہ کی کہ ہر شخص اپنے گهر میں خوش تها +

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ۔ کسے را با کسے کارے نباشد

ایکدن وہ اپنے وزیر لکشمیر یا لکهمیر کو ساتهہ لیکر شکار کو گیا - وزیر کے ساتهہ ایک نوعمر
غلام قبولہ تها اور اوسکو پانی پلانیکی خدمت سپرد تهی - یہ لڑکا اصل میں سید کا بیٹا تها مگر
مقید ہوکر بکا اور وزیر نے اوسے مول لیا - جام کو پیاس لگی اسوقت اسکا آبدار موجود
نہ تها وزیر نے اس لڑکے کو حکم دیا کہ پانی لا - وہ پیالہ میں پانی لایا اور اوسمیں گهاس کے
تنکے ڈال دئے - جام نے پیالہ کو دیکهہ کر پوچها کہ یہ تنکے کیوں ڈالے ہیں لڑکے نے جواب دیا
کہ حضور پیاسے ہیں مجہے یہ خوف تها کہ اگر پانی زیاده پی جاؤگے تو سوار نہیں ہو سکوگے - ان
تنکوں کے سبب سے پانی ٹهیر ٹهیر کر اعتدال سے پیوگے - اگرچہ اسمیں کوئی تعجب کی بات نہ تهی -
مگر لڑکے کے اقبال نے یاوری کی کہ جام نے قبولہ کو وزیر سے لے لیا اور پهر اوسکو وه
بچوں سے زیاده چاہنے لگا اور مبارک خاں کا خطاب دیا - اور مرتے وقت اوسکو اپنا بیٹا

جام نندہ کا دریا خاں کو بلند پایہ کرنا

اوسکے برپا کرنے کا ارادہ کیا۔ جماعت واقفہ طلب نے جام صلاح الدین پاس آدمی بھیجا اور اوس حال سے آگاہ کیا کہ جام فیروز اکثر مست و مخمور رہتا ہے اور عمدہ ملک دریا خاں عذر کرکے کاہان کو چلا گیا ہے۔ اب وقت ہے کہ جلد یہاں آؤ۔ جام صلاح الدین نے ٹھٹھہ کے آدمیونکی لکھاوٹیں سلطان مظفر کو دکھلائے۔ سلطان مظفر نے بہت سا لشکر جام صلاح الدین کے ساتھ کرکے ٹھٹھہ کو رخصت کیا۔ اوسنے متواتر کوچ کرکے مسافت بعیدہ کو قطع کیا اور فی الفور آب ٹھٹھہ سے عبور کرکے شہر میں داخل ہوا۔ جام فیروز کے آدمی پریشان ہوئے اور اوسکو دوسری جانب سے باہر لے گئے۔ جام صلاح الدین بلدہ ٹھٹھہ میں سریر سلطنت پر بیٹھا اور جام فیروز کے خاص خیلوں سے مواخذہ لیا اور مصادرہ کرکر اموال طلب کیے۔ جام فیروز کو اوسکی والدہ دریا خاں پاس کاہان میں لائی اور بڑی زاری کرکے اوسکی تقصیر معاف کرائیں۔ دریا خاں نے حقوق سابق کو مرعی رکھہ کر لشکر جمع کرنا شروع کیا۔ جب سیوستان کے گرد جام فیروز کے علم کے نیچے لشکر جمع ہوا۔ اور بلوچوں اور سیویوں نے بھی اوسکی طرف رجوع کی تو دریا خاں جام صلاح الدین کے دفع کے لئے متوجہ ہوا۔ جام صلاح الدین نے چاہا کہ جدال کے لیے استقبال کرے حاجی نے کہ اوسکا وزیر تھا کہا کہ مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جام صلاح الدین شہر میں رہے اور جنگی ہاتھیوں اور لشکر کو اوسکے ہمراہ کرکے جنگ میں بھیجے۔ جام صلاح الدین نے شہر میں توقف کیا۔ حاجی وزیر کو جنگ میں بھیجا۔ دونو لشکروں میں آتش جدال و قتال افروختہ ہوئی طرفین سے بہادر کشتہ ہوئے آخر کو دریا خاں کے لشکر نے ہزیمت پائی اور اولٹا پھرا حاجی وزیر نے سر سواری جام صلاح الدین کو عرضداشت بھیجی کہ ہم کو فتح و فیروزی حاصل ہوئی خاطر جمع رکھو وقت نہ تھا کہ دریا خاں کا تعاقب کر سکتا۔ قاصد مع عرضداشت کے دریا خاں کے آدمیوں کے ہاتھ لگا اوسنے فوراً عرضداشت کا مضمون کو بدل کر دوسری عرضداشت حاجی وزیر کی طرف سے جام صلاح الدین کو یہ لکھی کہ ہمارے لشکر کو شکست ہوئی غنیم زبردست ہے تم اہل و عیال لیکر ٹھٹھہ سے باہر چلے آؤ اور اصلا توقف نہ کرو موضع چاچکان میں ہم تم ملجائینگے۔ جونہی یہ عرضداشت پہنچی جام صلاح الدین

جب تاج الدین یلدوز کے افسروں نے لاہور کو تسخیر کیا تو شہر ملتان میں ملک ناصر الدین
قباچہ نے پناہ لی اور ۱۲۱۷ع کے آخر میں ملک خاں خلجی اور اوسکے آدمی ملک سیوستان کے
مالک ہو گئے سلطان شمس الدین التمش نے اپنا وزیر نظام الملک محمد سید اسعد خاں کو اچہ کی
تسخیر کے لئے بہیجا اور خود دہلی گیا سنہ ۶۲۵ھ ۱۲۲۸ع میں اچہ بے جنگ نظام الملک کے ہاتھہ آگیا
اور وہ بہکر کو دوڑا گیا۔ ناصر الدین قباچہ بہاگا اور دریا میں اوسکی کشتی حیات ورطہ ہلاکت
میں آئی سلطان شمس الدین سند کا مالک ہو گیا سنہ ۶۳۰ھ ۱۲۳۲ع میں نور الدین حاکم مقرر ہوا سلطان
التمش سنہ ۶۳۳ھ ۱۲۳۶ع میں مر گیا سلطان مسعود شاہ اسکا جانشین ہوا۔ اسکی پرخلل سلطنت میں
مغل دریاء سند سے پار اترے اور اوچہ کا محاصرہ اونہوں نے کیا۔ مگر سلطان مسعود کی
ہوشیاری سے مغلوں کو شکست ہوئی اور وہ خراسان کو بہاگ گئے۔ سلطان مسعود نے
ملک جلال الدین محمد کو سند کا حاکم بجائے نور الدین محمد کے مقرر کیا۔ اوسکی خدمت میں
ناصر الدین محمود چچا سلطان مسعود کا تاج و تخت کا مالک ہوا +

سنہ ۶۶۲ھ ۱۲۶۴ع میں سلطان غیاث الدین دہلی میں بادشاہ ہوا اوسنے لاہور و ملتان کے
ممالک اپنے بیٹے سلطان محمد کو سپرد کئے۔ وہ باپ سے تیسرے سال ملنے جاتا تہا سنہ ۶۸۳ھ ۱۲۸۴ع میں
چنگیز خانی لشکر کے ساتھہ لڑکر شہید ہوا اور اوسکا بیٹا کیخسرو اوسکا جانشین ہوا۔ جب
سنہ ۶۹۲ھ ۱۲۹۳ع میں سلطان جلال الدین خلجی آیا تو اوسنے ملتان اور اچہ میں ارکلی خاں کو
حاکم مقرر کیا اور سند میں نصرت خاں کو حاکم مقرر کیا سنہ ۶۹۵ھ ۱۲۹۵ع میں سلطان علاء الدین نے
بہی اپنے بہائی الغ خاں کو ارکلی خاں کے نکالنے کے لئے بہیجا۔ مگر نصرت خاں دس ہزار سوار
کے ساتھہ ملتان۔ اچہ۔ بہکر سیوستان ٹھٹہ میں بدستور حاکم رہا۔ سنہ ۶۹۷ھ میں سلدائی مغل
سیستان سے آئے۔ اور اونہوں نے سیوستان پر قبضہ کیا مگر نصرت خاں نے انپر سخت حملہ
کر کے ملک کو اونکے قبضہ سے نکال لیا سلطان علاء الدین نے اپنے آخر وقت میں
سے چنگیز خانی مغلوں کو نکالنے کے لئے غازی ملک کو دس ہزار سوار کا سپہ سالار بناکے
بہیجا ملتان و اچہ اور سند جاگیر میں دیا +

۶۱۴ اور کاروبار سلطنت سپرد ہوگیا +

سب مورخین نے تو ناصر الدین قباچہ کا حال شاہان دہلی کے واقعات میں لکھا ہے لیکن تاریخ فرشتہ نے اوسکو مملکت سند کا ایک مستقل بادشاہ مان کر حال لکھا ہے اور اس طرح سے اوسکی حکومت سند میں بیان کیا ہے +

ناصر الدین قباچہ سلطان معز الدین سام کا ترکی غلام تھا اور مدتوں اوسکی خدمت میں رہکر ملک داری اور کشور کشائی میں وقوف حاصل کیا تھا۔ بعد ازاں اوسنے قطب الدین ایبک کی ایک لڑکی سے شادی کی اور جب وہ مرگئی تو دوسری لڑکی سے نکاح کیا قطب الدین ایبک کی وفات کے بعد اکثر سند کے قلاع و بقاع کو وہ اپنے تصرف میں لایا۔ سومروں کو جنہیں سے بعض مسلمان تھے بعض کافر ایسا ضعیف کیا کہ سواء بلدہ ٹھٹھہ و جنگل کے اونکے تصرف میں کچھہ نہ رہا۔ وہ زراعتی و رعیتی بن کر گوشوں و کناروں میں رہتے تھے لیکن ناصر الدین قباچہ کی وفات کے بعد بہ تدریج رشتہ سلطنت انہیں کے ہاتھہ میں چلا گیا اور سلاطین دہلی کے ہاتھہ سے سند نکل گیا +

حالات ناصر الدین قباچہ کی حکومت +

اب تحفۃ الکرام سے سند کی تاریخ کو اس زمانہ سے کہ اسکا تعلق خلفاء عباسیہ سے نہیں رہا نقل کرتے ہیں سلطان محمود غزنوی کے بعد سلطان مسعود اور سلطان مادود و مجدود کی طرف سے سند میں حاکم رہے بعد ازاں سلطان قطب الدین اور آخر کو آرام شاہ کے حاکم سند میں رہے جنکا بیان پہلے ہو چکا ہے آخر بادشاہ کے عہد میں سلطنت چار حصوں میں منقسم ہوگئی۔ ایک حصہ میں ملتان اور کل سند اور اچہ تھا جسمیں ناصر الدین قباچہ فرمان روا تھا اور اسوقت سات رانا ملتان کے اوسکے باج گزار تھے (۱) رانا پرہیرت راٹہور ڈیرا کا ضلع دربیلا میں (۲) سنر پسر دھماج قوم کریح سما جو ننگ میں ضلع روپاہ میں رہتے تھے (۳) جیسر پسر جچی ماچھی سوا لکھی جو مانک تارا کے تھے (۴) دکائی پسر پنون چیتون جو وادی سیوی میں رہتے تھے (۵) چینون پسر دیتا قوم چھنا جو بھاگ نے میں رہتے تھے (۶) اجی پال پسر وری آہ جو جھام پیم کوٹ میں رہتے تھے (۷) جسو دہن اکرا جو مین نگر ضلع بام بردا میں رہتے تھے +

اپنے گماشتونکو حکومت کو سپرد کرکے خود اپنے مرکز پر واپس چلے گئے صرف سلطان ناصرالدین قباچہ نے یہاں سندہ میں بادشاہی کی جسکا اوپر ذکر ہوا +

تاریخ طاہری میں لکھا ہے کہ قوم سومرا کی سلطنت ۵۰۰ برس سنہ ۷۰۰ سے ۸۴۳ تک رہی اور وہ ہندو تھے اور انکی سلطنت بیل تہا اور اونکا دارالسلطنت محمد تور پرگنہ دیراک میں تہا دودا ہم عصر علاءالدین کا تہا پہرڈالو رائے اور امیر سمرا کی کہانیاں قصے لکھے ہیں +

بیگ لار نامہ میں لکھا ہے کہ مسلمانونکی فتح کے بعد قوم تمیم نے سندہ میں سلطنت کی اور کچھہ مدت کے بعد سومرا فرماں روا ہوئے اور ۵۰۵ برس تک اونہوں نے سلطنت کی ان کا دارالسلطنت مہاتم پور تھا +

منتخب التواریخ میں محمد یوسف لکھتا ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی کا جانشین اسکا بیٹا سلطان عبدالرشید ہوا۔ اہل سندہ نے اوسکو کاہل و غافل و عیش دوست سمجھہ کر اس سے سرتابی کی ۴۴۵ھ ۱۰۵۳ء میں سومرا کی قوم نے ایک شخص سومرا نامی کو اپنا بادشاہ بنایا۔ وہ مدتوں تک خود مختاری کے ساتھہ سلطنت کرتا رہا اسکے بعد اوسکا بیٹا بھونگر جسکی والدہ زمیندار صاد کی بیٹی تھی جانشین ہوا۔ ۴۶۱ھ میں بھونگر ۱۵ برس سلطنت کرکے مرگیا اور اوسکا بیٹا دودا ۲۴ برس سلطنت کی ۴۸۵ھ میں فوت ہوا۔ پہر سنگھر نے ۱۵ برس بعد اوسکے ہفیف نے ۳۳ برس اوسکے پیچھے امر نے ۴۰ برس اور دودا دوم نے ۱۴ برس وپہتو نے ۳۳ برس کنہرا نے ۱۱ برس محمد طور نے ۱۵ برس کنہرا دوم نے بھی ایک سال دودا سوم نے ۱۴ برس تائی نے ۲۴ برس چنیسر نے ۱۸ برس بھونگر دوم نے ۱۵ برس ہفیف دوم نے ۱۸ برس دودا چہارم نے ۲۵ برس امیر سمرا نے ۳۵ برس بھونگر سوم نے ۱۰ برس سلطنت کی۔ پھر ہمیر راج آیا جسکو اوسکے ظلم کے سبب قوم سما نے معزول کیا۔

تحفة الکرام میں ایک جگہہ لکھا ہے کہ سامرا کی عربوں سے قوم سومرا پیدا ہوئی یہ عرب دوسری صدی ہجری میں آئے تہے تمیم کا خاندان اونکے ہمراہ تہا۔ جو عباسیہ خاندان کے عہد سلطنت میں سندہ کا فرمانروا رہا۔ اور ۵۵۰ سال تک سلطنت کرتا رہا۔ اسلیئے کہ وہ خاندان عباسیہ کے مطیع برائے نام تہے اور پوری آزادی رکہتے تھے اور سندہ کے بڑے حصے میں غزنوی اور غوری بادشاہوں کی

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ سنہ ۷۲۰ھ میں غازی ملک دہلی پر ملتان اور سندھ سے سپاہ لیکر چڑھ گیا اور خسرو خاں کو مطیع کیا اور تخت پر بیٹھ کر اپنا لقب غیاث الدین تغلق شاہ رکھا اور اپنی نئی سلطنت کے انتظام میں مصروف ہوا تو سومرانے ٹھری میں اپنے ہمسایہ سے سپاہ کو جمع کیا اور ایک آدمی کو جسکا نام سومرا تھا تخت پر بٹھایا آگے سومرا کی سلطنت کا حال وہی لکھا ہے جو تاریخ معصومی سے ہمنے نقل کیا ہے

آخر کار سمانے سنہ ۷۵۲ھ مطابق ۱۳۳۵ء میں ارمیل کو جو سومرا کا فرمانروا تھا قتل کیا۔ اس خاندان کے اقبال و زوال اور اسکے بادشاہوں کی تعداد اور اونکے زوال کے اسباب سے مورخ مختلف طرح بیان کرتے ہیں جسکا خلاصہ ذیل میں درج ہوتا ہے +

خاندان سومرا

مسلمانوں کی تاریخ کا مشکل سوال یہ ہے کہ صحیح طور پر بیان کیا جائے کہ قوم سومرا جو سندھ میں حکمران تھی وہ کون تھی اول میر معصوم نے جسکی تاریخ اوپر نقل ہوئی یہ لکھا ہے کہ عبدالرشید سلطان مسعود کے زمانہ سنہ ۴۴۳ھ مطابق ۱۰۵۱ء میں قوم سومرا نے غزنی کی حکومت سے سرتابی کی اور سندھ کے تخت پر ایک قوم سومرا کا آدمی بٹھایا جسکا نام سومرا تھا اور اس بیان کا اپنے تاریخ میں خاتمہ اسپر کیا کہ مجھے اسسے زیادہ نہیں معلوم جو میں نے لکھا ہے اگر کسی کو زیادہ معلوم ہو تو وہ زیادہ کردے۔

ابوالفضل نے آئین اکبری میں صرف یہ لکھا ہے کہ ۳۶ سومرہ کے بادشاہوں نے سندھ میں پانچ سو برس سلطنت کی فرشتہ نے بھی اس سوال کا فیصلہ نہیں کیا اور صاف یہ لکھا کہ عماد الدین محمد قاسم کی وفات کے بعد حکام سندھ کا احوال کسی تاریخ متداولہ میں نہیں لکھا گیا لیکن تاریخ بہادر شاہی میں اس مملکت کے حکام کے نام لکھے ہیں محمد قاسم کے بعد ایک جماعت کہ اپنے تئیں اولاد تمیم انصاری جانتے تھے اونے سندھ میں بادشاہی کی انکے بعد اس حدود کے زمینداروں میں سے جنکو سومرہ کہتے تھے اور قوت و کثرت احوال و انصار میں ممتاز تھے سندھ کے ملک میں اپنی سلطنت قائم کی اور پانچسو سال سلطنت کی مگر اونکے بادشاہوں کے نام کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گذرے اس سومرہ کے خانوادہ کو سمہ کے خاندان نے تباہ کیا۔ یہ بھی اسی ملک کی حدود کے زمیندار تھے انکے سردارنے جام کا لقب اختیار کیا۔ ان دو طائفوں کی سلطنت میں کبھی کبھی بادشاہان اسلام غزنویہ و غوریہ و دہلویہ نے مزاحمت کی اور بعض اونمیں سے بلاد پر قابض ہوئے اور

زوال ۱۰۲۱ھ میں ہوا +

یہ بھی تاریخوں میں لکھا ہے کہ سما اپنے تئیں جمشید سے منسوب کرتے ہیں اسلئے لفظ جام کا اپنے مقدم و بزرگ تر پر اطلاق کرتے ہیں تاکہ جمشید کی یاد دلاتے ہیں بعض اونکو عرب ابی جہل کی اولاد سے بتلاتے ہیں تاکہ ہندوؤں سے نو مسلم ہونیکا عیب دور ہو جاتے کچھہ کی قوم جھاریجا بھی سما کی قوم میں سے ہے وہ اپنے تئیں سام بن نوح کی اولاد میں سے بتاتے ہیں جس سے دونو لقب سام و جام کی آسانی سے متعلق ہوتے ہیں +

خاندان ارغون قندہار و سندہ

اکبر نامہ و میر معصوم کی تاریخ سندہ سے اور ارغون نامہ سے جسکا دوسرا نام ترخان نامہ ہے ہم خاندان ارغون کا حال لکھتے ہیں +

مورخین بیان کرتے ہیں امیر بصری کا بیٹا ذوالنون تہا اور امیر بصری جسکو مصری کہتے ہیں وہ ارغون خان ترخان ابن اباکا یا اباغ خان ابن ہلاکو خاں بن چنگیز خان کی اولاد میں سے تہا صاحب قران کے زمانہ میں ایک خطاب ترخان تہا جسکو وہ مل جاتا تو سپاہی اوسکو کہیں جانے سے نہ روکتے اور اوسے اور اوسکی اولاد سے نو جرموں تک بازپرس نہ ہوتی چنگیز خاں نے قشلیق و باناکو اس جلدو میں کہ اونہوں نے دشمنوں سے آگاہ کیا تہا ترخانی کا درجہ دیا تہا اور اپنی عاطفت عظیم سے بار فرمایش سے سبکدوش کیا تہا اور اپنی اوس میں سے شہنشاہی حصہ اوسکو دیا تہا بعض بادشاہوں نے اس خطاب کے ساتہہ یہ سات چیزیں دیں طبل من توغ نقارہ اور قشون توغ و چتر توغ و قورسیم تغلق تیمور نے امیر مولاجی پر یہ نوازش کی تہی کہ اوسکی اولاد میں سے نو پیڑہی تک نو گناہوں تک بازخواست نہو اور جب گناہ نو سے گذر جائیں تو بازپرس ہو اور اوسکا پاداش یہ ہو کہ دو سالہ نقرہ اسپ پر اوسکو بٹہائیں اور پائے اسپ تک نمدہ ڈالیں بزرگان بر لاس میں سے ایک اوسکی گذارش عرض کرے اور اوسکے جواب کو ارکیوت کے سرداروں میں سے کوئی اوسے کہے پہر اوسکی شہ رگ کہولی جائے اور یہ دو بزرگ اوسکی نگہبانی کریں جب اوسکا کام انجام پائے تو اوسکو

طرف سے حاکم مقرر تھے۔

ایک اور مقام پر وہ بیان کرتا ہے کہ اونکو چھوٹے امراقی بلایا تھا جو اپنے نامور بھائی ڈالورائے کے ظلم سے ناراض ہوا اور بغداد میں گیا۔ اور خلیفہ نے سو عرب سامرا کے اوسکے ساتھ کیے جنکو وہ اپنے ساتھ سندھ میں لایا اونکے ساتھ سید علی موسوی بھی تھا جسنے ڈالورائے کی بیٹی سے شادی کی جنکی اولاد ابتک شہر مطلوی میں بستی ہے۔

آگے اور کچھ حال سومرا کا لکھا ہے جسکو اوپر ہم نے نقل کیا ہے غرض کچھ اور ہی سومرا کے سال میں خلط ملط ہو گیا۔ انگریزی مورخوں نے اس عقدہ کے حل میں بہت اپنا مغز بھی کیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا +

سما کی قوم

جو پیچیدگیاں اور دشواریاں قوم سومرا کے باب میں ہیں وہ سما کے باب میں نہیں ہیں سمانے سومرا کو ۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء میں خارج کر کے جبتک سلطنت کی کہ اون کا قائم مقام خاندان ارغون ۹۲۷ھ ۱۵۲۱ء میں ہوا۔ سما کی تاریخ سلطنت کوئی پہلے کوئی پیچھے بتاتا ہے۔ لدرنامہ ۷۴۷ھ ۱۳۴۴ء آغاز سلطنت بتاتا ہے جس سے ۱۹۳ برس قیام سلطنت ہوتا ہے تاریخ طاہری آغاز ۸۴۳ھ ۱۴۳۹ء اور قیام ۸۴ برس سے زیادہ نہیں تحفۃ الکرام ۷۵۲ھ آغاز جسسے قیام ۱۷۵ سال معلوم ہوتا ہے +

تاریخ طاہری میں ظاہر غلطی معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ سندھ پر سلطان فیروز شاہ نے ۷۶۲ھ ۱۳۶۱ء میں حملہ کیا ہے اسکا مقابلہ جام کیا جو سما میں سے تھا سومرا میں سے نہیں اور یہ تاریخ ہمکو شمس سراج کے بیان سے معلوم ہوئی جسکا باپ پانچ ہزار کشتیوں میں سے ایک ہزار کشتی کا افسر تھا جو اس مہم میں کام کرتی تھیں جام کی قوت کا اندازہ اسسے ہو سکتا ہے کہ وہ سلطان دہلی کے مقابلہ میں لڑنے کے لئے چالیس ہزار پیادہ اور بیس ہزار سوار لایا تھا اور ڈہائی برس سلطان کو جھلائے رکھا۔ دس برس پہلے تاریخ سے جو اسی زمانہ کی تصنیف ہے میں محمد تغلق نے جب حملہ کیا ٹھٹہ میں حاکم سومرا تھا اور سما نہ تھا پس تحفۃ الکرام کا ۷۵۲ھ لکھنا صحیح ہے کہ اس میں سما کو تخت نصیب ہوا۔ یہ سنہ مطابق سلطان فیروز کی تخت نشینی سے ہے جو سندھ میں تخت نشین ہوا تھا سب تاریخوں کے مورخوں کا اسپر اتفاق ہے کہ قوم سما کا

اظہار کیا خطبہ و سکہ محمد خان کے نام کا چلایا۔ اوس کے پاس گئے اور ایسا اوسکو اپنی کہا کہ وہ
خراسان کو چلا گیا ۹۱۹ھ ۱۵۱۳ء میں کابل سے بابر بادشاہ قندہار و زمین داور کی فتح کے ارادہ سے چلا
شاہ بیگ و محمد مقیم نے اوس سے جنگ عظیم کی اور شکست پائی۔ زمین داور و قندہار بابر کے قبضہ میں آئے
امیر ذوالنون کے خزانے جمع کئے ہوئے ہاتھ لگے جسکو اوسنے اپنی سپاہ میں تقسیم کر دیا۔ اور اپنے
بھائی ناصر الدین مرزا کو قندہار حوالہ کر کے کابل چلا گیا۔ اور محمد مقیم کی بیٹی ماہ بیگم کو مقید کر کے
لے گیا کچھ مدت کے بعد سلطان ناصر الدین مرزا قندہار کو بے وجہ چھوڑ کر چلا گیا شاہ بیگ نے
تیز دستی کر کے قندہار پر قبضہ کر لیا۔ اس حال میں محمد مقیم نے انتقال کیا۔ بابر نے ماہ بیگم کا نکاح
قاسم کوکہ سے کر دیا جس سے ناہید بیگم بیٹی پیدا ہوئی۔ قاسم کوکہ جنگ اوزبک میں ہلاک ہوا +
اب شاہ بیگ قندہار سے شال میں آیا۔ یہاں کے امرا نے اوسکی اطاعت کی۔ پھر سیوی کی
طرف چلا جہاں کے حاکم پردلی برلاس نے چند آدمی معتبر پیشکش کے ساتھ بھیجے اخلاص و دولت خواہی
کا اظہار کیا۔ شاہ بیگ نے ان فرستادوں کو رخصت کیا اور خود شال میں آ کر ٹھیرا۔ شاہ بیگ
نے اپنے امرا سے مشورہ کیا سب نے یہ رائے دی کہ سیوی کو تسخیر کرنا چاہیئے اسلئے کہ ۹۱۵ھ میں
شاہ اسمعیل نے خراسان پر قبضہ کر لیا اور حضرت بابر شاہ کابل میں تشریف فرما ہیں اور طرفین سے
منازعت کے ابواب کھلے ہوئے ہیں ہم کو اپنی عافیت کی فکر کرنی چاہیئے کہ اگر کسی روز
قندہار سے جدا ہوں تو وہاں چند روز گذارا کریں۔ آخر الامر وہ شال سے سیوی کو کوچ بکوچ
آیا اور سیوی کو لے لیا بعض آدمی قلعے کے اوسکے پاس آئے بعض بھاگ گئے خود فتحپور
میں کہ مجمع و مسکن انکا تھا پہنچا۔ اور بعض امیروں کو قندہار میں بھیجا۔ فتحپور ایک قلعہ سیوی سے
پچاس کروہ پر سند کی جانب میں تھا۔ فتح پور تو برباد ہو گیا قلعہ و عمارتیں موجود نہیں یہاں
دلی برلاس دو تین ہزار آدمی جمع کر کے لڑا اور آخر کو شاہ بیگ فتح مند ہوا۔ یہاں شاہ بیگ
نے باغات و عمارات کی بنیادیں ڈالیں اور قلعہ بنایا۔ اور کار آزمودہ آدمی مقرر کئے
اور قندہار کو معاودت کی +

شاہ اسمعیل نے اوسط شعبان ۹۱۶ھ میں خراسان پر تصرف کیا اور محمد خان شیبانی اوزبک کو

پیشگاہ حضور سے بیجا اگر سوگواری کریں روز طوی میں سب بزرگ پیادہ ہوتے ہیں اور ایک یساول
آدمیوں کا انتظام کرتا ہے اس طرح یہ ترخان ہی سوار ہوتا ہے اور انتظام کرتا ہے ایسے ہی شادی میں
بادشاہ کے لئے ایک پیالہ خمر ہوتا ہے تو خان کے بائیں ہاتھ ہیں یہ ساغر رکھتے ہیں اور اوسکی مہر
بھی فرامین پر ہوتی ہے لیکن فرمانروا کا سکہ اوسکی آخر سطر میں ہوتا ہے اور ناموں کا لفافہ نہیں ہوتا
یہ نو گناہوں کا بخشا جانا شائستگی سے خالی ہے۔

میر ذوالنون بیگ ارغون سلطان ابوسعید کے ملازموں میں تھا رزم و کارزار میں ایسی مردانہ
کوششیں کرتا تھا کہ وہ سلطان ابوسعید کا منظور نظر ہوا جب سلطان ابوسعید قراباغ میں مقتول ہوا
تو امیر ذوالنون اپنے باپ پاس ہرات چلا گیا اور یادگار مرزا کی خدمت کچھہ دنوں کرتا رہا۔ میر ذوالنون بیگ ارغون
جب سلطان حسین مرزا خراسان میں بادشاہ ہوا اور مرزا امیر بصری کا انتقال ہوا تو ذوالنون
سمرقند میں آیا سلطان احمد مرزا نے اوسپر بہت التفات کی دو تین سال یہاں رہا۔ بعد ازاں
ماوراء النہر کی بے سری سے الوس ارغون خراسان گیا۔ یہاں آن کر سلطان حسین کا ذوالنون
منظور نظر ہوا قندہار اور سیستان میں داور اسکو اقطاع میں مل گئے جب بدیع الزماں مرزا نے
اپنی بدگوہری سے سلطان حسین مرزا سے سرتابی کی میر ذوالنون اوسکے ہمراہ ہوا جب سلطان
حسین مرزا کی عمر ختم ہوئی تو اوسکے دو بیٹے بدیع الزماں و مظفر مرزا سریر آرا ہوئے اور اس دیار
میں پراگندگی پھیلی شیبک خاں اوزبک لٹنے آیا میر ذوالنون لڑائی میں مارا گیا۔

جب امیر ذوالنون نے وفات پائی تو دونو بھائی شاہ بیگ و محمد مقیم قندہار میں جمع ہوئے
اور باپ کی تعزیت کی مراسم ادا کیں تعزیت کے بعد اسی مجلس میں محمد مقیم و جمیع امرا ارغون
و ترخان نے و سپاہ نے شاہ بیگ کی سرداری کو قبول کیا شاہ بیگ نے باپ کے وقت کے
منصبداروں کو بدستور اپنے کاموں پر بحال رکھا شاہ بیگ عنفوان جوانی سے پیرایہ علم و ادب شاہ بیگ
سے آراستہ تھا اور علوم سے خوب بہرہ تھا علماء اور طلباء کی صحبت میں رہتا تھا جب محمد خاں شیبانی
ولایت خراسان کو تسخیر کر کے نواحی فراہ میں آیا اور قندہار کی تسخیر کا ارادہ کیا اور اسطرف اوسنے
گھوڑا دوڑایا اور گرم سیر میں آیا تو شاہ بیگ و امیر محمد مقیم نے محمد خاں پاس ایلچی بھیجکر اپنی اطاعت کا

جب بابر بادشاہ کا لشکر کابل کو چلا گیا تو شاہ بیگ سوی میں آیا اور کچھ دنوں یہاں رہا
اور اپنے امرا اور لشکریوں سے کہا کہ بابر اس مرتبہ قندہار کی راہ دیکھنے آیا تھا دوسری مرتبہ
تسخیر کے لئے آئیگا۔ اور جب تک وسکو وہ نہ لیگا چین نہ دیگا اور اس اپنے دعوی کے لئے
دلیل یہ لایا کہ بابر کے دل میں محمد مقیم کی طرف سے یہ خار دل ہے کہ اُسنے دولت قدم اپنی
محرمہ کو کابل بھیجا جو اوسکی بیٹی ماہ بیگم کو بھگا کر قندہار میں لائی اور اوسکا نکاح مرزا شاہ حسین
سے ہوا وہ ضرور اسکا انتقام قندہار کی فتح سے کرنا چاہے گا۔ دوم بابر بادشاہ پاس
شاہزادے بہت سے جمع ہو گئے ہیں۔ اسکا ہاتھ ازبک ور قزلباش پر چل نہیں سکتا اسلئے
وہ قندہار پر قبضہ کرنا چاہے گا۔ اب ہمکو اپنا فکر کرنا چاہیے اُسنے سیوی سے ہزار سوار سند
کی طرف بھیجے اونہوں نے جا کر ۔ ذیقعد ۹۲۱ھ کو قریہ کاہان و باغبانان کو تاخت کیا یہ قریے
ایسے آباد تھے کہ ہزار شتر جو باغوں میں رہٹ چلاتے تھے لوٹ میں ہاتھ آئے۔ اسپر اور چیزوں
کا قیاس کر لینا چاہیے۔ ایک ہفتہ یہاں لشکر رہا اور پھر الٹا سیوی کو چلا گیا۔

۹۲۱ھ ۱۵۱۵ میں بابر نے اسی منصوبے کے موافق جو شاہ بیگ نے سوچا تھا قندہار کی طرف
کوچ کیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور نقبیں لگائیں۔ محاصرہ نہایت تنگ کیا گیا تھا غلہ کا راستہ
طرف سے بند کیا گیا شہر کے اندر غلہ کا قحط پڑا تھا۔ بالآخر مصالحہ قرار پائی۔ اول تیر میں
بادشاہی لشکر میں تپ کی وبا پھیلی ناچار کابل کو معاودت کی اسی سال میں بابر بادشاہ
کی خدمت میں شاہ حسن مرزا باپ سے رنجیدہ ہو کر آیا۔ بادشاہ نے اسپر عنایت کی دو سال
وہ بادشاہ کی ملازمت میں رہا۔ بابر بادشاہ کہتا تھا کہ شاہ حسن بیگ ہماری ملازمت کے
ارادہ سے نہیں آیا بلکہ اسلئے آیا ہے کہ تورہ سلطنت اور قانون ایالت ہم سے یاد کرے
آخر کار شاہ حسن بادشاہ سے رخصت لیکر قندہار کا عازم ہوا۔ ۹۲۲ھ ۱۵۱۶ میں بابر بادشاہ
قندہار کی طرف چلا۔ شاہ بیگ بادشاہ کی آمد و شد سے بہ تنگ ہوا۔ شیخ ابو سعید پورانی کو
مصالحت کے لئے بھیجا اور اس جانب سے خداوند محمود و خواجہ عبد العظیم قندہار میں تشریف لائے
عہد نامہ لکھا گیا کہ سال آیندہ میں قندہار بابر بادشاہ کے آدمیوں کے حوالہ کیا جائیگے۔

قتل کیا اور دمش خاں کو قرا اور سیستان کی حکومت کے لیے بھیجا شاہ بیگ کو اندیشہ ہوا اوسنے اپنے
مصاحبوں سے مشورہ لیا کہ ہم دو بادشاہوں کے درمیان آب و آتش کے بیچ میں ہیں ایک جانب
شاہ اسمٰعیل اور دوسری جانب بابر بادشاہ ہے سب کی رائے یہ ہوئی کہ بابر بادشاہ سے صلح مصالحت
کا ڈول ڈالنا چاہیے اور شاہ اسمٰعیل کی خدمت میں جانا چاہیے۔ یہی کیا مگر شاہ اسمٰعیل نے شاہ بیگ
کو قلعہ ظفر میں قید کیا جو جماعت اوسکے ہمراہ تھی کچھہ مایوس ہو کر قندھار چلے آئے کچھہ کو یوں ہیں
جانا چاہیے۔ مہتر سنبل جو شاہ بیگ کا غلام تھا وہ قلعہ ظفر میں پہنچا۔ جس برج میں کہ شاہ بیگ قید تھا
وہاں حلوائی کی دکان کھولی اور زنداں بانوں کو حلوے چٹا کر انسے آشنائی پیدا کی اور
اپنا مقصود حاصل کیا کہ شاہ بیگ پاس آنے جانے لگا اور ایما و اشاروں سے صورت واقعہ معلوم
کرنے لگا۔ بارہ مردان کار نے یہ امر قرار دیا کہ جس طرح ہو سکے شاہ بیگ کو چھٹا کر قندھار لیجانا چاہیے
پھر سنبل حلوائی نے ایک رات کو پہرہ داروں کو داروے بیہوشی کھلائی وہ تو حلوا چٹ کرکے
انٹا چت ہو گئے سنبل دو آدمیوں کو لیکر برج میں آیا۔ شاہ بیگ کو رسی میں لٹکا کر نکال لایا۔ رسی
چھوٹی تھی اسلئے شاہ بیگ گرا اور ایک دانت ٹوٹا۔ پھر بادپا گھوڑوں پر جنکے نعل الٹے لگے ہوئے
تھے سوار ہو کر منزل مراد پہ پہنچا +

جب بابر بادشاہ نے شاہ بیگ کے قید ہونے کی خبر سنی تھی تو قندھار کی تسخیر کا ارادہ تھا
لیکن بلاد ماوراء النہر و بدخشان کے فسادوں کے سبب یہ ارادہ قوت سے فعل میں نہیں آیا تھا
اب اونسے خاطر جمع کرکے قندھار کی عزیمت کی۔ شاہ بیگ مصالح قلعہ داری کے لیے قندھار
کی چاروں طرف سے آذوقہ کو شہر میں لے آیا۔ برج و بارہ کو درست کیا لشکر شاہی میں جاسوس بھیجے
شاہ بیگ نے ارادہ مصمم کر لیا تھا کہ میدان مقابلہ و مقاتلہ میں قدم رکھے۔ اس باب میں اپنے مصاحبوں
سے مشورہ لیا تو سب نے یہ کہا کہ ایک دفعہ دو دو ہاتھہ کرنے چاہئیں اگر فتح ہوئی فہو المراد اور اگر نہیں تو
متحصن ہو کر جدال و قتال کرینگے جب بابر قندھار کی نواح میں آیا تو ایسا بیمار ہوا کہ لشکریوں کا
دل اور دست بیکار ہو گیا جب شاہ بیگ کو اطلاع ہوئی تو پیشکش خوب کابر قندھار کے ہاتھہ
بھیجی بابر نے خواجہ جلال الدین کو اسپ اور خلعت دیکر شاہ بیگ پاس بھیجا اور خود مراجعت کی

سپاہ لیکر خود اوسکے پیچھے گیا جب دریا سندھ میں آیا اور موضع باغبان سے عبور کیا۔ اس زمانہ میں قوم سمہ کا لشکر موضع تلتی (دھٹی) میں کہ تین چار کروہ سیوستان سے تھا جمع تھا اور اوس کا سردار محمود خاں ولد دریا خاں اور ملتن خاں تھا۔ اونسے جنگ و پیکار کا ارادہ کیا جب شاہ و بیگ موضع باغباناں میں آیا تو یہاں کے ملک اوسکی ملازمت میں دوڑے اور جان و مال سے خدمت کرنے پر مستعد ہیکو شاہ بیگ چاہتا تھا کہ اس دیار کے باقی سب آدمی اطاعت کریں مگر اونہوں نے اطاعت نہ کی سرکشی پر آمادہ ہوئے۔ تو شاہ بیگ نے کوہ لکی سے ٹھٹہ کا عزم کیا اور خانوہ کے کنارہ پر بلدہ ٹھٹہ سے جنوبی جانب میں فروکش ہوا۔ اس زمانہ میں ٹھٹہ کے شمال میں دریا بہتا تھا اسلیئے یہاں توقف کیا اور متامل تھا کہ اس دریا سے کس طرح عبور کرے ناگاہ ایک گدھے والا دریا سے پایاب گذر کر اس جانب میں آیا چوکی کے آدمیوں نے اوسے پکڑ کر تہدید کی اونسے راہ بتلائی عبد الرحمن دولت شاہی نے دریا میں گھوڑے کو ڈالا اور پار گیا اور وہاں سے آکر شاہ بیگ کو اس واقعہ کی خبر کی۔ غرض ۱۵ محرم ۹۲۷ھ کو وہ دریا سے عبور کرکے بلدہ ٹھٹہ میں آیا۔ دریا خان پسر خواندہ جام نندہ نے فیروز جام کو شہر میں چھوڑا اور بہت سا لشکر لیکر خوب لڑا۔ آخر کو شاہ بیگ فتحمند ہوا۔ اور دریا خاں لڑائی میں مارا گیا جام فیروز کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ ٹھٹہ سے نکلکر پار (ٹھٹہ کے شمالی کوہستان میں یہ ایک مقام ہے) میں پہنچا۔ ٹھٹہ کئی روز تک لٹتا رہا۔ اس آیتہ کا ان الملوک اذا دخلوا قریتہ افسدوھا (تحقیق جب بادشاہ قریہ میں داخل ہوتے ہیں تو اوسکو غارت کرتے ہیں) مصداق ہوا۔ بہت سے آدمیوں کے اہل و عیال مقید ہوئے۔ جام فیروز کے فرزند بھی مقید ہوئے۔ آخر کار قاضی قاضن جو اس زمانہ کے فضلاء میں سے تھا کوشش کی جس سے یہ آتش غضب بجھی۔ جام چند آدمیوں کے ساتھ موضع پار میں ٹھیرا تھا اسکا دل دردمند تھا اسلئے کہ اوسکے اہل و عیال و جام نظام ٹھٹہ میں تھے۔ اب اوسکو چارہ کار سواء شاہ بیگ کی ملازمت کے کوئی اور نہ تھا۔ اسنے سخندان آدمیوں کو بھیجکر عجز و نیاز کی زبان میں شاہ بیگ کو پیغام دیا اگر حضور میرے گناہ کو معاف کردیں تو جب تک زندہ رہونگا بندہ رہونگا شاہ بیگ نے مرحمت جبلی اور عطوفت

بابر بادشاہ نے مراجعت کی شاہ بیگ نے قلعہ شال کو مضبوط کیا اور حوالی شال وسیوی میں
سکونت اختیار کی اور اپنے وعدہ کے موافق ۹۲۳ھ میں قندہار کی کنجیاں میر غیاث الدین
پدر ابو المکارم کے ہاتھ بادشاہ پاس بھیجدیں بادشاہ نے اونکو لے لیا۔ دو سال اور
نواحی شال وسیوی میں ایسی تنگی و ترشی سے بسر کی کہ سپاہ کو شلغم و گاجریں و راسی قسم
کی چیزیں کھانے کو ملتی تھیں آخر کار تسخیر سند کی طرف شاہ بیگ نے توجہ کی اور ایک دفعہ
اور بعض مواضعات کو تاخت و تاراج کیا۔ اسی سال میں جام نندہ حاکم ٹھٹہ کا پسر خواندہ
دریا خاں لشکر عظیم کے ساتھ حوالی سیوی میں آیا تھا شاہ بیگ سیوستان کی تاخت و تاراج
کو گیا تھا مغلوں اور سندیوں میں ایک جنگ عظیم ہوئی۔ ابو المحمد مرزا اس جنگ میں شہید ہوا
ارغون اور ہزارہ کے کچھ آدمی باقی رہے انکی کوششوں سے سندیوں نے ٹھٹہ کو مراجعت
کی۔ اس سال میں جام نندہ نے وفات پائی۔ جام فیروز اسکا جانشین ہوا۔ دولت شاہی
و نورگاہی آدمی ہزیمت پاکر ٹھٹہ میں آئے اور جام کے نوکر ہوئے میر قاسم کبک ارغون نے
بھی ایک خون کیا تھا وہ جلا وطن ہو کر چند آدمیوں کے ساتھ سند میں آگیا تھا جام نے ایک محلہ
ان آدمیوں کے بسنے کے لئے دیدیا تھا اوسکا نام مغل پورہ تھا میر قاسم کبک یہاں اس
سبب ناراض ہو گیا کہ مردم سمہ نے ٹھٹھا کے طور پر کہا کہ تمہاری عورتیں بھی تمہاری طرح سر
منڈاتی ہیں میر نے فی البدیہہ جواب دیا کہ نہیں تمہاری طرح سر پر بال رکھتی ہیں اس جواب سے
مردم سمہ کے دل میں ناحق کینہ پیدا ہوا اور انکا ارادہ ہوا کہ میر کا سر اڑا دے میر کو اُن کے
ارادہ سے خبر ہوئی تو وہ امیر شاہ بیگ کی خدمت میں چلا آیا اور ولایت ٹھٹہ کی تسخیر
کی ترغیب و تحریص دی +

۹۲۴ھ ۱۵۱۸ء میں شاہ بیگ نے لشکر تیار کر کے ٹھٹہ کی عزیمت کی جب شاہ بیگ فتحپور کنجی
کی منزل میں آیا تو بہت آدمی اُس پاس جمع ہوئے۔ اونسے سلطان علی مرزا اور ارغون
بیگ ترخان اور ایک جماعت کو قلعہ سیوی اور عیال کی حفاظت کے لئے معین کیا۔ سلطان محمود
کو سیوی میں مقرر کیا میر فاضل کو کلتاش کے ہمراہ دو سو چالیس سوار پہلے روانہ کئے اور تین سو

کہنے سے پہر ملک ٹھٹہ کی حکومت کا خیال ہوا۔ دس ہزار سوار قوام جار یچہ و سومرہ و سمہ و سودہ کے لیکر ٹھٹہ کی فتح کے ارادہ سے چلا جب وہ نواحی ٹھٹہ میں آیا۔ جام فیروز بے تاب ہوکر ٹھٹہ سے سیوستان میں چلا آیا۔ شاہ بیگ کو صورت حال سے اطلاع دی تو اوسنے اپنے بیٹے شاہ حسین کو ایک فوج کے ساتھہ جام فیروز پاس بہیجا۔ یہ دونو ملکر جام صلاح الدین سے لڑے جسمیں جام اور اوسکا بیٹا مارا گیا۔ اور جام فیروز کے ساتھہ شاہ حسین ٹھٹہ میں آیا۔ یہاں سے سیوستان میں جاکر شاہ بیگ سے ملا شاہ بیگ نے قلعہ سیوستان کے اندر اور باہر سے مستحکم کیا قلعہ میں غلہ کے ذخیرے جمع کئے اور امرا کو حکم دیا کہ قلعہ میں اپنی حویلیاں بنالیں خود بکر کی طرف چلا۔ جام فیروز کی عرایض اور ایلچی آئے۔ انکو رخصت کیا اور جام فیروز کو مکتوب لکہے کہ میرا ارادہ گجرات کی فتح کا ہے جب وہ ولایت فتح ہو جائے گی تو بطور سابق مملکت سند کا تعلق قوم سمہ سے ہو جائیگا +

امیر شاہ بیگ کا مرزا شاہ حسین کا بھیجنا جام صلاح الدین کے دفع کرنے کے لئے +

سلطان محمود پہلے بکر بہیجا گیا تہا اوسنے اپنے باپ میر فاضل کو بلاکر سب یہاں کا بندوبست کیا شاہ بیگ بہی بکر (بھکر) کو روانہ ہوا اور قصبہ سکر (سکھر) میں آیا سلطان محمود شاہ بیگ کی خدمت میں آیا۔ اوسنے دریچہا کا حال عرض کیا انہوں نے اس سے سرکشی کی تہی اور سیدوں کی حمایت سے سلطان محمود بچا تہا شاہ بیگ نے قاضی کی طرف دیکھا تو قاضی نے عرض کیا کہ اس ولایت کی زمین سیلاب ہے اور کانٹے اس زمین میں بہت اوگتے ہیں بیل خارکن ہمیشہ ہاتھہ میں رکھنا چاہیئے۔ شاہ بیگ نے یہ بات سنکر ان آدمیوں کو قتل کیا سلطان محمود شہر میں گیا اور اس قوم کے بہت آدمیوں کو راتوں رات مار ڈالا صبح کو سادات اور ارباب کو ساتھہ لیکر شاہ بیگ کے پاس وہ آیا۔ سادات کی خیر اندیشی و نیک خواہی کو عرض کیا شاہ بیگ انکے ساتھہ التفات اور اعزاز سے پیش آیا۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو محمود خاں کو خلوت میں طلب کرکے سادات کا احوال پوچہا۔ سلطان محمود نے جو پہلے عرض کیا تہا وہ کہا۔ مگر آخر مجلس میں یہ کہا کہ اگرچہ یہہ آدمی دولت خواہ ہیں لیکن اس جماعت کا قلعہ کے اندر رہنا مناسب دولت نہیں۔ یہہ سنکر شاہ بیگ مسکرایا کہ خوب سفارش کی حمزہ بیگ کو شاہ بیگ نے بہیجا کہ سادات کو یہ پیغام دو کہ مغل مع

اصلی کے سبب اسکی عجز وبیچارگی پر ترحم کیا۔ اور فرستادوں کو خلعت دیکر جام فیروز کو عنایت آمیز
باتیں کہلا بھجوائیں   آپ پرار کے کنارہ پر وہ تلوار وحلق گردن میں ڈالے ہوئے نہایت
انکسار کے ساتھ شاہ بیگ کی خدمت میں آیا۔ اس کا دست بوس ہوا شاہ بیگ نے خلعت
زردوزی کہ سلطان حسین مرزا نے میر ذو النون کو دیا تہا اوسکو عنایت کیا۔ اور امارت ٹھٹہ
اوسکو حوالہ کی اور یہ قرار پایا کہ جام فیروز شہر کے اندر جائے اور اپنے آدمیونکو اپنے اپنے گھر میں
بھیجدے۔ خود اوسنے اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا اور کہا کہ ملک سندھ وسیع ہے اور
یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم اوسکی حفاظت چند آدمیوں کو سپرد کرکے اپنے گھر بار چلے جائیں بہتر یہ
ہے کہ جام فیروز کو نصف ولایت سپرد کردی جائے اور نصف اپنے معتمدوں کو تفویض کیجائے
سب نے اس رائے سے اتفاق کیا کہ کوہ لکی سے سیوستان کے قریب جام فیروز کا علاقہ ہو
اور لکی سے بالاتر ملک تعلق شاہ بیگ سے رکھے۔ یہ عہد وپیمان ہوکر شاہ بیگ کوچ بکوچ سیوستان
میں پہنچا اور یہاں کے آدمی شاہ بیگ کے لشکر کے خوف کے مارے تھٹی کو (تہتی) کو بھاگے اور
اقوام سہتا اور سومرا (سودہ) نے آکر اوسنے اتفاق کیا اور کہا کہ جب تک جان ہے
مخالفوں سے لڑنے سے باز نہیں آئینگے۔ ایک سخت لڑائی ہوئی شاہ بیگ کو فتح ہوئی
قلعہ سیوستان پر اسکا قبضہ ہوا۔ قلعہ میں میر علیکہ وسلطان مقیم بیگ لار و میر کبک ارغون و
احمد ترخاں کو سیوستان میں چھوڑا اور سلطان محمود خان کو کلتاش کو قلعہ بکر میں متعین کیا۔
اور خود اپنے فرزندوں کے لانے کے لئے شال کو گیا اور قاضی قاضین کو محمود ولد دریا خاں
پاس بہیجا کہ آدمیوں کو نصایح ومواعظ سودمند سنا کر مخالفت سے اطاعت میں لائے۔ قاضی
کے جانے سے بعض عمائد شاہ بیگ پاس آنے پر راضی ہوئے۔ مخدوم بلال کہ علما میں سے تھا
اونکے جانے کا مانع ہوا۔ جنگ کی صلاح دی۔ شاہ بیگ یہ سنکر چند کشتیوں میں سوار ہوا امیر
فاضل نے شاہ بیگ کی جانب سے پیش دستی کرکے مخالفوں کو شکست دی اور بہت مواضع کے
رہنے والوں کو برباد کیا قوم سودہ کے آدمی بہت قتل کئے +

ہم نے پہلے لکہا ہے کہ جام صلاح الدین گجرات کو بھاگ گیا تہا اب اوسکو غلبہ کرکے اور جدہ کے

اور شاہ بیگ کا مرزا شاہ حسن کو بھیجنا جام صلاح الدین کو ... +

مرزا میرے مرنے پر دال ہی غرض بعد عزاداری کے مملکت گجرات کی تسخیر کے ارادہ سے ٹھٹھہ کی طرف متوجہ ہوا اور موضع نصرپور میں آیا۔ جام فیروز کی طلب میں آدمی بھیجے +

شاہ بیگ کا انتقال +

جب شاہ بیگ مہمات بکر و سیوستان سے فراغت پاکر مملکت گجرات کی تسخیر کی طرف بالکل متوجہ تھا اور بکر سے باہر اس ارادہ سے چلا تہا کہ خبر آئی بابر بادشاہ بہرہ و خوشاب کی حوالی میں ہندوستان کی تسخیر کے ارادہ سے آیا تو اس نے اپنے حاضرین مجلس سے کہا کہ یہ بادشاہ ہمکو اپنے حال پر نہیں چھوڑیگا اور آخر کو یہ ملک ہم سے اور ہماری اولاد سے لے لیگا۔ ہم پر واجب ہے کہ کسی دوسری ولایت میں چلے جائیں۔ جب اس کو یہ دغدغہ پیدا ہوا تو اوسکے سینہ میں درد پیدا ہوا۔ مملکت گجرات میں پہنچا نہ تھا کہ موت آگئی۔ یہ واقعہ ۲۲ شعبان ۹۲۸ھ کو ہوا۔

مرزا شاہ حسین کی ابتدا حکومت ٹھٹھہ میں اور جام فیروز کا فرار ہونا +

جب مرزا شاہ حسین نصرپور میں مسند حکومت پر باپ کی جگہ بیٹھا سادات و قضات و اشراف و رعایا جمع ہوکر مراسم تعزیت و تہنیت کو ادا کیا۔ اوسنے سب کو اکرام و انعام سے سرفراز کیا۔ چونکہ یہ امر اول شوال میں کہ روز عید تھا واقع ہوا تہا تو لوگوں نے چاہا کہ اوسکے نام کا خطبہ نماز عید میں پڑہا جائے۔ مگر اوسنے کہا کہ جب تک صاحبقراں کی اولاد میں سے کوئی باقی ہے اسکا حق ہم تک نہیں پہنچتا۔ بابر بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑہوایا گیا۔ جام فیروز نے حافظ رشید خوشنویس قاضی حاجی و مفتی کو مع تحف و پیشکش کے مرزا پاس بھیجا اور تاسف کا اظہار کیا۔ مگر ایلچیوں نے مرزا سے خلوت میں کہا کہ جام فیروز نے بحسب ظاہر یہ کیا ہے باطن میں اوسکی غرض کچھہ اور ہے اگر کچھہ اور ارادہ نہ ہوتا تو وہ حرب و کارزار کے لئے اور ادوات ضرب و پیکار کے لئے نہ جمع کرتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنگ کا ارادہ رکھتا ہے۔ مرزا نے فرستادوں کو رخصت کیا اور خود منزل بمنزل قطع مسافت کیا۔ جب جام فیروز نے اوسکے حشم و خدم کو دیکھا تو تاب مقاومت اپنے میں نہ دیکھہ کر قرار پر فرار کو اختیار کیا۔ تھوڑے دنوں میں شہر ٹھٹھہ کو خالی کرکے دریا کے دوسری طرف چلا گیا۔ مرزا شاہ حسین نے حکم دیا کہ دریا سے عبور کرکے سپاہ شہر ٹھٹھہ میں اترے۔ جب سپاہ اترنے لگی تو مالک زیرو شیخ ابراہیم داماد جام فیروز ایک جماعت کو لیکر اوسکی برابر آئے توپیں لگائیں اور چند کشتیوں پر توپچیوں اور تیر اندازوں کو سر راہ لاکر مرزا کے لشکر کی مانع ہوئے

اپنی بیویوں کے آئے ہیں چاہئے کہ سادات دو تین حویلیوں میں چلے جائیں سادات نے
قلعہ میں رہنا اپنا مصلحت نہ جانا۔ باہر جانے کی درخواست انہوں نے کی شاہ بیگ نے قصبہ
لہری میں انکے واسطے منازل معین کئے وہ ابتک وہاں رہتے ہیں۔ پہر شاہ بیگ نے قلعہ دیکھا اور ۹۲۱ھ +
بہت خوش ہوا منازل و محلات شہر کو ملاحظہ کرکے اونکو اپنے امیروں میں اور سپاہیوں میں تقسیم کیا
قلعہ کو پیمایش کرکے اوسکے حصے کئے اور امرا کو دئے کہ وہ دست بدست تیار کریں قلعہ الور کہ پہلے پای تخت
تہا اوسکو مسمار کیا اور اوسکی پختہ اینٹیں یہاں لاکر لگائیں ترک و سمہ کی عمارات جو قلعہ کے حوالی میں
تھیں اکثر اونمیں سے ڈہائی گئیں اور اوسکا مصالح قلعہ میں لگایا گیا شاہ بیگ نے مرزا حسین سے کہا کہ
جنوب کی جانب جو دو کوہ واقع ہیں وہ قلعہ کے سرکوب ہیں ان دو پہاڑوں کا فکر کرنا چاہئے
پہر قلعہ کی عمارت بنانی چاہئے پہر اوسنے فکر کرکے فرمایا کہ اول قلعہ کی عمارت اہم ہے اسلئے کہ
قلعہ کے گرد دریائے عظیم ہے ان پہاڑوں سے چنداں دغدغہ نہیں ہے کوئی بادشاہ بالاستقلال
اس قلعہ محقر کی تسخیر کی طرف مائل ہوگا بادشاہ و امرائے شکست خوردہ اس قلعہ پر کوئی کام نہ
کر سکینگے غرض تہوڑے دنوں میں قلعہ کی عمارت تمام ہوگئی اور ارک قلعہ کو خاص اپنے لئے اور
مرزا شاہ حسین کے واسطے مقرر کیا چند امرا کو بھی اس ارک میں جگہہ دی جیسے میر فاضل بیگ اور ملک محمد
کوکہ وغیرہ کو ۱۰۰۶ھ تک یہ قلعہ موجود تہا +

جب قلعہ کے بالکل بنانے سے اور مہام رعایا سے فراغت ہوئی تو ایک سال بعد اوسنے بلوچوں کی
طرف توجہ کی وہ کبہی فتنہ و فساد سے باز نہیں آتے تہے مشورہ کرکے یہ قرار پایا کہ ایک وقت معین پر
بلوچوں کے موضعات پر مردان کار جائیں اور سب کو دفعۃً قتل کرڈالیں چنانچہ بیالیس مواضع میں
اسطرح پر ایک وقت معہود پر قتل ہوئے اور اونکے مکانات بالکل خاک سیاہ ہوئے +

۹۲۸ھ میں پاینده محمد ترخاں کو بکر کی حکومت پر معین کیا اور خود ایک لشکر گراں کے ساتھ
گجرات کی تسخیر کا ارادہ کیا منزل بمنزل چلکر دریا کے دونو طرفو ں کو ناپاکوں سے پاک کیا
جب چین دوکہ میں لشکر آیا تو میر فاضل کو عارضہ تپ لاحق ہوا۔ وہ رخصت لیکر بکر میں آیا شاہ بیگ کو
میر فاضل کے مرض کا بڑا اثر ہوا اور جب وہ مرگیا تو وہ اُلٹا بکر میں چلا آیا اور اوسنے کہا کہ میر فاضل کا

اوبارہ کو تاخت و تاراج کرکے قلعہ ماتیلہ میں آیا۔ مردم دہرنے قلعہ سیوراۓ کے بلوچوں کو کہا کہ مردم مغل دست اندازی کرکے مال و مواشی کو لیجاتے ہیں جب تک تم دست برد نکروگے وہ ہمیشہ یہی عمل کرینگے سیوراۓ کے بلوچوں نے جمعیت کی اور مہر کے آدمیوں پہ تاخت کی۔ بابا احمد خبردار ہوا۔ اُنکا تعاقب کیا اور بارہ میں دونوں میں لڑائی ہوئی۔ آخر کو بلوچوں کو شکست ہوئی اکثر قتل ہوۓ۔ دہر کے چند آدمی دستگیر ہوۓ اور قیدخانہ میں ڈالے گئے۔ مرزا شاہ حسین نے ایک فوج بلوچوں پر تاخت کیلئے موضع کندی و بہر تک بھیجی تھی۔ اونے بلوچوں کو تادیب کی اور مراجعت کے وقت ماجی کو گوشمالی دی۔ ان آدمیوں کی مبلغ پیشکش میں دیۓ اور لڑکیاں دیں بابا احمد اوبارہ کو تصرف میں لایا۔ جب اس محال سے خاطرجمع ہوئی تو وہ بکہر چلا آیا۔ پانی کی طغیانی میں مرزا کی سرکار کے شتروں کو جو مردم مہر و بہتر محمد فراش کے اہتمام میں قریب ماتیلہ کے رہتے تھے سیوراۓ کے بلوچوں اور براور فتحپور کی حدود کے جاٹوں نے لوٹ لیا۔ بابا احمد یہ خبر سنکر تین سو سوار بکہر سے لیکر آیا اور سرکاری اونٹوں کو واپس لیا اور لٹیروں کی ایک جماعت کو قتل کیا۔ اونٹوں کو لیکر جب وہ میتی کے قریب آیا تو سیوراۓ کے بلوچ مردم دہرنے راہ روکی جنگ عظیم ہوئی۔ بابا احمد کے کاری زخم لگے جب اس معرکہ سے نکلکر ماتیلہ میں آیا تو گھوڑے سے زخموں کے مارے گرا اور مرگیا۔ میر عبدالفتاح ولد میر فاضل نے جب اپنے بھائی کو موت کی خبر سنی تو اُسنے بیتاب ہوکر مرزا شاہ حسین سے رخصت حاصل کی وہ میر قاسم کا داماد تھا مرزا شاہ حسین نے میر کو بھی ساتھ کردیا کہ وہ کوئی بےجلدی نہ کرے اوسنے یہاں آنکر بھائی کی نعش کو بکہر بھیجا اور خود یہاں کچھ دنوں توقف کیا۔ ایک دن قابو پاکر بلوچوں کی ایک جماعت کثیر کو قتل کیا۔ حدود دمو تک پہنچکر کارزار کرکے ہزیمت پائی آخر کو مردم دہرنے مصالحت چاہی قرار پایا کہ بستی داہن سند کی حد مقرر ہو میر ابوالفتاح تیتی داہن میں تہا کہ ایک رات کو خبر آئی کہ اوبارہ کے مویشی کو بلوچوں نے لوٹ لیا۔ میر ابوالفتح گھر سے ہتیار لگاکر باہر نکلا۔ ہوا ایسی گرم تھی کہ جسکے سبب سے اوسکے مزاج میں ایسی حرارت پیدا ہوئی کہ گھر تک آنا مشکل ہوگیا۔ بعد ان دو واقعات کے مرزا شاہ حسین نے ملتان کی تسخیر کا ارادہ کیا اور حکم فرمایا کہ امرا اور لشکری سب بکہر میں آئیں اور

[illegible] شاہ حسین [illegible]
[illegible] +

اس اثنا میں جنگجو جوانوں نے دشمنوں کو دریا سے راہ عدم میں روانہ کیا۔ جام فیروز ولایت گجھ میں چلا گیا۔ اکی میت تک ان حدود میں رہا۔ مردم کچھ سے استمداد و آدمیونکی کی +

جب جام فیروز موضع جاجکان و راہبان میں پہنچا تو قریب پچاس ہزار سوار و پیادوں کے اس پاس جنگ کے آہنگ سے مہیا ہوئے۔ ولایت ٹھٹہ میں ایک غلغلہ و زلزلہ ڈال دیا۔ محمد مسکین ترخان و میر فرخ و سلطان قلی بیگ اور ایک جماعت امرا نے مرزا شاہ حسین پاس جاکر صورت واقعہ کو ظاہر کیا۔ مرزا شاہ حسین نے ایک جماعت کو ٹھٹہ میں چھوڑ کر شہر کو مضبوط کیا خود امداد کے دفع کی طرف متوجہ ہوا۔ کوچ بکوچ چلکر جنگ جام فیروز کے لئے روانہ ہوا جب ان حدود میں پہنچا تو لشکر کو ترتیب دیکر روانہ ہوا۔ جب مخالفوں نے یہ مغلوں کا لشکر دیکھا تو سب گھوڑے پر سے نیچے اُترے اور سروں پر سے پگڑیاں اتاریں اور سب نے اپنے تئیں چادروں کے سروں سے وابستہ کرکے لڑنا شروع کیا اہل سند و ہند کا قاعدہ ہے کہ جب وہ لڑائی میں مرنے کا ارادہ مصمم کر لیتے ہیں تو گھوڑوں سے اُترکر پیادہ ہوتے ہیں اور سروں کو برہنہ کرتے ہیں۔ چادروں کمر بندوں کو آپس میں باندھ لیتے ہیں کہ کوئی انمیں سے بھاگ نہ جائے۔ مرزا شاہ حسین نے یہ حالت ملاحظہ کرکے اپنے امرا کو فتح کی مبارکباد دی اور اشارہ کیا کہ تیر و کمان پر ہاتھ لیجائیں اور خود دعا پڑھ کر گھوڑے پر سوار ہوا صبح سے شام تک لڑائی ہوئی قریب بیس ہزار آدمیوں کے میدان جنگ میں مقتول ہوئے۔ جام فیروز گجرات میں بھاگ گیا اور وہیں رہا جب تک حضرت عزرائیل اسکی ملاقات کو آئے تین روز تک میدان جنگ میں شاہ حسین مقیم رہا گھوڑے اور اسباب جو ہاتھ آئے تھے سپاہ اور امرا کو تقسیم کرتا رہا۔ بعد ازاں شہر ٹھٹہ میں آیا تغلق آباد میں سکونت اختیار کی چھ مہینے بعد بکھر کو گیا۔ پھر سیوستان میں آیا۔ یہاں سے بکھر کو گیا شیخ میرک و شاہ قطب الدین جو اپنے زمانہ کے بڑے بزرگ تھے قندہار سے سند میں آئے۔

۹۲۸ھ کی اوائل میں مرزا شاہ حسین نے سُنا کہ جاردو اور بارہ و ہینتی و آہن میں ایک جماعت دہر و باجی وغیرہ ہمیشہ پرگنہ ماتیلہ و مہر وغیرہ کی رعایا معترض ہوتی ہے اسلئے بابا احمد سپہ سالار فاضل کوکلتاش کو اس جماعت کی تادیب کے لئے لشکر مامور فرمایا۔ سپاہ کا سر انجام کیا انواع قتل و اہن

جنگ جام فیروز با مرزا شاہ حسین ۱۴۸ھ

دوسرے جانے کی کرنی خوب نہیں ہے دوسرے روز شاہ حسین قلعہ سیورائی کے متصل فرودکش ہوا اور
اوسنے حکم دیا کہ قلعہ کو خاک کی برابر کردیں پھر یہاں سے قلعہ مو کی طرف گیا۔ شیخ روح اللہ جو
یہاں کے بزرگوں میں تھے اُس سے ملنے آئے! اور اہل قلعہ کا اضطرار و عجز بیان کیا۔ شاہ حسین
نے مرزا اسکین ترخان کو فرمایا کہ ایک جماعت کو ساتھ لیکر قلعہ کے اندر جاکر ذخیرونکو دیکھے اور
اسکے لوگ لنگاہ و بلوچ ہوں تو اوسکو قلعہ سے باہر نکال دے اور جو شخص کہ شیخ حماد کی خانقاہ میں پناہ
لے جائے اسسے کچھہ تعرض نہ کرے غرض اس جماعت کو اوسنے معاف کیا اور ایک جماعت
سپاہیوں کی جو تھی اوسکو وہ باندھکر مرزا کے پاس لایا۔ مرزا نے دو تین روز قلعہ مو میں قیام کیا
اور قلعہ کی سیر کی اور مو کے شیخوں سے عہد لیا کہ اوسکے آدمیونکی آمد و شد کا کوئی متعرض نہو
اور ہمارے مخالفوں کو وہ آنے نہ دیں بعد ازاں شیخ روح اللہ نے دہر کے جرموں کی معافی کی
درخواست کی شاہ حسین نے فرمایا کہ یہ وہ جانے اور سلطان محمود خان جانے جسکے دو بھائی
دہر کے آدمیونکے ہاتھوں سے تلف ہوئے ہیں۔ دہر کو بلایا وہ شمشیر در گردن سلطان محمود خان پاس
آیا اوسنے اوسکے گناہ معاف کر دئے۔ پھر وہ کوچ کرکے مردم لار کی سرحد پر آیا۔ یہاں سے
اوچہ کی عزیمت کی محب خاں کو پانسو سواروں کے ساتھ ہراولی کے لئے آگے بھجوایا +

مرزا شاہ حسین رزم کے عزم سے سوار ہوا اور اوچہ کی طرف چلا اور اپنے لشکر کو مرتب کیا۔
دوسری جانب میں بھی لنگاہ کے رائے زادے اور بلوچ اور ملتان کی ساری سپاہ اسقدر جمع ہوئی
کہ شاہ حسین کے لشکر سے سوگنی تھی جب دونو لشکر برابر کھڑے ہوئے تو مغلونکی سپاہ نے آتش
قتال کو بھڑکایا۔ بلوچوں اور لنگاہوں نے تیر و کمان کو ہاتھوں میں لیکر تیر دشمنوں پر برسایا۔ مرزا
کے برانغار اور جرانغار کو فتح ہوئی۔ اوسنے بہلول رائے آزاد اور ایک جماعت کثیر کو دستگیر کیا
مرزا نے اس جماعت کے قتل کا اشارہ کیا۔ مرزا کی سپاہ میدان جنگ سے شہر کے باہر آئی اور
قلعہ کا دروازہ توڑ کر بہلول رائے آزاد لنگاہ نے فصیل پر چڑھ کر تیر و سنگ پھینکے۔ اونکے سرداروں کے
سر جب نیزوں میں پرو کر اونکو دکھائے گئے تو وہ سب منہزم ہوکر برج و بارہ سے گر گر اپنی
نجات چاہتے تھے مگر جو شخص اوچہ کا مرزا کے آدمیوں کے ہاتھ آجاتا وہ قتل کیا جاتا۔ شہر کے

لشکر کے لئے استعداد دو سالہ کریں +

جب مرزا شاہ حسین نے ملتان کی فتح کا ارادہ مصمم کیا تو اول وہ ارغون و نکدر و ہزارہ کی جماعتوں سے فارغ البال ہوا۔ یہ قومیں سیوی میں مع اہل و عیال رہتی تھیں اونے ایک ہزار سوار ساتھ لئے اور ایک ہفتہ میں یلغار کرکے قلعہ سیوی میں پہنچا۔ قلعہ کو مرمت کراکے اپنے معتمدوں کے حوالہ کیا۔ بہتری دفعہ بلوچوں کو مطیع و منقید کیا آخر کو ایک قیدیوں کی جماعت کو اس شرط و عہد پر چھوڑا کہ اونکے سردار اور بڑے آدمی اوسکی ملازمت میں پکڑ کر جاویں +

اس کو بہت کے ادا کرنے بعض وقائع +

جب بابر بادشاہ ہند کی طرف روانہ ہوا تو شاہ حسین نے اپنے ایلچیوں کے ہمراہ لائق پیشکش بھیجی۔ جب شاہ حسین بابر کی خدمت میں رہتا تھا تو اوسنے میر خلیفہ سے کہ وکیل و میر دیوان بیگی سرکار بادشاہی کا تھا ایسی خصوصیت پیدا کی تھی کہ اوسکی دامادی کی امید تھی۔ اب اوسکی تجدید کے لئے عبد الباقی کی دادی شاہ سلطان کو کہ سید جعفر کی اولاد میں سے تھی بابر بادشاہ کی خدمت میں بھیجا اور درخواست نکاح کی۔ بابر نے گلبرگ بیگم بنت میر خلیفہ کو خلیفہ کے چھوٹے بیٹے حسام الدین ترک کے ساتھ شاہ حسین پاس بھیجدیا۔ شاہ حسین نے بیگم سے نکاح کیا اور پرگنہ باترا اور باغبانان حسام الدین کو بطریق ضیافت سپرد کئے اور تسخیر ملتان کا عازم ہوا +

ملتان کی طرف شاہ حسین کا متوجہ ہونا +

سنہ ۹۳۱ میں شاہ حسین نے لنگاہ امیر ملتان کے دفع کرنے کے لئے ملتان کی طرف کوچ کیا اور منزلیں طے کرکے قلعہ سیورائے پر پہنچا خوب لوٹ مار کی مخالفوں میں سے جسکو دیکھا اُس کو قتل کیا۔ قلعہ سیورائے میں جو بلوچ رہتے تھے وہ اس خبر کو سنکر اوچہ کی طرف چلے گئے۔ کچھ قلعہ میں متحصن ہوئے یہ قلعہ اور قلعوں میں استحکام اور ارتفاع میں ممتاز تھا مرزا شاہ حسین ایک کولاب (تال) پر اُترا۔ سلطان محمود بکری کو قلعہ کی جانب بھیجا وہ ایلغار کرکے حوالی قلعہ میں بلوچوں کی فوج سے دو چار ہوا۔ لڑائی شروع کی اس پاس اسی سواروں سے زیادہ نہ تھے جنمیں سے ۴۰ تلوار سے ہلاک ہوئے۔ اور دوسری جانب دو سو آدمی مارے گئے۔ بلوچ یہ حال دیکھ کر سب بھاگ گئے۔ جب خبر شاہ حسین کو پہونچی تو دیوان میں سلطان محمود خان کی تحسین و آفرین کی اور خلوت خانہ میں بلاکر اپنے ہاتھ سے چوب لگاکے ملامت کی کہ ایسی تیزدوی

شیخ بزرگوار مرزا حسین کی ملاقات کو گئے اور ان شرائط پر صلح کرادی اور یہ عہدنامہ لکہا دیا
کہ اب گہارا جو حد ولایت ملتان اور بکر کی ہے اُسنے آگے لنگاہ آج کے دن سے باہر
قدم نہ رکہیں شیخ کو نو گہوڑے اور قطار شتر و نقد روپئے مرزا نے دئے شیخ نے راضی خوشی
مراجعت کی مرزا نے حکم دیا کہ اوچہ میں ایک قلعہ بنایا جائے۔ اس قلعہ کی عمارتیں بحال خود
ابتک موجود ہیں۔ قلعہ اوچہ میں اپنے معتمد آدمی مقرر کئے اور مراجعت کی۔ اقبال خان جو سلطان محمود
لنگاہ کا کوکہ تہا مرزا شاہ حسین کی ملازمت سے مشرف ہوا اور دولتخواہی کا اظہار کیا۔ مرزا نے
اوسپر کمال التفات کی +

اقبال خان نے عرض کیا کہ قلعہ دلاور میں خزینے اور دفینے بہت ہیں اور سلاطین کا اندوختہ
وہاں بہت کچہہ ہے غازی خان وہاں کے حاکم کے نام حکم صادر ہوا کہ اس وقت ہم قلعہ اوچہ میں
تشریف فرما ہیں تجہکو سزاوار یہ ہے کہ بلا توقف مع اہل قلعہ ہماری ملازمت میں حاضر ہو مگر
غازی خان اپنی حصانت حصار کے پندار میں تہا وہ نہ حاضر ہوا تو مرزا نے غرہ رجب کو لشکر کو حکم دیا کہ
غلہ ہمراہ لیکر ایک مہینہ کا آذوقہ لیکر دلاور کے قلعہ پر جائیں سنبل خان سواروں خاصہ خیل و توپچیوں
و پیادوں کو لیکر دلاور کے قلعہ کو گھیر لیں اور مورچلوں کو تقسیم کرکے محاصرہ و محاربہ میں مصروف
ہوں۔ یہ قلعہ نہایت مضبوط بے آب بیابان میں واقع تہا۔ چابکدست کارپردازوں نے تین روز
کے عرصہ میں تین سو کنوئیں کہود لئے۔ لشکر میں پانی کی افراط ہوگئی۔ چار روز کے بعد مرزا خود
تشریف لایا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اسباب قلعہ گیری کو ترتیب دیکر تیر و سنگ پہینکنے شروع کئے
اہل قلعہ کا حال تنگ ہوا اونکو کسی جگہہ سے کمک و مدد کی امید نہ تہی۔ آخر الامر سنبل خان نے
دو طرف قلعہ میں نقب لگا کر برج و بارہ کو دروازہ کے آگے سے اوڑا دیا۔ اہل قلعہ نے
حقے و شعلہا ر آتش پہینکے۔ بہت سے اہل قلعہ مقتول ہوئے اور باقی اسیر ہوئے۔ اور مرزا نے خزینے و
دفینے کے لئے اپنے معتمد آدمی مقرر کئے۔ صبح کو اس دولت کو سپاہ میں تقسیم کیا اور اپنے خزانہ
میں داخل کیا۔ مرزا نے اوچہ میں مراجعت کی اور وہاں سے بکر میں پندرہ روز میں آیا۔
بساط عیش و عشرت بچہایا +

[illegible]

آدمیونکو غارت کیا۔ اس اثناء میں سید زین العابدین بخاری۔ شیخ ابراہیم۔ و شیخ اسمٰعیل جمالی و قاضی ابو الخیر و قاضی عبد الرحمن مرزا شاہ حسین کی خدمت میں آئے صورت واقعہ کو بیان کیا تو مرزا نے حکم دیدیا کہ اب آدمیونکا کوئی متعرض نہو۔ اور قیدیونکو چھوڑ دو اور جو کوئی حکم کے خلاف کام کرے اوسکے سر کو نیزہ پر لٹکادو۔ اور قلعہ و عمارت اوچہ کو ڈہا دو عمارات اوچہ کی چوب کشتیوں میں لدکر بکر میں آئی +

جب حسین شاہ کے اس غلبہ کی خبر سلطان محمود لنگاہ کے کان میں آئی تو اوسنے سرحدوں میں اپنے آدمی بھیجے کہ لشکروں کو جمع کریں ایک مہینے کے عرصہ میں اسی ہزار پیادہ سوار جمع ہوئے اس سپاہ میں بلوچ و جٹ و رند و دادی اور اور قومیں تھیں سلطان محمود میدان رزم و پیکار کے عزم سے نہایت نخوت کے ساتھ ملتان سے چلا۔ مرزا شاہ حسین سلطان محمود کی جمعیت کا حال سنکر گھارہ کے کنارہ پر آکر انتظار میں بیٹھا۔ سلطان محمود لنگاہ نے ایک ماہ ملتان کے باہر اسباب و ادوات جنگ و حرب کو ترتیب کیا۔ اس کو اپنے لشکر پر بڑی نخوت تھی اپنی فتح کا یقین تھا ؎

بے خبر زانکہ نقشبند قضا ۔۔۔ در پس پردہ نقش ہا دارد

شیخ شجاع بخاری کہ نسبت دامادی کی سلطان حسین لنگاہ سے رکھتا تھا اور امور ملکی اور مالی میں اس کا ہاتھ قوی تھا اوسنے اہل حرم خاصہ خیل میں سے کسی کے ساتھ خیانت کی سلطان محمود کو اسکی خبر ہوئی وہ اسپر ایسا خفا ہوا کہ اوسکے خوف کے مارے شیخ نے اپنے صاحب کے ہلاک کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا اور سارے حقوق کو طاق پر رکھ کر زہر ہلاہل جو خزانہ میں اوروں کے ہلاک کرنے کے لئے رکھا گیا تھا وہ لیکر اوسنے خود سلطان محمود کو پلایا نیم جرعہ میں وہ ایسا مست ہوا کہ پھر بیدار نہ ہوا سلطان محمود کی والدہ کو جب اس واقعہ پر اطلاع ہوئی تو اوسنے اُسی منزل میں توقف کیا سپاہ کو اور سب امراکو اسپر مطلع کیا۔ اکثر سپاہ میں بلوچ تھے وہ آشفتہ ہوئے لنگاہ کے آدمیوں میں سے سلطان حسین پسر سلطان محمود کو مسند حکومت پر بٹھایا اور اب سوا مصالحہ کے کچھ اور چارہ نہ دیکھا شیخ بہاء الدین سے التماس کیا کہ صلح کرادیں

مرزا شاہ حسین نے آدمیوں کا یہ اضطراب دیکھ کر ملتانیوں کے مارنے سے ہاتھ کھینچا

جب محاصرہ پر ایک سال گذر گیا اور اہل حصار کا کام بجان اور کارد باستخوان پہنچا۔ ربیع الاول ۹۳۲ھ میں ارغونوں کے بہادروں نے اکثر دشمنوں کا قالب اپنے زخم جانگداز سے خالی کیا اور ایک جماعت سحر کو لوہاری دروازہ کو توڑ شہر میں داخل ہوئے لوٹ مار شروع کی سات سال کی عمر سے ستر سال کے آدمی تک قید کئے غرض ملتان میں ایک قیامت برپا کی۔ دس بارہ روز تک شہر کو غارت کیا۔ محبت خاں نے خانقاہ میں جاکر آدمیوں کو لوٹ لیا اور آگ لگادی اور اس مزار میں بڑی خونریزی کی۔ قوم لنگاہ کے آدمی اور ملتانی اکثر قتل عام میں ہلاک ہوئے۔ اس تاراج میں جواہر نفیس و نقود نامعدود مغل کی سپاہ کے ہاتھ آئے مرزا شاہ حسین کا غصہ دھیما ہوا باقی رعایا پر اس نے ترحم کیا اور حکم دیا کہ مردوں کو اٹھا کر مغاکوں میں مدفون کریں اور آئندہ کسی شخص کے مزاحم نہ ہوں سلطان محمود کے دختر اور پسر سلطان حسین کو شیخ بہاء الدین مرزا شاہ حسین کی خدمت میں لائے۔ مرزا نے ان دونوں کو مسکین ترخان کو حوالہ کیا ترخان نے سلطان محمود کی بیٹی سے شریعت کے موافق نکاح کیا۔ پسر کو اپنا فرزند بنایا۔ مرزا شاہ حسین یہاں دو مہینے ٹھیرا۔ اور پھر بکر میں چلا گیا۔ دولت آخر کو خواجہ شمس الدین کے ساتھ ملتان کی حکومت کے لئے متعین کیا۔ دو سو سوار سو پیادہ و سو توپچی مقرر کئے شیخ شجاع بخاری اور بعض خاصہ خیلوں سلطان محمود لنگاہ کا مواخذہ کیا اور ڈنڈ لیا۔ اور روپیہ انسے لیا مرزا شاہ حسین بکر میں تشریف لایا تھا کہ امرائے ٹھٹھہ کی عرضداشت آئی کہ کنگار ٹھٹھہ پر لشکر کشی کا ارادہ کرتا ہے مرزا شاہ حسین نے ٹھٹھہ کی طرف مراجعت کی۔ دولت آخر اور خواجہ شمس الدین و لنگر خاں ملتان میں گیارہ مہینے رہے۔ پھر لنگر خاں بابر بادشاہ پاس چلا گیا۔ اس خبر کے سننے سے مرزا شاہ حسین نے ملتان کو بابر بادشاہ کی پیشکش میں دیا دولت خو اور شمس الدین کر بیٹن چلے آئے اور بابر بادشاہ نے محمد کامراں کو ملتان مرحمت کیا

اوپر بیان ہوا کہ امراء ٹھٹھہ نے عرضداشت بھیجی تھی کہ کنگار کا ارادہ ٹھٹھہ کی تسخیر کا ہے مرزا شاہ حسین ایلغار کرکے نواحی ٹھٹھہ میں آیا اس اثنا میں کنگار کا ایلچی مرزا شاہ حسین کے پاس آیا

سنہ ۹۳۳ کے آخر میں سلطان محمود کی وفات کے بعد اوسکے اقربا اور امرا میں منازعت و عداوت
شروع ہوئی ہر ایک نے اپنے ناحیہ کو مستحکم کیا اور کسی غیر کی اطاعت نہ کی سلطان حسین اوس کا
چھوٹا بیٹا جو جانشین ہوا تھا شیخ شجاع بخاری کے اور عورتوں کے ہاتھ میں تھا اور کوئی کام
نہ کرتا تھا۔ اسلئے فتنہ و فساد و جور و ظلم و تعدی ملتان میں پیدا ہوئے۔ اس سبب سے اکابر و اعالی
و رعایا اور حاکم کے طالب ہوئے لنگر خان جو سلطان محمود کے امرا میں سے تھا وہ شاہ حسین پاس
آگیا اور اوس سے یہ حال بیان کیا اور بلدہ ملتان کی تسخیر پر اوسکو مستعد کیا مرزا نے مسکین خان
کو قراول بنا کے بھیجا۔ شیخ اسمٰعیل قریشی عمدۃ المشایخ کو برسم رسالت مرزا پاس اہل ملتان نے بھیجا
مرزا نے شیخ کی بہت تعظیم و تکریم کی اور مہمانی کے طریق پر روپیہ بھی دیا مگر جب شیخ نے صلح کی تمہید میں گفت و شنید کی تو اوس پر
کچھ فائدہ مرتب نہ ہوا۔ تو شیخ نے لنگر خان سے کہا کہ مجھکو ٹھٹہ میں جہاں میرے عزیز ہیں وہاں بھیجدے لنگر خان نے مرزا سے
کہہ کر اوسکو ٹھٹہ میں اوسکے عزیزوں پاس بھیجدیا اور حوالی ٹھٹہ میں ایک موضع بطور سیورغال کے دلوا دیا۔
لنگر خاں نے مرزا کا لشکر لیکر کہلوان کو تاخت و تاراج کیا۔ غلہ و مویشی تمام اسباب مرزا کے
لشکر نے لے لیا محاصرہ و محاربہ کا آغاز کیا۔ والی ملتان نے اپنے بھائیوں میں سے ایک بھائی کو
شیخ شجاع بخاری کے ساتھ مرزا شاہ حسین کی خدمت میں بھیجا۔ اور اطاعت کا اظہار کیا مرزا نے
ان پر نوازش کی اور فرمایا کہ تو اپنے بھائی سے کہہ کہ قلعہ سے نکل کر ہماری بندگی و اطاعت کو قبول
کرے تا کہ ہم اوسکو قلعہ دیکر واپس چلے جائیں اونہوں نے قلعہ کے اندر جا کر یہ پیغام سُنایا
قوم لنگاہ اپنے غرور کے سبب باہر نکلی سپاہ ارغون کے دفع کے درپے ہوئی۔ آتش حرب گرم
ہوئی حصار کے دروازونکو کھول کر تیغ و تیر ہاتھ میں لئے اور ایک عجیب کارزار کی اور مرزا شاہ حسین
نے غصہ میں آنکر تیر و تفنگ کا مینہ برسایا شہر ملتان میں غلہ کا قحط عظیم واقع ہوا۔ ایک گائے
کی سری دس ٹنکہ کو اور ایک من غلہ سو ٹنکہ کو بکتا تھا اور اکثر آدمی گائے کا پوست و چمڑہ جو کھانے
کے قابل نہ ہوتا تھا کھاتے تھے شیخ شجاع بخاری نے یہ ظلم برپا کیا جس شخص کے گھر میں غلہ کا گمان
ہوتا تھا اس بیچارہ کو لوٹ لیتا تھا۔ اس ناہموار کام سے لوگ ایسے عاجز ہوئے کہ دوسرے حاکم کے
لئے دست بدعا رہتے تھے اور قلعہ کے ایک بازو سے خندق میں گر کر جان بر کھیل جاتے تھے

فتح ملتان کا مرزا حسین کے ہاتھ سے

مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ سندھ کے مغلوں کو قلعہ حوالہ کروں ۔ مگر مادر خضر خاں پاس جب سلطان محمود نے پیغام بھیجا تو اوسنے اپنے معتمدوں کے ہاتھ ایک لاکھ فیروز شاہی مرزا شاہ حسین پاس اور اور تیس ہزار فیروز شاہی سلطان محمود خاں پاس بطور مہمانی روانہ کیں ۔ مرزا شاہ حسین نے اپنے یہاں آنے کی بادشاہ کو اطلاع دی کہ اس اثنا میں خضر خاں کی پیش کش آئی ۔ مرزا شاہ حسین نے پندرہ روز نواحی پٹن میں توقف کیا سلطان محمود خاں نے حوالی احمد آباد میں جاکر گجراتیوں کا مال خوب لوٹا ۔ مرزا شاہ حسین سے میر فرخ نے عرض کیا کہ اگر بادشاہ نے یہ حکم بھیجا کہ ہمارے لشکر میں آن کر ملجاؤ تو بادشاہ کے لشکر میں جانے کے سوا کوئی علاج نہ ہوگا جب ارغون اور ترخان کے سپاہی امراء چغتائیہ کے سامان کو اور بادشاہ ہمایوں کو گجرات کے خزانوں کو سپاہ میں تقسیم کرتے ہوئے ملاحظہ کرینگے تو کون سپاہی ہمارے پاس رہیگا سب جدا ہو جائینگے مصلحت یہ ہے کہ ہم اولٹے چلیں مرزا شاہ حسین اور اکثر امراء کو یہ بات معقول معلوم ہوئی ۔ مرزا قاسم بیگ لار کے ہاتھ بادشاہ پاس عرضداشت بھیجی کہ میں اپنی کل سپاہ یہاں لے آیا ۔ اب امراء بکر اور ٹہٹہ کی عرضداشت آئی کہ وہاں کے زمینداروں نے جمعیت کرکے اس ولایت کو غارت کرنا شروع کردیا اس ضرورت کے سبب سے میں مراجعت کرتا ہوں ہمایوں بادشاہ کے احمد آباد میں پہنچنے سے پیشتر پہلے ۹۴۲ھ میں ٹہٹہ میں مرزا شاہ حسین چلا آیا اور مراجعت میں قوم جاریچہ و سودہ کو قتل کیا + جب ہمایوں بادشاہ نے گجرات اور بنگالہ فتح کرلیا تو مرزا شاہ حسین نے میر ملیکہ ارغون کو فتوح کی تہنیت کے لئے اور میر خوش محمد کو فتح قندہار کی مبارکباد کے لئے ہمایوں بادشاہ پاس بھیجا تھا ۔ انہوں نے ہمایوں اور اعیان مملکت کو نہایت غضب میں دیکھا تو وہ بادشاہ کی اجازت بغیر مرزا شاہ حسین پاس چلے گئے اور جاکر اونہوں کہدیا کہ عنقریب ہمایوں کی سلطنت کا زوال آنے والا ہے چنانچہ یہی ہوا کہ ہمایوں کو شیر شاہ نے ہندوستان سے نکال دیا مرزا شاہ حسین ٹہٹہ سے بکر میں آیا ۔ اپنے پرگنات کی خرابی کے لئے افواج متعین کیں خود باغ بکر کا اور باغات اور عمارات کی تعمیر میں مصروف ہوا ۔ اور قلعہ بکر کی شکست و ریخت کی مرمت کی اور اجناس کے ذخائر ۔ اور بہت سلاح و سرنجام قلعہ میں جمع کئے جب شیر شاہ سے ہمایوں

ہنگام ہمایوں بادشاہ کا گجرات میں آنا اور مرزا کا اس کی امداد نہ دینا +

اور اوسنے کہا کہ آمر امرانی کو کہ کنگار کا بہائی تہا تم نے قتل کیا ہی اوسکے خون کے انتقام
کے لئے آدمی مجتمع ہوئے ہین چونکہ آپ ملتان کی تسخیر کو گئے ہوئے تھے آپکے اہل عیال کی
حرمت کی نگاہداشت کے سبب سے اونکے سر پر نہیں چڑہا اب آپ کو ہم سے صلح کرنی چاہیے
اور ملک سندہ میں سے کچھہ ہم کو دینا چاہیے۔ مرزا شاہ حسین نے کہا کہ سوا جنگ کے ہمارے پاس کچھہ اور
جواب نہیں ہے۔ آمر امرانی کے خون نے جس میدان کو رنگین کیا ہی ہنوز اوسکا اثر باقی ہے۔ بہلا اتنے
کہ تم میری طرف آؤ میں تمہاری طرف آتا ہوں مرزا شاہ حسین نے کچھہ آدمی اپنے اہل و عیال کی
حفاظت کے لئے ٹھٹے میں چھوڑے اور خود لشکر کنگار کی طرف عازم ہوا جب حوالی بکھہ میں پہنچا
تو لشکر میں غلہ کی کمی ہوئی اس سبب سے آدمی دلتنگ ہوئے مرزا شاہ حسین نے باتفاق امرا اس میں صلاح
دیکھی کہ چاروں طرف جو فوج قریب ہو وہ آجائے سلطان محمود بکری و میر فرخ و حسن نکدری اور مرزا
عیسی و میر علیک کی فوجیں تیار ہوئیں کنگار نے بھی یہ خبر پاکر مرزا کم آدمیوں کے ساتھہ آیا ہی
دس ہزار سوار و پیادہ لیکر مرزا کی طرف روانہ ہوا۔ مرزا اور کنگار میں تین مہینے تک لڑائی رہی
مرزا کو فتح ہوئی۔ اونٹ گھوڑے و اسباب و مواشی بے نہایت سپاہ کے ہاتھہ آئے مرزا شاہ حسین
مظفر و منصور بلدہ ٹھٹہ میں آیا اور پندرہ برس تک امن و امان و عیش و آرام میں بسر کئے۔

سنہ ۹۴۲ھ میں جب ہمایوں بادشاہ گجرات کی مہم کو روانہ ہوا ہے تو اثناء سفر میں مرزا شاہ حسین
کو فرمان بہیجا کہ یکجہتی کا طریقہ اختیار کرکے گجرات میں آؤ اور حدود پٹن میں توقف کرکے
عرضداشت بہیجو اور پہر جو حکم ہو اوسکی تعمیل کرو۔ مرزا شاہ حسین جمعیت تمام کے ساتھہ نصرپور سے
سوار ہو کر رادن پور کی راہ سے پٹن میں آیا خضر خاں جو یہاں پہلے سے سلطان بہادر بادشاہ
گجرات کی طرف سے حاکم تہا وہ متحصن ہوا اور حوالی پٹن کی مراعی و مواشی کو دور بہیجدیا۔ سلطان
محمود خاں پانچ سو سوار لیکر آگے گیا اور بعض دیہات کو غارت کرتا ہوا پٹن سے سات کروہ پر
مقیم ہوا۔ سلطان محمود خاں نے خضر خاں پاس آدمی بہیجا کہ مرزا شاہ حسین سپاہ گراں کے ساتھہ آیا ہے
تجھے لائق ہے کہ تو اوسکی ملازمت سے مشرف ہو اور قلعہ کو تسلیم کر اور عیال و اطفال کو سلامت
جہاں چاہے لے جا۔ اسکے جواب میں خضر خاں نے لکھا کہ سلطان بہادر مجھے سلامت چاہتا ہے

ہمایوں بادشاہ کا گجرات میں مرزا شاہ حسین کو بلانا اور اوسکا جانا +

ملک گجرات و صوبت کو تسخیر کر لونگا - اگر لشکر شاہی وہاں سے شیر خاں افغان کی جانب جائے گا تو بندہ دل و جان سے ہمراہ ہو گا - بادشاہ نے اول اوسکی باتون کو قبول کیا - مگر آخر کو امرا و وزرا بادشاہی نے خلوت میں مرزا شاہ حسین مدعا کے خلاف عرض کیا کہ اسکے کیا معنی ہیں کہ پرگنات و قصبات کو مرزا ویران کرتا ہے - اگر سچے دل سے بادشاہ کا دولت خواہ ہے تو اپنے قلعون کو پیش کش کرے تاکہ ہم اپنے زن و فرزند کو رکھکر قلعوں کو مضبوط کریں اور گجرات کی تسخیر کے لئے مصروف ہوں - شیر خاں افغان کہ غنیم و دشمن ہمارا ہے لاہور میں بیٹھا ہے یہ استدعا مرزا شاہ حسین کی صلاح و صواب دید معلوم ہوتی ہے - یہ سنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ بکر کا محاصرہ یادگار ناصر مرزا کرے - مرزا یادگار ناصر مدرسہ میں کہ شاہ حسین کے دیوان خانہ برج کا محاذی تہا جاکر اوترا - مرزا ہندال اور باقی اور مرزا دریا کے کنارو کے نیچے آئے - یہ خبر شاہ حسین کو پہونچی تو اوسنے کہا کہ بکر سے میری خاطر جمع ہے کہ بادشاہ باغ سے باہر نہیں نکلے گا - مرزا اور امرا کہ محاصرہ کے متصدی ہونگے وہ آلات اور ادوات قلعہ کشائی ساتہہ نہیں رکہتے اس لئے ان سے کچہہ کام نہیں ہو گا - اوسنے سلطان محمود خاں و میر جانی ترخان و پایندہ محمد قریش و چیلہ ارغون و دولت خاں کہ قلعہ کی حفاظت و حراست کے لئے مقرر تہے اونکو لکہا کہ ہوشیاری اور بیداری میں کوئی تقصیر نہ کرے اور عنان اقتدار کو سلطان محمود کے ہاتہہ میں کہیں اور اوسکی صلاح و صوابدید کے کوئی باہر نہ جائے - چند روز بعد طرفین سے توپ و تفنگ اندازی شروع ہوئی - لکہتے ہیں کہ بادشاہ ہمایوں کے پاس دو لاکہہ آدمی جمع ہو گئے تہے - نا زجمعہ میں اوسکے نام کا خطبہ پڑہا گیا - بعض زمینداروں نے کسی قدر غلہ اور چارپائے بہیجے - بادشاہ نے حکم دیدیا کہ زمیندار جو غلہ لائیں اوسکو جس نرخ پر چاہیں بیچیں آدمیوں کے ازدحام سے غلہ کا قحط پڑ گیا - بہت لوگ بہوکے مرنے لگے - بادشاہ نے یہ حال سنکر خزانہ سے زر وافر سپاہیوں کو دیا مگر کسی طرح قحط کی صعوبت لشکر شاہی میں کم نہ ہوئی - بادشاہ نے مرزا ہندال کو پاتر میں بہیجدیا - شاہ حسین کے جو ایلچی میرک پورانی اور مرزا قاسم آئے تہے انکو رخصت کیا اور منشور بہیجا جسپر اپنے ہاتہہ سے یہ لکہدیا کہ شاہ حسین بیگ بعد اسلام آنکہ انچہ التماس نمودہ بود

شلقیس باکر لاہور میں ربیع الاول ۹۴۴ھ میں آیا۔ اور یہاں اوسکے عزیزوں اور ہمراہیوں نے
اوسکے ساتھہ دینے سے جواب دیا تو وہ۔ رجب ۹۴۷ھ میں لاہور سے سندھ کی جانب چلا۔ اواخر
شعبان میں وہ اوچہ کے محاذی پہنچا۔ یہاں سے اول رمضان میں سندھ کی جانب نہضت کی۔
مرزا شاہ حسین خبردار ہوا۔ تمام ولایت سندہ کو ویران کیا تاخت وتاراج کرکے رعایا کو پریشان و
درہم کیا ۲۰ رمضان کو قصبہ لوہری (روڑی) میں خیمہ زن ہوا۔ خوشحال باغ سرلوکہ میں کہ نزاہت
اور لطافت میں بے نظیر تھا فرکش ہوا۔ سلطان محمود خاں نے حوالی بکر کو ویران کرکے قلعہ داری کو
مستحکم کیا کشتیوں کو اس طرف سے لیجاکر قلعہ کے نیچے اونکا لنگر ڈالا۔ بادشاہ نے سلطان محمود خان
کے نام فرمان بھیجا کہ وہ آستان بوس ہو اور قلعہ ملازمان درگاہ کو حوالہ کرے اوسنے عرض کیا کہ
میں شاہ حسین کا نوکر ہوں جب تک وہ ملازمت میں حاضر ہو میرا آنا نمک خواری کے آئین میں پسندیدہ
نہیں ہے اور مرزا شاہ حسین کے بغیر اجازت کے قلعہ سپرد کرنا بھی سزاوار نہیں ہے۔ بادشاہ نے
اسکا یہ عذر قبول کرلیا غلہ کم بہم پہنچتا تھا۔ مہتر اشرف کو کہ میر بازار تھا سلطان محمود خان بکری کے
پاس بھیجا اُسنے جاکر یہ حال اُس سے عرض کیا تو اوسنے پانچسو خروار غلہ بادشاہی آدمیوں کو دیدیئے
اور بعض ماکولات بھیجے۔ میر محمد طاہر صدر اور سمند بیگ کہ بادشاہی ملازمان معتمد تھے۔ بادشاہ
نے مرزا شاہ حسین پاس ٹھٹہ میں بھیجے۔ اور مواعد عنایات و مواثیق اخلاص کہ حضرت بابر بادشاہ
کو مرزا شاہ حسین کے ساتھہ تھے یاد دلائے۔ مرزا شاہ حسین نے بادشاہی فرستادوں کا آداب اعزاز
کیا اور چند روز اونکو اپنے پاس رکھا شیخ میرک پورانی و مرزا قاسم طغائی کو لایق پیش کش کے ساتھہ
حضرت بادشاہ پاس بھیجا۔ ان آدمیوں نے جاکر بادشاہ کے سامنے پیش کش رکھی اور عرضداشت
پیش کی جسکا مضمون یہ تھا کہ ولایت بکر کم محصول ہے اور ولایت جاجکان معمور ہے اور آبادی
وکثرت زراعت اور غلہ کی افراط میں حضور کی دولت کے مناسب بھی ہے۔ بہتر ہوگا کہ عنان
عزیمت اس طرف معطوف ہو اور اس کو اپنے تصرف میں لائیں میں بھی عنقریب خدمت
میں حاضر ہوتا ہوں۔ یہ میری عین سعادت و دولت ہوگی کہ حضور اس حدود میں تشریف لائے اور
بہ تدبیر حضور کے دل کے تمام دغدغوں کو دور کرکے اپنے تمام لشکر کو لیکر حضور کی رکاب کے ساتھہ ہوں گا

مرزا ناصر یادگار حوالی بکر میں تہا۔ اوسکو غافل پاکر دو دفعہ اہل بکر نے اوسپر حملہ کیا اور محمد علی قابوچی
و شیر دل بیگ مارا گیا اور جماعت مجروح و مقتول ہوئی۔ قلعہ کی بہی ایک جماعت کثیر مجروح
ہوئی اور بعض آدمی مقتول ہوئے تیسری دفعہ اہل قلعہ نے دلیرانہ باہر نکل کر لہری کے کنارہ پر
ایک بن میں جنگ کی۔ اس مرتبہ مرزا خود سوار ہوا اور دست برد خوب کی مردم قلعہ بہاگ گئے
بعض پانی میں خود چلے گئے اور بعض کشتی میں سوار ہوئے کچہہ مقتول ہوئے۔ انہیں ایام میں
مرزا شاہ حسین نے بابر قلی مہردار کو مرزا یادگار ناصر پاس بہیجا اور سلسلہ مجالست کو تحریک دیکر یوں
اظہار کیا کہ میں بوڑہا ہو گیا ہوں اور فرزند نہیں رکہتا۔ اپنی بیٹی کی تم سے نسبت کرتا ہوں چند روز
میری حیات کے باقی ہیں اور امین امور سلطنت مجہہ سے تعلق رکہتے ہیں میرے بعد تم ہی تم ہو۔
بہت سے خزانے تم کو دونگا اور تمہارے ساتہہ اتفاق کرکے ملک گجرات کو تسخیر کرا دوں گا
غرض ایسے وعدوں سے مرزا یادگار ناصر مرزا کو شاہ حسین نے پرچا لیا۔ اوسنے بادشاہ سے مخالفت
اختیار کی۔ بادشاہ نے لشکر کی عسرت کو دیکہہ کر بار بار مرزا یادگار ناصر مرزا پاس آدمی بہیجکر
بلایا مگر مرزا نے آرے بلے بتلائے اور نہ آیا۔ جب بادشاہ کو یادگار ناصر مرزا کی مخالفت کی خبر
ہوئی تو حوالی سیوستان سے فوراً بکر کو روانہ ہوا اس اثنا میں قنبر بیگ رعونت سے بہاگ کر قلعہ
سیوستان میں چلا گیا۔ اور چند اور آدمی بیوفائی کرکے لشکر سے جدا ہو گئے۔ بادشاہ لہری
میں اُترا۔ کسی ضرورت کے سبب سے یادگار ناصر مرزا بادشاہ پاس آیا۔ کچہہ غلہ بادشاہی سپاہیوں کو
دیا۔ بے غلہ ہونے کے سبب سے بادشاہی لشکر کو بڑی تکلیف تہی۔ بادشاہ نے تردی بکاول
ساتہہ الوس خاصہ کو سلطان محمود خان کے پاس بہیجا۔ سلطان نے ان سب آدمیونکو خلعت دئے
اور ہر شخص کو غلہ و زر دیکر رخصت کیا۔ جب بادشاہ کا یہ پیغام سنا کہ لشکر میں غلہ کم آتا ہے مطبخ
خاصہ کے خرچ کے لئے کچہہ گیہوں کچہہ چاول بہیجدو تو اوسنے مرزا شاہ حسین کے امرا سے بادشاہ
کی درخواست کو بیان کرکے اُسے مشورہ لیا۔ وہ کچہہ کم غلہ بہیجنے کو کہتے تہے مگر اوسنے مطبخ کے
خرچ کے واسطے سو خروار آرد و سو خروار گندم و سو خروار برنج و ماش و نخود اور اور غلوں کے
بہیجدئے۔ مگر کمی غلہ کے سبب سے لوگ ایسے متفرق ہو گئے تہے کہ کسی طریق سے یہ فریق نہ جمع ہوئے

بموقف قبول پیوست بشرطیکہ از روے عقیدہ آمدہ ملازمت کند والسلام +

مرزا شاہ حسین مدتوں تک اپنے آنے کے وعدہ کرتا رہا۔ امراء اور ارغون اوسکے ساتھ اس مشورہ میں متفق نہ تھے اسلئے اوسنے اپنے آنے کو تاخیر میں ڈال دیا۔ بادشاہ نے ولایت بکر کو ناصر یادگار مرزا کو دیدیا اور خود سیوستان کی جانب متوجہ ہوا۔ اسے شاہ حسین خبردار ہوا بادشاہ کے پہنچنے سے پہلے میر فرخ ارغون ومحمود ومیر محمود دساربان وعلی محمد کوکاتاش ومیر دوست وشیر علی ارغون کو سیوستان کی محافظت وحراست پر تعین کیا۔ ان آدمیوں نے قلعہ میں جلد جاکر حوالی قلعہ کی عمارات وباغات کو ویران کیا۔ ۱۷- ماہ رجب ۹۴۹؁ کو بادشاہ ہمایوں سیوستان میں آیا۔ یہاں اوسکے لشکر میں غلہ کی عسرت کم ہوئی۔ بادشاہی لشکر نے اہل حصار کو تنگ کیا۔ مرزا شاہ حسین ٹھٹہ سے موضع سن میں آیا خندق اوسکے گرد کھود دی اور بہت سی کشتیاں جمع کیں اور یہاں اقامت اختیار کی۔ میر علیکہ ارغون کو سیوستان کے آدمیوں کی دلداری کے لئے بھیجا۔ میر علیکہ ومیر سلطان قلی بیگ اور ایک جماعت کے ساتھہ سوار رات کو بادشاہ کے لشکر میں آن کر بازار کی جانب راست سے قلعہ میں چلے گئے بادشاہ نے حکم دیا کہ نقب لگائیں۔ اس کام کے کاریگروں نے نقب لگا کر برج وبارہ کو اڑایا میر فرخ نے فی الحال وہاں اندر کی دیوار کو اٹھا کر توپیں لگائیں اور قلعہ میں پانی لاکر روئے نقب پر ایک حوض پانی سے بھر دیا۔ مخالفوں نے نقب میں آگ لگائی تو پانی نقب کے منہ سے جاری ہوگیا۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ قلعہ مستحکم ہے اور آلات کشائش موجود نہیں سات مہینے محاصرہ میں لگ گئے اور کچھہ نہیں ہوا۔ ہوا مخالف چلنے لگی پانی کی طغیانی ہوئی یادگار ناصر مرزا مخالف ہوکر لشکر بادشاہی سے جدا ہوگیا مرزا شاہ حسین نے غلہ کی آمد شد کا رستہ بند کر دیا سپاہیوں نے غلہ کی کمی اور سامانی کی تنگی سے بھاگنا شروع کیا اسکے پاس سے میر طاہر صدر وخواجہ غیاث الدین جامی ومولانا عبد الباقی وخواجہ عبد الواحد تاشکندی ومولانا مصلح الدین لار یہ سب شاہ حسین پاس چلے گئے۔ مرزا شاہ حسین نے اس جماعت کو اعزاز کے ساتھہ ٹھٹہ میں بھیجدیا۔ یادگار ناصر مرزا پاس میر برکہ ومرزا حسن وقاسم حسین چلے گئے۔

باشاہ نے اقامت کی مرزا شاہ حسین بھی اس لشکر کی برابر دریا پار اپنا لشکر لئے خیمہ زن ہوا اس
اثناء میں رانا ورسہ امرکوٹی نے دولت خواہی کی کہ جو سردار اس نواح میں تھے اُن کو بادشاہ کے پاس
آنے کے فرمان بھیجے اور لکھہ دیا کہ دولت خواہی کے لئے کمربستہ ہوکر غلہ وغیرہ جو ہاتھ آئے بادشاہی
لشکر میں لائیں- ان سرداروں نے یہ جواب دیا کہ مرزا شاہ حسین کا لشکر ہمارے نزدیک ہے اگر
ہم بادشاہ کے لشکر میں چلے آئیں گے تو ہمارے فرزندوں سے اعراض کریگا - اگر تازہ لشکر بادشاہی
ایک دو سرداروں کے ساتھہ ہمارے فرزندوں کے پاس آ جائے تو ہم کو جس خدمت کو فرمایئے
اسپر تقدیم کرسکتے ہیں رانا ورسنے یہ انکا پیغام بادشاہ سے عرض کر دیا بعض بادشاہ کے ملازموں نے
عرض کیا کہ تھوڑہ البت میں غلہ اور تمام اشیاء معاش بھری ہوئی ہیں تھوڑی توجہ میں وہ ہاتھہ
آسکتا ہے- بادشاہ نے علی بیگ جلائر اور ایش تیمور سلطان کو اس کام کے لئے بھیجا مرزا شاہ حسین
خبردار ہوا مرزا عیسی ترخان کو اس کام کے لئے نامزد کیا وہ اس کام کے قبول کرنے میں متردد ہوا
تو مستی ساربان نے مرزا سے کہا کہ مرزا عیسی خان بادشاہ کے مخلص دولت خواہوں میں سے ہے
یہ سنکر مرزا متفکر ہوا اوسنے عیسی خاں کو نہ بھیجا اور اوس سے بدگمان ہوا اوسے بے اتفاقی کرنے لگا
سلطان محمود خان کو جو کہ کچھہ دنوں سے بسبب بکر کے غلہ کے تلف ہونے کے معرض عتاب میں تھا
ایک گوشہ میں بیٹھا تھا بلا لیا اسکی دلداری کی اور اس مہم پر اوسکو نامزد کیا کہ ملا بہلول ایک اور
جماعت کو جو اس ناحیہ میں تھی کمک کے لئے ساتھہ لے سلطان محمود لشکر ہند و سند و ہرات کو
اپنے ساتھہ متفق کرکے ان حدود میں چلا گیا - ناگاہ ایک سحر کو دونو لشکروں میں مٹ بھیڑ ہوئی
تردی بیگ نے جو بادشاہی لشکر میں تھا جنگ میں پہلوتہی کی - اور شیخ علی بیگ اپنے بیٹوں
سمیت میدان جنگ میں ثابت قدم رہا اور مقتول ہوا شیخ تاج الدین لاری بھی مجروح ہوا
اور عالم بقا کو گیا ایش تیمور سلطان زخمی ہوا اور اوسکا تیغ سلطان محمود کے ہاتھہ آیا - اور ایک
اور جماعت جسنے بہادری کی ماری گئی مرزا شاہ حسین کی طرف میر سید قاسم بیگلار شہید ہوا
اور بعض اور مقتول ہوئے سید قاسم کا سر بادشاہ پاس بعض اوسکے ملازم لائے - رانا ورسینہ
نے اوسے لیکر اپنے جواہر زادی پاس کہ سید قاسم کی کھٹا ومی تھی بھیجا - یہ واقعہ ذی الحجہ سنہ ۹۴

قلعہ مستحکم تہا ہرچند محاصرہ میں سعی کی گئی مگر کارگر نہ ہوئی - مہم قلعہ میں تعویق ہوئی - بادشاہ سندھ میں
سب طرح حمایوں تہا کہ اس حال میں مالدیو راجہ جودھپور کی عرضداشت یہ آئی کہ میں غائبًا حضور کی
بندگی و چاکری کے حلقہ کو کان میں ڈالتا ہوں مترصد ہوں کہ قدوم بادشاہی کی سعادت پاؤں
اگر بندگان عالی اس حوالی کو مشرف فرمائیں تو میں بیس تیس ہزار راجپوتوں سے خدمتگاری
بجالاؤں اس عریضہ کے آنے سے بادشاہ نے ۱۴ محرم سنہ ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء کو اوچہ کی طرف کوچ کیا -
مرزا شاہ حسن حاکم بکر میں آیا - مرزا یادگار ناصر مرزا جو بادشاہ سے مخالف ہو گیا تہا اُسکی جاگیر
کہ قندہار رہ دیہ ہے گذرا اور اوسنے چند توپ ضرب زن کہ ہمراہ تہے مرزا شاہ حسین کو حوالہ کیے
شاہ حسین ۲۴ محرم کو قلعہ بکہر کے اندر گیا اور سلطان محمود خاں پر عتاب کیا کہ کیوں غلہ کے ذخیرہ کو
تلف کیا درویش محمد انبار دار سے مصادرہ لیا اور دار پر کہینچ دیا - ہمایوں چند روز بعد ماتیلہ میں آیا
لشکر کے آدمی یہاں جمع ہوگئے - اوائل ربیع الاول میں ہمایوں اوچہ میں پہنچکر جودہ پور کی طرف
روانہ ہوا - ۸ ربیع الآخر کو بیکانیر میں آیا - بعض آدمی بادشاہی لشکر کے بیکانیر میں جاکر واپس
آئے اور بادشاہ سے عرض کیا کہ بیکانیر کے آدمیوں سے کوئی بات کہ لائق ادب ہو نہیں سُنی -
بادشاہ نے شمس بیگ کو کہ ہوشمندوں میں تہا مالدیو پاس بہیجا - فرمان عنایت آمیز صادر
فرمایا - خود متواتر کوچ کیے - شمس بیگ جلد پہر آیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ مالدیو نے
اخلاص کے مقدمات جہوٹے گہڑ لئے ہیں - بادشاہ موضع پہلودی میں آیا جو جودہ پور سے تیس کوس
تہا تو بادشاہ کے جاسوس خبر لائے کہ مالدیو کا غدر کا ارادہ ہے شیرشاہ کے مواعید
خداع آمیز اور اوسکے غلبہ کے سبب سے اوسنے لشکر متعین کیا ہے کہ حضور کو سرِراہ روک لے - یہ
سنکر بادشاہ نے مراجعت کی - راہ میں راجہ کے لشکروں کو ہزیمت دی اور جمادی الاول سنہ ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء
میں وہ امرکوٹ میں آیا - یہاں اکبر پیدا ہوا جسکو سید علی شیرازی کے اترن کے کپڑوں سے
کپڑے بناکے اول پہنائے گئے - امرکوٹ تنگ جگہ تہی اسلئے بادشاہ سند کی جانب چلا
اور جون میں آیا - یہ شہر دریائے سند کے کنارہ پر واقع ہے اور ملک سندھ میں باغوں اور
نہروں کی کثرت میں و فواکہ و اثمار کی لطافت میں ممتاز ہے - جون سے باہر باغوں کے درمیان

دروازہ پر سے تیر و تفنگ نے آنگراس کا مزاج پوچھا تو اوسکو معلوم ہوا کہ اوسکے آدمیوں کی کچھ کام نہیں کیا لہری کی طرف چلا گیا۔ جب خبر مرزا شاہ حسین کو پہونچی تو اوسنے شاہ محمود بیخون کو بکر کی حراست کے لئے متعین کیا۔ قاضی قضیین وسلا کو ہمراہ کیا یہ واقعہ ۱۴ جمادی الثانی ۹۵۱ھ میں مرزا کامران نے اپنے آدمیونکو بھیجکر مرزا شاہ حسین کی بیٹی سے عقد نکاح کی رخواست کی تہی۔ مرزا شاہ حسین نے یہ درخواست اوسکی قبول کی جب ہمایوں نے کابل پر حملہ کیا اور مرزا کامران اسّے نہ لڑسکا تو وہ ہزارہ کی راہ سے سندہ میں آیا۔ مرزا شاہ حسین نے اوسکو پاتر میں اتارا اور اپنی بیٹی چوچک بیگم کا مرزا سے نکاح کردیا۔ مرزا کامران یہاں تین مہینے رہا۔ پہر کابل کو گیا۔ مرزا شاہ حسین نے ایک ہزار سوار مسلح اوسکے ہمراہ کئے اور سامان اوسکا درست کیا۔ وہ غزنین گیا اور قلعہ غزنین کو تسخیر کرکے کابل کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا۔ اوسوقت ہمایوں بادشاہ بدخشاں کی طرف گیا ہوا تہا۔ چھ مہینے بعد شاہ حسین کے سوار واپس آئے۔ ہمایوں نے مرزا کامران کو کابل سے نکال دیا وہ اسلام شاہ سے ملنے ہندوستان میں آیا ۹۵۷ھ میں وہ بکہر میں آیا۔ شاہ بلیہ میں مرزا شاہ حسین نے اوسکو رکہا اور پرگنہ تیورہ اوسکے خرچ مطبخ کے لئے مقرر کیا۔ آخرکار وہ اپنی بیوی چوچک بیگم کے ساتھہ مکہ معظمہ روانہ ہوا۔ آخر زندگی میں مرزا شاہ حسین مرض فالج میں مبتلا ہوا۔ اکثر اوباش واراذل اوسکے محرم کار ہوئے وہ روز بروز بڑہتے گئے مغلوں کے ساتھہ تعدی و بد اندامی و بے حرمتی کرنے لگے سنہ ۹۶۰ کی ابتدا میں بلدہ ٹہٹہ عربی کاہی کو حوالہ ہوا اور رعایا کا اختیار اسمعیل سیارہ کو دیا گیا۔ اس سبب سے آدمی مایوس و غمگین ہوئے۔ کچھ دنوں متحیر رہے۔ عربی کاہی کے بیٹوں نے ارغون و ترخان کو خوب ستایا۔ ایک ضعیف ارغونیہ کو لات لگاکر اسقاط حمل کیا۔ اسکی داد فریاد شاہ حسین سے ہوئی اول اوسنے سنا نہیں پہر جب اور زیادہ آدمیوں نے دہائی دی تو اوسنے حکم دیدیا کہ شیخ الاسلام میرک پورانی شرع کے موافق فیصلہ کردے۔ مرزا شاہ حسین نے قلعہ نصرت آباد کی حراست شیبہ رفیق کو کہ زرخرید غلام و معتمد تہے تفویض کی خود بکر کو گیا اور باہر پرلوکہ میں ۲۵ روز رہا۔ محرم ۹۶۱ھ کو قلعہ بکہر کے اندر آیا۔ اراذل مرزا کے ایسے

مرزا کامران کا آنا +

ارغونوں کی بغاوت اور مرزا شاہ حسین کی وفات +

میں واقع ہوا۔ بادشاہ نہایت مغموم ہوا۔ محرم سنہ ۹۵۱ھ کو بیرام خاں بادشاہ پاس آ گیا۔ اوس نے
مصالحت کا پیغام دیا۔ مرزا شاہ حسین ارغون نے مژدہ صلح سنکر نہایت خوش ہوئے اور اس کو
نعمت غیر مترقبہ سمجھے۔ اونھوں نے طرح طرح کی معذرتیں کیں اور بادشاہ کے لئے ما یحتاج سفر
تیار کیا۔ اور سو ہزار مثقال نقد و تین سو شتر و تین سو گھوڑے بادشاہ پاس بھیجے۔ تقصیر کا
عذر کیا اور دریا کا پل باندھ دیا جسکی تاریخ بادشاہ نے صراط مستقیم کہی ربیع الاول سنہ ۹۵۱ھ میں بادشاہ
نے جون سے پل پر عبور کیا۔ پہنم مذکور کو قندہار کی طرف سفر کیا۔

بخشوے لنگاہ نے حوالی ملتان میں موضع حسن پور میں قلعہ بنایا۔ ملتان کو ویران کرکے وہاں کے
آدمیوں کو اس قلعہ میں بسایا۔ اور ایک جمعیت بہم پہنچائی اور یہ خیالات دل میں جمائے
کہ اقوام بلوچ و ناہر کو جو ہر جگہ فساد مچاتے تھے جمع کرکے بکر کو تسخیر کرلے۔ جاسوسوں کو خبر
لانے کے واسطے بھیجا تھا۔ انھوں نے متواتر اوسکو خبر دی کہ شاہ حسین کے امرا ٹھٹہ کی جانب
گئے ہوئے ہیں قلعہ بکر خالی ہے اب وسکے لے لینے کا یہی وقت ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی اپنے
جید لشکر کو کشتیوں میں بٹھایا اور ایلغار کیا۔ پچاس کشتیاں آگے روانہ کیں کہ آدھی رات کو حوالی
قلعہ میں پہنچکر برج دبارہ کو گھیر لیں۔ ور سو نفر تبردار بھیجے کہ قلعہ کے دروازہ کو توڑ کر اندر جانے
کے لئے راہ کھولیں۔ آدھی رات جمعہ جمادی الثانی سنہ ۹۵۱ھ کو یہ آدمی غل مچاتے ہوئے
قلعہ کے دروازہ کے سامنے آئے۔ اور آگ لگا کر غل غپاڑہ مچایا۔ شہر کے آدمی اس غل سے
ہوشیار ہوئے۔ برج دبارہ سے پتھر و تیر پھینکنے شروع کئے۔ سپاہ وہاں کم تھی سلطان محمود خاں کی
والدہ نے فی الفور دروازہ قلعہ پر آنکر نواڑ اور بوریوں کو تیل میں تر کرکے اور ان میں آگ
لگا کر دشمن کے سروں پر پھینکنا شروع کیا۔ جب بخشو لنگاہ کے آدمیوں میں آگ لگی تو وہ
سراسیمہ ہو کر کشتیوں میں چلے گئے۔ اسکے بعد میر خانی ترخانی حمزہ بیگ۔ قاضی حسینی ولد
قاضی قضین نے خوب کوشش کی۔ اور جو دشمن آگے بڑھ آئے تھے کچھ آگ میں جلے کچھ پانی
میں ڈوبے کچھ باہر بھاگ گئے۔ وقت چاشت بخشوئے لنگاہ نقارہ بجاتا ہوا آیا۔ اس خیال
سے کہ اوسکو یقین تھا کہ میرے آدمیوں نے قلعہ فتح کر لیا ہوگا جب قلعہ کے نزدیک پہنچا تو قلعہ

جب میر ملک محمد و میر لطفی کہ حکومت میں شرکت رکھتے تھی پرگنات کو تقسیم کرنے لگے تو سلطان محمود خان
نے ان پاس آدمی بھیجا کہ میں بھی قلعہ میں ہوں مجھے آپ فراموش نہیں کیجئے گا اس بات کے سنتے ہی
میر ملک محمد نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ قلعہ کی کنجیاں سلطان محمود خاں کے آدمیوں کو دیدو میر
لطفی نے کہا کہ ایسی خفت نہ اختیار کرو اور حکم کے تابع رہو۔ میر ملک محمد مرد عاقل تھا میر لطفی کے
کہنے پر کچھہ خیال نہیں کیا کنجیوں کو بھجوا دیا۔ محرم سنہ ۹۶۲ھ میں ٹھٹہ میں ارغون و ترخاں کے
آدمیوں نے جمع ہو کر مرزا عیسی کو اپنا سردار بنایا اور مرزا شاہ حسین سے روگردانی کی۔
عربی کاہی و شیب و رفیق جو مرزا کے بڑے رفیق تھے مار ڈالا۔ ماہ بیگم کو کہ مرزا شاہ حسین کی حرم
تھی قید کر کے خزانہ لے لیا اور بہت سا روپیہ سپاہیوں کو دیدیا اور مرزا شاہ حسین نے شاہ محمود
کو ٹھٹہ کی حکومت پر مقرر کیا تہا۔ ابھی وہ ٹھٹہ میں آیا نہ تھا کہ لوگوں نے مرزا عیسی سے بیعت
کر لی۔ میر شاہ محمود کو بھی مجبوری مرزا عیسی کے ملازموں میں داخل ہونا پڑا۔ اس خبر سے
مرزا شاہ حسین ایسا خفا ہوا کہ سلطان محمود پاس آدمی بھیجا کہ ارغون اور ترخان کے جتنے آدمی
بکر میں ہوں اونکو گرفتار کر کے ساتھ لائے۔ ان دنوں میں کہ مرزا شاہ حسین مفلوج ہوا تہا اکثر
اوسکا کاخ دماغ حرارت شراب سے گرم رہتا تہا۔ حق ناحق اوسنے ارغونین اور ترخانوں کو قتل
کرنا شروع کیا اور بکر کا فرمان ایالت سلطان محمود خان کے نام صادر کیا اور حکم دیا کہ ارغونوں
اور ترخانوں کو مار ڈالے۔ محمود خان نے فرامین مذکور اپنی والدہ کو دکھائے اوسنے کہا کہ بکر کی
حکومت مبارک ہو مگر زنہار ان آدمیوں کے قتل میں تعجیل نہ کرنا۔ ان آدمیوں کو مقید و محبوس کر کے مرزا
پاس پہنچا دینا۔ مرزا کی جو رائے ہوگی وہ انکا حال کریگا۔ سلطان محمود نے میر جانی ترخان و
احمد ترخان و حمزہ بیگ و مراد حسین بیگ کو مع ایک جماعت کے محبوس کیا اور اپنے ساتھ لیا
یار محمد کوتوال کو کہ میر شاہ محمود کی مخالفت کا باعث ہوا تہا قتل کیا۔ اولاد قاضی قضین کو اور
جتنے آدمی مرزا کے قلعہ کے اندر رہتے تھے باہر بھیجدیا۔ قلعہ کو اپنی والدہ اور اپنے آدمیوں کو
سپرد کر کے مرزا کی ملازمت میں جلد جانے کا عازم ہوا۔ ۲۲ محرم سنہ ۹۶۲ھ کو مرزا کی خدمت میں وہ
آیا اور اپنی جمعیت کو مرزا کو دکھلایا۔ مرزا اُسے دیکھہ کر بہت خوش ہوا اور محاربہ و مقابلہ کے لئے

مخصوص ہو گئے تہے کہ اوسے خلقت کو بہت تکلیف تھی اسلئے عمائد نے ایک جگہ جمع ہو کر یہ ارادہ
کیا کہ کیا جلاء وطن ہو جیئے یا ان ارازل کا کام تمام کیجئے۔ مرزا شاہ حسین مفلوج ہو گیا ہے
تخت رواں پر سوار ہوتا ہے اسکو قلعہ میں نگاہ رکھکر ان ارازل کو مار ڈالنا چاہیئے میر جانی ترخان
نے کہا کہ مرزا شاہ حسین آفتاب سر کوہ ہے مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے آخر عمر میں ہم اپنے تئیں
بدنام کریں۔ جہاں اتنے دنوں تکلیف اٹہائی ہے کچہہ دنوں اور مصیبت کو اٹہائیں اور دیکہیں
کہ پردہ تقدیر سے کیا ظہور میں آتا ہے کچہہ آدمی مرزا شاہ حسین کے دیوان خانہ پر اسکے شاگرد
پیشہ کے آدمیوں کے قتل کے لئے روانہ ہوئے کہ شاہ حسین کشتی میں بیٹہہ کر باغ میں چلا گیا تہا اور
وہاں سے تین روز بعد ٹھٹہ کی طرف چلا۔ میر شاہ محمود ارغون نے کہ بکر کا حاکم تہا سرکشی کا
مستقل ارادہ کیا اور بلوچیوں کو جمع کیا۔ اس اثناء میں والدہ سلطان محمود خان نے کہ
بڑی دانا عورت تھی اس بغاوت کے قضیہ کو سنا تو اوسنے میر ملک محمد و میر لطفی کو بادرہ
و ماتیلہ سے بلایا وہ جلد قلعہ بکر میں آئے۔ مہر علی اور تمام آدمی مرزا کے مجتمع ہوئے اور
مردم کتوال کو کہ میر شاہ محمود کے پاس آئے تھے تہدید و توبیخ کی۔ وہ سب متفرق ہو کر اپنے
اپنے گھر چلے گئے۔ حقایق احوال کو مرزا شاہ حسین سے عرض کیا۔ مرزا شاہ حسین نے حمزہ بیگ
و درویش محمد و شیر محمد کو بکر میں بہیجا میر شاہ محمود کو طلب کیا۔ اوسکو سواء جانے کے کچہہ اور
علاج نہ بن پڑا قصبہ سن میں مرزا شاہ حسین سے ملا۔ اوسپر مرزا نے عنایت کی ان دنوں میں سلطان
محمود خان سیوی میں تہا جب اوسکو میر شاہ محمود کی تمرد کی خبر پہنچی تو اوسنے چاہا کہ ایلغار کر کے بکر جائے
کیونکہ اسکی والدہ اور متعلقین وہاں تھے وہ سیوی سے چند منزل چلا تہا کہ کنجاوہ کے حوالی میں اوسکی
والدہ کا مکتوب اس پاس آیا جسمیں لکہا تہا میر شاہ محمود نے بغاوت کا ارادہ کیا تہا پہلے اسسے کہ وہ کوئی
کام کرے اوسکو مرزا شاہ حسین پاس جانا اور وہاں رہنا پڑا اب تم خاطر جمع ہو کر اپنی مہمات ضروری
میں مشغول ہو سلطان محمود خان نے مراجعت کا ارادہ کیا مگر لوگ اوسکو کہہ سنکر بکر میں لے آئے مگر
بکر میں آنے سے پہلے مرزا شاہ حسین نے بکر کی حکومت میر ملک محمد و میر لطفی کو دیدی تھی۔ جب یہ
فرمان سلطان محمود خان پاس آیا تو خفا ہوا اور ایسا پیچ و تاب میں آیا کہ مرض اسہال سری میں مبتلا

تعلق رہے اور کوہ لکی کی اس جانب کا تعلق مرزا عیسیٰ ترخاں سے ہو غرض یہ عہد و پیمان تحریر میں
آئے اور اس عہدنامہ پر انکی مہریں لگیں اور اکابر کی مہروں سے مزین ہوا۔ پھر آپسمیں مائدہ بابت گیر ہوئے
اور رخصت ہوئے طرفین سے ایک جماعت کی آمد و شد ہونے کا قرار ہوا کہ جس سے کلفت اور منازعت
رفع ہو دوسرے دن میر قاسم بیگ لار ٹھٹھہ میں گیا محمد صالح ترخان ولد مرزا عیسیٰ ترخاں کو مع ایک جماعت
کے مرزا شاہ حسین کی خدمت میں لایا اور محمد صالح نے خوب پیشکش پیش کی اور اس جانب سے شیخ
عبدالوہاب اور سلطان برادر سلطان محمود خاں کو ٹھٹھہ میں لایا مرزا عیسیٰ سے ملاقات کرائی۔ مرزا
شاہ حسین محمد صالح کو اسپ و خلعت عنایت کیا اور رخصت کیا اور نقارہ کی جوڑی مع خلعت فاخرہ
کے مرزا عیسیٰ پاس بھیجی اور دوسرے روز سلطان محمود خاں کو تومن و توغ عنایت کیا اور اپنی مہر
اوسکو سپرد کی اور مرزا کا مرض بڑھتا گیا اور دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۹۶۲ھ کو انتقال کیا۔ سلطان
محمود نے مرزا کے پاؤں کو بوسہ دیا اور رویا اور کہا کہ مرزا قاسم تم میرے گواہ خدا سے عز و جل کے
روبرو رہنا کہ میں نے آخر عمر تک مخالفت نہیں کی اور حلال نمکی کی اس دم بھی اوسکے زیر قدم ہوں
یہ سعادت میرے سوائے کسی کو نہیں میسر ہوئی شیخ عبدالوہاب تجہیز و تکفین میں مصروف ہوا۔ اور
سلطان محمود خاں ماہ بیگم پاس گیا اور اوسے کہا کہ کہیں ارغون و ترخان آپ کی حرمت
میں خلل ڈالیں آپ بکر چلئے اور مرزا کی نعش کو بھی بکر لے چلئے۔ ماہ بیگم نے کہا کہ مرزا کی نعش
بگڑ جائیگی اور شاہ بیگ کے پاس دفن ہوگی۔ وہ راہ ٹھٹھہ سے قریب اور بکر سے بعید ہے۔ حبیبہ بیگم
نے انکار کر دیا۔ مرزا کی نعش اول ٹھٹھہ میں مدفون ہوئی پھر اوسکی لاش مکہ معظمہ میں جاکر باب کی
بغل میں دفن ہوئی۔ جب مرزا عیسیٰ کو ٹھٹھہ میں مرزا شاہ حسین کے مرنے کی خبر ہوئی تو وہ بجمعیت
تمام سوار ہو کر سلطان محمود کے قریب آیا۔ کوس کی آواز طرفین سنتے تھے سلطان محمود خاں نے
لشکر کی صفوں کو آراستہ کر کے دو آدمی مرزا عیسیٰ پاس بھیجے کہ آپ کی عزم آنے سے کیا ہے
اگر لڑنے کا قصد ہے تو اعلام کر دو تا کہ میدان مجادلہ و محاربہ آراستہ ہو۔ مرزا عیسیٰ نے جواب بھیجا کہ
میں اس تقریب سے یہاں آیا ہوں میں سنتا تھا کہ ماہ بیگم مرزا مرحوم کے جنازہ کو بکر کو لے جاتی ہے
ٹھٹھہ بھی مرزا کا ہے اسے کیوں چھوڑتی ہے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ جنازہ کو بیگم ٹھٹھہ لے جاتی ہے اب

ٹھٹھہ روانہ ہوا۔ موضع شاہ بارہ میں مرزا عیسیٰ اور سلطان محمود خاں کے لشکروں میں لڑائیاں ہوئیں
مرزا عیسیٰ ترخاں اور میر کبک ارغون نے سلطان محمود خاں پاس آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ بسبب ضرورت
اس ملامت کو ہم نے اختیار کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قتل ہوتی ہے بہتر ہوگا کہ آدھی رات کو ہم دونوں
کی ملاقات ہو۔ اول ایک نے دوسرے کو ملامت کی اور بہت گفت و شنید کے بعد ملاقات ہوئی اور
یہ فیصلہ ٹھیرا کہ مرزا شاہ حسین چند روزہ مہمان ہے مصالحت کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے اوسکے بعد میرے
اور تیرے سوا کوئی نہیں ہے جس طرح صلاح ہو اتفاق کرکے مملکت کی ریاست کو تقسیم کر لینا ابھی
اس رات کی ملاقات کا حال شایع نہیں ہوا تھا کہ صبح کو امیر سلطان و امیر ابو الخیر ایک جماعت
سودہ وغیرہ کی لیکر گذر پر اتر پڑے گئے تو وہاں چوکی کے آدمیوں سے بیگ محمد لکہ و ایل قلی و دیوانہ
و مردم بلوچ کے ساتھ محاربہ صعب پیش آیا ہوا۔ مرزا عیسیٰ کے بہت آدمی قتل ہوئے۔ جب ان
آدمیوں کے سر مرزا شاہ حسین کو دکھلائے گئے اونمیں چند سر مغلوں کے بھی تھے جنکو مرزا دیکھتے
ہی رونے لگا سلطان محمود خاں نے دو زانو بیٹھ کر عرض کیا کہ اگر اس جانب سے آدمی مارے جاتے
ہیں تو آپ روتے ہیں اگر اوس جانب سے آدمی مارے جاتے ہیں تو آپ گریہ کرتے ہیں ہم کیا کریں
اس اثناء میں شیخ عبد الوہاب اور مرزا قاسم بیگ تکدر درمیان میں آئے اور مرزا عیسیٰ ترخاں
کی تقصیرات کا عذر کیا سلطان محمود خاں اور میر شاہ محمود و میر شاہ حسین نکدری نے عرض کیا کہ مرزا عیسیٰ
اپنے افعال سے منفعل ہے۔ اور مردم ارغون نے جو مرزا کے غلاموں سے بے ادبی کی ہے وہ شرمندہ ہیں
اگر اونکی تقصیرات عفو ہو جائیں اور ترخانی جو محبوس ہیں آزاد کئے جائیں تو ہم سب امیدوار رحمت ملازمت
میں حاضر ہیں مرزا اوس پر راضی ہوگیا۔ مرزا عیسیٰ نے ماہ بیگم کو مع اوسکی خواصوں کے رخصت دی اور
لشکر میں مرزا کے پہنچا دیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر سنہ مذکور میں واقع ہوا۔ شیخ عبد الوہاب پورانی و مرزا
قاسم بیگ نے ترخانی آدمیوں کا گناہ معاف کرکے ٹھٹھہ بھیجدیا اور دوسرے مہینہ میں مرزا عیسیٰ ترخاں و
سلطان محمود خاں کی ملاقات ہوئی ہر ایک نے قرآن مجید پر ہاتھ رکھکر عہد و پیمان کیا کہ آپس میں
کمال وفاق کرکے نفاق سے اجتناب کریں اور جسوقت کہ مرزا شاہ حسین اجل طبعی سے اس
دار فنا سے دار بقا میں جائے ولایت سند کو آدھا آدھا بانٹ لیں کوہ لکی سے بالا تر ملک سلطان محمود سے

وہ اوسکے امراء عالی میں سے ایک تہا۔ اوسکے عہد میں جو اوسنے کار عظیم کئے اونکا بیان اوپر ہو چکا ہے جب مرزا شاہ حسین کا اوائل جمادی الاول سنہ ۹۶۱ھ میں انتقال ہوا تو مرزا عیسیٰ نے مسند حکومت پر جلوس کیا۔ مردم ارغون اور ترخان نے اطاعت کی۔ مرزا عیسیٰ میں صفات حمیدہ بہت تہیں۔ ہمیشہ وہ سپاہ اور رعیت کے ساتھ ملائمت کرتا اور ہر شخص کے لائق رعایت کرتا۔ ایک سال کی مدت گذرنے کے بعد امراء ارغونیہ کی ترغیب و تحریص سے اوسنے سلطان محمود خاں سے مخالفت کی اور جمعیت کو لیکر بکہر کی حوالی میں آیا۔ اوائل ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ھ میں بکہر کے محاذی اترا۔ پندرہ روز تک لڑائی رہی سلطان محمود قلعہ کے اندر متحصن رہا۔ ایک دو دفعہ دونوں میں محاربہ و مقابلہ کا اتفاق ہوا۔ اس اثناء میں مرزا عیسیٰ نے گوہ سے فرنگیوں (پرتگیزوں) کو امداد کے لئے طلب کیا تہا وہ بلدہ ٹہٹہ میں آئے۔ جمعہ کا دن تہا مسجد جامع میں سب دنی واعلیٰ گئے ہوئے تہے شہر کو اونہوں نے خالی دیکہا۔ مسجد و شہر کے کوچوں میں بارود بچہا کر آگ لگادی اور شہر کے اطراف و جوانب میں بہی آگ لگادی مسجد کے اکثر آدمیونکو مقتول کیا۔ بہت اہل شہر کو جلایا۔ اسباب لوٹ کر لیگئے مرزا عیسیٰ کو جب یہ خبر پہونچی تو فوراً اوسنے مراجعت کی۔ سلطان محمود خاں اوسکے تعاقب میں سیوستان تک آیا۔ اس نواح کی اکثر فصل ربیع پائمال ہوئی۔ پہر ان دونوں میں عہد تازہ کی تجدید ہوئی۔ سلطان محمود خاں نے بکہر کو معاودت کی۔

سنہ ۹۶۷ھ میں مرزا عیسیٰ کے دو بیٹوں محمد باقی اور محمد صالح ترخاں کے درمیان مخالفت ہوئی مرزا عیسیٰ نے مرزا صالح خاں کی جانبداری کی۔ بعد جنگ جدال کے مرزا محمد باقی نے شکست پائی اور دنکہ کی جانب چلا گیا۔ یہ قوم سودہ کا مسکن تہا۔ مردم ارغون کی ایک جماعت نے اوسکے ساتہہ اتفاق کیا اور اوسکو امرکوٹ لے گئے اور مرزا محمد باقی جیسلمیر کی راہ سے بکہر میں آیا اور سلطان محمود خاں سے ملاقات کی۔ خان نے اوسکو اپنی آغوش مہربانی میں لیا۔ ایک سال ہتنیہ سکر میں اوسکی نگاہبانی کی اور رعایت اوسکے حال پر واجبی کر کے اوسکے ساتہہ کمال مردمی کی۔ مرزا عیسیٰ نے محمد صالح کی خاطر جوئی کے سبب مرزا محمد باقی کی اولاد کو بہی بکہر بہیجیا۔ ہر چند مرزا محمد باقی نے سعی کی کہ ہند کا عازم ہو مگر سلطان محمود نے اوسے نہیں جانے دیا اوسکو خوف تہا

آپ خاطر جمع سے عازم بکر ہوے جب سلطان محمود خان بہت جلد سیوستان میں آیا میر شاہ مسعود و میر شاہ حسین نکدری و امیر ابو الخیر و میر حمید ساربان و خواجہ باقی اور ایک اور جماعت اس غدغہ کے کھٹکے سے کہ مرزا عیسی اور بکر پر سلطان محمود خان متصرف ہوگئے ہیں ہم سیوستان پر متصرف ہوں قلعہ سیوستان کو دبا بیٹھے ہر چند سلطان محمود خان نے مبالغہ کیا کہ قلعہ اوسکو حوالہ کریں مگر وہ ایسے توہم میں پڑے کہ اوسکو قلعہ نہ دیا ۔ اوسنے میر ابو الخیر و عبد المجید کو طلب کرکے بکر کی جانب عزمیت کی مرزا عیسی بھی پیچھے کوچ بکوچ چلا آتا تہا جب اہل قلعہ سیوستان میں آیا اور اوسے معلوم ہوا کہ اہل قلعہ نے سلطان محمود خان کو یہ قلعہ نہیں حوالہ کیا تو اوسنے اپنے بیٹے محمد صالح کو ایک جماعت کثیر کے ساتھہ محاصرہ کے لیے بہیجا ۔ اور پیچھے آپ آیا ۔ اہل حصار پر کار دشوار ہوا ۔ وہ امان طلب کرکے باہر آئے ۔ قلعہ سیوستان مرزا علی کے تصرف میں آیا قلعہ کے سردار ایسے منفعل ہوئے کہ یہاں نہ آئے حج کو چلے گئے ۔ اور پہر ہندستان میں آکر منعم خاں کے نوکر ہوئے +

+ مرزا شاہ حسین کے احوال

مرزا شاہ حسین شجاع تہا صغر سن سے آوان عرض تک کل لڑائیوں میں فتحمند ہوا ۔ ولادت اوسکی ۸۹۶ھ کو ہوئی چہیاسٹھہ سال کی عمر ہوئی ۔ ابتداء شعور سے علم کی تحصیل سے شغل رکھتا تہا طبیعت اوسکی بلند تہی ہمیشہ استفادہ علوم میں مصروف رہتا علم منقول و معقول میں مہارت رکھتی اشعار خوب سمجہتا تہا اور کبہی کبہی کہتا تہا ۔ شرع شریف کے موافق سب قضیوں کا فیصلہ کرتا تہا سادات و مشایخ و علماء کی رعایت و ادب و تعظیم کرتا تہا ۔ اس طائفہ کے ادرارات و وظائف میں رعایت کرتا تہا ۔ ملک کو ضبط و ربط خوب کرتا تہا قوی کا ہاتھہ ضعیف پر کوتاہ کرتا تہا کسی پر ظلم کا روادار نہ تہا سیاست ملکی خوب کرتا تہا ۔ ۳۴ سال حکومت کی ۔ اوائل حال میں قندہار میں بابر بادشاہ کی خدمت میں رہ کر آداب و قواعد سلطنت کو سیکہا تہا ۔ ساری عمر میں دو نکاح کئے ۔ ایک ماہ بیگم اپنے سگے چچا مرزا محمد مقیم کی بیٹی سے جسسے بیٹی چوچک بیگم پیدا ہوئی اور مرزا کامران سے بیاہی گئی ۔ دوسری بیوی گلبرگ بیگم بیٹی امیر خلیفہ کی کہ محب علی خاں کی بہن تہی ۔ ان دونو میں سہاگ نہ ہوا دوسرے سن میں یہ بیگم دہلی چلی گئی اور وہیں رہی +

مرزا عیسیٰ ترخان کے احوال +

مرزا عیسی ترخاں ولد عبد العلی ترخاں کو لڑکپن سے مرزا شاہ بیگ نے تربیت و تعلیم کیا تہا

مرزا عیسیٰ کا مرنا اور مرزا محمد باقی کا جانشین ہونا +

۹۷۵ھ میں مرزا عیسیٰ اپنی اجل طبعی سے مرگیا جسوقت مرنے کو تہا تو وہ اپنا ولی عہد چہوٹے بیٹے جان بابا ترخان کو کرنا چاہتا تہا لیکن ماہ بیگم نے سعی کی کہ بڑا بیٹا محمد باقی ولیعہد ہو۔ مرزا عیسیٰ نے استغفار پڑہی اور بیگم سے کہا کہ وہ مرد ظالم طبیعت ہے اسنے خلق والوس کو بہت ایذا پہنچے گی۔ اور تو بہی اوسکے ہاتہہ سے ماری جائیگی اور ارغون بہی ہلاک ہونگے (ایسا ہی ہوا) مرزا عیسیٰ کی موت کو جب تک مرزا محمد باقی موضع سیہوان سے ٹہٹہ میں آیا مخفی رکہا صبح کو مرزا عیسیٰ کو اس مقبرہ میں کہ اوسنے اپنے باغ میں بنایا تہا دفن کیا۔ اور مرزا محمد باقی کو اسکا جانشین بنایا۔ امراء ارغونیہ مثل مرزا ہاشم و میر کوچک وغیرہ کو اختیار دوا قتدار امور سلطنت میں ملا۔ مردم ارغونیہ بہت بے باک تھے اور بے اندامی بہت کرتے تھے۔ اوئل سلطنت میں اس جماعت کی تادیب و تنبیہ کی گئی چار یا پانچسو ارغونیہ آدمی قتل ہوئے انکا خانمان ویران ہوا۔ انکے عیال و اطفال کے لئے حکم ہوا کہ سندی وما ہگیر غارت و تاراج کرکے جو چاہیں سو کریں باقی سب جلاوطن ہوکر بکر میں آئے۔ محمد باقی کے اول سال جلوس میں ناہید بیگم بنت ماہ بیگم ہندوستان سے اپنی والدہ کی ملاقات کو آئی تھی سلطان محمود امراء ارغون کی تحریص و ترغیب سے محمد باقی کے محاربہ کی طرف متوجہ ہوا جب نصرپور میں آیا تو اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اس اثناء میں خبر آئی کہ حضرت شہنشاہ اکبر پٹن میں شیخ فرید کی زیارت کو آیا ہے اور مشایخ ملتان کی زیارت کا ارادہ رکہتا ہے۔ سلطان محمود خان کو ایسا توہم ہوا کہ کشتیوں کو جلا کر کوچ در کوچ مراجعت کی مرزا جان بابا برادر محمد باقی و مرزا شاد مان داماد محمد باقی جو بڑا بہادر تہا اور باپ کی جانب سے سلطان علی برادر میر ذوالنون ارغون سے نسب ملاتا تہا۔ دو تو علم مخالفت بلند کرکے بکر میں آئے سلطان محمود بطریق مہربانی اُنسے پیش آیا ہر ایک کو نقد و جنس خلعت و اسپ انعام دیا اور جاگیر معین کی جب ان آدمیوں نے مدد و کومک کی استدعا کی تو انکی التماس کو قبول کرکے اکثر اپنے بہادر سپاہی ہمراہ کئے اور جب لشکر حوالی ٹہٹہ میں پہنچا تو مرزا محمد باقی نے لشکر کے محاذی خندق کہودی امراء ارغون نے مخالفت کی اور مرزا جان بابا لشکر سے

کہ مبادا ہندسے ان حدود میں لشکر آئیگا تو اول وہ بکر میں آئے گا اور اوسکو تکلیف پہنچائے گا ۹۶۲ھ میں مرزا صالح ترخاں کو کہ شجاعوں کا سردار تھا اور اکثر جنگ کارزار میں کارہائے نمایاں کرکے فتوح حاصل کرتا تھا اور مرزا کامران کے اکثر کوکہ اوسکی ملازمت میں تھی اُس کو ایک بلوچ نے مار ڈالا جسکے باپ کو اوسنے مارا تھا سلطان محمود نے مرزا عیسیٰ سے مرزا باقی کے گناہ معاف کرانے کی درخواست کی اور مرزا عیسیٰ نے بھی اوسپر التفات کیا اور شیخ عبدالوہاب پورانی اور میر یار محمد ترخاں کو کہ مرزا عیسیٰ کا خواہرزادہ تھا برسم رسالت سلطان محمود خان پاس بھیجا اور شکرگذاری اور منت داری کا اظہار کیا اور اپنے فرزند کے بھیجنے کی استدعا کی۔ سلطان محمود خاں نے محمد باقی کے لئے سامان سفر کرکے باپ کی ملاقات کے لئے بھیجدیا۔ مرزا عیسیٰ نے سیوستان اوسکی جاگیر مقرر کرکے رخصت کردیا جب وہ سیوستان میں آیا تو مردم ارغون نے مرزا عیسیٰ سے سرکشی کی اور مخالفت و منازعت پر مستعد ہوئے۔ مرزا عیسیٰ کے آدمیوں نے صلح کا نقارہ بجایا مگر جسوقت مردم ارغون دریا سے اُترتے تھے اُنپر اونہوں نے آتش باری کی بہت سے آدمی اسطرح تلف ہوگئے اور مردم ارغون شکست پاکر سلطان محمود خاں کی خدمت میں گئے اور حقیقت حال کو عرض کیا اوائل حال میں سلطان محمود خاں نے ان آدمیوں کو قید کیا۔ پھر اپنی والدہ کی استصواب سے ان آدمیوں کو قید سے نکال کر دلداری کی اور اون میں سے ہر ایک کو خلعت اور اسپ دیا اور اپنے ملازموں کی ایک جماعت کے ساتھ اُنکو سیوستان بھیجدیا۔ سلطان محمود خان کے آدمیوں نے ارغونیوں سے اتفاق کرکے قلعہ سیتاون کا محاصرہ کیا اور ایک دو مرتبہ قلعہ کے اندر گھس بھی گئے مگر کچھہ اور کام نہ کرسکے جب پانی کی طغیانی ہوئی تو مرزا عیسیٰ بہت سے غراب و جمعیت کو ساتھ لایا اور ان سب آدمیوں کو بھگا کردیا۔ موضع رقبان میں دونو لشکروں میں لڑائی ہوئی اور سلطان محمود خاں کے بہت آدمی مقتول ہوئے مرزا عیسیٰ دربیلہ میں چلا آیا۔ سلطان محمود بھی اپنے امرا اور آدمیوں کے ساتھہ اوسکے قریب آیا۔ ایک قلعہ بناکر مراسم جنگ پر اقدام کیا۔ آخر کو شیخ عبدالوہاب و ماہ بیگم نے دونوں میں صلح کرادی سالکیٹ ۹۶۳ کو دوسرا اکبر کو چلا گیا۔

اس فرصت میں فقیر محمد ترخان داماد مرزا عیسی و سلطان محمد ترخان مقتول ہوئے۔ جب سلطان محمود خاں موضع پر آ رہی آیا تو اوسکو یہ خبر لگی کہ رسول محمد خاں کے بہائیون نے قلعہ اوچہ محاصرہ کر کے قبضہ کر لیا ہے تو اوسنے اپنا یہاں رہنا مصلحت نہ جانا۔ بکر کی طرف مراجعت کی پھر مرزا محمد باقی نے چند سال بہ استقلال حکومت کی سنہ ۹۷۰ میں اپنی لڑکی کو دوبارہ مع جہیز و پیشکش کے شیخ عبد الغفور بن شیخ عبد الوہاب ملا یزدی کے ہمراہ شہنشاہ اکبر کے ساتھ نکاح کرنے کے لئے بہیجا۔ مگر عز قبول نہ حاصل ہوئی تو پہر وہ ٹھٹہ میں واپس آئی۔ مرزا محمد باقی نے اپنی زندگی کے آخر سالوں میں مردار غوغیہ کو تربیت کیا اور اونکو جو ولایت و بلاد میں متفرق و منتشر ہو گئے تہے جمع کیا۔ بقدر حال سب پر عنایت کی علوفہ و جاگیریں مقرر کیں۔

مرزا محمد باقی کا مرنا +

سنہ ۹۹۳ میں مرزا محمد باقی کو جنون ہوا اور خودکشی کا قصد کیا خنجر و شمشیر سے اپنے تئیں زخمی کیا اور خدا کو جان سونپی۔ اوسکے مرنے سے ٹھٹہ میں امن و آرام کی صورت پیدا ہوئی مرزا جانی بیگ اوسکا جانشین ہوا جسکا حال اقبال نامہ میں لکھا گیا۔ اسی کے عہد میں سلطنت جو ایک جداگانہ سلطنت تہی وہ اب سلطنت اکبری میں داخل ہو گئی +

سلطان محمود خاں کا حال +

سلطان محمود خان کے باپ دادا ملک اصفہان کے امراء میں سے تہے اور ماں اوسکی مستنگ کی ٹہہائی تھی اوسکی چودہ برس کی عمر تھی کہ شاہ بیگ کا وہ منظور نظر ہوا اور جس وقت کہ شاہ بیگ نے تسخیر سند کا عزم کیا تو اوسنے لڑائیوں میں بڑے بڑے کام کئے جنکا اوپر بیان ہوا۔ جب شاہ بیگ قندہار کو چلا گیا تو اوسنے قلعہ بکر کو باوجود صغر سنی کے نہایت مردانگی و فرزانگی سے شاہ بیگ کی مراجعت تک اپنے قبضہ میں رکھا۔ شاہ بیگ کی وفات کے بعد شاہ حسین کے عہد میں بڑے بڑے کام کئے۔ سائلمیر کی تاخت و تاراج میں بہت آدمی اوسنے قید کئے تہے۔ اثناء راہ میں مخالفوں نے شب خون مارا اور اپنے آدمیوں کو خلاص کر لیا۔ اثناء لڑائی میں سلطان محمود خاں بے اوٹھا اور چادر سے نکلا اوسکی دستار کہل گئی۔ اوسکا ایک سرا تو سلطان محمود کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا سرا جگمال مخالف کے ہاتھ میں تہا۔ یہ سر پر دستار کے پیچ لگاتا ہوا جگمال کے قریب جا پہنچا تو کوئی حربہ پاس نہ تھا مٹی اوٹھا کر اوسکی آنکھوں میں پہینکی

جدا ہوگیا سلطان خاں کے آدمیوں کو طغیانی آب کی تاب نہ ہوئی مراجعت کی -

مرزا محمد باقی نے ناہید بیگم سے خصوصیت پیدا کی اور اوسکی لڑکی رابعہ بیگم سے نکاح کیا میاں بیوی میں بڑا سلوک ہوا - اس لڑکی کا نکاح پہلے نجات خاں سے ہوا تھا مگر انمیں بہت دنوں سے تفرق ہو گئی تھی - جان بابا نے سمہ و سودہ کا لشکر جمع کرکے مرزا محمد باقی پر شب خون مارا - اور کشتی میں رابعہ بیگم کو مار ڈالا - اسکے ایک سال بعد ناہید بیگم نے ہندوستان جانیکا قصد کیا ۹۷۶ھ میں مرزا باقی نے ناہید بیگم و ماہ بیگم کے ساتھ اپنی بیٹی کو اس نیت سے کہ اکبر شہنشاہ سے اسکا نکاح ہو جائے روانہ کیا اور بہت جہیز اور تحائف اوسکے ساتھ کیے - یادگار مسکین کو اسکا اہتمام سپرد کیا مرزا جان بابا نے یادگار مسکین اور بیگموں کو اپنے ساتھ کر لیا اور کہا کہ اس کے کیا معنی ہیں کہ تم سندھ سے چلے آؤ اور حکومت و ایالت بالاستقلال مرزا محمد باقی کرے - اونہوں نے جہیز و پیشکش کو درہم برہم کر دیا سپاہ کو جمع کیا اور مرزا محمد باقی سے لڑنے پر مستعد ہوئے - ماہ بیگم ہاتھی پر سوار ہوئی اور نیزہ ہاتھ میں لیا میدان مقابلہ میں صفوف مقاتلہ کو آراستہ کیا تھوڑی دیر میں مرزا محمد باقی کی طرف فتح ہوئی اور ماہ بیگم کا لشکر منہزم ہوا اور یادگار مسکین اور مرزا جان بابا اول ہی حملہ میں دریائے شور کی طرف قوم مہر کی موطن کی طرف بھاگ گئے - ماہ بیگم اسیر ہوئی ناہید بیگم بکر کی جانب چند آدمیوں کے ہمراہ چلی گئی مرزا محمد باقی بعد فتح کے ٹھٹھہ میں آیا میاں سید علی کہ ٹھٹھے کے مشایخ عظام میں سے تھے درمیان میں ڈال کر مرزا جان بابا و یادگار مسکین سے مصالحت کی اور پھر انکو قتل کر ڈالا ماہ بیگم پر عتاب کرکے اسکو اپنے گھر میں مقید کیا - کھانا پینا یہانتک بند کیا کہ اوس نے زندگی کی قید سے رہائی پائی +

اس وقت میں سلطان محمود خاں مع لشکر کے شہر ٹھٹھہ کے مقابل آن بیٹھا - مرزا محمد باقی تو پہلے ہی اپنے دست و بازو کاٹ چکا تھا تاب مقابلہ نہ لا سکا مگر اوسنے غرابوں کو کامل کرکے اس دریا کے درمیان جو شہر و لشکر محمود خاں کے درمیان تھا تھانہ جانے کا قصد کیا اس اثنا میں اوسکے اور سلطان محمود خاں کے آدمیوں کے درمیان کئی دفعہ لڑائیاں ہوئیں

اور اسی راہ سے جائیگا تو اوسنے چار باغ سبز ہو کہ جو ہمایوں کو نہایت پسند آیا تہا اس خیال سے
غارت کیا کہ کہیں بیرم خاں کو وہ خوش نہ آئے۔ وہ یہاں رہ پڑے بیرم خاں کو بہ سبب رشتہ مندی
کے اس طرف سے جانے کا خیال ہوا تہا مگر جب اوسنے سنا کہ باغ کو سلطان محمود نے غارت کیا
تو وہ گجرات سے گیا۔ ۹۶۶ھ میں شاہ طہماسپ نے خلعت فاخرہ بہیجا اوسنے بہی ایک سال بعد پیشکش
بہیجی تو سلطان نے اوسکو خطاب خان لارخانی کا عنایت کیا۔ ۹۶۸ھ میں جب محمد صالح مارا گیا
تو جو واقعات پیش آئے وہ اوپر بیان ہوئے اور یہ بہی بیان ہوا ہے۔ ناہید بیگم کی بیٹی
رابعہ بیگم اوسکی زوجہ قتل ہوئی تہی سلطان محمود خاں نے ناہید بیگم سے کہا کہ اگر تم فرمان
شاہی میرے نام لاؤ تو میں تمہارے ساتہہ ہو کر محمد باقی سے تمہارا انتقام بغیر کسی کمک کے لے لونگا
بیگم نے سلطان محمود خاں کے قول پر اعتماد کر کے بادشاہ سے درخواست کی اوسنے محب علی
خاں و مجاہد خاں کو مضافات ملتان میں فتح پور و کدرہ کا جاگیردار مقرر کر کے رخصت کیا
ایک ارغونیوں کی جماعت محمد باقی کے ہاتہہ سے تنگ ہو کر سلطان محمود خان پاس آئی تہی
وہ اونسے متوہم ہوا۔ اوسنے اوسکو پا پیادہ کر کے بکر سے نکال کر ہندوستان روانہ کیا۔ اثناء راہ
میں یہ جماعت محب علی خاں و مجاہد خاں و ناہید بیگم سے ملی۔ اونہوں نے اوسکو دلاسا دیکر
ہمراہ لے لیا۔ یہ خبر سلطان محمود خاں کو پہنچی تو وہ درہم برہم ہوا کہ جس جماعت کو میں نے
نکال دیا تہا اوسکو اونہوں نے ہمراہ لیا۔ اس زمانہ میں محب علی خاں و مجاہد خاں و ناہید بیگم کے
مکاتیب سلطان محمود خاں پاس آئے کہ ہم آپ کے وعدہ کے بہروسہ پر بکر سے چالیس کوس پر آگئے
ہیں سلطان محمود نے غصہ میں آن کر ان خطوں کا جواب سخت لکہا تو اونہوں نے
ارغونیہ جماعت کو بلا کر مصلحت پوچہی کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ ان کی رائے یہ ہوئی کہ الٹا جانا
چاہیئے اور بادشاہ پاس عرضداشت بہیجکر کمک مانگنی چاہئے۔ انہیں دنوں میں قلیچ خاں توران
ولایت سے آتا تہا اسسے بہی مشورہ لیا تو اوسنے کہا کہ میں مسافر ہوں جو کچھہ تمہاری صلاح ہو
میں اوسکا تابع ہوں۔ جب اوسسے پوچہنے میں مکرر مبالغہ کیا تو اوسنے کہا کہ مجہسے کیا پوچہتے ہو
میں سپاہی ہوں۔ ایک جماعت کو میرے ہمراہ کرو میں آگے چلکر سلطان محمود کے لشکر سے لڑتا ہوں

اونسے اپنی آنکھوں پر دو نو ہاتھ رکھے کہ وہ بچ کر باہر نکل گیا - رستہ میں فقیر حجی ملا تو اوس کو فقیر
بنانے کا حکم دیا - حسین علی پورانی نے اوسکو گھوڑا دیا تو وہ پھر جنگ پر مستعد ہوا اور جو
مخالف اپنے کیتری اور مال لے گئے تھے پھر اونکو لے لیا - گجرات و کنگار کی مہمات میں
بڑے کام کیے - جب ہمایوں بادشاہ سند میں تشریف لایا تو قلعہ داری
بڑی ہوشیاری سے کی - کوٹ گڈہی میں لشکر شاہی سے صف آرا ہوا - شیخ علی بیگ
جلائر اوسکے ہاتھ سے قتل ہوا - ۹۵۰ھ میں مرزا شاہ حسین نے اوسکو ولایت سیوی کی حکومت
تفویض کی - ان حدود میں بلوچوں کے بہت سے قلعے فتح کیئے اور کوہستان میں سرکشوں کی گوشمالی
کی - جب مرزا شاہ حسین فالج میں گرفتار ہوا اور رفتار سے معذور تو اونے مرزا عیسی ترخان
مصالحت کی جسکا اوپر ذکر ہوا - ولایت بکر میں اونے بلوچوں کی سرزنش کر کے تھوڑے
دنوں میں اوسکو آباد کیا - بہادر خاں و قبا خاں و یاقوت بیگ و شاہ بردی بیگ و مظفر خاں
و ترسون محمد خان قندہار سے بکر میں آئے تو اونکی خوب ضیافت کی اور اون کا اسباب
مہیا کر کے ہندوستان روانہ کیا - شاہ ابوالمعالی کو مقید کر کے بکر میں لایا اور سات مہینے قید
رکھا اور شہنشاہ اکبر کے حکم سے اوسکو ملتان کی راہ سے بھیدیا - ۹۶۴ھ میں مرزا عیسی خان
سے جو اوسے معاملات و مقدمات ہوئے وہ اوپر بیان ہوئے - ۹۶۵ھ میں گوہر تاج خانم بنت
شاہ بردی بیگ قرابت دار خانخاناں بیرم خاں سے بڑی دہوم دہام سے بیاہ کیا -
اسی سال میں شاہ طہماسپ نے علم و نقارہ و توغ و جامہ داغو سے اوسکو ممتاز و سرفراز کیا -
۹۶۵ھ میں ملا محب کو اونے شہنشاہ اکبر پاس ایلچی بنا کے بہیجا اور بہت سے پرگنے بلوچوں کے
بادشاہ نے اوسکو جاگیر میں دیے - ۹۶۶ھ میں سلطان محمود خاں ناہر کی تنبیہ کے لئے سیتپور
میں گیا - یہاں کے قلعہ کا دو مہینے محاصرہ رکھا - اہل قلعہ جب تنگ ہوئے تو خواجہ کلاں و مولانا عبداللہ
مفتی و میر یار محمد صدر کی وساطت سے ناہر گلے میں تلوار ڈالے ہوئے فصیل قلعہ پر آیا عجز و انکسار کیا
غرض چار لاکھ لاری پر صلح ہوگئی - اسی سنہ میں اپنے بہائی امیر سلطان کو جس سے متوہم رہتا
تھا ہندوستان رخصت کیا - سنہ مذکور میں جب اوسنے سُنا کہ بیرام خان خانخاناں مکہ کا عازم

یہ نمک حرام اُنکے کہنے میں آگیا - اور اپنے آقا کے قتل کے درپے ہوا - اور اوسکے ملازموں کو اپنے ساتھہ متفق کرنے لگا - تہوڑے دنوں میں بھانڈا پھوٹ گیا اور سب جگہ اوسکی خبر ہوگئی تو بیگ اوغلی بہاگ کر الور میں مبارک خاں پاس چلا گیا اور اس سے جاکر کہا کہ سلطان محمود کا ارادہ میرے اور تیرے مارنے کا ہے - ہمکو اپنی خلاصی کی فکر کرنی چاہئے - مبارک خاں کا ارادہ ہوا کہ بادشاہ ہند پاس ناگور میں جاؤں مگر یار لوگوں نے سمجھایا کہ آپ سوار ہوکر بکہر میں چلئے وہاں سب آدمی آپکے ساتھہ متفق ہونے کو موجود ہیں سلطان محمود خاں کو گہر میں بٹھانا اور عنان حکومت اپنے ہاتھہ میں لینا - مبارک خاں نامہ کی دھوں دھوں کرتا ہوا الہری میں آیا سپاہ کی صفیں جمائیں اور قلعہ بلہ میں برا جا - سلطان محمود خان نے مبارک خاں کو پروانہ لکہا کہ میں نے تجھے دو سولاری کو عمل لیکر اس اعلیٰ درجہ پہ پہنچایا - اب تو نمک حرام ہوگیا بہتر ہے کہ اپنی تقصیرات کا عذر کر - بیگ اوغلی نے اسکا جواب نا ملائم لکہا - ۲۴ - رجب سنہ ۹۵۱ھ کو محب علی خان و مجاہد خاں کے پاس بیگ اوغلی گیا اور اوسنے اپنی موافقت اور سلطان سے مخالفت کا اظہار کیا - لشکر کے تمام آدمیوں کو بہر لیا - اس زمانہ میں نواب سعید خاں قصبہ لہری سے ایک توپ انداز کے فاصلہ پر آیا - مردم ارغون مبارک خاں و بیگ اوغلی کے خون کے پیاسے تھے اُنہوں نے محب علی خاں و مجاہد خاں پر ظاہر کیا کہ مبارک خاں کو بلانے کے لئے سعید خاں آیا ہے اور آج کی رات کو وہ اس پاس بہاگ جائیگا - پہر تمہارے معاملہ کی صورت کچہہ اور ہو جائیگی - اونہوں نے یہ سُنکر مبارک خاں اور بیگ اوغلی کو پکڑ لیا - اور سارا مال اسباب اونکا چھین لیا - بعد چند روز سعید خاں نے موضع کندران کو ویران کیا تو سلطان محمود خان نے اُس سے آنے کا سبب پوچھا - اوسنے معذرت کی اور ملتان کو چلا گیا - اب مجاہد خاں کی حشمت و شوکت بڑھی اور استعداد محاربہ حاصل ہوئی - سلطان محمود خان نے اپنے بھتیجے محمد قلی بیگ کو ایک جماعت کے ساتھہ غرابوں میں سوار کرکے جنگ کے لئے بھیجا - اتفاقاً اثناء جنگ میں بارود خانہ میں ایک شرارہ جا لگا جس سے بڑی آگ لگی محمد قلی اور اور آدمی حریق و غریق ہوکر ہلاک ہوئے پہر مجاہد خان سکر کی طرف گیا بکر کے آدمی جہاں اُس سے لڑے شکست پائی پہر دریا سکر کا

اگر میں مارا جاؤں تو تم اولٹے چلے جانا اور اگر فتح ہو تو مدعا حاصل ہے۔ مجاہد خاں مرد مردانہ تہا اوسنے کہا کہ یہ بات خوب سپاہیانہ کہی میں آگے ہوتا ہوں اسی طرح اور بہت سی رعونتیوں لے بیٹھنے کے لئے کہا تئیس آدمی ہراول میں اور دو سو آدمی قول میں جمع ہوئے اور اوبارہ سے کوچ کر کے ماتیلہ کی طرف متوجہ ہوئے سلطان محمود خاں کا لشکر قریب دو ہزار سوار کے قلعہ ماتیلہ میں تہا اور سلطان محمود کا غلام مبارک خاں سکا سردار تہا۔ وہ قلعہ سے باہر آنکر تئیس آدمیوں کے ہراول سے لڑا اور شکست پاکر قلعہ ماتیلہ میں گہسا اور سلطان محمود کو احوال کی عرضداشت بہیجی۔ سلطان محمود خاں نے زین العابدین سلطان کو تین ہزار آدمیوں کے ساتہ ماتیلہ کے آدمیوں کی کمک کے لئے روانہ کیا جب بکر سے سلطان زین العابدین ماکوس میں پہنچا اسی اثنا میں ابو الخیر کوکہ کہ سلطان محمود خاں کا خویش تہا اور بڑا جوانمرد تہا وہ ملتان آنکر مجاہد خاں سے مل گیا اور اوسنے اپنے سوار زین العابدین سے لڑنے کو بہیجے لڑائیاں ہوئیں جنمیں سب طرح سے مجاہد خاں کو فتح ہوئی اور ماتیلہ کے آدمیوں کا دل ایسا شکستہ ہوا کہ مبارک خاں نے امان مانگ کر قلعہ حوالہ کیا۔ صفر ۹۸۱ھ کو ماتیلہ پر مجاہد خان قابض ہوا۔ ۲۔ ماہ مذکورہ کو بکر میں مسند عالی اعتماد خاں سلطان محمود خاں کی بیٹی کو جسکی نسبت شہنشاہ اکبر سے ہوئی تھی لینے آیا طرفین سے اس شادی کا سامان بڑی دہوم دہام سے ہوا۔ ۱۵ رجب کو لڑکی روانہ ہوئی۔ بادشاہ ناگور میں شکار کہیل رہا تہا میر محمد خاں کو سروہی فتح کرنے کے لئے بہیجا تہا کہ وہ مارا گیا اوسکی کمک کے لئے سلطان محمود خان نے پندرہ سو سوار مبارک خاں کی سرکردگی میں بہیجے آجکل سلطان کے کاموں کا سارا اختیار اسی کو تہا یہی لشکر مخالفوں سے مل گیا اور سلطان محمود کی تباہی کا سبب ہوا۔

جب سلطان زین العابدین اور نوروز خان کہ عمائد ملک تہے سلطان محمود کی بیٹی کے ساتہ شہنشاہ اکبر کے پاس روانہ ہوئے تو حکومت کے امور کا مدار مبارک خاں اور اوسکے بیٹے بیگ اوغلی کے اقتدار میں تہا۔ مبارک خان کی زوجہ عاقلہ تھی وہ بہی سلطان کی بیٹی کے ساتہ گئی تھی بیگ اوغلی ہمیشہ شراب پیتا تہا اوسکے گرد اوباش جمع رہتے تہے۔ اونہوں نے اوسکو سمجہایا کہ سلطان محمود بڈہا بہوس ہو گیا ہے اگر وہ نہ ہو تو پہر آپ ہی صاحب ملک و مال ہوں۔

سلطان محمود کا زوال و انتقال

عمر میں رحلت کی ذر بہشت آسود اوسکی تاریخ وفات ہی۔

تاریخ ملتان

ملتان ہندوستان کے پرانے شہروں میں سے ہے وہاں اسلام کا ظہور محمد قاسم کے زمانہ سے اول صدی کے آخر میں ہوا اور بعد ازاں سلطان محمود غزنوی کے زمانہ تک اسکا حال کسی تاریخ میں درج نہیں تاریخ یمینی میں لکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے ملتان کو ملاحدہ کے ہاتھ سے نکالا اور وہ مدتوں اوسکی اولاد کے تصرف میں رہا اور دولت غزنویہ کا تنزل ہوا تو پھر قرامطہ کے ہاتھ میں ملتان گیا پھر ان قرامطہ سے سلطان معزالدین محمد سام کے ہاتھ میں آیا ۸۴۷ھ (1443) تک سلاطین دہلی کے ہاتھ میں رہا۔ اس سنہ میں ہندوستان میں ملوک طوائف شروع ہوا تو ملتان میں بھی جدا حاکم ہوا اور دہلی کے بادشاہوں کے ہاتھ سے اوسکی حکومت نکل گئی۔ اور کئی شخصوں نے متواتر ملتان میں فرمان روائی کی +

شیخ یوسف کی حکومت +

جب ۸۴۷ھ میں دارالملک دہلی کی فرماندہی کی نوبت سلطان علاء الدین محمد شاہ بن فیروز شاہ ابن مبارک شاہ بن خضر خاں پہنچی سپاہ مغل نے جو کابل غزنین قندہار میں رہتی تھی۔ ملتان کو تاخت و تاراج کر کے زیر و زبر کیا اور حاکم کے وجود سے وہ خالی ہوا۔ ملتان کے آدمیوں نے متفق ہو کر حاکم کی تجویز کا ارادہ کیا شیخ یوسف قریشی کو ۸۴۷ھ (1443) میں بادشاہ بنایا۔ اوسکو خانقاہ کی تولیت اور روضہ شیخ بہاء الدین زکریا کی مجاورت حوالہ تھی اور شیخ بہاء الدین کی بزرگی سب کے نزدیک مسلم تھی۔ ملتان اوچہ اور اوسکے حوالی و حواشی کے ممبروں پر شیخ یوسف کا خطبہ پڑھا گیا۔ اوسنے ان حدود کے کل متوطنوں و زمینداروں سے لطف و احسان کر کے دلوں کو رام کیا۔ افغان لنگاہ کی جماعت کا رائے سہرہ سردار تھا اور اس نواح میں قصبہ سومی اسکے تعلق میں تھا اوسنے شیخ یوسف سے پیغام دیا کہ ہم باپ دادا کے وقت سے آپکے سلسلہ سے اعتقاد رکھتے چلے آئے ہیں عرض کرتا ہوں کہ دہلی کی سلطنت فتنہ و خلل سے پر ہے اور اس اثناء میں سلطان بہلول افغان نے دہلی میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا

پُل باندہ کر سارا لشکر گذر گیا - ابتداء رجب سنہ ۹۸۰ھ سے رمضان سنہ ۹۸۱ھ تک سلطان محمود خاں مرض استسقا میں مبتلا تہا - دوا و علاج کچھہ اثر نہ کرتا تھا - ناچار اوسنے شہنشاہ اکبر سے استدعا کی کہ کوئی گماشتہ یہاں بہیجدیں کہ قلعہ میں اوسکو سپرد کر دوں جب صاحب قلعہ و اہل قلعہ کا کام صعب ہوا - ان ایام میں میر ابو الخیر جسکی ہمشیر سلطان محمود خاں کی زوجہ تھی مع سواروں کے سنجابہ میں آگیا - مجاہد خاں وسکے آنے سے ایسا متردد ہوا کہ اوسکے دفع کرنے کو قلعہ بکہر کی مہم پر اہم جانا - اور اس طرف متوجہ ہوا اور محب علی خاں کو قلعہ بکہر کے گرد چھوڑ گیا - اسی اثنا میں سلطان محمود کا مرض روز بروز بڑہتا گیا - اطبا نے اُسّے کہا کہ شراب آپ کو فائدہ مند ہوگی مگر اوسنے کہا کہ شراب سے توبہ کئے ہوئے چالیس برس ہوئے اس حال میں کیا اوسکو پیونگا - غرض روز دوشنبہ ۸ صفر سنہ ۹۸۲ھ میں دنیا سے رحلت کی جب محب علی خاں کو اسکی خبر ہوئی تو اوسنے کشتیوں میں سوار ہوکر قلعہ پر حملہ کیا - مگر اہل قلعہ نے اوسکو ہٹا دیا امرا و سادات و علما و مشایخ و اکابر نے قسم کہائی تہی کہ قلعہ محب علی خاں و مجاہد خاں کو نہیں دینگے شہنشاہ اکبر پاس سے جو گماشتہ آئیگا اوسے حوالہ کرینگے - خزانہ سے سپاہیوں کو تنخواہ دی گئی اور قلعہ داری میں کمال جان سپاری کی یہانتک کہ ۱۲ جمادی الاول سنہ ۹۸۲ھ کو گماشتہ شاہی گیسو خان بکہر میں قلعہ سے دس کوس پر آیا محب علی خاں نے غراب و کشتی بہیجکر اوسکے اندر آنے کے مانع ہوں اور اوسکو لہری میں لائیں ملاقات کے بعد جو کچھہ ہوتا ہو وہ ہو - مگر گیسو خاں قلعہ میں آگیا اور روز بروز بکہر کی مردگی میں تازہ جان پڑتی گئی ✦

سلطان محمود صفات متضاد کا جامع تہا - شجاعت و سخاوت دونو رکھتا تہا - ساری زندگی دولت و فراغت میں گذری - مردانگی و سخاوت کی داد دی - مشہور ہے کہ اوسکا مزاج ایسا تیز تھا کہ جب غصہ میں آتا تو کسی طرح سے اوسکو وہ منضبط نہیں کرسکتا تہا خونریزی میں کچھہ لحاظ نہیں کرتا تہا تہوڑے توہم و بدگمانی میں جان و مال مردم کو تلف کر دیتا - اگرچہ خود ظلم کرتا تہا مگر اوروں کو ظلم نہیں کرنے دیتا تہا - سپاہ و رعایا ائمہ او سکے عہد میں آسودہ حال تہے ایک ہزار ایک قرآن کے ختم اوسنے پڑھے تہے خط و ہاں خوب کہیں شہ ۸۶۵ھ میں پیدا ہوا ہ سال کی

بیعت کی اور شیخ کو دہلی بہیجدیا۔ شیخ یوسف دہلی مین آیا تو بادشاہ بہلول نے اوسکی بڑی خاطر داری کی اور اوسکے بیٹے شیخ عبد اللہ سے اپنی بیٹی بیاہ دی۔ شیخ کو وعا دیتے وہ ہمیشہ مستظہر و مسرور رہتا قطب الدین لنگاہ بلاد ملتان مین مطلق العنان حکومت کرنے لگا ایک مدت کے بعد سنہ ٨٧٤ھ ١٤٦٩ء میں سولہ برس سلطنت کرکے مرگیا +

جب قطب الدین لنگاہ نے وفات پائی تو اوسکے بڑے بیٹے کو شاہ حسین لنگاہ خطاب دیکر بادشاہ بنایا اور ملتان اور یہاں کی نواح میں خطبہ اوسکے نام کا پڑہا گیا وہ بڑا قابل مستعد تہا اور لطائف خداوندی کا سزاوار۔ اوسکے ایام دولت میں علم و فضل کا پایہ بلند ہوا اور علما و فضلا نے تربیت پائی۔ ابتداء دولت میں قلعہ شور کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ کہتے ہیں کہ یہ قلعہ غازی خاں کے پاس تہا جب اسنے سنا کہ شاہ حسین لنگاہ اسکی تسخیر کے لیے آتا ہے تو وہ سامان سپاہ درست کرکے قلعہ سے دس کروہ پر آیا۔ شاہ حسین لنگاہ سے جنگ کی مردی و مردانگی دکہا کر میدان جنگ سے شور تک نہیں پہونچ سکا بہرہ میں چلا گیا قلعہ شور میں غازی خاں کے زن و فرزند تہے۔ وہ اسباب حصار داری میں مشغول ہوئے قلعہ کو مضبوط کیا اور اوسکے منتظر تہے کہ بہیرہ چنیوٹ سے اور خوشاب سے کمک آئیگی۔ یہ سب مقامات غازی خاں کے امرا پاس تہے جب محاصرہ میں رہنے سے کچھ دنوں تکلیف اوٹہائی اور کمک کے پہنچنے سے مایوس ہوئے تو امان مانگ کر قلعہ اونکے حوالہ کیا اور بہیرہ روانہ ہوئے شاہ حسین نے سرحد کا سامان درست کرکے ملتان کو مراجعت کی اور چند روز آرام لیکر کوٹ کروڑ کی طرف روانہ ہوا اور ان حدود کو قلعہ دہنکوٹ تک اپنے تصرف میں لایا۔ شیخ یوسف اکثر اوقات شاہ بہلول لودی سے تظلم کا اظہار کرکے دادخواہی چاہتا تہا۔ جب شاہ حسین قلعہ دہنکوٹ میں گیا تو بہلول شاہ لودی نے فرصت کو غنیمت گن کر اپنے بیٹے باربک شاہ کو جسکا احوال بادشاہان دہلی اور جونپور کے طبقے میں ذکر ہوا ہے ولایت ملتان کی تسخیر کے لیے رخصت کیا۔ تاتار خاں لودی کو پنجاب کے لشکر کے ساتھ باربک شاہ کے ہمراہ کیا۔ یہ دونو تواتر کوچ کرکے ملتان کو روانہ ہوئے اتفاقاً انہیں ایام میں سلطان حسین کا برادر حقیقی قاسم کہ کوٹ کروڑ کا حاکم تہا بہائی سے پہر گیا اور اپنا نام شاہ شہاب الدین لنگاہ رکہا۔ شاہ حسین نے اس فتنہ کے مٹانے کو سب کاموں پر مقدم جانا اور جلد

ذکر حسین لنگاہ بن قطب الدین [illegible] +

مناسب ہے کہ قوم لنگاہ کے خاطر کریں اور اوسکو اپنا لشکر بنائیں تاکہ کار کے وقت وہ جان سپاری
کریں بالفعل اپنے عقیدہ کے استحکام کے لیے آپ کو دامادی میں قبول کرتا ہوں شیخ صاحب نے
اوسکو خوشی خوشی قبول کر لیا اور دختر رائے سہرہ سے برسم سلاطین نکاح کیا۔ رائے کبھی کبھی اپنی
بیٹی سے ملنے خفیہ سوی سے ملتان میں آتا تہا۔ اور شیخ کی خدمت میں لایق تحفے پیش
کرتا تہا۔ شیخ احتیاطاً یہ نہیں پسند کرتا تہا کہ رائے شہر ملتان میں سکونت اختیار کرے
وہ جب آتا شہر سے باہر اُترتا۔ اور بیٹی کو تنہا دیکھنے آتا۔ ایکدفعہ اوسنے اپنے سب آدمیوں
کو جمع کیا اور انکو ساتہ لیکر ملتان میں آیا اور یہ نیت کی کہ کسی طرح مکر و حیلہ سے شیخ کو پکڑ کے
خود حاکم ملتان ہو جائے۔ جب وہ نواح ملتان میں آیا تو اوسنے شیخ قریشی کو کہلا بھجوایا کہ اس دفعہ
کل قوم لنگاہ کو اپنے ہمراہ لایا ہوں تاکہ اوسکی جمعیت کا آپ ملاحظہ کرکے اوسکے لائق خدمات
تجویز کر دیں شیخ حیلہ دہر و افسوں زمانہ سے غافل تہا اوسنے رائے کی بات کو مان لیا۔ رائے
نماز پڑہ کر ایک خدمتگار کے ساتہ اپنی بیٹی سے ملنے آیا خدمتگار کو یہ سکھا دیا کہ مکان کے
کسی کونہ میں ایک بزغالہ کو کارد لگا کے اسکا خون کرکے گرم پیالہ میں ڈال کر میرے پاس
لے آنا جب خدمتگار نے یہ کام کیا تو اوسنے خون کا پیالہ پی لیا۔ کچہہ دیر کے بعد مکر یہ پھیلایا
کہ ہائے ہائے کرکے کہنے لگا کہ میرے پیٹ میں درد ہے وکلائے شیخ یوسف کو وصیت کی قصد سے
بلایا اور اونکے سامنے استفراغ دموی کیا۔ اسی اثناء وصیت کے موافق اوسنے اپنے خویشوں
اور قرابتیوں کو آخری وقت میں ملنے کے لئے بلایا۔ وکلائے شیخ یوسف نے رائے کا
حال دیکہا کہ غیر ہے تو اوسکے خویشوں اور قرابتیوں کے آنے کے مانع نہ ہوئے غرض جب
اکثر اوسکے آدمی قلعے میں آگئے تو اوسنے سلطنت کے ارادہ سے بستر بیماری سے سر اوٹہایا
اور اپنے معتمد نوکروں کو سب دروازوں کی حراست کے لئے مقرر کیا کہ شیخ یوسف کے کسی ملازم کو ارک کے
اندر نہ آنے دیں پہر وہ شیخ کی خلوت سرا میں گیا اور اوسکو دستگیر کر لیا۔ شیخ نے صرف دو سال سلطنت
جب رائے سہرہ نے شیخ کو پکڑ لیا تو خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور اپنے تئیں سلطان
قطب الدین لنگاہ سے ملقب کیا۔ ملتان کے آدمی اوسکی حکومت سے راضی تہے اوسنے اُسکے

سلطان قطب الدین لنگاہ کی سلطنت

کنارہ سند پر جو باقی دلاتیں معمور و آباد تہیں بلوچوں کی تنخواہ میں اور دیدیں۔ رفتہ رفتہ سیت پور سے دھنکوٹ تک تمام ولایت بلوچوں ہی سے متعلق ہو گئی۔ انہیں دنوں میں جام بایزید و جام ابراہیم کہ قبیلہ سمہ کے بزرگ تھے جام نندا سے کہ ولایت سندہ کا حاکم تہا رنجیدہ ہوکر شاہ حسین لنگاہ سے جاملے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ٹہٹہ و بکر کے درمیان جو ولایت ہے وہ اکثر قوم سمہ سے تعلق رکھتی تہی اور وہ اپنے تئیں جمشید کی اولاد میں سے جانتے ہیں قوم سمہ شجاعت و شہامت میں مشہور تھی۔ جام نندا خود قوم سمہ میں سے تہا اور اپنے تئیں جمشید کی اولاد جانتا تہا۔ مگر ہمیشہ اس قوم سے خائف رہتا تہا۔ اتفاقاً سمہ کے سرداروں کے درمیان عداوت ہوئی جام نندا سے جام بایزید و جام ابراہیم آزردہ خاطر ہوئے۔ اونہوں نے شاہ حسین سے توسل ڈہونڈا۔ اوسنے جام بایزید کو ولایت شور اور جام ابراہیم کو ولایت اوچہ دیدی اور دونو کو اپنی اپنی جاگیر پر رخصت کیا۔ جام بایزید مضامین علمی سے بہرہ کافی رکہتا تہا۔ ہمیشہ اہل فضل سے صحبت رکہتا تہا جس نواح میں وہ کسی فاضل کو سُنتا اوسکے احوال پر ایسی مہربانی کرتا کہ وہ بے اختیار مجلس میں آتا اور اوس سے منتفع ہوتا۔ جام بایزید کو اہل فضل سے اس مرتبہ پر محبت تہی کہ شیخ جمال الدین قریشی کو کہ شیخ عالم قریشی کی اولاد میں سے تہا اور خراسان میں تمام علوم کو تحصیل کیا تھا۔ باوجودیکہ اسکے حواس ظاہر مختل تھے اسکو تمام شغل وزارت کی تکلیف دی۔ جمیع مہمات ملکی اسکی طرف رجوع کئے خود اہل فضل کی صحبت میں وقت گذرانتا تہا۔ احکام الٰہی کی تقلید یہان تک کرتا تہا کہ ایکدفعہ اوسنے شور میں ایک عمارت بنائی اتفاقاً ایک خزانہ وہاں سے نکل آیا۔ تو اوسنے اسمیں تصرف نہیں کیا سلطان کی خدمت میں بالکل بہیجدیا۔ سلطان کو اس عمل سے اسنے اعتقاد عظیم ہوا۔ جب سلطان رحمت حق سے پیوستہ ہوا تو سلطان سکندر پر فرمانروائی کی نوبت آئی تو سلطان حسین نے ایک مکتوب تعزیت و تہنیت کا تحف و ہدایا کے ساتھہ اپنے ایلچیوں کے ہاتھہ بہیجا۔ اور آشتی و صلح کی بنیاد ڈالی۔ چونکہ سلطان سکندر پر شریعت پرستی کی نسبت غالب تہی صلح پر راضی ہوا اور اسمیں مصلحت جانی کہ طرفین سے طریقہ اتحاد قائم ہوا۔ اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں اور کسی ایک کی سپاہ اپنی حد سے تجاوز نہ کرے اور جب ایک کو مدد و معاونت کی

دہاں پہنچا سلطان شہاب الدین کو زندہ مقید کیا اور اوسکے پاؤں میں بند آہنی ڈال کر ملتان کی طرف آیا
خبر داروں نے اوسکو خبر پہونچائی کہ باربک شاہ و تاتار خاں سواد ملتان میں عیدگاہ کے قریب
آگئے ہیں۔ اور قلعہ گیری کے اسباب کو مہیا کر رہے ہیں۔ شاہ حسین لنگاہ شبا شب دریائے سندھ
سے بہا گا آیا اور آخر شب میں قلعہ ملتان میں آگیا۔ اسی ساعت تمام اپنی سپاہ کو جمع کیا اور اوسنے
یہ ارشاد کیا کہ تمام سپاہ سے شمشیر زنی کی توقع نہیں ہوسکتی انمیں سے بعض کو عیال و اطفال کی محبت
دامنگیر ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ جماعت شمشیر زنی کی مصلحت میں کام میں نہیں آتی مگر اور مصالح میں کام
میں آتی ہیں جیسے حصار داری سواد لشکر کی تکثیر اور اسی طرح اور کاموں میں کام کرتی ہے اس مقدمہ
کی تمہید کر کے اوسنے کہا کہ جو بے تکلف تلوار مار سکے وہ صبح کو شہر سے باہر جائے اور باقی لشکر حصار داری
میں مشغول ہو چنانچہ بارہ ہزار سوار و پیادہ جنگ کے لئے تیار ہوئے جب صبح ہوئی نقارہ بجاتے
ہوئے شہر سے باہر ہوئے سپاہ دہلی کو اپنے منہ کے سامنے کیا حکم دیا کہ سوار پیادہ ہوں اول خود
بھی پیادہ ہوا حکم کیا کہ تمام سپاہ بالاتفاق تین تیر دشمن پر چلائیں۔ اول ہی بار میں بارہ ہزار
تیر کمان سے نکلے دشمن کی فوج میں تزلزل اضطراب عظیم پیدا ہوا۔ دوسری مرتبہ تیر لگانے
میں وہ متفرق ہوگئے اور تیسری دفعہ تیروں کے لگانے میں بھاگ گئے دشمنوں کے دل میں اسکا ہول
ایسا بیٹھا کہ قلعہ شور میں اصلا انہوں نے التفات نہیں کیا قصبہ جنیوت تک انہوں نے اپنے گھوڑوں
کو نہیں روکا اس فتح سے لشکر ملتان کو سامان و جمعیت بہم پہنچے جب باربک شاہ و تاتار خاں
قلعہ جنیوت میں پہنچے تو سلطان کے تہانہ دار کو تین سو آدمیوں کے ساتھ قول و عہد کر کے
قلعہ سے باہر بلایا اور اونکو قتل کر ڈالا سلطان حسین نے اس فتح کو ایسی فوز عظیم جانا کہ قلعہ
جنیوٹ کی استخلاص پر توجہ نہ کی انہیں ایام میں ملک سہراب دودائی کہ اسمعیل خاں و فتح خاں
کا باپ تھا اپنی قوم روہیلہ کے ساتھ نواحی کیچ و مکران سے شاہ حسین کی خدمت میں آیا
ملک سہراب بلوچ کے آنے کو شاہ حسین لنگاہ اپنے لئے مبارک سمجھا۔ قلعہ کرور سے لیکر قلعہ
دہنکوٹ تک وسکو اور اوسکی قوم کو جاگیر میں دیدیا۔ اس خبر کے سننے سے بلوچستان سے
بہت بلوچ شاہ حسین کی خدمت میں آگئے۔ روز بروز اوسکی جمعیت زیادہ ہوئی شاہ حسین لنگاہ نے

ہی اسمیں تھے اوسکے وہ حسد کرتا تھا۔ ایک وقت اوسنے اپنے غلاموں میں سے کسی سے کہا کہ اموال بادشاہی میں بلال نے تصرف کیا ہی اور فتنہ برپا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کہ آدمیوں کو اپنا یار و مصاحب بنا کے شغل سلطنت کا متصدی ہو۔ مناسب ہے کہ فتنہ سے پہلے مفسدوں کا علاج کیا جائے اس غلام ناعاقبت اندیش نے ایک دن فرصت پا کر بلال کو مار ڈالا۔ تھوڑے دنوں میں عماد الملک نے فیروز شاہ کو زہر دیکر اپنے بیٹے کا انتقام لیا جب شاہ حسین لنگاہ کو بڑھاپے میں یہ مصیبت پیش آئی تو وہ بے صبر ہوکر زار زار رویا حفظ مملکت کے لئے پھر اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور محمود خاں بن فیروز شاہ کو اپنا ولیعہد کیا اور بدستور سابق عماد الملک کو مہمات ملکی حوالہ کیں اصلا رنجش و کدورت کا اظہار نہیں کیا چند روز بعد جام بایزید کو خلوت میں بلا کر کہا کہ صورت حال کو تو جانتا ہی اور میرے درد دل سے خبر رکھتا ہے ایسی تدبیر کیوں نہیں کرتا کہ اس نمک حرام سے میں اپنا انتقام لوں۔ جام بایزید نے اس امر کو قبول کیا۔ صبح کو تمام اپنے لشکر کو شاہ کے دروازہ پر بلایا۔ شاہ نے عماد الملک کو بھیجا کہ جام بایزید کا سامان دیکھ لے۔ جب وہ دیکھنے آیا تو اوسکو پکڑ کر بیڑیاں ڈال دیں۔ شاہ حسین نے اوسی وقت وزارت جام بایزید کے حوالہ کی اور اپنے پوتے محمود خاں کا اتالیق مقرر کیا۔ شاہ حسین لنگاہ کا ۲۶ صفر ۹۰۸ھ یا ۹۱۴ھ کو انتقال ہوا۔ اُس نے ۳۴ سال یا ۳۲ سال سلطنت کی +

محمود شاہ کی بادشاہی +

دادا کے مرنے کے بعد محمود شاہ تخت نشین ہوا۔ وہ خرد سال تھا۔ اراذل پرست ہوا۔ اوباش و اجلاف اوسکے گرد جمع ہوئے۔ وہ ہر وقت تمسخر و استہزا میں مصروف ہوا۔ اسلئے اکابر و اشراف اوسکی صحبت سے جدا ہوئے۔ ان پاجیوں کا ارادہ یہ تھا کہ شاہ محمود شاہ کے مزاج کو جام بایزید سے منحرف کرا دیں اس مطلب کے حصول کے واسطے تدبیریں کرتے تھے جام بایزید نے اس بات کو نگر سنا۔ آب چناب کے کنارہ پر ملتان سے ایک فرسخ پر منازل بنائے تھے اور وہیں مہمات ملکی میں مشغول رہتا اور شہر میں نہیں جاتا۔ ایکدن جام بایزید نے بعض قصبات کے مقدموں کو مال و معاملہ کی تحصیل کے لئے طلب کیا۔ انہیں سے بعض نے تمرد کیا جام بایزید

احتیاج ہو تو اوسکی مدد کرنے سے دوسرا معاف نہ ہو- اسی مضمون کا عہدنامہ لکھا گیا اور امرا
اور اعیان کی شہادت سے مزین ہوا سلطان سکندر نے ایلچیوں کو خلعت دیکر رخصت کیا- کہتے ہیں
کہ سلطان حسین نے شاہ مظفر گجراتی سے طریقہ مراسلت جاری کیا اور اوسنے قاضی محمد کو ایلچی
بہیجا کہ گجرات کی منازل سلطانی کی خوب دیکھہ بھال کر انکا حال عرض کرے کہ ملتان میں ایسی
عمارت بنائی جائے- جب گجرات سے ملتان میں قاضی آیا تو اوسنے عرض کیا کہ احمد آباد کی عمارت
کی تعریف میں زبان گونگی ہے اگر تمام مملکت ملتان کا محصول یک سالہ صرف ہو تو بہی معلوم نہیں
ایکسقصر مثل اوسکے قصروں کے بن سکے اس بات کے سنے سے سلطان حسین مغموم ہوا عماد الملک
وزیر نے جب اوسکے مغموم ہونے کا سبب پوچہا تو اوسنے کہا کہ مجھہ پر لفظ شاہی کا اطلاق ہوتا ہے
اور اوسکے معنی سے میں محروم ہوں اور قیامت کے دن بادشاہوں کے ساتھہ میرا حشر ہوگا-
عماد الملک تولک نے کہا کہ بادشاہ اس سبب سے ملول و مکدر نہوں کہ حق سبحانہ تعالی نے ہر مملکت کو
ایک حقیقت کے ساتھہ مخصوص کیا ہے جسکے سبب سے وہ اور ملکوں میں عزیز و محترم ہوتا ہے- اگرچہ
مملکت گجرات و دکن و مالوہ و بنگالہ زرخیز ہیں اور اسباب تنعم بوجہ احسن اونمیں میسر ہوتے ہیں مگر
مملکت ملتان مردم خیز ہے- ملتان کے بزرگ جہاں جاتے ہیں وہاں معزز و محترم ہوتے ہیں طبقہ
شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا سے کئی آدمی ملتان میں باقی ہیں- شیخ یوسف قریشی کے
بیٹے سے شاہ بہلول نے اپنی بیٹی کو بیاہا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسقدر اوسکی عزت کی اور طبقہ تجاریہ
کے آدمی نواح ملتان میں موجود ہیں کہ کمالات ظاہری و باطنی میں حاجی عبدالوہاب پر شرف
رکہتے ہیں غرض اس طرح کی باتیں عماد الملک نے بناکر اوسے خوش کردیا- وہ بوڑہا بہت ہوگیا تہا
اسلئے اوسنے اپنے بڑے بیٹے کو جسکا نام فیروزخاں تہا فیروزشاہ نام رکھہ کر خطبہ اوسکے نام کا
پڑہوایا خود طاعت و عبادت میں مشغول ہوا شغل وزارت بدستور قدیم عماد الملک
تولک کے سپرد کیا +

فیروزشاہ لنگاہ بے تجربہ تہا- اوسکے سارے قوی پر قوت غضبی حاکم و مسلط تہی-
سخاوت وجود کو جانتا نہ تہا کہ کیا ہوتے ہیں- عماد الملک وزیر کا بیٹا بلال فاضل تہا اور ارکان دولت

نے حکم دیا کہ انکا سر منڈوا کے اور گدہے پر الٹا بٹھا کے شہر میں تشہیر کی جائے۔ بدگو یوں نے
سلطان محمود سے کہا کہ جام بایزید نے خاص خدمتگاروں کی سیاست و اہانت شروع کی ہے وہ
دیوان میں حاضر نہیں ہوتا اپنے بیٹے عالم خاں کو بھیجا ہے صلاح دولت اسمیں ہے کہ مجلس میں
عالم خاں کی اہانت کی جائے جس سے بایزید کی حالت و شان میں فتور پڑے اور آدمیوں کے
نزدیک ذلیل و خوار ہو۔ عالم خاں ایک قابل جوان تھا حسن صورت و سیرت میں اپنے اقران میں
ممتاز تھا اتفاقاً ایکدن وہ سلطان محمود کے سلام کو آیا۔ ایک شخص نے اوس سے پوچھا کہ فلاں فلاں
مقدم سے کیا تقصیر واقع ہوئی کہ جام بایزید نے انکا سر منڈا کر اہانت کی اب انصاف یہ ہے کہ
اوسکے عوض میں تیرا سر منڈوایا جائے۔ عالم خاں نے یہ بات سنکر کہا کہ مردک تجھے ایسی بات بادشاہ کی
مجلس میں نہیں کہنی چاہئے۔ یہ بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ دس بارہ آدمیوں نے لپٹ کر عالم خاں
کے سر سے پگڑی اوتار لی اور لات گھونسے مارنے شروع کئے۔ عالم خاں نے خنجر نکالا۔ اتفاق
سے بادشاہ کے سر میں اوسکی نوک لگ گئی اور بہت خون گیا۔ لوگوں نے عالم خاں کو چھوڑا اور
شاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ عالم خاں ننگے سر بھاگا تو دروازہ بند پایا اوسکے قفل کو توڑ کر جام
بایزید پاس آیا۔ سارا ماجرا بیان کیا۔ بایزید نے کہا کہ بیٹا تونے ایسی حرکت کی کہ جس سے دونو جہان
کی شرمندگی اٹھانی پڑیگی۔ حال میں کوئی علاج و تدبیر نہیں ہے سوا اسکے کہ تو جلد شور میں جا
اور تمام لشکر کو جلد بھیج کہ شاہ محمود شاہ لشکر جمع نہ کرسکے اور میں تیرے پاس پہنچ جاؤں عالم خاں
نے یہی کیا اور بایزید شور کو ڈنکہ بجاتا ہوا روانہ ہوا۔ شاہ محمود نے یہ سنکر اوسکے تعاقب میں
لشکر بھیجا جب طرفین کی فوجیں قریب ہوئیں تو بایزید پھر کر اس لشکر سے لڑا اور اوس کو
شکست دیدی اور شور میں پہنچ گیا اور وہاں شاہ سکندر لودی کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اس حال سے
عریضہ میں کل حال لکھکر بھیجدیا۔ سکندر لودی نے فرمان استمالت و خلعت جام بایزید
پاس بھیجا۔ اور دوسرا فرمان دولت خاں لودی حاکم پنجاب پاس روانہ کیا کہ جام بایزید نے
ہمارے نام کا خطبہ پڑھوایا اور ہم سے التجا لایا۔ اسلئے جب وہ تم سے کمک طلب کرے تو تم
اوسکی اعانت و مدد کرنا۔ تھوڑے دنوں بعد شاہ محمود شاہ لنگاہ سپاہ کو آراستہ کرکے شور پہنچے

تھوڑے سے آدمی کہ اپنے ناموس کا پاس رکھتے ہیں میدان جنگ میں جان دیدینگے مولانا سعدالدین
لاہوری فضلاء وقت میں سے تھا کہتا ہے کہ میں ایام محاصرہ میں ملتان میں تھا جب محاصرہ پر چند ماہ گذر گئے
اور مرزا شاہ حسین کی سپاہ نے مداخل و مخارج قلعہ کو ایسا بند کیا کہ کوئی شخص باہر سے اہل قلعہ کی مدد
نہیں کرسکتا تھا۔ کوئی متنفس اندر سے باہر نہیں جاسکتا۔ آخرکار رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی
اگر کسی وقت کوئی بلی اور کتا ہاتھ لگ جاتا تو اوسکے گوشت کو حلوان اور برہ کی طرح کھاتے اور
اوسے زیادہ عجیب یہ ہے کہ شیخ شجاع الملک نے جاوا نام پاجی کو تین ہزار پیادے قصباتی دیکر قلعہ کی
حراست سپرد کی تھی۔ اس بدبخت کو جس کے گھر پر غلہ کا گمان ہوتا بے ملاحظہ گھر میں آنکر اس بیچارہ کا
گھر لوٹ لیتا۔ اس ناہموار حرکت سے شیخ شجاع الملک کی زوال دولت کی دعا مانگتے تھے
باوجودیکہ قلعہ سے جو باہر آتا جان سے مارا جاتا مگر اندر لوگ ایسے عاجز تھے کہ قلعہ کے اوپر سے خندق میں
گرتے تھے مرزا شاہ حسین کو جب اونکے اضطراب پر اطلاع ہوئی تو اوسنے اپنے آدمیوں کو منع
کردیا کہ اونکو ماریں نہیں ایک سال کئی مہینہ محاصرہ رہا ۹۳۲ھ میں مرزا شاہ حسین کے آدمی قلعہ
کے اندر گھس گئے اور قتل و غارت و بیداد شروع کی۔ سات سال سے لیکر ستر برس عمر کے آدمی اسیر ہوئے
جس پر زر کا گمان ہوتا اوسکی اہانت طرح طرح کی کیجاتی غرض ملتان مسخر ہوا اور مرزا شاہ حسین نے
حسین شاہ لنگاہ کو پکڑ کر موکل کو سپرد کیا شیخ شجاع الملک بخاری کی اہانت کیجاتی اور ہر روز اسکی
مبلغ لئے جاتے۔ ملتان کی ویرانی اس حد کو پہنچی کہ اوسکی آبادی کا گمان ہی نہیں ہوتا تھا۔ مرزا نے ملتان کے
کام کو سہل سمجھکر خواجہ شمس الدین کو اسکی حراست سپرد کی لنگر خاں کو اسکا پیش دست بنایا۔ اور خود ٹھٹھہ
لنگر خاں نے ملتان کو پھر آباد کیا۔ ہمایوں بادشاہ نے جب پنجاب کامراں کو دیا ہے تو ملتان اسمیں داخل تھا
مرزا نے لنگر خاں کو بلاکر پھر ملتان اسکو دیا۔ غرض بادشاہان دہلی کے تصرف میں ملتان آگیا۔ سعدا ریاست سندھی +

... مرزا ... کے ... نے انکا احترام و اعزاز کیا جب اونہوں نے پیغام کو ادا کیا
تو ... نے کہا کہ میں یہاں سلطان محمود شاہ لنگاہ کی تربیت اور شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین
زکریاے ملتانی کی زیارت کو آیا ہوں۔ بہلول نے کہا کہ شاہ محمود کی تربیت تو اوس قدر نہی
کے ہو کہ حضرت رسالت پناہی نے روحانیت سے تربیت اوسکی کی تھی اور شیخ بہاء الدین خود
خدمت میں موجود ہیں اونکی زیارت کے لئے تصدیع کی ضرورت کیا ہے غرض یہ بات کچھ بھی
نہیں۔ شیخ بہاء الدین واپس سلطان محمود پاس آئے کہ رات کو اوسکا ناگاہ انتقال ہوا۔
بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ لنگر خاں نے کہ اس سلسلہ کا غلام تھا۔ آقا کو زہر سے مارڈالا ۹۳۱ھ
میں اسکا انتقال ہوا ۲۷ برس سلطنت کی۔

سلطنت شاہ حسین بن شاہ محمود لنگاہ

جب شاہ محمود لنگاہ مر گیا تو اکثر مردم قوم لنگاہ و لنگر خاں کہ لشکر شاہ کا مقدم تھا علم مخالفت
بلند کیا اور مرزا شاہ حسین ارغون سے مل گئے اور تربیت دلخواہ پاکر اونہوں نے قصبات ملتان
کو مسخر کیا۔ اور باقی امراء لنگاہ حیران ہو کر ملتان میں آئے اور اونہوں نے پسر شاہ محمود کو
کہ ابھی لڑکا تھا شاہ حسین لنگاہ کا خطاب دیکر خطبہ اوسکے نام کا پڑھدیا اگرچہ برائے نام اوسکو بادشاہ
بنایا مگر اختیارات سلطنت شیخ شجاع الملک بخاری داماد شاہ محمود کے ہاتھ میں تھے۔ اوسنے
وزارت اختیار کر کے مہمات ملکی کا اہتمام لیا۔ وہ ایک مرد بے تجربہ تھا۔ باوجودیکہ ملتان میں ایک
مہینہ کا اذوقہ نہ تھا مگر اوسنے حصارداری کو قرار دیا۔ شاہ حسین ارغون نے شاہ محمود کی وفات کو
ملتان کی فتح کا واسطہ بنایا۔ اور ذرا فرصت نہ دی اور حصار ملتان کا محاصرہ کر لیا۔ کچھ دن گذرے
کہ آدمی گرسنگی سے عاجز ہوئے اور مضطربانہ اونہوں نے شیخ شجاع الملک بخاری سے کہا کہ ابھی
گھوڑوں میں توانائی ہے اور ہم میں قوت ہے بہتر یہ ہے کہ تقسیم افواج کر کے معرکہ جنگ میں
متوجہ ہوں شاید کہ فتح ہم کو ہو حصارداری کس مدد اور کمک کی امید پر کی جاتی ہے۔ اوسکی
کسی امید نہیں۔ شیخ شجاع الملک نے مجلس میں جواب نہ دیا۔ مگر خلوت میں معتبر سرداروں کی ایک جماعت
کو بلا کر کہا کہ ابھی شاہ حسین لنگاہ کی شاہی کو کچھ قرار نہیں ہے اگر جنگ کے قصد سے شہر سے
باہر ... غالب ہے کہ اکثر آدمی ہم سے جدا ہو کر شاہ حسین کی نوکری کر لینگے اور ہم

تاریخ کاشمیر

آئین اکبری میں ابوالفضل نے لکھا ہے کہ جب شہنشاہ اکبر کاشمیر میں آیا تو سنسکرت زبان میں ایک کتاب راج ترنگنی نام اوسکے حضور میں پیش ہوئی اُس میں کاشمیر کے مسند نشینوں کا حال چار ہزار سال سے کچھ زیادہ کا لکھا ہوا تھا اس دیار کی یہ رسم تھی کہ ملک کے پاسبان چند قابل آدمیوں کو تاریخ نویسی کے لئے مقرر کیا کرتے تھے۔ تھوڑے دنوں میں شہنشاہ نے اس کتاب کا ترجمہ فارسی زبان میں کرایا۔ انگریزی زبان میں بھی اس کتاب کے ترجمے ولسن صاحب و بابو جوگیشن چندر دت صاحب نے کئے ہیں۔ غالبًا بابو صاحب کا ترجمہ فارسی اور ولسن صاحب کے ترجموں سے زیادہ صحیح ہوگا سنسکرت کے علم ادب میں کتب تاریخیہ کا کال ہے اس میں راج ترنگنی سواندھوں میں ایک کانا ہے۔ اس تاریخ کے چار حصے ہیں پہلے حصہ میں جمبک کے بیٹے پنڈت کلہن نے قدیم زمانہ سے سنہ ۱۱۴۸ تک۔ اور دوسرے حصہ میں جون راج نے سنہ ۱۴۱۲ تک۔ اور تیسرے حصہ میں پنڈت سری ور نے سنہ ۱۴۷۷ تک۔ اور چوتھے حصہ میں شہنشاہ اکبر کے عہد تک پرجے بھٹ نے تاریخ کاشمیر تحریر کی ہے حصہ دوم کا نام راجا ولی اور تیسرے حصہ کا نام جین راج ترنگنی۔ چہارم حصہ کا نام اجاولی پٹیک ہی۔ پرجے بھٹ اکبر کے وقت میں تھا۔ میں ان سب ترجمون سے مضامین انتخاب کرکے لکھتا ہوں +

کاشمیر کے اول باون راجاؤں کی تاریخ کسی شخص نے پہلے نہیں لکھی۔ یہ راجا کورو و پانڈو کل جگ کے کونتیوں کے معاصر تھے۔ اونکی سلطنت زبردست تہی وہ ہاتھیوں پر چڑھتے تھے۔ بڑے صاحب اقبال تھے اونکے گھروں میں دن کو نگاہ سے چھپی ہوئی عورتیں اس طرح رہتی تھیں جیسے چاندنی کھلے دن میں۔ مگر ایسے بے نام و نشان وہ ہوگئے ہیں کہ گویا پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ اسکا سبب ہے کہ شاعروں نے اونکے حال پر مہربانی نہیں کی۔ بعض کہتے ہیں کہ ان راجاؤں کا حال بسبب اونکی ستمگاری کے نہیں لکھا گیا۔

کاشمیر میں جا بجا پہاڑ کھڑے سوبھا دے رہے ہیں۔ یہ ملک تین ایسا ہے کہ کبھی سپاہ کی قوت سے

شاہان سندھ کے مختلف خاندانوں کا شجرہ

اول موروثی شاہان سمہ سنہ ۷۴۱ھ (۱۳۳۹ء) سے ۸۱۲ھ (۱۴۰۹ء) تک

- (۱) جام افراہ
- (۲) جام چوبان
- (۳) جام مانی (فرزند جام افراہ)
- (۴) جام تماجی (فرزند جام افراہ)
- (۵) جام صلاح الدین
- (۶) جام نظام الدین
- (۷) جام علی شیر
- (۸) جام کران

دوم شاہان سمہ جو انتخاب سے ہوئے ۸۱۲ھ (۱۴۰۹ء) سے ۹۲۷ھ (۱۵۲۰ء)

- (۹) جام فتح خاں
- (۱۰) جام تغلق
- (۱۱) جام سکندر
- (۱۲) جام سنجر
- (۱۳) جام نندا
- (۱۴) جام فیروز

خاندان ارغون و ترخان سنہ ۹۲۶ھ (۱۵۲۰ء) سے سنہ ۱۰۰۱ھ (۱۵۹۲ء) تک

- (۱۵) شاہ بیگ ارغون
- (۱۶) شاہ حسین ارغون

خاندان ترخان

- (۱۷) عیسیٰ ترخان
  - خان بابا
  - (۱۸) محمد باقی ترخان
    - جانی بیگ ترخان

اسکے شاہانہ چہتر میں ناگ (سانپ) کا پھن لگا ہوا تھا۔ یہاں بہت قسم کے ناگ رہتے تھے جنکے جوہر نے شہر کو گوہر کا خزانہ بنا دیا تہا۔ اب ہم راجگان کشمیر کی فہرست لکھتے ہیں +

فہرست اول

نام راجہ	مدت سلطنت	سنہ جلوس عیسوی	کیفیت
۱ گونند اول		۱۱۸۲ قبل از حضرت عیسی	
۲ دامودر اول			(۱) کا بیٹا
۳ یسوومتی رانی			(۲) کی زوجہ
۴ گونند دوم			
یہاں سے ۳۵ راجاؤں کا بیان کچھ نہیں لکھا			
۵ لو			
۶ کششیشی			
۷ کہگیندر	۱۱۲۶ سال		
۸ سرندر			
۹ گودہر			
۱۰ سورن			
۱۱ جنک			
۱۲ سچی نر			
۱۳ اشوک			
۱۴ جلوک			
۱۵ دامودر دوم			
۱۶ ہسک و جسک و کنشک			
۱۷ ابھے منیو اول			

فتح نہیں ہوسکتا-یہاں کے آدمیوں کو سوا عقبے کے خوف کے دنیا کا کوئی خطر نہیں ہے دریاؤں میں نہانے کے لئے جاڑے کے اندر گرم پانی اور گرمی میں سرد پانی موجود رہتا ہے -دریاؤں میں تلاطم نہیں-آبی جانوروں کی بلاؤں سے محفوظ-اس ملک میں آفتاب ملائمت کے ساتھ چمکتا ہے کشیپ نے اپنی شان و شکوہ دکھلانے کے لئے اوسکو پیدا کیا ہے-بڑے بڑے پاٹ شالوں کی عمارات عالیشان-زعفران زار-برفدار آبستان موجود ہیں انکو یہاں ایسے اکثر جو بہشت میں کمتر ہوتے ہیں-تینوں لوک میں کیلاس سب سے زیادہ عمدہ ہے اور کیلاس کا عمدہ حصہ ہمالیہ ہے اور ہمالیہ میں عمدہ مقام کاشمیر ہے +

یہاں کے پرانے زمانہ کے دیوتا اور مقدس مقامات یہ ہیں +

(۱) اول شو جو برائیوں کا ناس کرنیوالا ہے اوسکا چوبین بت جسکے چھونے سے مکت ہوتی ہے +

(۲) ایک پانی کی سیل جو ایک پہاڑ پر شام کو رواں ہوتی ہے نیک آدمیوں کو دکھائی دیتی ہے بد آدمیوں کو نہیں نظر آتی +

(۳) برہما شکل آتش زمین سے اٹھتا ہے اور جنگلوں کو جلاتا ہے +

(۴) دیبی سرسوتی ایک تال میں ہنس کی شکل کو سجہ دیوی بھنگ کی چوٹی پر ہے جہاں گنگا سے نکلتی ہے

(۵) نندی چھیتر کا مندر- وہاں اوس صندل کا نشان اب تک موجود ہیں جسکو دیوتا لگا کر پوجا کرتے تھے +

(۶) یہاں نندی میں ایک سارد یعنی درگا ہے جسکے دیکھتے ہی مکت ہو جاتی ہے اور طلاقت لسانی اور شیریں بیانی حاصل ہوتی ہے +

اس ملک میں ان دیوتاؤں کی پرستش ہوتی ہے مگر بھرت-سوجے ایش ادے کیشو-ایشان سارا ملک مندروں سے بھرا ہوا ہے +

کاشمیر کے راجاؤں کی تاریخ دیکھو سنو کیسی شیریں ہے +

سرشش کلپا کے چھہ منونتروں میں دنیا میں پانی بھرا ہوا تھا-ہمالیہ پہاڑ کی گودی میں پانی بستر لگائے ہوئے تھا-حال کے ویوسوتا کلپ کے قریب آنے سے کشیپ نے دیوتاؤں کو اوپر سے بلایا اور پانی کے اوپر زمین کو نکال کر کشمیر کو بسایا-یہاں ناگوں پر نیل حکومت کرتے تھے

فہرست دوم

نمبر	نام راجہ	مدت سلطنت	سنہ جلوس عیسوی	کیفیت
۱	برتاپادتے	۳۲ سال	۱۶۷	بعض کہتے ہیں کہ وہ بکرماجیت کے اجداد میں سے ہے
۲	جلوک	۳۲ سال	۱۳۵	(۱) بیٹا
۳	تنگ جین اول	۳۶ سال	۱۰۳	(۲) کا بیٹا
۴	وجے	۸ سال	۶۷	نسل (۳) سے
۵	جئیندر	۳۷ سال	۵۹	
۶	سندھی متی یا آریراج	۴۷ سال	۲۲	
	چھ راجاؤں نے ۱۹۲ سال حکومت کی			

فہرست سوم

نمبر	نام راجہ	مدت سلطنت	سنہ جلوس عیسوی	کیفیت
۱	میگھ واہن	۳۴ سال	۲۵ بعد از حضرت عیسیٰ	تابع مذہب بدھ مت سے
۲	شرشٹ سین یا پرورسین اول یا تنگ جین دوم	۳۰ سال	۵۹	پسر (۱)
۳	ہرنے	۳۰ سال	۸۹	پسر (۲)
۴	ماتری گپت	۴ سال ۹ ماہ ایک دن	۱۲۰	
۵	پرورسین دوم	۶۰ سال	۱۲۵	میگھ واہن کی اولاد سے
۶	یدھشٹر دوم	۲۱ سال ماہ	۱۸۵	(۵) کا بیٹا
۷	لکشمی یا نرندرادتے	۱۳ سال	۲۰۶	
۸	رنادتے یا تنگ جین سوم	۳۰۰ سال	۲۱۹	برادر خورد (۷)
۹	وکرمادتے	۴۲ سال	۵۱۹	پسر (۸)
۱۰	بلادتے	۳۷ سال ۴ ماہ	۵۶۱	برادر خرد (۱۰)

دس راجاؤں نے ۵۹۲ سال ۲ ماہ ایک روز راج کیا

گونند اول سے ابھے میونک ۵ راجاوں نے راج کیا مگر اونمیں سے کلہن مصنف راج ترنگنی ۳۵ راجاوںکا نام لکھہ سکا

۱۸	گونند سوم	۳۵ سال	۱۱۸۲ قبل از حضرت عیسیٰ	
۱۹	وبھیشن	۳۵	۱۱۴۷ ″ ″	(۱۹) کا بیٹا
۲۰	اندرجیت	۳۵ و ۶ ماه	۱۰۹۴	(۲۰) کا بیٹا
۲۱	راون			(۲۱) کا بیٹا
۲۲	وبھیشن دوم	۳۵ سال ۶ ماه	۱۰۵۸	(۲۲) کا بیٹا
۲۳	تریاکن نر	۳۵ سال ۹ ماه	۱۰۲۳	(۲۳) کا بیٹا
۲۴	سدھہ	۶۰ سال	۹۸۳	(۲۴) کا بیٹا
۲۵	ادت پلاکشن	۳ سال ۶ ماه	۹۲۳	(۲۵) کا بیٹا
۲۶	ھرنے یاکشن	۳۰ سال ۷ ماه	۸۹۳	(۲۶) کا بیٹا
۲۷	ھرنے کول	۶۰ سال	۸۵۵	(۲۷) کا بیٹا
۲۸	موکل یا سوکل	″	۷۹۵	(۲۸) بیٹا
۲۹	مهرکل	۷۰ سال	۷۳۵	(۲۹) بیٹا
۳۰	وک	۶۳ سال	۶۶۵	(۳۰) کا بیٹا
۳۱	کهشت نند	۳۰ سال	۶۰۲	(۳۱) کا بیٹا
۳۲	دسو نندا	۵۲ سال ۲ ماه	۵۷۲	(۳۲) کا بیٹا
۳۳	نر دوم	۶۰ سال	۵۲۰	(۳۳) کا بیٹا
۳۴	اکشا	۶۰ سال	۴۶۰	(۳۴) کا بیٹا
۳۵	گوبادت	۶۰ سال	۴۰۰	(۳۵) کا بیٹا
۳۶	گوکرن	۵۷ سال ۱۱ ماه	۳۴۰	(۳۶) کا بیٹا
۳۷	نرندرادت یا کھنگ کھلا	۳۶ سال ۳ ماه ۱۰ روز	۲۸۲	(۳۷) کا بیٹا
۳۸	یدھشٹر	۴۷ سال ۵ ماه ۱۰ یوم	۲۴۶	(۳۸) کا بیٹا

۳۸ راجاوں نے ۱۰۱۵ سال ۹ ۲ روز سلطنت کی

۲	شنکرورم ما	۱۸ سال ۸ ماہ سہ یوم	۸۸۳	بیٹا (۱) کا
۳	گوپال ورم ما	۲ سال	۹۰۲	بیٹا (۲) کا
۴	سنگ کٹ	۱ یوم	۹۰۴	مشہور تھا کہ برادری میں تھا
۵	رانی سگندھا	۲ سال	۹۰۴	مادر (۳)
۶	پارتھ	۱۵ سال ایک ماہ	۹۰۶	پسر (۷)
۷	برجیت ورم ما	ایک سال ایک ماہ	۹۲۱	برادر (۶)
۸	چکرورم ما	۱۰ سال ۱۵ روز	۹۲۲	
۹	شورورم ما	۱ سال	۹۲۳	برادر (۸)
۱۰	پارتھ دوبارہ	۱ سال	۹۲۴	
۱۱	چکرورم ما دوبارہ	۱ سال	۹۲۵	
۱۲	شمبھو بردھنا	۶ دن	۹۲۵	
۱۳	چکرورم ما سہ بارہ	۱ سال ۵ ماہ	۹۲۵	
۱۴	ادن مت تونتی	۲ سال	۹۲۷	پسر (۱۰)
۱۵	سورورم ما		۹۲۹	

کلکپ پال کے بنس کے آٹھ راجاؤں نے علاوہ وزرا اور رانیوں کے ۸۳ سال ۴ ماہ سلطنت کی

فہرست ششم

۱	بشن سکرہ	۹ سال	۹۳۹	رعایا میں سے تھا
۲	ورنت	۰	۹۴۸	بیٹی (۱)
۳	سنگ گرام اول	۶ ماہ	۹۴۸	
۴	برودگوپت	۱ سال ۶ ماہ	۹۴۸	رعایا میں سے تھا
۵	کھشیم گوپت	۸ سال ۶ ماہ	۹۵۰	پسر (۴)
۶	ابھے منیو دوم	۱۳ سال ۱ ماہ	۹۵۸	پسر (۵)

فہرست چہارم

۱	درلبھ وردھن	۳۶ سال	۵۹۸	داماد (۱۰)
۲	درلبھک یا پرتاپادتے دوم	۵۰ سال	۶۳۴	نبیرہ دختری (۱)
۳	چندراپیر یا دیجر ودتیادی	۸ سال ۸ ماہ	۶۸۴	پسر (۲)
۴	تاراپیر	۴ سال ۲۴ دن	۶۹۳	برادر (۳)
۵	للتادتے اول	۳۶ سال ۷ ماہ ۱۱ روز	۶۹۷	برادر (۴)
۶	کوولیاپیر	۱ سال ۱۵ دن	۷۳۳	پسر (۵)
۷	وجرادتے دوم یا ونپیاک یا للتادتے دوم	۷ سال	۷۳۴	برادر (۶)
۸	پرتھویاپیر اول	۴ سال ایکماہ	۷۴۱	پسر (۷)
۹	سنگرام پیر اول	۷ دن	۷۴۵	نبیرہ پسری (۷)
۱۰	جیاپیر مع ہب جج	۳۱ سال	۷۴۵	جج حسر نویرہ (۹)
۱۱	للتاپیر	۱۲ سال	۷۷۶	پسر (۱۰)
۱۲	سنگرام پیر دوم یا پرتھوتاپیر دوم	۷ سال	۷۸۸	برادر (۱۱)
۱۳	وریہت یا جب تجیاپیر	۱۲ سال	۷۹۵	
۱۴	اجتاپیر	۳۶ سال	۸۱۴	۶ سال [illegible]
۱۵	اننگاپیر	۳ سال	۸۴۹	پسر (۱۲)
۱۶	ادت پلاپیر	۲ سال	۸۵۲	پسر (۱۴)

کرکوٹ بنس کے ۱۷ راجاؤں نے ۲۶۰ سال ۵ ماہ ۲ روز حکومت کی

فہرست پنجم

۱	اونتی ورم ما	۲۸ سال	۸۵۵	

[illegible]

ایسا سلاتی تھی کہ پھر نہیں چلائی گئی تھی - اوسنے ایک شہر لولور آباد کیا - راجہ کہلسندر نے ناگا وشمنوں کو ہلاک کیا - راجہ سور نے ایک نہر کرال میں کہدوائی اور اوسکا نام سورن منی رکھا - راجہ اشوک نے برہمنوں کا مت چھوڑا اور بدھ مذہب اختیار کیا - یہ راجہ بڑا نیک اور بے عیب و سخی تھا اوسنے بدھ کے بہت سٹوپ بتستا (جہلم) کے کنارے پر بنائے - اوسنے ایک چیت نا ایسا اونچا بنوایا کہ جسکی چوٹی نہیں دکھائی دیتی تھی شہر سری نگر آباد کیا جو ابتک موجود ہے اوسنے ایک پرانے مندر کی دیواریں ڈھواکر ایک نئے مندر کی دیواریں بنائیں جسکو آئین اکبری میں لکھا ہے کہ کیش برہمن انداختہ آئین بہا جینی برگرفت - اوسکے مرنے سے بدھ مذہب کو صدمہ عظیم پہونچا اسلئے کہ اوسکا بیٹا جلوک برہمن مذہب اور سیو تھا - اوسنے ملکشوں کو یعنے تاتاریوں کو مار کر نکال دیا جنہوں نے اوس کے باپ کے وقت میں کاشمیر کو تاخت و تاراج کیا تھا - اور قنوج دار الملک ہندوستان تک اوس نے اپنی سلطنت کو بڑھایا - اور دیدہ وری اور پایہ شناسی سے یہاں سے چاروں قوموں کے آدمیوں کو انتخاب کر کے لے گیا -

اوسکے زمانہ سے پہلے کاشمیر میں عدالت کا انتظام اچھا نہ تھا اوسنے عدالت کے انتظام کے لئے یہ سات عہدے مقرر کئے (۱) داوگر (۲) دیوان (۳) خزانچی (۴) سپاہ کا تیاردار (۵) دخشوکر (سفارت) (۶) مرشد اعلی (۷) رازگذار اختر - کاشمیر میں برہمنوں اور بودھوں میں بڑی لڑائیاں رہتی تہیں اور بودھوں کی ترقی ہوتی جاتی تھی +

راجہ جلوک کی نسبت یہ کہانی جوڑ رکھی ہے کہ راجہ ایک دن سرادہ سے پہلے اشنان کو جاتا تھا - بھوکے برہمنوں نے اوس سے کہانے کو مانگا اوسنے اونکے سوال پر کچھ خیال نہ کیا اور دریا کی طرف آگے بڑھا - برہمنوں نے اپنی ریاضت کے زور سے دریا کو کھینچ کر اوسکے پاؤں تلے لا ڈالا اور اسنے کہا کہ دیکھو بتستا یہ ہر ایک کو کھلا - راجہ اسکو جادو کا اثر سمجھا اوسنے کہا کہ تم چلے جاؤ میں جب تک اشنان نہیں کر لونگا تم کو کہانا نہیں کھلاؤنگا - برہمنوں نے اوسکو یہ سراپ دیا کہ وہ سرپ ہوجائے جب راجہ اونکے آگے بہت گڑگڑایا تو اونہوں نے یہ کہا کہ اگر ایک دن میں وہ راماین اول سے آخر تک سن لیگا تو پھر اپنی اصل شکل پر آجائیگا ابتک وہ اژدہا

۷	نندی گپت	۱ سال ۱ ماہ ۹ روز	۹۷۲	لسبیز(۶)
۸	تری بھون گپت	۲ سال ۷ روز	۹۷۳	
۹	بھیم گپت	۵ سال	۹۷۵	ابھی منیو کا بیٹا
۱۰	ڈڈرانی	۲۳ سال	۹۸۰	ماور ابھے منیو

دس راجاؤں نے ۸۹ سال ۳ ماہ ۳ دن سلطنت کی گوند اول کے زمانہ سے تاریخ کشمیر کا مصنف مہیں

یہ راجا یدھشٹر کا ہم عصر تھا اوسکی سلطنت کا آغاز کل جگ کے ابتدا سے ہوا ہے۔ وہ کاشمیر میں راج کرتا تھا جراسندھ بہار کے راجہ سے دوستی رکھتا تھا۔ جب جراسندہ نے کرشن کی دار السلطنت متھرا پر حملہ کیا ہے تو گوند کو اپنی کمک کے لئے کاشمیر سے بلایا۔ اِن دونوں نے ملکر جمنا کے کنارہ پر متھرا کو بڑی سپاہ سے جا گھیرا۔ اور ایک دفعہ کرشن کی سپاہ کو شکست بھی دیدی۔ مگر بلرام نے کرشن کی فوج کی پراگندگی کو دور کیا اور گوند کو مار ڈالا+

گوند کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا دامودر اول جانشین ہوا۔ وہ ایسے شاداب ملک کے راج سے خوش نہیں رہتا تھا۔ باپ کے انتقام کی فکر میں لگا رہتا تھا جب اوسنے سنا کہ گاندہاریوں (قندہاریوں) نے کرشن کو اپنی لڑکیوں کے بیاہ میں دریا سندہ کے قریب بلایا ہے تو وہ سوار اور پیادوں کو ہمراہ لیکر اس تقریب میں خلل انداز ہوا مگر کرشن کا چکرا وسکے جگر پر ایسا لگا کہ کام تمام ہوا اوسکی رانی یسودتی حاملہ تھی۔ کرشن کے حکم سے وہ مسند نشین ہوئی۔ اعیان سلطنت نے اس سے مخالفت کی تو کرشن نے پران میں سے یہ اشلوک سنایا جسکا مطلب یہ ہے کہ کاشمیر کی لڑکیاں پاربتی ہیں جان لو کہ کاشمیر کے راجہ ہر کے حصے ہیں اوسنے عقلمندونکو نفرت نہیں کرنی چاہئے خواہ وہ دنیا پرست و شریر ہی کیوں نہ ہوں عورت کی قدر جو نہیں کرتا حس سے وہ مسرت اندوز ہوتا ہے اس انکی میں تم اپنا اور دیبی کا جلوہ دیکھ گے اس رانی کا بیٹا پیدا ہوا اسکا نام دادا پر گوند رکھا گیا۔ بعد اس کے ۳۵ راجاؤں نے راج کیا مگر انکی تاریخ اس سبب نہیں لکھی گئی کہ وہ ستمگار رہے تھے ان کا نام و نشان باقی رکھنا نہیں چاہا+

ایک بڑا نامور راجا لو ہو جسکی سپاہ کے شور سے خلق کی نیند جاتی رہتی تھی مگر وہ دشمنوں کو

اس پتھر میں ایک (روح) رہتی ہے اور وہ کسی طرح نہیں ہل سکتی جب تک اوسکو کوئی
پارسا عورت نہ ہلائے۔ اوسکے خواب کے ثابت کرنے کے لئے عورتوں نے پتھر کو سرکانا
شروع کیا مگر وہ نہ سرکا ایک کوزہ گر کی پارسا بیوی نے آنکر اوسکو ہٹا دیا۔ راجہ کو اوسپر
غصہ آیا کہ اسقدر عورتیں بے عصمت ہیں اونکو اونکے خاوندوں بھائیوں و بیٹوں کو
مار ڈالا جنکی تعداد تین کوئی (کروڑ) تھی بعض آدمی اس کام کی تعریف کرتے ہیں مگر یہ کام
ملامت کے قابل ہے اس قتل پر بھی جو رعایا نے سرکشی نہیں کی اسکا سبب تھا کہ
راجہ کی نگہبان دیوتا تھے اسکے زمانہ میں ملچھیوں کی اولاد برہمن ایسے بے شرم و بے حیا
تھے کہ وہ اپنی بہنوں اور بہوؤں سے مباشرت کرتے تھے ایسے آدمیوں کا ہونا تعجبات سے
ہے۔ وہ اور چیزوں کی طرح اپنی بیویوں کو بیچڈالتے تھے۔ اونکی بیویاں بھی غیروں کی
بغلوں میں جاکر ایسی خوش ہوتی تہیں جیسے کہ برسات سے مور اور کہرسا سے ہنس ہوتا ہے
راجہ نے بعض نیک کام بھی کئے تھے۔ وہ طرح طرح کے امراض میں جب مبتلا ہوا تو آگ
میں جلکر خاکستر ہوا تو آسمان پر سے ایک آواز آئی کہ گو اس راجہ نے تین کوئی آدمیوں کو
مارا مگر وہ سرگ میں گیا اسلئے کہ وہ خود اپنے نفس کے لئے بھی ظالم تھا۔ اس ظالم باپ کے
بعد اوسکا عادل بیٹا جو جانشین ہوا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گرمی کے بعد برسات آئی
راجہ گوپادت کا راج ست جگ سمجھا جاتا ہے اوسنے ان سب برہمنوں کو نکال دیا جو لہسن کھاتے تھے اور اونکی
جگہ اوسی قوم کے برہمن غیر ملکوں سے بلائے اوسکی قلمرو میں رسوم مذہبی کے سوا کوئی حیوان ذبح نہوتا تھا
کوہ سلیمان پر ایک بتخانہ اوسکا بنایا ہوا موجود ہے۔ راجہ بدھشٹر کی آنکھیں چھوٹی تہیں اسلئے اوسکو اندھا کہتے تھے
اول اول اوسنے فرماندہی داد دہی کے ساتھہ کی مگر تھوڑے دنوں کے بعد اوسکی بدگوہری ملک کی
نامہربانی اور طبیعت پرستاری کے سبب سے اوسکے دانشمند ملازموں نے ہمسایوں کے راجاؤں
کے ساتھہ اتفاق کرکے اوسکو اول زندان میں مقید کیا اور پھر جلاوطن +
بدھشٹر کی معزولی کے بعد پرتاپادت راجہ ہوا وہ ایک دوسرے ملک کے راجہ بکرمادت کا رشتہ دار تھا
اوسکے بعد اوسکا بیٹا جلوکہ راجہ ہوا۔ ان دونو باپ بیٹوں نے اچھی سلطنت کی انکا حال ایسا

وسودا میں بہرکے سانپ کی صورت میں پہرتا ہے۔ شیونکی بڑی قوت سراپ ہے کہ وہ ایسے
نیک راجہ کو بھی غارت کرسکتے ہیں۔ دشمن کے ہاتھ سے عزت گئی ہوئی پہر حاصل ہوسکتی ہے
مگر برہمنوں کے سراپ سے جو عزت جاتی ہے وہ پہر نہیں ہاتھ آتی۔

کاشمیر میں ہشک جشک کنشک نے ملکراج کیا اونہوں نے اپنے نام کے شہر آباد کیے
ان کے عہد میں بدھ مذہب کو کاشمیر میں بڑی رونق ہوگئی۔

راجہ نر اکہسکو کن نر ہی کہتے ہیں رعایا کے حق میں جو فائدہ مند باتیں کیں وہ سب اُلٹی
ہوئیں ایک بودھ اوسکی رانی کو محبتی بھگا کر لے گیا۔ اسے راجہ کو ایسا غصہ آیا کہ اوسنے
بدہوں کی ہزاروں معبدوں کو ڈہا کر مٹی کا ڈھیر بنادیا اور اونکے اوقاف کے دہات برہمنوں کو
دیدیے۔ راجہ مہرکل کی سلطنت میں کاشمیر کو ملکشوں (تاتاریوں) نے لوٹا۔ راجا مہرکل آدمیوں
کے مارنے میں موت کا حکم رکہتا تھا کچھہ بڑے بچے عورت مرد کا خیال نہیں کرتا تھا۔
جہاں وہ یا اوسکا لشکر اوترتا وہاں کووں اور گدہوں کا ہجوم مردوں کے کہانے کے لئے
لگ جاتا۔ اوسنے ایکدن اپنی رانی کی انگیا پر پاؤں کے پنجہ کا زریں نقش دیکہا۔ اسکا
سبب اوسکو یہ معلوم ہوا کہ سیلان کے کپڑے کی انگیا بنی ہوئی ہے اور اس کپڑے پر وہاں
کے راجہ کے پاؤں کا نشان ہے اس سے وہ بڑا افروختہ خاطر ہوکر جنوبی سمندر پر گیا۔ لنکا
کو لوٹا۔ وہاں کے راجہ کو مارا ایک اور ظالم کو اسکا جانشین کیا۔ چولا۔ کرناٹک۔ لاٹ وغیرہ میں
گذرتا ہوا اپنے ملک میں واپس آیا۔ ان ملکوں کے راجہ اوسکے خوف کے مارے بہاگ گئے
تہے مگر اوسکے جانے کے بعد اپنی لٹی ہوئی راجدہانیوں میں آگئے۔ جب وہ کاشمیر میں آیا
تو اسکا ایک ہاتھی غار میں گر پڑا۔ اور اوسکی چنگہاڑنے سے اوسکے سو ہاتھی چونک پڑے
اوسنے ان سب ہاتہیوں کو مار ڈالا۔ اسلئے اسکا نام ہستی ونتر ہوا ہستی فیل کو اور ونتر مارنے
کو کہتے ہیں جیسے کہ گناہ گار کے چہونے سے جسم ناپاک ہوجاتا ہے اسلئے اوسکی تاریخ
کے بیان سے زبان ناپاک ہوتی ہے۔ ایکدن وہ دریا چندر کلیا میں اترتا تہا کہ اوسکی
راہ میں بڑا پتہر کا چٹان آیا جو کسی طرح ہٹانے سے ہٹتا نہ تہا۔ اوسنے خواب میں دیکہا کہ

لشکر سے لوگوں پہنچا سارے تابع راجاؤں کو اسپر مجبور کیا کہ وہ جانوروں کو نہ مارنے دیں -
راجہ اکھشسو کی عملداری میں اوسنے گوشت موقوف کرا دیا - جب راجہ ہرن لاولد مر گیا اور کاشمیر
کا تخت خالی ہوا تو سران کاشمیر بکرماجیت ہندوستان کے راجہ اوجین کے گرویدہ ہوئے اور الانش
راجا کے دربار میں ایک نامور شاعر ماترگپت کشمیری رہتا تھا جسنے بہت شہروں کی سیر کرکے اسی
راجا کو اپنا قدرشناس جانا اور اوسی پاس رہنا اختیار کیا - راجہ نے اول اوسکی قدر اوسکی لیاقت کے
موافق نہیں کی - ایک رات کو چراغ کی بتی اکسانے کے لئے راجہ نے نوکر بلایا تو ماترگپت
کے سوا کوئی اور نوکر حاضر نہ تھا - راجہ پاس وہ گیا اور یہ موقع پاکر اوسنے اپنا مطلب اس شعر میں
ادا کیا جسکے معنی یہ تھے کہ میں افکار کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں اور اکڑانے والے جاڑے سے
عذاب میں آرہا ہوں - بھوک کے مارے آواز نہیں نکلتی اور ہونٹ میرے کانپتے ہیں اور
دل میں قناعت نیلا رہی ہے - اور نیند میرے پاس سے ایسی جاتی رہی جیسے کہ کسی کی
بیوی گالیاں دینے سے بھاگ جاتی ہے اور رات مجھے ایسی بڑی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ
نیک راجہ کا راج غرض راجہ نے اوسکو رخصت کیا اور کچھہ خرچ دیا اور ایک نوشتہ سر مہر دیا کہ
کشمیر میں پہنچا دے - یہ شکستہ خاطر آزردہ دل راہ طے کرکے کاشمیر میں پہنچا - نامہ کھولا گیا امیر
لکھا تھا کہ نامہ برنے ہماری بہت خدمات کی ہیں اور ناکامی بہت دیکھی ہے اس کے دیکھتے ہی اسکو
اس دیار کی بادشاہی دو اور بادشاہی قہر سے خوف کرکے فرمان بزیر ہو - کارگذاروں نے انجمن کرکے اوسکو
راجہ بنا دیا - چار سال نو مہینے ایک دن راج کرکے اوسنے راج کو تیاگ دیا - بکرماجیت کے مرنے سے
اوسکا دل سلطنت سے سیر ہو گیا تھا وہ وارانسی کو چلا گیا - پروسین اولاد میگھہ واہن سے تھا ہندوستان
میں گوشہ نشین وہ تھا جب اوسکو معلوم ہوا کہ ایک غیر آدمی کاشمیر میں راج کرتا ہے تو وہ اوسکے نکالنے
کے لئے آیا اور کاشمیر کا راجہ ہو گیا - اوسنے بہت ملک فتح کئے اور بڑے بڑے کام کئے - اسی نے
بستا پر کشتیوں کا پل اول اول بنایا - اوسنے ایک شہر بستا ندی کے کنارہ پر آباد کیا
جسمیں ۳۶ لاکھہ گھر تھے - راجہ امادت نے بہت ملک فتح کئے اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کیا پھر چندر بھاگا
میں جاکر ایک غار میں غائب ہو گیا - اوسکی عجیب عجیب کہانیاں مشہور ہیں راجہ للتادت نے عجیب مندر

ہوا جیسے کہ رات دن جب ابر ہوتے ہیں تو سورج کے بعد پورا چاند نکلتا ہے۔ راجہ تنگ کے عہد
میں بہادوں کے مہینے میں برف گرنے سے یکایک فصل شالی کی بگڑ گئی اور اس سبب سے
عظیم ہوا۔ راجہ اوسکو اپنی بد افعالی کا نتیجہ سمجھا۔ اوسنے بھوکوں کے پیٹ بھرنے میں ا
خزانہ خالی کیا مگر قحط نہ گیا۔ اوسکے اولاد نہ تھی جو یادگار رہتی مگر اوسکے اعمال یادگار رہے
کہ گو پھل نہیں ہوتے مگر اوسسے زیادہ میٹھا کوئی اور پھل نہیں ہوتا۔ راجہ جیندر کے ہاتھ کہاں
تک پہنچے تھے۔ اوسکا وزیر سندھی متی بڑا عابد و اہل دانش درست اخلاص پارسا گو ہر
لابہ گری اور دوروئی نہیں جانتا تھا جس اب دن ظاہر آباد اوس کی بیخ کنی کے درپے ہو
راجہ کے پاس اس کا جانا بند کر دیا۔ وہ نہایت مفلس و تنگ ہو گیا مگر اپنی فراخ حوصلگی سے
خوش دل و مسرور رہتا۔ ارکان دولت اوسکی سفارش نہیں کر سکتے تھے اسلئے کہ وہ تو
راجہ کی کو بیخ تھی جب شہرت ہوئی کہ یہ وزیر ایکدن سلطنت کریگا تو راجہ نے اوسکو قید خانہ
میں زنجیروں میں جکڑ کر رکھا جب راجہ مرنے کو ہوا تو اوسنے یہ سوچ کر کہ میرے اولاد نہیں ہے
مبادا یہ وزیر راجہ نہ ہو جائے دار پر اوسکو کھچوایا۔ مگر تقدیر کے آگے تدبیر نہیں چل سکتی۔
اگر آدمی آگ بجھانی چاہے اور تقدیر میں اوسکا بجھانا نہ ہو تو خود وہ آدمی پانی کی جگہہ
گھی بجھانے کے لئے ڈالتا ہے۔ وزیر کا گرو جیلے کے مقتل پر گیا اوسکی پیشانی کی ہڈیوں
سے اوسنے یہ پڑہا کہ جب تک جیئے گا مفلس رہیگا دس برس کی قید بھگتے گا دار پر کھنچیگا
پھر زندہ ہو کر سلطنت کریگا اب اول تین باتیں تو سچ ہو چکی تھیں آخر کی چوتھی بات سچ ہونے
کی فکر میں گرو متردد تھا کہ یہ کیونکر سچ ہو کر ایک رات جوگیوں نے جمع ہو کر افسوں سرائی سے
جان اس مردہ وزیر میں ڈال دی اور وہ فرماں روا ہو گیا۔ آریا راج اسکا لقب ہوا۔
آخر راجہ کی ترک سلطنت کے بعد میگھ واہن جو یدھشٹر کے پوتوں میں سے تھا راجہ ہوا۔ جانوروں پر
وہ رحم بہت کرتا تھا کہ دوسرا بدھ معلوم ہوتا تھا۔ اوسنے اپنی قلمرو میں جانوروں کا مارنا بالکل
بند کر دیا۔ جانوروں کے مارنے سے جن شکاریوں کی گذران ہوتی تھی اونکو عوضانہ اپنے خزانہ
سے دلایا اسلئے ایک مہم اسنے اختیار کی کہ اور راجاؤں کو جانوروں کے مارنے سے باز رکھے وہ سمندر پر

۳	انت دیو	۳۵ سال ایک ماہ ۵ روز	سنہ ۱۰۲۸	(۲) کا بیٹا
۴	راناد تیا دوم یا کلس دیو	۲۶ سال ۴ ماہ	سنہ ۱۰۶۳	(۳) کا بیٹا
۵	اوت کرشن	۲۲ روز	سنہ ۱۰۸۹	(۴) کا بیٹا
۶	ہرش	۱۱ سال ۵ ماہ ۱۳ روز	سنہ ۱۱۰۱	
۷	اودے راج بنس کے ۶ راجاؤں نے ۹۰ سال ۱۱ مہینے ۲۷ دن سلطنت کی			

فہرست ہشتم

۸	اُچھل	۱۰ سال ۴ ماہ ایک دن	سنہ ۱۱۱۱	ہرش کا ہم جد
۹	سدہ یا ہم کھراج	ایک پہر رات کو ایک پہر دن کو	سنہ ۱۱۱۱	سدہ کا بیٹا
۱۰	سلہن	۴ مہینے ۲۷ دن	سنہ ۱۱۱۱	برادر اچل
۱۱	سُسلا	۷ سال ۲ ماہ	سنہ ۱۱۱۲	برادر سلہن
۱۲	بھیک شاچر	۶ ماہ ۱۲ دن	سنہ ۱۱۲۰	ہرش کا بیٹا
۱۳	سُسلا	۲ سال ۳ ماہ ۱۴ دن	سنہ ۱۱۲۱	دوبارہ راجہ ہوا
۱۴	سمہ دیو یا جیسنگھ	۲۷ سال	سنہ ۱۱۲۳	
۱۵	پرمانک	۹ سال ۲ ماہ ۱ روز	۱۱۵۰	(۱۴) کا بیٹا
۱۶	ونتی	۷ سال ۲ ماہ	۱۱۵۹	(۱۵) کا بیٹا
۱۷	بتی دیو	۹ سال ۴ ماہ ۱۷ دن	۱۱۶۶	(۱۶) کا بیٹا
۱۸	جس دیو	۱۸ سال ۱۳ روز	۱۱۷۶	چھوٹا بھائی (۱۷) کا
۱۹	جگ دیو	۴ سال ۲ ماہ	۱۱۵۴	(۱۸) کا بیٹا
۲۰	راجدیو	۳۴ سال ۳ ماہ ۲۷ روز	۱۲۰۸	(۱۹) کا بیٹا
۲۱	سنگرام دیو	۱۶ سال ۱۰ روز	۱۲۳۱	″
۲۲	رام دیو	۱۲ سال ۱ ماہ ۳ روز	۱۲۴۸	″
۲۳	لچھمن دیو	۱۳ سال ۳ ماہ ۲ روز	۱۲۶۹	برہمن کا بیٹا تھا

گذرا ہے کہتے ہیں کہ اوسنے ایران - توران وفارس وہندوستان وختا اور تمام آبادیوں کو
فتح کر لیا - داد گری اختیار کی شمالی کوہ میں مر گیا جیسا اوسکی فتوح کی حکایات عجیب ہیں ایسی ہی اوسکے
مرنے کی روایات غریب ہیں کوئی کہتا ہی کسی معترض کی نفرین سے پتھر ہو گیا کوئی اور کچھ کہتا ہی
جب آفتاب غروب ہوتا ہی تو کوئی کہتا ہے کہ وہ سمندر میں ڈوب گیا بعض کہتے ہیں کہ وہ آگ میں داخل ہوا
بعض کہتے ہیں کہ وہ دوسری دنیا میں گیا اسی طرح جب بڑے آدمی مرتے ہیں تو اونکی موت کو سطح
بیان کرتے ہیں کہ جس سے اونکی بزرگی ظاہر ہو - راجہ جیا پیر نے بہت فتوحات حاصل کیں بنارس میں
ننانوے ہزار نوسو ننانوے گھوڑے خیرات کئے - محتاجوں کو بہت مال تقسیم کیا - بڈھے آدمیوں سے
پوچھا کہ میرے دادا للتادت کا لشکر زیادہ تھا یا میرا - اسکا جواب ملا کہ تیرے لشکر میں اسّی ہزار سکھپال
ہیں اور دادا پاس ایک لاکھ ۲۰ ہزار تھے اسی سے اوسکا اندازہ کرنا چاہئے جب راجہ اپنے
ملک سے چلا گیا تو اوسکا خسر پورہ (سالہ) جج راج غصب کر کے کاشمیر کا راجہ بن بیٹھا - راجہ کے سپاہیوں نے
بہ سبب پیوند زن و فرزند کے بیوفائی کی - اور ناموس حقیقی بر عرض صوری کو ترجیح دی بہت نوکر
اوسکے پاس سے بھاگ کر کاشمیر میں چلے آئے - راجہ نے بنگالہ میں پناہگاہ بنایا اور وہاں سے
سپاہ لایا اور جج کو لڑائی میں مارا - راجہ جیا پیر نے کمینوں پر نوازش کی شریف سرداروں کا اعتبار کیا
تو کارروانان دانش نے گوشہ نشینی اختیار کی جب وزیر نے دیکھا کہ اندرز گوئی کچھ کام نہیں کرتی
وہ تارک الدنیا ہوا -
راجہ شنکر برما نے گجرات و سندھ کو تسخیر کیا اور دکھن پر چیرہ دستی پائی اور یہیں کے مرزبان کو
دکھن کی حکومت دیدی - اگرچہ عنفوان دولت میں نیکی کی راہ پر چلا لیکن انجام کو نہ پہنچا یا دنیا
کی مستی نے تباہ جوئی پر شیفتہ کیا -

فہرست ہفتم

نمبر	نام راجہ	مدت سلطنت		کیفیت
۱	سنگرام راج یا کھتام نبی	۴۴ سال ۲ ماہ	سنہ ۱۰۰۳	اودے راج کا بیٹا اور للتادت کا برادرزادہ
۲	ہری راج	۲۲ روز	سنہ ۱۰۲۸	(۱) بیٹا

سلطان شمس الدین کی سلطنت

۱۳۴۳ء میں راجہ مرگیا اور اوسکی رانی کوتا دیوی اوسکی قایم مقام ہوئی۔ اوسنے اپنی استقلال حکومت کے لئے شاہ میر کو پیغام بہیجا کہ چندر بن راجہ رنجن کو وہ راجہ بنائے۔ شاہ میر نے اوسکو قبول نہیں کیا۔ رانی بہت سپاہ لیکر شاہ میر پر چڑہی مگر گرفتار ہوئی۔ شاہ میر نے حیلہ سرائی کرکے رانی سے نکاح کیا اور مسلمان کیا۔ پہر دوسرے روز رانی کو مقید کیا۔ لوای شاہی خود بلند کیا اور خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا۔ سلطان شمس الدین خطاب رکھا +

کاشمیر میں ملت اسلام کا رواج اسی بادشاہ کے زمانہ سے ہوا اور کاشمیر کے طبقہ سلاطین کی ابتدا اسی سے ہوئی۔ اوسنے بادشاہ ہوکر کاشمیر میں جو خرابیاں اور تباہیاں پہیل رہی تہیں ونکا علاج کیا اور رعایا کی یہ رعایت کی کہ اونپر محصول شش یک یعنی چہٹا حصہ مقرر کیا طائفہ بون نے اوسنے مخالفت کی تہی اونکو مار کر ستیاناس ملادیا۔ اوسنے دو قوموں چک اور ماگری کو سرفراز کیا۔ انہیں دو فرقوں میں سے کاشمیر میں اکثر سپاہی اور امرا تھے جب بڑہاپے نے زور کیا تو کاروبار سلطنت اپنے بیٹوں جمشید اور علی شیر کو سپرد کیا اور خود بفراغت عبادت میں مشغول ہوا۔ دو سال ۱۱ ماہ ۲۵ روز سلطنت کرکے ۱۳۴۹ء میں مرگیا۔

سلطان جمشید +

شمس الدین کے بعد اسکا بڑا بیٹا اعیان دولت کے اتفاق سے بادشاہ ہوا۔ مگر رعیت اور سپاہ نے اوسکے چہوٹے بہائی علی شیر کو مدنی پور میں بادشاہ بنایا۔ جمشید نے بہائی پر لشکر کشی کی۔ اول رفق و مدارا سے پیش آکر صلح کا طالب ہوا۔ علی شیر نے صلح سے انکار کرکے بہائی پر شب خون مارا اور اوسکو شکست دی۔ جمشید مدنی پور کو خالی دیکہہ کر ایلغار کرکے اوسپر چڑہ گیا جب علی شیر کو اسکی خبر ہوئی تو وہ مدنی پور میں آیا۔ جمشید اوس سے لڑ نہ سکا کمراج بہاگا۔ جمشید کے وزیر سراج نے علی شیر کو بلاکر سری نگر اوسکے حوالہ کیا۔ جمشید ایک دو ماہ سلطنت کرکے ۱۳۴۹ء میں مرگیا +

سلطان علاء الدین کی سلطنت +

جمشید کے مرنیکے بعد اوسکا چہوٹا بہائی علی شیر بادشاہ ہوا اوسنے اپنا خطاب سلطان علاء الدین رکہا اور اپنے بہائی سیاتک کو صاحب اختیار کیا۔ اسکے عہد میں قحط سے بہت آدمی مرے جو طائفہ مخالف ہوکر کشتوار (کاشغر) چلا گیا تہا۔ اوسکو بلطائف الحیل بلاکر کاشمیر میں محبوس کیا

۴۴	سمہ دیو	۱۴سال ۵ماہ ۲۷روز	۱۲۸۲	ارجن مارہ کے بعد کاشمیر دار
۴۵	سینا دیو	۱۹سال ۳ماہ ۲۶روز	۱۲۹۰	سمہ دیو کا بھائی
۴۶	رنجن تبتی	۱۰سال چند ماہ	۱۳۰۶	تبت سے آیا
۴۷	ادن دیو	۱۵سال ۲ماہ ۱۰روز	۱۳۲۱	سینا دیو کا خویش
۴۸	رانی کوتا دیوی	۶ماہ ۱۵روز	۱۳۳۶	زنِ ادن دیو
	۲۷ راجاؤں نے	۳۵۱سال ۶ماہ ۱۷روز حکومت کی		

یہ ہم نے کاشمیر کے ہندو راجاؤں کی فہرستیں لکھی ہیں اب ہم مسلمانوں کی سلطنت کا حال لکھتے ہیں ۷۱۵ھ میں کہ سینہ دیو کا راج کاشمیر میں تہا ایک مسلمان شاہ میر نام قلندری لباس میں کاشمیر میں آیا اور راجہ کا نوکر ہو گیا۔ شاہ میر اپنی نسبت ارجن پانڈو تک پہنچاتا ہے۔ اس زمانہ میں مرزبانِ قندہار کا میر بخشی دلجو جمعیت لیکر کاشمیر میں آیا اور اوسکو زیر و زبر کیا راجہ سینہ دیو نے رعایا سے بہت زر زور سے لیا۔ اور اوس کو دلجو پاس بھیجکر لابہ گری کی اور خود کوہستان کے تنگنائے میں چلا گیا۔ دلجو برف کے سبب یہاں نہ ٹھیر سکا قندہار چلا گیا اسکے بہت آدمی برف میں گل کر مر گئے۔ انہیں ایام میں مرزبان تبت کے بیٹے رنجن نے کاشمیر پر تاخت کی اور ملک کو ویران کیا جب راجہ سینا دیو مر گیا تو رنجن ہی راجہ ہو گیا اور داد دہش میں نام آور ہوا۔ شاہ میر مذکور کو اپنا وزیر بنایا۔ اوسکی ہمنشینی و دمسازی کے سبب سے راجہ نے اوسکا مذہب اختیار کیا جب راجہ رنجن فوت ہوا تو اوسکا قرابتی راجہ ادن دیو قندہار سے آنکر راجہ ہوا۔ اوسنے بھی شاہ میر کو جو راجہ رنجن کے بیٹے چندر کی اتالیقی کرتا تہا اپنا وکیل مقرر کیا۔ اوس نے شاہ میر کے دو بیٹوں جمشید اور علی شیر پر اعتبار کر کے صاحب اختیار بنایا۔ شاہ میر کے دو اور بیٹے سیانک و ہندال تھے وہ بڑے دعوے کے جوانمرد تھے۔ جب راجہ نے شاہ میر اور اوسکے بیٹوں کا استیلا و غلبہ دیکہا تو اوسنے رنجیدہ خاطر ہو گیا۔ اور اوسکا

آنا اپنے پاس بند کر دیا۔ شاہ میر اور اوسکے بیٹوں نے تمام پرگنات کاشمیر پر قبضہ کر لیا۔ اور راجہ کے نوکروں کو اپنا غلام بنا لیا۔ روز بروز راجہ کا زور گھٹتا گیا اور شاہ میر کا غلبہ بڑھتا گیا۔

جب حسن خاں کشمیر میں آیا تو سلطان کا ارادہ اوسکو ولیعہد بنانے کا ہوا کہ اہل حسد نے بادشاہ کو اغوا کرکے اس ارادہ سے باز رکھا بلکہ اوسکے گرفتار کرانے کا ارادہ کیا - رائے راول نے اس ارادہ سے حسن کو مطلع کیا - وہ بھاگ کر لوہ کوٹ میں چلا گیا جسسے شاہ کے مخالفوں کو یہاں تقویت ہوئی - ان دونو کو زمینداروں نے گرفتار کرکے شاہ پاس بھیجدیا - بادشاہ نے رائے راول کو تو مارڈالا اور حسن کو قید کیا - آخر عمر میں سلطان کے دو بیٹے پیدا ہوئے جنکے نام سگا اور ہیبت خاں تھے یہ دونو بیٹے خرد سال تھے کہ بادشاہ کا انتقال ۷۹۹ھ ۱۳۹۶ء میں ہوا - مدت سلطنت اوسکی پانچ سال پانچ مہینے تھی +

سلطان سکندر بت شکن کی سلطنت +

اسکے عہد میں میر سید علی ہمدانی کشمیر میں آئے - اور ایک خانقاہ اونکے نام پر سلطان نے بنوائی قطب الدین کے بعد اوسکا بیٹا سگا جانشین ہوا - اور سکندر اپنا لقب کیا - اسکی کم عمری کے سبب سے اوائل حکومت میں مہمات ملکی میں اوسکی مادر دخل دیتی تھی - اکثر امور کو نیک طور پر سرانجام کرتی تھی جب اوسنے سلطان سکندر سے مخالفت کے آثار اپنے داماد شاہ محمد میں دیکھے تو اوسکو اور اوسکی زوجہ کو یعنے اپنی بیٹی کو قتل کرادیا - رائے بکری نے کہ امراء عظام میں تھا - ہیبت خاں برادر شاہ سکندر کو زہر دیکر ہلاک کیا - اسی سبب سے شاہ سکندر کو اوس سے کینہ ہو گیا اور اوسکے دفع کے درپے ہوا مگر استقلال الیا کمال کے ساتھ رکھتا تھا کہ کبھی اپنے ارادہ کو قوہ سے فعل میں نہیں لایا - رائے بکری کو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اوسنے شاہ سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو بندہ جاکر تبت کو جو کہ کشمیر سے قریب ہے تسخیر کرلے - اس سے غرض اسکی یہ تھی کہ شاہ کے آتش غضب سے دور ہو جاوے - بادشاہ نے اس درخواست کو اس خیال سے منظور کرلیا کہ وہ شاید ان جنگوں میں ہلاک ہو جاوے تو بلا سعی مقصد حاصل ہو جاوے - رائے بکری نے تبت میں لشکر لے جاکر اوسکو تسخیر کرلیا - ممالک تبت پر تصرف کرکے جمعیت تمام بہم پہنچائی اور بغاوت اختیار کی شاہ سکندر لشکر جمع کرکے اوسکی طرف متوجہ ہوا - سرحد پر جنگ ہوئی - رائے بکری بھاگا وہ پکڑا گیا اور زہر کھا کر مرگیا - شاہ سکندر نے تبت اور اوسکی اطراف کا انتظام خوب کرلیا - انہیں ایام میں امیر تیمور نے ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ کیا - اپنے ایلچیوں کے ہمراہ

بخشی پور کے نزدیک اپنے نام پر شہر علاء پور آباد کیا۔ اسکے احکام متفرقہ میں سے یہ ایک حکم تہا کہ زن نا پارسا میراث شوہر نہ پائے جسکے سبب سے بہت عورتیں پارسا ہوگئیں۔ ۱۲ سال ۸ ماہ ۱۳ روز سلطنت کرکے ۷۶۵ھ ۱۳۶۳ء میں مر گیا۔

سلطنت سلطان شہاب الدین +

جب سلطان علاء الدین نے مراحل زندگی کو طے کیا تو اوسکا چھوٹا بھائی سیاک بادشاہ ہوا اور اوسنے اپنا لقب سلطان شہاب الدین رکہا۔ وہ حلیق وشجاع تہا جس روز کسی جگہہ سے فتحنامہ نہ آتا اوس روز کو وہ اپنی زندگی میں نہیں شمار کرتا۔ اور اوسکے چہرہ سے آثار کدورت ظاہر ہوتے۔ وہ بت ولا مجددہ کو مالکان قدیم کو سپرد کرتا۔ دریاء سندھ کے کنارہ پر وہ لشکر کو لے گیا یہاں حاکم جام اوسے لڑنے آیا اور شکست پائی۔ قندہار اور غزنین کے حاکم ہمیشہ اوس سے ہراس میں رہے۔ وہ پیشاور میں گیا مخالفوں کی جمع کثیر کو قتل کیا کتل ہندوکش میں آیا صعوبت راہ کے سبب سے بہت تکلیف اوٹہائی اور مراجعت کی۔ دریاء ستلج پر معسکر بنایا۔ نگرکوٹ کا راجہ دہلی کے محالات کی لوٹ سے مالامال ہو رہا تہا کہ وہ اوسکی خدمت میں آیا۔ بہت ہی غنائم جو اوسکو ہاتھ آئیں تہیں وہ اوسکو پیشکش میں دیں۔ اور اطاعت اختیار کی تبت خرد کا حاکم اس پاس آیا اور درخواست کی کہ سلطان کی سپاہ اوسکے ملک کو آسیب نہ پہنچائے۔ اطراف ولایات کو مسخر کرکے اپنی دار الحکومت میں آیا۔ اور اپنے چہوٹے بہائی ہندال کو ولیعہد کیا۔ اور اپنے دو حقیقی بیٹوں حسن خان وعلی خان کو دہلی کی طرف اس سبب سے خارج کیا کہ اونکی سوتیلی ماں نے اونکی طرف سے اوسے بہکایا تہا۔ مگر اوسنے پشیمان ہوکر حسن خاں کو طلب کیا تہا وہ جموں میں آیا تہا کہ شہاب الدین مریض ہوکر ۷۸۸ھ ۱۳۸۶ء میں مر گیا۔ شہاب پور اوسنے آباد کیا۔ ۲۰ برس سلطنت کی +

سلطان قطب الدین کی سلطنت +

جب سلطان شہاب الدین نے بساط حیات کو طے کیا تو اوسکا بہائی ہندال سلطان قطب الدین کے لقب سے بادشاہ ہوا۔ وہ تنقید احکام میں خود اہتمام کرتا تہا۔ بعض امراء شہاب الدین کے تصرف میں قلعہ لوہ کوٹ تہا۔ اوسکی آخر سلطنت میں اوسنے سرکشی کی اوسکی تسخیر کے واسطے اوسنے ایک سردار کو بہیجا طرفین سے سخت لڑائیاں ہوئیں آخر میں یہ سردار مارا گیا۔ کچھہ دنوں بعد قطب الدین نے اپنے برادرزادہ حسن خان کو دہلی سے بلایا۔ وہ باپ کے مرنے کی خبر سنکر جموں سے دہلی چلا گیا تہا۔

سبب سے مسلمانی کا اظہار بطریق تقیہ کے کیا اور کاشمیر میں رہے۔ بڑے بڑے بتخانے اوس نے
توڑوا ڈالے کہ اوس کا خطاب بت شکن ہو گیا۔ سلطان کے احکام مستحسنہ میں سے یہ ایک تہا کہ اوسکی قلمرو
میں شراب بکنے پائے اور اوسکی ولایت میں کسی شخص سے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان تمغا لیں
آخر عمر میں تپ محرق میں گرفتار ہوا اپنے بیٹوں میر خاں وشاہی خاں ومحمد خاں کو ایک مجلس میں
طلب کیا اور وفاق واتحاد کے لئے ہر ایک کو نصیحت کی اور اپنے بڑے بیٹے میر خاں کو
علی شاہ کا خطاب دیکر سلطنت حوالہ کی ۸۱۹ھ ۱۴۱۶ء میں انتقال کیا۔ ۲۲ سال ۹ مہینے سلطنت کی۔

سلطان علی شاہ بن سکندر بت شکن +

سلطان علی شاہ باپ کی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اگرچہ خرد سال تہا مگر سلطان سکندر
کی مہابت وصلابت ایسے لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی کہ لوگ اوسکی اطاعت سے تجاوز
نہیں کرتے تھے۔ ابتداء سلطنت میں کل مہمات ملک کا اہتمام سیو دیو بہٹ کے حوالہ کیا جو
سکندر کا وزیر تہا۔ اس وزیر نے چار سال وزارت کی اور اوسنے ہندوں پر وہ ظلم وستم کئے کہ
خدا کی پناہ اوسنے اپنی قوم برہمنوں کا ستیاناس ملا دیا۔ جو انہیں مسلمان نہ ہوتا قتل ہوتا۔ تہوڑے
دنوں میں کاشمیر میں برہمنوں کا نشان نہ رہا۔ وہ مسلمان ہوئے یا جلا وطن ہوئے۔ جب یہ وزیر
دق کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا تو سلطان علی شاہ نے اپنے بہائی شاہی خاں کو کار وبار
سلطنت سپرد کیا۔ یہ بھائی تدبیر وشجاعت میں یگانہ تہا تمام مہمات شاہی کو سر انجام دیتا
اور بھائی کو آرام سے رکہتا جب علی شاہ نے عالم کی سیر کا یا سفر حجاز کا قصد کیا تو اپنے
بھائی شاہی خاں کو جانشین کیا اور دوسرے اپنے بھائی محمد خاں کو اطاعت وانقیاد
کے لئے نصیحت کی جب اپنے خسر راجہ جمو پاس وہ رخصت ہو گیا تو اس راجہ اور راجہ راجوری
نے اوسکو سرزنش کی کہ خود ترک شاہی کر کے اپنا جانشین شاہی خان کو کیا۔ وہ یہ جانتے
تہے کہ استرداد سلطنت بے مدد واعانت میسر نہیں ہو گا تو راجہ جمو اور راجہ راجوری بڑے
لشکر کے ساتھہ علی شاہ کے مدد ہوئے اور کاشمیر گئے اور ملک کو شاہی خاں کی تصرف سے
نکال کر شاہ علی کے تصرف میں دوبارہ لائے شاہی خاں سیال کوٹ میں گیا۔ ان دنوں میں
جسرت شیخا گکہڑ نے جو سمرقند سے امیر تیمور کی قید سے بھاگ آیا تھا پنجاب پر خوب تسلط کر رکھا تہا

دوہاتھی اس پاس بھیجے جب سکندر نے افتخار کیا۔ اور ایلچیوں کو بہت روپیہ دیا۔ امیر پاس عرضداشت
بھیجی کہ جہاں حکم ہو وہاں حاضر ہوں امیر نے اوسکو کہلا بھجوایا کہ جب ہم دہلی فتح کرکے پنجاب میں
آئیں تو وہ ہماری خدمت میں حاضر ہو۔ جب دہلی کو فتح کرکے کوہ سوالک سے امیر پنجاب کا عازم ہوا
تو سلطان سکندر بڑی پیشکش تیار کرکے اوس سے ملنے چلا۔ اثناء راہ میں سنا کہ بعض امرا و
وزراء صاحبقرانی نے کہا کہ سلطان سکندر کو تین ہزار گھوڑے اور ایک لاکھ اشرفی طلائی پیشکش
میں لانی چاہئے۔ اس خبر کو سُن کر پریشان خاطر دریا سے اُلٹا چلا آیا اور عرضداشت اس مضمون
کی امیر پاس بھیجی کہ بندگان امیر کے لائق پیشکش تیار کرکے حضور کی بندگی میں حاضر ہوتا
ہوں۔ جب امیر کو عرضداشت کے مضمون پر اطلاع ہوئی تو اوس نے کہا کہ وزرا نے نامعقول بات
کہی ہے وہ بے دغدغہ ہمارے پاس حاضر ہو۔ جب سکندر نے یہ سُنا تو وہ بہت خوشی خوشی
پیشکش لیکر امیر کی ملازمت کے لئے کشمیر سے چلا۔ بارہ مولہ میں پہنچا تھا کہ امیر سندھ سے
پار ہوکر سمرقند کو چلا گیا۔ تو اوس نے اپنے آدمیوں کے ہمراہ پیشکش امیر تیمور پاس بھجوائی اور
خود کاشمیر میں چلا آیا۔ سلطان سکندر میں سخاوت ایسی تھی کہ اوسکی شہرت سُن کر عراق و
خراسان و ماوراءالنہر سے آدمی اوسکی ملازمت کے لئے چلے آتے تھے۔ کاشمیر میں علم و
فضل کا رواج ایسا ہوتا جاتا تھا کہ وہ عراق اور خراسان کا نمونہ ہوگیا تھا۔ سید محمد ایک
عالم تھے جنسے کہ آداب دین سلطان سیکھتا تھا۔ ایک برہمن سو دیو بھٹ مسلمان ہوا تھا اور
شاہ نے اوسکو مطلق العنان وزیر کیا تھا اور اسکو اپنا دنیوی معتمد علیہ بنایا تھا۔ یہ وزیر
ہندوؤں کے آزار اور ایذا دینے میں بہت سعی کرتا تھا۔ اوسکے کہنے سے سلطان نے
حکم دیا کہ سب برہمن اور دانایان ہند مسلمان ہوں اور جو مسلمان نہو کاشمیر سے باہر نکل جائے اور پیشانی
پر قشقہ نہ کھینچیں اور عورتیں خاوندوں کے ساتھ ستی نہ ہوں۔ سونے چاندی کے بُت
دارالضرب میں گلائے جائیں اور اونکے سکے ڈھالے جائیں۔ اس سبب سے کاشمیر کے ہندوؤں
کو بہت تکلیف ہوئی جن برہمنوں کو ترک مذہب و وطن دشوار معلوم ہوا اونہوں نے خودکشی
کی بعض جلاوطن ہوکر دوسرے ملک میں چلے گئے بعض نے سلطان اور وزیر کے ترس کے

املاک مقرر کین اونکو اپنے معابد و مقام مین وہین آباد کیا۔ جزیہ معاف کیا اور گاؤکشی کو برطرف
کیا۔ تمام پنڈتوں کو بلاکر عہد لیا کہ جو کچھہ اونکی کتابوں مین لکھا ہے اوسکے خلاف کام نہ کرین
ہندوؤں کی تمام رسوم و عادات کہ سکندر کے زمانہ مین موقوف ہوئی تھین وہ پھر جاری کین
قشقہ کھینچنے کی سختی اٹھالی گئی اور ایسی رسمیں پھر جاری ہوئیں۔ پیشکش و جرمانہ اور اور مصادرات
(ڈنڈ) کہ شقدار لیتے تھے موقوف کئے۔ حکم عام دیا کہ سوداگر ولایتوں سے جو اشیا خرید کر
لائیں اونکو چھپائیں نہیں غبن فاحش نہ کریں تھوڑا فائدہ لیکر بیچڈالیں۔ سلطان نے تمام
قیدیوں کو جو سلاطین سابق کے عہد مین مقید ہوئے تھے یکقلم آزاد کیا اوسکے ضوابط مین سے
تہا کہ جس ولایت کو فتح کرتا اوسکا خزانہ لشکر مین قسمت کرتا اور اپنی سلطنت کے قواعد کے موافق
رعایا پر خراج مقرر کرتا اور سرکشوں و متکبروں کو گوشمالی دیتا اور مرتبہ اعلی سے مرتبہ ادنی
پر اونکا تنزل کرتا۔ فقیروں و ضعیفوں پر نوازش کرکے درجہ متوسط مین رکھتا تاکہ تونگری مفرط
سے بغاوت نہ کریں اور افلاس سے گدائی مطلق اختیار نہ کریں وہ پارسا اس حد پر تہا کہ بیگانہ
عورت کو بجاے مادر و خواہر سمجھتا تھا۔ وہ یہ کبھی نہیں چاہتا تھا کہ نامحرم کے روے پر اور
غیر کے مال پر خیانت سے نظر کرے۔ رعایا پر مہربانی کی کہ گز و جریب کو زیادہ کردیا خرچ
خاصہ اوس حاصل سے اوٹھتا جو کان مس سے پیدا ہوتا اور مزدور اسمین ہمیشہ کام کرتے تمام
سکندر کے عہد مین سونے چاندی وغیرہ کے بت شکستہ ہوکر سکے بنائے گئے تہے۔ انمین کھوٹ
تھی تو سلطان نے حکم دیا کہ مس خالص جو کان سے نکلتا ہے اوسکے سکے بناکر رائج کریں سلطان جب کسی پر
غضب ہوتا کچھہ ضرور نہ تہا کہ اوسکو سزا دیتا جس سے وہ ناخوش ہی ہوتا تو اوسکو اپنی ولایت
سے اسطرح اخراج کرتا کہ وہ یہ نہیں جانتا کہ سلطان مجھہ سے خفا ہے وہ راضی جاتا اور بہم رسانی
اوسکے ضمن میں ہو جاتی۔ اوسکے زمانہ مین ہر شخص جس مذہب پر چاہتا چلتا۔ دوسرا شخص ازروے
تعصب اسکا متعرض نہیں ہوتا صلح کل سے نصیبہ وافر رکھتا تہا سلطان سکندر کے عہد مین
جتنے مسلمان ہوئے تہے وہ سلطان کے عہد مین مرتد ہوگئے علماء اسلام مین سے کوئی اونکے ارتداد کی گرفت
و گیر نہیں کرسکتا تہا سلطان کوہ ماران کے نزدیک نہر لایا اور ایک نیا شہر آباد کیا۔ اور

شاہی خاں نے اس پاس پناہ لی علی شاہ بہت سا لشکر لیکر کاشمیر سے نکلا جسرت وشاہی خاں پر ایلغار کی - اونہوں نے بھی پہاڑوں میں صفیں آراستہ کرکے جنگ کی اور علی شاہ کو شکست دی بعض کہتے ہیں کہ اوسکو زندہ گرفتار کر لیا بعض کہتے ہیں کہ وہ فرار ہو گیا شاہی خاں نے اس کا تعاقب کیا - اور پایۂ تخت کشمیر پر خود جا بیٹھا - اہل کشمیر اوسے ایسے خوش تھے کہ اونہوں نے شادیانوں کے نقارے بجائے - علی شاہ کی سلطنت ۶ سال نو ماہ تھی +

سلطان زین العابدین کی سلطنت کا ذکر +

جب شاہی خاں کاشمیر میں بجائے بھائی کے تخت پر بیٹھا تو اوسنے سلطان زین العابدین اپنا لقب رکھا اور جسرت کی مدد کے لیے بہت سا لشکر بھیجا کہ وہ ولایت دہلی اور پنجاب کو تسخیر کرلے شاہ دہلی کی برابری تو جسرت نہ کر سکا سلطان بہلول لودھی سے شکست پائی مگر سلطان کی لشکر کی یاوری سے پنجاب میں اوسنے خوب اپنی سلطنت کا سکہ جمایا - سلطان کو ملک گیری کا شوق ہوا تبت پر لشکر بھیجا اور اوسکو تسخیر کیا - اور آب سندھ کے کنارہ پر جو ولایات تھیں اکثر اونپر قبضہ کیا - اپنے بھائی محمد خاں کو صاحب مشورت کیا اور مہمات کلیات وجزئیات اسکے سپرد کئے وہ خود قضیوں کا فیصلہ کرتا - جمیع طوائف مردم کے ساتھ صحبت رکھتا - علوم ہندوستان کو اوسنے حاصل کیا تھا ہمیشہ اوسکی مجلس ہندو مسلمان داناؤں سے بھری رہتی - علوم موسیقی سے خوب ماہر تھا - تعمیر ولایات اور تکثیر زراعات اور نہروں اور ندیوں کے کھدوانے میں جیسی توفیق اس بادشاہ کو ہوئی کشمیر میں پہلے کسی حاکم کو نہیں ہوئی - اوسنے حکم عام دیدیا کہ تمام ولایت میں جس کسی کی کوئی چیز چوری جاوے اوسکا تاوان رئیسان قریہ دیں - اس سبب سے تمام قلمرو میں دزدی بہت کم ہوگئی ہیود پوبھٹ کے سبب سے جو بد رسمیں جاری ہوگئی تھیں اونکو بند کیا - نرخ نویسی جو اس ظالم نے جاری کی تہی اور پہلے کسی بادشاہ کے زمانہ میں ہوئی تھی اسنے اوسکو دور کیا - تانبے کے پتروں پر اپنے قواعد وضوابط کو کندہ کرا کے ہر شہر وہر دہ میں اونکو لگوا دیا تاکہ ظلم کی رسوم کشمیر سے دور ہو جائیں یہ بھی اونپر لکھہ دیا کہ جو شخص ہمارے بعد ان دستوروں پر عمل نہ کرے وہ خدا کی لعنت میں گرفتار ہو - سری بھٹ ایک طبیب حاذق تھا اوسکی التماس سے ان برہمنوں کو لاد ور دست سے بلایا جو سکندر کے زمانہ میں سیود پوبھٹ کی تشویش سے باہر چلے گئے تھے - اونکے واسطے

ارمغانکے طور پر بہیجے سلطان بہلول شاہ لودی و سلطان محمود گجراتی سے پیوند دوستی رکہتا تہا راجہ تبت کی نان سرور کی جھیل کے دو راج ہنس بہیجے تھے جو نہایت خوبصورت تھے اور اونکی نسبت مشہور تھا کہ اگر دودہ اور پانی کو ملا کر اونکے روبرو رکہدو تو وہ پہلے دودہ کو پی لیتے تہے اور خالص پانی کو جدا کر دیتے تھے اور پھر وہ اس پانی کو پی جاتے تھے۔ بادشاہ نے ابتداء شاہی میں اپنے بھائی محمد خاں کو وکیل اور ولیعہد مستقل کیا تہا۔ جب محمد خاں مر گیا تو اوسکے بیٹے حیدر کو پدر کا جانشین کیا۔ اور سلطان کے دو کوکہ مسعود و سید تہے اونکو صاحب اعتبار کیا اونکے درمیان ایسی خصومت ہوئی کہ دونو کا کام یوں تمام ہوا کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا تو دوسرا قصاص میں قتل ہوا۔ سلطان کے تین بیٹے تھے آدم خان سب سے بڑا تھا۔ وہ باپ کی نظر میں ہمیشہ خوار رہتا تھا منجھلا بیٹا حاجی خان تھا اوسکو سلطان بہت عزیز رکھتا تھا۔ چھوٹا بیٹا بہرام خاں تہا اوسکو جاگیر بہت دے رکھی تھی۔ اوسنے ملا دریا کو جو حاجی تھا دریا خان کا خطاب دیا اور تمام کاروبار مملکت اوسکے سپرد کیا۔ خاطر جمع سے عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔ بھائیوں میں باہم نزاع ہوا۔ سلطان کے حکم سے پسر بزرگ آدم خان سوار و پیادہ توپچی کی جمعیت کے ساتھ تبت پر گیا اور اوسکو آسانی سے فتح کیا اور بہت سی غنیمت سلطان پاس لایا اور اوسکو خوشحال کیا سلطان نے اوسپر نوازش کی سلطان نے حاجی خان کو (لوہ کوٹ) پرنامزد کیا۔ آدم خان کو بسبب حاجی خاں کی ناسازگاری کے اپنے پاس رکھا بعض فتنہ انگیز واقعہ طلبوں نے حاجی خاں کو سمجہایا کہ لوہ کوٹ سے بغیر سلطان کے حکم کے کاشمیر کو روانہ ہوا سلطان نے اول پیام بہیجکر اوسکو نصیحت کی اور آنے سے منع کیا مگر وہ متاثر نہ ہوا آخر کار لشکر عظیم لیکر میدان بلیل میں جنگ کے ارادے سے آیا اگرچہ حاجی خان اپنے فعل زشت سے پشیمان ہوکر بادشاہ کی ملازمت میں آنا چاہتا تھا۔ مگر اوسکے سپاہیوں نے صف بندی کرکے لڑائی شروع کر دی نامی سردار طرفین کے مارے گئے۔ آدم خان صبح سے شام تک بڑی جوانمردی سے لڑا حاجی خاں ہار کر بہیر پور کو فرار ہوا۔ آدم خاں نے تعاقب کرکے بہگوڑوں کو مارا۔ وہ یہ چاہتا تہا کہ جب تک حاجی خاں ہاتھ نہ آئے تعاقب کئے جاؤں۔ مگر سلطان اسکا مانع ہوا۔ اور تعاقب سے باز رکھا حاجی خاں نے اپنی سپاہ بقیۃ السیف کو ہمراہ لیا اور بہیر پور سے بہنبر میں آگیا۔ اور زخمیوں کے علاج میں

اوسنے شہر بھی آباد کئے اور کالیو وغیرہ دور دور سے نہریں لایا - اونکے پل باندھے - زراعت کو بہت ترقی دی جن مواضع کو خود اوسنے آباد کیا تھا وہاں علماء و فضلاء و غربا کو متوطن کیا تاکہ آیندہ و روندہ کو طعام دیں محتاجوں کو جو نقد و جنس درکار ہو وہ اونکے لئے صرف کریں مملکت کشمیر میں اس جگہہ کے سوا جہاں وہ نہیں گیا کوئی زمین بے آب و زراعت نہ رہی سلطان نے ارادہ کیا کہ ویرناگ کے حوض میں کہ مثل دریا کے نظر آتا ہے ایک عمارت تعمیر کرے بعد مشورہ و تفکر و تامل کے یہ قرار پایا کہ چوب کے مربعات بناکے اونکو پتھروں سے بہر کر پانی میں غرق کریں جب وہ بلند ہوں تو اونپر عمارات بنائیں جب پتھر چند گز بلند ہوگئے تو سلطان نے اونمیں عمارات عالی بنائیں منازل و مساجد و باغوں سے اوس کو آراستہ کیا اوسکا نام لنکا رکھا ایسی عمدہ عمارت کمتر ہوتی ہیں اوسکے واسطے مواضع بھی وقف کئے - دنیا سے اوسکی وارستگی اس مرتبہ تھی کہ وہ اسباب سلطنت سے اپنا تعلق نہیں رکھتا تہا اور خزانے کو جمع نہیں کرتا تہا - اوسکے عہد میں ملا محمد ایک ایسا شاعر دانشمند ہوا کہ مجلس میں بیٹھہ کر ہر بحر و قافیہ میں شعر کہتا تھا - اور جو مشکل کلمہ اسے پوچھتے اسکا جواب دیتا تھا سلطان جمیع علماء اسلام کی تعظیم میں تقصیر نہیں کرتا تھا ایسے ہی جوگیوں کا بھی احترام کرتا تہا وہ کسی طائفہ کے عیب پر نظر نہیں کرتا تھا یہی شرا ہنر رکہتا تہا سلطان کی عادت میں تھا کہ وہ چور کے قتل کرنے کا حکم نہیں دیتا تھا جب کوئی چور پکڑا جاتا تو اوسکو حکم دیتا کہ اونکے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر عمارت و سنگ و گل میں کام لیتے - رحم دلی کے سبب سے آدمیوں کو شکار سے منع کر دیا تہا - رمضان میں وہ خود گوشت نہیں کہاتا - علم موسیقی کا وہ ایسا قدر شناس تہا کہ ایران و توران سے اس فن کے ماہر اسکے دربار میں جمع ہوگئے تہے - خواجہ عبدالقادر کہ صاحب تصانیف ہے اسکا شاگرد ملا عودی خراسان سے آیا اور ملا جمیل آیا کہ خوانندگی اور نقش بستن میں یکتا تہا - شاہ فارسی و ہندی و (سنسکرت) و تبتی زبان مین ایسی مہارت رکہتا تہا کہ خوب بول سکتا تہا بہت سی کتابیں عربی - فارسی - و کشمیری و ہندی - ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرائیں غیر ملکوں کے بادشاہ خط و کتابت اوسکے ساتہہ رکہتے تھے خاقان ابو سعید مرزا نے اس پاس خراسان سے تازی گہوڑے بختی اونٹ

حاجی خان کے آنے سے آدم خاں دل تنگ ہوا۔ ہراس غالب ہوا۔ سیلاب چلا گیا سلطان حاجی خان
کو لیکر شہر میں آیا۔ اور اوسپر التفات کرکے ولیعہد کیا۔ اوسنے شب و روز خدمت کی اخلاص و ادب
کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تقصیرات سابق کی تلافی خوب کی۔ اسکی بادشاہ کے دل میں
جگہ ہوئی کہ اور فرزندوں سے زیادہ اوسکی اعانت کرتا اور اوسکے آدمیونکو مناصب جاگیریں دیتا۔
بعد کچھہ مدت کے حاجی خاں کے دائم الخمر ہونے سے اور نصیحت کے نہ سننے سے باپ اوس سے رنجیدہ
ہوگیا۔ سلطان اسہال دموی میں مبتلا ہوا مزاج اوسکا حاجی خاں سے متغیر ہوا۔ اور مہمات
شاہی معطل رہیں گو امرا نے مخفی آدم خاں کو طلب کیا وہ بادشاہ پاس گیا مگر بادشاہ کی نزدیک
اسکا آنا نہ آنا مساوی تھا۔ التفات اوسکے حال پر اصلا نہ کیا۔ لیکن آدم خاں نے بھائیوں کے
ساتھہ موافقت کی اور امرا کے ساتھہ عہد و پیمان کئے۔ نیک خواہوں نے سلطان سے عرض کیا
ملک خراب ہوتا ہے حضور اپنے بیٹوں میں سے جسکو چاہیں مقرر کردیں مگر بادشاہ نے
اونکی اس التماس کو نہیں قبول کیا تقدیر الٰہی پر کار چھوڑا۔ اتفاقاً تینوں بھائی آپسمیں سے ملے
بہرام خاں نے ایسی وحشت آمیز باتیں اپنے دونو بھائیوں سے کہیں کہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن
ہوگئے اور نقض عہد باہم کیا۔ سلطان سے آدم خاں رخصت لیکر بھائیوں سے جدا ہوا اور قطب الدین
پور میں چلا گیا۔ حاجی خاں اور بہرام مسلح ہوکر آدم خاں کے دفع رفع کرنے میں لگے ہر روز لڑائی
کو جاتے تھے۔ اس خبر سے سلطان کی بیماری روز بروز افزوں ہوتی تھی حواس معطل ہوگئے
اطبا علاج سے عاجز ہوئے جب سلطان رات دن بیہوش رہا تو آدم خان رات کو تنہا قطب الدین پور
سے سلطان کو دیکھنے آیا اور لشکر کو اطراف شہر میں محافظت کے لئے چھوڑا۔ رات کو سلطان کے
دیوانخانہ میں رہا حسن خاں کچھی کہ امیران نامدار میں سے تھا۔ اسی رات کو حاجی خاں کی
بیعت امرا و وزرا سے کرادی۔ دوسرے روز آدم خاں کو فریب دیکر کشمیر سے باہر لے آئے حاجی خاں
کو بلایا۔ وہ دیوان خانہ میں آیا طویلہ کے گھوڑوں پر متصرف ہوا۔ اور بہت لشکر جمع کرکے قلعہ سے
باہر ٹھہرا چاہتا تھا کہ سلطان کو دیکھے لیکن مخالفوں کے غدر کے اندیشہ سے رک گیا۔ آدم خاں نے جب
حاجی خاں کے غالب ہونے کی خبر سنی تو وہ کشمیر سے بارہمولہ کی راہ سے ہندوستان روانہ ہوا

معروف ہوا سلطان فتح کے بعد کشمیر میں آیا مخالفوں کے سروں کا منارہ بنا کے بلند کیا حاجی خاں کے لشکر کے اسیروں کو قتل کیا۔ آدم خاں کے ہمراہ ولایت کامراج کی سپاہ تھی اونسے اس جماعت کے حال کی تحقیق کی جو حاجی خان کے اغوا کا باعث ہوئی اور اونکے اہل و عیال کو بہت آزار پہنچایا اور اونسے بہت روپئے لئے۔ اس سبب سے حاجی خاں کے اکثر سپاہی اسسے جدا ہو کر آدم خان پاس آگئے۔ بعد اس واقعہ کے سلطان نے آدم خاں کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ آدم خاں کو اس دولت پر چھہ سال استقلال رہا۔ ملک معمور تھا کہ ان دنوں میں کشمیر میں ایسا قحط پڑا کہ آدمی نان کے عوض جان دینے لگے طلا و نقرہ کو چھوڑ کر غلہ و آذوقہ کی چوری کرنے کو غنیمت جاننے لگے۔ کچے میووں کے کہانے سے فقرا و غربا مرنے لگے بعض بھوکے شالی کے پوست سے پیٹ بہرتے وہ بھی اونکو میسر نہیں ہوتا سلطان اس قحط سے نہایت ملول تھا اوسنے ذخیرہ کے غلات کو رعایا میں تقسیم کیا قحط کی بلا دور ہوئی بعض جگہ چوتہائی بعض جگہ ساتواں حصہ خراج کا توشہ میں دیا۔ آدم خاں نے حسب ولایت کمراج پر دست تاراج دراز کیا اور ان حدود میں ظلم و فساد کی بنیاد قایم کی جو آدمیوں پاس دیکھتا اُسے لے لیتا۔ بہت سے آدمی اوسکے ہاتھہ سے تنگ ہو کر سلطان پاس فریاد کو آئے سلطان جو حکم اُس پاس بھیجتا وہ اوسکو نہ سنتا قطب الدین پور میں اوسنے سلطان سے لڑنے کو لشکر جمع کیا سلطان اسسے متوہم ہوا اور بلطایف الحیل تسلی دیکر اوسکو کمراج جانب بھجوایا۔ اوسکے شر کے دفع کرنے کے واسطے بحسب ضرورت استمالت کے ساتھہ حاجی خاں کو فرمان بھیجکر جلد بلایا۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں آدم خاں کامراج سے آیا حاجی خاں کو جنگ کر کے شکست دی۔ سوپور کو غارت کر کے خاک سیاہ بنا کے ہموار کیا سلطان نے یہ خبر سُنکر افواج قاہرہ آدم خان کی سر پر بھجوائی دونو ایسی لڑائی لڑے کہ جسسے زیادہ تصور میں نہیں آسکتی بہادر خاں کے نامی بہادر مارے گئے وہ مغلوب ہوا۔ اور فرار کے وقت دریائے بہت کا پل سوپور توڑا اور آدم خان کے تین سو آدمی غرق ہوئے سلطان شہر سے نکلکر سوپور کی طرف گیا اور جا کو دلاسا دیا۔ اسطرف دریائے بہت کے سلطان تہا۔ اور دوسری طرف آدم خان۔ اس عرصہ میں حاجی خان سلطان کے حکم سے بارہ مولہ کے نزدیک آیا سلطان نے اپنے چھوٹے بیٹے بہرام خان کو حاجی خان کے استقبال کے لئے بھیجا۔ ان دونو بھائیوں نے ایکدوسرے کے ساتھہ بہت خصوصیت ظاہر کی

خدمت میں لایا۔ مگر بے اجازت آیا تھا۔ اہل غرض نے باتیں بنا کر بادشاہ کے مزاج کو متغیر کردیا تھا۔ اور اوسکی کوئی خدمت مجرا نہ ہوئی۔ بادشاہ ایک دن بچ کئے ہوئے مکان میں گیا اور وہاں شراب پی حالت مستی میں اوسکا پاؤں پھسلا اور وہ ۸۷۶ھ میں مرگیا اور ۱۴ مہینے سلطنت کرگیا۔

شاہی شاہ حسن ولد شاہ حیدر

بعد بدر کے ایک شبانروز میں احمد اسود کی سعی سے شاہ حسن کو شاہی ملی۔ دوسرے روز شاہ نے اون آدمیون کو مقید کیا جنسے اوسکو توہم تہا اور اسکندرپور سے نوشہرہ میں چلا آیا۔ اور یہاں اقامت اختیار کی۔ باپ دادا چچا کا خزانہ آدمیوں پر نثار کیا۔ احمد اسود کو ملک احمد کا خطاب دیکر مدار المہام مقرر کیا۔ اور اوسکے بیٹے نوروز کو حاجب مقرر کیا۔ بہرام خان اپنے بیٹے سمیت لشکر سے ہندوستان چلا گیا۔ شاہ حسن نے شاہ زین العابدین کے ضوابط و قواعد کو از سر نو زندہ کرنا چاہا۔ شاہ حیدر کے زمانہ میں انکے اندر خلل پڑ گیا تہا۔ بعض فتنہ پرداز بہرام خاں پاس گیے اور جنگ کی تحریص کی بعض نے لکھہ کر اوسکو بلایا۔ بہرام خاں ولایت کمراج میں آیا۔ بادشاہ اوسوقت دیناپور میں سیر کرنے گیا تہا۔ یہ خبر سنکر اپنے چچا سے لڑنے کے قصد سے سوپور میں آیا ملک تاج کو ایک لشکر گراں کے ساتھہ بہرام خاں سے لڑنے بھیجا۔ موضع نولہ پور میں ایک سخت لڑائی ہوئی۔ بہرام خاں کے تیر لگا اور اوسنے شکست پائی۔ وہ اور اوسکا بیٹا دونو گرفتار ہوئے باپ کی آنکھوں میں میل کھینچی گئی۔ جس سے وہ تین روز میں مرگیا۔ بیٹا قید میں رہا۔ ملک احمد اسود وزیر بالاستقلال ہوا۔ پنجاب و دامن کوہ میں شاہ دہلی کی طرف سے تاتار خاں حاکم تہا۔ اوسنے لڑنے راجہ جمو گیا۔ اوسکے ہمراہ شاہ حسن نے ملک باری بہت کو آراستہ لشکر کے ساتھہ بھیجا۔ یہ لشکر تاتار خان سے لڑا اور اوسکے ملک کو تاراج کیا۔ شہر سیالکوٹ کو برباد کیا۔ سلطان کی بیوی حیات خاتون دختر سید حسن بن سید ناصر بہقی اوسسے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ایکا نام محمد رکھہ کر ملک باری بہت کو تربیت کے لیے سپرد کیا اور دوسرے کا نام حسین رکھہ کر ملک نوروز بن ملک احمد اسود کو پرورش کے لیے حوالہ کیا۔ ملک احمد اور ملک باری میں رنجش ہوگئی اور ایک دوسرے کے دفع کرنے کے درپے ہوئے۔ امرا میں بھی خلاف ہوا اور بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں

اوسکے نوکر بدیل ہوکر اُسسے جدا ہوگئے۔ زین لارک کہ حاجی خاں کے امراء معتبر میں سے تہا وہ آدم خاں کے پیچھے پڑا۔ وہ خوب لڑائیاں لڑا اور زین لارک اور اوسکے بہائیوں کو قتل کیا اور باہر چلا گیا۔ اسوقت حاجی خاں کا بیٹا حسن خاں بہی آگیا۔ اسسے باپ کو بڑی تقویت ہوئی شاہ ۶۹ برس کی عمر میں ۸۷۴ھ میں دنیا سے رخصت ہوا ۵۲ سال سلطنت کر گیا۔ اوسکو سب چھوٹے بڑے خدا کے خاص بندوں میں سے شمار کرتے ہیں اور ولی سمجھتے ہیں اور خلع بدن کی تیرہ اُس میں جانتے تہے +

شاہی حاجی خان المخاطب بہ شاہ حیدر

حاجی خان نے باپ کے تین روز مرنے کے بعد شاہ حیدر کا خطاب پایا سکندر پورہ میں کہ نوشہر مشہور ہے اپنے باپ کے اور اوسکے رسم کے موافق جلوس کیا۔ بہرام خاں اوسکے بہائی اور حسن خاں اوسکے بیٹے نے تاج سلطنت اوسکے سر پر رکہا حسن خان کو کمراج جاگیر میں دیا اور امیر الامراء اور ولیعہد اپنا کیا اور ضلع ناگام بہرام کو دیا۔ اکثر امرا جو تعزیت و تہنیت کی تقریب سے اس پاس آئے تہے رنجیدہ خاطر اپنی جاگیروں میں گہر گئے۔ وہ ملک کے احوال سے بے خبر تہا۔ اوسکے وزرا رعایا پر تعدی کرتے تہے دتولی یا تولی ایک حجام تہا اوسکو اپنا مخصوص بنایا جو کچھہ وہ کہتا اوسپر عمل کرتا وہ آدمیوں سے رشوت لیتا تہا۔ اور جسکے ساتھہ وہ خود بد ہوتا سلطان کا مزاج اُس سے منحرف کرا دیتا۔ حسن خاں کچھی (کچھہ کا رہنے والا) جسنے اوسکی بیعت میں سب سے زیادہ سعی کی تہی وہ تولی حجام کی سعایت سے قتل ہوگیا۔ اسوقت آدم خان نے بہت لشکر جمع کیا اور ولایت جمو کے انتزاع کا قصد کیا جب حسن خان کچھی کے قتل کی خبر پہونچی تو فسخ عزمیت کیا۔ ملک راجہ جمو کی رفاقت میں مغلوں سے لڑنے گیا جو اس نواح میں آگئے تہے لڑائی میں ایک تیر لگنے سے وہ مر گیا شاہ حیدر نے برادر کی لاش کو منگا کر باپ کی بغل میں دفن کیا سلطان شرب مدام سے سخت مرضوں میں مبتلا ہوا۔ امرا نے بہرام خاں سے اتفاق کرکے اوسکو بادشاہ بنانا چاہا یہ خبر فتح خان ولد آدم خان کو پہونچی وہ شاہ کے حکم سے سرہند میں گیا تہا اور اوسنے قلعہ بہت فتح کئے تہے۔ وہ بطریق ایلغار لشکر گراں کے ساتھہ کشمیر میں آیا۔ غنائم بے شمار بادشاہ کی

سید علی خان کوکہ امراء سادات میں تہا جب یہ خبر ہوئی تو اوسنے یوسف خان کو قتل کیا۔ اور
ملک تاج محمد بہت کو جو یوسف خاں کے لئے تاسف کرتا تہا مار ڈالا غرض مخالفون سے سید علیخان
اور سادات جنگ پر آمادہ ہوئے۔ بدانتظامی یہانتک ہوئی کہ شہر میں چور علانیہ آنکر چوری
کرنے لگے۔ سیدونّے ایک خندق حفاظت کے لئے بنائی۔ شہر اور مواضع میں جہاں مخالفوں
کے گہروں کو دیکہا ڈہا ڈہوکر پیوند زمین کیا۔ تکبر کے سبب سے لوگ نگہبانی نہیں کرتے تھے۔
جہانگیر ماگری لوہر کوٹ سے حسب الطلب آیا۔ سادات نے اوسسے پیغام صلح کیا اوسنے قبول
نہیں کیا۔ ایکدن اسکا بیٹا داؤد سیدوں سے لڑکر مارا گیا۔ سادات نے خوشی کے نقارے بجائے
اور مخالفوں کے سروں کے منارے لگائے۔ دوسرے روز سیدوں نے چاہا کہ غلبہ کرکے پل سے
گذریں۔ مگر مخالفوں نے پل کے درمیان لڑائی شروع کی جب پل ٹوٹ گیا تو بہت آدمی ڈوبکر
مر گئے۔ سادات نے بابلخان لودہی حاکم پنجاب کو خط لکھکر مدد مانگی اوسنے بہت لشکر
اونکی مدد کے لئے بہیجدیا۔ جب یہ لشکر بھمبر میں آیا تو یہاں کا راجہ دھنش اوسسے لڑا اور اوسکے
اچھے اچھے آدمیوں کو قتل کیا۔ کشمیریوں اور سادات میں دو مہینے تک جنگ قایم رہی۔ آخر کشمیریوں نے
اپنی تین فوجیں بنائیں اور دریا سے گذر کر اطراف کوہ میں وہ پہیل گئیں۔ سادات نے آنکر
اونکا مقابلہ کیا مگر اونکے مخالفوں کی جمعیت اُنسے اضعاف تھی۔ سادات میں سے اکثر اعیان قتل
ہوئے جو بچے وہ شہر سری نگر کو فرار ہوئے۔ کشمیریوں نے تعاقب کرکے اونکو قتل کیا۔
اور شہر میں آگ لگائی اور سیدوں کے دو ہزار آدمیوں کو قتل کیا۔ یہ واقعہ ۸۹۰ ہجری ۱۴۸۶ء میں ہوا۔
بادشاہ کے پاس دیوانخانہ میں سب کشمیری ملکر گئے اور اوسکے سر پہ تاج اپنے ہاتھ
سے رکہا اور کشمیر سے سید علی خان اور سادات کو خارج کیا پر سرام راجہ جموں کو بہت روپیہ دیکر
بادشاہ سے جدا کیا۔ کشمیریوں میں سے ہر ایک سرداری کا دعویدار تہا۔ تہوڑے دنوں میں اونمیں
پہوٹ پڑی۔ تاتار خاں لودہی کی وفات کے بعد فتح خاں سلطان زین العابدین کا پوتا جالندہر
سے راجوری میں اپنی مملکت موروثی کے لینے کے لئے آیا تہا۔ اس پاس واقعہ طلب آدمی بہت
جمع ہو گئے تہے۔ اوسنے کاشمیر کی طرف کوچ کیا۔ اوسکو امید تھی کہ جہانگیر ماگری اوسکو سہارا دیگا

یہاں تک نوبت پہونچی کہ ایک رات کو جمعیت کرکے دیوان خانہ شاہی میں آئے۔ دست اندازی کی اور آگ لگائی۔ اس سبب سے سلطان نے ملک احمد اسود کو مع اوسکے عزیزوں کے مقید کیا مال اسباب اوسکا لوٹ لیا۔ اور وہ قید ہی میں مر گیا سلطان حسن نے سید ناصر کہ سلطان زین العابدین کا مقرب تہا اور مجلس میں اوسکو اپنے اوپر تقدیم دیتا تہا۔ کاشمیر سے اول خارج کیا پہر اوسپر عنایت کرکے بلایا وہ راہ ہی میں مر گیا۔ اوسکے بیٹے سید حسن کو کہ حیات خاتون کا پدر تہا۔ بلاکر اختیارات اوسکو دئے اوسنے امراء کاشمیر سے سلطان کا مزاج منحرف کرادیا اور ایک جماعت کثیر کو قتل کرادیا۔ اور ملک بابا رِی کو قید کرایا۔ باقی اور امرا خوف کے مارے بہاگ گئے۔ جہانگیر ماگری کہ امراء بزرگ میں سے تہا قلعہ لوہر کوٹ کو بہاگ گیا سلطان حسن اسہال کے مرض میں مبتلا ہوا۔ اوسنے وصیت کی کہ میرے بیٹے چہوٹے ہیں۔ یوسف خاں بن بہرام خان جو قید میں ہے فتح خاں پسر آدم خاں کہ ولایت جسرت میں ہیں ان دونو کو سلطان بنائیں اور محمد خاں کو ولیعہد۔ سید حسن نے بظاہر قبول کیا اور سلطان نے اسی مرض میں رحلت کی۔ اس کی حکومت کی مدت معلوم نہیں +

شاہی سلطان محمد شاہ بن سلطان حسن خان مرتبہ اول

محمد خان سات برس کا لڑکا تہا وہ سید حسن کی سعی سے باپ کا جانشین ہوا۔ اوسکے سامنے جب اسباب طلا و نقرہ و اسلحہ و امتعہ وغیرہ رکہے گئے تو اون میں سے اوسنے کمان کو ہاتہ میں لیا اسے حاضرین نے اوسکی بزرگی اور مردانگی پر استدلال کیا۔ اسوقت سادات کو استقلال امر سلطنت بر سر پہنچ گیا تہا کہ امراء اور وزراء میں سے کسی کو سلطان پاس وہ آنے نہیں دیتے تہے کشمیری انکے ہاتہ سے تنگ تہے کشمیر میں تاتار خاں کے خوف سے پرسرام راجہ جمو آیا تہا اونہوں نے اوسکے ساتہ اتفاق کرکے عذر مچایا اور سید حسن کو اور تیس اور سیدوں کو باغ نوشہرہ میں مارا۔ اور آب بہت سے گذر کر پل نونولا اور جمعیت بہم پہنچا کر مو بیٹہے۔ سید محمد پسر سید حسن کہ سلطان کا ماموں تہا جمعیت کے ساتہ دیوانخانہ میں سلطان کی محافظت کے لئے آیا۔ اس شب میں ایسا فتنہ عظیم برپا ہوا کہ ہر شخص کا ناک میں دم آیا۔ عید رینا نے چاہا کہ یوسف خاں بن بہرام کو قیدخانہ سے باہر نکالے

معتقد ہوئے - اس مرتبہ فتح خاں ہمیت پاکر چلا گیا - پہر بہت سا لشکر جمع کرکے آیا - لڑائیاں لڑا اکثر غالب ہوا ؎

گل شادی اگر خواہی زخارِ غم مکش دامن قدم گر طالب گنجی بہ کام اژدہا درنہ

نوبت یہانتک آئی کہ سلطان پاس کوئی نوکر نہ رہا - اور سارا خزانہ اوسکا جاتا رہا جہانگیر ماکری زخمی ہوکر کسی کونہیں بہاگ گیا میر سید محمد بن سید حسن فتح خاں پاس آیا کچھہ دنوں بعد زمینداروں نے محمد شاہ کو گرفتار کرکے فتح خاں کے حوالے کیا - اسوقت اوسکی سلطنت پر دس سال ۷ مہینے گذرے تھے - فتح خاں اوسکی اپنے ہاتہوں سے ساتہہ دیوانخانہ میں نگہبانی کرتا تہا - اور اوسکے کہنے کے موافق تمام ضروریات کا اسباب اور کہانے پینے کی چیزیں مہیا رہتی تہیں +

فتح شاہ بن آدم خاں کی اول دفعہ حکومت

فتح خاں نے ۸۹۱ھ میں سریر شاہی پر بیٹہکر اپنا لقب فتح شاہ رکھا اور سیفی ادرنگر اے کو اپنے کاموں کا اختیار دیا - اسوقت میں شاہ قاسم انور بن سید محمد نوربخش کا مرید میر شمس الدین عراق سے کاشمیر میں آیا - ایک خلقت اوسکی معتقد ہوئی - فتح خاں نے تمام املاک جو ضبط کی تہیں وہ اوسکے مریدوں کو دیدیں اوسکے صوفیوں نے معابد ہنود کی تخریب میں کوشش کی اور کوئی اوسکا مانع نہ ہوسکا - ان تہوڑے دنوں میں میر شمس کے اہل کشمیر خصوصًا طائفہ چک مرید ہوگئے - لوگوں نے اسکا مذہب شیعہ تصوف کے لباس میں اختیار کیا - جو آدمی جاہل تہے اور میر شمس کی رموز کو نہیں سمجہتے تہے اوسکے مرنے کے بعد وہ ملحد ہوگئے - آخر کو امرا میں مذہبی نزاع ایسا اوٹہا کہ دیوانخانہ میں انہوں نے آنکر ایک دوسرے کو قتل کیا - فتح خاں کے اعیان امرا میں ملک اچہی وزیر تہے - وہ محمد شاہ کو زندان سے نکال لائے اور دوبارہ مولہ میں لائے - مگر آثار رشد اسمیں نہیں دیکہے اپنی اس حرکت سے پشیمان ہوئے اور انہوں نے چاہا کہ محمد شاہ کو پہر فتح شاہ کے حوالہ کریں مگر محمد شاہ کو اوسکی خبر ہوگئی وہ کسی جگہ باہر بہاگ گیا بعد ازاں فتح شاہ نے ملک کشمیر کو تین برابر حصوں میں تقسیم کی ایک حصہ اپنے پاس رکہا اور ایک حصہ ملک اچہے کو اور دوسرا شنکر کو دیا ملک اچہی کو وزیر مطلق اور شنکر کو دیوان کل کا

لیکن وہ اس توہم سے باز نہ آیا کہ اوسکے مخالف پہلے سے فتح خاں سے جا ملے تہے وہ محمد شاہ
کو باہر لایا اور میدان کر سوار کو معسکر بنایا۔ فتح خاں راہ ہیرہ پور سے نواحی اودن میں آیا
اور حسیشہ آب کو درمیان رکہا۔ اور بادشاہ کی برابر خیمہ زن ہوا۔ اس رود میں طرفین سے
صفیں آراستہ ہوتی تہیں اور آتش حرب مشتعل ہوتی تہی۔ اول فتح خاں کو ایسا غلبہ ہوا کہ قریب تہا
کہ لشکر سلطان کو پریشان کردے مگر جہانگیر ماگری نے پائے ثبات ایسا مستحکم کیا کہ
فتح خاں کے لشکر کے پچاس بڑے آدمیوں کو مارا اور فتح خاں کو شکست دی۔ جہانگیر ماگری
اوسکے تعاقب میں گیا۔ قریب تہا کہ اوسکو گرفتار کر لیتا۔ مگر منافقوں میں سے کسی نے شہرت
دی کہ سلطان محمد شاہ مخالفوں کے ہاتھہ میں اسیر ہو گیا۔ جہانگیر پریشان ہو کر تعاقب سے
باز رہا۔ سلطان فتح کے بعد دار السلطنت میں آیا۔ راجوری کے راجہ نے فتح خاں کو اپنے
ملک میں پناہ دی تہی اسلئے سلطان نے ملک پاری بہٹ کو اوسکے ملک کے تاخت تاراج
کرنے کے لئے بہیجا۔ فتح خاں کو کچھہ دنوں غائب رہا مگر اوسنے بہرام کلہ کی نواح میں جمعیت
بہم پہنچائی اور وہ سری نگر کی طرف چلا۔ جہانگیر ماگری مقابلہ کے لئے لشکر لیکر چلا اور گنیر
ناکام کے موضع کہواکہ میں آیا۔ فتح خاں کا نوکر وزیر فرصت پاکر شہر میں گیا اور قید میں سے
امراء کی ایک جماعت کثیر کو چہڑا لایا انمیں سیفی ڈار اور نگارا تہے۔ ان دو کی خلاصی سے جہانگیر
اندوہگیں ہوا۔ فتح خاں سے صلح کا ارادہ کیا اور یہ چال چلا کہ راجہ راجوری کو جسکی مدد کے لئے
فتح خاں آیا تہا پیغام دیا کہ فتح خان کے لشکر میں تفرقہ پیدا کرے۔ راجہ راجوری اور جہانگیر
نے متفق ہو کر فتح خاں کو شکست دی اور ہیرہ پور تک اسکا تعاقب کیا۔ فتح خان نے جموں
میں جاکر اوسکو تسخیر کر لیا۔ اور لشکر جمع کرکے پہر تیسری دفعہ کاشمیر میں آیا۔ اس عرصہ میں
بادشاہ اور جہانگیر ماگری نے سادات کو جنکو پہلے خارج کیا تہا دلاسا دیکر بلایا۔ اون کے
آنے کے بعد سلطان اور فتح خاں میں ایک جنگ عظیم ہوئی جسمیں فتح خاں کی طرف سے
سیفی خاں و نگارا نے مردانہ لڑے اور سلطان کی طرف سے سادات نے خوب ترددات کئے
اور ایک جماعت کثیر اونمیں سے شہید ہوئی باقی جد ہے وہ سلطان اور جہانگیر کے نزدیک

برگنہ ماہنگل میں سنہ ۹۳۱ ہجری ۱۵۲۴ء میں مخالفوں سے لڑنے آیا۔ سکندر خاں تاب مقاومت نہ رکھتا تھا قلعہ ناکام میں آگیا ملک کاجی نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ کچھہ دنوں فریقین میں جنگ ہوئی۔ امراء سلطان بغاوت کرکے سکندر خاں سے جا ملے۔ ملک کاجی نے اپنے بیٹے مسعود کو اونسے لڑنے کے لئے بہیجا۔ اوسنے مردانہ جنگ کرکے جان کہوئی مگر فتح پائی۔ سکندر خاں ناکام ہوکر قلعہ ناکام سے باہر بھاگ گیا۔ ملک کاجی قلعہ میں آیا اور اوسکے ماکری پریشان و ابتر ہوکر اسکندر خاں کے پیچھے گئے محمد شاہ نے مسرور و خوش مراجعت کی اور زیادہ استقلال حاصل کیا۔ اس اثناء میں شاہ کا مزاج ملک کاجی سے اعدا کی سعایت سے منحرف ہوگیا۔ ملک کاجی چک کو اوسنے راجوری میں بھیجدیا۔ اوسنے یہاں آنکر راجوری کے گرد کے راجاؤں کو اپنا مطیع بنایا۔ اسوقت اسکندر خاں جو شکست کھاکر بھاگا تھا بابر بادشاہ سے لشکر لیکر لوہر کوٹ (لوہ کوٹ) پر متصرف ہوا ملک ابدی برادر ملک کاجی خبردار ہوکر سکندر خاں پر جا چڑھا جنگ کے بعد اوسکو اسیر کرلیا۔ اور شاہ پاس بھیجدیا۔ اس دولت خواہی کے سبب سے بادشاہ ملک کاجی سے راضی ہوگیا اور اوسکو اپنا وزیر مقرر کردیا۔ اور اسکندر خاں کی آنکھوں میں میل کھینچی۔ ابراہیم خاں پسر محمد شاہ کہ اپنی باپ کی ہمراہ ابراہیم شاہ لودہی کے پاس دہلی گیا تھا اور شاہ لودہی نے باپ کو بہت سا لشکر دیکر رخصت کیا تھا اور بیٹے کو اپنے پاس رکھا تھا وہ شاہ دہلی کی وفات کے سبب سے کشمیر میں آیا تھا۔ ملک کاجی سکندر خاں کے اندھا کرنے سے بادشاہ سے رنجیدہ تھا اور جس بہانہ چاہتا تھا اوسکے مقربوں کو قیدخانہ میں بھیجتا تھا اوسنے شاہ کو بھی مقید کیا اور ابراہیم خاں کو شاہ بنایا۔ اس مرتبہ محمد شاہ کی شاہی ۱۱ سال ۱۱ ماہ ۱۱ روز رہی۔

ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی بادشاہی

ابراہیم شاہ جب تخت پر بیٹھا تو ملک کاجی کو مستقل وزیر اپنا کیا ابدال ماکری ابن ابراہیم ماکری جو ملک کاجی کے ہاتھہ سے جفائیں اٹہاکر بابر بادشاہ پاس گیا تہا اوسنے اوس سے عرض کیا کہ میں دشمنوں کے غلبہ سے حضور کی پناہ میں آیا ہوں اگر حضور لشکر سے

خطاب دیا۔ ایک مدت اس طرح گذری کہ ابراہیم پسر جہانگیر ماکری کہ سپاہ میں منصبداری اوسکو ملا تھا وہ محمد شاہ پاس ہندوستان میں گیا اور اوسکو ترغیب دیکر ولایت کشمیر میں لایا۔ فتح خان اور اوسکے درمیان ایک جنگ عظیم ہوئی فتح خان کو شکست ہوئی اور وہ هیرہ پور کی راہ سے ہندوستان کی طرف چلا گیا۔ اوسکی شاہی پر نو سال گذرے تھے کہ یہہ واقعہ پیش آیا +

دوبارہ محمد شاہ کی بادشاہی

محمد شاہ بار دوم سنہ ۹۱۱ھ (1505) میں تخت پر بیٹھا۔ فتح خاں ایک جمعیت عظیم بہم پہنچا کر کشمیر کو متوجہ ہوا۔ محمد شاہ تاب مقاومت نہ لا یا بے جنگ بھاگ گیا اس دفعہ اوس کی مدت شاہی ۹ مہینے نو روز تھی +

فتح شاہ کا دوبارہ بادشاہ ہونا

فتح شاہ نے دوبارہ بادشاہی میں عدل سے کام لیا محمد شاہ ہزیمت پاکے دہلی کے بادشاہ سکندر لودی پاس چلا گیا۔ بادشاہ دہلی نے حمایت کے لئے اوس کے ساتھ لشکر کیا اوسنے کاشمیر میں آکر فتح شاہ کو شکست دی وہ شکست پاکر ناچار ہندوستان کو رہ گرا ہوا۔ اور وہیں وفات پائی۔ اوسکے نوکر اوسکی نعش کو ہندوستان سے کاشمیر لے گئے سنہ ۹۲۲ھ میں وہ مقبرہ زین العابدین میں دفن ہوا۔ اس دفعہ اوس کی مدت شاہی ایک سال دا ایک ماہ تھی۔

محمد شاہ کا سہ بارہ بادشاہ ہونا

اب محمد شاہ نے سریر شاہی پر تیسری دفعہ اجلاس کیا ملک کاجی چک کو اپنا وزیر مقرر کیا جب محمد شاہ کو استقلال حاصل ہوا تو اکثر امراء فتح شاہ مثل سیفی ڈرنگرا ے وغیرہ کو قتل کرایا۔ شنکر زینا قید خانہ میں مر گیا جب ملک کاجی چک نے قید خانہ میں ابراہیم ماکری کو قید میں ڈالا اوسکا بیٹا اقبال ماکری ہند کے آدمیوں سے اپنے ساتھ اتفاق کر کے سکندر خاں بن فتح شاہ کو بادشاہ بنا کر کشمیر میں لایا۔ محمد شاہ و ملک کاجی چک نول پور

اوسکو شکست دیکر بھگا دیا - ان دنوں میں پنجاب میں مرزا کامران کا تسلط تھا -
شیخ علی بیگ و محمد خان مغل کشمیر کی فتح کے بعد ابدال ماکری سے بے رخصت لیے چلے گئے
تھے - اونہوں نے مرزا کامران سے عرض کیا کہ ہمکو کشمیر کا حال خوب معلوم ہے اگر حضور تہوڑی
سی توجہ فرمائیں تو تمام ولایت کاشمیر بکمال آسانی سے ہاتھہ آسکتی ہے - مرزا کامران
نے محرم بیگ کو سپاہ کا سردار بناکے ان امرا کے ساتھہ کہ کشمیر سے آئے تھے کشمیر کو بھیجا
جب افواج مغل کشمیر کے نزدیک آئی تو کشمیریوں نے تمام اسباب و مال اپنا خوف کے مارے گھروں
میں چھوڑا - اور خود کوہستان میں چلے گئے - افواج مغل نے شہر کو تاراج کیا اور اُسمیں آگ
لگائی - اور بعض کشمیریوں کو کہ کوہستان سے مغلوں سے لڑنے آئے تھے قتل کیا - ابدال ماکری کا
یہ عقیدہ تہا کہ ملک کاجی چک مغلوں کے ہمراہ ہے لیکن جب اوسکو یقین ہوا کہ وہ مغلوں کے ہمراہ
نہیں ہے تو اوسے اتحاد و یگانگی کا اظہار کیا اور اوسکو بیٹوں اور بہائیوں سمیت بلایا اور عہد
و سوگند آپسمیں ہوا جسسے کشمیریوں کو قوت حاصل ہوئی اور وہ اتفاق کرکے مغلوں سے لڑے
اور اونکو اپنے ملک سے بھگا دیا +

ملک کاجی چک نے جب ملک ابدال کا غدر و غرور معائنہ کیا تو وہ ناراض ہوکر ہند کو چلا گیا
۹۳۹ ھ میں شاہ سعید شاہ سلطان کاشغر نے اپنے بیٹے شاہزادہ سکندر خان کو مرزا حیدر
دوغلات کے ساتھہ بارہ ہزار سپاہ دیکر تبت و لار کی راہ سے کشمیر بھیجا - کشمیریوں نے اونکی
صلابت و مہابت کے سبب کشمیر کو خالی کیا اور بے جنگ ادھر اُدہر بھاگ کر کوہستان میں
پناہ لی - کاشغریوں نے ولایت کشمیر میں آنکر عمارات عالیہ کو کہ شاہان سابق نے بنائی تہیں
خاک کی برابر کردیا اور شہر میں آگ لگا دی اور زمین میں جو خزانے اور دفینے دفن ہوئے
تھے اونکو تلاش کرکے نکال لیا - سارا لشکر لوٹ سے مالامال ہوکر نہال ہوگیا جہاں اہل کشمیر
چھپے تھے اونکی خبر لگاکے وہاں پہنچتے تھے اور اونکو قتل و قید کرتے تھے - تین مہینے تک
یہی حال رہا - ملک کاجی چک و ملک ابدال ماکری اور باقی سردار جکدرہ میں پناہ لے گئے
تھے اونھونے آپس میں اتفاق کرکے مغلوں سے لڑنے کا ارادہ کیا - اسکندر خان و مرزا حیدر

میری مدد کریں تو میں حضور کے لئے کشمیر بآسانی فتح کر سکتا ہوں - بابر بادشاہ نے شیخ علی بیگ و محمد خاں و محمود خاں کی سرکردگی میں ایک لشکر ابدال ماکری کے ساتھ کیا - ابدال ماکری نے یہ سوچکر کہ اہل کشمیر مغلوں سے نفرت کرینگے مصلحت کے لئے نازک شاہ بن ابراہیم کے نام شاہی کو اوسنے قرار دیا تاکہ کشمیر پر حملہ کے لئے ایک حجت ہو - ملک کاجی اور شاہ ابراہیم لشکر لیکر مقابلہ کو نکلے موضع سلاح کو لشکرگاہ بنایا ملک کاجی کو ملک ماکری نے پیغام بھیجا کہ میں بابر بادشاہ سے کمک لایا ہوں جسکی شوکت و صلابت وہ ہے کہ دہلی کے بادشاہ ابراہیم کو جس پاس پانچ لاکھ سپاہ تھی طرفۃ العین میں خاک میں ملا دیا - تیری خیر اسی میں ہے کہ اس بادشاہ کی دولتخواہی اختیار کر اگر یہ دولت نصیب نہیں تو اس لشکر سے لڑ وقت تساہل و اقدام کا نہیں ہے - ملک کاجی چک سید ابراہیم وغیرہ لڑے مقابلہ عظیم ہوا - بہت آدمی قتل ہوئے - ابراہیم شاہ اور ملک کاجی کو شکست ہوئی اور ملک کاجی بھاگ کر پہاڑوں میں چلا گیا اور ابراہیم کی خبر نہیں کہاں غائب ہوا - آٹھ مہینے ۵ روز سلطنت کر گیا -

ذکر شاہی نازک شاہ بن ابراہیم شاہ بن محمد شاہ

نازک شاہ نے دادا اور باپ کے بعد شہر سری نگر میں جلوس کیا - اہل کشمیر کو جو مغلوں سے متوہم تھے دلاسا دیکر اپنی تخت نشینی سے انکو خوشحال کیا - سری نگر سے نوشہر میں کہ قدیمی پایہ تخت کشمیر کے بادشاہوں کا تھا آ گیا - ابدال ماکری کو وزیر و وکیل مقرر کیا - ابدال ماکری نے خالصہ کشمیر کو چار حصوں میں تقسیم کر کے امرا میں تقسیم کیا اور بابر بادشاہ کے نوکروں کو بہت سے تحفے اور ہدیئے دیکر رخصت کیا - ملک کاجی چک نے محمد شاہ کے قید کرنے پر لعنت ملامت کی اور شیخ امیر علی کو بھیجکر محمد شاہ کو لوہر کوٹ سے بلا لیا اور محمد شاہ کو چوتھی مرتبہ تخت پر بٹھایا

محمد شاہ کا چوتھی مرتبہ بادشاہ ہونا

محمد شاہ نے مراسم شکرگذاری کی تقدیم کی اور نازک شاہ کو اپنا ولیعہد مقرر کیا اسی سال میں بابر بادشاہ نے انتقال کیا - اور ہمایوں شاہ اوسکا جانشین ہوا - محمد شاہ کی بادشاہی پر ایک سال گذرا تھا کہ ملک کاجی نے جمعیت بہم پہنچائی اور ملک ابدال ماکری نے

مملکت کشمیر میں مرزا حیدر کا تسلط

جب ۹۴۸ھ ۱۵۴۱ء میں شیر شاہ شکست پاکر ہمایوں لاہور میں آیا تھا تو ملک ابدال ماکری و زنگی چک اور بعض اعیان مملکت کشمیر نے مرزا حیدر ترک کے وسیلے ایک عریضہ اوسکی خدمت میں بھیجا تھا جسمیں کشمیر کی تسخیر کی ترغیب تھی۔ ہمایوں نے مرزا حیدر ترک کو اس طرف روانہ کیا اور اپنا جانا بھی قرار دیا۔ مرزا حیدر ترک سے راہ میں ملک ابدال ماکری و زنگی چک آنکر ملے۔ مرزا حیدر پاس تین چار ہزار سواروں سے زیادہ نہ تھے۔ جب وہ راجوری میں پہونچا ملک کاجی چک جو کشمیر کا حاکم تھا تین چار ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے لیکر کشل کرتل کی راہ سے آیا اور مورچے مستحکم کئے مرزا حیدر نے اس راہ کو چھوڑکر پنج کی راہ پر رواں ہوا ملک کاجی چک نے غرور کے سبب سے اس راہ کی محافظت نہ کی۔ مرزا حیدر کوہ سے گذر کر فضا کشمیر میں آیا اور ناگاہ شہر سری نگر پر متصرف ہوا اور ملک ابدال ماکری و زنگی چک نے مستقل ہوکر مہمات کو اختیار کیا۔ اور مرزا کی جاگیر میں چند پرگنے مقرر کئے۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں ملک ابدال ماکری کی عمر ختم ہوئی۔ اوسنے مرزا حیدر سے اپنے بیٹوں کی سفارش کردی تھی جب مرزا حیدر کشمیر میں آگیا تو شیر شاہ افغان سور پاس ہندوستان میں ملک کاجی چک گیا اوسنے پانچہزار سوار لیکر دو کی حسین خاں شروانی اور عادل خاں مع دو فیل کومک کے لئے اوسکے ساتھ کئے۔ مرزا حیدر زنگی چک کو ساتھ لیکر مقابلہ کو گیا دونوں لشکر دھنچ وکاوہ کے درمیان مقابل ہوئے۔ امرائے شیر شاہی نے ہزیمت پائی مرزا حیدر کو فتح ہوئی جسکی تاریخ فتح مکرر ہوئی ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ء مرزا حیدر نے قلعہ اندرکوٹ میں اقامت کی۔ وہ زنگی چک بدگمان ہوا تو ملک کاجی چک پاس زنگی چک چلا گیا۔ دونوں اتفاق کرکے سنہ ۹۵۱ھ ۱۵۴۴ء میں سری نگر میں مرزا حیدر کے استیصال کے لئے آئے۔ بہرام چک پسر زنگی چک سری نگر میں آیا مرزا نے بندگان کوکہ خواجہ حاجی کشمیری کو اونکے دفع کرنے کے واسطے تعین کیا۔ غنیم اوس سے لڑ نہ سکا اور بھاگا مرزا کے لشکر نے اسکا تعاقب کیا تو ملک کاجی چک اور زنگی چک بھاگ کر بیرلعم کلہ میں آگئے۔ مرزا حیدر نے سری نگر میں بندگان کوکہ اور ایک جماعت کو چھوڑا اور خود تبت کی تسخیر پر متوجہ ہوا۔ اوسنے قلاع بنیہ گ

کاشغری سے خوب لڑے کشمیریوں کو شکست ہو جاتی مگر ملک کاجی چک و ابدال ماکری
نے پائے جلاوت محکم کرکے کشمیریوں کو لڑنے کی ترغیب تحریص کی سخت جنگ ہوئی
صبح سے شام تک لڑائی رہی - رات کو دونوں لشکر الگ ہو گئے - دونوں طرف سے اتنے آدمی
مارے گئے کہ وہ صلح پر راضی ہو گئے - کاشغریوں نے صوف وسقرلاط اور بہت سے نفائس محمد شاہ
پاس بھیجکر صلح اور نسبت خویشی چاہی محمد شاہ نے ملک کاجی چک و ابدال ماکری کی
صلاح سے صلح نامہ لکھا اور غرائب کشمیر کاشغریوں کے ساتھ بھیجے اور یہ قرار پایا کہ محمد شاہ
کی بیٹی کا عقد نکاح شاہزادہ سکندر خاں کے ساتھ ہو اور کشمیری قیدی جو مغلوں کے ہاتھ اسیر
رہا ہوں - غرض کاشغری اس صلح پر راضی ہو گئے اور کاشغر کو چلے گئے کشمیر کے سر
سے بلا ٹلی - اس سال ہیرو و ذات الاذناب یعنی دُم دار ستارہ نمودار ہوا اور کشمیر میں سخت قحط
پڑا اکثر آدمی بھوکے مر گئے - جو باقی رہے وہ جلاء وطن ہوئے اور دور دور چلے گئے دس
مہینے تک قحط کی تکلیف رہی - پھر تازہ میوہ پیدا ہو گیا کچھہ آسودگی ہو گئی - انہیں دنوں میں ملک
کاجی چک و ملک ابدال ماکری میں رنجش ہو گئی - اور ملک کاجی زین پور چلا گیا - اور بادشاہ کا
وزیر ملک ابدال ماکری ہو گیا حکام وعمال جو چاہتے رعایا کا حال کرتے کسی کی فریاد
نہ سُنی جاتی نہ داد دی جاتی - چند دنوں کے بعد محمد شاہ تپ محرق میں مبتلا ہوا جسقدر زر
پاس تہا وہ محتاجوں کو دیدیا اور اوسی بیماری میں ۹۴۲ھ ۱۵۳۵ء میں مرگیا - اوسکی مدت سلطنت
پچاس سال تھی - گو کبھی کبھی اس میں معزولی بھی ہوئی +

سلطان شمس الدین و نازک شاہ

باپ کے بعد سلطان شمس الدین یعنی ابراہیم تخت پر بیٹھا - اوسکے عہد کا حال فقط یہی معلوم ہے
کہ ملک کاجی چک و ملک ابدال ماکری میں کبھی لڑائیاں اور کبھی صلحیں ہوتی رہیں اور کچھہ بند
معلوم بعد ابراہیم کے اوسکا بیٹا نازک شاہ دوبارہ مسند شاہی پر بیٹھا - پانچ چھہ مہینے گذرے
تھے کہ مرزا حیدر ترک استیلا پاکر کاشغر پر متصرف ہوا اور اوسنے ہمایوں بادشاہ کا خطبہ وسکہ
کاشمیر میں جاری کیا +

اور آدم نے دولت چک کو خرگاہ میں بلایا۔ اعزاز واکرام اوسکا خاطر خواہ نہ ہوا۔ وہ غصہ ہوکر
چلا گیا۔ اور ہاتھی جو پیشکش کے لیے لایا تھا وہ اوٹا لے گیا۔ لوگوں نے چاہا کہ اوسکا تعاقب کریں
مگر مرزا مانع ہوا۔ مرزا نے کشمیر کو مراجعت کی اور دولت چک مع غازی خاں و حسین چک و
بہرام چک کے ہیبت خاں نیازی پاس گئے وہ سلیم شاہ سور سے ہزیمت پاکر راجوری
میں آیا تھا۔ کشمیری ہیبت خاں نیازی کو بارہ مولہ میں اس غرض سے لائے کہ اوسکو کشمیر میں
لے جاکر مرزا حیدر کو یہاں سے نکالیں۔ مگر ہیبت خاں کو یہ امر خود منظور تھا۔ ایک برہمن بھیجکر صلح
کی باتیں مرزا سے کیں۔ مرزا نے اوسکو جواب میں بہت سی باتیں لکھیں کہ وہ موضع ہیر میں
کہ ولایت جموں میں ہے چلا گیا۔ کشمیری اوسسے جدا ہوگئے اور سلیم شاہ پاس چلے گئے اور
غازی خاں چک مرزا حیدر پاس چلا آیا۔ سنہ ۹۵۵ میں مرزا حیدر اور سلیم شاہ کے درمیان سفیروں کی آمد و رفت ہوئی اور تحفہ تحائف
آپس میں بھیجے گئے۔ سنہ ۹۵۵ میں مرزا حیدر نے مرزا قرا بہادر کو کھمراج کا حاکم مقرر کیا۔ اور کشمیریوں میں سے عیدی رینا و بازک شاہ و حسین ماکری
و خواجہ حاجی کو اوسکی ہمراہ کیا۔ اندرکوٹ میں مرزا قرا بہادر اور کشمیری آئے بارہ مولہ پر اقامت کی کشمیریوں نے فتنہ برپا کیا
اسکی وجہ یہ تھی کہ کشمیریوں کو مغل خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ مغلوں نے اس فتنہ کی خبر مرزا حیدر کو دی
اوسکو یقین نہیں آیا۔ اوسنے کہا کہ فتنہ و فساد میں کشمیریوں سے مغل کم نہیں ہیں۔ مرزا حیدر باین حسین ماکری
نے اپنے چھوٹے بھائی علی ماکری کو بھیجا کہ وہ کشمیریوں کے غدر سے اوسکو آگاہ کرے اور سمجھائے
کہ وہ اپنے لشکر کو واپس بلالے۔ اسپر بھی مرزا حیدر کچھہ خبر نہ ہوا اور اوسنے کہا کہ کشمیریوں
کی کیا طاقت ہے کہ وہ مغلوں کے ساتھہ غدر کریں کہ وہ لشکر کو واپس بلالے۔ ۲۷ رمضان کو
اندرکوٹ میں آتش عظیم لگی۔ اکثر گھر جل گئے مرزا قرا بہادر اور سب آدمیوں نے مرزا حیدر سے
درخواست کی کہ ہمارے گھر جل گئے ہیں اگر حکم ہو تو اپنے گھروں کو درست کریں۔ اور اس سال
آیندہ میں بھرپل میں جائیں مرزا حیدر اصلاً اس امر سے راضی نہ ہوا۔ خواہ مخواہ لشکر کو بھرپل
بھیجا۔ جب رات ہوئی تو عیدی رینا اور کشمیریوں نے اتفاق کیا اور مغلوں سے جدا ہوکر کتل
بھرپل پر آگئے۔ معتمدوں میں سے حسین و علی ماکری کو جدا کرکے اپنے ساتھہ لے لیا کہ وہ مغلوں
کے ساتھہ کشتہ نہ ہو۔ جب صبح ہوئی اور بھرپل کے آدمیوں سے لڑائی ہوئی تو مغل

میں سے قلعہ لوشو کو مع چند قلعوں کے فتح کیا ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ میں ملک کاجی چک اور اوسکا بیٹا محمد چک
تپ لرزہ سے مرگئے۔ یہ سال مرزا نے فراغت سے بسر کیا ۹۵۳ھ ۱۵۴۶ میں زنگی چک مرزا حیدر
کے آدمیوں سے لڑکر مارا گیا اور اسکا اور اوسکے بیٹے کا سر غازیخاں مرزا پاس لایا ۹۵۴ھ ۱۵۴۷
میں کاشغر کا ایلچی مرزا سے لار میں ملا۔

خواجہ بہرام پسر مسعود چک جسنے سات سال کی مدت تک کامراج میں خوب لڑائیاں لڑکر
سب پر غلبہ حاصل کیا تھا اوسنے خان میرک سے صلح آمیز باتیں بنانی شروع کیں دونوں کے
درمیان عہد و شرط قرار پائے میرک مرزا نے اوسکو سوگند کے بعد طلب کیا جسوقت وہ
مجلس میں آیا تو خنجر کو موزہ سے نکال کر مارا وہ زخمی ہوکر جنگل میں بھاگا وہاں گرفتار کرکے
اوسکے سر کو تن سے جدا کیا اور اوسکو مرزا حیدر پاس لار میں اس گمان سے بھیجدیا کہ اوسے
مرزا خوش ہوگا۔ جب عیدی زینا نے اس سر کو دیکھا تو وہ غصہ میں آنکر کھڑا ہوگیا اور اوسنے
کہا بعد عہد و سوگند کے کسی کو مارنا سزاوار نہیں ہے۔ مرزا حیدر نے کہا کہ مجھے اس واقعہ کی
کچھ اطلاع نہیں ہے۔ مرزا حیدر لار سے کشتوار کی طرف متوجہ ہوا۔ بندگان کوکہ اور امرا
کو ہراول بناکے بھیجا۔ اوسنے تین روز کا سفر ایکدن میں طے کیا اور آب مارکی اس
جانب میں موضع دہلوت میں آیا۔ لشکر کشتوار اس دریا کے اس جانب میں تھا تیر و تفنگ سے
لڑائی شروع ہوئی۔ کوئی دریا سے عبور نہیں کرسکتا تھا۔ مرزا حیدر کا لشکر دوسری راہ سے
کشتوار میں جانے کے لئے دھار میں آیا کہ ایسی آندھی آگئی کہ دن کی رات ہوگئی۔ دہار کے
آدمیوں نے ہجوم کرکے اس لشکر پر حملہ کیا و بندگان کوکہ اور عمدہ سرداروں کو مارڈالا
بقیۃ السیف بہزار خرابی مرزا حیدر سے جاکر ملے۔ ۹۵۵ھ ۱۵۴۸ میں مرزا حیدر یہاں سے نکل کر
تبت پر متوجہ ہوا اور راجوری کو کشمیر سے چھینکر محمد نظر اور ناصر علی کو دیا و بکلی میں ملا
عبداللہ کو اور تبت خرد میں ملا قاسم کو مقرر کیا۔ تبت کلاں کو فتح کرکے ملا حسن کو یہاں کا حاکم
مقرر کیا۔ ۹۵۶ھ ۱۵۴۹ میں قلعہ دیبل پر متوجہ ہوا۔ آدم گکھر آنکر مرزا سے ملا دولت چک برادر زادہ
ملک کاجی چک کے گناہ معاف کرنے کی اوسنے درخواست مرزا سے کی اوسنے قبول کی۔ مرزا

کہ کمال کوکہ نے تلوار سے اوسکو زخمی کیا۔ مگر مرزا کے جسم پر سواے تیر کے زخم کے کوئی اور زخم نہ تہا۔ جب صبح ہوئی کشمیریوں کے لشکر میں مشہور ہوا کہ ایک مغل مرا پڑا ہے۔ خواجہ حاجی نے اسے جاکر دیکہا تو وہ مرزا حیدر تہا۔ کچہہ رمق باقی تہی کہ اوسنے آنکہیں کہول کر جان آفرین کو جان شیریں سپرد کی۔ آخر کو مغل اندر کوٹ میں گئے۔ کشمیریوں نے مرزا کی نعش دفن کی اور مغلونکو جاگہیرا وہ تین روز تک لڑتے رہے چوتھے روز محمد رومی نے توپوں میں پیسے بہر کر اُن کو مارنے شروع کئے جس سے مغل ہلاک ہونے شروع ہوئے۔ آخر کو مرزا حیدر کی بیوی خانم نے اور اوسکی بہن خانجی نے مغلوں سے کہا کہ جب مرزا حیدر مر گیا تو اب لڑنے سے کیا فائدہ کشمیریوں سے صلح کرنی بہتر ہے۔ امیر خاں معمار کی معرفت کشمیریوں اور مغلوں میں صلح ہوگئی اور عہد و سوگند ہوگئی کہ مغلوں کو کوئی آزار نہیں پہنچائینگے۔ مرزا حیدر کی مدت حکومت دس سال تہی۔

تیسری دفعہ نازک شاہ کا بادشاہ ہونا

کشمیر کے دروازے کہلے تو مرزا حیدر کے ترک کے توشکخانہ میں کشمیری گئے اور اونکے نفائس امتعہ لوٹ لیں۔ مرزا کے اہل وعیال کو سری نگر میں لے آئے اور ولایت کشمیر کو اسطرح تقسیم کرلیا کہ پرگنہ دیو دولت چک کے حصہ میں پرگنہ دہنج غازی خاں چک کے حصہ میں اور پرگنہ کمراج یوسف چک و بہرام چک کے حصہ میں آیا اور ایک لاکہہ خروار شالی خواجہ حاجی وکیل مرزا کے مقرر ہوئے۔ تمام امراے کشمیری کو خصوصاً عیدی زینا کو بالکل تسلط حاصل ہوا اوسنے نازک شاہ کو بادشاہ بنایا اور نمونہ کے طور پر رکھا +

۹۵۹ھ (۱۵۵۲) میں اس تقسیم کے بعد کشمیری امرا میں آپس میں فساد اس سبب سے ہوا کہ ملک کی تقسیم غیر مساوی تہی کسی کو زیادہ ملا کسی کو کم کسی کو کچہہ نہ ملا۔ اس وقت یہ چار طائفے کشمیر میں اعتبار رکھتے تہے +

(۱) عیدی زینا مع اپنے طایفہ کے۔

(۲) حسن بن ابدال قوم ماکری۔

(۳) کبوسیاں جنمیں بہرام و یوسف چک اپنی اپنی قوموں کے سردار تہے +

پہاڑوں میں بند ہوگئے۔ سید مرزا بھاگ کر قلعہ بھیرپل میں گیا اور اسی کے قریب نامدار
مغل قتل ہوئے۔ محمد نظیر و مرزا قرا بہادر دستگیر ہوئے۔ بقیۃ السیف بہج کی راہ سے بہرام کلہ
میں آئے۔ مرزا حیدر اس خبر کو سنکر نہایت محزون ہوا۔ اور فرمایا کہ چاندی کی دیگوں کے ٹکڑے
کرکے رائج الوقت سکے بنائے جائیں۔ جہانگیر ماگری کو معتبر بنا کے حسن ماگری کی جاگیر اُسے
دی اور اکثر اہل حرفہ کو گھوڑا اور خرچ دیکر سپاہی بنایا۔ اوسکے بعد یہ خبر آئی کہ ملا عبد اللہ
کشمیریونکی خبر سنکر مرزا حیدر کے پاس آتا تہا کہ اوسکو بارہ مولہ کے نزدیک کشمیریوں نے ہجوم
کرکے مار ڈالا۔ خواجہ قاسم تبت میں مارا گیا اور محمد نظیر راجوری میں گرفتار ہوا کشمیری جمعیت
کرکے بہرام کلہ سے ہیرہ پور میں آگئے۔ مرزا حیدر نے ناچار اُنسے لڑنے کے لئے قصد کیا۔ مرزا
پاس کل ہزار آدمیوں کی جمعیت تھی جنمیں سات سو مغل تہے۔ وہ سری نگر کے قریب خالدگڈہ
کے میدان میں آیا۔ فتح چک جسکی باپ بہرام چک کو مغلوں نے مارا تہا وہ اپنے باپ کے انتقام کے
قصد سے اندر کوٹ میں آیا اور مرزا حیدر کی عمارات کو کہ باغ صفا میں تہیں جلا کر خاک سیاہ
کیا مرزا حیدر کو جب یہ خبر ہوئی تو اوسنے کہا کہ میں ان عمارتوں کو کاشغر سے نہیں لایا ہوں
بعنایت الہی پھر بنا لونگا۔ اوسکے عوض میں خیر علی نے شاہ زین العابدین کی عمارات کو سویہ پور
میں جلادیا مرزا حیدر اوسکی اس حرکت سے خوش نہیں ہوا۔ اہل لشکر نے عیدی زینا اور
نوروز چک کی عمارات کو سری نگر میں جلادیا۔ مرزا خانپور میں آیا۔ یہاں اس موضع میں ایک
درخت بید ہے کہ اوسکے سایہ میں دو سو سوار کھڑے ہو سکتے ہیں اگر اوسکی ایک شاخ کو ہلاؤ
تو سارا درخت ہل جاتا ہے۔ مرزا نے غنیم پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا۔ اور مرزا عبد الرحمن اپنے
برادر خرد کو اپنا ولیعہد کیا۔ اوسکے ساتھ شبخون مارنے کے قصد سے سوار ہوا۔ رات کو ایسا ابر سیاہ
اٹھا کہ جب خواجہ حاجی کے خیمے کے پاس پہنچے تو کچھ نہیں دکھائی دیتا تہا۔ یہ حاجی مرزا کا
وکیل اور مادۂ فساد تہا۔ مرزا حیدر کا توشچی شاہ نظر بیان کرتا ہے کہ اسوقت میں نے تیر پھینکا
تو مرزا حیدر کی آواز میرے کان میں یہ آئی کہ تو نے قباحت کی میں نے جانا کہ اس تاریکی میں
ناگہانی تیر مرزا کے لگا۔ یہ بھی منقول ہے کہ کسی قصاب نے اوسکی ران میں تیر مارا۔ ایک اور روایت میں

یوسف چک کو گھوڑے سے گرایا اور اوسکی گردن توڑ دی +

سنہ ۹۶۰ھ ۱۵۵۲ میں غازی خاں و دولت خاں میں عداوت ہوئی جسسے تمام کشمیر میں ایک شورش پیدا ہوئی حسین ماکری اور شمس زینا کہ ہندوستان میں تھے۔ اس سال میں غازی خاں سے مل گئے اور بہرام چک یوسف چک کے بیٹے دولت چک کے پاس آ گئے۔ یہ اختلاف و نزاع ان میں دو مہینے رہا۔ آخر کو ایک دہقان نے فضولی یہ کی کہ وہ دولت چک پاس آیا اور اوسکے کان میں کہا کہ مجھے غازی خاں چک نے تیرے پاس بھیجا ہے کہ یہ آدمی جو تو نے اپنے پاس جمع کر رکھے ہیں وہ سب تیرے دشمن جان ہیں اور ایسے ہی غازی خاں چک کے پاس جا کر کہا کہ تجھ سے دولت چک صلح چاہتا ہے کس واسطے تو اس سے لڑتا ہے پس ایسے مقامات کوشش گزار کرنے سے دونو میں صلح ہو گئی۔ شمس زینا بھاگ کر ہندوستان کو چلا گیا۔ انہیں دنوں میں اہل تبت کلاں آ کر پرگنہ کھاور اور بابر کی گوسفندوں کو بھگا کر لے گئے یہ پرگنے حبیب خاں چک کی جاگیر میں تھے۔ اس حالت میں دولت چک اور سنکر چک و ابراہیم چک وحید چک لہ غازی خاں و اعیان ایک انبوہ لشکر کے ساتھ لار کی راہ سے تبت کلاں کو بھیجے گئے۔ حبیب خاں چک اونکے ہمراہ تھا وہ اہل تبت کے تعاقب میں اسی راہ پر گیا کہ اونکی گوسفندیں گئی تھیں۔ اوناگاہ قلعہ تبت پر پہونچ گیا اور لڑا۔ یہاں کے سرداروں کو قتل کیا۔ وہ سب بھاگ گئے حبیب خاں چک نے اپنے چھوٹے بھائی اودیس چک کو تبت کلاں میں منزل کر کے بلایا مگر اوسنے آنے میں غفلت کی باوجودیکہ حبیب خاں چک کے زخموں سے خون جاری تھا سوار ہو کر تبت کے قصرہائے عالی میں آیا۔ اہل تبت اوسکے سامنے نہ ٹھیر سکے بے جنگ بھاگ گئے۔ چالیس آدمی کہ سقف قصر میں چھپے ہوئے تھے پکڑے اونہوں نے بہت عاجزی کی کہ ہم کو نہ مارو اور ۵۰۰ گھوڑے و ۱۰۰۰ پارچہ پٹو ۵۰۰ گاؤ قطاس و ۲۰۰ گوسفند و ۲۰۰ تولہ سونا لے لو مگر حبیب خاں چک نے اونکی باتوں پر ذرا خیال نہ کیا۔ سب کو دار پر کھینچا۔ یہانسے سوار ہو کر دوسرے قلعہ میں آیا اور اوسکو خراب کیا۔ اہل تبت کلاں نے تین سو گھوڑے و پانسو پارچہ اور دو سو گوسفند و تیس گاؤ قطاس حبیب خاں کے پاس بھیجے

(۴) کامیاب جنمیں غازی خاں - کاجی چک و دولت چک بنی اپنی قوموں کے سردار تھے۔ چکوں کے امرا نے بیٹیاں باہم بیاہیں جسکے سبب اونکی قوت زیادہ ہوگئی جسسے عیدی زینا سری نگر میں مغموم ہوا۔ اوسنے ایک دن بہرام چک و سید ابراہیم و سید یعقوب کو دعوت میں بلاکر گرفتار اور محبوس کیا۔ یوسف چک کو جب اوسکی اطلاع ہوئی تو وہ تین سو سوار اور سات سو پیادے لیکر دولت چک سے ملا جب عیدی زینا نے دیکھا کہ کشمیریوں کے ساتھ چک ہوئے ہیں تو اوس نے مرزا قرا بہادر و مرزا عبد الرحمن وغیرہ مغلوں کو قید خانہ سے نکال کر اور ہر ایک کو گھوڑا اور خلعت و خرچ دیا اور لڑنے کے لئے آمادہ کیا طرفین سے لڑائیاں ہوئیں مگر بابا خلیل عیدی زینا پاس صلح کے لئے آیا اور اوسنے کہا کہ تو نے کشمیریوں کا اعتبار نہ کیا مغلوں کا اعتبار کیا اسطرح کی باتیں بنا کے صلح کرادی۔ مرزا حیدر کی بیوی خانم کاشغر گئی اور خانجی اوسکی بہن کابل۔ + اس واقعہ کے متعاقب یہ خبر آئی کہ کشمیر کی تسخیر کے لئے ہیبت خان و سعید خان و شہباز خاں افغان نیازی آئے ہیں پرگنہ بانہال میں مقیم ہیں۔ عیدی زینا و حسین ماگری و بہرام چک و دولت چک و یوسف چک باہم متفق ہوکر نیازیوں سے لڑنے گئے طرفین نے خوب جنگ کی۔ ہیبت خان و سعید خان وغیرہ جنگ میں مارے گئے کشمیریوں نے اونکے سر کاٹ کے سلیم شاہ افغان سور پاس بھیجدے۔ اور سری نگر میں فتح و ظفر کے ساتھ مراجعت کی۔ اب کشمیریوں میں آپسمیں جوتی چلی دو مہینے تک اینمیں فساد رہا جس میں عیدی زینا مارا گیا۔ تازک شاہ سوا اوس نام کے بادشاہی نہیں کہتا تھا۔ اوسکو اس نام سے بھی معاف کرکے امرانے خود سری اختیار کی +

ذکر شاہی ابراہیم شاہ تیسری دفعہ

جب عیدی زینا اس جہان سے رواں ہوا تو دولت چک کو مہمات کا سارا اختیار ملا اوسنے دیکھا کہ بادشاہ کا ہونا ناگزیر ہے اوسنے ابراہیم شاہ کو شاہی پر بٹھا کر بطور نمونہ کے رکھا۔ اوسی وقت میں خواجہ وکیل مرزا حیدر ترک جنگل سے نکلا اور سلیم شاہ کے پاس چلا گیا۔ انہیں دنوں میں شمس زینا و بہرام چک گرفتار ہوکر مقید ہوئے۔ دولت چک نے

بعض اور کشمیری بھی اس سے آکر ملینگے اس اثناء میں نصرت خاں چک فتح چک شلوسر ماگری
اس پاس بھاگ کر غازی خاں پاس چلے گئے۔ اس سبب سے مرزا کے لشکر میں فتور پڑ گیا غازی
خاں چک کشمیر سے نوردنکوٹ میں آیا اور پیادوں کو بھیجکر مرزا کے لشکر کو شکست دیدی۔
مرزا بھاگ گیا پانچ سو مغل قتل ہوئے اور ستائے ہاتھی اوسکے دشمن کے ہاتھ آئے۔ جب
حبیب شاہ کی شاہی پر پانچ سال گذرے تو اوسکو کونے میں بٹھایا اور غازی خاں نے خود ملوائے
فرمانروائی بلند کیا۔ اور غازی شاہ خطاب رکھا خطبہ و سکہ اپنے نام کا کیا۔

غازی شاہ کی حکومت کا ذکر

غازی شاہ کشمیریوں کی رسوم کے موافق بادشاہ ہوا لیکن جذام سے اوسکی انگلیاں گر گئیں
اور آواز متغیر ہو گئی ۹۶۸ھ ۱۵۶۱ء میں فتح خاں چک یوسہ ماگری اور اور کشمیری اسے متوہم ہو کر
کوستان میں چلے گئے اونکے تعاقب میں غازی خاں نے اپنے بھائی حسین خان کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ
بھیجا۔ برف کے دن تھے مخالف ہلاک ہوئے جو زندہ رہے اونہوں نے حسین چک کے وسیلہ سے اپنے
جرائم غازی خاں سے معاف کرائے۔ اور اوسنے اونکو جاگیریں دیدیں ۹۷۰ھ ۱۵۶۲ء میں غازی خاں
اپنی سپاہ کو لیکر ناریں آیا۔ اور اپنے بیٹے احمد خاں کے ساتھ فتح خاں اور ناصر کتابی اور امراکو
تبت کلاں کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ جب یہ تبت سے پانچ کروہ پر پہونچے تو فتح چک احمد خاں کی
اجازت بغیر تبت کے شہر میں آیا تبتی لڑنے پر راضی نہوئے بہت پیشکش دینی قبول کی وہ وہاں
سے چلا آیا۔ احمد خاں کے دل میں آیا کہ اگر میں فتح خان کی طرح تبت میں جاؤں گا تو کشمیری
میری تعریف کرینگے۔ وہ پانچ سو آدمیوں کو ہمراہ لیکر چلا گیا تبتیوں نے جب احمد خاں کو جریدہ دیکھا
تو لڑکر اُسے شکست دی۔ وہ بھاگ کر فتح خاں پاس آیا۔ وہ اوسکی طرف سے لڑکر مارا گیا۔ غازی خاں
اس خبر کو سنکر بڑا غضب میں آیا۔ اور اپنے بیٹے سے ایسا اعراض کیا جو مناسب نہ تھا۔ اسکی
ایام دولت چار سال میں منقضی ہو گئے

شاہ حسین شاہ کی سلطنت

غازی خاں کا بھائی حسین شاہ تھا ۹۷۱ھ ۱۵۶۳ء میں غازی تبت کلاں کی تسخیر کے ارادہ سے

سو اہتہا کمال خاں گکھر سے مرافقت کرکے اوسنے یہ چاہا کہ مرزا حیدر کی طرح کشمیریوں پر فتح کر لوں راجوری میں اس پاس مغل بہی جمع ہوگئے اور اس پاس دولت چک کے رو شیخ چک شہزادہ اور عمر لوہر ماگری بہی آگئے

سنہ ۹۶۵ھ ۱۵۵۷ء میں شاہ ابو المعالی نے کشمیر پر حملہ کیا جب بارہ مولہ پر وہ آیا تو حیدر چک و فتح چک راہ کی حفاظت کرتے تہے موضع مادوگہی میں آئے شاہ ابو المعالی نے ایسی عدالت اختیار کی تہی کہ اوسکے سپاہیوں میں سے کسی نے رعایا پر کچھہ ظلم نہیں کیا - موضع بارہ مولہ پر جو مادوگہی کے نزدیک ہی جب وہ پہنچا تو ایک بلندی پر فرو کش ہوا - غازی خان موضع گہور میں مقیم تہا - وہاں سے اوسنے اپنے بہائی حسین خان کو پہلے لڑنے بہیجا کشمیریوں نے جو شاہ ابو المعالی کے ساتھہ تہے اوسکی اجازت بغیر حسین چک کی فوج پر حملہ کرکے اوسکو روگرداں کیا - غازی خاں چک اوسکی مدد کو گیا مردی اور مردانگی کرکے بہت سے کشمیریوں کو قتل کیا اور فتح حاصل کی - شاہ ابو المعالی یہ حال دیکھہ کر بے جنگ فرار ہوا - غازی خاں نے سب مغل قیدیوں کو سوا حافظ مرزا کے سب کو مار ڈالا - حافظ ہمایون بادشاہ کے خوانندوں میں بڑا خوشخواں تہا - پہر اوسنے نصرت خان کو قید سے نکال کر شہنشاہ اکبر پاس بہیجا - نصرت خاں نے بیرام خاں سے توسل ڈہونڈا -

سنہ ۹۶۶ھ ۱۵۵۸ء میں غازی خاں چک کے مزاج میں تغیر ہوا - ظلم و تعدی کرنے لگا - خلائق کو اس سے تنفر ہوا اس اثنا میں اوسنے سنا کہ اسکا بیٹا حیدر چک بعض امرا سے اتفاق کرکے یہ چاہتا ہے کہ کشمیر کی شاہی لے لے - غازی خاں چک نے اپنے وکیل محمد جنید اور بہادر بہت کو طلب کرکے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ تم اس کو نصیحت کرو کہ پہر وہ یہ خیال نہ کرے - محمد جنید نے حیدر چک کو بلا کر گالیاں دیں اوسنے خنجر سے محمد جنید کا کام تمام کیا - لوگوں نے حیدر چک کو گرفتار کر لیا اور غازی خاں کے حکم سے مار ڈالا -

سنہ ۹۶۷ھ ۱۵۵۹ء میں ہندوستان سے مرزا قرا بہادر آیا اوسکے ساتھہ بہت سا لشکر اور نو ہاتھی تھے تین مہینے تک اوسنے جالور میں اقامت کی - کشمیریوں میں سے نصرت چک و فتح چک وغیرہ اور لکھن میں بعض امرا اس سے آنکر ملے اس سے ایک مجمع کثیر اس پاس جمع ہوگیا اور وہ امیدوار تھا

سنہ ۹۷۲ھ ۱۵۱۶ میں حسین شاہ نے یہ سمجھ کر کہ میرے معزولی کے لئے منصوبے بڑے کئے جاتے ہیں اپنے حریفوں کو احمد خاں پسر غازی خاں وغیرہ کو اندھا کیا اسّے غازی خاں پر ایسا صدمہ پہنچا کہ دل شکستہ ہوکر مرگیا +

سنہ ۹۷۳ھ ۱۵۱۷ میں حسین شاہ سے لودی لوند نے کہا کہ مسعود پانگ یہ کہتا ہے کہ حسین شاہ نے جب مجھے بیٹا بنایا ہے تو خزانہ میں سے حصہ دے! اس سبب سے حسین شاہ اوس سے ناراض ہوا اور اوسکو مقید کیا۔ لودی لوند صاحب اختیار ہوا۔ پہر اوسنے سزا رحزوار شاہی سرکاری کی خیانت کی یعنی معزول ہوا اور علی کوکہ اوسکی جگہ مقرر ہوا۔

سنہ ۹۷۶ھ ۱۵۶۸ میں قاضی حبیب کہ حنفی مذہب تہا روز جمعہ کو جامع مسجد میں آیا اور کوہ مارانکے نیچے زیارت قبور کے لئے گیا یوسف جو شیعی مذہب تہا۔ قاضی پر ایک تلوار ماری جس سے اوسکا سر زخمی ہوا دوسری شمشیر ماری تو قاضی نے اپنا ہاتھ سپر بنایا جسسے اونگلیاں زخمی ہوئیں قاضی کو یوسف زخمی کرکے بہاگ گیا حسین چک نے باوجودیکہ خود شیعہ تہا یوسف کو پکڑوا کر قید کیا۔ علماء سے فتوی لیا جنہوں نے فتوی دیا کہ ایسے آدمی کو سیاست کے لئے مارنا روا ہی۔ قاضی نے کہا کہ میں زندہ ہوں اس شخص کا مارنا جائز نہیں آخر کو اوسکو سنگسار کیا۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں ایک جماعت کہ یوسف کی ہم مذہب و ہم اعتقاد تہی مثل مرزا مقیم و میر یعقوب برسم ایلچی گری شہنشاہ اکبر کے پاس یہاں آئی تہی حسین شاہ نے ان ایلچیوں کی بڑی خاطرداری اور تواضع کی چندروز بعد مرزا مقیم نے کہ یوسف کا ہم مذہب تہا۔ ان مفتیوں کو بلایا۔ قاضی زین نے اونسے کہا کہ تم نے فتوی میں غلطی کی مفتیوں نے کہا کہ ہم نے اوسکے مارنے کا فتوی علی الاطلاق نہیں دیا بلکہ یہ کہا ہے کہ سیاست کے واسطے ایسے آدمی کا مارنا روا ہے مگر مرزا مقیم نے ان مفتیوں کو قتل کرایا۔ اور اونکی لاشوں کے پاؤں میں رسی باندہ کر کوچہ و بازار میں تشہیر کی حسین چک نے اپنے بیٹے کو بادشاہ اکبر کی خدمت میں بہیجکر اپنی اطاعت کا اظہار کیا +

شہنشاہ اکبر نے مرزا محمد مقیم کو ان بیگناہ مقتولوں کے قتل کے بدلہ میں قتل کیا اور حسین چک کی بیٹی کو قبول نہ کرکے واپس بہیج دیا حسین چک اس خبر کو سنکر اسہال دموی میں مبتلا ہوا۔

کشمیر سے نکلا اور موکد کہا ہیں قامت کی جذام کے غلبہ سے آنکھیں کام کی نہیں ہیں خلق کے ساتھہ بدی کرنے لگا۔ بگیناہوں پر علت لگا کے جرمانے لینے لگا۔ اس سبب سے آدمی رنجیدہ ہو اور دو فرق ہو گئے۔ ایک جماعت اوسکے بیٹے احمد خاں کی طرفدار ہوئے۔ دوسرا اوس کے بھائی حسین چک کی۔ غازی خان نے ان باتون کو سنکر سری نگر میں مراجعت کی۔ حسین خان چک پر وہ مہر و شفقت زیادہ کرتا تہا اوسکو اپنی جگہ بادشاہ مقرر کیا۔ سیذرہ روز بعد اُستے تمام اپنے قماش و اسباب کے دو حصے کئے ایک حصہ بنے فرزندون کو دیا اور دوسرا بقالوں کو حوالہ کیا اور اونسے سہ چند قیمت طلب کی حسین چک پاس بقال فریادی آئے۔ اونسے غازی شاہ کو اس حرکت سے منع کیا جس سے غازی شاہ اُسسے خفا ہو گیا۔ اور اپنے بیٹے احمد خاں کو بادشاہ بنانا چاہا اور اپنی شاہی کے ترک سے پشیمان ہوا اور اپنے خاص آدمیوں کو اور مغلوں کو طلب کر کے جمعیت کی حسین چک بھی مقابلہ کو مستعد ہوا۔ اہالی شہر و قضاۃ نے درمیان میں پڑکر آتش فساد کو بجہایا۔ غازی خاں کو شہر سے زین پور میں لے گئے۔ پھر تین مہینے بعد سری نگر میں حسین چک نے استقلال کلی حاصل کیا۔ ولایت کشمیر کو امیروں میں تقسیم کردیا ۹۷۲ھ ۱۵۶۴ میں حسین چک نے اپنے بڑے بھائی سنکر چک کو راجوری اور نوشہرہ جاگیر میں دے کر بھیجا۔ پھر اوسکو یہ خبر لگی کہ وہ سرکشی پر آمادہ ہوا ہے۔ اسواسطے اوسکی جاگیر محمد خاں ماگری کو مقرر کردی۔ احمد خان و فتح خاں چک کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا۔ اونہوں نے جاکر فتح حاصل کی۔ بعد ازاں حسین شاہ چک کو معلوم ہوا کہ احمد خان و محمد خاں ماگری و نصرت خاں چک اُسکے قتل کا قصد کرتے ہیں اوس نے انکو گرفتار کر کے اوسکے سرغنوں کو اندھا کر دیا +

۹۷۳ھ ۱۵۶۵ میں خان زماں وزیر اعظم کو لوگوں نے ترغیب دی کہ حسین شاہ شکار کو گیا ہی اوسکے گہر میں جاکر تمام اسباب و خزاین پر متصرف ہو جئے۔ اور اپنے تئیں بادشاہ بنائے۔ مسعود نایک ملازم حسین شاہ کی سعی کوشش نے اونکی یہ تدبیر نہ چلنے دی لڑکر وزیر کے بیٹے کا سر کاٹ کے اوسکی سپاہ کو دکہایا جس سے وہ بہاگ گئی۔ وزیر بہی گرفتار ہو کر مارا گیا مسعود نایک کو حسین شاہ نے بیٹا بنایا مبارز خاں کا خطاب دیا۔ اور پرگنہ بانکل جاگیر میں دیا +

پنجاب پاس گیا مگر ملاقات کے وقت حسین قلی تواضع متعارف کو عمل میں نہ لایا تو علی چک لاہور سے کشمیر میں پھر آیا علی شاہ نے اوسے مقید کیا پھر وہ قید سے نکل کر نوشہرہ میں آیا علی شاہ نے لشکر بھیجکر اوس کو دستگیر کیا +

سنہ ۹۸۰ھ ۱۵۷۲ء میں علی شاہ نے کھنوار جسکو کشتواڑ بھی کہتے ہیں لشکرکشی کی اور وہاں کے حاکم کی بیٹی سے بیاہ کرکے مراجعت کی ان ایام میں ملا عشقی و قاضی صدرالدین۔ اکبر بادشاہ کے ایلچی آئے علی شاہ نے اپنی بھتیجی کو شاہزادہ سلیم سے بیاہنے کے لئے ان ایلچیوں کے ہمراہ کیا۔ اور بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ چلایا۔ انہی دنوں میں یوسف ولد علی شاہ نے محمد بہت کی سعایت سے ابراہیم خان ولد غازی خاں کو پدر کی رضا بغیر قتل کر ڈالا اور باپ کے خوف سے بھاگ کر محمد بہت کو ساتھ لے بارہ مولہ میں چلا گیا علی شاہ ان اوضاع سے آزردہ خاطر ہوا اور علاج اسکا کیا۔ لوگوں نے یوسف کے گناہ کے معاف کرنے کی درخواست کرکے اوسکو بلایا۔ اور محمد بہت کو کہ اس فتنہ کا باعث تھا قید کیا

سنہ ۹۸۴ھ ۱۵۷۵ء میں کشمیر میں قحط عظیم پڑا اور اکثر آدمی بھوک سے مر گئے۔ سنہ ۹۸۶ھ ۱۵۷۸ء میں علی شاہ گھوڑے پر سے گر کر مر گیا اور ۹ برس سلطنت کر گیا۔

سلطنت یوسف شاہ

علی شاہ کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا یوسف شاہ تخت نشین ہوا اور علی شاہ کا بھائی (بھتیجے) ابدال خان کے خوف سے بھائی کے جنازہ پر حاضر نہ ہوا یوسف نے ابدال چک پاس سید مبارک خاں و بابا خلیل کو بھیجا اور یہ پیغام اوسکو دیا کہ آکر بھائی کو دفن کرو اگر میری بادشاہی قبول ہو تو فبہا اگر نہیں تم بادشاہ ہو میں تمھارا تابع ہونگا۔ جب اونہوں نے یوسف کا یہ پیغام ابدال چک پاس پہنچایا تو اوسنے کہا کہ میں تمھارے کہنے سے جاتا ہوں اور خدمت کے لئے کمر باندھتا ہوں اگر مجھے کچھ مضرت پہنچے گی تو وبال میرا تمھاری گردن پر ہوگا۔ ابدال خاں کا دشمن سید مبارک تھا اوسنے ابدال سے کہا کہ تجھکو یوسف شاہ پاس جاکر قول و عہد لینا چاہئے اس اقرار پر مجلس برخاست ہوئی۔ اور سید مبارک نے یوسف شاہ پاس جاکر یہ کہا کہ ابدال خاں میرے کہنے سے نہیں آیا اول اوسکا علاج کرنا چاہئے اوسکے بعد علی شاہ کو دفن کرنا چاہئے یوسف شاہ سوار ہو

اور بالکل کاروبار شاہی سے معطل ہوا بہت سے اعیان سلطنت حسن چک کے بھائی علی خان کو سری
کی طرف سے لائے۔ جو دہ سیدرہ کوس دارالسلطنت سے تہا کہ حسین شاہ کو سب ارکان سلطنت
چھوڑ کر اس پاس بھاگ گئے۔ شاہ نے مجبور ہو کر اپنے بھائی کو شاہی دی اور موافق رسم کے
سری نگر میں علی خان بادشاہ ہوا اور حسین شاہ زین پور میں چلا گیا۔ اور تین مہینے کے بعد لکھا
سے ۹۷۷ھ (1569) میں مرگیا +

علی شاہ کی سلطنت

حسین شاہ کے مرنے کے بعد علی شاہ بادشاہ ہوا اور دولت جو حسین شاہ کا وکیل تھا وکیل
سلطنت مقرر ہوا۔ ان دنوں میں شاہ عارف درویش کہ اپنے تئیں شاہ طہماسپ کی داماد
بتاتا تھا لاہور سے کشمیر میں آیا علی شاہ چک اسکا ایسا معتقد ہوا کہ اپنی بیٹی اوس سے بیاہی
۔شاہ صاحب نے اپنے تئیں مہدی آخر الزماں بنایا۔ اور روز چک کا بیٹا علی چک اور غازی خان
کا بیٹا اوسکے بڑے چیلے ہوئے۔ اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ انہوں نے علی شاہ کو معزول
کرکے شاہ عارف کو بادشاہ بنانا چاہا جب اوسکی خبر علی شاہ کو ہوئی تو اوس سے رنجیدہ ہو کر درپے
آزار ہوا۔ شاہ صاحب نے اپنی یہ کرامت مشہور کی کہ میں یہاں رہنا نہیں چاہتا۔ آکہیں دنیں
لاہور یا کسی اور ولایت میں چلا جاؤنگا۔ پھر وہ پنہاں ہو گیا کہ جس سے لوگ اوسکی غیبت کا
اعتماد کریں۔ تین روز کے بعد معلوم ہوا کہ دو اشرفیاں ملاحوں کو دے کر کشتی میں بیٹھ کر
بارہمولہ میں وہ گیا ہے علی شاہ کے آدمی اوسے گرفتار کرنے کے لئے گئے وہ دوبارہ کوہ سلیمان
کو بھاگ گیا مگر پھر پکڑا گیا۔ علی شاہ نے اوس سے اپنی بیٹی کی مہر کی ہزار اشرفیاں لیکر اوس کو اپنی
قلمرو سے نکال کر تبت بھیجدیا +

۹۸۰ھ (1572) میں علی چک پسر نوروز چک نے علی شاہ سے کہا کہ دو گھوڑے میری جاگیر میں خلل
ڈالا ہے اگر آپ اوسکو منع نہ کرینگے تو اپنے گھوڑوں کے پیٹ کو چاک کرونگا علی شاہ اس کنایہ کو
سمجھ گیا کہ گھوڑے کے پیٹ چاک کرنے سے مقصد علی شاہ کا پیٹ چاک کرنا ہے اس سبب سے وہ
غضب میں آیا اوسکو قید کیا اور ولایت کمراج میں بھیجدیا۔ وہ وہاں سے بھاگ کر حسین قلی خان حاکم

مع چار بھائیوں کے قید سے نکل آیا اور حبیب خاں سے موضع مذکور میں ملا اور سب متفق ہوکر
بہ ورد علی راجہ تبت پاس گئے - وہاں سے کومک لیکر دو کشمیر میں آئے تو آپس میں اختلاف انمیں ہوا
اور اونہوں نے کچھہ کام نہ کیا اور آپس سے جدا جدا ہو گئے یوسف و محمد خاں کے لشکر نے اونکو
گرفتار کر لیا - اور اونکے ناک کان کاٹ ڈالے - لیکن حبیب خاں چک شہر میں چھپ گیا -

سنہ ۹۸۹ھ / ۱۵۸۱ میں جب اکبر بادشاہ لاہور سے آگرہ میں آیا تو اونسے مرزا طاہر اور محمد شاہ کو ایلچی
بناکے کشمیر بھیجا جب ایلچی بارہ مولہ میں آئے یوسف شاہ نے استقبال کیا اور فرمان شاہی کو
چوم کر سر پر رکھا تسلیمات بجا لایا - اور اپنے بیٹے حیدر خاں و یعقوب خاں کو سفیروں کے ساتھہ
بادشاہ کی خدمت میں بھیجا - یہ دونو بیٹے ایک سال کے بعد کشمیر میں چلے آئے +

سنہ ۹۹۰ھ / ۱۵۸۲ میں یوسف لار میں سیر کرنے گیا اوس کے سفر کے درمیان شمس چک قید خانہ
سے بھاگ کر حیدر چک سے ملا جو کشتوار کو بھاگ گیا کشمیر کی سپاہ نے اونکا تعاقب کیا تو وہ اور آگے
بھاگ گئے - یہ یوسف شاہ سری نگر میں پھر آیا +

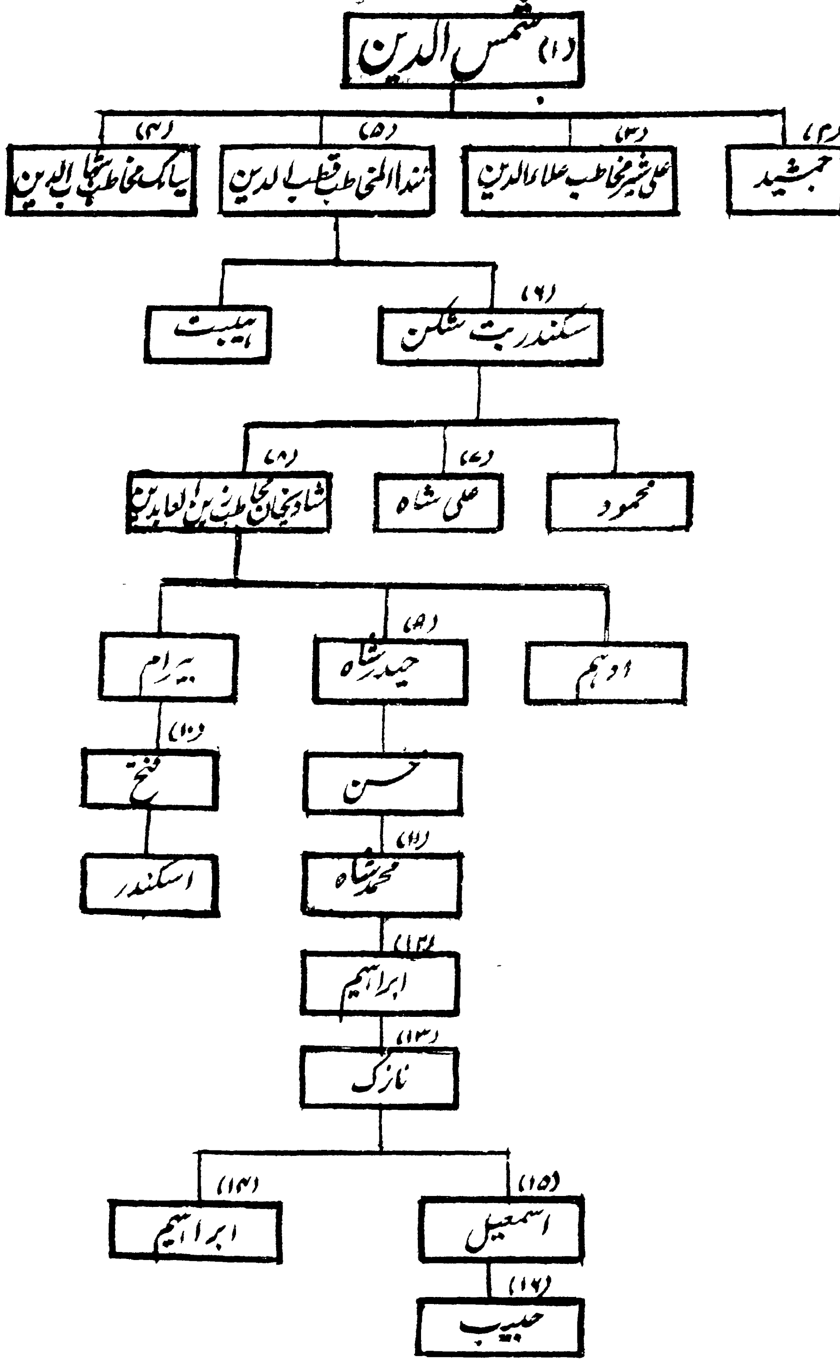
سنہ ۹۹۱ھ / ۱۵۸۴ میں حیدر چک کشتوار میں واپس آیا اور لشکر جمع کرکے کشمیر پر حملہ آور ہوا اسپر
یوسف شاہ نے خود اوسکو شکست دی +

سنہ ۹۹۲ھ / ۱۵۸۵ میں یعقوب ولد یوسف شاہ اطاعت و اخلاص کے اظہار کے لئے بادشاہ اکبر کی
خدمت میں گیا - بادشاہ اسوقت فتح پور سیکری سے لاہور میں آیا ہوا تھا - یعقوب نے اپنے باپ یوسف کو
لکھا کہ بادشاہ کا ارادہ کشمیر میں آنے کا ہے - یوسف شاہ نے اوسکے استقبال کا ارادہ کیا - انہیں
دنوں میں خبر آئی کہ حکیم گیلانی و بہاء الدین برسم ایلچی گری شہنشاہ اکبر کی طرف سے ٹھٹہ میں آئے ہیں
یوسف شاہ ان پاس گیا اور خلعت شاہی پہنا اور مصمم ارادہ کیا کہ بادشاہ پاس جائے - اس
اثنا میں بابا خلیل و بابا مہدی و شمس دولی نے متفق ہوکر کہا کہ اگر تم بادشاہ پاس جاؤ گے
تو تجھکو وہ قتل کرے کے یعقوب کو جو جلد لاہور سے کشمیر میں آگیا ہے بادشاہ بنا دینگے اس خوف سے
اونے اپنی عزیمت میں تعویق کی - بادشاہ کے ایلچیوں کو رخصت کیا اکبر تو کشمیر کی تسخیر پر مستعد تھا
اوسکو یہ بہانہ ہاتھہ آیا - شاہرخ مرزا و شاہ قلی خاں و راجہ بھگوان داس کو کشمیر کے لئے متعین کیا

ابدال پر چڑھ گیا اور ابدال خاں نے اوسکا مقابلہ کیا اور کشتہ ہوا۔ اور سید مبارک کا بیٹا جلال خاں
بھی مارا گیا۔ بعد ازاں علی شاہ کو بطریق شیعہ دفن کیا۔ دو تین مہینے کے بعد سید مبارک خاں و علی خاں
فتنہ پردازی کے لئے آپ بہت سے ہار گئے یوسف شاہ محمد ماکری کے ساتھ اتفاق کرکے اونسے
لڑنے گیا۔ محمد ماکری ساٹھ آدمیوں کے ساتھ قتل ہوگیا۔ سید یوسف شاہ وہاں طلب کرکے ہیرہ پور
میں آیا۔ اور مبارک خاں اوسے لڑنے آیا۔ یوسف شاہ اوسے لڑ نہ سکا موضع برتھال میں آیا۔
جو جنگل میں ہے۔ مبارک خاں یہاں بھی اوسے لڑنے آیا وہ بھاگ کر پہاڑوں میں چلا گیا۔ مبارک خاں
فتح و فیروزی کے ساتھ کشمیر میں آیا۔ اوسنے خان چک ولد نوروز چک کو کسی تقریب میں بلاکر
محبوس کیا۔ اس حرکت سے جماعت چک کو ایسا خوف پیدا ہوا کہ اونہوں نے اتفاق کرکے یوسف شاہ
کو پھر بادشاہ بنانا چاہا۔ پھر ان چکوں میں آپس میں رنج ہوگئی اونھوں نے گوہر چک کو بادشاہ بنانا
چاہا۔ مبارک خاں ان سازشوں سے ایسا رنج ہوا کہ اوسنے یوسف شاہ کو پھر تخت پر بٹھانا چاہا
مگر یوسف شاہ کشمیر سے بھاگ کر بادشاہ اکبر کی خدمت میں فریادی بن کر چلا گیا تھا۔ شہنشاہ اکبر
نے یوسف شاہ کی امداد کے لئے راجہ مان سنگھ اور سید یوسف خاں مشہدی کو ۹۸۶ھ میں فتح پور
سیکری سے لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ اسوقت کشمیر میں لوہر چک بادشاہی کر رہا تھا۔ یوسف شاہ
نے اپنے بیٹے یعقوب کو پہلے بہت جلد کشمیر روانہ کیا تاکہ وہاں جاکر لوگوں کو اپنا طرفدار بنائے
اور لوہر چک کی شاہی میں خلل ڈالے۔ جب وہ خود سیال کوٹ میں آیا سید یوسف خاں مشہدی
اور راجہ مان سنگھ کا وہ مقید نہیں رہا۔ راجوری میں جاکر اوسپر متصرف ہوا۔ لوہر چک نے یوسف
کشمیری کو یوسف شاہ سے لڑنے بھیجا مگر وہ یوسف شاہ سے جا کر مل گیا۔ یوسف شاہ اور گوہر چک
میں آپس بہت بڑی لڑائی ہوئی اور یوسف شاہ کو فتح ہوئی وہ سری نگر میں آیا اور لوہر چک کو پکڑ کر
مقید کیا۔ یوسف شاہ نے تخت پر بیٹھ کر اپنے ہوا خواہوں میں ملک کشمیر کو تقسیم کر دیا اور اپنے
حریف لوہر چک کو اندھا کیا۔

بسنہ ۹۸۵ھ میں شمس چک و علی شیر چک۔ محمد سعادت بہت کو بغاوت کی بدگمانی کے سبب
یوسف شاہ نے مقید کیا۔ حبیب خاں چک خوف کے مارے جھنبر میں بھاگا اور یوسف ولد علی خاں چک

شجرہ شاہان کشمیر ۷۴۷ھ تا ۹۶۷ھ / ۱۳۴۶ء تا ۱۵۵۹ء



یوسف شاہ نے کشمیر سے آکر بارہ مولہ پر قیام کیا جب لشکر بادشاہی ہولیاس پاس آیا جو سرحد کشمیر پر ہے تو سرراہ اوسکے روکے گئے۔ پھر کچھہ دنون بعد برف کا موسم آیا تو راہیں مسدود ہوگئیں حرف صلح درمیان آیا۔ یوسف شاہ بیٹے کو اپنی جگہہ مقرر کرکے راجہ بھگوانداس سے ملنے گیا اور ہر سال کے واسطے ایک خراج معین قبول کیا۔ اور صلح کرلی۔ امراء شاہی اوسکو ہمراہ لیکر بادشاہ پاس لے گئے۔ بادشاہ کو یہ صلح پسند آئی محمد قاسم خاں میر بحر کو دوسرے لشکر کے ساتھہ ۹۹۵ھ میں بھیجا یعقوب شاہ نے جو بادشاہ تھا اوسکو روکا اور بادشاہ کے مقابلہ کے لئے گھات میں بیٹھا۔ سرداران کشمیر جنکو فتنے کا خیال تھا اونہوں نے اصلا اطاعت نہیں کی۔ اس وقت یعقوب خاں سے برگشتہ ہوکر محمد قاسم خاں سے جا ملے بعض نے سری نگر کے شہر میں علم مخالفت بلند کیا یعقوب شاہ نے گھر کے فساد کے مٹانے کو اہم جانا واپس آیا۔ افواج اکبر شاہی کشمیر میں بالکل داخل ہوئی یعقوب شاہ کوہستان کو بھاگا۔ محمد قاسم شہر سری نگر پر متصرف ہوا۔ پرگنات کشمیر پر عمال کو مقرر کیا یعقوب شاہ نے کچھہ دنوں کے بعد جمعیت بہم پہنچا کر محمد قاسم خاں سے لڑا۔ اگرچہ مغل بہت مارے گئے۔ مگر یعقوب خاں نے ہزیمت پائی اور کچھہ جمعیت کرکے سری نگر کو آیا۔ اس دفعہ محمد قاسم خاں لڑ نہ سکا قلعہ ارک میں آیا عرضداشت بھیجکر بادشاہ سے کمک طلب کی۔ بادشاہ نے سید یوسف خاں شہیدی کو حاکم کشمیر مقرر کیا اور قاسم خاں کو بلا لیا۔ جب یوسف خاں شہیدی کشمیر میں پہنچا تو یعقوب شاہ نے محمد قاسم خاں کے محاصرہ سے ہاتھہ اٹھایا اور کوہستان میں بھاگ گیا۔ یوسف خاں مشہدی دو سال تک وسکے پیچھے پڑا پھرا اور جس طرح بن پڑا اوسکو دلاسا دیکر بادشاہ پاس بھیجا غرض پدر و پسر یوسف و یعقوب امرائے شاہی میں داخل ہوئے اور محالات بہار میں جاگیر پائی۔ اس تاریخ سے کشمیر کی شاہی بادشاہان دہلی سے متعلق ہوگئی اس سے پہلے ایک ہزار سال تک کسی بادشاہ نے خطہ کشمیر تسخیر نہیں کیا تھا +

گجرات کی قدرتی حدود

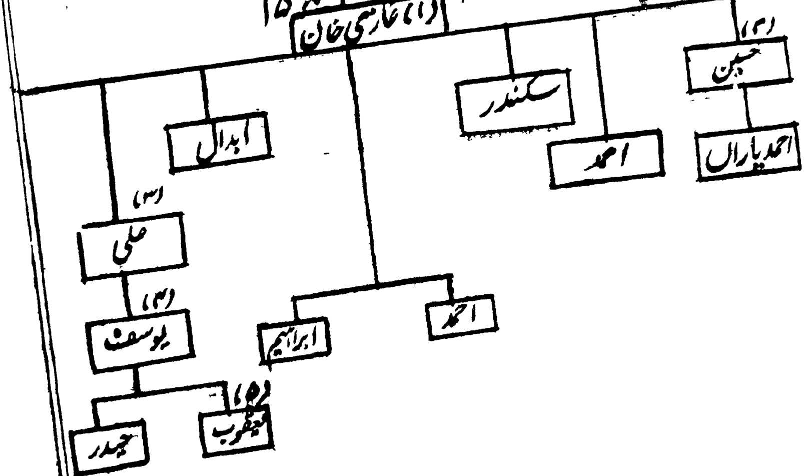
مغربی ہندوستان میں صوبہ گجرات ہے اوسکے دو حصے ہیں ایک حصہ جزیرہ نما ہے یعنے تین طرف پانی سے گہرا ہوا ہے اور ایک طرف خشکی ہے۔ اور دوسرا حصہ ایسا ہے کہ جسکے چاروں طرف خشکی ہے حصہ جزیرہ نما بحر عرب میں واقع ہے جو تقریبًا مقابل ساحل عمان کے نیچے بکران اور سندہ کے ہے۔ گجرات کے حصۂ دوم کی حد جنوبی دریاے نربدا کو ہندو بتاتے ہیں۔ اگرچہ گجراتی زبان جنوب میں دور دور دمن تک بولی جاتی ہے۔ ساحل نربدا سے شمال کی طرف سلسلہ پہاڑ کا جاتا ہے جو بندھیاچل اور اراولی پہاڑوں کو ملاتا ہے وہ گجرات کی مغربی و شمالی سرحد ہے اوس کو مالوہ اور میواڑ و مارواڑ سے وہ جدا کرتا ہے خلیج کچھہ اور نمک زار رن اوسکی شمالی مغربی و مغربی سرحد ہے۔ بحر عرب و خلیج کھنبات کے پاس اوسکے جنوب مغربی حد کو دہوتے ہیں گجرات پر ہمیشہ حملے شمال مغرب سے ہوتے رہے ہیں جہاں جنگل اور بار سے کوہ آبو کے درمیان ایک ریگستان ہے۔ یہ سمت اوسکی ضعیف ہے۔

کوہستان جو گجرات کو شمال و مشرق کی طرف محدود کرتے ہیں اونکی بہت شاخیں دیس کے ان حصوں میں پھیلتی ہیں جو اونکے نزدیک ہیں وہ نشیب و فراز و ناہمواری کے سبب سے گذار دشوار ہیں۔ کوہستان کے کھندانے اور وادی جو انکے بیچ میں ہیں وہ جنگل سے گھرے ہوئے ہیں۔ ان درختستانوں کے تاریک سایہ میں کئی دریا نکلتے ہیں جنکے اونچے کناروں کے ہمسایہ میں لمبے اور عمیق کھندانے اور پیچدار غار اور پہاڑ ہیں اور اونمیں درختستان ایسے ہیں کہ جنمیں گذارا نہیں ہوسکتا۔ جب یہ دریا پہاڑوں سے اوترکر اور درختستانوں سے گذر کر میدان میں آتے ہیں وہ چوڑے ہوجاتے ہیں اور اونکی وحشت کم ہوجاتی ہے وہ ان تین دریاؤں میں ملجاتے ہیں سابھرمتی۔ ماہی۔ نربدا۔ اور آخر ان سب دریاؤں کا پانی خلیج کھمبات میں پہنچ جاتا ہے۔ گجرات کا تقریبًا کل حصہ جنوب مغربی رن کچھہ سے دریاے نربدا کے کناروں تک اور جزیرہ نما حصہ کے الگ ہے اور شمالی و مشرقی ساحل خلیج کھمبایت کے درمیان نشیب میں

خاندان چک کا شجرہ

سنہ ۹۶۷ھ سے ۹۹۵ھ

۱۵۵۹ سے ۱۵۸۶



گجرات کی تاریخ ہندؤنکی زمانہ کی

سنسکرت مین گو کوئی کتاب تاریخ کے طرز پر ملک گجرات کے باب مین دستیاب نہوتی ہو مگر
ہر بھی بعض کتابین ایسی ہین کہ اوس سے آئین و قوانین - رسم و رواج - راجاؤن کے نام اور
نکے زمانے صحیح صحیح معلوم ہوتے ہین گو اونکے فنانِ روایون کی ستایش مین دفتر کے دفتر
یاہ ہوئے ہون اور اونکے بُرے کامون پر کالا پردہ ڈالا ہو - ہندی نامون مین سب سے بہتر
رتن مالا ہے جیسے کوئی دودہ سے ملائی اور گھی کو نکال کر مٹھا کو الگ کر دیتا ہے اور ایکھ مین سے
س کو چوس کر پھوک کو پھینک دیتا ہے - خاک سے سونے کو نکال کر خاک کو خاک مین ملا دیتا ہے اور
اج کو نکال کر بھوسہ کو علٰحدہ کر دیتا ہے - اور تلون سے تیل نکال لیتا ہے - ایسے ہی مصنف نے
مام پہلی کتابون کو مطالعہ کیا اور مضامین کو اخذ کر کے اپنی کتاب مین لکھا - جیسے فرمانروایون
ہ مصنف نے قدرشناسی کر کے مدح و ثنا مین زبان کھولی ہے ایسے ہی اپنی تعریف مین بھی یہ
یت گایا ہے کہ جیسے سمندر کی جاترا کرنے سے ساری جاترائین ہو جاتی ہین - امبرد سے (ستا
امرت پھل) کھانے سے کسی اور خوراک کی ضرورت نہین رہتی - سنگ پارس کے پاس ہونے
ساری دولت بس مین آ جاتی ہے ایسی رتن مالا کے پڑھنے سے ساری کتابین مطالعہ مین
جاتی ہین اگر آدمی کی آگاہی بے انتہا ہو لیکن اوسنے رتن مالا نہ پڑھی ہو تو وہ ایسا ہی ہے
یسے سنگ مرمر کا حوض جسمین پانی نہ ہو - یا بڑا مندر ہو جسمین مینار نہ ہو مگر افسوس یہ کہ اس
تن مالا مین ایک سو اسی انمول رتن تھے جنمین سے آٹھ باقی ہین اس کا مصنف بہت بڑا
رشنا جی ہے - وہ گجرات کے سولنکھی فرمانرواؤن کی بڑی تعریف کرتا ہے - اور کتابین
ین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ملک گجرات مین جین اور برہمن کے مذہب رواج تھے وہ ایکدوسرے کے
ے استیصال کے درپے رہتے تھے ہمیشہ اونکے درمیان جنگ و پیکار رہتی تھی - ایک
وسرے کے عبادت خانون کو مسمار کرتے تھے جنکے کھنڈر ابتک موجود ہین - ابتدا مین
ین مت کا ستارہ چمکا اور آخر کو برہمن مت کا عروج ہوا - گجرات کی دار السلطنت ملبھی پور کو ملیچھون نے

میل پھیل کر نہایت سرسبز وشاداب ہتا ہے خاص کر وہ حصہ کہ سابھرمتی اور ماہی کے درمیان
واقع ہے۔ وہ عمدہ آموں ورمیوہ دار درختوں کے جھنڈوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ ان کے تیون کا
بڑا شوخ رنگ ہوتا ہے۔ کوہستانی اضلاع ۔ جہاں کھیتی ہوتی ہے وہ نہایت سرسبز وشاداب
ہوتے ہیں یہاں کاشتکاری بڑی احتیاط سے ہوتی ہے اور فصلیں خوب ہوتی ہیں۔ آب
اور اور درختوں کی بڑی کثرت ہی سطح زمین کہیت لہلہاتے ہوئے اور پہاڑوں پر درخت برابر
بڑی خوشنما بہار دکھاتے ہیں +

چھوٹے رن کچھ کی انتہا سے جنوب مشرقی سمت میں میل پر ایک بڑا تال آب شور کا
شروع ہوتا ہے وہ خلیج کھنبائت کی سرکی طرف پھیلتا ہے اور وہ حد فاصل گجرات خاص
اور جزیرہ نما سورتھ یعنے کاٹھی وار کے درمیان ہوتا ہے۔ غالباً پہلے زمانہ میں تھا ایک جزیرہ تھا
خلیج کھنبائت کے مغربی کنارہ پر بھون نگر سے چند میل فاصلہ پر ایک سلسلہ پہاڑیوں کا ہی جو ہموار ملک میں
کرشل ساکن تالات کے ہی معلوم ہوتا ہی کہ مجموعہ جزیرہ وں کا امواج پر تیر رہا ہی انکی چوٹی پر جو موضع جپاردی
کے قریب ہے ایسا تماشا دکھائی دیتا ہی کہ ہندوستان کم تر مقاموں میں نظر آتا ہے مقامات اسکے تماشات
تواریخ اور افسانے طرح طرح کے سامنے لاتے ہیں +

نقشہ میں ان مقامات کو خوب دیکھ لو جنکا ذکر تاریخ میں آئے گا۔ بھون نگر۔ بندرگاہ گوگو
چھوٹا سا جزیرہ پیرم۔ ولبھ جس میں بالفعل ایک راجپوت گوہل رئیس ہے وہ قدیمی شہر
ولبھی پور کی یاد دلاتا ہے سیہور۔ پالی تانا تھا یہاں جین مت کے بڑے عبادت خانے
ہیں۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ ہندوستان کے طول عرض میں سندھ سے لیکر گنگا تک اور ہمالیہ کی
برفی چوٹیوں کے ملک سے کنواری رود راس تک جو اوس کی دولہن ہو گی کوئی شہر ایسا
نہ تھا جو کبھی نہ کبھی اوس کی عمارات کی جو پالی ٹانا کے پہاڑی پر تاج داری کر رہی ہے
اپنی دولت سے مدد نہ کرتا ہو +

بنیاد کی دیواریں ساڑھے چار فیٹ آنا کی مٹی اور پکی اینٹوں کی بنی ہوئی نظر آتی ہیں
خندق کی صورت کان کی سی ہے اور وہ ایسی گہری ہیں کہ پانی نکل آیا ہے۔ غرض یہ
ہے تین چار میل تک جابجا اینٹوں کی دیواریں موجود ہیں اینٹ کا ۱۶ انچ کا طول اور
۱۰ انچ کا عرض اور تین انچ کی موٹائی ہے۔

۱۳۵ء میں
کرنیل ٹوڈ کی تحقیقات یہ ہے کہ مملکت کوشل میں اجودھیا راجہ رامچندر کی راجدہانی تہی
یہاں سے سورج بنسی راجاؤں میں سے ایک راجہ نے ترک وطن کیا۔ اور دیہات میں چلا گیا۔ یہ
ایک مشہور جگہ ہے جہاں پانڈو کے بیٹے جلاوطنی میں آنکر ٹھیرے تھے۔ اور وہ اس جگہ تھا
جہاں اب شہر مونگا ہے۔ اوسنے پرمار راجہ سے سلطنت کو چھین لیا اور ورنگر کو آباد کیا۔ چار
پشت کے بعد اوسکی اولاد میں سے دیجا نے وجیا پور اور دربا آباد کئے (دربا کو سیہور کہتے
ہیں) اور اسی بنس نے مشہور شہر ولبھی پور اور گجنی کو قریب کھنبایت کے آباد کیا ولبھی پور کے
ساتھہ گجنی بھی برباد ہوگئی۔ ایک اور جگہ کرنیل ٹوڈ صاحب لکھتا ہے کہ سوراسٹر میں کنک سین
چلا گیا اوسنے وہاں سکونت اختیار کی جہاں اب شہر دھانک ہے جسکو پرانے زمانہ میں مونجی
پٹن کہتے تہے۔ اوسنے ملک کھیتر فتح کر لیا (جسکو اب بھال کہتے ہیں) اوسکے بنس نے اپنا
نام بال جیوت رکھا جب ولبھی پور غارت ہوا تو کچھہ باشندے اوسکے پٹن میں چلے گئے
پٹن جینیوں کا شہر سمیواڑ اور مارواڑ پر ہے۔ اور اور باشندے سندیرا اور ندڈول میں
ہیں چلے گئے +

جین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سمت ۳۷۵ (سنہ ۳۱۹ء) میں ولبھی پور غارت ہوا اور
اور شترجی مہاتما سمت ۴۷۷ (سنہ ۴۲۱ء) میں بتاتے ہیں کہ شیلادیتا نے پہاڑوں پر
معبدوں کو پھر قایم کیا۔ یہاں کے اٹھارہ فرمانرواؤں کے نام پتروں اور کتابوں سے معلوم
ہوتے ہیں جنمیں والڑو کے نام کے ساتھہ سیناپت لکھا ہے اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوئیں
کے برمار فرمانرواؤں کے ماتحت تہے اور باقی ناموں کے ساتھہ مہاراجہ کا لفظ لکھا ہوا ہے
بعض کے نام کے ساتھہ شری بھٹ ٹارک یعنی مشہور جنگ آزما تحریر ہے۔ اکثر انمیں شو کی

برباد کردیا۔ اب یہ کچھ معلوم نہیں کہ کون تھے۔ انگریزی مورخوں میں کوئی اپنے قیاس سے اہل ستھیا کو کوئی اہل باختر کو کوئی اہل ایران کو بتاتا ہے +

ولبھی پور کی تباہی کے باب میں جین کی کہانیوں سے برہمنوں کی زبانی روایات مختلف ہیں وہ پیرایہ تاریخی سے بالکل معرا ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ڈھنڈلی مل ایک یا صنت گرو تھا ایک چیلے کو ساتھ لیکر ولبھی پور میں آیا اوسنے یہاں شہر کے پاس اپنا استھان بنایا۔ چیلا شہر میں بھیک مانگنے گیا مگر کسی نے اوسکو کچھ نہ دیا تو وہ جنگل میں گیا لکڑیاں کاٹیں اور انکو شہر میں لیجا کر بیچا۔ اوسکی قیمت سے آٹا خریدا۔ اب کوئی اسکی روٹی نہ پکاتا۔ آخر کو ایک کمہاری نے اوسکی روٹی پکائی۔ چند روز تک وہ یہی کرتا رہا۔ اوسکے سر کے بال اس بوجھ کے اٹھانے سے اڑنے شروع ہوئے گرو نے چیلے سے پوچھا کہ تیرے سر کے بال کیوں اڑ گئے۔ اوسنے کہا کہ جناب اس شہر میں کوئی خیرات نہیں دیتا اسلئے میں مجبور لکڑیاں کاٹتا ہوں اور بیچتا ہوں اور کمہاری سے روٹی پکواتا ہوں۔ اس بوجھ اٹھانے کے سبب سے سر کے بال اڑ گئے ہیں۔ گرو نے کہا کہ میں خود بھیک مانگنے جاؤنگا وہ شہر میں گیا کسی نے اوسکو سوا اس کمہار کے کچھ نہیں دیا۔ تو وہ بہت کروده (غصہ) میں آیا۔ اور کمہار سے کہلا بھیجا کہ تو اپنا کنبا لیکر شہر سے باہر چلا جا۔ اسی دن یہ شہر غارت ہوگا۔ کمہار ولبھی پور سے اپنے جورو اور بیٹے سمیت باہر چلا گیا گرو نے کمہاری سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ تو شہر کی طرف کبھی نہ دیکھنا۔ مگر جب وہ شہر بھوں نگر کے قریب پہونچی تو اوسنے مڑ کر ولبھی پور کی طرف دیکھا تو وہ فوراً پتھر کی مورت ہوگئی۔ ابتک اسکی پوجا ہوتی ہے اوسکا نام رووا پوری ماتا رکھا گیا ہے۔ پھر گرو نے ایک بنئے کا برتن لیا اور اوسکو اوندھا کر کے رکھا اور کہا شہر اسطرح اولٹا ہوجائے اور اوسکی دولت مٹی ہوجائے اس وقت ولبھی پور غارت ہوگیا۔

زمانہ حال میں قصبہ ولبھ کے گرد شمال اور مغرب میں ببول کے درختوں کا ایک جنگل ہے اس میں سب طرف سڑکیں بنی ہوئی ہیں اوسکے اندر ولبھی پور کے کھنڈروں کا بڑا حصہ نظر آتا ہے اس جنگل میں بہت جگہہ کھود کر عمارتوں کے لئے مصالح نکالا گیا ہے۔ وہاں

ان موتیوں کی وہ لڑی بناتے ہے جنکو شاعروں کی ذہانت نے بنیدھا ہے +
سمت ۵۵۲ (سنہ ۴۹۶ع) میں کلی آن (قنوج) میں راجہ بھوور سولانکھی راج کرتا ہے۔ ہمیشہ اسکے
گرد سولہ سپہ سالار رہتے ہیں۔ وہ راجہ کے دولت خواہ نیک خواہ ہیں۔ ان سب میں میر امیر الامرا
ہے وہ باہر کسی خدمت پر نہیں بھیجا جاسکتا۔ اور باقی اور سپہ سالار دشاؤں پورب پچھم اُتر
دکھن میں بھیجے جاتے ہیں۔ گرد نواح کے راجوں میں صرف گجرات اوسکے ہاتھ سے بچا ہوا تھا۔
یہاں راج چوربنس کا تھا۔ پنچا سورا اوسکی راجدھانی تھی۔ اوسکا نام جے شنکر تھا۔ اوسکی بیوی
روپ سندری تھی جسکا سگا بھائی سورپال اسکا منتری اور مدار المہام تھا۔ وہ قوی جسیم
زیرک تھا۔ سپاہ و خزانہ اُس پاس بہت تھا۔ راجہ بھوور کو اوسکے سرداروں نے دانستہ گجرات کے
راج سے مطلع نہیں کیا تھا۔ یہ راجہ جانتا تھا کہ ساری دنیا میرے راج میں ہے۔ وہ علم کا
قدرشناس ایسا تہا کہ اس پاس ارباب کمال اور صاحب علم و ہنر چاروں طرف سے ایسے دوڑے
آتے تھے جیسے کہ برسات کا پانی سمندر میں دوڑا جاتا ہے۔ اسکے دربار میں کام راج بڑا شاعر
نغز گفتار تھا۔ ایک دن راجہ ایک باغ میں بیٹھا تھا اور راجہ کرن ویبھداور سارے امیر وزیر
و عالم فاضل شاعر یہ سب اسکے گرد موجود تھے کہ ایک اجنبی شاعر نے آنکر اوسکی مدح میں نظم بنائی
اوسکی شاعری سے راجہ بڑا خوش ہوا اور اپنے دربار کے شاعروں پر فرمایش کی کہ اس کی
نظم کے جواب نظم میں لکھیں مگر کوئی نہ لکھہ سکا۔ پھر شاعر سے راجہ نے اسکا حال پوچھا تو شاعر
نے جواب دیا کہ میرا نام شنکر ہے میں گجرات سے آیا ہوں جو دنیا میں سب سے زیادہ سرسبز شاداب
و دولت مند ملک ہے۔ پنچا سورا اوسکی راجدھانی ہے جسکے باشندے اس عیش و آرام سے
رہتے ہیں کہ فردوس کی پروا نہیں کرتے۔ جے شنکر راجہ چوربنس کا راج کرتا ہے۔ اُس کی
مہارانی روپ سندری ہے جسکا بھائی سورپال راجہ کا منتری ہے۔ جے شنکر و سورپال دونو ملک
اکاش کے راجہ کے ٹکڑے اڑا سکتے ہیں مگر اونکو اسکی حاجت نہیں ہے اسلیئے کہ گجرات
ان پاس ہے جو سارے عالم کی اصل ہے۔ راجہ نے شاعر سے گجرات کا حال سنکر موچھوں کو تاؤ دیا
راجہ بھوور راج اس جلسہ سے خوش نہ ہوا۔ اُٹھکر اپنے محل میں گیا۔ شام کو سب سامان جنگ کی تیاری کا

پیروی کرنے والے ہیں حسینیوں نے جو ہندوستان کا حال یہ لکھا ہے اُسسے معلوم ہوتا ہے کہ
سنہ ٦١٠ – ٦٤١ء تک میں ٹھیک ہی کے راج میں ہندوستان میں بڑی بلائیں نازل ہو رہی تھیں مہاراجہ
شیلادیتا نے جنگ عظیم کی اس زمانہ میں جو چینی سیاح بدھ مت کا پروہت ہای یوا ین
تھانگ ہندوستان میں آیا تھا وہ یہ لکھتا ہے کہ ملک ولبھی پور کا احاطہ چھہ ہزار لیگ سے زائد
ہوتا ہے اِس ملک کی دارالسلطنت کا محیط تیس لیگ کے قریب ہے (لیگ ۳ میل کا) اس ملک میں
آفتاب وہی چیزیں اور ویسی گرمی سردی گرمی پیدا کرتا ہے جیسا کہ ملک مالوہ میں اور یہاں کے
باشندوں کے اوضاع و اطوار صورت شکل اخلاق بھی اہل مالوہ کے متماثل ہیں باشندوں
کی کثرت ہے۔ مالدار خاندان بہت ہیں سو گھروں سے زیادہ کروڑپتی ہونگے ۔ دور دور کے ملکوں
کی دولت یہاں جمع ہونے کے لئے آتی ہے ۔ یہاں سو سے زائد کلیسا (بدھوں کے صومعہ) ہیں
چھہ ہزار سے زیادہ بدھ ہونگے واعظ ہیں جو مقدس کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں کئی سو معابد
دیوتاؤں کے ہیں۔ اہل بدعت یہاں بہت ہیں جب آدمیوں کی دنیا میں بدھ تھا تو اکثر وہ اِس
ملک میں آیا کرتا تھا جن درختوں کے نیچے وہ آکر بیٹھا کرتا تھا۔ اونکے پاس راجہ اشوکا نے مینار
بنوائے ہیں کہ جنسے بدھ کی نشست کی جگہہ پہچانی جائے ۔ یہاں چھتری راج کرتے ہیں ملک
مالوہ کے راجہ شیل دیتا کا بھتیجا پہلے یہاں راج کرتا تھا اب قنوج کے مہاراجہ شیل دیتا کا داماد
راج کرتا ہے اسکا نام ڈرووبھٹ ہے یہ ولبھی بنس کا گیارہواں راجہ تھا اس بنس کا آخری
راجہ شیل دیتا چہارم تھا جسکے عہد میں یہ دارالسلطنت تباہ و خاک سیاہ ہوا۔

جی شکر جوڑہ مہاراجہ پنچاسورہ

ولبھی پور سے پنچاسورا میں قریب رن کچھہ کے شہری نل سوری اور بڑے آدمی بھاگ کر
گئے۔ اب یہاں ہم رتن مالا مصنفہ کرشناجی برہمن سے جسکا اوپر ذکر ہوا نقل کرتے ہیں +
وہ لکھتا ہے کہ سولانکھی بنس بڑا نامور ہے وہ دیوتاؤں کا بنس ہے بسدھ راج اسکی
روشنی ہے۔ وہ اپنے مریدوں کا مددگار ہے ۔ بہادروں کے حال بیان کرنے میں وہ خود سرتی
(بلاغت کی دیوی) ہے ۔ پہلے شاعروں نے تصنیف کی راہ کو ہموار کیا ہے اوسپر چلنے والا بھی ہے

مگر سب نے بالاتفاق کہا کہ ہم راجپوت ہیں ایسے عالی خاندان ہیں کہ مرنے کو موجود ہیں کون ایسا ہوگا کہ ضرورت کے وقت میں بھاگ کر یہ بے غیرتی اپنی کریگا کہ اوسکے گوشت کے کھانے سے کوے بھی نفرت کرینگے اور ایک کروڑ دن وہ جہنم میں رہے گا۔ محاصرہ پر باون دن گذر گئے تو یہ تجویز ہوئی کہ سورپال کو رشوت دیکر کام نکالا جائے کسی درخت کے دودھ سے ایک خط لکھکر اوس پاس بھیجا گیا جسپر اوسنے زعفران ڈال کر پڑھ لیا - راجہ بھوج کی بات کو سورپال نے مانا نہیں اور اوسکو لکھا کہ میں اور جے شکر ایسے آپس میں متحد ہیں کہ وہ اسے کبھی جدا نہیں ہوسکتے جیسے کہ دودھ و پانی ملکر پھر علیحدہ نہیں ہوسکتے - میں اشراف زادہ ہوں - بھلا یہہ دغا کا کام مجھہ سے کیسے ہوسکتا ہے - اگر تینوں لوک کا راج دیا جاے تو اوسکو کوئی اشراف نہیں قبول کریگا کوئی نطفہ حرام اسے منظور کریگا -

جے شکر کے لشکر میں رات کو مہابھارت کے اشلوک پڑھے گئے بھیم کی مہمات کے بیان نے سپاہ کو جنگ پر مشتعل کیا - انکو لڑائی کے شوق میں رات کا کاٹنا مشکل ہوگیا - صبح کو دونو سپاہیں آپسمیں ایسی ٹکرائیں جیسی کہ گھٹا کے بادل اونکے ہتیار ایسے چمکتے تھے جیسے کہ بجلی اونکے چلنے سے زمین ایسی گونجتی تہی جیسے کہ بادل گرجتے ہیں - جنگی باجے نامردونکو مرد بنا رہے تہے - اور تیروں اور غلولوں کا موسلادہار مینہ برس رہا تہا - تیر و برچھی و ترسول سے لڑتے تھے - ہاتہی ہاتہیوں پر اور گہوڑے گہوڑوں پر - اور رتھ بان رتھ بانوں پر — کچلکچا کے ملتے تھے - خون کے دریا میں مردے بہتے تھے - جتنا جنگ کا غل شور بڑہتا تہا اوتنے ہی بہادر ہنستے تہے سپاہ کے کارفرما کم شوقینوں کی ہمت بندہاتے تہے - بہادروں کو شاباش دیتے تھے - اور جے جے پکارتے تھے اور کہتے تہے کہ اب ہم پھر آپسمیں نہیں ملینگے اس دنیا میں شہرت حاصل کرلو اور اوسکے ساتھہ بہشت بھی لو - دیوتاؤں اور آدمیوں سے اپنی تعظیم دنیا و عقبے میں کراؤ - غرض انجام لڑائی کا یہ ہوا کہ راجہ بھوراج قلعہ کے اندر گھس گیا +

جے شکر نے دیکھا کہ اب میری سپاہ میں بہادر بہت کم رہ گئے ہیں اب فتح کی کوئی امید باقی نہیں

حکم دیا جب سپاہ و سامان سپاہ مہیا ہو گیا تو وہ جے شنکر پر حملہ کرنے کو گیا - اس اثنا میں شنکر شاعر نے بھی اپنے راجہ جے شنکر کو جا کر اطلاع دیدی تھی کہ راجہ بھوورراج اوسپر حملہ کرنے کو ہے +

راجہ بھوج کی سپاہ آگے بڑھی چلی جاتی تھی سوار اور ہاتھی اس میں بہت تھے - چار ہزار جنگی رتھ تھے اسقدر سپاہ تھی کہ جہاں وہ گذرتی تھی تو تر زمین خشک ہو جاتی تھی اور خشک زمین تر ہو جاتی تھی وہ لوٹتی مارتی بچاسورسے جہہ میں پہنچی - یہاں سے سارے ملک کو لوٹنا اور عورتوں اور مردوں کو قید کرنا شروع کیا - میر کو سرلشکر مقرر کیا +

جب جے شنکر نے یہ حال سُنا تو وہ سر سے پاؤں تک غصّے کے مارے جل اوٹھا - اوس نے میر کو ایک خط بہیجا جسمیں لکھا کہ غریبوں پر ظلم کرنا جواں مردوں کا کام نہیں ہے تیرا حال کُتّے کا سا ہے کہ جو شخص اوسکو پتہر مارتا ہے تو وہ پتہر کو بجائے پتہر مارنے والے کے کاٹتا ہے - میر نے اسکو جواب میں لکھا کہ تو یہاں منہ میں تنکا لیکر آ - اور بھوورراج کی اطاعت کر اور قدموں پر سر جہکا (منہ میں تنکا یا گھاس لیکر آنے کے معنی یہ ہیں کہ جانوروں کی طرح اطاعت کرنا)

جسوقت میر کا جواب آیا تو سوریال موجود نہ تہا - اوس نے راجہ کو کچھہ خبر بھی نہ کی اور اوسنے حملہ آوروں کے لشکر پر دفعتہً شب خون مارا - دشمن لڑنے کے لئے تیار نہ تہا - کچھہ فوج پاس کے دہات کو غارت کرنے گئی ہوئی تھی - کچھہ کہا پی رہی تہی کچھہ سوتی تہی کچھہ ناچ رنگ میں لگی ہوئی تھی سوریال کے سپاہیوں نے تلواریں ہاتھوں میں لیکر دشمنوں کو اسطرح کاٹ ڈالا جیسے گھسیارا گھاس کو کاٹتا ہے - دشمن کا سارا لشکر ایسا پراگندہ ہو گیا جیسا ہرنوں کا گلہ شیر کے آنے سے بے تحاشا بھاگتا ہے - میر جو میر لشکر تہا یہ سمجھہ کر کہ میرا منہ کالا ہو گیا - اپنے راجہ کی دار السلطنت سے آٹھہ دن کے رستہ پر اُلٹا چلا گیا - راجہ بھوورراج خود میر کے لشکر میں آیا - اوسنے اپنی منفرق سپاہ کی تسلی کی اور سمجھایا کہ ہار کر فتح کی تمہید ہوتا ہے - کوئی ہتیار سخت صدمہ جب تک نہیں پہنچا سکتا کہ اوٹھایا نہ ہوے - غرض راجا سپاہ کو سمجھا سمجھہ کر خود بچاسورا پر لے گیا - اور اوسکا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا میر کے ایک حملہ کو سوریال نے دفع کیا بچاسورا کے راجہ نے لڑنے والوں کو جمع کیا اور اون سے کہا کہ جنکو اپنی جان عزیز ہے وہ چلے جائیں -

سبب سے اوسکے ہاں مہمان جب تک رہی کہ اوسکے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔
جب بیٹا چھ برس کا ہوا ایک جینی جتی کا گذر جنگل میں ہوا اوس نے اس لڑکے کو دیکھا کہ پنگھوڑے میں جھول رہا ہے۔ اوسنے روپ سندری اور اس لڑکے کا احوال دریافت کیا اور رانی کی بڑی تسلی کی اور اوسکو شہر میں لے آیا۔ لڑکا جنگل میں پیدا ہوا تھا اسلئے اُس کا نام بن راج (یعنی جنگل کا راجہ) رکھا گیا جب اس لڑکے کا حال سوریاپال کو معلوم ہوا تو وہ اوس کو پوشیدہ اپنے پاس لے گیا۔ اور چودہ برس کی عمر تک اس کو اپنے پاس رکھا۔ یہ لڑکا شیر کی طرح بڑھا ہمیشہ بہادری اور شہ زوری اور ہوشیاری دکھاتا۔ اور اپنے راج کے دوبارہ حاصل کرنے کی دُھن میں لگا رہتا +

بن راج کا تذکرہ

گجرات کی زبانی حکایات اور جین کے بیانات سے جو بن راج کے حالات معلوم ہوتے ہیں وہی رتن مالہ میں لکھے ہیں۔ چاپت کٹ یا چورا کی قوم میں پنچاسورا کا راجہ تھا اس قوم کی اصل دریاء سند ممالک مغربی میں تھی۔ نہ وہ سورج بنسیوں سے اور نہ چندر بنسیوں سے علاقہ رکھتی تھی وہ صرف مغربی ہندوستان سے تعلق رکھتی تھی۔ جے شکر یا جس راج چورا سے پہلے جو راجہ تھے وہ دیو اور پٹن سومنات کے راجہ تھے۔ یہ دو بندرگاہ بحری ساحل سورٹھ پر واقع ہیں اور بلبھی پور کے مہاراجوں کے ماتحت تھی بلبھی پور کے غارت ہونیکے بعد چورا پنچاسورا کو جو معرض خطر میں نہ تھا چلے گئے۔ جین اور اور رعایا بلبھی پور کی جسکا ذکر اوپر ہوا ہے اونکی حمایت سے مستفید ہونے کے لئے وہاں چلی گئی پنچاسورا اب بھی ایک گاؤں نواب رادھن پور کی ریاست میں ہے جو چھوٹی رن کچھ کے کنارہ پر ہے۔ پنچاسورا سے چند میل پر بن راج کی جنم بھوم موضع چندور میں ہے اور اوسکے بچپنے میں رہنے کی جگہ وندھ ہے +

وہ جین جتی جس نے بن راج کو پالا پوسا شیل گن سوری تھا۔ ابتداء عمر میں اسی جتی کے صومعہ میں بن راج رہا اور اپنی اصل کو جھوٹ بتلاتا رہا جب ہوش سنبھالا تو ماموں کے ساتھ لوٹ مار میں شریک ہوا جسمیں اوسنے اپنی ذاتی شجاعت کو دکھایا اور اپنے رفیقوں کی

اوسنے سورپال کو بلا کر منت کرکے کہا کہ تو اپنی حاملہ بہن روپ سندری کو کسی ایسی جگہ پہنچا دے کہ وہ امن سے رہے اور میری نسل منقطع نہ ہوجاے۔ اگر ایسا ہوگا تو دشمن بے کھٹکے راج کریگا غرض بہت ہی بحث و تکرار کے بعد سورپال بہن کو جنگل مین چھوڑ کر خود لڑنے کو آیا۔ اس اثنا میں راجہ بھوبڑ راج نے جی شکر پاس پیغام بھیجا کہ وہ قلعہ مجھے حوالہ کرے اور خود دستور کے موافق اطاعت کرے کہ میرے پاؤں میں آن گرکرے اور تنکا منہ میں لے جی شکر نے جواب دیا کہ میں اس طرح کی اطاعت سے مرنے کو اچھا جانتا ہوں اور گجرات دیگر فردوس کا لینا مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے غرض اوسنے بہادرانہ لڑکر جان دی۔ راجہ بھوبڑ راج اوسکے محل پر پہنچا وہاں عورتوں نے بھی مسلح ہوکر اوسکا خوب مقابلہ کیا اور ایک دفعہ دشمن کے لشکر کو شہر کے دروازہ سے باہر کردیا اور اپنا مطلب اعظم یہ حاصل کیا کہ خاوندوں کی لاشوں کو میدان جنگ سے وہ لے آئیں اور چتا بناکے اونکے ساتھ ستی ہوگئیں پھر بھوبڑ راج آیا خود راجہ جے شکر کے مرنے کی مراسم کو ادا کیا جسسے اوسکی بڑی نیک نامی ہوئی +

کچھہ اور سورٹھہ کے فرمان دہوں نے راجہ بھوبڑ کی اطاعت کی۔ اوسنے یہاں گجرات میں رہنے کا ارادہ کیا مگر اعیان سلطنت نے سمجھایا کہ سورپال جیتا ہے پہلو میں کانٹا سا چبھتا رہے گا اسلئے راجہ نے یہاں محصول مقرر کرکے مراجعت کی۔ سورپال جب بہن کو جنگل میں چھوڑ کر آیا تو راجہ مرچکا تھا۔ اوسنے ارادہ کیا کہ راجہ کی طرح میں بھی لڑکر مرجاؤں پھر وہ سوچا کہ اگر میں مرجاؤں گا تو راجہ بھوبڑ بے کھٹکے راج کرے گا جو کچھہ ہونا تھا ہوچکا۔ اب آیندہ کے لئے تدبیر کرنی چاہیئے۔ اگر خوش اقبالی سے میری بہن کے بیٹا پیدا ہوا تو میں گجرات کی پھر سلطنت حاصل کرلونگا۔ میری اعانت بغیر یہ کام نہ ہوسکے گا۔ یہ سوچ کر وہ بہن کی تلاش کو گیا مگر وہ نہ ملی بعض کہتے ہیں کہ وہ شرم کے مارے بہن کے پاس نہیں گیا۔ گرنار کے پہاڑوں میں اُس نے سکونت اختیار کی۔ اب روپ سندری کا حال سنو کہ جنگل میں ایک بھیلنی نے اُسے دیکھہ لیا اسکو رانی سمجھہ کر یہہ اوس سے بولی کہ تو میرے ساتھہ جنگل میں رہ یہاں پھول پتے پھل کھانے کے لئے اور پہاڑ امن سے رہنے کے واسطے موجود ہیں۔ رانی اس بھیلنی کی منت سماجت

اب اوسنے شیل گن سوری کی طرف التفات کیا - اب تک اوسکی ماروپ سندری اسی جینی
کے پاس تھی اور جین مت میں وہ بڑی گرم جوش تھی - یہ بوڑھی رانی اور اسکا گرو اس
صنم کو جسکی وہ پرستش کرتے تھے انہل پور میں لائے - اور اوسکے واسطے ایک بڑا مندر
بنا اور اسکا نام پنچاسور پارس ناتھ رکھا گیا - اور اس میں بن راج کی مورت بھی پوجاری
کی صورت میں رکھی گئی - اسکا مذہب جین اور برہمن مذہبوں کے درمیان میں رہا

بن راج سنہ ۶۹۶ء میں پیدا ہوا اور انہل وارہ میں ۶۰ سال سلطنت کی سنہ ۷۵۶ء میں مر گیا
اور اوسکے تخت پر جوگ راج (یوگ راج) اسکا بیٹا بیٹھا

بن راج کا حال آئین اکبری میں ابوالفضل نے اس طرح لکھا ہے کہ ہندی ناموں میں
لکھا ہے کہ سمت ۸۰۲ (سنہ ۷۴۶ء) میں بن راج نے اول سراج دولت کو فروغ دیا - و
گجرات کی ایک جدا سلطنت بنائی - راجہ سری بھوردیو مرزبان قنوج نے اپنے نوکر
سامت سنگھ کو بدگوہری و بد اندیشی و فتنہ انگیزی کے سبب سے مار ڈالا - سارا گھر بار لوٹ لیا
اوسکی بیوی حاملہ تھی - گوشہ ناکامی پاؤں میں چبھ رہا تھا وہ گجرات میں آئی اور صحرا بیکسی
میں جنی - جین کے وارستگان میں سے سیل دیو کا اوسکے پاس گذر ہوا - یہ حال دیکھکر
اوسکے دل میں درد ہوا - اوسکو اپنے چیلہ کے حوالہ کیا - اوسنے رادھن پور میں لے جاکر
پرورش کیا - جب وہ بڑا ہوا تو فرومایوں کی ہم نشینی سے تباہ اندیشی و دل آزاری و رہزنی
اختیار کی - اس کے گرد بدکاروں کا ہنگامہ ہوا - گجرات سے قنوج کو خزانہ جاتا تھا اوسکو لوٹ لیا
اس سبب سے کہ سعادت سرشت تھا جب چنپا بقال ملا تو شمشیر کی رہنموں فرد ہوئی - بدکاری
کو چھوڑکر خوب کرداری کی طرف طبیعت مائل ہوئی - پچاس سال کی عمر میں بادشاہی ہاتھ
آئی - پٹن شہر اس راجہ کا آباد کیا ہوا ہے - کہتے ہیں اوسنے تخت گاہ کے مقرر کرنے میں بہت سوچ
بچار کیا تھا اور سخت لگاودگی تھی - انہل ایک گائے چرانے والے نے کہا کہ میں نے ایک
عجیب بات دیکھی ہے اگر وہاں شہر کو میرے نام پر آباد کرو تو میں اوسکو بتلا دوں راجہ نے
اوسکی درخواست منظور کی - اوسنے ایک درخت زار کا پتا بتلایا جس میں ایک خرگوش اور

ہمت بلند ہوائی اور اپنی حالت شاہی کو بہادرانہ مان کر اونکو عہدے اور منصب اُس سلطنت کے لیئے دیئے جسکو وہ دوبارہ حاصل کرنے کو تھا۔ ایک تاجر کی بیوی شری دیوی نے اوسکی بڑی عمدہ مدارات کی تھی اوسکو اپنے راج کے تیل ملوانے کا وعدہ کیا۔ جامپ یا چنپا ایک سوداگر تھا وہ بڑا جوانمرد اور فن سپاہ گری سے ماہر تھا اوسکو اپنا وزیر مقرر کیا جسنے آیندہ چنپانیر آباد کیا اور انہل ایک ور اوسکے رفیقوں میں تہا جو اس ملک کے حال سے خوب واقف تھا اوسکے نام پر اپنی دارالسلطنت کا نام رکھا۔ اتنے برسوں کا عرصہ گذرا کہ سورپال مرگیا اور اسکا معاوضہ اور بہادر رفیقوں کے ساتھ ہونے سے ہوگیا۔ آخرکار بن راج کو اوسکے استقلال کا انعام مل گیا۔ راجہ بھوورراج نے گجرات کے محصول کو اپنی بیٹی مائی من دیوی کو دیدیا۔ اس رانی نے اپنی صلاح کاروں کے مشورہ سے ایک چھوٹا سردار کو سنبھرت یعنی نیزہ بردار کا عہدہ دیا کہ حفاظت اچھی طرح ہو۔ کلی آن کے آدمی اس ملک میں چھہ مہینے رہے اور بہت سا روپیہ اور بہت سے قیمتی گھوڑے لیکر چلے سورتھہ (کاٹھی وار) کے گہوڑے بڑے مشہور ہیں۔ راہ میں بن راج نے اونپر حملہ کرکے لوٹ لیا۔ اور سب کو مارڈالا۔ اس مہم کے بعد وہ کچھہ مدت تک اس دیس کے مختلف حصوں میں جہاں جنگل اور پہاڑ تھے پناہ لیتا پھرا۔ کہ کلی آن کے راجہ کے انتقام سے محفوظ رہے۔ مگر اس کو لوٹ کا مال اتنا ہاتھہ لگ گیا تہا کہ وہ اپنے اس منصوبے کو جو مدت سے اوسکے دل میں تہا پورا کرسکتا تہا۔ اوسنے ایک دارالسلطنت انہل پور یا انہل واڑ کی بنیاد ڈالی +

ایک شاعر کے شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ سمت ۸۰۲ (۷۴۶ء) میں اس شہر کی بنیاد رکھی گئی کہ وہ دائم و قائم رہے۔ ایک جینی نجومی نے اس شہر کے جنم پترہ میں لکھہ دیا تھا سمت ۱۲۹۰ میں انہل پور غارت و ویران ہوجائے گا۔ سو اس پیشین گوئی کو سلطان علاءالدین نے پورا کردیا +

سری دیوی نے بن راج کی راج گدی بہٹانے میں مدد کی جامپ اسکا وزیر مقرر ہوا

۹۴ سال سمت ۸۹۵ تک راج کیا۔ اسکے زمانہ میں کسی دشمن نے اسکا مقابلہ نہیں کیا۔

شری بیر سنگ کی سلطنت میں بہ نسبت اسکے باپ شری بھوید کے بڑی خرابیاں ہیں اسکو غیر ملک والوں سے مقابلہ کرنا پڑا مگر وہ آخر کو فتحیاب ہوا کبھی اسکو شکست نہیں ہوئی۔ اسکا وزیر بڑا دانا تھا وہ اوسکی بڑی مدد کرتا تھا۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ غیر ملک والے کون تھے جنسے اوس کو لڑنا پڑا۔

رتنا دتیا جسکو مسلمان رشادت یا رسادت لکھتے ہیں۔ سمت ۹۲۰ میں وہ اپنے باپ بیر سنگھ کا جانشین ہوا۔ وہ زمین کا آفتاب معلوم ہوتا تھا۔ قوت شجاعت ایفاء عہد میں مشہور تھا چوروں مکاروں اوباشوں و رندوں جھوٹوں کو اپنے ملک میں رہنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ سمت ۹۳۵ء میں مر گیا۔ اسکا بیٹا سمنت سنگھ جانشین ہوا جسپر بن راج یعنی چوبرا بنس کا راج ختم ہو گیا +

کھیم راج اور بھوید کی سلطنتوں میں ہندوستان میں ابو زید الحسن وغیرہ مسلمان سیاح آئے اپنے سیاحت ناموں میں جن مقامات کے حالات اونہوں نے تحریر کئے اونکے ناموں کو معرب بنا کے ایسا تحریف کیا ہی کہ ہزار تحقیق و تدقیق سے شاذ و نادر ہی کسی مقام کا پتا چلتا ہی کہ وہ کیا اور کہاں تھا۔ باقی حالات اسطرح کے اُنھوں نے لکھے ہیں کہ ہندو جب بوڑھے اور سخت علیل ہو جاتے ہیں تو اونکے عزیز اونکو ڈبو دیتے ہیں مردوں کو جلاتے ہیں بیویاں خاوندوں کے ساتھ ستی ہو جاتی ہیں۔ برہمن اونکے عالم اور ہادی ہوتے ہیں + انکے شاعر اپنے بادشاہوں کی ستایش کو اپنے کلام میں مبالغہ کے ساتھ بھر دیتے ہیں منجم و حکما و فال گو جانوروں سے شگون لینے والے موسموں کا حال بتانے والے بہت ہیں بارش اہل ہند کی جان ہی اگر وہ نہ ہو تو پھر اونکی زیست حرام ہو جاتی ہی جوگی ہمیشہ ننگے رہتے ہیں بال اتنے بڑھالیتے ہیں کہ سارا بدن اُنکا ڈھک جاتا ہی ناخن اتنے بڑھالیتے ہیں کہ وہ شمشیر کی مانند تیز ہو جاتے ہیں۔ وہ خود تو اونکو کاٹتے نہیں مگر وہ ٹوٹ جاتے ہیں ان ناخن بڑھانے کو وہ اپنا فرض مذہبی سمجھتے ہیں۔ ایک شخص سے ایک دفعہ وہ مانگتے ہیں دوبارہ سوال نہیں کرتے

کتے کی لڑائی ہوئی تھی اور خرگوش نے اپنی قوت بازو سے رہائی پائی تھی۔ راجہ نے اس زمین
کو آباد کیا انہل پور اسکا نام رکھا اختر شناسوں نے کہدیا تھا کہ جب دو ہزار پانچ سو سال سات مہینے
نو روز چوالیس گھڑی گذرینگی تو یہ شہر ویران ہو جائیگا۔ زبان فرسودگی اور زبان گردی سے
اس شہر کا نام نہروالہ مشہور ہوا۔ اس دیس کی زبان میں پٹن برگزیدہ کو کہتے ہیں اس سبب سے
وہ پٹن زبان زد خلایق ہوا۔ ابو الفضل نے جوبن راج کے حالات تحقیقاً تسلیم کر کے لکھے تھے اوسکی
اصلاح و درستی رتن مالہ کے بیان سے ہوتی ہے جسکو ہم نے نقل کیا ہے ٭

جوگ راج کا بیان

رتن مالہ میں اس راجہ کا بیان بہت تھوڑا لکھا ہے فقط یہ ایک واقعہ اسکے انہل واڑہ کے
راج کا تاریخ گجرات میں بیان کے قابل ہے۔ سورٹھ میں پٹن کے بندرگاہ میں بعض بیگانہ
ملکوں کے جہاز آئے۔ وہ قیمتی اسباب تجارت سے لدے ہوئے تھے۔ یہ نہیں معلوم کہ وہ کس
بندرگاہ سے آئے تھے اور کس ملک کو جاتے تھے۔ برخلاف راجہ کے حکم کے تاجروں پر
حملہ کیا گیا اور انکا سارا مال و اسباب تاج و تخت کھیم راج نے لوٹ لیا۔ مہمان پروری کے قوانین
کے برخلاف اس کام کے ہونے سے راجہ کو نہایت رنج و ملال ہوا۔ اوسنے کھیم راج کو
لعنت ملامت کی۔ اور اپنے دو بھائیوں سے جو اس کام میں شریک تھے کہا کہ میں اپنے
اپنی زندگی میں جن کاموں کے کرنے کا قصد کیا تھا تم نے ان سب کو برباد کر دیا جب اجنبی
ملکوں کے دانشمند راجاؤں کے کاموں کو تو سینگے تو گجرات کے راجہ کی یہ تذلیل کرینگے کہ وہ
چوروں کا راجہ تھا۔ میرے باپ دادا نے جو خطائیں کیں تھیں مجھے اونکے مٹانے کے بعد
امید تھی کہ میں بھی راجاؤں کے سلسلہ میں داخل ہو جاؤنگا۔ مگر تمہاری طمع نے ان خطاؤں
کو از سر نو چمکا دیا۔ راج نیت میں لکھا ہے کہ بادشاہ کے احکام کی نافرمانی۔ برہمن کے وظیفہ
کی موقوفی۔ عورت کا بستر سے بھاگ جانا ایسے زخم ہیں جو بے ہتیار کے لگتے ہیں جوگ راج
کی عمر بڑی ہوئی ۳۵ برس سلطنت کر کے مرگھٹ میں جلا اسکے بعد کھیم راج اسکا بیٹا راج گدی
پر بیٹھا سمت ۸۶۶ میں مر گیا ۲۵ برس سلطنت کر گیا۔ شری کھیم راج کے بیٹے سری بھوبڑ نے

اسلیئے راج بھیم راج کے خاندان میں منتقل ہوا جو بھیم دیو اول کا بیٹا تہا۔ اور بھیم راج کے پوتے کے تین بیٹے تھے جنمیں سے ایک کماریال تھا جسکو منجم کہتے تہے کہ راجہ ہوگا۔ مگر سدہ راج اسکا راجہ ہونا پسند نہیں کرتا تہا۔ اسلیئے وہ جان آزاری کے بیم کے سبب دیس بدیس جوگی بنا پڑا پہرا اور جا بجا چھپتا رہا جب سدہ راج نے پرلوک گون کیا تو انہل وارہ میں آن کر راج گدی پر بیٹھا۔ دشمن اسکے مارنے کے درپے ہوئے۔ مگر اوسنے سب مخالفوں کو زیر کیا اور بہت ملک فتح کر لیا۔ اور ۳۱ برس سلطنت کی۔

کماریال کے بیٹا نہ تھا اسلیئے اوسکے بہائی کا بیٹا اجی پال راجہ سمت ۱۲۳۰ (۱۱۷۴ء) میں ہوا اور تین سال فرمانروائی کی تہی کہ ایک دربان وائی جل دیو نے اوسکو خنجر مار کر مار ڈالا +
۱۱۷۷ء میں اجی پال کے بعد مول راج دوم تخت پر بیٹھا۔ دو برس راج کیا۔ اسکے بعد اجی پال کا چھوٹا بھائی ۱۱۷۹ء میں بھیم دیو جسکو بھولو بہی کہتے ہیں راجہ ہوا۔ اور ۳۶ سال سلطنت کی۔
بھولو انہل وارہ کا دیوانہ راجہ مشہور ہے۔ اسکی کوئی اولاد نہ تھی اسکے مرنے کے وقت گجرات میں کوئی بزرگ اور شائستہ سردار بیر دھول باگھیلہ کی برابر نہ تھا اسیلئے وہ بھیم کے بعد گجرات کے تخت پر بیٹھا۔ پھر باگھیلہ راجاؤں کا سلسلہ اسطرح پر ہے۔

نام راجہ	مدت سلطنت	نام راجہ	مدت سلطنت
(۱) بیر دھول باگھیلہ	۱۲ سال ۵ ماہ	(۴) ارجن دیو	۱۰ سال
(۲) وی سل دیو	۱۴ سال ۶ ماہ	(۵) سارنگ دیو	۲۱ سال
(۳) بھیم برادر زادہ وی سل دیو	۴۴ سال	(۶) کیرن	۶ سال ۱۰ ماہ

بعض کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وی سل دیو یعنی وسل دیو جسکی رو تی کا حاکم تھا اور اسکی لس اٹھارہ سو مندل تہی۔ وہ سارنگ دیو مہاراجہ نہروالہ کا محکوم تہا دونو بھیم دیو اور سارنگ دیو جو انہل وارہ یا نہروالہ یا پٹن میں راج کرتے تہے جین مت رکہتے تھے۔
اب ہم آگے یہ بیان کرتے ہیں ان راجاؤں اور مسلمانوں کے درمیان ملک گجرات میں اس زمانہ تک کہ مسلمانوں کا تسلط گجرات پر ہوا کیا معاملات پیش آئے +

سمت [illegible]ھ) میں سلطان محمود غزنوی نے انہلواڑہ پر غلبہ پایا۔ اب ہندؤں کے سورج نے مسلمانوں کے ہلال کو جھک کر سلام کیا۔ لیکن سلطان نے اپنی طرف سے یہاں مرزبان مقرر کرنے میں اپنی بہبود نہ دیکھی یہیں کے راجاؤں کی نسل میں سے ایک کو راج دیدیا اور سالانہ پیشکش ٹھیرا کر سندھ کی راہ سے مراجعت کی۔ چامنڈ راج دیو کی سلطنت کے بیان میں ہندوؤں کی کتابوں میں سلطان محمود غزنوی کے حملہ کا بیان نہیں ہے جینیوں اور برہمنوں اور بھاٹوں و کبیشریوں و بیبیوں کی (جو راجپوت راجاؤں کی نیک نامی کے لکھنے والے ہیں) عادت میں یہ امر داخل ہے کہ جن حالات کو وہ یہ جانتے ہیں کہ وہ اونکے ممدوحوں کی کسر شان کرینگے اونکے بیان میں وہ خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ گو یہ حالات کیسے ہی مشہور ہوں اور اونکے اثر و نتائج عظیم وقوع میں آئے ہوں جب کوئی راجہ گناہ گار نادان۔ بداقبال ہوتا ہے تو وہ اوسکی تاریخ پر ایک کالا پردہ ڈال کر فقط اوسپر یہ لکھہ دیتے ہیں کہ وہ پیدا ہوا اور مرگیا

چامنڈ راج ایکدفعہ بنارس کو جاترا کو گیا تو اپنے بڑے بیٹے بلبھہ راج کو اپنی جگہ تخت پر بٹھا گیا تھا راستہ میں اسکا چھتر اور گھوڑے کے بالوں کی پنکھی اور اور راج کی امارات یہ سب راجہ مالوہ نے چھین لئے جب وہ جاترا سے آیا تو اوسنے بلبھہ راج کو مالوہ کے راجہ سے لڑنے کے لیے بھیجا وہ راہ میں سیتلا سے مرگیا۔ تو اس صدمہ سے چامنڈ ایسا دل شکستہ ہوا کہ اپنے دوسرے بیٹے درلبھہ کو تخت پر بٹھا کر تارک الدنیا ہوا۔

درلبھہ کا بھائی ناگ راج تھا اوسکا بیٹا بھیم دیو اول تھا جسکے پیدا ہونے کی چچا کو بڑی خوشی ہوئی اسی کو راج دیکر وہ جاتراؤں کو چلا گیا +

سلطان محمود کو اپنے ہی ملک میں ایسے فسادات پیش آئے کہ اوسنے پھر ہندوستان پر توجہ نہیں کی اوسکی اولاد کی سلطنت میں ہندؤں نے اپنے ملک پر قبضہ کر لیا جب سب راجا مسلمانوں سے لڑتے ہیں تو انمیں راجہ بھیم دیو راجہ انہلواڑہ بھی شریک تھا بھیم کا جانشین کرن ہوا [illegible]ء سے سنہ ۱۰۹۴ تک سلطنت کی اسکا بیگانوں سے لڑنا نہیں پڑا۔ کرن کے بعد سدھ راج راجہ ہوا اوسنے ۱۰۹۴ء سے سنہ ۱۱۴۳ تک ۴۹ یا ۵۰ سال راج کیا۔ سدھ راج کے [illegible]

دہلی کو دار السلطنت بنایا تو ۵۸۹ھ ۱۱۹۳ء میں نہروالہ پٹن میں فوج بھیجکر اوسنے سلطان شہاب الدین غوری کی شکست کا انتقام لیا +

سلطان علاء الدین خلجی

سلطان علاء الدین دہلی کا بادشاہ ۶۹۶ھ ۱۲۹۶ء میں ہوا - اوسنے گجرات کو سپاہ بسر کردگی الف خاں (جسکو گجرات کے لوگ الپخاں کہتے ہیں) اور نصرت خاں کے بھیجی اوسنے ملک کو نہروالہ کے گرد لوٹا - اور راجہ کرن باگھیلا جو گجرات کا آخر راجہ تھا لڑا - مگر مقابلہ میں اوسکے پاؤں نہ جمے وہ دکن میں دولت آباد میں چلا گیا تمام مستورات اور لڑکیاں اور خزانہ اور ہاتھی فتحمندوں کے ہاتھوں میں پڑے - دو افسروں کی سپاہ نے کھنبائت کے سوداگروں کو لوٹا اور سومنات کے بت کو توڑا جو دوبارہ محمود غزنوی کے غارت کرنے کے بعد رکھہ لیا تھا - تمام اسباب اور راجہ کرن کی رانی دہلی کو بھیجی گئی - راجہ کرن کی بیٹی کا نام دیول دی تھی جسکے ساتھ خضر خان پسر سلطان علاء الدین کو عشق پیدا ہوا - اسکا بیان ہم نے مفصل سلطان علاء الدین کی سلطنت کے بیان میں کر دیا ہے +

جب نہروالہ فتح ہو گیا اور راجہ کرن باگھیلہ شکست پاکر بھاگ گیا تو الف خاں ملک کا حاکم مقرر ہوا اور اس زمانہ سے سلاطین دہلی کی طرف سے یہاں حاکم مقرر ہونے شروع ہوئے الف خاں نے یہاں ایک جامع مسجد سفید سنگ مرمر کی بنائی - اسکے ستون اس کثرت کے اسقدر ہیں کہ اکثر اوسکے شمار میں غلطی ہو جاتی ہے بعض کہتے ہیں کہ بت خانہ کو توڑکر مسجد بنائی بہرنہج وہ ایک عجیب و غریب عمارت ہے پہلے وہ شہر کے عین وسط میں تھی مگر اب شہر کے آباد حصہ سے فاصلہ پر وہ ہے +

شہر پٹن کی عمارات عالیہ کے آثار اب تک موجود ہیں اب جو شہر کا حصہ آباد ہے اوسے تین تین کوس کے فاصلہ پر جنگل میں اینٹیں اور پتھر اور چیزیں ایسی نکلتی ہیں جو شہادت دیتی ہیں کہ وہاں کسی زمانہ میں شاندار عمارتیں تھیں برجوں اور فصیلوں کے نشان اب تک موجود ہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا وسیع شہر تھا - زمانہ کے انقلابات نے بہت سی

سلطان محمود غزنوی

سنہ ۴۱۶ھ ۱۰۲۵ء محمود غزنوی نے سومنات کی طرف ملتان کی راہ سے کوچ کیا۔ جب اوسنے ممالک نہروالہ میں پر حملہ کیا تو وہاں کا راجہ چامند شہر چھوڑ کر بھاگا۔ سلطان نے نہروالہ پر قبضہ کرکے سومنات کی فتح کو چلا۔ اوسکو خبر لگی کہ راجہ چامند راجہ نہروالہ قلعہ گندابہ میں چھپا ہوا ہے جو یہاں سے ۵۴ فرسنگ ہی تو اوسنے اوسکی فتح کا ارادہ کیا۔ جب وہ یہاں آیا تو اوسے معلوم ہوا کہ قلعہ چاروں طرف پانی سے گھرا ہوا ہی۔ دو تیراکوں سے اوسنے پانی کی عمق کا حال پوچھا اونہوں نے بیان کیا کہ اگرچہ ایک مقام پر رستہ نکل سکتا ہے لیکن پانی کی طغیانی ساری کوشش کو نقش برآب کردیگی۔ غرض سلطان محمود اس قلعہ کی دیواروں پاس جا پہنچا۔ راجہ چامند سولانکھی جلد ہی سے بھاگ گیا اور اہل اسلام کو بڑی غنیمت ہاتھ لگی اور اہل قلعہ کو اونہوں نے مار ڈالا سومنات کی فتح کا بیان مفصل سلطان محمود کے بیان میں جلد اول میں پڑہو۔ اس میں لکھا ہے کہ اوسنے دابشلیم کو یہاں حاکم مقرر کیا۔ لفظ دابشلیم کی اصل دیوشیل ہے جسکے معنی دھیانی راجہ کے ہیں دکن میں فاعل مفعول کے قاعدے کے موافق دیوشیل کو دیوشیلم کہتے ہیں جسکو مسلمانوں نے دابشلیم بنالیا ہے وہ کسی راجہ کا نام نہیں ہے +

سلطان معز الدین سام عرف شہاب الدین غوری

جب نہروالہ میں بھیم دیو باگھیلہ راجہ ہوا تو شہاب الدین غوری اپنی سپاہ اچھہ میں سنہ ۵۷۴ھ ۱۱۷۸ء میں لے گیا۔ اور جب وہ غزنیں کا بادشاہ ہوگیا تو سنہ ۵۷۴ھ ۱۱۷۸ء میں پھر یہاں آیا اور مخالفوں سے اس ملک کو لے لیا۔ اس دفعہ بھی اوسنے ملتان کو فتح کرکے گجرات جانے کا ارادہ کیا۔ بھیم دیو باگھیلہ نے لڑکر اوسکو شکست دی جسکے بعد سلطان غزنیں میں بہت مشکل سے پہنچا جسوقت سلطان یہاں آیا تھا تو رجپوتوں میں لڑائیاں ہو رہی تہیں تو اوسنے کہا تھا کہ ملک گجرات نہ رجپوتوں کا ہے نہ مجھوں کا بلکہ تلوار کا ہے +

سلطان قطب الدین ایبک

جب ہندوستان میں سلطان قطب الدین ایبک سلطان غوری کا نائب ہوا ادہر اوس نے

کرہے تھے۔ گوگوا در سیرم یہ اور ضلع گوہل وار یہ جو سمندر کے کنارہ پر ہے گوہیلہ حکومت
رکھتے تھے وہ اپنے تئیں بگھیلہ کی نسل سے بتاتے ہیں۔ انھیں ہندو سرداروں کا ذکر
مسلمانوں کی تاریخ نہیں آتا ہے۔ جنکو وہ کبھی کا فر باغی مفسدہ پرداز لکھتے ہیں ان تاریخوں
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا ملک سلطان علاءالدین کے نائبوں کے اختیار میں نہیں آیا۔
مسلمانوں کو بار بار انکو فتح کرنا پڑتا تھا۔

سلطان قطب الدین مبارک شاہ پسر سلطان علاءالدین ۱۳۱۷ء میں دہلی کا بادشاہ ہوا
اوسنے اول ہی سال سلطنت میں ملک کمال الدین کو بھیجا کہ گجرات میں جو فساد مچ رہے ہیں
اُنکو دور کرے۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ ہر طرف فساد مچ رہا تھا۔ اس ملک میں آتی ہی
اوسکو کافروں کے ساتھ لڑائی میں شہادت کا درجہ ملا۔ دوسرا سپاہ ایک مشہور افسر عین الملک
کی سرکردگی میں بھیجی گئی۔ وہ بڑا بہادر اور مدبر افسر تھا اوسنے ملک میں مفسد پردازوں
کو شکست دی اونکے سرداروں کو قتل کیا ملک میں امن امان کردیا۔ اوسکے بعد سلطان نے
گجرات کی حکومت اپنے خسر ملک دینار ظفر خان کو سپرد کی وہ سپاہ کے ساتھ انہلواڑہ
میں جلد چلا آیا۔ یہاں از سر نو فساد کھڑے ہوئے تھے اوسنے سب باغیوں کو خوار و ذلیل
کیا۔ اونکی جاگیروں کو ضبط کیا اور اونکا مال منقولہ سلطان پاس بھیجا۔ یہ حاکم اگرچہ بے گناہ
و قصور تھا اور سلطنت کا ایک رکن اعظم۔ مگر سلطان کی طمع سے وہ بلایا گیا اور قتل کیا گیا
اوسکی جگہہ حسام الدین مقرر ہوا۔ خسرو خاں کا بھائی تھا۔ یہ دونو بھائیوں کی قوم پرواری تھی۔
جو راجپوتوں کے ۳۶ شاہانہ فرقوں میں سے ایک تھا۔ تاریخ فرشتہ میں برہار کی جگہہ پرواری
لکھا ہے پرواریوں کو ہندو اپنے سے خارج جانتے ہیں خسرو خاں سلطان کا
منظور نظر تھا اور سلطنت کے کاموں پر پورا اختیار رکھتا تھا۔ حسام الدین پاس قوم برہار جمع
ہوئی اور اوسکو بغاوت پر آمادہ کیا۔ تو گجرات کے اور افسروں نے مسلح ہو کر اوسکو شکست دی
اور زندہ گرفتار کرکے سلطان پاس بھیجدیا۔ اوسکی جگہہ سلطان نے ملک وجیہ الدین کو بھیجا
جو بڑا دلیر و زیرک تھا۔ اوسنے ملک میں امن امان کردیا۔ جب وہ گجرات سے بلایا گیا تو

عمارات کے نشان مٹا بھی دئے ہیں +

جب یہاں راجہ با اختیار تھے تو اجمیر سے بہت سنگ مرمر یہاں آیا تھا اور ہندوؤں کے مندروں میں لگا تھا۔ اب بھی وہاں کھودنے سے وہ ملتا ہے۔ احمد آباد اور جگہوں میں جو سنگ مرمر لگا ہے وہ یہیں سے آیا ہے +

الف خاں نے سلطان علاء الدین کی جانب سے بیس سال حکومت کی مگر اوسکے بعد وہ معزول اور قتل ہوا +

مسلمانوں کی سلطنت گجرات

اہل اسلام کے فتحمندوں نے دار السلطنت نہل پور اور بندر گاہوں کھنبائت اور بروچ اور سورت پر اپنا قبضہ کر لیا مگر خاندان سدہ راج کی بہت سی دار الریاستیں اونکو فتح کرنی باقی رہیں بہت سی حصے ملک کے مدتوں تک انکے قبضہ میں نہیں آئے۔ وہ آزاد ہی گو وہ بتدریج سلاطین احمد آباد کے باج گذار ہوئے۔ مگر وہ بالکل اونکے مطیع نہیں ہوئے۔ اُنھوں نے وہی اپنا قدیمی تعلق جو انہل واڑہ کے مہاراجوں کے ساتھ تھا مسلمان بادشاہوں کے ساتھ رکھا کہ کچھہ مطیع کچھہ آزاد۔ جب بادشاہ کا دباؤ پڑا خراج دیدیا نہیں اپنے تئیں آزاد رکھا۔ دریا ساہبرمتی کے مغرب میں بہت سے اقطاع ملک پر باگھیلہ بنس کی ایک شاخ قابض تھی اور اسی بنس کے اور ہیونددی تھیں ایدر کے راٹھور اور نرسنگھ کے پر مار تھے۔ وہ مختلف مقامات پر کوہستان بیر پور کے قریب یا سے ماہی کے کناروں پر لوسنیا تک مالک تھی۔ جو گجرات کی غایت شمالی سرحد پر تھی چھوٹی رن کچھہ اور خلیج کھنبایت کے درمیان جو میدانی ملک ہے اوسپر جھالہ با اختیار تھے انہیں قوموں کی کولی شاخیں اور اصل باشندوں کی خالص اور مخلوط اولاد چوت وال میں پھیلی ہوئی تھیں اور جنگل اور پہاڑوں کے دشوار گذار مقاموں پر متسلط تھیں بعض راجپوتوں کی حمایت سے مشرق میں چوں گڑھ میں کالی کا پیر را ادڑ رہا تھا اور مغرب میں کھنگار اپنے نامور قلعہ جوناگڈہ کو زور سے پکڑے ہوئے تھے اور اوسکی دیواروں کے اندر سے جزیرہ نما پر اپنا رعب رکھتے تھے جسپر وہ بہت سے بے شرکت غیرے فرمان روائی

مفسدہ نے بعض ہندو امیروں کو اپنے ساتھ متفق کر لیا اور انہل واڑہ ہی پر قبضہ نہیں کیا ہے بلکہ اوسنے نائب شاہی کو بھی مار ڈالا ہے۔ اور وہاں کے حاکم کو قید کیا ہے اور کھنبائت کو لوٹا ہے اور بروچ کا محاصرہ کر رہا ہے۔ محمد تغلق دولت آباد کے سامنے اپنی سپاہ کو چھوڑ کر بروچ پہنچا۔ باغی اوسکے آگے سے بھاگ کر کھنبائت میں پہونچے۔ بادشاہ نے جو افسر اوسکے تعاقب میں بھیجے تھے اونکو اونہوں نے شکست دیدی سلطان محمد تغلق انتقام کا دم بھرتا ہوا جلدی سے کھنبائت میں آیا۔ باغی مفسدہ پرداز پھر اوسکے سامنے سے ٹل گئے۔ سڑکوں کی خرابی اور موسم کی ناسازی سے شاہ کو اساول میں ٹھیرنا پڑا۔ یہ شہر وہ ہے جسکی جگہ احمد آباد آباد ہوا ہے۔ باغیوں نے اپنی سپاہ کو انہل واڑہ میں درست کیا اور بادشاہ سے لڑنے آئے۔ کری میں لڑائی ہوئی جس میں بادشاہی سپاہ کو فتح ہوئی۔ باغی سندہ کو بھاگ گئے اور سلطان محمد تغلق بن راج کے شہر میں داخل ہوا۔ یہاں انتقام کے لئے اوسنے مقام کیا +

خلیج کھنبائت میں ایک جزیرہ پیرم عجیب و غریب ہے۔ اوسکے باب میں مسلمانوں کی تاریخ خاموش ہے مگر ہندوؤں کی روایات میں اس جزیرہ کے حالات کے ساتھ محمد تغلق کا ذکر افسانہ کے طور پر آتا ہے اوسکو ہم بیان کرتے ہیں۔ پیرم میں راجہ مکھی راجے کوہل راجہ تھا۔ اوس نے ایک شہر پیر مبھہ آباد کر کے اپنا دار السلطنت اوسکو بنایا تھا۔ دہلی کے سوداگر سولہ جہاز زر خاک آلودہ کے پیرم میں لائے تھے کہ راجہ مکھراج نے اونکو لوٹ لیا۔ باوجودیکہ اوس نے اونکے محافظ ہونے کا وعدہ کیا تھا اور سمندر کے خدا کو بیچ میں ضامن دیا تھا۔ اس سبب سے پیر مبھہ و گھوگھا پر بہت سی سپاہ غزنیں سے چڑھ آئی دنہوسوں کی دہوں دہوں کل اور نفیریوں کا وہ غل شور ہوا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سمندر اپنی حدود سے باہر نکل گیا مسلمانوں کی مختلف قومیں یہاں تہیں پیادے۔ گھوڑے۔ ہاتھی مالک بحر سے لڑنے کو طیار تھے مسلمانوں نے اپنے خیمے سمندر کے کنارے پر لگائے تھے۔ کوہل اپنے پیر مبھہ کے بھٹ میں شیر کی طرح دہاڑ رہا تھا۔ اسکا استقلال وہ تھا کہ ذرہ کی برابر خوف نہیں کرتا تھا۔ سپاہیں تیار ہوئیں۔ آسمان پر

حسام الدین کا بھائی حنبو خاں گجرات میں مقرر ہوا بھلا وہ کب یہاں آتا تھا وہ سلطنت
دہلی کا داعیہ رکھتا تہا اوسنے مبارک خلجی کو مار ڈالا ۱۳۲۰ع میں خود بادشاہ ہوگیا۔ سلطان
غیاث الدین تغلق کی سلطنت میں گجرات کا حاکم تاج الملک مقرر ہوا تاکہ گجرات میں امن امان
رکھے۔ محمد تغلق کے عہد میں ملک یاز اس صوبے کا حاکم مقرر ہوا۔ اور ملک مقبل اوسکا وزیر
مقرر ہوا۔ بعض اور امرا نے بھی گجرات میں اقطاع پائیں انہیں سے ملک التجار کو نوساری جاگیر
میں ملی تہی۔ یہ سمندر کے کنارہ پر سورت سے نیچے تھی۔ ۱۳۲۷ع میں ایک مغل سپہ سالار ترمشیرین خاں
نے ہندوستان پر حملہ کیا محمد تغلق نے اوسکو روپیہ دیا اور سر سے بلا کو ٹالا۔ اوسنے مراجعت
کے وقت سند اور گجرات کو خوب لوٹا۔ بہت آدمیونکو پکڑ لے گیا +

بیس برس کے بعد ملک مقبل گجرات کا حاکم مقرر ہوا۔ ایک مغل سردار امیر صدہ نے یہ چاہا
کہ خزانہ شاہی کو چھین لے اس فساد کو دیکھہ کر ملک مقبل خزانہ شاہی اور شاہی اصطبلوں کے
کچھہ گھوڑے لیکر دہلی کو بڑودہ اور دبھوئی کی راہ سے چلا۔ مغل امیروں نے اوسکی راہ
روکی اور سارا مال چھین لیا اور اوسکو ایسا مجبور کیا کہ وہ انہل وارہ کو بھاگا۔ جب بادشاہ
نے اس غدر کی خبر پائی تو وہ خود گجرات کے سفر کے لئے تیار ہوا۔ مگر اوس نے مالوہ کے
حاکم ملک یاز کو بہیجا کہ وہ سرکشوں کا سر کاٹے۔ ملک یاز گجرات میں آیا مگر اوسنے شکست پائی
اور امیروں نے اوسے قتل کر ڈالا جب اس آفت سے سلطان کو خبر ہوئی تو وہ فوراً بے توقف
گجرات کو آگے بڑہا +

محمد تغلق شاہ کوہستان آبو گڈہ میں آیا اوسنے اپنے ایک سپہ سالار کو مغل امیروں سے
لڑنے بہیجا۔ ایک لڑائی دیوی (ڈلیسہ) کے قریب ہوئی۔ سرکشوں کو بالکل شکست ہوئی
اب سلطان آہستہ آہستہ سفر کرکے بروچ آگیا۔ ایک دوسری لڑائی جسنے نربدا کے کنارہ
ہوئی جسمیں بادشاہ کی سپاہ فتحیاب ہوئی۔ سلطان نے کہنبایت اور سورت کو لوٹا۔ محمد تغلق
دیوگڈہ کے محاصرہ کے لئے چلا جسکا مسلمانی نام دولت آباد ہے جسکو دہلی کی جگہہ اپنا
دار السلطنت بنایا تہا جب وہ اسکا محاصرہ کر رہا تہا تو اوسکو خبر ہوئی کہ گجرات کے امیر

ہمسایہ میں گنڈل میں وہ ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہوا جسنے آخر کو جینا نہ چھوڑا۔ مگر وہ دریاء سندھ کے کنارہ جا پہنچا اور سندھ کے راجہ سومری کی سرزنش اسلئے کی کہ اوسنے مفرور مغل امیروں کو پناہ دی تھی +

سلطان فیروز شاہ تغلق نگرکوٹ کی فتح کرنے کے بعد سندھ کی فتح میں مشغول ہوا اس کام میں برسات کے سببسے التوا ہوا۔ وہ گجرات میں سپاہ لیکر آگیا۔ برسات کے ختم ہونے تک یہیں رہا۔ کئی سالوں سے ۱۳۷۶ء میں گجرات کی آمدنی میں بہت کمی ہوگئی تھی سلطان سے شمس الدین افغانی نے عرض کیا کہ اگر حضور مجھے حاکم گجرات مقرر کریں تو میں اوسکی آمدنی پر چالیس لاکھہ ٹنکوں دسو ہاتھیوں اور بائیس سو عربی گھوڑوں اور چار سو غلاموں کا اضافہ کرتا ہوں تو سلطان نے ظفر خاں (دریائی خاں) کے نائب شمس الدین الوزخاں سے پوچھا کہ اگر تو اسقدر محاصل ملکی ادا کرنے کا وعدہ کرے تو تجھہ کو اوروں پر ترجیح دیجائیگی۔ اوسنے جواب دیا کہ مجھہ میں اسقدر محاصل دینے کی قدرت نہیں تو سلطان نے شمس الدین دامغانی کو گجرات کا حاکم مقرر کردیا۔ جب وہ گجرات میں آیا تو ایک سال کا محاصل بھی اپنے وعدہ کے موافق ادا نہ کرسکا تو بغاوت پر مستعد ہوا خلقت جسپر اوسنے بہت ظلم توڑا تہا اپنا انتقام لینے کے لئے وہ اجنبی امیروں سے جاملی اور انکی متفق قوت نے شمس الدین کو شکست دی اور اوسکی جان لی۔ اس وقت کے بعد سے فرحت الملک اس ملک میں حکمراں رہا جب تک دوسرا شخص حاکم اوسکی جگہہ مقرر ہوکر آیا تو وہ بغاوت پر آمادہ ہوا اور اجنبی امیروں سے ملکر اوسنے اس حاکم کو جو اوسکی جگہ مقرر ہوکر آیا تھا لڑکر مار ڈالا سلطان غیاث الدین نے اوسکو گجرات کا حاکم مستقل مقرر کیا۔ مگر پھر سنہ ۱۳۹۱ء میں دوبارہ بغاوت اس خیال سے کی کہ میں آزاد فرماں روا ہوجاؤں۔ اسلئے اوسنے ہندوؤں کے مذہب کی تائید کی۔ اُسکا بیان آگے آئیگا۔

جب مسلمانوں کی سلطنت دہلی سے علیحدہ ہوکر گجرات میں قائم ہوئی تو اسمیں چھہ قومیں صا

مسلمانی کو بے رونقی ہوتی جاتی ہے۔ نہ منبر کو عزت اور حرمت ہے۔ اور نہ مسجد کو صوم صلوٰۃ سے
بہرہ۔ اگر اسوقت کوئی فکر ایسا کیا جا کہ جس سے دین کی تقویت اور اسلام کا رواج ہو تو فہو المراد
نہیں تو کام ہاتھہ سے جا چکا ہے۔ بادشاہ کو اس بات کے سُننے سے رنج ہوا اُسنے ملک گجرات کی
حکومت اعظم ہمایوں ظفر خان بن وجیہ الملک کو کہ امراے کبار میں سے تھا عطا کی اور اسکی
توقیر کے واسطے چتر سفید و بارگاہ سُرخ کہ مخصوص بادشاہوں کے ساتھہ ہے مرحمت کیا اور ظفر خان کا خطاب
مظفر خان دہلی میں ۲۵ محرم ۷۴۳ھ (۱۳۴۲) کو پیدا ہوا تھا۔ اسکا باپ سلطان فیروز تغلق کا شربت دار
تھا جسنے اس ادنی عہدہ سے اوسکو درجہ امارت پر پہنچایا تھا۔ سلطان محمد شاہ تغلق کے زمانہ
میں ظفر خاں شرع محمدی کی پابندی میں اور امانت و دیانت میں مشہور تھا۔ اسلئے جب علماء
گجرات کی عرضی بادشاہ پاس آئی تو اوسے صوبہ گجرات کا صاحب صوبہ کر دیا۔ وہ ۷۹۴ھ (۱۳۹۱) کی
شروع میں دہلی سے متواتر کوچ بکوچ کرکے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اوسکو راہ میں خبر ملی کہ اسکے
بیٹے تاتار خاں کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے جسکا احمد خان نام رکھا گیا ہے۔ ظفر خاں اسکو اپنے
لئے نیک شگون سمجھا۔ بڑی خوشی منائی۔ جب وہ ناگور میں آیا تو اُس پاس نظام مفرح کی بابت فریاد
کرنے کے لئے اہل کھنبائت آئے۔ ظفر خاں نے اس جماعت کو دلاسا دیکر ایک خط نظام مفرح
کو لکھا کہ سلطان محمد شاہ کی خدمت میں معروض ہوا کہ تونے محصول سلطانی چند سالہ اپنی
حوائج میں خرچ کیا اور خزانہ میں ایک دینار نہیں پہنچایا۔ اور باوجود اسکے ظلم و ستم کا ہاتھہ دراز
کیا ہے اس جگہہ کے عام متوطن رنجیدہ ہو کر کئی دفعہ دہلی میں بادشاہ کی خدمت میں آئے
اب اس ناحیہ کا حل و عقد میرے سپرد ہوا ہے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ جو کچھہ محصول خالصہ موجود ہو
بہت جلد اپنے پاس سے دہلی بھیج اور مظلوموں کو تسلی دے خود دارالملک دہلی کی طرف متوجہ
ہو۔ نظام مفرح نے جواب میں لکھا کہ جہاں تم بہت دور چلکر آئے ہو وہیں ٹھیرے رہو اور
آگے تصدیع نہ کرو کہ میں ایسی جگہہ آکر حساب کو پیش کرونگا بشرطیکہ آپ مجھے موکلوں کے
حوالہ کریں۔ اس جواب سے ظفر خاں کو اسکی بغاوت کا یقین ہوا وہ اساول میں گیا جسکی جگہہ
احمد آباد [illegible]

کٹ جائے۔ ایسی ہی خاندان سولانکھی نے اپنی شاخوں کی جڑیں پہلے اسے قائم کرلی تھیں کہ اوسکی خود جڑ کٹ گئی ایک شاخ اوسکی باگھیلہ یا داگھیلہ تھی جسکے نام سے گونڈوانہ میں ایک دیس گھیل کھنڈ یا داگھیل کھنڈ آباد ہی اول گجرات میں وہ ان اضلاع میں آباد ہوے ہیں سابھرمتی کے مغرب میں جسمیں جھال اور جھالاوار ہیں مگر یہاں انکا قبضہ نہیں رہا۔ احمد شاہ کے زمانہ میں وہ کلول ورسانند میں رہتے تھے جو مسلمانوں کے ہتیاروں کے زیر مشق رہتا تھا۔ دوسری شاخ سولانکھی کے بنس کے وہ ہے کہ بیر بھدراجی نے بیرپور میں دریاے ماہی کنارہ پر قائم کی۔ وہ ۱۴۳۴ء میں لونادارا میں رہتے تھے +

پرمار بنس کی ایک شاخ سوڈا ہی اس سوڈا کی ایک شاخ گجرات میں داخل ہوئی اور وہ بولی۔ بھان۔ چوبیلا۔ چوپری میں آباد ہوئی۔ ایک قوم کاٹی (کاٹھی) سند سے گجرات میں آئی۔ انکے نام پر کاٹھی وار کا دیس مشہور رہے +

باگھیلہ کے بعد انہل وارے جھالا قوم آئی۔ جسکے نام سے جھالاوار دیس آباد ہی۔ سندھ و جو مارواڑ میں ہے پوری ہار راجپوت آئے اونہوں نے ایدر کو آباد کیا۔ کئی نسلوں تک راج کیا۔ پوری ہار راجپوتوں کو فارسی تاریخوں میں رہبیہ راجپوت لکھا ہے۔ کولی اور بھیل کی قومیں بھی آباد ہیں +

ذکر سلطنت مظفر شاہ

تاریخ مبارکشاہی اور اور تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی نے فرحت الملک کو جسکو نظام مفرح بھی کہتے ہیں گجرات کا سپہ سالار صاحب اختیار کیا سلطان فیروز کی وفات بعد اوسکے بیٹے سلطان محمد نے حکومت گجرات پر اُسے بدستور رکھا یہ ملک دہلی سے دور تھا اسلئے فرحت الملک نے اپنے تئیں مطلق العنان کرنا چاہا اور ہندوؤں کو اپنا باجگذار بنانا چاہا۔ شعار کفر و رسوم بت پرستی کو رواج دیا اسلئے ۷۹۳ھ ۱۳۹۱ء میں گجرات کے علماء اور فضلاء نے سلطان محمد شاہ کو اس مضمون کا عریضہ بھیجا کہ وساوس شیطانی و ہوا و ہوس جسمانی کے سبب سے فرحت الملک

جد تھا اعلام استقلال بلند کرکے اپنے اقطاع سے خارج قلعہ تھالنیر اور تمام ولایت خاندیس پر قبضہ کر لیا اور اسی پر اکتفا نہیں کی گجرات کے بعض پرگنات مثل سلطانپور نذربار کو بھی ضرر پہنچاتا ہے ظفر خان نے اسکا علاج ضروری جانا اور اس طرف متوجہ ہوا۔ ملک راجا کہ مرد عاقل و دانا تھا اپنے تئیں مرد میدان نہ پایا قلعہ میں متحصن ہوا اور اتحاد در موافقت میں صلاح دیکھی علما کی معرفت صلح کر لی۔ راجے حضرت عمر فاروق کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اسلئے ظفر خاں اسے مراسلات میں مریدانہ پیش آتا تھا اور القاب اعزاز کے ساتھ لکھتا تھا پھر ظفر خاں گجرات میں واپس آیا تو اوسے معلوم ہوا کہ گجرات کے مغربی اضلاع میں راے جھرند نے اسلام کی اطاعت سے انکار کیا ہے تو اوسنے ۷۹۸ھ ۱۳۹۵ء میں لشکرکشی کی اور ان حدود کے کفار کے قتل و غارت میں مشغول ہوا وہ نہایت متمرد و سرکش تھے۔ محبوب بدیع الجمال و پیران پری تمثال مسلمانوں نے اسیر کیے۔ اونکی کشتیاں لوٹ کے اموال سے مالا مال ہوئیں اوسکے بعد راے جھرند نے عاجز ہو کر یکجہتی و فرمانبرداری اختیار کی بہت تحفے و ہدیے نذر میں دیے ظفر خاں یہاں سے کوچ کرکے سومنات گیا۔ یہاں بتوں کو نگونسار کیا اور بتخانوں کی جگہہ ایک مسجد جامع بنائی اور ارباب مناصب شرعیہ کو متعین کیا اور تھانے بٹھائے اور پٹن کی جانب متوجہ ہوا۔ ۷۹۹ھ ۱۳۹۶ء میں معلوم ہوا کہ منڈل گڈہ کے راجپوتوں نے ایسا تسلط پایا ہے کہ اس کے مسلمان اونکے ظلم سے اپنے وطنوں کو چھوڑ کے چلے جاتے ہیں اور اونہوں نے مالگذاری بھی دینی چھوڑ دی ہے۔ ظفر خاں وہاں پہنچا۔ اور منڈل گڈہ کا محاصرہ کیا۔ منجنیقوں کو لگا کے ہر روز راجپوتوں کو سنگسار کیا۔ مگر قلعہ ایسا مستحکم تھا کہ منجنیقوں سے کام نہ چلا تو ساباط تیار کیے۔ اونسے بھی کام نہ چلا۔ طول محاصرہ سے ظفر خاں ملول ہوا کہ ناگاہ لطائف غیبی سے قلعہ کے اندر وبا پھیلی اور بہت آدمی بیمار ہوئے اور مر گئے۔ راے درگا نے دیکھا کہ اہل قلعہ کا حال تنگ ہوگیا ہے تو اوسنے ایک جماعت کو تیغ و کفن گردن میں ڈالے ظفر خاں پاس بھیجا اور عورتوں اور بچوں نے سر ڈنکو ننگا کرکے حصار اوپر سے عجز و زاری کر کے زنہار مانگی۔ ظفر خاں نے اوس کو تائید آسمانی جانا۔ اور پیشکش لیکر صلح کر لی اور اجمیر میں زیارت کے لئے گیا۔ زیارت کرکے جلوارہ و ملک

بارہ ہزار سوار اور پیادے اس پاس جمع ہوئے اور جنگ کا ارادہ کیا ظفر خاں نے اول ایلچی نہر والہ میں کہ پٹن مشہور ہے بہیجا اور بطریق نصیحت و ملائمت کے پیغام دیا۔ کہ اپنے کام کے بد انجامی کو سوچ اور اپنے ولی نعمت سے دورست ہوا ور گجراتیوں اور کافروں کے استظہار سے فریب میں مت آ وہ بہادروں اور تہمتنوں کے مقابلہ میں نہیں ٹہیر سکینگے۔ تو سیدھا دہلی کے بادشاہ پاس جا اور میرے پاس آکر مسند امارت پر متمکن ہو۔ اسکے سوا کچھہ اور نہ سوچ اسے تو پشیمان اور گمراہ ہوگا۔ مگر نظام مفرح نے ایلچی پر درشتی کی اور نا مناسب نا لایق جواب بہیجا۔ ناچار ظفر خاں ۷۹۴ھ میں چار ہزار سوار لے کر نہر والہ کو روانہ ہوا نظام مفرح نے دس بارہ ہزار آدمیوں کو تنخواہ دیکر نہر والہ سے باہر نکالا اور موضع کانتھو (کنبھو) کہ نہر والہ سے بارہ کوس پر ہے ظفر خاں سے مقابلہ ہوا۔ اور خوب تلوار چلی اور نیزہ پر نیزہ چلا اور ظفر خاں کو فتح ہوئی۔ یہاں ایک شہر آباد کیا جسکا نام جیت پور رکھا۔ نظام مفرح کے تحصن کے قصد سے نہر والہ میں گیا ظفر خاں نے نہر والہ میں خوب اپنی سپاہ سے انتظام کر لیا۔ ۷۹۵ھ ۱۳۹۲ میں کھنبایت کہ مسافروں اور تاجروں کی منزل ہے وہ گیا اور رعایا کے حال پر توجہ کرکے حدود اور احکام مقرر کئے اور اساول میں آیا۔ اب اوسنے ہندو رئیسوں کے باج گذار بنانے پر توجہ کی — ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ میں راجہ ایدر نے معمولی خراج نہیں بہیجا ظفر خاں لشکر لیکر وہاں گیا۔ اور قلعہ ایدر کو محاصرہ کیا طرفین سے چند دفعہ سخت لڑائیاں ہوئیں جنہیں ظفر خاں کو فتح ہوئی۔ تمام ولایت ایدر پر اُسنے قبضہ کرکے غارت اور تاراج کیا جس بتخانہ کو دیکھا خاک کے برابر کیا۔ لڑکے لڑکیوں کو لونڈی و غلام بنایا۔ تھوڑی مدت میں اہل قلعہ میں غلہ کا قحط ہوا کہ کتا بلی کو اور بلّی کتے کو اور آدمی دونوں کو کھانے لگے۔ اسلئے رائے ایدر اپنی سرکشی سے نادم و پشیمان ہوا۔ اور اپنے بڑے بیٹے کو بہت سی پیشکشیں دیکر ظفر خاں پاس بہیجا اور جان کی امان مانگی ظفر خاں نے صلح اور عفو میں مصلحت دیکھی اور نقود جواہر بہت پیشکش میں لئے اور محاصرہ سے ہاتھ اٹھایا۔ یہاں سے شہر سومنات کی طرف جو جزیرہ دیو کے قریب ہے مظفر خاں کا جانے کا ارادہ تہا کہ ملک راجی الملخاطب عادل خاں نے کہ سلاطین فاروقیہ برہان پور کا

دیو (دیب) کو آن گھیرا۔ اور ایکدن میں جبر و قہر سے مفتوح کر لیا۔ اور اوسکے تمام بالغ مردونکو
قتل کیا۔ راجہ کو اور یہاں کے تمام روسا کو ہاتہی کے پیروں تلے مسلا۔ اور عورتوں و بچوں کو پکڑ کر
مسلمان کیا۔ اور اونکے احمال و اثقال پر متصرف ہوئے۔ ایک بتخانہ بزرگ کو توڑا اور اوسکی جگہہ
ایک مسجد عالی بنائی۔ امراء بزرگ میں سے ایک شخص کو مقرر کیا۔ اور بہت لوٹ کا مال لیکر پٹن کو مراجعت کی
ایک مورخ بیان کرتا ہے کہ سنہ ھ میں مظفر شاہ نے یہ ارادہ کیا کہ لشکر لے جا کر دہلی مسخر
کرے اور اپنے بیٹے تاتارخاں کو تخت پر بٹھائے اوسکو خود خطاب غیاث الدولہ والدین
محمد شاہ کا دیا جب اس مقصد کے لئے وہ سنت پور آیا تو تاتارخاں سخت بیمار ہو کر مر گیا۔ مظفر شاہ
فسخ عزیمت کر کے اساول میں آیا۔ اصل صحیح روایت یہ ہے کہ تاتارخاں نے سال مذکور میں اساول
میں باپ پر چڑہائی کی اور بڈہے باپ کو پکڑ کر قلعہ میں محبوس کیا اور اپنے چچا شمس خاں کو وکیل سلطنت
کیا اور اپنا ناصر الدین شاہ لقب رکھا۔ صاحب سکہ و خطبہ گجرات میں ہو گیا اور تسخیر دہلی کا سامان سفر
و استعداد لشکر درست کر کے کوچ کیا۔ سلطان مظفر شاہ نے اپنے معتمدوں میں سے ایک کو اپنے بہائی پاس
بہیجا اور پیغام دیا کہ مجھے خلاص کرے اور محمد شاہ کو ہلاک۔ شمس خاں نے بہائی کو جواب دیا کہ محمد شاہ
تیرا فرزند رشید ہے تیر التعلق خاطر اوسکی طرف ہے میں اوسکو ہلاک کرتا ہوں ایسا نہ ہو کہ پہر
تیرے ہی تیر ملامت کا ہدف بنوں سوچ سمجھہ کر جواب دے۔ مظفر خاں نے کہلا بہیجا کہ میں نے ایسے
بیٹے کو جیسا کہ تاتارخاں ہے عاق کیا اور محبت کو منقطع۔ اب پدر و فرزندی کی نسبت مسلوب ہو گئی
اسلئے اوسکو مار اور میری ضعیفی و پیری پر رحم کر۔ ناچار شمس خاں نے بہتیجے کو زہر دیکر مار ڈالا۔ اور
بہائی کو محبس سے نکال کر مسند حکومت پر بٹہلایا۔ دلاور خاں والی مالوہ فوت ہو گیا تہا ہوشنگ شاہ
اوسکا جانشین ہوا مشہور یہ ہوا کہ ہوشنگ نے ملک کی طمع میں باپ کو زہر دیکر مار ڈالا۔ دلاور خاں
اور مظفر شاہ میں بڑی دوستی تہی اسلئے سنہ ھ میں وہ دہار میں دوست کا انتقام لینے گیا۔ ہوشنگ
ایک جوان شوخ و شنگ تہا وہ ناعاقبت اندیشی سے لشکر گجرات سے لڑنے کہڑا ہو گیا شکست پائی
گرفتار ہوا مظفر شاہ نے دہار میں اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا اور سکہ چلایا اور اپنے بہائی نصرت خاں
کو وہ تفویض کیا مظفر نے اساول میں مراجعت کی اور ہوشنگ شاہ کو اپنے پوتے احمد شاہ کو

کی طرف لوائے غزا کو جلوہ دیا۔ اس راج میں بت پرستی کا رواج بڑا تھا۔ یہاں آدمیوں کو قتل کیا۔ بت کدوں کو خراب کیا۔ اس ولایت سے چند قلاع لیکر اپنے معتمدوں کے حوالہ کئے۔ تین سال بعد پٹن میں آیا۔ اوسنے حکم دیا کہ سپاہی ایک سال کی خدمت و تردد سے معاف ہوں۔ تاریخ الفی کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر سے مراجعت کرکے ظفر خاں نے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور مظفر شاہ اپنا خطاب رکھا +

آخر سنہ ۸۰۰ھ میں ظفر خاں کا بیٹا تاتار خاں کہ سلطان محمد بن فیروز کا وزیر تھا۔ ملو خاں کے غلبہ و استیلا سے بھاگ کر گجرات میں باپ پاس آیا۔ جسکا بیان سلاطین دہلی کے حال میں ہوا تاتار خاں نے باپ کو دہلی کی بادشاہی کی ترغیب و تحریص کی۔ مظفر خاں نے منظور کیا اور لشکر کے تیار کرنے میں لگا کہ یہ خبر آئی مرزا پیر محمد خاں نبیرہ امیر تیمور نے ملتان لے لیا۔ مظفر شاہ نے فراست سے دریافت کیا کہ مرزا پیر محمد خاں امیر تیمور کا مقدمہ ہے۔ اسلئے اوسنے اپنی عزیمت کو ملتوی کر دیا۔ ۱۳۹۸ء سنہ ۸۰۱ھ میں اپنے بیٹے تاتار خاں سے اتفاق کرکے قلعہ ایدر کی تسخیر کا قصد کیا۔ اور سفر کرکے نہب و غارت میں تقصیر نہیں کی۔ قلعہ کا محاصرہ کیا اور اہل قلعہ کی جان ایسی ضیق میں آگئی کہ وہاں راجہ رن مل نے نہایت عاجزی کے ساتھ ایلچیوں کو بھیجا اور پیشکش دینا قبول کیا۔ چونکہ ممالک دہلی فتنہ و شر سے پُر تھے اسلئے اوسنے پیشکش پر اکتفا کی اور رمضان میں پٹن میں مراجعت کی۔ اس حال میں ایک خلق کثیر دہلی سے امیر تیمور کے خوف سے بھاگ کر پٹن میں آئی ہر ایک پر مظفر شاہ نے اوسکے حال مناسب شفقت کی۔ اس ہڑبڑ میں صاحبقران سے بھاگ کر سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد بن فیروز شاہ گجرات میں آیا۔ مظفر شاہ نے اپنی صلاح دولت اوسکے آنے میں نہ دیکھی۔ ایسا اوسکے ساتھ سلوک نالایق کیا کہ وہ تنگ آکر اور دل شکستہ ہوکر مالوہ چلا گیا۔ اسی سال میں مظفر شاہ نے پھر قلعہ ایدر کو جاکر محاصرہ کیا۔ رائے رن مل کو سوائے فرار کے کوئی چارہ نہ تھا۔ رات کو قلعہ خالی کرکے وہ بیجانگر کو بھاگ گیا۔ صبح کو مظفر شاہ قلعہ کے اندر آیا اور ایک سردار اور سپاہ کو یہاں مقرر کیا۔ ۱۴۰۲ء سنہ ۸۰۴ھ میں وہ سومنات میں گیا۔ یہاں لڑائی میں بڑی خونریزی ہوئی۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اور دیو میں اسے بھاگ گیا۔ مظفر خاں نے

برابر ۵۰۰۰ روپئے یا ۶۶۶۶۶ روپئے کے ہوئے) بیاک داس اور جیون داس کی ہمنوئی سے زمینداروں کو گہوڑے خلعت اور فرمان بہیجے گئے اور اطاعت پر دلالت کی گئی سلطان احمد شاہ نے باوجود عنفوان شباب کے کام میں عجلت نہیں کی اور ایک جماعت کے ساتھ ایک مکتوب نصیحت آمیز فیروز خاں پاس بہیجا۔ مگر اس پند و وعظ کی شراب نے فیروز کے مزاج میں کوئی نشہ نہ پیدا کیا آدم بھنگر کچھ آدمیوں کے ساتھ اونکے دفع کرنے کو مامور ہوا مگر اوسکو شکست فاحش ہوئی بنایک داس کے نام فتح ہوئی جسنے اوس کو نہایت نخوت ہوئی۔ امرا کو اوسکے تسلط کی تاب نہیں ہوئی سب نے اوسکو ملکر قتل کر ڈالا۔ اکثر آدمی فیروز خان سے جدا ہوکر احمد شاہ پاس چلے گئے فیروز قلعہ بروچ میں متحصن ہوا سلطان احمد شاہ نے پھر ایلچی فیروز خان پاس بہیجا اور یہ پیغام دیا کہ خدا‌ئگان کبیر مظفر شاہ نے اس دیار کے حل و عقد کی باگ مجھ بے مقدار کے قبضہ اقتدار میں دی ہے الحمد للہ امرا کی اطاعت و انقیاد سے اور موافقت ایام سے سلطنت کو استحکام لا کلام ہو گیا ہے تجھکو چاہئے کہ عمرو زید کے جمع ہونے پر فریفتہ نہ ہو اور اپنے افعال و اعمال قبیحہ سے نادم ہوکر اعتذار کا دامن پکڑ۔ سرکشی کی بدانجامی سے خوف کر اور اقطاع جو مظفر شاہ نے ہر ایک کو دی ہیں اوس پر قانع اور میرے الطاف کا مترصد ہو۔ اس ایلچی کے آنے او پیغام سننے کے بعد سب نے سوچا اور ہیبت خان کہ سلطان کا سگا چچا تھا بھتیجے پاس گیا اور اپنی ندامت کو ظاہر کیا سلطان نے اوسپر نوازش کی سب امرا کے جرائم معاف کر دئے اور اپنی اپنی جاگیروں میں اون کو آباد کیا +

احمد شاہ کا ارادہ پٹن جانے کا تھا کہ اوسنے سنا سلطان ہوشنگ جسکو فیروز خان نے مدد کے لئے طلب کیا تھا۔ اپنے دار الملک سے چلکر گجرات کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان احمد شاہ نے عماد الملک کو لشکر کثیر کے ساتھ کارزار کے لئے بہیجا اور خود بھی پیچھے ایک جماعت صوری و معنوی کے ساتھ روبراہ ہوا۔ جب ہوشنگ کے نزدیک عماد الملک آیا تو اوس نے کوچ بر کوچ بے توقف و درنگ نہایت خجالت و انفعال کے ساتھ اپنے دیار کو گئے تو عماد الملک چلا آیا تو سلطان احمد شاہ اساول میں آگیا ۸۱۵ھ کے آخر میں شیخ احمد کہنبو سے استخارہ

سپرد کیا اور حکم دیا کہ کسی قلعہ میں اسے محبوس کرے۔ احمد شاہ نے حکم کی تعمیل کی۔ چند مہینے کے بعد
اِس پوتے نے دادا کو عریضہ اپنے ہاتھہ سے لکھا اُس میں ہوشنگ کی رہائی کی درخواست کی
دادا نے پوتے کی درخواست منظور کی اور نصرت خاں کو بلالیا۔ اور ہوشنگ کو چتر سفید و
سراپردہ سرخ اور تمام لوازم شاہی دیکر مالوہ و منڈو بالکل اسے دیا اور احمد شاہ کے ہمراہ
اوسکو روانکیا کہ وہاں جاکر اوسکو تخت پر بٹھا کے گجرات میں چلا آیا +
صفر ۸۱۳ھ ۱۴۱۰ع میں مظفر شاہ بیمار ہوا جب اوسنے جانا کہ یہ مرض الموت ہے تو وصیت کی
اور اپنے فرزندوں میں سے احمد شاہ میں زیادہ قابلیت دیکھی اوسکو اپنا ولیعہد کیا اور ۸ ربیع الاول
کو اکھتر سال کی عمر میں سفر آخرت اختیار کیا۔ اوسکی مدت ایالت ۲۰ سال سے کچھہ زیادہ تھی +

ذکر سلطنت احمد شاہ

دہلی میں ۷۹۳ھ ۱۳۹۰ع میں پیدا ہوا تھا ۲۱ سال کی عمر میں دادا کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوگیا
منتخبات التواریخ اور مرآۃ سکندری میں لکھا ہے کہ ظفر خاں کا بھائی شمس خاں تہا جو چتور
کی لڑائی میں مارا گیا تہا اوسکا بیٹا فیروز خاں تہا بعض کہتے ہیں کہ وہ مظفر خاں کا بیٹا تھا
بھتیجا نہ تھا جب ۸۱۵ھ ۱۴۱۲ع میں اوسنے احمد شاہ کے جلوس کی خبر سُنی تو علم بغاوت بلند کیا۔
اور حسام الملک و ملک شیر و ملک کریم حسن و چیونداس و نبائک داس کہتری کو اپنے ساتھہ متفق
کیا یہ امرا مظفری میں مشاہیر میں سے تھے اور شرارت ذاتی و فتنہ انگیزی میں موصوف و معروف بھی تھے
اونکے ذریعہ سے سپاہ جمع ہوئی یہ سب کھنبائت میں گئے۔ امیر محمود ترک اور شاہزادہ ہیبت خاں بن
سلطان مظفر سورت میں آنکر اونسے ملے ہیبت خاں کے ملنے کی خبر سنکر سعادت خان و شیر خاں
بن سلطان مظفر کھنبایت میں گئے اور نربدہ کے کنارہ کو معسکر بنایا اور آپس میں مشورہ کرکے سات
آٹھہ ہزار سوار کے ساتھہ بڑودہ میں گئے۔ فیروز خاں نے سر پر چتر رکھا اور سراپردہ سرخ لگایا
اور اسکا اعلام کیا اور ہوشنگ کو بھی استعانت و امداد کے لئے خط لکھا۔ سلطان ہوشنگ نے
اس شرط پر آنا منظور کیا کہ حصول مقصد کے بعد ہر منزل پر سو ہزار ٹنکہ دینے کا وعدہ کیا جائے
ہندوستان کے اس حصہ میں ٹنکہ آدھا یا دو تہائی روپیہ کی برابر ہوتا ہے تو سو ہزار ٹنکہ

کی ملازمت کریں سلطان احمد شاہ اُنکے مکر وحیلہ سے غافل تھا اوسنے اپنے امراء کبار کو حسب الالتماس اونکے قلعہ کے دروازہ کے قریب بھیجدیا۔ فیروز خاں کے وکیل ملک بدر اور انکس خان آئے ملائمت کی باتیں کیں اور دریچہ قلعہ کھولا امراء احمد شاہی سوار اونکے نزدیک گئے اور باتوں میں مشغول ہوئے کہ ناگاہ ایک جمعیت خندق کی کمین سے نکلی اور اونکی طرف متوجہ ہوئی اترد رخاں و عزیز الملک تو گھوڑے بھگا کر احمد شاہ پاس پہنچے۔ نظام الملک و سعید الملک گرفتار ہوئے جب اونکو قلعہ میں لئے جاتے تھے تو وہ پکار پکار کہتے تھے کہ ہم خود گرفتار ہوئے ہیں۔ سلطان ہمارے حال کا لحاظ کچھہ نہ کرے اور قلعہ پر تاخت کرے کہ وہ ایک حملہ میں ہاتھہ آجائیگا۔ ملک بدر نے ان دونو کے پانوں میں زنجیر ڈال کر ایک اندھیرے گھر میں بند کیا وہ سمجھتا تہا کہ جبتک یہ امیر قید میں ہینگے اہل قلعہ احمد شاہ کے ہاتھہ سے محفوظ رہینگے۔ احمد شاہ نے جنگ سلطانی کر کے ایک دن میں قلعہ کو فتح کر لیا۔ ملک بدر اور انکس خاں کو مار ڈالا۔ نظام الملک و سعید الملک دونو سلامت نکلے اور احمد شاہ کی ملازمت میں سعادت یاب ہوئے۔ فیروز خاں و رنمل دونو جنگل کوہ ایدر میں چلے گئے چند روز کے بعد رنمل راجہ ایدر نے اپنے کام کا علاج یہ کیا کہ فیروز خان کے ساتھہ غدر کیا اور اوسکے ہاتھیوں اور خزانہ کو لیکر سلطان احمد کی خدمت میں بھیجدیا۔ مال گذاری کے لئے عجز و زاری شروع کی سلطان فتح پاکے احمد آباد میں آگیا فیروز خان بھاگ کر ناگور میں گیا۔ اور وہاں کے حاکم کے ہاتھہ سے قتل ہوا +

سنہ ۸۱۶ھ میں ملک شیر و ملک بھکین و آدم خاں افغان و ملک عیسیٰ سالار نے فتنہ خوابیدہ کو بیدار کیا اور متمرد زمینداروں کو اپنا یار بنایا اور ولایت گجرات میں تاخت و تاراج شروع کی اس زمانہ میں راجہ منڈل و راجہ نادوت و بدھوان نے سلطان ہوشنگ پاس اپنے آدمی بھیجکر گجرات کی تسخیر کے لئے تحریص کی۔ سلطان ہوشنگ نے احمد شاہ کے حقوق سابق کو بالائے طاق رکھا۔ اور گجرات کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اوسکی خرابی و تاراج میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی سلطان احمد نے تو راجہ جلوارہ پر فوج کشی کی تھی اب اوسنے دیکھا کہ فتنہ و غبار دونو طرف سے اُٹھا تو اپنے ایک ایک امیر کو ہر جگہ کے امیر سے لڑنے کے لئے بھیجا اور خود سلطان ہوشنگ کے دفع کرنے

استشارہ لیکر سابرمتی کے کنارہ پر ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور اوسکا نام احمد آباد رکھا۔ وہ تھوڑی مدت میں آباد ہوگیا اور سلاطین گجرات کا دارالملک بن گیا۔ قصبہ اساول اس شہر کا ایک محلہ بنا بلدہ کے سرے پر کہ دربار شاہی سے متصل ہے تین طاق کلاں خشت پختہ کے بنائے اور اوسکا نام ترپولیہ رکھا۔ بازار ایسا چوڑا بنایا کہ اس میں گاڑیاں پہلو بہ پہلو جا سکتی ہیں دکانیں پکی اینٹ کی بنائیں اور اونپر گچ کاری کی۔ قلعہ و جامع مسجد بنائی۔ شہر سے باہر تین سو اٹھہ پورے آباد کئے۔ ہر پورہ میں مسجد و بازار اور دیوار بند بنائے۔ اس میں یہاں کے بادشاہوں اور بزرگوں کی عمارات گچ و خشت پختہ سے بنی ہوئی ہیں اور اکثر گھر مٹی کے ہیں غرض یہ شہر معمور ہے اور بعض خصوصیات میں ہندوستان میں بے نظیر ہے۔

سنہ ۸۱۵ھ / ۱۴۱۲ء میں کچھہ دن باقی تھے کہ فیروز خاں و ہیبت خاں نے ملک بدر علاء کے بہکانے سے بغاوت کے گھوڑے چمکائے۔ راجہ ایدر رنمل رائے پانچ چھہ ہزار سوار اپنے ساتھہ رکھتا تھا۔ اوسکو اپنے ساتھہ اس وعدہ پر متفق کیا کہ قلعہ ایدر اوسکو عطا کیا جائیگا۔ سید ابراہیم المخاطب بہ رکن الدین خان جاگیردار مہراسہ کو بھی اپنے ساتھہ یکجہت کر کے خوب جمعیت فیروز خاں نے بہم پہنچائی سلطان احمد شاہ نے لشکر کو جمع کیا اور مہراسہ پر متوجہ ہوا۔ اثناء راہ میں رکن الدین خان کے بہکانے سے فتح خان۔ احمد خاں سے برگشتہ ہو کر فیروز خاں سے مل گیا۔ احمد شاہ جب باغیوں کی حدود میں آیا تو اوسنے علماء کی ایک جماعت کو ملک بدر اور رکن الدین خان پاس بھیجا کہ پردہ غفلت کو اونکی نظر بصیرت سے اٹھا کر راہ راست پر ہدایت کریں۔ مگر ان علماء نے مدعا کے موافق جواب نہ پایا وہ دلگیر ہو کر سلطان احمد شاہ پاس آئے۔ وہ افواج و صفوف کو آراستہ کر کے قلعہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس طرف سلطان کے مقابلہ میں بڑے بڑے آدمی نکلے آئے ابھی سیف و سناں کی استعمال کی نوبت نہیں آئی تھی کہ احمد شاہ کی صولت پادشاہی اونکے دل میں ایسی بیٹھی کہ وہ قلعہ میں بھاگ گئے۔ احمد شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور چند دفعہ آدمی بھیجکر صلح کی ترغیب دی پر ملک بدر اور انکس مانی مکر و غدر سے پیغام دیا کہ فلاں فلاں امیر قلعہ کے نزدیک آنکر عہد و قرار کریں تو ہماری خاطر جمع ہو کہ ہم باہر آنکر سلطان کی

خاموش نہیں ہیں مرآۃ سکندری میں لکھا ہے کہ زرخیز و شاداب ملکوں مالوہ اور خاندیش اور گجرات کی بہ نسبت سورٹھہ میں زیادہ دولت ہے۔ اس میں اُن ملکوں کی ساری عمدہ اور بیش قیمت چیزیں ہر جگہ نظر آتی ہیں وہ اِن ممالک کی زمین کی ساری خوبیوں میں برابر ہے مگر یہ فضیلت و فخر اسی کو حاصل ہے کہ اس میں بندرگاہیں جنسے تاجر دولت کماتے ہیں اور اونکی بدولت خشک ملکوں میں عیش و عشرت و آسایش و آرایش کا اسباب بہم پہنچتا ہے جسکی ضرورت اِس ملک کو ہے مسلمانوں کی تاریخ میں لکھا ہے کہ سلطان احمد شاہ نے کوہ گرنا کے قلعہ کی بڑی تعریف سنی تھی وہ اوسکے دیکھنے کا کمال اشتیاق رکھتا تھا۔ ابتک یہاں کسی راجہ نے مسلمانوں کی اطاعت نہیں کی تھی۔ یہاں کے راجہ نے شیر ملک باغی کو پناہ دی تھی اسلئے احمد شاہ کو اس ملک پر حملہ کرنے کے لئے یہ خاصہ سبب ہاتھ آگیا تھا جب احمد شاہ کوہستان کے قریب گیا تو اوسکا مقابلہ ہندو راجہ نے کیا۔ مگر مسلمانوں کی جنگ کے تند سیلاب میں کہیں اسکا پیر نہ جما۔ ابتک اوسنے مسلمانوں کی لڑائی کا صدمہ اوٹھایا نہ تھا اوسکو شکست ہوئی اور قلعہ گرنار (گرنال) تک اسکا تعاقب کیا گیا اب اس قلعہ کو جونا گڈھ کہتے ہیں۔ سپاہ اسلام نے قلعہ کے نیچے آنکر اہل قلعہ کو ایسا تنگ کیا کہ راجہ نے تحفہ تحائف بھیجکر سالانہ خراج دینا قبول کیا سلطان نے دو سگے بھائی سید ابو الخیر و سید ابو القاسم کو تحصیل مال کے واسطے مقرر کیا۔ گجرات کے مختلف حصوں میں ہندو زمیندار پھیلے ہوئے تھے جنکے تھوڑے یا بہت دیہات تھے اونکے مطیع کرنے پر احمد شاہ متوجہ ہوا بعض ان زمینداروں میں سے پہاڑوں اور جنگلوں اور قدرتی حصاروں میں رہتے تھے جو نہایت دشوار گذار تھے وہ خراج نہیں دیتے تھے جب تک اونکے سر پر لشکر نہ چڑھے۔ بعض زمیندار جو ایسے مشکل مقامات میں نہیں رہتے تھے۔ وہ اپنی زمین کو چھوڑ کر ملک میں قزاقی و رہزنی کا کام کرتے تھے اونکے پیچھے سپاہ پھرتے پھرتے تھک جاتی تھی۔ آخر کو وہ مصالحت پر راضی ہو جاتی تھی اور اونکی منضبطہ جاگیریں اونکو پھر دی جاتی تہیں جب اونکے سر پر سے سپاہ اوٹھہ جاتی تو پھر وہی اپنا خودسری کا طریقہ اختیار کرتے تھے بعض زمیندار مسلمان ہو گئے تھے۔ اُن کا طریقہ کچھہ شائستہ ہو گیا تھا۔ اونکے ساتھہ ایسی زبردستی نہیں کرنی پڑتی تھی +

طرف متوجہ ہوا جب موضع باندہو میں پہنچا جو نواحی چنپانیر کے نزدیک ہے تو اوس نے ملک عماد الملک سمرقندی کو ایک فوج بزرگ کے ساتھہ اپنے سے پہلے سلطان ہوشنگ سے لڑنے کو بھیجا جب اوسنے سنا سلطان احمد کا غلام اُسسے لڑنے آتا ہے تو اپنی شان کو ارفع سمجہکر اپنی ولایت کو مراجعت کی عماد الملک نے اس جماعت کو مقید کیا جو اس فساد کی محرک اور باعث تھی اُسکو بادشاہ کی خدمت میں لایا ہوشنگ نے مراجعت کیلئے ناحق کا بہانہ بنایا ورنہ وہ بہی کوئی اپنا غلام احمد شاہ کے غلام سے لڑنے کو بھیجدیتا اور جب احمد شاہ اپنے غلام کی مدد کو آتا تو یہ اپنے غلام کی کمک کو جاتا جب ہوشنگ بھاگ گیا تو وہ امرا بھی اوسکے احمد شاہ کے امرا کے سامنے نہ ٹہہرے بھاگ گئے شہزادہ لطیف خان اور نظام الملک نے شیر ملک اور احمد سرکہچی کا تعاقب کیا وہ وساوس نفسانی و خطرات شیطانی سے باغی ہوئے تھے اونکے گہر جاکر اونکے احمال و اثقال پر وہ متصرف ہوئے آخر ناچار ہوکر شیر ملک اور احمد سرکہچی پہر کر لڑے اور شکست پائی ایک روایت یہ ہے کہ شیر ملک نے پیچھے سے دشمن پر شب خون مارا مگر مقصد نہ حاصل ہوا اور ایک جماعت کو مار کر راجہ گرنال صحیح نام گرنار ہے پاس بہاگ گیا اور احمد شاہ اپنی دار السلطنت کو آیا +

سورتھہ کا دیس ایسا ہے کہ وہ ہمیشہ ہندوؤں کو عزیز رہا ہے۔ اسکو دنیا میں وہ اپنا بہشت جانتے ہیں اس سرزمین میں صاف دریا بہتے ہیں اسمیں اچھی نسل کے گھوڑے پیدا ہوتے ہیں خوبصورت پیاری پیاری شکل کی عورتیں ہوتی ہیں جنہیں اس کو مقدس جانتے ہیں۔ اونکے دیوتا تہہ اور رشیونکی سرزمین وہ ہے اور اور ہندو اسکو متبرک اسلئے سمجھتے ہیں کہ وہ اونکے مہادیو اور سری کرشن کا دیس ہے۔ ترتھنکر کے پیرو یعنی جین مقدس پہاڑ گرنار اور شترنجائی کی جاترا کو آتے ہیں اور وشنو کے چیلے سورتھہ کا خیال ایسا رکھتے ہیں کہ ہر صبح کو ملنے پر گوپی چندن کا تلک لگاتے ہیں وشنو کی پوجا کرنے والے سورتھہ کے سنکہ میں محمد شنکر کی زمزمہ سرائی کرتے ہیں اور راجپوت اور بہاٹ رنگہنکار کی بہادری کی تعریف کرتے ہیں اور رانک دیوی کی قسمت کے لئے روتے ہیں اور ہر شام کو دیہات کے درختوں کے نیچے سورتھہ کی ستایش میں یہ اشلوک پڑھتے ہیں جنکا ترجمہ یہ ہے کہ سورتھہ میں پانچ رتن ہیں گھوڑے۔ دریا۔ عورتیں۔ سومناتھہ ہری مسلمان بھی اوسکی تعریف میں

بہت کوشش کرتا تہا مگر کامیاب نہ ہوتا تہا آخر کو ان سرکشوں کی ما یحتاج زندگی میں کمی ہوئی جسنے اونکو بہت تکلیف ہوئی اور اونکے سوار بہی مرگئے - احمد آباد اور کرمی کی درمیان سڑک پر سانتج کے قریب ایک گاؤں ناش مد تہا اوسکے تال پر یہ دو نو بہائی ایک رات پہونچے - بہت سویرے صبح کو ایک بھنڈاری اکہو راجپوت کہات کی گاڑی اپنے کہیت کو لئے جاتا تہا - باگھیلہ کے ایک نوکرنے جب گاڑی کو نزدیک آتے دیکہا تو وہ چہپ گیا - گاڑیبان نے اکہو سے کہا کہ یہاں تو شیر آئے ہوئے ہیں جلدی سے یہاں سے نکل جاؤ - اکہونے کہا کہ تو شیر و تسے ڈر نہیں انمیں کوئی راجپوت میری مانند نہیں ہے اگر ہوتا تو تین دن میں پہر اس (زمین) کو پہر حاصل کر لیتا - ایک باگھیلہ کے نوکرنے یہ بات سن کر اپنے سرداروں سے جا کہی - انہوں نے اس راجپوت کو بلایا - اکہو بھنڈاری ان بہائیوں کے پاس آیا - اونہوں نے اسے پوچہا کہ تو نے کیا کہا تہا تو وہ اپنے دل میں سمجہا کہ میں نے تو ایک ہنسی سے بات کہی تہی مگر یہاں اب وسکے کہنے سے انکار نہیں ہو سکتا - اوسنے کہا کہ اے میرے سوامی میں نے یہ کہا کہ اگر میری مانند کوئی راجپوت تم میں ہوتا تو اپنی زمینوں کو تین دن میں پہر لے لیتا - یہ سنکر بہائیوں نے راجپوت سے کہا کہ ہم تجہکو ایک ہزار روپیہ کا گہوڑا دیتے ہیں اور جو کچہہ تو لگے وہ دینگے تو ہمارے ساتہہ چل - وہ اوسکو لیکر احمد آباد کی طرف چلے +

جمعہ کے روز بادشاہ کے اہل حرم اور امیرزادیان سرکہیج کے قریب ایک مقدس مزار کی زیارت کو آیا کرتی تہیں - پانچسو گاڑیوں میں وہ سوار ہوتی تہیں اور بڑا چوکی پہرا اونکے ساتہہ ہوتا تہا ساری گاڑیوں سے کچہہ فاصلہ پر ملازم رہتے تھے - یہ مستورات مزار کی زیارت کو جاتی تہیں اکہو بھنڈاری نے ان بہائیوں سے کہا کہ اگر تم ان عورتوں کو نہیں گرفتار کرو گے تو تم کو تمہاری زمین پہر نہ ملے گی - ان مستورات کی گاڑیاں مزار کے احاطہ میں داخل ہوئیں تو راجپوت سواروں نے جا کر اونکو گہیر لیا - بادشاہ کی بیگم نے پوچہا کہ تم کون ہو تو اونہوں نے کہا کہ ہم درہو اور جیتو ہیں ہماری آبائی ریاستیں ضبط ہو گئی ہیں اب ہم نے مرنے کو جی میں ٹہان لیا ہے ہمارا ارادہ ہے کہ ان گاڑیوں کو پکڑ کر لے جائیں - بیگم نے کہا کہ اگر تم مجہہ کو

مراۃ احمدی میں لکھا ہے کہ سلطان علاء الدین کے زمانہ میں اُس ملک میں مذہب اسلام داخل ہوا جو نہر والہ پٹن کے مغرب سے مشرق تک پھیلتا ہے مگر پھر بھی بہت سے مقامات میں کفر ہی مروج تھا۔ سلاطین گجرات کی سعی سے یہ تدریج اس کفر کی ضلالت دور ہوئی اور سلطان احمد شاہ کی عرق ریزی سے بہت کافر نور ایمان سے منور ہوئے۔ ۸۱۷ھ ۱۴۱۴ء میں ملک تحفہ کو تاج الملک کا خطاب دیکر خاص حکم اوسکو یہ دیا کہ وہ کافروں کے بت خانوں کو ڈہا دے اور گجرات میں اسلام کی حکومت و سطوت دکھادے۔ اُس نے اس اپنے فرض کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا کہ فرشتہ نے لکھا ہے کہ ممالک گجرات کا ضبط اوسنے ایسا کیا کہ کل مملکت میں گراس اور میواس نام کو باقی نہیں ہے گراس اور میواس وہ فرقے زمیندار تھے جنکا طریقہ یہ تھا کہ وہ رعیت اور متعلقین سمیت اپنے گانوں کو چھوڑکر اور ویران کرکے کسی ایسی پناہ گاہ میں چلے جاتے تھے کہ وہاں بیٹھے غارت گری کرتے تھے اور اوسکی سزا سے بچے رہتے تھے جب انکو مسلمانوں کی سپاہ نہایت تنگ کرتی تھی تو وہ خراج دیتے تھے +

احمد شاہ کے باب میں ہندو بھاٹوں اور کبیشروں نے زٹل قافئے بنا رکھے ہیں گو وہ سچی تاریخی پیرایہ سے معرا ہیں مگر بعض خانگی امور انمیں ایسے لکھے ہیں کہ اونسے اس زمانہ کا حال معلوم ہوتا ہے اونکو ہم نیچے لکھتے ہیں +

احمد شاہ کا ہندو رئیسوں کی لڑکیوں سے بیاہ کرنیکے لئے چاپلوسی کرنا

بھاٹ و کبیشروں کی بیان کی سند پر ہم لکھتے ہیں کہ جب بادشاہ نے مملکت باگھیلہ کو لے لیا تو اس خاندان میں دو بھائی برہوجی اور جیتوجی نے سرکشی کے لئے سر اُٹھایا۔ انہل واڑا پٹن کے قریب ایک ملک تھل کہلاتا تھا اسمیں اپنے کنبے کو خیر و عافیت سے رکھنے کے لئے ایک بھائی نے بھیلڑی گڈھ اور دوسرے بھائی نے سردہار کو پسند کیا اسی سبب سے ایک بھائی کی اولاد بھیلاریہ اور دوسرے کے سردہار باگھیلہ کہلاتی تھی۔ یہ سردار اپنے کنبے کو چھوڑکر اور ڈیڑہ سو سواروں کے قریب ساتھ لیکر احمد آباد تک لوٹ مار کرتے تھے کبھی دن کو کبھی رات کو احمد آباد کے دیہات لوٹتے تھے اور کبھی آدمیوں کو پکڑ کرلے جاتے تھے۔ سلطان احمد شاہ اُن کی تنبیہ کے لئے

بے عزت کروگے تو میں مر جاؤنگی نہیں تو میں شہر میں جاکر فوراً تمہاری زمینیں تمکو دلا دونگی۔ اور اس بات پر قسم کھائی تو سوار چلے گئے جب بیگم کی سپاہ کو اوسکی خبر ہوئی تو وہ باگھیلوں پر حملہ کرنے کو تیار ہوئے مگر بیگم نے منع کردیا کہ اجنبیوں کو ستاؤ نہیں بیگم اپنے شہر میں گئی اور رات کو اپنے محل میں خفا خفا بیٹھی اور روشنی کو بھی منع کردیا۔ بادشاہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو وہ اس کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہ خیر تو ہے آج کیا ہوا۔ اوسنے اپنی ساری کہانی سنائی کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ ان بھائیوں کو اونکی زمینیں دلوا دونگی۔ آپ اونکو بلوائیے اور اونکی زمینیں واگذاشت کیجئے۔ اگر وہ میری گاڑی کو لے جاتے تو پھر بادشاہ کی عزت کہاں قائم رہتی +

بادشاہ نے احمد آباد میں ان بھائیوں کو عزت کے ساتھ بلایا۔ اور انکو خلعت دینے کا وعدہ کیا۔ بیگم نے اونکو کہلا بھجوایا کہ وہ بالری میں سفید چاہ کے قریب ٹھیریں صبح کو میں یا دھیر یعنے اول ان پاس ہوؤنگی۔ اونہوں نے یہی کیا۔ بادشاہ کے حکم سے اوسکے وزیر نانک چند اور موتی چند وہاں گئے اور ایک باغبان کی معرفت درہوجی اور جیتوجی کو اپنے پاس بلوایا باگھیلوں نے اُنسے پوچھا کہ اس بات کی کیا کفالت ہے کہ ہم گرفتار ہوکر قیدخانہ میں نہ ڈالے جائینگے وزرا نے کہا کہ ہم خود کفالت میں کہ نہ آپ پکڑے جائینگے نہ قیدخانہ میں ڈالے جائینگے۔ اونہوں نے قسم کہائی اور اونکو شہر کی طرف لائے شام کے وقت وہ شہر کے دروازہ میں آئے وہاں اونہوں نے سڑک کے ایک طرف ایک عورت کو بے پردہ بیٹھے دیکھا۔ باگھیلوں نے پوچھا کہ یہ کس قوم کی عورت ہے۔ وزرا نے جواب دیا کہ وہ برہمنی یا بنیئی معلوم ہوتی ہے۔ تو راجپوتوں نے وزیروں سے پوچھا کہ آپ کی قوم کیا ہے تو اونہوں نے کہا کہ بنیا تو درہونے جیتو سے کہا کہ بھائی یہ وزیر اس عورت کی اولاد میں سے ہیں کہ وہ کھلے دن میں اس طرح بے پردہ بیٹھی ہے اگر بادشاہ ہم کو پکڑکر بندی خانہ میں بند کردیگا تو انکو کیا شرم آئے گی اسلئے بہتر ہوگا کہ یہاں سے ہم اولٹے چلے جائیں اونہوں نے وزرا سے کہا کہ ہم تمہاری کفالت پر اعتماد نہیں کرتے اسلئے وہ پھر سفید چاہ پر آگئے۔ وزرا نے بادشاہ سے یہ سرگزشت بیان کی

مگر میرے رشتہ مندوں میں بعض لڑکیاں بادشاہ کے لائق ہیں انمیں سے کسی کا بادشاہ سے بیاہ
کرادونگا- بادشاہ نے کہا خواہ کچھہ ہی ہو تو اپنی لڑکی کو مجھہ سے بیاہ بٹھا کرنے ہرچند عذر لڑکی
کی چھوٹی عمر ہونے کے کئے مگر بادشاہ نے ایک نہ مانا تو اوسنے قبول کرلیا بٹھا کر اپنے گھر گیا-
بادشاہ نے ورہوا ور جبیتو کو بلاکر کہا کہ تم کہتے تھے کہ سامنت سنگہ مجھسے بیٹی بیاہنے پر راضی نہیں ہوگا
وہ تو راضی ہوگیا- انہوں نے کہا کہ اوسنے قبول تو کرلیا مگر راجپوتوں کے ایک رسم ہوتی ہے
کہ دُلہن کے لئے کچھہ کپڑے اور جواہر بھیجتے ہیں اوسکو بسنت کہتے ہیں اگر سامنت سنگہہ
بسنت کو لے لے تو ہم جانیں کہ بیاہ کا فیصلہ ہوگیا +

کچھہ دنوں کے بعد احمد شاہ پاس سامنت سنگہ آیا بادشاہ نے اوسے کہا کہ اپنی لڑکی کیلئے بسنت لیلے تو اوسنے کہا
میں گھر جاکر لے لونگا- بادشاہ نے کہا کہ تم اپنے گھر بسنت کو ساتھہ لیجاؤ بٹھا کر کو زبردستی بسنت دیدی- بادشاہ نے
پھر بہائیونکو بلاکر کہا کہ تمہارا کہنا جیسے پہلی دفعہ جھوٹ ہوا تھا کہ سامنت سنگہ اپنی بیٹی بیاہنے پر راضی نہیں ہوگا
ایسی دوسری دفعہ جھوٹ ہوا کہ وہ بسنت نہیں لیگا اوسنے بسنت لیلی- پھر ان بہائیوں نے کہا کہ اب وہ بیاہ کی تاریخ
نہیں ٹھیرائیگا دوسری ملاقات میں بادشاہ نے سامنت سنگہ سے کہا کہ بیاہ کی تاریخ مقرر کردے تو
اوسنے عرض کیا کہ میں دس مہینے سے یہاں آیا ہوا ہوں میں گھر جاؤنگا اپنی آمدنی کو دیکھوں گا
ایک سال میں شادی کا سامان تیار کرونگا میرے پاس بالفعل بادشاہ کے ساتھہ لڑکی کی شادی
کرنے کے لئے کچھہ نہیں ہے کچھہ انتظار فرمایئے- بادشاہ نے کہا کہ خزانہ سے جسقدر روپیہ
کی ضرورت شادی کے لئے ہو لیجا اور تاریخ مقرر کردے اوسنے جواب دیا کہ حضور اگر میں روپیہ
اس کام کے لئے خزانہ سے لونگا تو میری ساکھہ میں فرق آئیگا- بادشاہ نے زبردستی اوسکے ساتھ
خزانہ کا ایک اونٹ کردیا- اس وجہہ سے سامنت سنگہ نے بیول میں ایک قلعہ جنگی بنایا اور
بارود گولی جمع کی اور اوسنے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ آؤ اور لڑکی کو بیاہ لے جاؤ +

بیول سے چودہ میل پر ایک پہاڑی نہایت خطرناک جگہہ میں تھی- وہاں ایک قلعہ تھا جس کا
دھوری یا دتی کہتے تھے- اس میں ایک بڑا محل اوسنے بنایا اور زمین کے اندر ایک بڑا غار
کھدوایا کہ اگر بیول میں زور آسیر پڑے تو وہ یہاں بھاگ کر آجائے +

[illegible] نے کہنے اونہوں نے جہیڑ سے کہا کہ یہ کون مُنہ چھپائے جاتا ہے سامنت سنگہ نے
یہ سنکر کہا کہ میں کیوں اپنا منہ چھپاؤں ۔ وہ اپنا مُنہ چھپائیں جنہوں نے مسلمانوں سے اپنی
لڑکیوں اور بیٹیوں کی شادیاں کردی ہیں ۔ ورہوا در جیتو یہ سُنکر بڑے خفا ہوئے
اور اونہوں نے قسم کہائی کہ اگر سامنت سنگہ کی بیٹی کسی مسلمان سے نہ بیاہی جائیگی تو ہم اپنا
نام ورہوا در جیتو نہ رکہینگے اور ذلیل ہو جائینگے ۔ سامنت سنگہ اپنے گہر چلا گیا ۔ باگھیلہ
بہائیوں نے موقع پاکر بادشاہ سے کہا کہ بیولائے سردار نے اونکو اسطرح طعنہ دیا ہے اوس کا
علاج یہی ہے کہ بادشاہ اوسکی بیٹی سے شادی کرے ۔ اوسکی عمر چودہ برس کی ہے اور خوبصورتی
میں مشہور ہے بادشاہ نے اونکی التماس کو قبول کرلیا ۔ اور اپنے امیروں کو حکم دیا کہ سامنت سنگہ
جب دربار میں آوے تو اوس سے درخواست کرنا کہ وہ اپنی بیٹی سے میرا بیاہ کردے امیروں
نے جواب دیا کہ حضور سامنت سنگہ جنگل کا رہنے والا ہے ۔ وہ ہماری درخواست کب
سنے گا ہمکو نہایت مشکل ہے کہ اوس سے یہ درخواست کریں تو بادشاہ نے کہا کہ اچھا جب وہ دربار
میں آئے تو مجھے یہ بات یاد دلانا میں اوس سے خود کہونگا ۔ ایکدن دربار میں سامنت سنگہ
آیا امرا نے بادشاہ کو امر مذکور یاد دلایا ۔ اوس نے سامنت سنگہ سے پوچھا کہ تیرے کتنے بچے
ہیں اوس نے جواب دیا کہ میرے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے پہر بادشاہ نے پوچھا کہ لڑکی کی عمر کتنی
ہے ٹہاکر نے جواب دیا کہ سات برس کی ۔ بادشاہ نے پوچھا کہ راجپوت اپنی لڑکیوں کے بیاہنے میں
بہت دیر کیوں لگاتے ہیں تو اوس نے جواب دیا کہ لڑکی کے بیاہنے میں میرے دو تین ہزار
روپئے خرچ ہونگے اسقدر روپیہ بچانا مجھے مشکل ہے ۔ اور سوا اسکے اگر لڑکی کی چہوٹی عمر
میں شادی کردی جاے اور وہ مر جاے تو ناحق روپیہ اکارت جاے ۔ بادشاہ نے کہا کہ اچھا سامنت
اپنی لڑکی تو مجھے بیاہ دے ۔ ٹہاکر نے کہا کہ حضور نے خوب ارشاد کیا میں جانتا ہوں کہ ہند
راجاؤں کی بہت سی لڑکیاں حضور کی حرم میں ہیں جیسے کہ کلول کے راجہ کی اور ایدر کے
راجہ کی اور اور راجاؤں کی اگر میری لڑکی بہی اونکے ساتھہ ہو تو اوسکی خوش نصیبی ہے
مگر میری لڑکی عمر میں چہوٹی ہے اور اوسکی صورت بہی حضور کی پسند کے لائق نہیں

سامنت سنگہ بارہ برس تک لوٹ مار کرتا رہا پھرا اور مسلمانوں کو بہت حیران و پریشان کیا آخر کو بادشاہ نے اوسے صلح کا پیغام دیا اوسنے کہا کہ اگر میری جاگیر واپس دی جائے گی تو میں بھلا بیٹھو نگا۔ آخر بادشاہ نے اوسے وہ گام میں جو اسی دیہات کے دیئے یہاں سامنت سنگہ ہول میں آکر رہا۔ اوسکی اولاد پاس اب تک وہ گام میں وانٹا زمین ہے +

درہو اور جیتبو کی بہن لالا مر گئی گرم دودہ پینے سے اوسکے اندر چھالے پڑ گئے تھے۔ بادشاہ اوس پر عاشق تہا۔ اوسکے حسن پر مرتا تھا۔ اوسکے مرنے سے بڑا آشفتہ ہوا۔ اوسنے چاروں طرف اپنے امیروں کو بھیجا کہ کوئی مسلمان کی بیٹی یا ہندنی لالا کی سی خوب صورت اوسکے بیاہ کے لئے پیدا کریں۔ بادشاہ احمد آباد میں آیا۔ اوسنے اس مضمون کا اشتہار دیا اور پہلے سے اور زیادہ آزردہ خاطر اور پر حواس باختہ رہنے لگا۔ امیروں نے یہ سوچا کہ بادشاہ کا علاج اسکے سوا کوئی نہیں ہے کہ اوسکے واسطے لالا کی مثل گھیلہ بیوی تلاش کیجائے ایک برہمن ایسی حسین عورت کی تلاش کے لئے بھیجا گیا۔ برہمن بہت ملکوں میں پھرتا پھرتا مارہ میں آیا۔ جہاں چیتور کے خاندان کا راجہ سی سودیہ راجپوت ستر اسلجی تھا اسکا لقب راول تہا۔ اُس پاس ۸۴ دیہات تھے اوسکی ایک لڑکی رانی با اور دو بیٹے تھے۔ رانی با بڑی خوبصورت تھی۔ برہمن اُسے دیکھ کر بہت خوش اسلئے ہوا کہ جب اوسکی خبر بادشاہ پاس جاؤنگا تو بڑا خلعت و انعام پاؤنگا۔ وہ بادشاہ کے وزرا کے پاس گیا اور اوسنے کہا کہ مینے دوسری باگھیلی لالا پائی ہے۔ وزرا نے اُسے خلعت دیا اور حال پوچہا اوسنے کہا کہ وہ راول ستر سلجی کی بیٹی ہے جو بارئیں رہتا ہے۔ وزرا نے آدمی بہیجکر راول کو بلوایا۔ اور اوسے درخواست کی کہ اپنی بیٹی کو بادشاہ کے تخت بیٹہے بیاہ دے۔ راول نے کہا۔ ہندو کی لڑکی اس طرح مسلمان سے نہیں بیاہی جاسکتی۔ وزرا نے کہا کہ بہت سے ہندو راجاؤں کی بیٹیاں بادشاہ کی بیبیاں ہیں راول نے جواب دیا کہ ہیں اور ہوں وہ اور ہیں تو پہر وزرا نے کہا کہ اگر یوں راضی نہ ہوگے تو زبردستی اس کام کے کرنے پر مجبور کئے جاؤگے۔ راول نے پہر انکار کیا اور وہ بندی خانہ میں بند کیا گیا۔ جب اوسکی رانی نے یہ خبر سنی تو وہ سوچی کہ میں لڑکی کو تو مرا ہوا سمجہہ لوں

بادشاہ سپاہ کے ساتھ ہیول میں آیا۔ اور اوسنے چاپل پر خیمہ لگایا۔ سامنت سنگھ نے اپنے بھائی
اور بھتیجے کو بادشاہ پاس یہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا کہ وہ بیاہ مسلمانوں کی رسم کے موافق کریگا
یا ہندوؤں کی رسم کے مطابق۔ بادشاہ نے کہا کہ میں نے ہندوؤں کے رسم کے موافق کوئی بیاہ نہیں
دیکھا اسلئے میں ہندوؤنکی طرح بیاہ کرونگا۔ تو انہوں نے کہا کہ بادشاہ ہمارے گھر بیاہ کرنے آیا
ہے اسلئے ہم اپنی رسموں کو خوب ادا کرینگے ہم بندوقیں چھوڑینگے اور ہوا میں سرخ بارود اڑائینگے
یہ رسمیں ہماری ہنسی کے طور پر دولہا کے آدمیوں کے ساتھ کی جاتی ہیں اور اونپر رنگ اور لون
چھڑکتے ہیں۔ اسلئے اپنے آدمیوں کو سمجھادیں کہ جب اونکے ساتھ ہنسی کی جائے تو وہ کسی
ہیول کے باشندے کے ساتھ جھگڑا نہ کریں بادشاہ نے اپنے نوکروں کو اونکی عرض کے موافق
حکم دیدیا۔ سامنت سنگھ کے بھائی نے یہ بھی عرض کیا کہ ہیول کے قریب کوئی ایسی فراخ جا
نہیں ہے کہ حضور کی سپاہ وہاں اُتر سکے۔ اول حضور اپنے امرا کو بھیجدیں اور پھر خود تشریف فرما ہوں
اور اوسکے بعد سپاہ آئے یہ اپنا کل پیغام دے کے دونوں اپنے شہر میں آئے۔ بادشاہ نے آگے اپنے
افسر بھیجے اور اونکے بعد خود روانہ ہوا سپاہ پیچھے آئی جب وہ ہیول کے قریب آئے تو اونہوں نے
دیکھا کہ پانچہزار راجپوت انکا انتظار کر رہے تھے اور اُن پاس بندوقیں بھری ہوئی تھیں
اونہوں نے دروازہ بند کر دیا اور فصیل پر سے گولیونکی باڑ ماری۔ جسسے بہت آدمی بادشاہ کے
لوٹ گئے۔ احمد شاہ بہت دیر تک یہ سمجھا کہ وہ یہ کام ہنسی سے کرتے ہیں جب بہت آدمی مر گئے تو
وہ سمجھا کہ یہ فریب ہے۔ سات دن معرکہ جنگ کا رہا۔ سامنت سنگھ کا بہت نقصان ہوا وہ اپنے
کنبے سمیت دہوری پاونی کو بھاگ گیا۔ بادشاہ کی سپاہ ہیول میں داخل ہوئی۔ یہاں تین مہینے
تک بادشاہ ٹھیرا زخمیونکا علاج کیا۔ سپاہ کو جمع کیا اور سامان جنگ تیار کیا۔ پھر دہوری پاونی
کو گیا۔ دو مہینے تک اسپر حملہ کرتا رہا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ٹہاکر نے مسلمانوں پر سونے چاندی کی
گولیاں چلائیں۔ آخر کو وہ یہاں سے بھی بھاگا اور کوہستان گھون دوین چلا گیا۔ اور اپنی
بیٹی کی شادی رائو ایدر سے کر دی۔ بادشاہ نے اوس کے ساڑھے تین سو دہات
ضبط کر لئے۔

خلعت فاخرہ بھیجا۔ احمد آباد میں یہ ٹھاکر آئے اور منزلوں میں اترے۔ بادشاہ دانہ گھاس
اور اور ضروری چیزیں ان پاس بھیجیں اور رانی سے کہا کہ میں تیرے بھائیوں کو آج خلعت
فاخرہ دونگا۔ رانی نے کہا کہ کیسا بھائی اور کیسی بہن اب میرا کچھہ رشتہ اُنسے نہیں ہے۔
بادشاہ نے کہا کہ یہ کیسے ہوا کیا وہ تیرے بھائی نہیں ہیں۔ رانی بانے کہا کہ میں اب
مسلمان ہوں وہ ہندو ہیں۔ ہم ملکر ایک رکابی میں کہا نہیں سکتے۔ ایک پیالہ میں پانی
نہیں پی سکتے۔ پھر اب کس طرح سے بہن بھائی ہو سکتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ تو اونکے
لئے کہانا تیار کر۔ رانی یہ سنکر سوچی کہ جو بات میں نے بھلے کے لئے کہی تہی وہ الٹی بری
ہو گئی۔ بادشاہ نے بھائیوں کو بلایا وہ خلعت فاخرہ کی امید میں آئے اور بہن کے
محل میں بیٹھے۔ جب بھائی اکیلے ہوئے تو بہن نے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ میرا باپ
اس غم میں مرگیا کہ بہن مسلمان سے بیاہی گئی اور تم یہاں ذات باہر ہونے کے لئے آئے
پھر اوسنے جو بادشاہ کا ارادہ تہا بیان کیا۔ یہ سنکر چھوٹا بھائی بھوجی تو کھڑکی میں سے کود کر
بھاگ گیا۔ بڑا بھائی بھاسنجے ٹھیرا رہا۔ بادشاہ آیا اور اوسنے کہا کہ تیری بہن نے جو کھانا
تیار کیا ہے وہ کھا۔ بھاسنجے نے کہا کہ حضور میں اسے نہیں کہا سکتا۔ بادشاہ نے کہا کہ ایسا
پرہیز کیوں کرتے ہو بھاسنجے نے جواب دیا کہ اگر میں یہ کہانا کہاؤنگا تو پھر کوئی راجپوت
اپنی لڑکی کا بیاہ مجھسے نہیں کرنے کا۔ بادشاہ نے کہا کہ اسکا کچھہ خیال نہ کر جتنے راجپوت
تو چاہے گا انکو ابھی بلاکر تیرے ساتھہ کھانا کھلوا دونگا۔ اوسنے رانی کو بھائی کے ساتھہ
کہانا کہلوایا۔ جس سے بھائی کو بہت رنج ہوا۔ بادشاہ نے اوسکے رنج کم کرنے کے لئے باون
دیہات سے راجپوتوں کو احمد آباد میں بلایا۔ ان راجپوتوں میں سے بہت سے یہ سن کر کہ
بادشاہ انکو زبردستی اپنے مذہب میں ملائے گا اپنی زمین اور گاؤں کو چھوڑ چھوڑ کر
اور ملکوں میں چلے گئے مگر جو بادشاہ کے ہاتھہ آگئے اونکو بمجبوری اپنی ذات سے
خارج ہونا پڑا۔ بہت دنوں اس طرح مسلمان بنانے کا طریقہ جاری رہا بہت سی لڑائیاں
ہوئیں بہت راجپوت مارے گئے +

اور کسی تدبیر سے راول کی زندگی اور گراس (زمین) بچاؤں - اوسنے اپنی بیٹی کو احمد آباد بھیجدیا - جب یہ لڑکی زیور سے آراستہ بادشاہ پاس آئی تو وہ اوسکے حسن و جمال کو دیکھہ کر دنگ رہ گیا - ششدر ہو گیا - اور چلایا کہ لالا پھر آئی - لڑکی نے کہا کہ لالا چلی گئی - بادشاہ ہوش میں آیا - دوسرے دن دربار کیا - راول ستراسلجی کی بیڑیوں کو کٹوایا اور دربار میں بلاکر خلعت عنایت کیا - راول نے کچھہ اپنی قید پر خیال نہ کیا اپنے تئیں مبارکباد دیتا تھا کہ میں نے اپنی بیٹی مسلمان سے نہیں بیاہی - خوشی خوشی گھر آیا - جب سونے کا وقت آیا تو اوسنے رانی با کو بلایا - رانی نے بہانہ بنایا کہ اوسکو ڈہونڈنے چلی گئی اور آکر کہا کہ رانی با باہر کھیل رہی ہے وہ نہیں آتی - راول نے کہا کہ جب تک وہ آنے کی نہیں تو میں کہانا نہیں کھاؤنگا - تو رانی نے کہا کہ ہئے سوامی جب رانی با احمد آباد کے بادشاہ پاس بھیجی گئی تو قیدخانہ کا دروازہ تیرے لئے کہولا گیا ہے - اس بات کے سنتے ہی راول سکتے کے عالم میں ہوا - اوسنے کہا کہ اسکی کیا پروا تھی کہ میں قید میں مرجاتا - چیتوڑ کے گھرانے کا میں ہوں میں ابتک کلنکی (بے کلنک) تھا - اب یہ سسودیہ کے گھرانے پر کلنک کا ٹیکا لگا - تف ہی تجھہ پر تونے یہ داغ لگایا - رانی نے کہا کہ تیری جان جاتی اب تو جان کہ بیٹی کی جان گئی - راول خیال کی طرح اوٹھا اور تلوار پکڑی - رانی نے اپنے ہاتھہ اوسکے گلے میں ڈالے مگر اوسنے اوسکو زمین پر دے مارا اور تلوار سونت کر اپنے پیٹ میں گھسائی اور جان اپنی گنوائی +

حکومت

راول کے بیٹوں بھانجے اور بھوجی نے بہت احتیاط سے باپ کا کریا کرم کیا - اور ماتم میں شروع کی - جب احمد آباد میں اسکے مرنے کی خبر آئی تو رانی با نے اشنان کیا اور بہت روئی بیٹی جب بادشاہ نے اسے غمزدہ دیکھا تو اوسنے مہربانی سے رانی سے پوچھا کہ جب کوئی ہندو راجاؤں میں سے مرتا ہے اور اوسکے بیٹے راج گدی پر بیٹھتے ہیں تو کوئی اوسکا رشتہ دار اونکی مدد کیا کرتا ہے - رانی نے جواب دیا کہ دولت مند رشتہ دار ایک خلعت فاخرہ بھیجتا ہے جو سفید ماتمی کپڑوں کی جگہ پہنایا جاتا ہے پس بادشاہ نے ماتمی لباس اوتروانے کے لئے

برسات کا موسم آگیا تھا۔ احمد شاہ احمد آباد میں چلا جانا چاہتا تھا کہ اس اثنا میں خبر اوس پاس آئی کہ راجہ ایدر و چنپانیر و منڈل و نادوت نے عرایض پے درپے بھیجکر سلطان ہوشنگ کو گجرات میں طلب کیا ہے۔ اسی زمانہ میں ایک شتر سوار خطہ ناگور سے نوروز میں دربار میں پہنچا اور فیروز خاں بن شمس خاں دندانی کا نوشتہ بادشاہ کے نام کا لایا جسکا مضمون یہ تھا کہ سلطان ہوشنگ نے یہ دیکھکر کہ آپ دور چلے گئے ہیں گجرات کی تسخیر کا آہنگ کیا اوسکو گمان یہ تھا کہ مجھکو حضور کے ساتھ صفائی عقیدت نہیں ہے اسلئے اونے مجھے لکھا کہ گجرات کے زمینداروں نے عرایض اخلاص و یک جہتی بھیجکر مجھے طلب کیا ہے اور میں گجرات کا عازم ہوا ہوں تجھکو بھی چاہئے کہ جلد مستعد ہوکر میرے پاس آئے کہ گجرات کی فتح کے بعد ولایت نہروالہ تجھے دیدونگا۔ آپ میرے قبلہ و کعبہ ہیں اسلئے یہ اطلاع واجب و لازم تھی۔ سلطان احمد شاہ نے باوجود بارش کے تربدہ سے گذر کر مہندری ندی پر آیا اور ایلغار کرکے ایک ہفتہ میں حوالی مہراسہ میں آگیا۔ سلطان ہوشنگ اوسکی توجہ کو دیکھکر سراسیمہ ہوا۔ اور اپنی آمد کی پچھتاتا ہوا اپنے ملک کو چلا گیا۔ سلطان احمد شاہ نے سپاہ کے اجتماع کے لئے چند روز مہراسہ میں توقف کیا۔ راجہ سورت نے ہوشنگ کے حملہ کو سنکر اطاعت کے حلقہ سے سر باہر کیا اور مال مقرری کے ادا کرنے سے ابا کیا اور پاؤں اپنے اندازہ سے باہر رکھا۔ اور ملک نصیر نے دست پاکر قلعہ تال تیرہ کو اپنے بھائی ملک افتخار کے تصرف سے نکالنے میں کوشش کی۔ سلطان ہوشنگ نے اپنے بیٹے خضر خاں کو ایک جماعت کے ساتھ اوسکی مدد کو بھیجا۔ اون سب نے سلطان پور میں لوگوں کو بہت تکالیف پہنچائیں۔ سلطان پور کے صوبہ میں ملک احمد نے قلعہ میں آکر عرائض شکایت آمیز احمد شاہ پاس بھیجیں۔ احمد شاہ نے مہراسہ سے ملک محمود ترک کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ راے سورت کے دفع کرنے کے لئے بھیجا اوس نے وہاں جاکر قتل و غارت کرکے مال مقرری لیا۔ ایسے ہی محمد ترک اور مخلص الملک کو کہ بڑے سردار تھے ملک نصیر و غزنیں خاں کی تادیب و گوشمالی کو بھیجا۔ اثنا راہ میں اونہوں نے نادوت کو تاخت و تاراج کیا۔ وہاں کے راجہ سے پیشکش لی۔ جب حوالی سلطان پور میں پہنچے تو ملک نصیر تال تیرہ میں پناہ گزین ہوا اور اپنی عجز و انکسار سے عفو جرائم احمد شاہ سے کرا لیا

میں آیا اور جشن پر جشن کئے مستحقین وعلماء وسادات کو بہت روپیہ دیا۔ اس مہم میں جنہوں نے کام کیا تہا اونکو بھی زیادہ انعام دیا۔ اس سال کے آخر میں سلطان احمد شاہ نے حصار سنوگڑہ کو تعمیر کر کے مسجد بنائی۔ اور خود ایدر کو گیا اور مالوہ کی تاخت وتاراج کے لئے سپاہ کو روانہ کیا سنہ ۸۲۲ھ ۱۴۱۹ء میں سلطان ہوشنگ کے ایلچی آئے اور طالب صلح ہوئے سلطان احمد نے اوسے قبول کیا۔ رائے چنپانیر کی سزا دینے کا ارادہ سلطان احمد نے اسلئے کیا کہ اسی نے سلطان ہوشنگ کو گجرات پر حملہ کرنے کے لئے بلایا تہا۔

سنہ ۸۲۳ھ ۱۴۲۰ء میں اسکا محاصرہ کیا۔ راجہ نے عجز ومسکنت کے ساتہہ پیشکش ودیگر سالانہ مالیہ مقرر کر دیا۔ احمد شاہ دار الملک میں آیا۔ اس سبب سے کہ سلطان ہوشنگ نے غائبانہ موحش باتوں سے اپنی خاطر کو مکدر کیا سلطان احمد شاہ نے سنہ ۸۲۵ھ ۱۴۲۲ء میں ولایت مالوہ پر لشکر کشی کی اور قلعہ منڈو کے نیچے آیا اور سارنگ پور دروازہ کے سامنے اترا اور محاصرہ میں بقدر امکان سعی کی سلطان ہوشنگ کو حصار کے استحکام پر ایسا اعتبار تہا کہ وہ چیدہ چہہ ہزار سوار لیکر جاج نگر ہاتھی پکڑنے کے لئے چلا گیا اور تخت گاہ کو ارکان دولت میں سے ایک کے سپرد کر گیا۔ چہہ مہینے بعد قوی ہیکل ہاتھی پکڑ کر اپنی دار الملک منڈو میں آیا تو کنگروں پر علم بلند ہوئے اور شادیانہ کے دمامے بجے جب سلطان احمد کو یہ حال معلوم ہوا تو تعجب ہوا اور اوسنے کہا کہ ایسے حصار کا ہم کیا کر سکتے ہیں کہ باوجودیکہ اسقدر سپاہ حصار گھیرے ہوئے تھے پہر بھی ہوشنگ کے آجانے کی خبر نہ ہوئی۔ اسلئے محاصرہ کو چہوڑا مالوہ کے ملک میں بہت خرابی مچائی کئی دفعہ ہوشنگ اور اوسکے درمیان لڑائیاں ہوئیں ہر دفعہ احمد شاہ غالب ہو کر گجرات میں آیا۔ تاریخ الفی میں ملا احمد نے اس حکایت کو نہایت صحت وتوضیح سے بیان کیا ہے کہ۔

سنہ ۸۲۵ھ ۱۴۲۲ء میں سوداگروں کے لباس میں ہوشنگ جاج نگر کو گیا سلطان احمد شاہ کو یہ خبر لگی کہ مدت سے دیار مالوہ سے ہوشنگ غائب ہے معلوم نہیں کہاں گیا ہے۔ امرا نے ولایت مالوہ کو آپسمیں تقسیم کر لیا ہے۔ اسلئے وہ متواتر کوچ کر کے گجرات سے مالوہ کو گیا۔ قلعہ مہیشور کو کہ ممالک مالوہ میں ہے صلح سے لے لیا اور منڈو کے نیچے جا پہونچا۔ اور محاصرہ میں مصروف ہوا

اوسکو نصیر خانی کا خطاب مل گیا۔ غرض ان امیروں نے اپنا کام جسکے لئے مقرر ہوئے تھے بادشاہ کی خاطر خواہ کیا۔ اور سب سرکشوں کو ٹھیک بنا دیا مگر سلطان احمد شاہ نے ہوشنگ کی تادیب کو اپنے لئے رکھا تھا۔ ۸۲۱ھ میں گجرات کو نظام الملک کے حوالہ کیا۔ اور راجہ مندل گڈہ کی تادیب اوسکے سپرد کی اور خود دہر وسبہ مالوہ کی جانب لشکر آراستہ کرکے ہوشنگ کی تادیب کے قصد سے چلا۔ باوجود حرارت ہوا اور تنگی وقلبی راہ اوسنے کوچ بر کوچ کیا۔ ہوشنگ بھی لڑنے آیا۔ کالیادہ میں پشت بدیوار کرکے ایک زمین فلک میں اُترا۔ اپنے آگے سے بڑے بڑے درختوں کو کاٹ خاربند بنایا۔ احمد شاہ ایک صحراء کشادہ میں کھڑا ہوا۔ اور اوسنے مقرر کیا کہ سردار میمنہ احمد ترک ومیسرہ ملک فرید عماد الملک سمرقندی اور محافظ بنگاہ عضد الدولہ ہوں۔ احمد شاہ جسوقت جنگگاہ کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اتفاق سے اسکا گذر ملک فرید کے دائرہ پر ہوا۔ ایک خدمتگار کو بھیجکر اوسکو بلایا۔ اسکا ارادہ تھا کہ اوسکو عماد الملک اوسکے باپ کا خطاب عطا کرکے ہمراہ لیجائے خدمتگار نے آنکر کہا ملک فرید بدن پر تیل ملکر ایک گھڑی کے بعد حاضر ہوتا ہے سلطان نے کہا کہ آج روز جنگ ہے تاخیر سے فرید کو حسرت وندامت ہوگی۔ شاہ جنگگاہ میں آیا۔ دونو بادشاہ برابر لڑنے کھڑے ہوئے لشکر جوش وخروش میں آئے سلطان احمد شاہ کی سپاہ میں سے ایک ہاتھی سلطان کی فوج میں گیا اور اوسنے سواروں کو ہر طرف بھگایا غزنین خان ولد ہوشنگ نے ایک ہاتھی کے تیر ایسے لگائے کہ اوسکا مُنہ پھر گیا۔ پھر ہر طرف سے گجراتیوں کی فوج جنگ جو بہادروں نے حملہ کیا اور اوسمیں اضطراب پیدا کیا۔

ملک فرید سلطان ہوشنگ کے پیچھے سے اسوقت آیا کہ دونو لشکر لڑائی میں مصروف رہتے اور یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کون غالب ہے اور کون مغلوب۔ حرب صعب اسوقت ہوئی ہوشنگ کے نصیبہ یاوری نہیں کی اوسنے منڈو کی طرف باگ موڑی۔ گجراتی لشکر نے اسکا تعاقب منڈو سے ایک کروہ تک کیا۔ اتنی غنیمت ہاتھ آئی کہ چھوٹے بڑے متمول ہوگئے جوالی منڈو میں جو اشجار مثمر وغیر مثمر تھے وہ سب کاٹ ڈالے برسات کا موسم آگیا تھا۔ احمد شاہ مراجعت کا عازم ہوا اور ولایت چنپانیر ونادوت کو جو برسراہ تھے پامال کرکے احمد آباد

ہاتھیوں کو بنیا سلطان ہوشنگ مقابلہ نہ کر سکا سارنگ پور چلا گیا گجراتیوں کا مال اسباب
جو لٹا تہا وہ پہر اونکے ہاتھ لگا اور علاوہ اسکے جاج نگر کے سات ہاتھی نامی اور احمد شاہ کی
شان کے اضافہ کے لئے حاصل ہوئے - پہر شاہ نے سارنگ پور کا محاصرہ کیا - مگر اس محاصرہ سے
ایسا تنگ ہوا کہ اُسے چہوڑ کر معاودت کی - سلطان ہوشنگ نے حصار سارنگ پور سے نکل سلطان
احمد کا تعاقب کیا اور قتل و غارت میں قصور نہیں کیا - اس دفعہ بھی سلطان احمد کو فتح ہوئی اور ایک
جنگ نہایت صعوبت کے ساتھ کی اور چار ہزار نوسو مالویوں کو مار ڈالا - سلطان ہوشنگ پہر
حصار سارنگ پور میں آیا - اور سلطان احمد آباد میں آیا - لشکر گجرات نے اس سفر میں محنت بہت اٹہائی
تھی چند سال استراحت میں مشغول ہوئی -

سنہ ۸۲۹ھ ۱۵۲۶ میں احمد شاہ ایدر کی طرف گیا اور ایدر کے پاس دریاے سابرمتی کے کنارہ پر ایک شہر
آباد کیا اور اسکا نام احمد نگر رکھا - اور اوسکے پہلو میں قلعہ تعمیر کیا - اور اس حدود کی نہایت ولایت
سے افواج یہاں بہیجی تا کہ تر و خشک میں آگ لگا کر جلائیں اور جو کوئی ہاتھ لگے اُسے ماریں -
احمد نگر سے وہ ملک ایدر میں آیا اور ایک دن میں اس ملک کے تین قلعے فتح کئے - پونجا راے بہاگ کر
کوہ بیجانگر (بیل نگر) میں آیا - سلطان آباد میں چلا گیا - سنہ ۸۳۰ھ ۱۴۲۶ میں سلطان نے شہر و قلعہ کو تمام
کیا اور ولایت ایدر کی طرف چلا - پونجا راے نے باپ دادا کے اندوختہ کو صرف کر کے سوار
پیادے جمع کئے - بقدر امکان ہاتھ پاؤں مارے - اور بیگار کی مانند اپنی ولایت کے گرد حرکت
مذبوحی کی - مگر ناچار اپنی مملکت موروثی سے باہر جانا پڑا - سنہ ۸۳۱ھ ۱۴۲۷ کو دامن کوہ ایدر میں ایک جماعت
علف لینے گئی تھی - پونجا نے فرصت پاکر اوس پر حملہ کیا - اور بعد جنگ کے شکست پائی اور مراجعت
کی لیکن گجراتیوں کا نامی ہاتھی پکڑ کر وہ لئے جاتا تہا کہ گجراتیوں نے اس ہاتھی کے لئے تعاقب
کیا - اور تنگی کوہ میں اس پاس پہنچے وہاں ایک ہی ہاتھی پونجا لڑنے کو کھڑا ہوا - اور گجراتیوں کو
مار گیا لیکن فیلبان بڑا جوانمرد تھا - جب اوسنے دیکہا کہ عقب سے کمک پہونچی تو اوسنے نمک حلالی
یہ کی کہ ہاتھی کو پونجا پر دوڑایا اوسکا گھوڑا بہاگ کر نیچے گرا - پونجا اپنے گہوڑے کے ساتھ ہلاک ہوا
فیلبان فیل کو گجراتیوں کے لشکر میں لایا - اور ایدر کے آدمی شکست کہا کر پراگندہ حال ہوئے

اور اطراف مالوہ کی تاخت کے لئے لشکر بہیجا اُسنے ہر آبادی کو ویرانی بنایا۔ برسات آگئی اسے اوسنے جاناکہ اوسکی فتح آسانی سے کیا مطلقاً میسر نہیں ہوگی اسلیئے وہ اجین کو چلا گیا ممالک کو سپاہیوں میں تقسیم کیا اور محصول پر متصرف ہوا۔ گجرات سے اسباب قلعہ کشائی منجنیق و ارابہ وغیرہ طلب کیئے۔ ملک مقرب کوتوال سارا اسباب جو منگایا تھا لیکر حاضر ہوا۔ تو سلطان دوبارہ منڈو کے قلعہ کے نیچے آیا۔ ملک مقرب کو تارا پور کے ضبط کے لئے نامزد کیا اور جنود لوازم محاصرہ میں نقص نہیں کی اسوقت سلطان ہوشنگ کی معاودت کی خبر مشہور ہوئی سلطان احمد شاہ نے امرا کو جو پرگنوں کے لینے میں مصروف تھے بلا کر یکجا جمع کیا۔ اور یہ قرار پایا کہ ولایت کے مرکز میں ہیلی طرح سے مقام کرکے جہات اربعہ پر متصرف ہوں منڈو سے وہ سارنگ پور کو روانہ ہوا سلطان ہوشنگ کو اوسکے ارادہ پر اطلاع ہوئی اور مکر و دغا سے رسولوں کو سلطان گجرات پاس بہیجا اور الیا تملق و الحاح کیا کہ سلطان جب سارنگ پور پہنچا تو اوسکا لشکر خندق کے کہودنے میں اور خار بند و شب بیداری میں متقاعد ہوا۔ اسی شب میں کہ ۱۳ محرم ۸۲۶ ہجری تھی سلطان ہوشنگ نے احمد شاہ کے لشکر پر شب خون مارا اور بہت سے گجراتیوں کو کہ غافل تھے کشتہ کیا اور بقیۃ السیف کو متفرق کیا۔ سلطان احمد شاہ بیدار ہوا۔ اوسنے دولت خانہ میں سوا جونا بردار کے کسی شخص کو نہ دیکھا اور چوکی کے گھوڑے کہ حاضر تھے انمیں سے ایک پر سوار ہوا اور دوسرے پر ملک جونا کو سوار کیا۔ اور صحرا میں نکل گیا اور ایک گوشہ میں کھڑا ہو گیا۔ ایک ساعت کے بعد جونا کو لشکر میں بہیجکر حال دریافت کرایا۔ وہ ملک مقرب و ملک فرید کو سلطان کے پاس لایا۔ سلطان برہنہ تھا۔ ملک مقرب نے اپنے سلاح اوسکو پہنائے۔ ملک جونا کو بہیجکر ہوشنگ کی خبر منگائی تو معلوم ہوا کہ اوسکا لشکر لوٹ میں لگ رہا ہے اور سلطان ہوشنگ خاصہ کے گھوڑوں اور اور ہاتھیوں سے دل بہلا رہا ہے۔ سلطان احمد شاہ نے صبح ہوتے ہی ایک ہزار سوار لیکر سلطان ہوشنگ سے لڑنا شروع کیا۔ ایک جنگ عظیم ہوئی۔ ان دو نو سرداروں نے ایسی کوشش کی کہ خود زخمی ہوگئے اس اثنا میں فیلبانان گجراتی کہ ہاتھیوں پر سوار تھے اور گرفتار ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے صاحب کو پہچان کر آپسمیں اتفاق کرکے ہوشنگ کے ہاتھیوں

موافق مقرر ہوتے اور سلطان مظفر شاہ ابن سلطان محمد بیگرہ تک یہی قاعدہ جاری رہا۔ مگر جب سلطان بہادر شاہ کے عہد میں سپاہ بہت زیادہ ہو گئی اور وزرانے زمین کی آمدنی کو بڑھانا چاہا تو انہوں نے اسمیں ٹہیکہ اور مستاجری کا قاعدہ جاری کیا جس سے زمین کے بہت سے حصوں میں ایک روپیہ کی جگہ سات آٹھ نو دس روپئے حاصل ہوتے ہیں + اور جہاں کچھ بھی فرق نہ ہوئی وہاں بھی دو چند آمدنی ہو گئی۔ تو بہت سی تغیرات ہوئے اور قوانین کی پابندی کا لحاظ کرنے والے برخاست ہوئے۔ اور گجرات میں بغاوت و بدانتظامی پہیل گئی جسکا بیان اپنی جگہہ پر کیا جائے گا +

سلطان احمد نے احمد نگر میں صفدر الملک کو حاکم مقرر کیا اور خود ولایت گلوار کو تاراج کر کے احمد آباد میں آیا۔ اہل شہر کو انعام اکرام سے بہرہ مند کیا۔ بعد چند روز کے ملک مقرب نے بندگان خاص کی ایک جماعت کی تنخواہ کی برات ہر راے پر لکھی جب گروہ ایدر میں آیا تو ہر راے نے ادا زر میں تعلل کیا اور حیلے حوالے بنلائے۔ اتفاقاً یہ خبر آئی کہ سلطان شہر سے باہر نکلا اور اس پاس لشکر بہت ہے اوسنے اس وہم وہراس سے فرار کیا اور ایک گوشہ میں چلا گیا جب یہ خبر سلطان کو پہونچی تو نہ صفر ۸۳۲ھ ۱۴۲۸ میں ایدر کی طرف متوجہ ہوا ششم صفر کو قلعہ ایدر میں اترا اور ایک مسجد جامع بنائی اور بہت فوج یہاں چہوڑ کر احمد نگر کو گیا۔ ۸۳۳ھ ۱۴۲۹ میں راجہ کا نہا جہالاوار نے جب جانا کہ سلطان احمد نے ایدر کا کام تمام اور اب وہ اور زمیندارون سے اوجھے گا اسنے اپنی صلاح جلاوطنی میں جانی جب احمد آباد میں یہ خبر پہونچی تو ایک فوج اوسکے تعاقب میں روانہ ہوئی۔ راجہ کانہا افتاں خیزاں ولایت آسیر و برہان پور میں پہنچا اور دو فیل یہاں کے فرماں روا نصیر خاں کی پیشکش میں دیئے۔ بادشاہان دکن کے قرابتی ہونے کے استظہار پر سلطان گجرات کی تربیت کے حقوق کو عقوق سے مبدل کیا۔ اور اوسکو اپنی ولایت میں رکھا چندروز بعد نصیر خاں کا سفارش نامہ لیکر سلطان احمد شاہ بہمنی پاس گیا۔ اور اعانت کی التماس کی۔ اوسنے سپاہ اوسکے ساتھہ کی جسنے ندربار وسلطانپور کے مواضع تاخت وتاراج کئے اس مہم کی تدارک کے لئے سلطان احمد شاہ نے مقرب الملک کو لشکر کا سردار بنایا اور اوسکو اپنے بڑے

اور اپنی جگہ پر چلے گئے۔ پونجا مردہ کی خبر نہ لی۔ ایک شخص اُسکا سر کاٹکے احمد شاہ پاس لایا۔ ایک شخص نے اس سر کو سلام کیا اور جب ویسے پوچھا کہ سلام کیوں کیا تو اوسنے کہا کہ میں نے اسکا نمک کھایا تھا پھر اوسنے اس سر کو سجدہ کیا اور بتلایا کہ پونجا کا سر یہ ہے۔ سلطان نے اسکی وفاداری پسند کی اسکا درجہ بڑھایا۔ دوسرے روز سلطان ایدر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور سپاہ بھیجکر اس ملک اور بیجاپور (بیسل پور) کے ویران کرنے کا حکم دیا۔ اس عرصہ میں بیرا و لسپر پونجا باپ کا قایم مقام ہوا تھا۔ اوسنے عہد کیا کہ ہر سال تین لاکھ ٹنکہ نقرہ خزانہ میں داخل کردیگا اب آیندہ دو سال میں سلطان کو فرصت ملی اور اس میں ملک کے انتظام کے سوا کوئی اور کام نہیں کیا۔ اپنے سپہ سالاروں اور وزیروں کی صلاح سے سپاہ کا یہ بندوبست کیا ہر سپاہی کو آدھی تنخواہ تو نقد ملا کرے اور آدھی تنخواہ کے عوض میں اوسکو زمین جاگیر میں دیجاے۔ بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ اگر کل تنخواہ میں زر نقد دیا جائیگا تو وہ سپاہی کے خرچ کو کافی نہیں ہوگا اور سپاہی پاس جب تک سامان نہیں ہوتا وہ ملک کے انتظام میں دل نہاد نہیں ہوتا۔ اگر آدھی تنخواہ میں اوسکو زمین کی معافی ملے گی تو اوسکو لکڑی گھاس مفت ملینگی اور وہ زراعت اور عمارت کو بڑھائیگا اور ضلع کے انتظام اور محافظت سے سروکار رکھیگا۔ اور دوسرا نصف حصہ نقد بے تکلف ہاتھ آئیگا سپاہی اپنی آیندہ ضرورتوں کے لئے اور حال کی حاجتوں کے واسطے قرضدار نہیں ہوگا اور آمدنی سے زیادہ خرچ کرنے میں تامل کریگا۔ اور خزانہ سے وہ اپنی تنخواہ جب تک نہیں لے سکے گا کہ سپاہی کے لئے جتنی چیزیں ضروری ہیں اُنکا سرانجام نہیں کریگا اسطرح وہ قرض اور اوسکے سود سے زیر بار نہیں ہوگا۔ اور سپاہی گھر بار اس سے غرضمند ہوگا کہ وہ زمین کی آمدنی کو اپنے کاروبار میں لگائے +

یہ ایک اور قاعدہ اُسنے مقرر کیا کہ غلاموں میں صاحب اختیار و اقتدار ملازم ہوا کریں اور انمیں سے ہر ایک کے ساتھ ایک نجیب الطرفین محاسب ہا کرے۔ اسلئے کہ اگر دونو نجیب الطرفین ہونگے تو آپس میں رشتہ کرکے زبردست ہوکر بادشاہ کی بدخواہی اور بداندیشی میں شریک ہو جائینگے اور اگر دونو غلام ہونگے تو اونسے بھی یہی اندیشہ ہے۔ اضلاع میں افسر اس قاعدہ

تو شاہزادہ نے افتخار الملک سرلشکر کو ملک سہراب سلطانی کے ساتھ اپنے سے پہلے روانہ کیا کہ تول
اس بلدہ میں متحصن ہوا۔ امراء مذکور نے محاصرہ کیا۔ اوسی وقت جہاز جو مردم جنگی سے بہرے تھے
دریا بار سے پہنچے اور اونہوں نے رستہ بند کیا۔ ظفرخان جب اوسکی تسخیر کا عازم ہوا تو حاکم تہانہ
قلعہ سے نکلا اور مردانہ وار فرار کیا۔ شہزادہ یہاں کے تہانہ میں سپاہ مقرر کرکے مہائم کا
عازم ہوا۔ ملک التجار نے بڑے بڑے درختوں کو کاٹ کر ساحل مہائم کو خار بست کیا تھا
جب افواج گجرات پہنچی تو وہ خار بست سے نکلا اور صفوف جنگ کو آراستہ کیا۔ صبح سے
شام تک خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ بڑے بڑے بہادروں کے خون سے زمین رنگین ہوئی
ظفرخاں کو ظفر ہوئی۔ ملک التجار شکست پاکر اس نواح میں کسی جزیرہ میں چلا گیا اور اوسکو
استحکام دیا۔ دریا میں جہاز کھڑے تھے سپاہ گجرات نے بحر و بر کو گھیر رکھا تھا۔ ملک التجار نے
سلطان احمد شاہ بہمنی کو عریضہ امداد کے لئے بھیجا۔ سلطان احمد نے دس ہزار سوار اور ساتھ
ہاتھی اپنے چھوٹے بیٹے محمد خاں کے ساتھ بھیجے اور خواجہ جہاں وزیر کو اس لشکر میں صاحب
اختیار کیا۔ جب لشکر دکن مہائم کے نزدیک آیا تو ملک التجار محاصرہ کی ضیق سے باہر آن کر
شاہزادہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ بعد گفت و شنید و رد و بدل سب کی رائے یہ قرار پائی
کہ اول تہانہ کے استخلاص میں کوشش کرنی چاہئے۔ وہ تہانہ کی طرف متوجہ ہوئے
ظفرخاں بھی مستعد ہوکر وہاں کی سپاہ کی کمک کو گیا۔ تہانہ میں فریقین ملاقی ہوئے۔ پہلے دن
شام تک دونو لڑتے رہے آخر لشکر دکن کو شکست ہوئی۔ ملک التجار قصبہ چاکنہ میں اور شہزادہ
دولت آباد میں گیا۔ ظفرخاں فتح حاصل کرکے جزیرہ مہائم میں آیا۔ جہازوں کو بھیجکر ملک التجار کے
بعض عمال کو جو دریا کی راہ سے بھاگے تھے گرفتار کرایا۔ طرح طرح کے اقمشہ زر سرخ اور بہت سی
غنائم چند کشتیوں میں بار کرکے باپ کی خدمت میں بھیجی اور تمام ولایت مہائم و تھانہ کو تصرف
میں لاکر اپنے امرا اور سرداران سپاہ میں تقسیم کیا (بمبئی جسکو اب کہتے ہیں وہ اس زمانہ میں ایک
جزیرہ تھا اور اوسکے دو حصے تھے۔ اسکے ایک کونے میں شمال مشرق میں ایک گاؤں مہائم
تھا اوسکے نام پر ایک حصہ مہائم کہلاتا تھا اور دوسرے حصہ کا نام ممبئی۔ ممبئی دیوی کے نام پر تھا

بیٹے محمد خاں کے ساتھہ کیا۔ اور بڑے بڑے سردار سید ابوالخیر و سید قاسم و سید عالم و افتخار الملک
کو بندر بار بھیجا اونہوں نے لڑ کر لشکر دکن پر فتح پائی۔ دکنیوں کی ایک جماعت کثیر قتل و اسیر ہوئی
بقیۃ السیف دولت آباد کو بھاگ گئی جب سلطان احمد بہمنی کو یہ خبر پہونچی تو اوسنے اپنے بڑے
بیٹے شہزادہ علاء الدین اور سیانی فرزند خانِ جہاں کو شہزادہ گجراتی سے لڑنے بھیجا۔ اور
نذر خاں دکنی کو کہ دکن کے معتبر امرا میں سے تھا سپہ سالار کیا اور اہتمام سپاہ کا سرانجام اوسکو مفوض کیا
شاہزادہ علاء الدین قلعہ دولت آباد کے باہر آیا اسی منزل میں نصیر خاں جو شاہزادہ علاء الدین
کا پدر زن تھا راجہ کانہا دراجہ جہالاوارہ کے ساتھہ آکر دکنیوں کے لشکر سے مل گیا۔ مانک پنج
گھاٹی پر شہزادہ محمد خاں سے اونکی لڑائی شروع ہوئی اور اثناء کارزار میں حسب اتفاق
ملک مقرب و قدر خاں دونو سپہ سالاروں کی لڑائی میں مٹ بھیڑ ہوئی۔ قدر خاں گھوڑے سے
گرا اور اوسکے محاذی ملک افتخار الملک نے حملہ کرکے شہزادہ کے افواج خاصہ کو شکست دے کر
بڑے بڑے ہاتھیوں کو لوٹ لیا۔ شاہزادہ دکن سامنے نہ ٹھیر سکا دولت آباد کو بھاگ گیا نصیر خاں
و کانہا دونو ولایت خاندیس میں کالند میں چلے گئے اور محمد خاں خدا کا شکر کرتا ہوا اپنی
ولایت میں چلا آیا ✦

اسی سال میں گجراتیوں کی جانب سے قطب جزیرہ مہائم کا حاکم تھا وہ فوت ہوا احمد شاہ
دکنی اپنی شکست سابق کی تلافی کی فکر میں رہتا تھا۔ اوسنے یہ فرصت کا وقت دیکھہ کر حسن عزت
المخاطب ملک التجار کو بھیجا۔ اور اوسکی سعی سے اس ولایت کو دکنیوں نے لے لیا سلطان احمد شاہ
گجراتی اوسکی استخلاص کے درپے ہوا۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے ظفر خاں کو اس خدمت پر مامور کیا
اور افتخار الملک کو اتابک اسکا مقرر کیا۔ بندر دیو کے کوتوال مخلص الملک کو لکھا کہ بندروں کے
جہازوں کو مستعد کرے اور ظفر خاں کی ملازمت میں جائے مخلص الملک نے جہازوں کا بیڑا بندر دیو
بندر گھوگہ خطہ کھنبائت کے چھوٹے بڑے جہازوں سے مرتب کیا اور ولایت مہائم کے قریب
ظفر خاں سے ملا۔ امرا کے استصواب سے یہ امر قرار پایا کہ جہازات تو خطہ تھانہ کو جہاں دکنیوں کا
تھانہ جم گیا تھا راہی ہوں اور مخلص الملک حضور میں رہے جب وہ خطہ تھانہ کے قریب پہنچے تو

پریشان کیا۔ اب سلطان گجرات بہت قریب آگیا تھا۔ سلطان دکن قلعہ کو چھوڑکر اُسسے لڑنے گیا
اور اپنے لشکر کے سرداروں سے کہا کہ چند مرتبہ گجرات کا لشکر دکن کے لشکر پر غالب ہو چکا ہے اور ہمارے ملک
پر متصرف ہوا اگر اس مرتبہ سستی ہوگی تو ملک دکن ہاتھہ سے جاتا رہیگا۔ اوسنے صف بندی
کی اور معرکہ قتال آراستہ کیا۔ سلطان گجرات بہی فوجوں کو آراستہ کرکے مقابل ہوا۔ حرب
صعب ہوئی۔ اژدر خاں کہ دکن کے امراء معتبر میں سے تہا میدان میں آیا اور اوسنے مبارزت
چاہی عضد الملک اُسکے مقابلہ میں آیا دونو سردار دو بدو لڑے اژدر مغلوب ہوکر گرفتار ہوا۔ پھر دونو
لشکروں نے خوب دادِ مردانگی دی شام ہوگئی۔ بازگشت کا نقارہ بجا۔ ہر ایک لشکر اپنے مقام میں
سلطان احمد شاہ قلعہ تنبول میں آیا۔ ملک سعادت پر نوازش کی۔ یہاں سپاہ کو کمک کے لئے چھوڑکر
وہ خود تال نہیر کو راہی ہوا اور قلعہ بناگر نادوت کو تاخت و تاراج کیا اور یہاں عین الملک کو
نگاہداشت کے لئے مقرر کیا خود احمد آباد میں آیا اور چند روز بعد راے مہائم کی دختر اپنے
بیٹے فتح خاں کا بیاہ دہوم دہام سے کیا۔

سراج التواریخ بہمنی میں اس محاصرہ کے قصہ کو اور طور پر لکھا ہے جسکا مجمل بیان یہ ہے
کہ جب محاصرہ پر دو سال کی مدت گذر گئی تو سلطان احمد شاہ گجراتی نے بطریق رفق و مدارا
سلطان احمد دکنی سے استدعا کی کہ قلعہ اوسکو عنایت کرے مگر سلطان احمد بہمنی نے یہ
نہیں قبول کیا تو سلطان احمد شاہ گجراتی نے اپنی ولایت کی سرحد سے کوچ کرکے ولایت دکن
میں آنکر بہت تاخت و تاراج شروع کی تو پہر سلطان احمد بہمنی کو محاصرہ کی فرصت نصیب
ہوئی۔ مولف تاریخ بہمنی نے اس قصہ کو تصریح کے ساتھہ نہیں لکھا وہ ایسا صحیح نہیں معلوم ہوتا
جیسا تواریخ گجرات کا بیان صحیح معلوم ہوتا ہے +

جب ۸۳۹ھ میں سلطان احمد میواڑ اور ناگور کی تسخیر کے ارادہ سے سوار ہوا تاخت و
تاراج کرتا ہوا اور بتکدوں کو خاک میں ملاتا ہوا دہنجو ڈونگرپور آیا۔ یہاں کا راجہ اسکا مطیع ہوا
اور پیشکش لایق دی سلطان احمد شاہ نے ولایت کیلواڑہ (گوگیلوں کا ملک) کو بہت اوجاڑا
خوب لوٹا اور بتکدوں اور بتوں کو ویران کیا اور بعض معبدوں کو ہاتھیوں کے پیروں تلے

والو بمبئی کو فرنگیوں نے بگاڑ کر بمبئی بنالیا)

۸۳۵ھ ۱۴۳۱ء میں احمد شاہ نے گجرات کی حفاظت شہزادہ محمد خاں کے حوالہ کی اور خود چنپانیر گیا احمد شاہ بہمنی بھی انتقام کے لینے کے لئے لشکر کا سامان تیار کر کے بگلانہ کی طرف جو سورت سے نزدیک ہی آیا۔ یہاں کا راجہ گجرات کا مالگذار تہا وہ متحصن ہوا شاہ بہمنی نے اس ولایت کو بالتمام تاراج کیا جب احمد شاہ کو اس حملہ کی خبر ہوئی تو وہ چنپانیر سے ندربار میں آیا۔ اور رشتہ میں نادوت کو غارت کیا۔ احمد شاہ بہمنی تنبول کے قلعہ کے نیچے بیٹھا تھا کہ اوسنے احمد شاہ گجراتی کے آنے کی خبر سنکر اپنے دار الملک کی راہ لی اور اپنی سرحد پر ایک جماعت سپاہ چھوڑی احمد آباد کی طرف سلطان گجرات پہرا اور متواتر کوچ کر کے آب تپتی سے گذرا تھا کہ پہر اوسکو یہ خبر آئی کہ سلطان احمد بہمنی نے پہر کر قلعہ تنبول کا محاصرہ کیا ہے ملک سعادت سلطانی حاکم قلعہ جان سپاری میں کوئی تقصیر نہیں کرتا۔ سلطان نے اسمعیل فتحی کو سلطان دکن پاس بطور رسالت کے بہیجا کہ اگر اس قلعہ کو آپ چھوڑدیں اور وہاں کے رہنے والوں کے معترض نہ ہوں تو قواعد دوستی میں خلل کو راہ نہ ہوگی اور بنائے مودت استحکام پائے گی سلطان دکنی نے اپنے امرا و وزرا سے مشورہ کیا تو اس سبب سے کہ مردم دکن کا آئین سرکشی ہے سب نے یک زبان و یکدل ہو کر کہا کہ قلعہ میں آب و غلہ کم ہے کومک پہنچنے تک اوسکو تسخیر کر لینا چاہئے۔ ایلچی نے جب احمد شاہ کو دکنیوں کے اس ارادہ پر مطلع کیا تو وہ فوراً آب تاپتی سے گذرا جب سلطان دکن کو یہ حال معلوم ہوا تو اوسنے پائکوں کو خلعت و انعام دیکر اسپر سرگرم کیا کہ کمک آنے سے پہلے قلعہ کو وہ لے لیں تو میں اونکو انعام اتنا دونگا کہ وہ غنی ہو جائینگے کچھ رات گذری تھی کہ پائکوں نے دامن قلعہ میں اپنے تئیں پہنچایا اور آہستہ آہستہ پتھروں کی پناہ میں دیوار قلعہ کے پاس آنکر قلعہ کے اندر گئے وہ چاہتے تھے کہ دروازہ کو کھول کر دکنیوں کے قلعہ کے اندر بلائیں کہ ملک سعادت سلطانی نے حاضر ہو کر اس جماعت کو قتل کیا اور بقیۃ السیف نے اپنے تئیں قلعہ سے گرا کر ہلاک کیا۔ اور ملک سعادت سلطانی نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ دروازہ کے سامنے کے مورچل پر شب خون مارا اکثر سوتے آدمیوں کو مجروح

نگی نہ ہوئی اور لشکر گجرات میں ایسا قحط ہوا کہ حیوان ناطق وصامت کو آزار پہنچا محمود خان نے
دیکہا کہ حصاری ہونے سے کام نہیں نکلتا تو اوسنے اپنے باپ خان جہاں کو قلعہ میں چہوڑا
اور خود تاراپور کے دروازہ سے نکل کر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا۔ ملک حاجی علی گجراتی
نہ محافظ راہ چنبل کا تہا وہ محمود خاں سے لڑا۔ ہزیمت پاکر سلطان احمد پاس چلا گیا۔ اور
اوسکو مطلع کیا کہ سلطان محمود فلاں راہ سے نکل کر سارنگ پور جاتا ہے سلطان احمد شاہ نے
اپنے بیٹے کو سارنگ پور سے طلب کیا وہ آنکر باپ سے ملا۔ آگے اسکا حال خلجیوں میں
بیان ہوگا سلطان محمود نے قوی ہوکر عمر خان کو مارا اور اپنے تئیں مندو کے تخت پر مستقل کیا
ایک وبائے عظیم جو ہندوستان میں کمتر ہوتی ہے گجراتیوں کے لشکر میں ایسی پہیلی کہ
تجہیز وتکفین کی فرصت نہیں ہوتی تہی سلطان احمد شاہ نے اوسکو سلطان محمود کی
قوت اقبال جانا بیمار ہوکر وہ احمد آباد کو چلا۔ ۴ ربیع الاول ۸۴۶ھ ۱۴۴۲ کو اعوذ احمد کے
موافق جہاں سے آیا تہا وہاں گیا۔ دار السلطنت دہلی میں ۱۵ ذی الحجہ ۷۹۳ھ کو پیدا ہوا
اور ۲۰ برس کی عمر میں تخت شاہی پر بیٹہا۔ ۳۲ سال ۶ ماہ ۲۰ روز سلطنت کی اور
۵۲ برس کی عمر میں مرگیا۔ احمد آباد کے عین وسط میں مدفون ہوا۔ عمر بہر اوسکا کوئی فرض
قضا نہیں ہوا۔ وہ ایک نیک بادشاہ تہا۔ اوسکی کمند دولت دشمنوں کی جان فشار
اور دست ہمت اوسکا مظلوموں کا چارہ ساز تہا خلق کے ساتہہ وہ اچہا سلوک کرتا تہا
مرنے کے بعد وہ خطوط و فرامین میں خدایگان مغفور لکہا جاتا تہا۔

اوسکی یہ حکایتیں مشہور ہیں کہ اوسکے داماد نے جوانی کی مستی اور غرور میں ناحق ایک
آدمی کا خون کیا۔ اوسنے اوسکو قید کرکے قاضی کے پاس بہیجا۔ قاضی نے مقتول کے وارث
کو راضی کرکے ۲۴ اشرفیوں کا خون بہا تجویز کیا اور سلطان پاس وارث کو بہیجا۔ سلطان نے
کہا کہ گو مقتول کا وارث راضی ہوگیا ہو لیکن اسطرح کے فیصلوں سے بدشعار دولتمند ونکو حوصلہ
ہوگا کہ وہ لوگونکو قتل کیا کرینگے اسلئے اس مقدمہ میں خون بہا کے بدلہ میں قصاص کرنا
چاہیئے۔ داماد کو دار پر چڑہایا۔ ایک دن رات تک اوسکی لاش کو لٹکایا۔ پہر کوئی اس طرح کا قتل

سلوایا اور بار ابھیلواڑہ (بھیلوں کے ملک) کو برباد کیا۔ یہاں تحصیل خراج کے لئے ملک
میر سلطانی کو مقرر کیا۔ یہ دونو ملک اسے چتوڑ سے متعلق تھے۔ پھر وہ ولایت راٹھور کی طرف
متوجہ ہوا۔ راٹھوروں میں جو کلاں تر تھے اونھوں نے اطاعت کی اور ادائی پیشکش دیکر دولتخواہی
اختیار کی۔ فیروز خاں بن شمس خان دندانی نے کہ سلطان مظفر کا برادرزادہ تھا اور ناگور کی
حکومت رکھتا تھا کئی لاکھ تنکہ پیشکش میں سلطان کو پیش کئے۔ مگر سلطان نے اس پیشکش کو
بخش دیا۔ اور محال سوداس میں ایک جماعت سپاہیوں کی بطریق تھانہ داری مقرر کرکے احمد آباد کو مراجعت کی
سنہ ۸۳۹ھ میں بلاد مالوہ سے خبر آئی کہ محمود خان خلجی بن ملک مغیث وزیر سلطان ہوشنگ نے غزنین خاں شاہزادہ
کو جو اپنے باپ ہوشنگ کے مرنیکے بعد جانشین ہوا تہا زہر دیکر مار ڈالا اور خود بادشاہ بن بیٹھا اور سلطان
محمود اپنا نام رکھا انہیں دنوں میں ہوشنگ کا پوتا مسعود مالوہ سے بہاگ کر سلطان پاس پناہ لایا
سنہ ۸۴۰ھ میں سلطان احمد مالوہ کے تخت منڈو پر مسعود کے بٹھانے کے لئے مالوہ روانہ ہوا
بسودہ میں پہنچکر اوسنے ایک سپاہ خان جہاں کی طرف روانہ کی خان جہاں کا نام ملک مغیث
خلجی تہا۔ اور وہ محمود خلجی صاحب سلطنت کا باپ تھا وہ چندیری سے منڈو کو چلا گیا تھا۔
خان جہاں اُسنے آگاہ ہوکر ایلغار کرکے اپنے بیٹے محمود خاں پاس پہنچ گیا سلطان احمد شاہ
نے چلکر منڈو کا محاصرہ کیا۔ ہر روز اندر کی جماعت باہر آنکر لڑتی تہی اور پہر قلعہ میں چلی جاتی
تہی سلطان محمود نے ایک مدت کے بعد شب خون مارنے کا ارادہ کیا قلعہ کے آدمیوں نے احمد شاہ
کو اُسکی خبر کردی سلطان محمود کو اس کی خبر نہ ہوئی جب وہ حصار سے نکلا تو گجراتی جنگ کے لئے
مستعد تھی۔ دونو فریقوں میں جنگ عظیم واقع ہوئی۔ بہت آدمی مارے گئے سلطان محمود نے
صبح کے قریب قلعہ میں مراجعت کی۔ سلطان احمد شاہ نے شہزادہ محمد خاں کو پانچ ہزار سوار
کے ساتھ سارنگپور بھیجا وہ اس ولایت پر متصرف ہوا۔ اسی اثنا میں عمر خاں ولد سلطان
ہوشنگ نے چندیری میں جمعیت عظیم بہم پہنچائی۔ باوجود اس حال کے سلطان محمود غایت تہور
وکاردانی سے مضطرب ہوا اور قلعہ کی اس طرح کی حفاظت کی کہ کسیکو اسباب معیشت کی

سپاہ کا سامان تیار کر کے اُس سے لڑیں اور اوسکے شر کو دفع کریں سلطان محمود اس بات کو کسی وجہ سے قبول نہیں کرتا تہا وہ دیو کی طرف بھاگنا چاہتا تھا امرا و وزرا مضطرب ہو کر اوسکی بیوی پاس گئے اور اوس سے کہا کہ تو شوہر چاہتی ہے یا تیرا میل اس طرف ہے کہ اس خانوادہ میں بادشاہی نہ رہے۔ اس عورت نے کہا کہ اس کہنے سے تمہارا مطلب کیا ہے سب نے کہا کہ تیرا شوہر سلطان محمود کے ساتھہ جنگ نہیں قبول کرتا اور ولایت گجرات مفت ہاتھہ سے جاتی ہے۔ اب تو راضی ہو کہ ہم جسطرح چاہیں اسکو ٹھکانے لگائیں اور تیرے بڑے بیٹے قطب الدین کو کہ بیس سال کا جوان ہے بادشاہ بنائیں اس ضرورت کے سبب سے اس بڑہیا نے قبول کیا اور خاوند کے کھانے میں زہر ملا کر ۔ محرم ۸۵۵ھ کو دنیا سے رخصت کیا۔ اوسکی مدت سلطنت ۸ سال ۹ ماہ ۱۴ روز بتلاتے ہیں مرنے کے بعد اسکا لقب خلد آشیاں کریم ہوا +

ذکر سلطنت سلطان قطب الدین بن محمد شاہ

قطب الدین ۸ جمادی اول ۸۲۵ھ کو پیدا ہوا تھا بیس برس کی عمر میں پدر کے بعد بے فاصلہ احمد آباد کے تخت پر جلوس کیا سلطان قطب الدین احمد شاہ خطاب پایا۔ نام اوسکا احمد ہے مگر بہت کم مشہور ہے سلطان محمد خلجی چنپانیر کی کمک کو آیا تہا۔ ابھی وہ سرحد گجرات میں تھا کہ قابو پا کر ولایت گجرات میں آگیا اسکا ہاتھی موضع بڑنامہ میں چھوٹ کر چلا گیا تہا تو گاؤں والوں نے اس ہاتھی اور فیلبان کو مار ڈالا سلطان محمود کو رعایا کی دلیری پر تعجب ہوا اور اوس بڑنامہ کو خاک میں ملا دیا اور قلعہ سلطان پور کو قلعہ دار ملک علاء سہراب کو امان دیکے لے لیا۔ اور ملک کو اپنے لشکر کا مقدمہ بنایا۔ اور کوچ بر کوچ کر کے احمد آباد کو چلا۔ سلطان قطب نے مالوہ کے بادشاہ کی حشمت و شوکت دیکھہ کر ایک بقال سے جو شاہ مالوہ کی خدمت میں نہایت تقرب رکھتا تہا مشورہ لیا۔ بقال نے کہا کہ صلاح یہ ہے کہ سلطان خود ولایت ورتہ میں چلا جائے جب سلطان محمود ملا و گجرات میں تہانہ اور لشکر تعین کرے اور خود سنڈو میں چلا آئے تو سلطان آنکر تہانہ و لشکر کو اپنے ملک سے بآسانی اُٹھا دے سلطان اس صلاح کو مانکر چاہتا تھا کہ عمل کرے کہ امرا و وزرا نے اوسکو ملامت کی کہ یہ تیری عقل ماری گئی ہے۔ اسکی رگ غیرت کو حرکت میں لاکر مقابلہ

نہیں ہوا۔ ایک اور حکایت ہے کہ وہ دریا کی سیر کو دیکھہ رہا تہا کہ پانی میں اوسکو ایک مٹکا چلتا دکھائی دی اوسکو نکلوا کر دیکھا تو ایک مٹکے میں ایک آدمی کی لاش تھی سارے شہر کے کمہاروں کو بلاکر پوچھا کہ یہ مٹکا کسکا بنایا ہوا ہے۔ ایک کمہار نے کہا کہ میرے ہاتھہ کا بنایا ہوا ہے اور احمد آباد کے پاس میں نے ایک مقدم کے ہاتھہ بیچا تہا غرض تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس مقدم نے ایک تاجر کو مار کر مٹکے میں بند کرکے دریا میں بہایا تھا۔ اوسکو دار پر چڑہوایا۔ اوسکے کل عہد سلطنت میں صرف یہی دو قتل ہوئے تھے +

ذکر سلطنت محمد شاہ بن سلطان احمد شاہ گجراتی

سلطان احمد شاہ کے بعد اسکا بڑا بیٹا محمد شاہ حاکم گجرات ہوا قوموں کو انعام اکرام اور احسان فراواں سے مطیع کیا اول سال جلوس میں ایدر پر لشکر کشی کی اس ملک کے رائے ہر رائے پسر پونجا نے پیشکش میں اپنی لڑکی دی وہ کمال حسین تھی سلطان محمد شاہ اس حسن صوری کا مقید ہوا اسے نکاح کیا۔ اوسکی استدعا سے ملک ایدر اوسکے پدر کو دیدیا۔ اور پہر وہ ڈونگر پور گیا۔ یہاں راجہ نے پیشکش دیکر اور اطاعت مانکر اپنے ملک کی حفاظت کی۔ محمد شاہ نے احمد آباد کو معاودت کی ۸۵۴ھ میں قلعہ چنپانیر کی طرف سوار ہوا اور یہاں کا راجہ گنگا داس بعد جنگ و شکست کے حصاری ہوا اور جب محاصرہ کو بہت امتداد ہوا تو اوسنے سلطان محمود خلجی پاس آدمی بھیجکر کمک اس شرط سے طلب کی کہ ہر منزل پر ایک لاکہہ ٹنکہ دونگا اوسنے اسکی درخواست طمع مال میں آنکر قبول کرلی وہ یہ چاہتا تہا کہ گجراتیوں نے جیسا حال مالوہ کا کیا ہے ویسا ہی گجراتیوں کا حال کرے اور اواخر سال میں چنپانیر کی طرف متوجہ ہوا۔ سلطان محمد شاہ کے لشکر کے اکثر بارکش جانور سفر کی محنت سے مر گئے تھے اوسکے سوا وہ بیدل بہی ہو رہا تہا سلطان محمود کے لشکر کے نزدیک آنے کی خبر سنکر اپنے زاید خیموں اور اسباب کو جلایا اور پیچہے ہٹا۔ امرا نے ہرچند اوسکو دشمن سے لڑنے کی تحریض و ترغیب دی اصلا اوسنے قبول نہ کی اور احمد آباد کی طرف بتعجیل روانہ ہوا جب دوبارہ سلطان مالوہ ایک لاکہہ سواروں کے ساتھہ منڈو سے گجرات کی تسخیر کے ارادہ سے چلا تو امراء گجرات نے باہم اتفاق کرکے کہا کہ سلطان محمود روز بروز مملکت کو زحمتیں پہنچاتا ہے مناسب یہے

راہ میں کولیوں اور بھیلوں کے ہاتھ سے بہت آزار اُٹھایا قطب الدین نے اس فتح کو عطایا الٰہی
جانا وہ غنائم نفیسہ اور ہاتھیوں کو لیکر اپنے آبا و اجداد کے عیش آباد میں آیا اور بزم عشرت آراستہ
کی اور سلطان پور کی طرف بہت لشکر بھیجا جنہنے قلعہ کو مالویوں سے چھین لیا - پھر دو نیکخواہوں
کی سعی سے دونو بادشاہوں میں صلح ان شرائط پر ہو گئی کہ بلاد کفار سے طرفین جو حاصل کریں
وہ اوسکا ہی ہو اور اطراف و جوانب کی رایوں اور کافروں کی حمایت میں آپسمیں لشکر کشی کریں
اور رانا کہ بڑا کافر با استعداد ہے اوسکے دفع کرنے کو اپنے اوپر فرض سمجھیں

سنہ ۸۵۵ھ میں خبر آئی کہ ناگور کا حاکم فیروز خاں دندانی فوت ہوا اور اوسکا بھائی مجاہد خان
اپنی مردانگی سے اس ولایت پر متصرف ہوا اور چچا کے خوف سے شمس خاں پسر فیروز خاں
بھاگ کر رانا کونبھا ولد رانا موکل سے ملتجی ہوا - رانا کونبھا نے یہ قرار دیا کہ مجاہد خاں کے
تصرف سے ناگور نکال کر اس شرط پر اوسکے حوالہ کیا جائیگا کہ حصار ناگور کے تین کنگرے ڈھا دے
جائیں - اسے غرض اسکی یہ بھی کہ اس سے پہلے فیروز خان سے رانا موکل شکست پاکر ذلیل و
خوار ہو کر بھاگا تھا اور اس معرکہ میں تین ہزار راجپوت مارے گئے تھے پس جب اسکا بیٹا اس
حصار کے تین کنگرے ویران کریگا تو ساری خلق جانیگی کہ اگرچہ رانا موکل بھاگا تھا مگر اوسکے
بیٹے نے اس حصار پر قبضہ پایا بیچارے شمس خاں نے حالت اضطرار میں اس شرط کو قبول کر لیا
رانا کونبھا سپاہ تیار کرکے ناگور پر متوجہ ہوا مجاہد خاں مقاومت کی طاقت نہیں رکھتا تھا
سلطان محمود خلجی سے التجا کی شمس خان ناگور میں جاکر متصرف ہوا - رانا کونبھا نے پیغام بھیجا
کہ ایفاء وعدہ ہو - شمس خان نے امرا اور سرخیلوں کو بلا کر اس بات کو بیان کیا - تو انمیں سے
بعض نے کہا کہ کاشکے فیروز خاں کے لڑکی پیدا ہوتی کہ انکا حفظ ناموس کرتی دشمنوں کے
ہاتھ سے قلعہ کے ویران کرنے کی اجازت نہ دیتی - اس بات نے شمس خاں پر بڑا اثر کیا اور
اوسی دن حصار کو مضبوط کیا اور رانا پاس آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ جو لوازم امداد تھے وہ
آپ بجا لائے لیکن اب حصار کا ویران کرنا ممکن نہیں اگر میں ایسا کروں تو اس ولایت اور
قلعہ کے آدمی مجھ جان سے مارڈالنے کا قصد کرینگے - اب آپ ولایت کو تشریف لیجائیں

علاءالدین رخصت پاکر اپنے لشکر سمیت مالویوں کے دائرہ سے باہر نکلکر قطب پاس آگیا۔ قطب نے ایک مجلس میں سات مرتبہ اوسکو خلعت خاص اور علاءالملک کا خطاب دیا۔ سب چہوٹے بڑوں نے اوسکے آنے کا جشن کیا۔ دونو لشکروں میں تین کروہ (۶ میل) کا فصل تہا سلطان محمود نے سلطان قطب الدین کو یہ بیت لکھکر بہیجی ؎

شنیدم گوے می بازنی درون خانۂ چوگاں + اگر داری سر دعوی بیا اینگو و این میدان

سلطان قطب الدین نے صدر جہاں سے اس شعر کے جواب میں یہ شعر لکھایا ؎

اگرچوگاں بدست آرم سرت چوں گوی بر دارم + دلے ننگ است ازیں کارم اسیر خود بر سحانم

اس بیت میں اشارہ یہ ہے سلطان ہوشنگ کو مظفر شاہ نے قید کیا تہا اور سلطان احمد نے اسکو مالوہ میں بادشاہ بنایا تہا۔ الغرض سلخ صفر کو سلطان محمود خلجی شب خون مارنے کے قصد سے سوار ہوا۔ مگر راہ بہول گیا۔ دور کے کہیتوں میں جا پڑا اینکے گرد کانٹونکی دیوار تہی صبح تک مقصد پر نہ پہنچا۔ گہوڑے پر سوار رہا قطب الدین نے صورت حال معلوم کرکے اس روز صبح کو سپاہ کی صف بندی کرکے لڑائی شروع کی۔ گجراتیوں کا میسرہ شکست پاکر احمدآباد بہاگا اور میمنہ اوسکا مالویونکے میسرہ پر غالب آیا اور وہ شکست پاکر مالوہ کو بہاگا۔ دونو طرف کے بادشاہ میدان جنگ میں ثابت قدم رہے۔ مالویوں کا میمنہ اپنے گمان میں فتح سے خاطر جمع ہوکر گجراتیوں کے لشکر کی لوٹ میں مصروف ہوا۔ سلطان قطب الدین کا قول گہ قطب کی مانند قلبگاہ میں ثابت قدم تہا فرصت پاکر سلطان محمود کے قلب پر حملہ آور ہوا اور اسکو متفرق کردیا سلطان محمود شجاع تہا۔ وہ جبتک لڑتا رہا کہ نہ ایک آدمی اوس پاس تہا اور نہ اوسکے ترکش میں ایک تیر رہا۔ آخر ناچار ہوکر میدان جنگ سے باہر آیا۔ تیرہ آدمیونکے ساتہہ سلطان قطب الدین کے لشکر میں جاکر سراپردہ خاص کے پاس پروانہ وار پہر کر دو تاج و کمر مرصع و بہت سے جواہر گرانمایہ لیکر اپنے لشکر میں آیا۔ پہر جو آدمی بہاگ گئے تہے اوس پاس جمع ہوئے اونسے مشہور کیا کہ آج رات کو میں پہر گجراتیوں پر شبخون ماروں گا گجراتی یہ خبر سنکر گہوڑوں پر ہوشیار رہکر لشکر کی محافظت کرتے رہے اور سلطان محمود ایک پہر رات گئی خاطر جمع کر سوار ہوکر مالوہ کو روانہ ہوا۔ اور راتکو اتنی دور چلا گیا کہ صبح کو گجراتیوں کے تعاقب کا خوف کچہہ نہ رہا

بالضرورت مالویوں سے جنگ کو دوسرے وقت پر موقوف رکھ کر گجراتیوں سے اول لڑتا رہا اور ایسی شکست فاش پائی اور کسی جائے قلب میں کہ چبوتر کے سر راہ تھی توقف کیا سلطان قطب الدین یہاں تک لڑائی شروع کی۔ رات ہو گئی طرفین نے اپنی جا و مقام میں جا کر آرام کیا۔ دوسرے روز علی الصباح معرکہ جنگ آراستہ ہوا سلطان قطب الدین نے خود اہتمام کیا اور غالب ہوا اور رانا کوہ میں جا کر چھپا اور ایلچیوں کو شفاعت کے لئے بھیجا اور چودہ من سونا اور دو ہاتھی اور نفائس بھیجکر عہد کیا کہ پھر ولایت ناگور کو مضرت نہ پہنچاؤنگا سلطان احمد آباد میں چلا آیا سلطان محمود کے رانا سے جو معاملات ہوئے وہ تاریخ مالوہ میں بیان ہونگے +

ابھی تین مہینے نہیں گذرے تھے کہ سنہ ۸۶۲ھ ۱۴۵۸ میں رانا نے نقض عہد کیا اور پچاس ہزار سوار لیکر ناگور کے قلعہ کی طرف گیا۔ وہاں کے حاکم نے عریضہ جسمیں یہاں کے حالات لکھے تھے بھیجا۔ قاصد عریضہ اس رات کو عماد الملک پاس لایا کہ سلطان شراب کی صحبت میں مشغول تھا۔ وزیر سلطان پاس گیا تو اوس کو مست و لایعقل پایا اوسکے ہشیار ہونیکا انتظار نہ کیا اوسکو محفہ میں سوار کر کے شہر سے باہر لایا اور دوسرے دن ایک منزل چلکر ایک مہینہ لشکر کے جمع ہونے کے لئے توقف کیا جب جاسوسوں نے سلطان کے سفر کی خبر رانا کو پہنچائی تو وہ متنبہ ہو کر ولایت ناگور سے اپنی ولایت میں چلا گیا۔ سلطان قطب الدین یہ خبر سنکر اپنے شہر میں آیا عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔

اسی سال کے آخر میں سلطان سروہی میں گیا۔ یہاں کا راجہ رانا کنبھا کا بڑا قریب کا رشتہ مند تھا وہ بھاگ کر کوہستان کنبل میر میں چلا گیا لشکر احمد آباد نے تاخت و تاراج کی انہی دنوں میں سلطان محمود نے قلعہ چیتوڑ پر تاخت کی تھی۔ جب سلطان قطب الدین رانا کے جا بجا بھگاتا پھرتا تھا۔ یہانتک کہ قلعہ کنبل میر میں آیا۔ بادشاہ اسلام نے چند روز اسکا محاصرہ کیا۔ جب اسکو معلوم ہوا کہ محاصرہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا تو وہ اس کو چھوڑکر ولایت چیتوڑ اور اور ممالک کو خراب کرتا ہوا بہت سی غنیمت کے ساتھ اپنی دار السلطنت میں آیا۔ یہاں رہ کر ۸۶۳ھ ۱۴۵۹ میں بیمار ہوا۔ اس خیال سے ایک فقیر پاس گیا کہ خدا اسکو بیٹا دے مگر فقیر نے اپنی صفائی باطن سے دریافت کر کے کہا تمہارا چھوٹا بھائی فرزند کا حکم رکھتا ہے وہی خاندان مظفر شاہی کو زندہ رکھیگا

ورنہ سوار جنگ دیدہ اور منصور نہیں ہے رانا تاسف کرتا ہوا الٹا چلا گیا۔ اور بہت سا لشکر جمع کرکے پہر ناگور پر آیا۔ شمس خاں یہاں قلعہ کو سب طرح سے درست کرکے بہت جلد استمداد کے لئے احمدآباد گیا۔ سلطان قطب الدین نے اوس پر ایسی مہربانی کی کہ اوسکی بیٹی سے اپنا نکاح کیا۔ اور شمس خان کو اپنے پاس رکہا اور رائے رامچندر اور ملک گدی اور بعض امرا کو ناگور کی کمک کے لئے بہیجا۔ اونکو رانا نے لڑکر شکست دی۔ اور بہت گجراتی اور نامور آدمی مارے گئے۔ قطب الدین اس خبر کو سنکر بہت غصہ ہوا اور خود ولایت ناگور پر گیا ہوا جب قلعہ آبو کی حوالی میں آیا۔ ایک فوج بسر کردگی عماد الملک کی اس ولایت کی تسخیر کے لئے بہیجی مگر اُس نے قلعہ پر بیہودہ طور سے لڑکر شکست کہائی۔ بہت آدمی مارے گئے۔ اور کچہہ کام نہ بنا اور اوسنے مراجعت کی اسلئے سلطان خود رانا کے دفع کرنیکے لئے متوجہ ہوا اور سروہی میں آیا۔ یہاں راجپوتوں اور رانا کے نزدیک کی قرابتیوں سے جنگ عظیم ہوئی۔ سلطان نے دلیری سے مخالفوں کو منہزم کیا۔ اور وہاں سے کوہستان کونبل میر میں جو رانا کنبہا کا ملک تہا آیا۔ اکثر ولایت کو ویران کیا اور ہندوؤں کی عورات اور اطفال کو اسیر کیا اور قلعہ کونبلمیر میں جاکر محاصرہ کیا۔ اور کئی دفعہ رانا کے لشکر کو شکست دی اور مجمع کثیر کو قتل کیا۔ آخر کو رانا خود اُترکر لڑا اور شکست پاکر قلعہ میں گہسا اور طالب صلح ہوا۔ سلطان نے قلعہ کی محکمی کے سبب سے صلح کو منظور کرلیا۔ بہت سے پیشکش لیکر گجرات میں آیا کہ تاج خان کہ سلطان محمود خاں کا وزیر کل تہا۔ گجرات میں آیا۔ اور سلطان محمود کی طرف سے اوسنے کہا کہ گذشتہ گذشت حال میں صلح وعہد کو تازہ کرنا چاہئے کہ ہم اور آپ متفق ہوکر رانا کا جہگڑا اس طریق سے تمام کریں۔ رانا کی ولایت جو گجرات سے متصل ہے اوسکو لشکر قطبی نہب تاراج کرے اور ملک میوار و اہیروار کو لشکر منڈو تاخت کرے۔ عندالاحتیاج ایک دوسرے کی معاونت کریں۔ چنپانیر میں علماء عصر نے آنکر اس عہد وپیمان کو موکد اپنی توقیع سے کیا۔

۸۶۱ھ میں ولایت رانا پر سلطان قطب الدین بہت لشکر لیکر متوجہ ہوا اور اثناء راہ میں قلعہ آبو کو لیکر ایک اپنے امیر کو سپرد کیا۔ انہی اوقات میں سلطان محمود خلجی بہی اس ولایت کی اطراف میں آیا۔ رانا اول چاہتا تہا کہ مالوے سے لڑے مگر گجراتی سروہی سے گذر کر کنبلمیر میں آگئے

بہ سلطان محمود بیگڑہ

جب سلطان محمود شاہ بادشاہ ہوا تو عماد الملک زیرکو حل و عقد سلطنت قبض و بسط و داد و ستد سپرد ہوئے مہمات بادشاہی نے رونق پائی جمیع خلائق ادنی و اعلے اوسکی سلطنت پر دل نہایت ہوئے کسی طرح کا خلل و فساد درمیان نہ تہا لیکن جلوس پر چند ہی مہینے گذرے تھے کہ بعض کوتہ اندیشوں نے مثل برہان الملک و عقید الملک و صفی الملک و حسام الملک کہ بڑے صاحب اقتدار تھے اور ممالک گجرات کا خلاصہ اونکے اور اونکے رشتہ مندوں کی اقطاع میں تہا اسیر حسد میں گرفتار ہوئے کہ اتفاق کرکے اونہوں نے کہا کہ ہم عماد الملک کی تسلط و استیلا اور اوسکی سخت گیری سے بہ تنگ آ رہے ہیں اگر سلطان اوسکو معزول کرے فہو المطلوب ورنہ سلطان کو بادشاہی سے معزول کرکے اوسکے بھائی حسن خان کو بادشاہ بنائیں نظام الدین حسن روایت کرتا ہے کہ اونہوں نے معروض کیا کہ عماد الملک یہ چاہتا ہے کہ اپنے بیٹے شہاب الدین احمد کو بادشاہ کرے اور ملک مغیث خلجی کی طرح سلطنت کو اپنے خاندان میں منتقل کرے۔ بالفعل سزاوار دولت یہ ہے کہ مکر و غدر کے شراروں کے مشتعل ہونے سے پہلے تدبیر کی بیڑیاں اوسکے پاؤں میں رکھنی چاہیئے رہا تہ اوسکا مقصد تک نہ پہنچنے پائے سلطان محمود نے باوجود صغر سن کے فراست سے دریافت کیا کہ اونہوں نے یہ بہتان و افترا باندہا ہے اگر میں اون کی مجلس میں اونکے مدعا کے موافق عماد الملک کی قید کا حکم نہ دونگا تو وہ مجھے سلطنت سے معزول کر دینگے۔ اسلیئے اوسنے مناسب وقت خوش ہو کر یہ کہا کہ میں نے ہی ان ایام میں عماد الملک کی پیشانی میں خدعہ و فریب کی صورت دیکھی ہے اوسکی حرکات و سکنات سے فتنہ انگیزی کی بو آتی ہے لیکن اس سبب سے کہ سب لوگ میری بے مروتی و بیوفائی پر حمل کرینگے میں نے اوسکے علاج میں کوشش نہیں کی الحمد للہ والمنۃ کہ حقیقت حال تم دولت خواہوں اور خیر خواہوں سے کھل گئی اب اگر اوسکو مقید کروں تو خاص و عام میں ناسپاسی و حق ناشناسی سے منسوب ہونگا۔ اب جو تمہارے نزدیک صلاح ملک و دولت ہو اوسپر عمل کرو بس عماد الملک کو پابہ زنجیر کرکے اوسکے خانہ کے دروازہ پر قید کیا اور پانسو آدمی اوسکی حراست کیلئے مقرر کیے سلطان محمود نے اس تدبیر سے

سلطان مایوس ہوا۔ اسکا مرض روز بروز بڑہتا گیا۔ ۲۲ رجب ۸۶۳ھ ۱۴۵۹ء کو دنیا سے رخصت ہوا اور سلطان محمود شاہ کے مقبرہ میں مدفون ہوا۔ متاثیر و فرمانوں میں سلطان غازی لکھا گیا سلطان کے زہر دینے کا اتہام شمس خاں بن فیروز خاں پر لگایا گیا جسکی بیٹی سے اوسنے نکاح کیا تہا۔ اسلئے دو تہانہ کے آدمیوں نے ہجوم کرکے اوسکو قتل کر ڈالا۔ سلطان قطب الدین کی ماں نے دختر شمس خاں کو اسی تہمت کی علت میں لونڈیوں کے حوالہ کرکے پارہ پارہ کرایا۔ کہتے ہیں کہ سلطان قطب الدین ایسا بادشاہ تہا کہ اوسکی وجود میں قہر کا زہر سرشتہ تھا خصوصاً شراب کے نشاء میں مجرموں کو شمشیر آبدار کے سوار نہ پوچھتا۔ عاصیوں پر خنجر خنجر جانگداز نہ نوازش کرتا کبھی عفو و اغماض اس پاس نہیں آتا۔ عروس شفاعت کبھی اوسکے عہد میں جلوہ گر ہوتا۔ ایام سلطنت سات سال سات ماہ تھی۔ مستی میں جان گئی مگر پیالہ اوسکے لب سے نہ جدا ہوا +

ذکر سلطنت داؤد شاہ

جب قطب کی مراسم تعزیت ادا ہوچکیں تو قطب الدین کے چچا داؤد خاں کو تخت سلطنت پر ارکان دولت نے بٹھایا۔ اسنے تخت پر بیٹھتے ہی ناشائستہ حرکات شروع کیں ایک فراش اوسکے ہمسایہ میں رہتا تھا اوسکو عماد الملک کے خطاب دینے کا وعدہ کیا۔ غرض اسکی بدمعاشی و حرکات ناشائستہ سے امراء و بزرگ بیزار ہوگئے۔ اونہوں نے یہ ٹھیرائی کہ اوسکو حکومت سے معاف رکہیں اور ملک علاء الملک بن سہراب کو مخدومہ جہاں پاس بھیجا۔ وہ سلطان محمد شاہ کی منکوحہ تھی تاکہ شاہزادہ فتح خاں بن محمد شاہ کو لاکر بادشاہ بنائیں۔ مخدومہ جہاں نے کہا کہ میرے فرزند کو معاف رکہو وہ سلطنت کے بار گراں اٹھانے کی قوت نہیں رکھتا۔ اتفاقاً ملک عماد الدین شاہزادہ فتح خاں کو سوار کراکے دولت خانہ میں لے آیا اسی روز غرہ شعبان کو سال مذکور میں تخت سلطنت پر بٹھایا اور سلطان محمود شاہ خطاب ہوا داؤد شاہ نے بھی سات روز سلطنت کرلی +

ذکر سلطنت فتح خان المخاطب سلطان محمود شاہ گجراتی المشہور

دولت آباد تک تاخت کر کے اور بہت سی غنیمت لیکر اپنی ولایت کو مراجعت کی سلطان محمود نے حوالی
گجرات کو معاودت کی اور اوسنے سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ بوجہ مسلمانوں کی ولایت پر چڑھ جانا
آئین اسلام و مروت سے بعید معلوم ہوتا ہے اور جب یہ امر وقوع میں آجائے تو پھر بے جنگ کے چارہ نہیں
قبیح ہے اگر اسکے بعد آپ متوطنان دکن کے آزار کے درپے ہونگے تو یقین جانئے کہ میں مالوہ کی
تخریب کے درپے ہونگا سلطان خلجی نے خط کا جواب لکھا کہ جب آپ کی ہمت عالی اہالی دکن کی امداد
پر مصروف ہے تو اب میں اس دیار کے متوطنوں کو آزار نہیں پہنچاؤنگا +

۸۶۹ھ ۱۴۶۵ء میں بادشاہ کی خدمت میں مذکور ہوا کہ دو سال سے باور بندر کے زمیندار جہازوں کی
مزاحمت کرتے ہیں سلاطین گجرات نے اونکی گوشمالی نہیں کی ہے اسلئے سرکشی و تمرد اونکی عادت
ہو گئی ہے۔ یہ ملک گجرات اور کونکن کے درمیان واقع ہے۔ باوجودیکہ دولت خواہ صعوبت راہ
و استحکام قلعہ کے سبب سے سلطان محمود کے جانے کو تجویز نہیں کرتے تھے مگر وہ اس ناحیہ کی
تسخیر کا عازم ہوا۔ نہایت صعوبت و دشواری سے حوالی قلعہ میں پہنچا۔ سردار قلعہ لڑنے کھڑا ہوا
چند روز تک معرکہ قتال آراستہ رہا اتفاقاً محمود شاہ اپنے لشکر کے ساتھ پہاڑ پر چڑھا کہ قلعہ کے
آدمیوں نے چتر شاہی اور افزونی سپاہ کو دیکھا تو اس ولایت کے حاکم نے عاجزی کے ساتھ امان
مانگی پیشکش سالانہ دینی قرار دی۔ اور سلطان کی خدمت میں آیا۔ قلعہ و ولایت سپاہ اسلام
کو تسلیم کیں باور کا قلعہ بہت بلند اور نادر بروز مضبوط تھا۔ ابتک کسی سلطان نے اوسکو
فتح نہیں کیا تھا۔ ولایت دو ون کا رائے ایک ہزار موضع کا مالک تھا اور اس قلعہ کا استظہار رکھتا تھا
سلطان نے قلعہ کے دفاین و خزائن پر متصرف ہوکر اس ولایت و حصار کو انہیں کو دیدیا۔
غنایم لیکر احمد آباد میں آیا۔ تعمیر بلاد و تفتیش حال عباد میں مشغول ہوا۔

۸۷۱ھ ۱۴۶۶ء میں احمد نگر کی طرف شکار کو گیا۔ اثناء راہ میں ایک زہر الملک بن الف خان نے
ایک سلاح دار کو مار ڈالا۔ قصاص کے خوف سے ایدر کو بھاگ گیا۔ سلطان کو جب اطلاع ہوئی تو
ملک حاجی معتمد الملک کو کہ مہمات بادشاہی کے ناظم تھے بہاء الملک کے پکڑنے کو بھیجا۔ یہ اور اسکے
جانے پر تھے کسی قدر اسکے تعاقب میں گئے۔ چال بازی کی کہ بہاء الملک کے دو نوکروں کو

خود وہ مستقل بادشاہ ہوکر عدل و داد میں مشغول ہوا +
۸۶۶ھ میں سلطان محمود گجراتی پاس نظام شاہ بہمنی والی محمد آباد بیدر کا خط اس مضمون کا آیا کہ
سلطان محمود خلجی نے ولایت دکن میں بہت ظلم برپا کر رکھا ہے اب کچھ استعانت کیجیے سلطان
محمود نے یہ خبر پاتے ہی اطلاع کے سراپردہ سرخ و بارگاہ کو باہر نکالا اور دکنیوں کی مدد اپنے ذمہ
فرض جانی امراء سلطنت نے عرض کیا کہ داؤد خاں ایک ہفتہ سلطنت کرکے گیا ہے فرصت میں
بیٹھا ہی پائے تخت کو خالی چھوڑنا مصلحت نہیں ہے ابھی اپنے ملک کا انتظام اچھی طرح نہیں ہوا
اوروں کی اصلاح امور کے لیے سوار ہونے میں تحمل ہونا چاہیے سلطان محمود نے باوجود
عنفوان جوانی کے بیان کیا کہ اگر افلاک عناصر ایسی ہیئت و روش سے باہم موافقت و آمیزش
نہ کریں تو عالم کون و فساد کا نظام درہم برہم ہو جاوے اور اگر بنی نوع انسان سلسلہ مودت و
مشارکت کو توڑیں تو قانون طبیعی کی اساس انہدام پذیر ہو میں دکن کے مسلمانوں کی امداد
کرتا ہوں خداتعالیٰ کے حکم سے مجھے اس یورش میں ضرر نہیں پہنچے گا۔ ارکان دولت نے
معروض کیا کہ اگر نظام شاہ کی معاونت میں سلطان بجد ہے تو مناسب یہ ہے کہ مالوہ کی جانب
لشکر عظیم بھیجے کہ وہ اس ولایت میں خرابیاں پیدا کریں کہ جسکے سننے سے سلطان محمود خلجی
سراسیمہ ہو کر دکن سے باہر چلا آئے۔ اس التماس کو بھی اوسنے قبول نہیں کیا بے تامل و توقف
بہت سی سپاہ اور پانسو ہاتھی لیکر دو منزلوں کی ایک منزل کرتا ہوا نذربار میں آیا۔ خواجہ جہاں
گاواں کہ عمدہ اہل دکن تھا ایلغار کر کے اوسکے پاس آیا اوس سے مدد لیکر سلطان محمود خلجی سے
ساتھ قتال و جدال کرنے کو روانہ ہوا سلطان محمود خلجی متوہم ہوکر قلعہ محمد آباد بیدر کے باہر سے
کوچ کر کے چاہتا تھا کہ دولت آباد کے سر پر سے گذر کر اپنے ملک کو چلا جائے مگر یہ راہ لشکر گجرات نے
بند کر رکھی تھی تو وہ برار کی جانب گیا اور بمجبوری گذر کر مالوہ میں چلا گیا نظام شاہ کی جانب سے
سلطان کا شکریہ ادا کیا۔ اوسنے اپنے ملک میں مراجعت کی۔

۸۶۷ھ کو سلطان محمود خلجی نے دکن پر لشکر کشی کی اور سلطان بہمنی کی حسب الالتماس
سلطان محمود گجراتی اوسکی اعانت کے قصد سے دکن کو روانہ ہوا اس خبر کو سنکر سلطان محمود خلجی

متواتر آنا شروع ہوا۔ بہت ہندو مارے گئے۔ منڈلک اور بقیۃ السیف خستہ و بدحال قلعہ گرنال مین متحصن ہوئے۔ درہ بہابلہ کی عورتیں اور بچے اسیر ہوئے حوالی گرنال میں بتخانون کے اندر مسلمان گئے یہان برہمنون نے اونکا مقابلہ کیا انہوں نے انہیں قتل کیا اور غنیمت بہت ہاتھ آئی اور دو تین کافروں کو محمود نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ سلطان لشکر کو اطراف مین بھیجا جاتا تھا کہ منڈلک نے اپنے عزیزوں کی ایک جماعت بھیج کر شفاعت چاہی۔ سلطان محمود نے اسوجہ سے کہ اموال و جواہر و غلام اور غنائم زیادہ سے زیادہ سپاہ کے ہاتھ آئے تھے اور ہوا بھی گرم تھی۔ اس کوہستان مین وہ ٹھیر نہیں سکتا تھا اس سال پیشکش لینے پر اکتفا کی اور احمد آباد کو مراجعت کی +

سنہ ۸۷۳ھ ۱۴۶۸ مین سلطان محمود غازی نے کہ بہانہ طلب تہا سنا کہ منڈلک حاکم گرنال چتر و دورباش و تمام لوازم بادشاہی کے ساتھ سوار ہوتا ہے اور جواہر گران بہا ہاتھوں اور گردن مین پہنتا ہے اور تخت پر بیٹھ کر دربار شاہانہ کرتا ہے۔ یہ بات اسکو نہایت ناگوار گزری چالیس ہزار سپاہ اوسکی ولایت پر نامزد کی اور کہا کہ اگر حاکم گرنال تمام اسباب سلطنت چتر مرصع و تاج مرصع اور اور جواہر حوالہ کر دے تو اوسکی ولایت کے متعرض نہونا ورنہ اوسکی تسخیر مین کوشش کرنا۔ منڈلک مین لشکر اسلام کی مقاومت کی طاقت نہ تھی جو کچھ اونسے مانگا وہ اونسے دیدیا اور اپنی ولایت کو نگاہ رکھا۔ طبقات اکبری میں لکھا ہے کہ گرنال سے امرا جو غنیمت کا مال لائے تھے اوسکو سلطان نے مجلس عیش و محفل بزم میں گویوں کو انعام میں دیدیا

سنہ ۸۷۳ھ میں سلطان محمود غازی شکار کرتا رہا اور اکثر اپنی ممالک کو دیکھتا رہا اور اون کی معموری اور آبادی میں کوشش کی کہیں اپنے ملک کو جنگل و ویران نہ رہنے دیا +

سنہ ۸۷۴ھ ۱۴۶۹ میں سلطان محمود خلجی والی مالوہ کے مرنے کی خبر آئی۔ امرا نے عرض کیا کہ جسوقت سلطان محمود شاہ بن احمد شاہ نے انتقال کیا تہا تو سلطان محمود خلجی ولایت گجرات کی تسخیر کے ارادہ سے قصبہ کر نج تک آیا تہا اگر حضور بھی اس وقت ولایت مالوہ کی طرف متوجہ ہوں تو آسانی سے وہ ہاتھ آجائیگا۔ سلطان نے فرمایا کہ اسلام و مسلمانی میں جائز نہیں ہے کہ مسلمان

خبر دی مال پر فریفتہ کرکے یہہ ٹھہرایا کہ جب ونسے پرسش ہو تو وہ اقرار کریں کہ قاتل ہم ہیں بادشاہ رحیم ہے وہ بخش دیگا اور قطع نظر اسکے سلطان کے مشورت ہمارے قتل کا حکم نہیں دیگا ہم سفارش کر دینگے قتل نہیں ہونے دینگے۔ ان اجل گرفتوں نے مال اور اپنے قدیم صاحب کی خیرخواہی پر نظر کرکے جیسا اونکو سکھایا تھا ویسا بادشاہ کے روبرو اقرار کیا سلطان نے علماء سے فتویٰ لیکر ان مزدور گناہگاروں کو قتل کیا۔ اس سفر سے مراجعت کرنے کے بعد اوسکو معلوم ہوا کہ عماد الملک اور عضد الملک نے ایسا کام کیا ہے کہ بے گناہوں کو گناہگار کے عوض میں قتل کرایا ہے۔ اُسیوقت ان دونوں کو قتل کرایا باوجودیکہ اونسے عمدہ تر دولت خانہ میں کوئی نہ تھا اور اونکی کھالوں میں گھاس بھر والکے عبرت خلایق کے لئے احمدآباد کے چوپڑ کے بازار میں لٹکوایا۔

۸۷۱ھ میں سلطان محمود نے گرنال کی فتح کے ارادہ سے کوچ کیا۔ گرنال ایک بڑے اونچے پہاڑ پر قلعہ ہے اوسکے گرد اور پہاڑ بطریق دایرہ کے محیط ہیں اوسکے در شکستہ بہت سے ہیں اور ہر درہ کا نام ہے اونمیں سے ایک درہ کا نام بوردی ہے جسکے آگے ایک حصار نہایت مستحکم ہے جسکو اس ملک میں جونہ گڈہ کہتے ہیں اور دوسرا درہ مہابلہ مشہور معروف ہے۔ ایک ہزار نوسو برس سے یہ ولایت رائے مندلک اور اوسکے آباد اجداد کے قبضہ میں چلی آتی ہے سوا سلطان محمد تغلق اور سلطان احمد شاہ گجراتی کے کسی نے اس ملک پر تاخت نہیں کی۔ دہلی اور گجرات کے بادشاہ اوسکی تسخیر کی تمنا ہی میں رہے سلطان محمود خدا پر بھروسہ کرکے روانہ ہوا جب گرنال سے چالیس کوس (۸۰ میل) پر پہونچا تو اپنے خالو تغلق خان کو سترہ سو منتخب سوار دیکر روانہ کیا۔ سترہ سو ہی گھوڑے عراقی و ترکی و عربی سترہ سو خنجر غلاف طلائی و نقرہ ان سواروں کو دئے وہ یلغار کرکے درہ مہابلہ میں بے خبر آن پہنچے جپوتوں کی ایک جماعت جسکو رو کہتے ہیں اور درہ کی محافظت کرتی تھی واقف ہوئی۔ اونمیں بہت کوشش کی مگر غافل تھی ہتیار بھی نہ لگائے تھے کہ سب کشتہ ہو گئے۔ سلطان محمود لشکر اسکا تکبیر کہتا ہوا درہ مہابلہ میں داخل ہوا۔ رائے گرنال واقف ہوکر بہت سی جمعیت کے ساتھ قلعہ سے نیچے آیا شکار کے بہانہ سے درہ مہابلہ کی طرف چلا جب تھوڑے سے گجراتی اوسکو نظر آئے تو راجپوت دلیرانہ جنگ میں مشغول ہوئے۔ اس اثناء میں عقب سے لشکر

تیسرے روز سلطان خود قلعہ پر متوجہ ہوا صبح سے شام تک معرکہ جنگ گرم رہا چوتھے روز سلطان کا بارگاہ قلعہ کے دروازہ کے نزدیک لگایا گیا۔ ہر طرف ساباط تیار ہوئے۔ اکثر اوقات راجپوت قلعہ سے نکل کر دست برد کرتے تھے اور آدمیوں کو ضایع کیا چنانچہ ایک دن عالم خان فاروقی کے مورچل کو گرا کر اوسکو درجہ شہادت پر پہنچایا سلطان محمود نے محاصرہ کو تنگ تر کیا۔ یہانتک کہ بعض اوقات سنگ منجنیق سلطان محمود کے تخت کے پاس گرتے تھے۔ سال مذکور کے آخر تک محاصرہ کا امتداد ہوا۔ راے منڈلک مضطر ہوا کئی دفعہ آدمیوں کو بھیجا تضرع وزاری کے ساتھ صلح چاہی مگر وہ معرض قبول میں نہ آئی +

اوائل ۸۷۵ھ میں منڈلک اور سب راجپوت ایام محاصرہ کے طول سے اور ہر روز کی جنگ سے عاجز ہوکر امان طلب ہوئے اور قلعہ کو حوالہ کر کے قلعہ گرنال میں چلے گئے۔ دوبارہ دزدی و راہزنی شروع کی سلطان نے جونہ گڈھ میں بڑی فوج چھوڑ کر گرنال کی طرف توجہ کی اور قلعہ پر لڑائی شروع ہوئی۔ راے منڈلک کو یہاں بھی عاجز کیا حصار گرنال کو جو ایک ہزار نو سو سال سے اس خاندان کے قبضہ میں تھا اُسے راے منڈلک کے تصرف سے نکال لیا سلطان محمود غزنوی کے طریقہ کے موافق سلطان نے چند بت اپنے ہاتھ سے توڑے اور بت پرستوں کو مارا۔ راے منڈلک اس دنیا کی حکومت سے دل برداشتہ ہوا۔ اپنے اور اپنے آدمیوں کے لئے زنہار مانگ کر نوکری کے قصد سے سلطان کی خدمت میں آیا ایک دن اوسنے معروض کیا کہ شاہ شمس الدین درویش پنجاب میں تشریف رکھتے ہیں انکی صحبت سے میرے دل میں اسلام کی محبت غالب ہوئی تھی اب سلطان کی صحبت سے دین کی حقیقت سے آگاہی ہوئی تو محبت اور زیادہ ہوگئی۔ اب میں مسلمان ہوتا ہوں سلطان اس کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوا کمال شوق سے اسکا ختنہ کرا کے توحید کی تلقین کی۔ خان جہان خطاب دیا اور امراے کبار میں سے بنا دیا جب تک سلاطین گجرات کی سلطنت رہی اسکا خاندان بطناً بعد بطن معزز رہا اور خوب اقطاع اس پاس رہی مراۃ سکندری کے مصنف نے اسکے مسلمان ہونے کی حقیقت یہ لکھی ہے کہ جب احمد آباد میں راے منڈلک کو سلطان لایا تو ایک سعد رسول آباد میں اسکا گذر ہوا جہاں موطن و مرقد شاہ عالم کا ہے۔ اوسنے دیکھا کہ شاہ عالم کے

آپس میں لڑیں اور خلایق کو پامال حوادث کریں اور ان ایام میں کہ سلطان محمود وفات پائے اور امور ملک میں انتظام نہ ہوا اسکی ولایت پر جانا آئین مروت ورسم فتوت سے دور ہے
۱۲۸۱ھ میں ولایت سورتھ کے تاخت وتاراج کے لئے سپاہ بہیجی وہ تہوڑی مدت میں لوٹ کا مال بہت سالے آئی۔ اس سال وقایع اعظم میں سے یہ ایک ہے کہ ایکدن سلطان محمود ہاتھی پر سوار باغ ارم کو جاتا تہا اثناء راہ میں ایک مست ہاتھی زنجیر تڑا کر فوج کی طرف متوجہ ہوا اور ہاتھی اُسے دیکھکر بہاگ گئے جس ہاتہی پر سلطان سوار تہا وہ اوسکے سامنے آیا اور دو تین ٹکریں مارکر اوسکو بہگا دیا اور اوسکا پیچہا نہ چہوڑا ایک اور ٹکر اوسکے شانہ پر ایسی ماری کہ دانتوں کا صدمہ سلطان کے پاوں پر پہنچا اور اوس سے خون رواں ہوا۔ بادشاہ نے کمال شجاعت کرکے ہاتہی کی پیشانی پہ نیزہ مارا کہ خون جاری ہوگیا۔ ہاتہی نے پہر اور ٹکر ماری تو سلطان نے اوسکو دوسرا نیزہ پیشانی پر ایسا مارا کہ خون کا فوارہ چہوٹنے لگا۔ پہر اوسنے ٹکر لگائی تو تیسری دفعہ نیزہ اوسکے ایسا لگا کہ وہ بھاگ گیا سلطان خیریت سے گہر آیا اور بڑی خیرات کی +

چند روز بعد سلطان نے سرحد کے امرا کو بلاکر جونہ گڈہ وگرنال کی فتح کا ارادہ کیا۔ ایک رات دل میں پانچ کروڑ روپیہ سپاہ میں تقسیم کیا منجملہ اوسکے دو ہزار پانسو ترکی عربی گہوڑے تہے جنمیں سے بعض کی قیمت دس ہزار تنکہ تہی کہ سب آدمیوں کو تقسیم کردئے۔ پانچ ہزار تلواریں سات سو کمر بند مرصع اور سترہ سو خنجر جنکے غلاف طلائی تہے انعام دئے۔ اور متواتر کوچ کرکے رواں ہوا جب ولایت سورتہ میں کہ گرنال سے قریب ہے پہنچا تو راجہ مندلک نے عرض کیا کہ بندہ ایک مدت سے اطاعت وانقیاد میں زیست کرتا ہے۔ اور کوئی امر کہ جس سے نقض عہد وپیمان ہو ایسے ہنیں صادر ہوا۔ الحال جسقدر پیشکش کا حکم ہو دینے کو موجود ہوں سلطان نے کہا میرا ارادہ یہ ہے کہ ولایت کو تصرف میں لاکر احکام اسلام کو مرتفع کروں راجہ بمضمون کلام سے آگاہ اس قدر لشکر کا آنا اور دفعتہً آنے کی طرح ہنیں معلوم ہوتا وہ رات کو فرصت کے وقت قلعہ جونا گڈہ میں کہ برسرِ راہ تہا گیا اور اوسکو مضبوط کیا سلطان دوسرے روز حصار جونا گڈہ کے پاس آیا دو روز رجپوت قلعہ سے نکلکر مسلمانوں کی ایک جماعت سے لڑے جسمیں اسلام کو غلبہ ہوا

اور بہت جلد شورہ زار زمین جسکو رن کہتے ہیں آیا۔ ایک رات دن میں ۴۰ کوس (۶۰ میل) ایلغار
کرکے چھ سو آدمیوں کے ساتھہ حوالی غنیم میں پہنچا جنمیں چوبیس ہزار کماندار تھے۔ وہ آگاہ ہوکر میدان
میں آئے۔ سلطان محمود بھی اونکی شکل دیکھکر غنیم کی جانب روانہ ہوا۔ باوجودیکہ یہہ سب آدمی
شجاعت ومردانگی وکمانداری میں مشہور تھے لیکن لشکر اسلام کی صفوف کے آگے نہ ٹھیر سکے باوجودیکہ وہ
بہت قلیل تھے وہ سب سراسیمہ وپریشان ہوگئے۔ اونکے روسا تیغ وکفن لئے ہوئے اور رہزنی اور
دزدی سے اپنی ندامت بیان کرتے ہوئے آئے کہ اب ہم ایسے اعمال ناشائستہ نہیں کرینگے۔
سلطان نے اونکا دین ومذہب پوچھا تو اونہوں نے کہا کہ ہم صحرائی آدمی ہیں کوئی دانشمند ہماری قوم میں
نہیں ہے۔ آسمان وخاک وباد وآتش وآب کو ہم پہچانتے ہیں بجز کہانے پینے کے ہم کو کچھہ اور
کام نہیں ہے ہم کو آپسے اُمید ہے کہ ہدایت فرمائینگے اور ہم قلادہ اسلام گلے میں ڈالینگے سلطان
نے اونکی معذرت کو قبول کیا اور اونکے جرائم کو معاف۔ اونکے بزرگوں میں سے بعض کو شہر
مصطفےٰ آباد میں لیجاکر مسلمانوں کے حوالہ کیا کہ سنت نبوی بطریق مذہب امام اعظم تعلیم کریں۔
جب ان آدمیوں کی مصطفےٰ آباد میں آمد ورفت زیادہ ہوئی تو اونکی زبانی سلطان نے سنا کہ شورہ زار
(رن) کے پیچھے ایک مملکت ہے جسکا نام سند ہے وہ شاہ سندھ سے تعلق رکھتی ہے۔ چار ہزار خانہ وار قبیلہ
بلوچ سے وہاں متوطن ہیں اُنمیں سے چار ہزار آدمی اس الوس کے باہر آتے ہیں اور تیر اندازی
میں وہ بال کو چیرتے ہیں اور سب بلوچوں کا مذہب شیعہ ہے۔ جاٹوں نے بھی انکی تبعیت میں
شیعہ مذہب اختیار کیا ہے۔ اس بیابان میں اس اوباش فرقہ کی اکتساب معاش راہزنی سے
ہوتی ہے کبھی کبھی بادشاہ گجرات کی سرحد میں چلے آتے ہیں اور وہاں زحمتیں پہنچاتے ہیں۔
سنہ ۸۸۱ھ ۱۴۷۶ء میں سلطان محمود اس جماعت کی طرف متوجہ ہوا۔ جب ولایت شورہ زار (رن) میں آیا
تو ایک ہزار چالاک سوار دو اسپہ ہمراہ لئے آب وتوشہ ایک ہفتہ کا ساتھہ لیا۔ شبانہ روز میں ۶۰ کروہ
(۹۰ میل) طی کرتا جب اس طریق سے ولایت سندہ میں آیا تو رات کے وقت صحرا میں اُترا۔
گھوڑوں اور آدمیوں کو آرام دیا۔ دوسرے روز قوم پر تاخت کی اتفاقاً اس نواح میں بلوچوں کی
ایک جماعت اپنے اونٹوں کو چرانے آئی تھی۔ وہ واقف ہوگئی تو اوسنے جمانہ سوارانِ بلوچ...

دریا مین ہاتھی گھوڑوں اور آدمیوں کا ازدحام لگ رہا ہے تو اوسکو تعجب ہوا اوسنے پوچھا کہ یہہ کس امیر کا گھر ہے لوگون نے کہا کہ حضرت شاہ عالم کا گھر ہے۔ پھر اوسنے کہا کہ وہ کسکے نوکر ہیں اور کسسے تولا رکھتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ وہ بجز خدا کے کسی سے تولا نہیں رکھتے خدا اونکو روزی دیتا ہے۔ وہ بھی اونکی خدمت میں گیا جب اونکی مبارک صورت پر اوسکی نظر پڑی تو اوسنے کہا کہ مسلمانی کا جو لازمہ ہو وہ مجھے دکہاؤ۔ حضرت نے کلمۂ طیبہ عرض کیا راے منڈلک اسلامیوں کے زمرہ میں آیا اور شاہ عالم کا مرید ہوا۔ اسلئے کہ ان حدود مین شعار اسلام کا رواج ہو سلطان محمود نے بلدہ مصطفے آباد کی تعمیر کی اینٹ رکھی مساجد و عمارات عالیہ و بازار و دکانین بنائیں۔ کل امرا کو حکم دیا کہ اپنی سکونت کیلئے واسطے مکانات بنائیں اُنہوں نے تھوڑی مدت میں شہر مصطفے آباد میں توطن اختیار کیا جب امرا اور لشکریوں نے مصطفے آباد میں توطن اختیار کیا تو احمد آباد کی اطراف میں سرجا چوروں اور مفسدوں نے رہزنی شروع کی اور خلایق کی راہ آمد و شد کی مسدود کی اسلئے سلطان محمود نے اُسکا انتظام یہ کیا کہ ملک جلال الدین کو لشکر کا کوتوال کیا اور سلاح خانہ اوسکو تفویض کیا۔ محافظ خان خطاب دیا علم و کرنا دیگر احمد آباد کی شحنگی و کوتوالی کا منصب اوسکو دیا۔ محافظ خان نے یہاں آکر اسطرح سے انتظام کرلیا۔ چوروں کے پانسو سرداروں کو مار ڈالا سلطان روز بروز اوسکے کام سے ایسا خوش ہوا کہ اوسکے منصب میں اضافہ کرتا گیا ستر سو گھوڑے اوسکے اصطبل میں جمع تھے۔ جو سپاہی عمدہ ہوتا وہ اوسکی نوکری کرتا۔ اوسکی قوت و شوکت اس حد پر بڑھی کہ اوسکے بیٹے ملک خضر نے راجہ باگر او سایدر و سروہی سے پیش کش لی۔

۸۷۹ھ ۱۴۷۴ء میں سلطان محمود کو خبر ہوئی کہ سلطان غیاث الدین مالوی کی حمایت سے راجہ چنپانیر مغرور ہو گیا ہے اور مفسدوں کو اوسنے جمع کیا ہے۔ سرکشی کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ مصطفے آباد سے اوسکی سرزنش کے لئے چلا راہ میں محافظ خان ملا اوسکو منصب وزارت عنایت ہوا اوسنے کوتوالی میں اپنے گماشتے مقرر کئے خود مہمات وزارت میں مشغول ہوا جب سلطان محمود کو معلوم ہوئی کہ زمین کچھ میں کہ سند کی سرحد ہے مسلمانوں کو زمیندار ستاتے ہیں اور او نپر بہت غالب ہو گئے ہیں تو سلطان نے چنپانیر کی عزیمت کو فسخ کیا اور اس طائفہ کی تنبیہ و تادیب پر متوجہ ہوا

جب یہاں آیا تو امرا کو بلا کر کہا کہ جب تک تم مجھے حج کی اجازت نہ دوگے میں کھانا نہیں کھاؤں گا
امرا جانتے تھے کہ سلطان امتحان کرتا ہے سب خاموش رہے۔ عماد الملک نے عرض کیا کہ بندہ زادہ
بڑا ہو گیا ہے میری جگہ اوسکو دیجئے اور مجھے ملازمت سے دور کیجئے۔ سلطان نے فرمایا کہ یہ ایک
سعادت ہے جو میسر ہو لیکن مہمات ملکی بغیر تیرے انجام نہ ہونگیں جب دوپہر ہو گئی سلطان بھوکا
رہا تو نظام الملک نے کہ امرا کی ریش سفید تھا عماد الملک کی تلقین سے کہا کہ سلطان اول قلعہ چینانیر
کو خزانہ اور اہل حرم کی محافظت کے لئے فتح فرمائیں اور بعد مقصد حاصل کرنے کے طواف کی سعادت
حاصل کریں۔ فرمایا انشاء اللہ۔ پھر وہ کھانا کھا کے سو رہا۔ عماد الملک سے چند روز بات نہ کی۔ عماد الملک
نے خلوت میں عرض کیا کہ مجھ بیگناہ پر کم عنایتی کا سبب کیا ہے۔ سلطان نے کہا کہ جب تک حقیقت
حال نہ بتلائیگا میں تجھ سے بات نہیں کرونگا۔ عماد الملک نے کہا کہ اگرچہ میں نے قرآن اٹھا کر قسم
کھائی ہے مگر اب مجھ بیچارہ کو کچھ چارہ نہیں ہے۔ حقیقت حال بتلادی۔ سلطان نے تحمل کیا
اور خداوند خان کو کچھ آزار سوا اوسکے نہ پہنچایا کہ اپنے خاصہ کبوتروں میں سے ایک کبوتر یا ادنی
نوکر کا نام خداوند خان رکھا۔ بعد ایک مدت کے پٹن میں گیا۔ اور وہاں سے عماد الملک اور قیصر خان کو
جالور و ساچور (جھالراوار و آبوگڈھ) کے فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ امرا رخصت لیکر شیخ حاجی
رجب کی تربت میں فروکش ہوئے کہ خداوند خان کے بیٹے مجاہد خان نے اپنی خالہ زاد بھائی
صاحب خان کے ساتھ اتفاق کر کے رات کو قیصر خان کو اوسکے خیمہ میں قتل کر ڈالا۔ اپنی چغلی
کھانے کا انتقام لیا۔ سلطان نے اس گمان سے کہ قیصر خان کا دشمن اژدر خان تھا اُسکو پابزنجیر کیا
اتفاقاً مجاہد خان بن خداوند خان اور صاحب خان خود بخود متوہم ہو کر مع اہل و عیال بھاگ
گئے۔ صبح ہوتے ہی حال معلوم ہو گیا کہ اژدر خان بیگناہ ہے مجاہد خان و صاحب خان اصل
قاتل ہیں تو سلطان نے حکم دیا کہ خداوند خان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر محافظ خان کے حوالہ کرو
اور اژدر خان کو خلاص کرو۔ چند روز بعد سلطان نے احمد آباد میں مراجعت کی۔ اس زمانہ میں عماد الملک
بیمار ہو کر مر گیا اور اوسکا بیٹا اختیار الملک باپ کا جانشین ہوا اور وزارت کا کام کرنے لگا

ضبط اپنے ذمہ لیا۔ بہاء الدین عماد الملک کو سونگھر میں فرحت الملک کو بیت وہمگبت میں اور نظام الملک کو تال نیر میں اور گودرا میں قوام الملک کو حاکم مقرر کیا۔ خداوند خان کو کہ ممالک کا وزیر تھا شاہزادہ مظفر کا اتالیق مقرر کیا اور احمد آباد میں رکھا۔ اور سلطان خود مصطفے آباد میں گیا۔ اور وہاں باغون کی تیاری میں مصروف ہوا۔

کچھ مدت گذری تھی کہ خداوندخان اور رائے رایان اور سرداروں نے داعیہ کیا کہ شہزادہ احمد کو تخت پر بٹھائے۔ اور سلطان محمود کو معزول کیجے عید رمضان کا بہانہ کرکے عماد الملک اور اور امرا کو احمد آباد میں بلایا۔ اونہون نے خلوت میں عماد الملک سے افشاء راز نہ کرنے کے لئے قرآن اٹھوایا اور اپنے ارادہ پر مطلع کیا۔ اوس وقت عماد الملک کا لشکر تھانہ میں تھا۔ ناچار اس بات کو قبول کر لیا۔ اور احمد کے اجلاس کے لئے روز عید مقرر کیا۔ جلدی سے اپنے آدمیوں کو بھیجکر اپنے لشکر کو عید سے پہلے بلا لیا۔ عید کے دن عماد الملک اپنی فوج کو آراستہ کر کے شہزادہ کے دربار میں گیا۔ عادت کے موافق اسکو نماز پڑہنے کے لئے شہر سے باہر لے گیا اور اور سارے شہر کی محافظت اپنے لشکر سے کر لی۔ خداوندخان اور اوسکے متابع جو اپنے ارادہ کے اظہار پر مستعد تھے عماد الملک کے قصد کو سمجھہ گئے تو اونہون نے تغافل کیا اور اصلا اپنے اس معاملہ کی کوئی بات زبان پر نہ لائے۔ قیصرخان نے اس حال سے سلطان کو اطلاع دی سلطان نے دوست دشمن کے امتحان کرنے کے لئے آدمیوں سے کہا کہ میرا ارادہ حج کا ہے تاکہ جو کوئی اسکو تصدیق کرے تو معلوم ہو جائے کہ وہ دشمن ہے۔ پس جہازون کو تیار کرکے چندلاکہہ ٹنکہ عمال کو دئے کہ وہ اشیاء کو خریدین خود مصطفے آباد سے بندر کھوگہ میں آیا کشتی میں بیٹھہ کر بندر کھنبایت میں گیا جب یہ خبر احمد آباد میں آئی تو سب امرا شاہزادہ کے ہمراہ سلطان کی خدمت میں پہونچے سلطان نے ایک دن کہ سب امرا حاضر تھے کہا کہ اب شہزادہ بڑا ہو گیا ہے اور اسکے دلخواہ امرا نے تربیت پائی ہے اسلئے میرا ارادہ ہے کہ مہمات ملک و دولت اسکو سپرد کرکے میں حج کی سعادت پاؤں۔ عماد الملک نے کہا کہ ایک مرتبہ حضور احمد آباد میں تشریف لائیں اسوقت جو مناسب ہو وہ کام فرمائیں سلطان نے جانا کہ زیر کاسہ نیم کاسہ ہے وہ احمد آباد کو روانہ ہوا

جنگ گرم کیا۔ سلطان قصبہ بڑودہ سے کوچ کرکے کوہ چنپانیر کے پیچھے سے گذر کر موضع گرناری میں مالوہ
کی سڑک پر فروکش ہوا۔ پھر بیتی راے نے گناہ کی معافی کی درخواست کی مگر نامنظور ہوئی تو راے
نے اپنا لشکر جمع کیا اور اطراف کے راجاؤں سے مدد چاہی اور قلعہ سے نیچے اوترا اور مورچلوں کو
قایم کیا اور ساٹھہ ہزار سوار و پیادے لیکر سلطان کے مقابلہ میں صف آرا ہوا۔ سلطان محمود سے
اوسکی سخت لڑائی ہوئی اور اوسنے ہزیمت پائی۔ دس بارہ ہزار جنگی راجپوتوں کے ساتھہ وہ
قلعہ میں آیا۔ سلطان محمود بھی قلعہ کے نیچے آیا۔ اور اوسے گھیر لیا۔ اور ہر ایک سردار کو اپنے
محل میں قایم کیا اور خود موضع گرناری کو معاودت کی اور سید مدن لنگ کو محافظت راہ
اور رسد رسانی کے لئے مقرر کیا۔ ایک دن سید مدن لنگ جنگ سے رسد لاتا تھا کہ راجپوتوں نے
اوسکے بہت آدمی مار ڈالے اور رسد لوٹ کر لے گئے تو سلطان اس خبر کے سننے سے مغموم ہوا
اور سلخ صفر سال مذکور تک وہ چنپانیر کے نیچے مقیم رہا اور لوازم محاصرہ میں مبالغہ کیا۔ محافظ
صبح کو سوار ہوتا اور مورچوں کا حال دوپہر تک دیکھہ بھال کر سلطان سے عرض کرتا جب محاصرہ
بوجہ اتم ہو گیا تو حکم ہوا کہ چاروں طرف ساباط بنائیں ہر چوب کہ بالائے کوہ پر جاتی تو ایک لاکھہ
تنکہ اوسکی اجرت ہوتی تھی راے بیتی را اس حال کو مشاہدہ کرکے نہایت عجز و انکسار کے ساتھہ ایلچی بھیجے
اور معروض کیا کہ نو من طلا اور غلہ اسقدر کہ لشکر کے خرچ کو دس سال تک اکتفا کرے پیشکش میں
دیتا ہوں سلطان نے کہا کہ جب تک قلعہ نہیں فتح ہو گا ممکن نہیں کہ میں اس سرزمین سے قدم اوٹھاؤں
ایلچی مایوس ہو کر راے پاس آئے اوسنے سنہ ۸۸۸ھ میں اپنے وکیل کار گزار سنورام کو سلطان غیاث الدین
خلجی پاس مالوہ بھیجا اور استمداد چاہی اور ہر کوچ پر ایک لاکھہ تنکہ نقرہ مد خرچ دینے کا اقرار کیا۔
سلطان غیاث الدین لشکر تیار کرکے نعلچہ میں آیا جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو اوسنے محاصرہ میں
جا بجا امرا کو مقرر کیا اور خود رزم کے عزم سے قصبہ دہور تک آیا۔ یہاں اوس کو خبر آئی کہ سلطان
غیاث الدین نے ایک دن علماء کو طلب کرکے استفسار کیا کہ جس وقت کوئی مسلمانوں کا بادشاہ
کافروں کے قلعہ کا محاصرہ کر رہا ہو تو شرع اجازت دیتی ہے کہ ہم کفار کی کمک کو جائیں علماء نے
[illegible] اسلئے وہ اوسی وقت الٹا منڈو کو چلا گیا سلطان اس مژدہ کو سنکر

رجب ۸۸۸ھ چنپانیر کی فتح کا عازم ہوا کہ اس اثنا میں یہ خبر پہنچی کہ ملیباریوں نے بہت سی
کشتیاں جمع کر لی ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ دریا کے آنے جانے والوں کی مزاحمت کریں۔
سلطان عزیمت مذکور کو فسخ کر کے جہاز میں سوار ہوا اور کئی جہاز آراستہ ساتھ لئے اور اونمیں توپ
و تفنگ و تیر و کمان کے مردان کار اس جماعت کی دفع کے لئے سوار کئے جب ملیباریوں کے
جہازوں کے قریب وہ آیا تو یہ جماعت اوسکی مقاومت کی تاب نہ لا سکی بھاگی۔ گجراتیوں نے
اسکا تعاقب کیا اور چند کشتیاں اوسکی چھین لیں۔ اور بندر کھنبایت کو مراجعت کی۔ یہاں سے
احمد آباد میں سلطان تشریف لایا +

اس سال میں اکثر بلاد گجرات میں امساک باران ہوا اور قحط عظیم پڑا اور خلایق بہت سی
بھوکی مر گئی۔ اور رعایا کے حال میں بہت خرابی آگئی۔ قلعہ چنپانیر کا حال یہ ہے کہ ایک پہاڑ
بہت بلند ہے اور اس پہاڑ کی سطح پر ایک اور پہاڑ ہے اسمیں گچ اور سنگ کی دیوار کھنچی ہوئی ہے
اور مضبوط و مرغوب برج بنے ہوئے ہیں۔ اسوقت یہ قلعہ راے بینی رائے رجپوت کے قبضہ میں
تھا۔ اسکے باپ دادا معلوم نہیں کس زمانہ سے اس میں فرمانروائی کرتے چلے آتے تھے۔ اتفاقاً
بعض مواضع چنپانیر کو لوٹنے گیا تھا۔ راے بینی راے بن اودے سنگہ راجہ چنپانیر نے اسپر حملہ کر کے
مار ڈالا۔ اور اوسکے دو ہاتھی اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو وہ
غرہ ذیقعدہ ۸۸۷ھ کو چنپانیر کی طرف متوجہ ہوا۔ یہاں کے رایوں کے نوکر ساٹھہ ہزار راجپوت سوار
اور پیادے تھے اسلئے وہ کسی کے آگے غرور کے مارے سر نیچا نہیں کرتے تھے۔ راے بینی نے رسول آباد
کو کہ ملحقات گجرات سے ہے بہت زحمت پہنچائی اور بہت مسلمانوں کو ظلم و ستم کر کے تہ تیغ کیا۔ جب
سلطان بڑودہ میں آیا تو راے بینی اپنے کئے سے پشیمان ہوا اور اوسنے اپنے ایلچیوں کو سلطان کی
خدمت میں بھیجا۔ اور تقصیرات کی معافی کی درخواست کی اور معروض کیا اور جو دو ہاتھی ملک سدھا
کے بیٹے پکڑے تھے وہ زخمی تھے مر گئے اونکے عوض میں اور دو فیل بھیجتا ہوں۔ سلطان نے کہا کہ اسکا
جواب کل زبان شمشیر دیگی اور ایلچیوں کو رخصت کیا۔ اپنے سے پہلے تاج خان و عضد الملک و
بہرام خان کو روانہ کیا وہ ۔ ہ صفر ۸۸۸ھ کو پاے کوہ پر آ گئے [illegible]

اور اوسکی تعظیم و تکریم میں کوشش کی۔ قلعہ کے نیچے ایک شہر آن حضرت کے نام پر محمد آباد آباد
کیا مصطفیٰ آباد اپنے چھوٹے بیٹے خلیل خان کو دیدیا جو خود اس بلدہ محمد آباد کی تعمیر میں اہتمام کیا
اور جامع مسجد جو قبل از فتح بنائی تھی اسکو فراخ کیا سنہ ۱۴۹۱ء ایک منبر نہایت پر تکلف اس مسجد
کی محراب کے روبرو بنایا جسکی تاریخ یہ ہے ؎

سال تاریخ منبر و محراب — قلمی شد بخلعہ و منبر

جب منڈلی رائے کے زخم اچھے ہو گئے تو سلطان نے اوسکی اور اوسکے وزیر ڈونگرسی کی
دعوت اسلام کی مگر اونہوں نے قبول نہ کیا علما کے فتوی کے موافق پانچ مہینے قید میں زنجیر و
میں رہے اور ہر روز اونکو قتل کی تہدید ہوئی کہ مسلمان ہو جائیں مگر اونہوں نے کسی طرح
دعوت اسلام نہ قبول کی تو وہ دار پر کھینچے گئے۔ اسی زمانہ میں احمد آباد کے گرد فصیل اور اوسکے
برج بنائے ایک فاضل نے اوسکی تاریخ یہ کہی کہ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ آمِنًا

سنہ ۸۹۲ھ ۱۴۸۱ء میں دہلی کے سوداگروں نے احمد آباد میں آنکر استغاثہ کیا کہ چارسو تین گھوڑے ہم
لاتے تھے کہ کوہ آبو کے راجہ نے ظلم کرکے ہم سے لے لئے ہیں اور تمام قافلہ کو لوٹ لیا ہے
سلطان نے اس بات کے سنتے ہی گھوڑوں کی قیمت خزانہ سے سوداگروں کو دلوا دی اور سب کو
خلعت دئے۔ اور خود لشکر تیار کرکے ادہر چلا اور اپنے پہونچنے سے پہلے سوداگروں کے
ہاتھ ایک فرمان بہیجا جسکا مضمون یہ تہا کہ سرکار خاصہ کے لئے سوداگر جو گھوڑے لاتے
تھے اوسکو تو نے ظلم کرکے لے لیا ہے چاہئے کہ جو کچھ لیا ہے وہ اونکو واپس کرکے دیدے
ورنہ قہر و غضب سلطانی کا مستوجب ہوگا جب فرمان بہیجا تو راجہ آبو نے ڈر کر تین سو ستر ۳۷۰
گھوڑے واپس کئے اور تینتیس ۳۳ گھوڑوں کو کہا کہ مر گئے سو اونکی قیمت دی اور سوداگروں کے
ہمراہ پیشکش بہی بہیجی۔ اور خود اپنے تئیں ملازموں کی سلک میں داخل کیا۔ بعد اسکے
سلطان محمد آباد چنپانیر میں آگیا +

سنہ ۹۰۰ھ ۱۴۸۶ء کو سلطان محمود بہمنی کے امرا میں سے بہادر گیلانی بغاوت کرکے بندر گوہ
دابل اور ولایت دکن کے بہت سے حصے پر غالب ہوا۔ دس بارہ ہزار سوار بہم پہونچائے

خوش ہوا اور جنپانیر کو گیا ابہی قلعہ فتح نہ ہوا تہا کہ قصبہ جنپانیر میں سلطان نے ایک جامع مسجد تعمیر
کرائی اسلئے لشکر کے سب چہوٹے بڑونکو یقین ہو گیا کہ جب تک قلعہ فتح نہیں ہوگا سلطان یہان
سے نہیں جائیگا۔ پس از حد ساباط بنانے اور اہل قلعہ کے تنگ کرنے میں اہتمام ہوا۔ سلطان کی
سپاہ ایسی قریب ہوگئی کہ اونسے دیکہا کہ صبح کو رجپوت داتون کرنے اور طہارت کرنے جاتے ہیں
اور مورچلیوں میں تہوڑے آدمی رہتے ہیں۔ اسلئے سلطان نے حکم دیا کہ ۳ ذی قعدہ سنہ ۸۸۹ھ کو صبح کے
وقت لشکریان خاصہ اپنے ساباط سے قلعہ کے اندر جائیں شاید فتح ہوجائے لشکریون نے
حکم پر عمل کیا۔ اتفاق سے قوام الملک سرجاندار قلعہ میں چلا گیا۔ اور ایک جماعت کثیر کو قتل کیا
جب رجپوتوں کو خبر ہوئی تو وہ ہجوم کرکے مسلمانوں سے خوب لڑے مسلمان غالب رہے اور
حصار دوم کے دروازہ تک پہنچ گئے چند روز پہلے ایک توپنے دیوار قلعہ میں دراڑ ڈالدی تہی
ملک ایاز سلطانی اُس میں سے قلعہ کے اندر آگیا اور دروازہ پر چڑہ گیا سلطان فوج برابر کمک
کے لئے بہیجتا رہا۔ رجپوت حیران و سراسیمہ ہوکر حقے دروازہ کے ہاتھ مارتے تھے۔ مگر جب
رجپوتون نے دیکہا کہ سلطان صلح کو مانتا نہیں تو اونہون نے آگ روشن کی اور سب عورتوں اور
بچوں کو ڈال کر جلا دیا۔ اور جان سے ہاتھ دہوئے اور طرح طرح کے آلات حرب لیکر جنگ
میں مشغول ہوئے۔ اور مغلوب ہوئے۔ سپاہ اسلام نے قلعہ کے بڑے دروازہ کو توڑا اور اندر
گھس گئے۔ اور جمع کثیر کو شمشیر سے قتل کیا جب سلطان محمود خود اس دروازہ پر آیا علم اوسکا مرتفع ہوا
اور بالائے حصار میں حوض پر سب رجپوت جمع ہوئے اور اشنان کیا اور شمشیر و نیزہ و جمدہر ہاتھہ میں
لئے مسلمانوں کی فوج کے مقابل میں آئے۔ نہایت سخت لڑائی ہوئی طرفین سے جمع کثیر کشتہ
ہوئی۔ اور بہنی رائے اور دونگرسی وسورام وزیر زخمی ہوکر دستگیر ہوئے۔ سلطان کے روبرو آئے
اوسنے ان قیدیون کے زخمونکا علاج کرایا۔ سلطان نے ایک دن بہنی رائے سے پوچھا کہ کسلئے
اتنی مدت تک تونے لڑائی لڑی۔ اوسنے کہا شاہا یہ مملکت موروثی تہی میں نے اسمیں
نشو و نما پایا تہا۔ میں نے یہ نہ چاہا کہ آبا و اجداد کے موروثی ملک کو رائگان و مفت برباد دوں
کہ میرا نام دنیا میں نامردون کی فہرست میں ثبت ہو۔ سلطان نے ...

اور اس خوف سے بھاگ گیا کہ مبادا سپاہی داد خواہ ہوں جب یہ خبر متی ہو سلطان نے شرف جہان کو اسکو دلاسے کے واسطے بھیجا۔ شرف جہان نے ہر چند اوسکو مواعظ و نصایح کیں اصلا فائدہ نہوا۔ سو ہاتھی جو اوسکے ہمراہ تھے وہ شرف جہان کے ہاتھہ بھیجکر منڈو کو چلا گیا۔ مگر اوسکے باپ نے سلطان محمود خلجی کے ساتھہ بیوفائی کی تہی سلطان غیاث الدین نے اوسے اپنے ملک میں جگہ نہ دی تو الف خان پریشان حیران ہوکر سلطان پور میں آیا سلطان نے قاضی ہبر اسحق کو الف خان کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ وہ قاضی سے لڑا مگر نہایت سرگردان اور پریشان ہوا۔ بادشاہ کی خدمت میں عرایض بھیجکر اپنا قصور معاف کرایا۔ اور سلطان محمود کی خدمت میں آیا تین مہینے بعد اپنے نائب عرض کو بے وجہ قتل کیا مقید ہوا۔ اسی قید میں اجل طبیعی سے یا زہر سے مرگیا۔

عادل خاں فاروقی نے کئی سال سے باج خراج کے ارسال میں اہمال کیا تہا۔ قاضی ہبر سنہ ۹۰۰ھ میں ولایت خاندیس میں آیا اور ملک کو غارت کرنا شروع کیا عادل خان میں تاب مقاومت نہ تہی۔ عماد الملک حاکم برار سے امداد چاہی جب اس پاس کمک نہ آئی تو چند سال کا مال لے کر محمد آباد چنپانیر میں آیا۔ سلطان محمود کی بساط بوسی سے مشرف ہوکر معزز و مکرم ہوا۔ اور معاودت کی رخصت اوس کو دی بعض روایت کرتے ہیں کہ سلطان محمود خود عادل خان کی گوشمالی پر متوجہ ہوا تہا جب آب تاپتی پر پہنچا تو عادل خان نے پیشکش بھیجی اور معذرت کی سلطان محمود نے حقوق خویشی کو مرعی رکھہ کر رقم عفو اس کے افعال پر کہینچی +

انہیں دنوں میں دولت آباد کے تہانہ دار و کوتوال ملک اشرف و ملک وجیہ نے فرصت پاکر عرضداشت بھیجی کہ یہ قلعہ ہمارے پاس ہے۔ احمد نظام الملک اس حصار کی تسخیر کی فکر میں ہے ہر سال اسپر لشکر کشی کرتا ہے۔ بالفعل قلعہ دولت آباد کا محاصرہ اوسنے کر رکھا ہے اگر آپ امداد و معاونت کریں تو یہ قلعہ آپ کا ہو جائے۔ ہم اپنی نہایت

دریا کی راہ سے کشتیوں میں بہت سے بہادروں کو گجرات بھیجا اور وہاں بڑی خرابی مچائی
سلطان محمود گجراتی کے چند جہاز خاصہ پر اپنے تصرف کیا۔ بندر مہائم کو جلا کر
اور غارت کر کے اوسکی تسخیر کا ارادہ کیا سلطان محمود نے صفدر الملک کو لشکر دیگر دریا کی راہ سے
اور قوام الملک سرگروہ خاصہ خیل کو کچھہ فوج کے ساتھہ خشکی سے مہائم کو روانہ کیا۔ وہاں صفدر الملک
کے اخبارات پہلے سے حوالی مہائم میں پہنچے۔ باد مخالف ایسی چلی کہ وہ متفرق ہو گئے۔ جہاز کشتیون
نے طوفان کے خوف سے دشمن سے امان مانگی اور کنارہ کی طرف چلے جب اوسکے نزدیک ہوئے
تو دشمن سے لڑائی ہوئی۔ پانی میں آتش حرب ایسی روشن ہوئی کہ پانی کا رنگ بدل گیا
آخر الامر لشکر گجرات مغلوب ہوا۔ صفدر الملک بعض اور معتبر آدمیوں کے ساتھہ اسیر و دستگیر ہوا
سارا بیڑا دشمن کے ہاتھہ پڑا۔ جب قوام الملک سرحد مہائم میں آیا تو بہادر کے سپاہی سارا کام اپنا
کر کے اوسکے پاس چلے گئے تھے قوام الملک نے وہاں توقف کیا اور سلطان محمود کو عرضداشت بھیجی
کہ میں بہادر سے انتقام لینا چاہتا ہوں لیکن جب تک بادشاہ دکن کے ممالک کا بعض حصہ
خراب نہ کیا جائے بہادر کے مسکن تک پہنچنا ممکن نہیں۔ اس باب میں حکم عالی کیا ہے۔
سلطان نے ایلچی اور نامہ والی دکن کو لکھا۔ اوسنے ہمسایہ کا حق ادا کیا۔ باوجود تسلط امرا
اور ارکان سلطنت کے تزلزل کے خود بہادر کے سر پر لشکر چڑھا کر لے گیا اور اوسکو مار ڈالا
صفدر الملک اور جہازوں کو مع تحائف کے گجرات بادشاہ پاس بھیجا جس سے یہ توقع تھی کہ
وہ اوسکی امداد کر کے ان آدمیوں کے ہاتھہ سے بچائیگا جو اوسپر مسلط ہو گئے تھے مگر اسکا
کام اصلاح کے قابل نہ رہا تھا فرمان دہ گجرات نے اس میں تغافل کیا۔ تاریخ دکن میں اس کا
حال او مفصل بیان ہوگا +

سنہ ۹۰۱ھ ۱۴۹۵ سلطان محمود نے واگر اور ایدر کی طرف کوچ کیا اور یہاں کے راجاؤں سے بڑی
بڑی پیشکشیں لیں اور خوب دولت سے لدا پھندا احمد آباد چنپانیر میں آیا۔ سنہ ۹۰۳ھ ۱۴۹۷ میں اسنے
اپنے ممالک محروسہ کی سیر کی اور رعیت کے حق میں انصاف و عدل کیا +

سنہ ۹۰۴ھ ۱۴۹۸ مخبروں نے سلطان کو اطلاع دی کہ الف خاں شاہی نوکروں کے علوفہ کو [illegible]

قاہرہ میں لیجاتے تھے اور پندرہ سو سپاہی تھے امیر حسین اسکا سپہ سالار تہا اور ملک ایاز امیر البحر
گجرات کا اسکے ساتھہ شریک ہوگیا تہا بندرگاہ چیول پر پرتگیزون نے حملہ کیا۔ پرتگیزون نے
دو جہاز ترکون کے لے لئے۔ اور ترکون نے پرتگیزون کا ایک جہاز چھین لیا۔ پرتگیزون
کے اکیاسی آدمی مارے گئے اور مسلمانون کے چھہ سو+

اس واقعہ کے بعد سلطان نے بنادر گجرات کا انتظام بوجہ اتم کر دیا۔ خاطر جمع سے
محمد آباد میں آیا۔ اس سبب سے کہ آسیر مین داؤد فاروقی فوت ہوا۔ اس دیار میں غبار فتنہ
بلند ہوا۔ عادل خاں ولد حسن خان کہ سلطان محمود گجراتی کا نواسہ تھا اپنے آدمیون کو بھیجا
اپنے نانا سے امداد طلب کی سلطان نے ۹۱۳ھ ۱۵۰۷ مین شعبان مین تہوڑے لشکر کے ساتھہ چلا
اور نربدا کے کنارہ پر موضع جلکی میں رمضان بسر کیا شوال میں ندربار کا عازم ہوا جب یہان
آیا تو معلوم ہوا کہ ملک حسام الدین مغل زادہ نے عالم خان کو احمد نظام الملک بحری و عماد الملک
سے اتفاق کر کے تخت سلطنت پر بٹھایا نظام الملک برہانپور میں تہا سلطان محمود
اس خبر کو سنکر تالنیر میں گیا۔ یہاں عادل خان اُسنے ملا۔ سلطان نے برہان پور لشکر گجرات
بھیجا۔ جسکے سبب سے برار و احمد نگر کے لشکر نے مراجعت کی۔ عادل خاں کو مسند سلطنت پر بٹھایا۔
ملک لادن جو خاندیس کی سلطنت کا مدعی تہا اوسکو سلطان نے خان جہان کا خطاب دیا
اور خلعہ اسپ اوسکو جاگیر میں دیا۔ سلطان نے آسیر کے اور بہت سے افسرون کو خطاب
دئے عادل خان کے پاس امداد کے لئے گجرات کی سپاہ چھوڑی حسام الدین کو اس لئے
کہ وہ آیندہ سلطنت حاصل کرنے کے لئے کوشش نہ کرے اوسکو ضلع سلطانپور میں قصبہ
دہورن دیدیا۔ باوجود اس انتظام کے سال آیندہ میں آسیر مین اندرونی فساد برپا ہوئے مگر سلطان
نے اپنے بیٹے کو آسیر میں بھیجکر عمدہ انتظام کر دیا اور عادل خان کو اپنی حکومت پر مستقل کرادیا+

۹۱۶ھ ۱۵۰۹ مین سلطان سکندر خان لودی نے محبت و اخلاص کے سبب سے کچھ تحفے و سوغات
سلطان محمود کے لئے بھیجے اس سے پہلے کبھی سلطان دہلی نے شاہ گجرات کے واسطے تحفے
نہیں بھیجے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کے بادشاہ نے گجرات کی بادشاہی کو تسلیم کر لیا

سلطان محمود نے پیش خانہ دکن کی جانب روانہ کیا تین منزل چلا تھا کہ احمد نظام الملک بحری جنیر کی طرف بھاگ گیا۔ دولت آباد کے آدمیون نے سلطان کو پیش کش دی سلطان نے ایک جنبش مین دو کام کر کے محمد آباد چنپانیر میں معاودت کی۔

سلاطین بہمنیہ کے بزرگ غلامون اور نوکرون نے اپنے ولی نعمتون سے مخالفت کی اور سروری کا دعویٰ کیا تہا سلطان کو بھی یہ حالت دیکھ کر اپنے امرا کی طرف سے خوف پیدا ہوا۔ ۹۰۶ھ ۱۵۰۰ء احمد آباد مین تشریف لایا۔ تدبیر و حکمت سے اونمیں سے جو صاحب اقتدار اور صاحب داعیہ تھے معزول و مقتول کیا اور ایک اور جماعت کو اونکی جگہ مقرر کیا۔ تاکہ وہ اوسسے اور اوسکی اولاد سے بغاوت نہ کرین +

۹۱۳ھ ۱۵۰۷ء مین سلطان بڑے شوق سے محمد آباد مین گیا وہان دو تین مہینے نہ گذرے تھے کہ یہ خبر آئی کہ اس سال کفار فرنگ (پرتگیز) کے ساحل پر ہجوم کر کے قلعے بنانا اور متوطن ہونا چاہتے ہیں سلطان روم انکا دشمن تہا۔ اوسنے یہ خبر سُنکر بہت سے جہاز ساحل ہند کی طرف غزا کی غرض سے بھیجے ہیں۔ اُنمین سے چند رومی جہاز بنادر گجرات مین آئے ہین سلطان محمود بھی درپے غزا ہوا اور دمن اور مہائم کی طرف روانہ ہوا جب خطہ دمن میں آیا تو اوسنے اپنے غلام خاص ایاز سلطانی کو کہ امیر الامرا و سپہ سالار تھا بندر دیپ (دیو) میں چند جہازون کے ساتھ روانہ کیا جو آلات قتال اور جوانمردوں سے بھرے ہوئے تھے۔ کہ پرتگیزون کو دفع کرین۔ دس رومی بزرگ جہاز کہ خوانکار روم کی جانب سے غزا کے لئے دئے گئے تھے وہ ایاز کے ساتھ ہمراہ ہوئے ــ ایاز نے بندر چیول تک جا کر عیسائیوں سے مقابلہ کیا اور فرنگیون کا ایک بزرگ جہاز جو ایک کروڑ روپیہ کا تہا سلمانون نے توپوں سے شکستہ کر دیا سو وہ دریا میں غرق ہو گیا۔ ایاز نے ظفر پائی اور فرنگی بہت کشتہ ہوئے۔ لڑائیوں میں رومیوں کے چار سو آدمی اور فرنگیون کے قریب دو تین ہزار کے مارے گئے۔ رومیوں کے بیڑے کا سردار امیر حسین تھا جسکو بعض امیر ہاشم بھی لکھتے ہیں۔ اس جنگ کا حال پرتگیزی

کہتا ہے کہ سلطان محمود کا جسم ضعیف و نازک تھا مگر ابتداء عمر سے آخر وفات تک ایام سفر میں ور وز نبرد میں بھاری جوشن آہنی پہنتا تھا کہ جسکے لئے پیل تن آدمی چاہئے ترکش میں تین سو ساٹھ تیر رکھ کر کمر میں باندھتا تھا۔ شمشیر و نیزہ کو اوسکا ضمیمہ کرتا تھا +

ذکر سلطنت مظفر شاہ بن سلطان محمود گجراتی

جب سلطان محمود نے تنگنائے جسمانی سے وسعت آباد روحانی میں خرام کیا تو شاہزادہ مظفر نے تخت پر جلوس کیا وہ ۲۰ شعبان ۸۷۵ھ کو پیدا ہوا تھا اور اکتالیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ اوسنے اپنے دو وزیر ملک خوش قدم اور ملک رشید مقرر کئے۔ شوال سال مذکور میں یادگار بیگ قزل باش ایلچی شاہ اسمعیل نواحی محمد آباد میں عراق سے آیا۔ سب امیر وزیر اوسکے استقبال کو گئے محمود شاہ کے لئے جو تحفے یادگار بیگ لایا تہا وہ سلطان مظفر کی نذر کئے۔ سلطان نے یادگار بیگ اور سب قزلباشوں کو خلعت بادشاہانہ انعام دیئے سرائے خاص اونکی سکونت کے واسطے مقرر کی۔ چند روز بعد سلطان محمد آباد سے بڑودہ میں آیا اور اوسکا نام دولت آباد بدلا (مگر اس نام کا رواج نہ ہوا) کہ اس اثناء میں خبر پہنچی کہ صاحب خان ولد سلطان ناصر الدین جو خواجہ جہان خواجہ سرا کی دستیاری سے سلطان محمود پر غدر مچا کے منڈو پر متصرف ہوا تہا اور سلطان محمود اپنا خطاب کہا تہا اور اکثر امرا کو اپنے ساتھ متفق کیا تہا (یہ حال تاریخ مالوہ میں پڑہو) وہ بہائی کے خوف سے منڈو سے بہاگ کر بڑودہ کی نواح میں آیا ہے۔ سلطان نے اوسکی دلجوئی و مہانداری خاطر خواہ کی سلطان محمود آباد میں آیا۔ اور قیصر خان کو قصبہ دہود میں بہیجا کہ وہ سلطان محمود خلجی اور مملکت مالوہ کی احوال اور امرا کی اوضاع کی خبر لائے۔ برسات آگئی آدمی جابجا بیٹھ گئے۔ ایکدن صاحب خان نے سلطان کو پیغام بہیجا کہ فقیر کو آئے ہوئے ایک مدت گذر گئی میں اپنی مہم کو اصلا روبراہ نہیں دیکھتا سلطان نے فرمایا کہ انشاء اللہ برسات کے بعد نصف ولایت مالوہ طوعاً و کرہاً سلطان محمود کے تصرف سے نکال کر تجہے دلادونگا۔ مگر صاحب خان صاحب اقبال نہ تہا حسب اتفاق وہ اور یادگار بیگ قزل باش [illegible]

اس سال کے آخر میں سلطان نے اپنے ملک کا دورہ کیا۔ پہلے نہروالہ پٹن میں گیا علما و صلحا و
فقرا کو انعام دیکر خوش دل کیا اور اپنے آنے کی غرض یہ بتلائی کہ مین تمسے آخری ملاقات
کرنے آیا ہون شاید اجل دوبارہ ملاقات نہ کرنے دے۔ اُنہیں سے ہر ایک نے اپنی طرز خاص
کے ساتھ دعا دی پھر یہان مزارات کی زیارت کی۔ احمد آباد میں گیا۔ شیخ احمد گیسو دراز کی
درگاہ کی زیارت کی محمد آباد چنپانیر میں آیا۔ یہان سخت بیمار ہوا شاہزادہ مظفر کو بڑودہ سے
طلب کیا۔ اور نصائح دلپذیر کین۔ چار روز کے بعد اپنے مین آثار صحت نمودار دیکھے تو شاہزادہ کو
بڑودہ رخصت کیا۔ پھر چند روز بعد مرض نے عود کیا۔ اور نہایت ضعیف و نزار ہو گیا۔ شاہزادہ
مظفر خان کو پھر طلب کیا۔ اس میں فرحت الملک نے عرض کیا کہ شاہ اسمٰعیل بادشاہ ایران نے
یادگار بیگ قزلباش کو بطریق رسالت بھیجا ہے۔ اور بہت نفیس تحفے ارسال کئے ہیں تو اوسنے
کہا کہ خداتعالیٰ مجھے قزلباش کا منہ نہ دکھلائے کہ وہ اصحاب ثلاثہ پر تبرا کرتے ہیں غرض یہی ہوا
کہ یادگار بیگ کے آنے سے پہلے اوسنے دوشنبہ دوم رمضان ۹۱۷ھ ۱۵۱۱ کو سفر آخرت کیا ۶۹ برس
۱۱ ماہ عمر ہوئی۔ اس میں ۵۵ سال ایک ماہ دو روز سلطنت کی۔ منا شیر میں اوسکو خدایگان
حلیم لکھتے ہیں اور اوسکو محمود بیکرہ کہتے جس کی وجہ تسمیہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ بیکرا ایسی
گائے کو کہتے ہیں کہ جسکے سینگ اوپر کی طرف مڑے ہوئے اور حلقہ کئے ہوئے ہوں
محمود شاہ کی مونچھیں اس شکل کی تھیں اسلئے اوسکو بیکرہ کہتے تھے۔ شاہ جمال الدین حسینی
اوسکی وجہ تسمیہ یہ بتلاتا ہے کہ دو نامی قلعے ایک گرنال دوسرا چنپانیر محمود شاہ نے تسخیر
کئے اسلئے وہ بیگرہ یعنے صاحب دو قلعہ تھا۔ بی دو کو اور گرا قلعہ کو کہتے ہیں۔ یہہ وجہ
قریب القیاس ہے+

یہ بادشاہ شجاعت و سخاوت و مہربانی و بردباری کمال رکھتا تھا حیا و ادب و
عقل و فراست میں غایت پر پہنچا ہوا تھا۔ راست گو ایسا تھا کہ اپنے قول کے خلاف کام
نہیں کرتا تھا بغایت متشرع و خدا ترس تھا۔ تیر خوب لگاتا تھا شکار کا شوق تھا۔ غایت حیا سے
خلوت میں بھی نامحرموں سے پاؤں چھپاتا تھا۔ گالی کبھی نہیں دیتا تھا حسب طبقات محمود شاہی

یہان کے آدمیون نے اوس سے امان مانگی اونکو امان دی قوام الملک و اختیار الملک بن عماد الملک کو
اہل دہار کی حراست کے لئے پہلے روانہ کیا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ سلطان محمود خلجی اُن امرائے
چندیری کے دفع کرنے کے لئے نکلا ہے جو اسپر چڑھ آئے تھے تو سلطان مظفر نے اپنے امرا
واپس بلالئے اور اوس نے فرمایا کہ اس یورش کی اصلی غرض یہ تھی کہ پوربیہ راجپوت برطرف کئے جائیں
اور سلطان محمود اور صاحب خان کے درمیان ملک تقسیم کیا جائے۔ اب سلطان محمود چندیری کے
امرا کے دفع کرنے کے لئے گیا ہے اور ظالم رجپوتونکو اپنے ہمراہ لے گیا ہے ایسے وقت مین اوسکے
ملک مین آنا آئین مروت و مردانگی سے دور معلوم ہوتا ہے سلطان خود شکار کو گیا اور قوام الملک
لشکر کی حراست سپرد کی۔ دو ہزار سوار اور ڈیڑہ سو ہاتھی لیکر دہار مین آیا۔ یہان شیخ عبد اللہ چنگال
و شیخ کمال الدین مالوہی کے مزار کی زیارت کو گیا۔ منقول ہے کہ شیخ عبد اللہ راجہ بہوج پاندے کے
زمانہ مین راجہ کی وزارت کرتا تہا اور برج اسکا نام تہا وہ کسی تقریب سے مسلمان ہوا۔ اور کمال ریاضت
و مجاہدت سے کمالات نفسانی کو پہنچا۔ نظام الملک لاورہ سے نعلچہ کو جاتا تہا کہ پوربیہ رجپوتوں کی ایک
جماعت نے اوسکی مزاحمت کی مگر اوس نے اونکو ہٹا دیا۔ ایک اور معاملہ پیش آگیا کہ یہ لڑائی آگے نہ بڑھی
سلطان نے نظام الملک کو محمد آباد مین بہیجدیا۔ ان دنون مین بھیم رائے راجہ ایدر فوت ہوا اور اوسکا
بیٹا راجہ بہارمل اوسکا جانشین ہوا جسکو راناسنگا چیتوڑ نے تخت سے اُتار کر اپنے داماد رائے مل بن
سوجمل کو راجہ بنایا۔ بہارمل سلطان سے ملتجی ہوا۔ سلطان نے غرہ شوال ۹۲۱ھ (1515) کو نظام الملک کو
مقرر کیا کہ ولایت ایدر کو رائےمل کے تصرف سے نکال کر بہارمل کو تفویض کرے۔ خود احمد نگر کو
چلا گیا۔ پٹن کی سیر کرکے پہر لشکر مین چلا آیا۔ نظام الملک نے ایدر کو لیکر بہارمل کے سپرد کیا۔ رائےمل
کوہ بیجانگر (بیسل نگر) میں چلا گیا۔ نظام الملک نے یہان آنکر جنگ کی طرفین کے آدمی بہت
مارے گئے۔ جب سلطان مظفر کو یہ خبر پہنچی تو اوس نے حکم بھیجا کہ جب ولایت ایدر تصرف
مین آگئی تہی تو بیجانگر میں جانا اور لڑنا لشکر کو بے سبب ضایع کرنا تہا۔ اسلئے مناسب ہے کہ
وہ جلد مراجعت کرے۔ جب نظام الملک حکم کے بموجب احمد نگر میں آیا۔ اوسکو یہان حاکم مقرر

کہ جنگ پر نوبت پہونچی - یادگار بیگ کی منزل غارت ہوئی قزلباشون نے تیروکمان ہاتہہ میں لیکر اوسکے چند آدمیوں کو مار ڈالا لشکر گجرات میں یہ شہرت ہوگئی کہ ترکمانون نے صاحب خان کو پکڑ لیا یہ شہزادہ مالوہ اس واقعہ کی خجلت کے سبب سے سلطان مظفر کی اجازت بغیر آسیر کو چلا گیا اس کا حال تاریخ مالوہ مین تحریر ہوگا -

صاحب خان کے جانے کے بعد سلطان پاس پوربیہ رجپوتوں کے غلبہ کی اور سلطان محمود خلجی کی مغلوبی کی خبر آئی - اس واقعہ کے سبب سے سلطان کو دہرہ گیا کہ مالوہ کی مہم کا انصرام کرے اس اثنا میں سُنا کہ ملک عین الملک حاکم پٹن اپنی جمعیت سمیت سلطان کی ملازمت کے لئے آتا تہا کہ اُسکو راہ مین خبر لگی کہ ایدر کے راجہ بہیم نے فرصت کو غنیمت جانکر سابرمتی کے حدود تک لوٹ مچا دی اسلئے عین الملک ان حدود مین آیا کہ راجہ کی گوشمالی کرکے سلطان کی خدمت میں جاے - راجہ اوس سے مقابلہ ومقاتلہ کے ساتہہ پیش آیا - دونو کے لشکرون مین سخت لڑائی ہوئی اور عبدالکریم ایک سردار مع دوسو آدمیونکے مارا گیا - ہاتہی جو اوسکے ساتہہ تہا اوسکے ٹکڑے اڑائے جب عین الملک نے یہ حال دیکہا تو وہ میدان معرکہ سے بہاگ گیا - مظفر شاہ ایدر کی طرف متوجہ ہوا - مہراسہ میں پہونچکر اوسنے ملک کے تاخت وتاراج کے لئے آدمی بہیجے - راجہ ایدر نے قلعہ ایدر کو خالی کیا اور کوہ بیجانگر (بیسل نگر) میں جا چہپا - جب مظفر ایدر میں آیا تو دس رجپوتوں نے مقابلہ کیا اور جان گنوائی سلطان نے یہاں عمارت وبتخانہ ودرخت وباغ کا نشان نہ چہوڑا - راجہ ایدر نے عاجز ہوکر مدنی برہمن کو سلطان کی خدمت مین بہیجا اور معذرت کی کہ ملک عین الملک میرے ساتہہ کمال عناد رکہتا تہا اس ولایت کو اوسنے تاراج کیا - مجہسے از روئے اضطرار یہ حرکت وقوع میں آئی - اگر بندہ کی جانب سے تقصیر کی ابتدا ہوتی تو میں غضب سلطانی کا مستحق ہوتا - اب مین مبلغ بیس لاکہہ ٹنکہ اور سو راس اسپ بطریق پیشکش وکلا رعالی کو سپرد کرتا ہوں سلطان مظفر نے اس سبب سے عذر قبول کرلیا کہ تسخیر مالوہ کی مہم پیش نہاد تہی - اوسنے یہ روپیہ اور گہوڑے عین الملک کو دئے کہ وہ لشکر کا سامان کرے اور موضع کودہرے سے شاہزادہ سکندر خان کو محمد آباد کی حکومت کے لئے رخصت کیا - قیصر خان کو موضع دیولہ کے قبضہ کے لئے حکم دیا - وہ سلطان محمود خلجی کے تصرف میں تہا - پہر سلطان دہار مین آیا -

بیس روز گذر گئے تو معلوم ہوا مید نی رائے نے چند فیل اور بہت سا نذر رانا سنگا کو دیکر اوسکو اپنی
کمک کے لئے بلایا ہے سلطان مظفر نے عادل خان فاروقی حاکم آسیر و برہانپور کو جو دو تین روز
ہوئے کہ قوی لشکر کے ساتھہ سلطان کے لشکر میں آیا تھا سپاہ کا سردار بنا کے قوام الملک کو
اوس کے ہمراہ کیا اور رانا سنگا سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ خود قلعہ منڈو پر برابر چار روز
رات دن حملہ کیا اور اہل قلعہ کو ذرا آرام نہ لینے دیا پانچوین شب کو لڑائی موقوف کی
اہل قلعہ کو غفلت میں ڈالا۔ آدہی رات کو ایک جماعت حصار کے نیچے گئی اہل حصار سوتے تھے اونے
قلعہ کے کنگروں پر نردبانین لگا کر دروازہ کے محافظوں کو قتل کیا اور دروازہ کو کھولا پہر ساری
فوج قلعہ مین داخل ہوئی۔ راجپوتوں کو اوسوقت خبر ہوئی کہ کچہہ اختیار ہاتھہ میں باقی نہ تھا۔
اونہوں نے اپنے قدیم قاعدہ کے موافق جوہر کی رسم کی یعنی معیت اسباب و عورتوں بچوں کو
آگ میں جلایا سلطان مظفر نے صبح ہونے کے وقت تک ۱۴ صفر سنہ ۹۲۴ھ کو انیس ہزار راجپوتوں کو
قتل کیا۔ اور اونکے فرزندوں کو اسیر کیا جب سلطان مظفر کو رجپوتوں کے قتل سے فرصت
ہوئی تو سلطان محمود نے آکر سلطان کو فتح کی مبارکباد دی اور پوچھا کہ بندہ کے لئے کیا حکم
ہے سلطان مظفر نے از رو مروت کے کہ کمتر بادشاہوں سے وقوع میں آئی ہے سلطان محمود کو دلاسا دیا
اور کہا کہ یہ ساری مشقت اسلئے اوٹھائی گئی کہ تجھکو حکومت دلاؤں اب منڈو کی بادشاہی اور مملکت
مالوہ خدا تجھکو مبارک کرے یہ سلطان یہاں سے چلکر جب رانا سنگا کی جنگ پر متوجہ ہوا اس اثنا میں منڈو
سے ایک نامی زخمی رجپوت نے بھاگ کر سلطان مظفر کی قتل عام کی بابت رانا سنگا سے عرض
کی اور اوسی وقت مر گیا۔ اسسے رانا کا رنگ زرد ہوگیا وہ بادشاہ کی خبر اس طرف کے آنے کی سنکر
سراسیمہ چتوڑ کو روانہ ہوا۔ عادل خان اسکے پیچھے جاتا اسکے پس ماندوں کے قتل و غارت میں تقصیر
نہیں کرتا۔ وہ رانا کو پکڑنے نہ پایا تہا کہ سلطان مظفر نے اسے واپس بلا لیا سلطان محمود نے سلطان مظفر
کو منڈو میں بلاکر بڑی دہوم دہام سے ضیافت کی اور پیشکش سلطان اور شاہزادہ کو دی سلطان
مظفر نے سلطان محمود کو رخصت کیا اور اوسکی کمک کے لئے آصف خان کو دو ہزار سپاہ کے ساتھہ
[illegible] السلطنت کو روانہ ہوا سلطان مظفر چند روز محمد آباد چانپانیر میں ٹھہرا [illegible]

ایدر کی طرف متوجہ ہوا۔
٩٢٣ھ ١٥١٧ء میں میدنی رائے مل آیا۔ ظہیر الملک اوسکے مقابلہ میں آیا۔ مگر وہ ستائیس آدمیوں کے
ساتھ مارا گیا جب یہ خبر سلطان کو ہوئی تو اوسنے نصرت الملک کو حکم بھیجا کہ بیجانگر کو کہ
مفسدون کی پناہ اور متمردونکی ماواہے تاخت کرے۔ اسی سال میں بھیلسہ سے شیخ چاند
اور مولی ہیشور کے قاضی حبیب اللہ پوربیہ راجپوتوں کے ظلم سے بھاگ کر سلطان کی خدمت
میں آئے۔ چند روز بعد داروغہ دہور کی عرضی آئی کہ پوربیہ راجپوتون کے استیلا سے سلطان محمود
خلجی متوہم ہوکر منڈو سے بھاگ گئے اور یہاں سرحد گجرات پر آیا ہے۔ سلطان نے یہ خبر سنکر
قیصر خاں کے ہاتھ بارگاہ سرخ اور چیزیں جو بادشاہوں کے ساتھ مخصوص ہیں شاہ مالوہ
پاس بھیجیں اور خود بھی موضع دیوالہ میں آکر اوسسے ملاقات کی۔ مظفر نے اوسکی دلجوئی کی اور
خود لشکر لیکر مالوہ پر متوجہ ہوا جب میدنی رائے کو سلطان مظفر کے آنے کی خبر ہوئی تو
اوسنے بھیورائے کو راجپوتوں کی جماعت کے ساتھ قلعہ منڈو میں چھوڑا اور خود دس ہزار
راجپوت سوار اور فیلان محمود لیکر دہار کی طرف متوجہ ہوا۔ یہاں سے راناسنگا پاس گیا کہ اوس کو
اپنی مدد کے لیے لائے۔ سلطان مظفر نے قلعہ منڈو کا محاصرہ کیا۔ راجپوتوں سے لڑائیاں
ہوئیں جنمیں سلطان کا پلہ بھاری رہا میدنی رائے ایک خط اپنے بیٹے بھیورائے کو لکھا کہ
میں راناکے پاس گیا تھا وہ کل ولایت مارواڑ کے راجپوتوں کو جمع کرکے کومک کو آئیگا تو
ایک مہینہ تک سلطان مظفر کو باتوں میں لگا رکھے بھیورائے نے یہ مکر کیا کہ ایلچیوں کو سلطان
پاس بھیجکر پیغام دیا کہ ایک مدت سے قلعہ منڈو راجپوتوں کے تصرف میں ہے اور اونکے اہل و عیال
قلعہ میں ہیں اگر سلطان ایک منزل پر سے ہٹ جائے تو ایک مہینہ کے عرصہ میں اہل و عیال کو
نکال کر میں قلعہ کو خالی کرکے آپکے حوالہ کر دونگا۔ اور خود آکر دولتخواہوں کے زمرہ میں
داخل ہونگا سلطان مظفر اگرچہ جانتا تھا کہ یہ جماعت کمک کا انتظام کر رہی ہے لیکن سلطان محمود
کے متعلقین و فرزند قلعہ میں تھے اس ضرورت کے سبب سے اوسکی ملتمس کو قبول کرکے اپنے قرار سے
تین کروہ دو میل پیچھے اس امید پر چلا گیا کہ شاید

اوسکے سپاہی احمدآباد میں اپنے گہروں میں چلے گئے تہے تہوڑے سے مبارز الملک پاس رہے تہے
اس سبب سے وہ مشوش تہا۔ رانا سنگا نے یہاں کے سب حالات معلوم کئے اور ایدر کی طرف متوجہ ہوا
مبارز الملک اوس سے لڑنے آیا۔ مگر پہلے اس سے کہ لشکر آپسمیں ایک دوسرے کے مقابل ہوں وہ پہر کر
ایدر میں آیا۔ سرداروں نے کہا کہ قلت دوست وکثرت دشمن سب پر عیاں ہوگئی مناسب
ہے کہ احمدنگر کے قلعہ میں جب تک متحصن ہوں کہ کمک آئے یہ قرار دیکر مبارز الملک کو خواہ مخواہ ہمراہ لیکر
قلعہ احمدنگر میں لے گئے دوسرے روز رانا سنگا ایدر میں آیا۔ مبارز الملک کا حال پوچہا قوم گراسیے
آدمی گجرات سے قوام الملک کے خوف سے بہاگ کر رانا سنگا سے ملے تہے۔ اونہوں نے کہا کہ مبارز الملک ایسا
مرد نہیں ہے کہ بہاگے۔ امرا اوسکو زبردستی احمدنگر میں لے گئے ہیں اور کمک کا انتظار کرتے
ہیں۔ رانا جلد احمدنگر میں آیا تو اس بادفروش نے کہ مبارز الملک سے رانا کی تعریف کی تہی
کہا کہ رانا بہت لشکر لیکر آیا ہے حیف ہی کہ تم جیسے جوانمرد بیفائدہ کشتہ ہوں مناسب ہے کہ
قلعہ (احمدآباد) میں متحصن ہو۔ رانا اپنے گہوڑے کو قلعہ کے نیچے پانی پلائے گا مبارز الملک نے
کہا کہ یہ محال ہے کہ میرا سکے گہوڑے کو اس دریا کا پانی پینے دوں۔ وہ اتنا لشکر لیکر کہ رانا
کے لشکر کا دسواں حصہ تہا لڑنے کہڑا ہوگیا سخت لڑائی ہوئی۔ اسد خان کہ سردار تہا اکثر
سرداروں سمیت مارا گیا۔ مبارز الملک اور صفدر خان دونو زخمی ہو کر
بہاگے اور احمدآباد میں آئے۔ رانا احمدنگر کو غارت کرکے بدہ نگر میں آیا۔
یہاں کے باشندے اکثر برہمن تہے اس لئے اونکو نہیں لوٹا وہ بیل نگر
میں آیا یہاں کے تہانہ دار حاتم نے مرنے کا قصد کرکے اوس کا
مقابلہ کیا اور مارا گیا۔

رانا نے بیل نگر کو تاخت کرکے چتوڑ کو مراجعت کی سلطان
قوام الملک نے ایک فوج مبارز الملک و صفدر خان کے ہمراہ
کرکے احمدنگر بہیجی اونہوں نے مقتولوں کو خاک کے نیچے سپرد کیا۔ کوکی
اور گراسیے نے نواحی ایدر میں مبارز الملک کو کم جمعیت دیکہکر احمدنگر پر چڑہائی کی

اوسکے ایک ندیم نے عرض کیا کہ جن ایام میں سلطان نے مالوہ کی تسخیر کا ارادہ کیا تھا رائے مل راجہ ایدر کوہ بیجانگر سے نکلا اور اوس نے پٹن کے کچھہ حصہ کو اور قصبہ کلوارہ کو لوٹ لیا اور جب نصرت الملک جنگ کے آہنگ سے ایدر سے باہر آیا اور اوسکی طرف متوجہ ہوا تو وہ بیجانگر کے مغاکوں میں جا چھپا سلطان نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بعد برسات کے رائے مل کا علاج کیا جائیگا۔

۹۲۵ھ ۱۵۱۹ء میں سلطان رائے مل اور اور مفسدوں کی گوشمالی کے ارادہ سے ایدر کی طرف متوجہ ہوا چونکہ رائے مل کا ملا ذ ے و معاد راجہ پال (دیوہ) کا ملک تھا اوسکو برباد کر کر خاک کی برابر کیا۔ چند روز ایدر میں توقف کیا وہاں سے محمد آباد میں آیا۔

چند روز کے بعد خبر پہونچی کہ سلطان محمود خلجی اور آصف خان متفق ہو کر رانا سنگا اور میدنی رائے سے سخت لڑائی لڑے اکثر امرا مالوہ کشتہ ہوئے پسر صفخان بھی ایک جماعت کے ساتھہ قتل ہوا سلطان محمود خلجی زخمی ہو کر دستگیر ہوا۔ رانا سنگا نے اوسکے حال پر مہربانی کر اپنی سپاہ کے ساتھہ منڈو اوسے بھیجدیا سلطان مظفر اس حال کو سن کر ملول ہوا۔ باقی سرداروں میں سے چند گجرات کی فوج کی کمک کے لئے بھیجے۔ اور مکتوب محبت اسلوب سے اوسکو خورسند کیا۔ خود ایدر میں شکار کے لئے گیا اور وہاں عمارات تعمیر کرائیں۔ ایدر کی حکومت مبارز الملک کو حوالہ کی احمد آباد میں قوام الملک کو چھوڑ کر خود چنپانیر میں آیا۔ ایکدن مبارز الملک کی خدمت میں ایک یاد فروش نے کچھہ حال رانا سنگا کی مردی و مردانگی کا مذکور کیا مبارز الملک نے رانا سنگا کو برا کہا اور ایک کتے کا نام رانا سنگا رکھہ ایدر کے دروازہ کے آگے باندہ دیا۔ اس یاد فروش نے یہ قصہ رانا سنگا سے جا کر کہا اوسکو ایسی غیرت آئی کہ وہ ایدر کی طرف آیا اور سروہی تک ملک تاخت و تاراج کیا۔ رانا باگڑ میں آیا یہاں کا راجہ اگرچہ سلطان مظفر کا تابع تھا مگر مضطر ہو کر وہ رانا سے مل گیا رانا ڈونگرپور میں آیا۔ ملک مبارز الملک نے حقیقت حال شاہ کو لکھی۔ وزرائے سلطانی مبارز الملک سے دلوں میں صفائی نہیں رکھتے تھے اونہوں نے سلطان سے کہا کہ مبارز الملک کو یہ کیا لائق تھا کہ اوسنے کتے کا نام رانا سنگا رکھہ کے اوسکو غیرت دلائی اور اب ڈر کر کمک مانگتا ہے سلطان نے کمک نہ بھیجی۔ وہ لشکر ایدر کے ...

ایک جماعت کے ساتھ اور راجہ اگرسین پوربیہ پہاڑ کے پیچھے اس ارادہ سے چھپے ہوئے ہیں کہ آپ پر شبخون ماریں صفدر خان بغیر اسکے کہ ملک ایاز کو خبر کرے دو سو سوار لیکر اس طرف گیا جنگ عظیم واقع ہوئی اور اگرسین زخمی ہوا۔ اسی رجپوت قتل ہوئے اور باقی بھاگ گئے۔ ملک ایاز سلطانی آراستہ لشکر کے ساتھ ملک اشجع الملک و صفدر خان کی کمک کو چلا جب جنگگاہ پر پہنچا تو اوسکو اونکی فتح پر حیرت ہوئی اور بہت اونکی تعریف کی۔ دوسرے روز ملک قوام الدین کی گروہ مفرور کی جستجو کیلئے بھیجا وہ بانسوالہ میں گیا اور کوئی آبادانی کا اثر نہ چھوڑا۔ اگرسین مجروح جا کر سارا حال رانا سے کہا۔ جب ایاز خاص سلطانی مندسور میں آیا تو اوسکا محاصرہ کیا۔ رانا سنگا اپنے تھانہ دار کی کمک کو آیا۔ اور مندسور سے ۱۲ کروہ (۲۴ میل) پر ٹھیرا۔ اور ملک ایاز کو پیغام بھیجا کہ میں ایلچیوں کو سلطان کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور درخواہوں میں داخل ہوتا ہوں۔ تم محاصرہ سے ہاتھ اُٹھاؤ۔ مگر شرائط صلح میں ایسے تکلفات تھے کہ اونکا صورت پزیر ہونا مشکل تھا اسلئے ملک ایاز نے تسخیر قلعہ پر ہمت کی اور نقب یہاں تک بڑھایا کہ آجکل میں وہ تمام ہونے والی تھی اسی اثناء میں سلطان محمود خلجی کے پاس سے شرزہ خاں شروانی آیا اور اوسکا پیغام لایا کہ اگر آپ کو کمک و امداد کی احتیاج ہو تو میں بھی اِن حدود میں چلا آؤں ایاز خاں نے متردد ہو کر اوسکو آنے کی تحریص دی مظفر کے احسان کا سلطان محمود خلجی مرہون تھا وہ سلہدی پوربیہ کو ہمراہ لیکر مندسور میں آ گیا۔ رانا سنگا اوسکے آنے سے سراسیمہ ہوا۔ اوسنے میدنی رائے کو سلہدی کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ مجالست کی رعایت محاسن اخلاق کے لوازم میں سے ہے چاہیے کہ اوسکے حقوق کے ادا سے اپنے تئیں معاف نہ رکھے اور بالفعل صلح کے کرانے میں توجہ کرے سلہدی نے ہرچند سعی کی مگر صلح میسر نہ ہوئی چند روز کے بعد قوام الملک نے اپنے مورچل کو جا کر چاہا کہ قلعہ کے اندر داخل ہو ملک ایاز کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں قوام الملک کے نام پر فتح نہ ہو جائے اسکو جنگ سے باز رکھا۔ امرائے گجرات ملک ایاز کے ارادہ سے آگاہ ہو کر اوس سے آزردہ ہو گئے۔ دوسرے روز مبارز الملک اور چند اور سردار ملک ایاز کی اجازت بغیر

مبارز الملک نے قلعہ سے نکل کر کسیقدر ہمی اونکے ارشاد اعلی اور احمد نگرمیں مراجعت کی ساتھ نگر ویران ہو گیا تھا اسلئے غلہ اور مایحتاج محنت سے ہاتھ لگتا تھا وہ قصبہ ربیح میں آگئے۔ سلطان نے یہ خبر سنکر عماد الملک قیصر خان کو بہت سے لشکر اور ایک سو ہاتھیوں کے ساتھ رانا سنگا کے دفع کرنے کے لئے بہیجا عماد الملک قیصر خان احمد آباد میں آئے اور قوام الملک کے ساتھ سیرکیج میں گئے رانا سنگا کی مراجعت کا حال سلطان کو لکھا اور اُس سے درخواست جیتوڑ میں جانے کی کی سلطان نے جواب لکھا کہ برسات گذرنے کے بعد میں جیتوڑ کی عزیمت کرونگا اور رانا سنگا کی گوشمالی کرونگا اس اثنا میں ایاز سلطانی کہ سلطان کے باپ کے غلاموں میں تھا اور بلاد بندر سورت اور سمندر کے کنارہ پر بالکل اقطاع رکھتا تھا تیس ہزار سوار و پیادے اور آتش بازی بہت سی لیکر سلطان کی خدمت میں آیا اور اوسنے معروض کیا کہ سلطان کا جلال ایسا رفیع ہے کہ رانا سنگا کی گوشمالی اور تادیب کے خود حضرت متوجہ ہوں ہم جیسے بندوں کی تربیت اسلئے ہوتی ہے کہ اگر اس قسم کے کام پیش آئیں تو شاہ کو تصدیع نہ کرنی پڑے۔ بادشاہ نے کچھہ جواب نہ دیا ۹۲۴ھ ۱۵۲۰ میں احمد نگر گیا جب لشکر جمع ہوا تو ملک ایاز نے پھر رانا سنگا کی گوشمالی کی درخواست کی سلطان نے ایک لاکھہ سوار و سو ہاتھی اوسکے ہمراہ کئے اور رانا کی تادیب کے لئے رخصت کیا جب ملک ایاز اور قوام الملک منزل مہراسہ میں آئے تو سلطان نے کمال حزم و نہایت دور اندیشی سے تاج خان و نظام الملک شلکمی کے ساتھ بیس ہزار سوار ان حدود میں بھیجدے۔ ملک ایاز نے ایک عریضہ بھیجا کہ رانا سنگا کے تادیب کے لئے اتنے امراء معتبر کا بھیجنا میرے اعتبار اور افتخار کا سبب ہے۔ مگر اسقدر فوج اور ہاتھیوں کی ضرورت نہیں ہے - یہ بندہ باقبال خداوند اس خدمت کو پسندیدہ طور پر بجا لائیگا۔ اکثر ہاتھیوں کو واپس بھیجدیا صفدر خان کو لکھا کوٹ کے رجپوتوں کو لوٹنے کے لئے بھیجا صفدر خان اس موضع میں جو نہایت قلب جا تھی گیا۔ بہت راجپوت قتل کئے اور بقیۃ السیف کو بردہ بنایا سلک ایاز نے آن ملا۔ ملک ایاز نے یہاں سے چلکر ڈونگرپور اور بانسوالہ کو جلا کر خاک کی برابر کیا۔ اور جیتوڑ کی طرف متوجہ ہوا۔ اتفاقاً ملک شجع الملک اور صفدر خان کو ایک شخص نے اطلاع دی کہ اودے سنگہ جو راجہ بال ہے رانا سنگا کی اجرت تمر

سمجھے اور پیشکش لایق دیگر سلطان پاس بھیجو کہ غضب سلطانی کی صورت سے وہانکی متوطن محفوظ رہیں
محرم ۹۲۳؁ھ ۱۵۱۶؁ع میں سلطان مظفر چنپا نیر سے احمد آباد میں آیا کہ لشکر کا سامان درست کرکے
چتوڑ کو جائے۔ اس اثنا میں خبر آئی کہ رانا سنگا کا بیٹا بہت پیشکش لیکر سلطان کی خدمت میں آیا
جب بیٹے نے پیشکش پیش کیں تو سلطان نے باپ کی تقصیر معاف کردی اور بیٹے کو خلعت دیا
لشکر کشی کی عزیمت کو فسخ کیا۔
اس سال میں ملک ایاز مر گیا سلطان مظفر کو سخت افسوس ہوا اوسکی جاگیر اوسکے بیٹے کو
دیدی۔ سنہ ۹۳۰؁ھ ۱۵۲۴؁ع میں سلطان نے چنپا نیر کے مفسدوں کی گوشمالی کیلئے کوچ کیا حصار مہرو سہ کو
از سر نو تعمیر کیا۔ اور احمد آباد چلا گیا +
عالم خان بن سکندر خان لودہی فرمان روای دہلی نے عرض کیا کہ بادشاہ ابراہیم بن سکندر شاہ نے
امرای بزرگ کو قتل کیا بقیۃ السیف خطوط و عرایض بھیجکر بندہ کو بلاتے ہیں فقیر مدتوں سے
اس امید میں آپکے خاندان کی خدمت کر رہا ہے کہ اپنے مقصد پر پہنچوں اب اس کا وقت آیا ہے
کہ میرا نصیبہ چمک جائے۔ اب آپ ایسی عنایت کیجے کہ ملک موروثی بندہ کو ہاتھ لگ جائے سلطان مظفر
نے ایک جماعت اور زر نقد دیکر اوسکو رخصت کیا وہ ابراہیم شاہ دہلی سے لڑنے گیا جسکا بیان
شاہان دہلی کی تاریخ میں ہوا۔
سنہ ۹۳۱؁ھ ۱۵۲۴؁ع میں سلطان ایدر کو گیا۔ اثناء راہ میں شاہزادہ بہادر خان نے قلت دخل و کثرت
خرچ کی شکایت کی بڑے بھائی شاہزادہ سکندر کی برابر اوسنے مواجب و علوفہ کی درخواست
کی سلطان نے اوسکو ٹال دیا وہ خفا ہوکر رای سنگھ راجہ پولوہ کے ملک میں چلا گیا۔ اور پہر چتوڑ میں
رانا سنگا پاس آیا۔ دونو جگہ اوسکی بڑی خاطر داری ہوئی۔ پہر وہ اجمیر ہوکر میوات میں گیا۔
حسن خان میواتی نے اوسکی خوب مہمانداری کی۔ یہاں سے وہ دہلی گیا۔ ان دنوں میں بابر بادشاہ
دہلی کی تسخیر کو آیا تھا بادشاہ ابراہیم نے اس شاہزادہ کے آنے کو غنیمت جانا سو مغلوں سے
بہادرانہ لڑا۔ ابراہیم بادشاہ دہلی سے افغان متنفر تھے۔ اونہوں نے یہ ارادہ کیا کہ اوسکو بادشاہ

پھیکر لے آیا۔ ایاز کا مقصود یہ تہا کہ اوسنے جو نقب تیار کی تہی اوسمیں صبح کو آگ لگا کے قلعہ لے لیا جائے اور فتح اوسکے نام ہو اسلئے اسکے اور امرا کے درمیان نفاق پیدا ہوا لیکن سیاست شاہی کا ملاحظہ اتنا تہا کہ ایاز کے بے اجازت کوئی کام نہیں کرسکتے تہے۔ ملک ایاز نے باوجود امرا کی نا اتفاقی کے اپنے لشکر کو مستعد کر کے نقب میں آگ لگائی جب برج پاش پاش ہوا تو ظاہر ہوا کہ راجپوتوں نے صورت واقعہ سے آگاہ ہو کر برج کے محاذی ایک اور دیوار بنائی تہی۔ دوسرے روز رانا سنگا کی طرف سے اونہوں نے آکر یہ پیغام دیا کہ دولت خواہوں کی سلک میں منسلک ہوتا ہوں اور احمدنگر کی لڑائی میں جتنے ہاتھی میرے ہاتھ لگے ہیں اونکو اپنے بیٹے کے ہمراہ سلطان پاس بہیجتا ہوں۔ آپ مجہپر کیوں سخت گیری کر کے بے لطفی کو بڑہاتے ہیں۔ قوام الملک کی مخالفت کے سبب سے ملک ایاز صلح پر راضی ہوگیا اور لوازم صلح کی تمہید میں کوشش کی اور امرا نے اپنی نارضامندی لسّے ظاہر کی سلطان محمود خلجی کی خدمت میں گئے اور اوس کو جنگ پر تحریص کی اور یہ قرار دیا کہ چارشنبہ کو جنگ کریں۔ ملک ایاز کو جب اس سے اطلاع ہوئی تو اوسنے سلطان محمود خلجی پاس آدمی بہیجکر پیغام دیا کہ سلطان مظفر نے لشکر کا اختیار بندہ کو دیا ہے میں رانا سنگا کے ساتھ لڑنے پر راضی نہیں اسلئے ظن غالب یہ ہے کہ نفاق کی شامت سے دامن مقصود پر ہاتھ نہ پہنچے۔ ملک ایاز نے چارشنبہ کی صبح کو جو امرا نے جنگ کے لئے ٹہیرائی تہی کوچ کیا اور رانا سنگا کے ایلچیوں کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ سلطان محمود خلجی نے بھی مندو کے قصد سے کوچ کیا۔ ایاز چنپانیر میں آیا تو سلطان نے اوسکو دیو میں بہیجدیا کہ وہ اپنے آدمیوں کا سامان کرے۔ برسات کے بعد خدمت میں آئے اور یہ امر قرار پایا کہ برسات کے بعد رانا سنگا کی گوشمالی کے لئے خود متوجہ ہو تو ملک ایاز نے اپنے معتمدوں میں سے رانا سنگا کے پاس ایک آدمی بہیجکر یہ پیغام دیا کہ چونکہ ہمارے اور تمہارے درمیان محبت ہوگئی ہے اسلئے ہم کو ایک دوسرے کی نیک اندیشی اور خیر خواہی میں کوشش کرنی لازم ہے چونکہ امرا کا بے نیل مراد پھرنا بادشاہ کی خاطر کو ناگوار گذرا ہے تو اوسنے خود ارادہ کیا ہے کہ آپ کی حدود میں آکر سرکشوں کو گوشمالی

نوکروں کی دلجوئی نہ کی اس سبب سے سب امرا اس سے دلگیر شکستہ خاطر ہوئے خصوصاً عماد الملک حبشی
بہت آزردہ خاطر ہوا وہ سلطان سکندر کے باپ کا غلام تھا اور مظفر شاہ کو بڑا عزیز تھا سلطان سکندر
کے بعض تربیت یافتوں سے ایسی نا ملائم حرکات صادر ہوئیں کہ دفعۃً سپاہ و رعیت کو اسے نفرت ہو گئی
اور زوال دولت انکا خدا سے چاہنے لگے۔ سلطان نے ایک مجلس آراستہ کر کے، اسو گھوڑے
اور خلعت اعیان مملکت کو انعام دئیے۔ اکثر یہ انعام بے موقع تھا خلائق اور زیادہ متاذی ہوئی
شہزادہ بہادر کے آنے کی خواہاں ہوئی۔ سلطان اپنے کردار و افعال سے پشیمان ہوا اور از
مآل کار کے تفکر میں ترسان و ہراساں ہوا۔ اس اثناء میں معلوم ہوا کہ ندر بار اور سلطان پور
کی نواح میں لطیف خاں بادشاہی کا خیال رکھتا ہے اور وقت کا منتظر ہے اس لئے
سلطان سکندر نے شرزہ خاں کو لطیف خاں کے دفع کرنے کے لئے بھیجا جب وہ ندر بار کی حد میں
آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ملک لطیف سرداروں کی جماعت کے ساتھ کوہستان مولکا ہم جنگل چتوڑ میں
چلا گیا ہے۔ شرزہ خاں بھی اس جنگل میں گیا راجہ چتوڑ جنگل اور قلبی مکان پر اعتماد کر کے جنگ کے
ساتھ پیش آیا شیرزہ خاں اور اوسکے سرداروں کو مار ڈالا۔ فرار کی راہ مسدود تھی۔ راجپوتوں نے
پیچھے سے آن کر ستر سو آدمیوں کو مار ڈالا۔ اہل گجرات شکست کو زوال سکندر کی فال سمجھے
سلطان سکندر نے قیصر خان کو اس جماعت کی تادیب کے لئے بہت سا لشکر دیکر بھیجا اس حال میں
امراے مظفری نے کہ شرارت سے موصوف تھے عماد الملک شاہی سے کہا کہ شاہ سکندر تیرا
مارنا چاہتا ہے ہمیں تیرے ساتھ اخلاص ہے اسلئے ہم نے تجھکو مطلع کر دیا ہے۔ عماد الملک نے
اسکا یقین کر لیا اور سلطان کی جان کے درپے ہوا۔ چنانچہ ایک دن شاہ سکندر سوار جاتا تھا
کہ عماد الملک اپنی سپاہ مکمل کر کے سکندر کے مارنے کے قصد سے لے گیا مگر کامیاب ہوا۔ ایک شخص
نے شاہ سکندر سے جب یہ حال کہا تو وہ مغموم ہوا۔ مگر اس سادہ لوح نے جواب میں کہا کہ خلائق
چاہتی ہے کہ میں امراء و غلامان شاہی کو آزار پہنچاؤں عماد الملک بندہ ہے موروثی مجھ سے ہی
کیونکر وہ اس امر قبیح کو اختیار کریگا۔ بہادر خاں کے آنے کی خبر سننے سے بھی وہ پریشان تھا
[illegible]

سد بمروشیں کرکے خود جونپور چلا گیا جب یہ خبر سلطان مظفر کو پہنچی کہ شہزادہ دہلی میں گیا ہی اور بابر بادشاہ مغلوں کی فوج لیکر حدود دہلی میں آتا ہے تو وہ بیٹے کی مفارقت سے نہایت مغموم ہوا تو خداوند کو حکم دیا کہ بہادر خان کو لائے۔ انہیں دنوں میں گجرات میں قحط عظیم پڑا۔ اور سلطان مریض ہوا۔ اور ہر روز مرض بڑہتا گیا۔ ایک دن سلطان مظفر نے رقت کرکے بہادر خان کو یاد فرمایا ایک شخص نے فرصت پاکر عرض کیا کہ لشکر کے دو فرقے ہوگئے ہیں ایک گروہ شاہزادہ سکندر خان کو چاہتا ہے اور دوسرا لطیف خاں کی طرف مائل ہے۔ سلطان نے کہا کہ شاہزادہ بہادر خان کی بھی خبر آئی یا نہیں عقلمندوں نے اسے یہ گمان کیا کہ وہ بہادر خاں کو اپنا ولیعہد کرنا چاہتا ہے۔ مگر وقت کی ضرورت کے سبب دوم جمادی الاول ۹۳۲ھ میں سکندر خاں کو بلاکر ولیعہد کیا اور بہائیوں کے حق میں اوسکو وصیت کی اور اوسکو رخصت کیا۔ پھر جمعہ کی روز دنیا سے انتقال کیا۔ ۱۴ سال ۹ ماہ سلطنت کی ۵۶ سال کی عمر میں دنیا سے سفر کیا۔ کہتے ہیں سلطان مظفر نہایت متشرع و متورع تہا اور احادیث نبوی کا تتبع کرتا تہا خط نسخ و ثلث و رقاع خوب لکھتا تہا اور ہمیشہ قران مجید لکھکر حرمین الشریفین کو بہیجا کرتا تہا۔ ایران و توران و روم و عربستان کے اکابر و اشراف اُسکے عہد میں گجرات کے اندر آئے۔ اون کے حال پر نوازش کی محمود سیاوش کہ خوشنویسوں میں امتیاز رکھتا تہا شیراز سے گجرات میں آیا۔

ذکر سلطنت شاہ سکندر بن سلطان مظفر شاہ

جب سلطان مظفر کی بیماری کو اشتداد ہوا تو اوسکے بیٹوں سکندر خان و لطیف خان میں مخالفت ہوئی۔ سکندر خان ولیعہد ہوا۔ و عماد الملک و خداوند خاں و فتح خاں سکندر شاہ کے جانبدار ہوئے لطیف خاں ناچار اپنے اقطاع ندربار سلطان پور کو چلا گیا جب شاہ مظفر کو امر ناگزیر پیش آیا تو سکندر شاہ سریر شاہی پر بیٹھا۔ نعش پدر کو سرکہیج میں بہیجا۔ وہ وہاں دفن ہوئی۔ وہ چینپانیر میں آیا تو اوسے معلوم ہوا کہ شیخ جیو ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ سلطنت شاہزادہ بہادر کے ہاتھ میں منتقل ہوگی۔ اوسنے شیخ جی کو بڑے بہوگ سنائے۔ شاہ نے

سکے

گجرات نے سپاہیوں نے متواتر بادشاہ سکندر کے مارے جانے کی اور نصیرخاں کے بادشاہ ہونیکی
خبر دی۔ شاہزادہ چاند خاں و شاہزادہ ابراہیم بن مظفرشاہ کہ رانا کے پاس تھے وہ اس پاس آئے
وہ بھائیوں کی ملاقات سے مسرور ہوا۔ چاند خاں رخصت ہو کر دہلی آیا ابراہیم ہمراہ ہوا۔ تھوڑے
دنوں میں چتوڑ سے گذر ہوا تو اودے سنگہ رائے مال پور (دیوہ) اور بعض سکندر کے متعلقات
مثل ملک سرور و ملک یوسف و لطیف خاں کے اوسکی خدمت میں آئے سلطان بہادر نے
ملک تاج جمال کے ہاتھ فرمان استمالت تاج خان اور اپنے ہوا خواہ امیروں کو بھیجا اور اپنے آنیکی
اطلاع دی۔ تاج خان عماد الملک سے ڈرا ہوا اوندوقہ میں بیٹھا ہوا تھا وہ اپنی قوم اور قبیلہ کی
آراستہ فوج لیکر سلطان بہادر کی خدمت میں آیا اور شاہزادہ لطیف خاں بن سلطان مظفر کو
جو اس پاس تھا مدد خرچ دیکر اپنے پاس سے رخصت کیا اور کہا کہ اب ارث مظفری و محمودی
آگیا تمہارا یہاں رہنا مصلحت نہیں ہے لطیف خان و تا دہو تا فتح خاں پاس کہ سلطان بہادر
کا چچا زاد بھائی تہا ملتجی ہو کر گیا جب سلطان بہادر ڈونگرپور میں آیا تو سید خرم خاں و خزائین
استقبال کو گئے ہر طرف سے امرا اور سردار اس پاس آئے۔ اس خبر کے سننے سے عماد الملک کے
ہوش اڑے۔ لشکر کے جمع کرنے میں اور خزانہ کے خالی کرنے میں کوشش کی اور لشکر کو
آمادہ کر کے اور پچاس ہاتھی عضد الملک کے ہمراہ قصبہ مہرسہ میں بھیجے کہ وہ جا کر خلایق کی آمد
رفت کی راہ کو روکے اور کسی کو بہادر پاس نہ جانے دے جب بہادر قصبہ احمد نگر میں آیا تو
امرائے سکندری کہ جان کے خوف سے بھاگے ہوئے تھے اُس پاس آئے۔ عضد الملک کے آدمی
قصبہ مہروسہ چھوڑ کر بھاگ گئے اور عضد الملک محمد آباد میں اعتماد الملک پاس پہنچا جب شاہزادہ
بہادر قصبہ مہروسہ میں آیا تو تاج خان چتر و امارات شاہی لیکر اُس پاس آیا۔ اور ۲۶ رمضان
سنہ ۹۳۲ھ کو شاہزادہ نہروالہ پٹن میں آیا۔ یہاں سے امارات بادشاہ کا اعلام کر کے احمد آباد
میں آیا۔ عماد الملک نے ایک سال کی تنخواہ سپاہ کو دیکر جنگ پر مستعد کیا لیکن اکثر امرا اعتماد الملک
سے ڈر لیکر سلطان سے مل گئے۔ بہاء الملک و داور الملک جنہوں نے سلطان سکندر کو قتل کیا تھا

وہ دوسرے آدمی کی جگہ ہے کہ مظفر شاہ کے تخت کا وارث بہادر خان ہے - ۱۹ شعبان ۹۳۲ھ امرائے
اتفاق کر کے اوسکو مار ڈالا وہ نو مہینے، ا روز سلطنت کر گیا۔

ذکر شاہی سلطان محمود بن سلطان مظفر گجراتی

جب سکندر شاہ شہید ہوا عماد الملک نے اوسکے چھوٹے بھائی نصیر خان کو حرم سرا سے نکال کر
تخت شاہی پر بٹھایا شاہ محمود خطاب دیا سلطان سکندر کے امرا بیم و ہراس سے بھاگ کر اطراف میں
چلے گئے - یہاں اونکے گھر غارت ہوئے سکندر کی نعش موضع ناموں نواح چنپانیر میں دفن ہوئی -
امرانے بادشاہ کو تہنیت دی عماد الملک نے دستور کے موافق امرا اور اعیان کو خلعت اور ایک سو اہی
خطاب دئے لیکن کسی کا علوفہ و مواجب نہیں زیادہ کیا - ایسی اکثر سلطان بہادر کے آنے کے
منتظر تھے - اور اوسکی طلب میں رسل و رسائل میں سعی کرتے تھے بعضو نکا اس باب میں خداوند خان
و تاج خان اور ون پر سبقت لیگئے تھے - بہادر خاں بھی باپ کے مرنے کی خبر سنتے ہی گجرات کو
دوڑا چلا آتا تھا عماد الملک نے مضطر ہو کر برہان نظام شاہ بحری کو خط کے ساتھ بہت روپیہ بھیجا
اور اوس کو سلطان پور و ندر بار کی سرحد پر بلایا - راجہ پال پور (راجہ پوہ) کو خط بھیجا کہ سرحد محمد آباد
چنپانیر پر آجائے - غایت حزم و دور اندیشی سے بابر بادشاہ کو لکھا - کہ اگر اپنی افواج قاہرہ میں سے
ایک فوج بندر دیو میں بھیجدی جلدی تو ایک کروڑ تنکہ نقد حضور کے خدمتگار و ن کو مد خرچ کے لئے
دونگا - برہان نظام شاہ نے تحفہ تحائف لے لئے اور یوں ہی ٹال ٹولے سنا لئے - راجہ پال پور
بسبب قرب جوار کے لشکر تیار کر کے نواحی چنپانیر میں آگیا - تہانہ دار ڈونگر پور کو عماد الملک کے
اس عریضہ کا حال معلوم ہو گیا تہا جو بابر بادشاہ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا - امرا ء گجرات
کے قاصد دہلی میں شاہزادہ پاس اوسکے بلانے کے لئے پہونچ گئے تھے - اس زمانہ میں باقی ماندہ
افغانان جونپور کی طرف سے بھی بہادر خان کے پاس آدمی لایا تہا کہ اوسکو جونپور لیجا کر وہاں
بادشاہ بنائیں جیسے وہ گجرات اور جونپور کی طرف سے بہادر خان کی طلب میں تقاضا
ہو رہا تھا تو اوسنے کہا کہ میں جنگل میں جا کر اپنے گھوڑے کی باگ چھوڑ دیتا ہوں جس طرف وہ
[illegible]

قلعہ محمد آباد چنپانیر سمجھا جاتا تھا اور وہیں تخت پہ بادشاہوں کا جلوس ہوتا تھا اسلئے ذیقعدہ سنہ ۹۳۲ھ ۱۵۲۶ء کو یہاں بادشاہ نے سر پہ تاج رکھا اور معمولی مراسم جلوس ادا کی گئیں اور غازی خاں کو ندربار اور سلطانپور کی حکومت عنایت ہوئی انہیں ایام میں خبر آئی کہ عضد الدولہ و محافظ خاں کے بہکانے سے شاہزادہ لطیف خان کوہ اس میں نواحی ندربار اور سلطانپور میں آیا ہے اور فتنہ و فساد کا ارادہ رکھتا ہے غازی خاں اوسکی رفع دفع کے لئے مقرر ہوا۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں قحط پڑا ہوشیار الملک خزانچی بہادر شاہ کے ساتھ تھا اوسکو حکم بادشاہ نے دیا کہ جو شخص سوال کرے ایک مظفری اوسکو دیدو اور شہروں میں جا بجا لنگر خانے جاری کئے غرض رعایا کی ترفیہ حال میں کوشش کی کہ بلاد گجرات میں تازہ رونق ہوگئی۔ ابھی مدت نہ گذری تھی کہ ارباب فتنہ نے حرکت کی شجاع الملک بھاگ کر لطیف خان سے ملا سلطان نے الغ خاں کو دولت خواہ جان کر بہت سے لشکر کے ساتھ لطیف خاں کے لئے مقرر کیا وہ ابھی روانہ نہ ہوا تھا کہ دولت خواہوں نے معروض کیا کہ قیصر خاں و الغ خان دونو سلطان سکندر کے قتل میں عماد الملک کے ساتھ شریک تھے اب بھی مخفی طرح سے لطیف خاں کی مدد کرتے ہیں۔ تاج خان نے عرض کیا کہ ان دونو نے لطیف خان کو غیر متعارف راہ سے نادوت میں طلب کیا ہے۔ اور کلام اللہ پر قسم کھا کر کہا کہ اس میں کچھہ خلاف نہیں ہے دوسرے روز قیصر خان اور الغ خان محبوس ہوئے۔ چندروز بعد داور الملک جو بہانہ بنا کے باہر چلا گیا تھا گرفتار ہوا اور ضیاء الملک خواجہ بابو کہ اس جماعت کی مصاحبت سے متہم تھے انکو پابرہنہ دست بستہ دربار عام میں حاضر کیا۔ اہل شہر نے ہجوم کر کے ان کے گھروں کو تاراج کر لیا ضیاء الملک نے گلے میں رسی ڈال کر عجز و زاری کی بانوے پچاس لاکھ ٹنکہ خوں بہا کے دیکر عفو کی درخواست کی۔ غرض ان دونو کی یوں جان بچی اور مملکت فتنہ و فساد کی خاشاک سے پاک ہوئی اور کوئی دغدغہ نہیں رہا۔

سنہ ۹۳۳ھ ۱۵۲۶ء میں سلاحدار خاصہ کی دوہزار آدمیوں کی جماعت جامع مسجد میں دادخواہ آئی کہ ہم کو تنخواہ نہیں ملی ہے اور خطیب کو خطبہ نہ پڑھنے دیا سلطان بہادر باوجودیکہ جانتا تھا کہ ان

اُن کی دل جوئی کی اور تالیف قلوب میں کوشش کی۔ نصیر خاں المخاطب محمود خاں کی سلطنت چار مہینے سے زیادہ نہ ہوئی +

ذکر شاہی سلطان بہادر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی

روز عید رمضان ۹۳۲ھ کو بہادر شاہ نے امرا اور اعیان مملکت کی سعی سے بلدہ احمد آباد میں مسند آبائی پر تکیہ لگایا۔ اوائل شوال میں وہ محمد آباد و چنپانیر کو روانہ ہوا۔ بارش کی ایسی کثرت ہوئی کہ اوسکو راہ میں کئی جگہ ٹھیرنا پڑا۔ سابرمتی ندی کے کنارہ پر ٹھیر کر وہ آب مہندری کے کنارہ پر آیا۔ عماد الملک نے بہادر شاہ کے آنے کی خبر سن کر نواح بڑودہ میں اپنا لشکر پھیلایا کہ بادشاہ کی توجہ کو ہٹائے مگر بادشاہ نے چنپانیر کو سیدھا سفر کیا۔ یہاں تاج خاں نے عماد الملک اور اور سازش کرنے والوں کو گرفتار کر لیا۔ عماد الملک اور اوسکا بیٹا اور سیف خاں اور بعض اور سرکش دار پر کھینچے گئے اور اونکا مال قرق ہوا۔ فتح الملک کو عماد الملک کا خطاب ملا وہ مظفر شاہ کا قدیمی ملازم تھا۔ جب عضد الملک نے اپنے ساتھیوں کا یہ حال دیکھا تو وہ بڑودہ سے بھاگا۔ راہ میں اوسکا تمام مال اسباب کولیوں نے لوٹ لیا۔ شمس الملک اسکے پکڑنیکے لیئے بھیجا گیا! اور محافظ خاں کے پیچھے نظام الملک بھیجا گیا۔ یہ دونو مفرور راے دسنگہ راجہ پولوہ پاس چلے گئے مگر بادشاہ کی سپاہ ایسی اونکے تعاقب میں گئی تھی کہ اوسنے اونکا سب مال اسباب لوٹ لیا۔ غرض جو امرا کہ عماد الملک کے ساتھ سازش میں شریک تھے انمیں سے اکثر پکڑے گئے اُنمیں سے بعض دار پر کھینچے گئے بعض توپوں سے ہوا میں اُڑائے گئے۔ سب کا مال اسباب ضبط ہوا۔ لطیف خاں بن شاہ مظفر کہ عماد الملک اور امرا کی طلب سے ان حدود میں آیا تھا وہ شہر میں آیا۔ چند روز مخفی رہا۔ قیصر خاں اور الغ خاں اور بعض اور امرا نے لطیف خاں پاس پیغام بھیجا کہ اب یہاں زیادہ رہنا نہیں چاہیئے۔ وہ مایوس ہو کر ولایت پال پور میں چلا گیا۔ عضد الملک و محافظ خاں ولایت مونگا یعنی ست وار کو چلے گئے۔ اس ملک کے شمال جنوب میں دریا تاپتی اور نربدا ہیں اور مشرق مغرب میں جمع ہلا اور دے پور اور چول مہیشور۔ اب سلطان بہادر بفراغ خاطر رعیت پروری اور سرانجام لشکر میں

ایک مجمع کثیر کو مسلمان بنایا پرتگیزی مورخ اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ فرنگیوں نے مسلمان ہونے سے انکار کیا اور آخر کو وہ رہا ہو گئے - افسر جہاز کا نام جمیس ڈی ہیکا وائٹ تھا اور سو آدمی جہاز میں تھے - یہ تحقیق ہے کہ یہی افسر چتوڑ کے حملہ میں سلطان کے ساتھہ شریک تھا اور وہی سفیر بنا کے نیونو ڈی کنہا پاس اس سال میں بھیجا گیا تہا کہ بادشاہ کی جان گئی تھی +

جب بہادر اپنی دارالخلافت میں آیا تو میراں محمد شاہ حاکم آسیر خواہرزادہ سلطان بہادر کا نوشتہ آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ نظام شاہ بحری و قاسم ترک بیدری از روے تعدی برار میں داخل ہوئے - علاء الدین عماد شاہ کے ملتجی ہونے کسے میں اوسکی مدد کو گیا اور سخت لڑائی ہوئی فقیر نے ایک جماعت کو اپنے آگے سے ہٹایا - اسی حال میں برہان نظام شاہ بحری نے کمین میں بیٹھا تھا علاء الدین عماد شاہ پر حملہ کر کے شکست دی چھہ یا تین سو ہاتھی فقیر کے لوٹ لئے - اور قلعہ ماہور پر کہ اس بلاد کے اعظم قلعوں میں سے ہے بتعدی وہ متصرف ہوا - اب جو حضور کا فرمان معلی ہو نفاذ بارے میں اسکو اپنی عین بہبود جانوں گا - بہادر شاہ نے جواب میں یہ فرمان صادر کیا کہ سال گذشتہ میں علاء الدین عماد شاہ کا عریضہ آیا تھا - ملک عین الملک حاکم نہروالہ نے حسب الحکم جا کر فریقین میں صلح کرا دی تھی - اب برہان نظام کی طرف سے ابتدا بیشدستی کی ہوئی ہے مظلوم کی اعانت کریم کی ہمت پر فرض اور واجب ہوتی ہے وہ میں کرونگا +

محرم ۹۳۵ھ ۱۵۲۸ء میں ولایت نظام شاہ کی تسخیر میں سلطان مع لشکر گراں متوجہ ہوا قصبہ بڑودہ میں سپاہ کے سامان میں ایک مدت لگی - اواسط سال مذکور میں جام فیروز حاکم ٹھٹہ مغلوں کے استیلا سے جلاء وطن ہو کر سلطان بہادر پاس التجا لایا سلطان نے اوسکی دلجوئی کے لئے دس لاکھہ تنکہ اوسکو خرچ کے دیکر وعدہ کیا کہ انشاءاللہ تعالیٰ تیرا ملک میں روئی مغلوں کے ہاتھہ سے نکال کر تجھے دیدونگا - اس فیاضی سے بہادر شاہ کی شہرت ایسی ہو گئی تھی کہ اسکے درگاہ میں قریب و بعید کی راے آتے - برادر زادہ راجہ گوالیار پو، بیہ رجپوتوں کی جماعت کے ساتھہ برہن بر بھی راج برادر زادہ رانا سنگا اور بعض اور معتبر آن کر سلطان کے نوکر ہوئے بعض میرزایان ... تحفے ... ہوئے - چونکہ شاہ نے نواح محمد آباد چینانیر میں بہت

انہیں ایام میں غازی خان کی عرضداشت آئی کہ لطیف خاں نے اپنی کل جمعیت سے ناتھہ سنگھ پور
میں آنکر مخالفت کا علم بلند کیا میں اوسکے مقابلہ کو گیا۔ کارزار کے بعد عضد الملک و محافظ خاں بہاگ گئے
راے بھیم مع اپنے بہائیوں کے لڑائی میں مارا گیا۔ اور شاہزادہ لطیف خاں زخمی ہوکر گرفتار ہوا
سلطان نے یہ سنتے ہی لطیف خاں کو اپنے پاس بلالیا اور اوسکے زخموں کی مرہم پٹی شروع
کی وہ ایسے کاری تہے کہ اچھے نہ ہوئے اور شہزادہ مرگیا +

انہیں دنوں میں اودے سنگہ راے پولوہ نے قیصر خان کے قتل ہونے کی خبر سنکر قصبہ دہور
(دہود) کو غارت کیا۔ اور بہت سا مال ضیاء الملک پسر قیصر خاں سے لے لیا۔ اور ملک کو خراب کرنا
شروع کیا۔ اس خبر کو سنکر سلطان ایسا مسطر ہوا کہ وہ خود عزیمت کرنی چاہتا تہا کہ تاج خان نے
عرض کیا کہ ابتداء سلطنت میں اس قسم کے بہت سے حادثات واقع ہوتے ہیں کچہہ تردد کا مقام نہیں
ہے اگر بندہ کو اس خدمت پر مامور کریں تو اللہ کی عنایت سے اور ظل اللہ کے اقبال کی برکت سے
مفسد کی گوشمالی کردونگا۔ سلطان نے فی الفور اوسکو خلعت دیکر ایک لاکہہ سوار کا سپہ سالار بناکر
راے اودے سنگہ کی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ تاج خان نے راے کی ولایت میں جاکر اسکو ویران
کرنا شروع کیا۔ راے نے اپنی معافی تقصیر کے لئے ایلچی بہیجے مگر بادشاہ نے اوسکے قصور نہیں
معاف کئے اسلئے تاج خان نے پہلے سے زیادہ اوسکی مملکت کی خرابی میں کوشش کی۔ ناچار راے
اودے سنگہ نے ایک قلب جگہہ کو اختیار کیا اور تاج خان سے لڑا۔ راے کی ایک جماعت کثیر قتل
ہوئی اور مسلمانوں میں سے ایک آدمی مارا گیا۔ چندروز ولایت راے میں تاج خان رہا اور پھر بادشاہ
کے حکم سے وہ اس پاس آیا +

سنہ ۹۳۴ھ ۱۵۲۸ء میں سلطان بہادر باگر اور رایدر کے ملکوں میں گیا اور یہاں سے چنپانیر میں مراجعت کی
اور بہروچ گیا کہ قلعہ کی مرمت کرائے۔ یہاں سے کہمبایت میں آیا۔ یہاں سمندر کی سیر کو ایک دن
آیا تہا کہ ناگاہ ایک جہاز بندر دیو سے آیا اور اہل جہاز نے یہ خبر سنائی کہ فرنگیوں کا جہاز باد مخالف
بندر دیپ میں لائی ہے قوام الملک نے فرنگیوں کو پکڑ کر غلام بنایا۔ بادشاہ اس خبر کو سنکر خوشی کی

گیا تہا تو علاء الدین عماد شاہ نے بیتاب ہو کر اپنے بیٹے خضر خاں کو اس پاس بہیجا اور معروض
کیا کہ برہان نظام شاہ بحری کا غرور و تکبر اس حد پر بڑہ گیا ہے کہ اوسکو صلح کا خیال ہی نہیں ہا
اگر آپ ایک دفعہ دکن میں سواری فرمائیں تو میرا مقصود حاصل ہو جائے۔ سلطان بہادر نے اسکی
التماس پر خیال کرکے دکن کی طرف کوچ کیا۔ دریائے نربدا کے کنارہ پر میراں محمد فاروقی آن ملا
وہ منت کرکے شاہ کو برہانپور لیگیا وہاں اوسکی دعوت بڑی دہوم دہام سے کی پیش کش میں ہاتھی
گھوڑے دئے۔ یہاں عماد شاہ جریدہ کاویل سے آنکر اوسکی ملازمت میں آیا۔ اب گجرات اور خاندیس
اور برار کی سپاہیں ملک بہادر شاہ کے ماتحت برار میں ماہور کی طرف چلیں جسکی حوالی میں برہان
نظام شاہ تہا جب وہ جالنہ پور میں آئے اور چند روز مقام کیا اور بہادر شاہ نے اس ملک کی جمع
کی تو عماد الملک نے مضطرب ہو کر برار میں سلطان بہادر کے نام کا خطبہ پڑہوایا میراں محمد شاہ فاروقی
کو اپنا وسیلہ بنایا سلطان وہاں سے کوچ کرکے آگے گیا (اسکا حال وقائع نظام شاہیہ میں لکہا ہے)
احمد نگر میں پہنچا یہاں ایک مہیب خواب دیکہا تو دولت آباد میں چلا گیا اور بالا گہاٹ میں قلعہ
کے حوض پر اوترا عماد الملک کو بہت سے امرا گجرات کے ساتھ اس قلعہ کے محاصرہ کے لئے متعین کیا۔
کچہہ دنوں بعد علاء الدین عماد شاہ نے دکنیوں سے موافقت کی اور سلطان بہادر کے بلانے سے
نادم و پشیمان ہوا وقت شب خیمہ و خرگاہ سے قطع نظر کرکے بہاگ گیا۔ دکنیوں نے گجراتیوں کی
راہیں بند کر رکھی تہیں اور غلہ و آذوقہ پہنچنے نہ دیتے تہے برہان نظام شاہ بھی تہوڑے فاصلہ پر
مقابلہ کے لئے آگیا تہا فی الجملہ غلہ کے قحط کے آثار ظاہر ہوئے اسوقت برہان نظام شاہ نے سلطان بہادر
کو یہ نوید دی کہ میراں محمد شاہ کے جو ہاتہی میں نے لوٹے تہے ان کو واپس کرکے اوسکو میں راضی
کر لیا ہے اور احمد نگر میں سلطان کے نام کا خطبہ پڑہوایا ہے سلطان ۹۳۶ھ میں گجرات میں آگیا
اور محمد آباد میں برسات گزاری ۹۳۷ھ (۱۵۳۰ء) میں ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور موضع خانپور سے خداوند خان
و رفیع الملک المخاطب بعماد الملک کو آراستہ لشکر اور بہت ہاتہیوں کے ساتہہ بہیجا اور خود کہنبایت
میں گیا ایک روز وہاں رہا پہر بندر دیو میں گیا۔ بنادر کے لئے جہاز وہاں آئے ہوئے تہے اوسنے
تماشا اور لور اجہاز جزیرہ پر پہنچا اونکے ۱۶ سو ... [illegible]

اسی اثنا میں سلطان محمود خلجی کے بعض امراء اوسکی بدسلوکی سے آزردہ ہوکر سلطان بہادر
کی خدمت میں آئے اور اونہوں نے عرض کیا کہ سلطان محمود خلجی بہ لطائف الحیل ٹالتا ہے اور
اصلا وہ اختیار سے نہیں آئے گا۔ سلطان بہادر کوچ بر کوچ کرکے شادی آباد منڈو کی جانب
چلا جب تعلچہ میں آیا تو منڈو کے محاصرہ کے واسطے لشکر معین کیا۔ محمد خاں آسیری غربی جانب
میں مورچل شاہ پول میں مقرر ہوا لقمان کو پھل پھول میں مقرر کیا اور پوربیہ جماعت کو
سہلد انہ میں تعین کیا۔ خود موضع محمود پول کے محلوں میں قیام کیا۔ ۲۹ شعبان ۹۳۷ھ / ۱۵۳۱ء کی
شب کو سلطان بہادر نے بہادروں کی جماعت لیکر منڈو کے دو آدمیوں کی رہنمونی سے قلعہ میں
آکر فصیل پر اتنی دیر توقف کیا کہ بہت سے آدمی قلعہ کے اندر آگئے اور صبح کی نماز کے وقت
وہ سلطان محمود خلجی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اہل قلعہ اس طرف سے کہ نہایت مرتفع تھے خاطر جمع
رکھتے تھے وہ اسوقت واقف ہوئے کہ قلعہ بیگانوں سے بھر گیا۔ اب اہل قلعہ ہر طرف بھاگتے
پھرتے تھے شہزادہ چاند خاں بھی قلعہ سے اترکر فرار ہوا۔ سلطان محمود خلجی ایک جماعت قلیل کو
مسلح کرکے مقابلہ کے لئے آیا۔ مگر اپنے میں قوت مقاومت نہیں دیکھی تو شہر سے باہر گیا
اور پھر مقربوں میں سے ایک کی رہنمونی سے اپنے اہل وعیال کے لحاظ سے اپنے محل میں آیا۔
سلطان بہادر نے اطراف محل کو گھیر رکھا تھا اور لشکریوں سے کہہ دیا تھا کہ یہ سلطان اور امیروں کی
حرم سرائے ہیں وہ امان میں ہیں کوئی شخص ایذن سے کسی ایک شخص کے مال اور عرض کا متعرض نہ ہو
اسواسطے سلطان محمود خلجی کے بعض ہوا خواہوں نے کہا کہ شاہ گجرات ہر چند بے مروتی کرے مگر
اس حال میں بھی اوسکی مروت اوروں کی مروت سے زیادہ ہوگی وہ ناموس سلطان کی حفظ
میں کوشش کریگا۔ اور ظن غالب ہے کہ رسم پدری کو اختیار کرکے ولایت مالوہ آپ ہی
کو دیدے گا سلطان بہادر نے لعل محل کے بام پر آکر ایک شخص کو سلطان محمود خلجی
پاس بھیجکر اوس کو بلایا۔ وہ سات امیروں کے ساتھ آیا۔ سلطان بہادر اوسے عفو کرنا
چاہتا تھا اٹھتے متکلم ہوکر پوچھا کہ نہ آنے کا سبب کیا تھا۔ محمود نے اسکا درشت جواب دیا
جس سے بہادر شاہ نے مکدر ہوکر اوس کو مع فرزندوں کے الف خاں و آصف خاں کے

میں ہی سے اور دکھوئی کی اس اثنا میں سلطان محمود خلجی کا نوشتہ دریا خان کے ہاتھ اس مضمون کا
پہنچا کہ میں بہی شرف حضور حاصل کرنا چاہتا تہا لیکن چند مواقع ایسے پیش آئے کہ اسمیں
التوا ہوا انشاء اللہ تعالی اب میں ملاقات گرامی سے مسرور ہونگا سلطان بہادر نے
دریا خان سے کہا کہ چند مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ سلطان محمود کی ملاقات کی نوید کان میں آئی ہے
اگر وہ ملاقات کو اویگا تو اوسکے پاس سے جو امرا بہاگے ہیں اونکو اپنے پاس جگہ نہ دوں گا
دریا خان کو رخصت کرکے سلطان بالسوالہ میں آیا چند روز بعد سلطان کی خدمت میں
رانا رتن سی اور سلہدی آئے سلطان نے تیس ہاتہی اور پندرہ سو خلعت زربفت کے اونکو
دئے۔ چند روز بعد رتن کو چیتور رخصت کیا اور سلہدی کو اپنے پاس رکہا سلطان محمود خلجی کے
وعدہ پر ملاقات کیلئے سلطان بہادر ٹانڈہ میں آیا۔ اور یہ قرار پایا کہ اگر سلطان محمود خلجی آئے تو
اوسکی مہمانداری بیان کی جائے اور پہر وہ اوسکے ساتہ گہاٹ دیولہ تک جائے اور یہاں سے
اپنی دارالملک کو مراجعت کرے۔ یہاں ٹانڈہ میں دس روز تک سلطان محمود کے آنے کا انتظار
کیا گیا کہ دریا خاں اوسکے پاس سے آیا اور اوسنے کہا کہ سلطان محمود خلجی شکار میں گہوڑے پر سے
گر پڑا اوسکا ایک بازو ٹوٹ گیا اس وضع سے آنا مناسب نہیں ہے سلطان بہادر نے دریا خاں
سے کہا کہ سلطان بار ہا خلاف وعدہ کر چکا ہے اگر اوسکی مرضی ہو تو ہم اوس پاس جائیں۔
دریا خان نے کہا کہ شاہزادہ چاند خاں بن مظفر شاہ مرحوم سلطان محمود خلجی کے پاس ہے۔ اگر شاہ
وہاں جائے اور اوسکو طلب کرے تو اوسکا دینا بہی مشکل ہوگا اور نگاہ رکہنا نہایت متعذر ہوگا
اور فی الحقیقت یہ امر آپکا مانع ہے۔ بہادر شاہ نے کہا کہ میں شاہزادہ چاند خاں کو نہیں طلب کرونگا
سلطان محمود خلجی سے کہدو کہ وہ جلدی ہمارے پاس آئے سلطان محمود خلجی کے ایلچی نے
سلطان بہادر کا ارشاد اوسکو سُنا دیا۔ بہادر شاہ پیلپے منزلیں طے کرتا تہا اور سلطان محمود
خلجی کی راہ دیکہتا تہا جب وہ دیبال پور میں آیا تو معلوم ہوا کہ سلطان محمود خلجی کا ارادہ یہ ہے
کہ اپنے بڑے بیٹے کو سلطان غیاث الدین کا خطاب دیکہ قلعہ منڈو میں رہنے دے
اور خود قلعہ سے جدا ہوکر ایک گوشہ میں بیٹھے اور کسی سے ملاقات نہ کرے

کہ سلطنت گجرات کو کفار کی عبودیت سے خلاص دلائیں اور اوسکو تادیب بلیغ کریں اوسنے مقبل خان کو
محمد آباد چانپانیر کو رخصت کیا کہ وہان جاکر قلعہ کی نگہبانی کرے اور اختیار خان کو لشکر و توپخانہ
وخزانہ سمیت اس پاس بہیجا۔ اختیار خان لشکر گران کے ساتھہ ۱۲۔ ربیع الاول سال مذکور کو
قصبہ دہار میں سلطان بہادر سے ملا۔ بادشاہ نے گجرات جانے کی شہرت دی اور دہندو
میں آیا اور اختیار خان کو یہان کی حکومت دیکر ۵ا۔ جمادی الثانی کو نعلچہ میں آیا۔ اس اثنا میں
بہوپت ولد سلہدی پوربیہ نے کہ اوسکے ہمراہ تہا عرض کیا کہ حضور گجرات جاتے ہیں اگر
بندہ کو اجین جانے کی رخصت ہو تو سلہدی کو حضور کی ملازمت میں لے آؤں سلطان بہادر
نے اوسکو رخصت دی اور متواتر کوچ کرکے خود اجین میں ۱۵۔ ماہ مذکور کو قصبہ دہار میں آیا۔
لشکر کو یہاں چہوڑکر بر سبیل شکار شنبل پور میں گیا۔ اس خبر کو سلہدی نے سنکر اپنے بیٹے
بہوپت کو اجین میں چہوڑا اور خود بادشاہ کی ملازمت میں آیا۔ امیر نصیر سلہدی پوربیہ کو
بلانے گیا تہا۔ اوسنے سلطان سے خلوت میں عرض کیا کہ سلہدی کو اطاعت کا خیال نہیں
فقیر اسکو کہنبایت وایک کروڑ تنکہ نقد دینے کا فریب دیکر یہاں لایا ہے ورنہ وہ یہ چاہتا
تہا کہ قلعہ کو چہوڑکر ولایت میوات کو چلا جائے اب اگر چلا جائیگا تو پہر اسکا دیکہنا محال ہوگا۔ بادشاہ
شنبل پور سے دہار کو روانہ ہوا۔ لشکر کو باہر چہوڑکر قلعہ دہار میں آیا اور سلہدی کو بھی ساتھہ
لایا۔ جوہیں بادشاہ قلعہ میں داخل ہوئے موکلوں نے آکر سلہدی کو دو خواصوں کے ساتھہ گرفتار
کیا ایک خواص نے غل مچاکر خنجر نکالی ۔سلہدی نے کہاکہ یہ خنجر تونے میرے مارنیکے واسطے
نکالا ہے تو اوسنے کہا کہ میں نے تمہارے ہی لئے ایسا کیا ہے۔ جب تمکو اونسے آسیب پہنچتا
تو میں اپنے تئیں مارتا ہوں مجہسے یہ صدمہ نہیں دیکہا جاتا خنجر شکم پر مارکر وہ مرگیا۔ جب
سلہدی کی گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو اہل شہر نے اسکا گہر لوٹ لیا اور بہت آدمیوں کو
مار ڈالا۔ بقیۃ السیف بہاگ کر اوسکے بیٹے بہوپت پاس گئے اوسکے ہاتہی گہوڑے اور
اسباب سرکار شاہی میں ضبط ہوئے اور سلطان نے رفیع الملک کو بہوپت کے سر پر بہیجا اور
لشکر کے ساتھہ خداوندخان کو چہوڑکر خود اجین گیا۔ دریا خان مالوی کو اجین کی حکومت

سپرد کرکے محمود آباد چنپانیر میں بھیجدیا۔ خود منڈو میں ٹھیرا اور امراء مالوہ کو گجرات میں
اقطاع دیں اور امراء گجرات کو مالوہ میں جاگیریں عنایت فرمائیں میراں محمد شاہ فاروقی
کو معزز و مکرم برہانپور روانہ کیا۔ سنہ ۹۳۹ھ میں بہادر شاہ برہانپور و آسیر کی سیر کو گیا اور
برہان نظام شاہ نے بخلاف اسمعیل عادل شاہ کے لفظ شاہی کو اپنے اسم کا جز بنایا تھا
اور میراں محمد شاہ فاروقی کی دلالت سے وہ برہانپور میں آیا تھا۔ شاہ طاہر جنیدی کی سعی سے
بہادر شاہ نے سلطان محمود خلجی کا چتر سفید و آفتاب گیر و سراپردہ سرخ برہان نظام شاہ بحری
کو دیا۔ اور اوسے کہا کہ میں نے تجھکو نظام شاہ بحری کا خطاب دیا جسکے معنی یہ ہیں کہ دشمنوں کو
بادشاہی سے معزول کیا اور دوستونکو بادشاہی پر پہنچایا۔ سلطان بہادر شاہ کی غرض
نظام شاہ بحری کی تربیت سے یہ تھی کہ والی احمدنگر و برہانپور کے ساتھ اوسکو بادشاہ
دہلی کی جنگ کے لئے بھیجے اوسنے دہلی کی فتح کا ارادہ دل میں ٹھان لیا تھا۔ حالانکہ
اسکے برخلاف وقوع میں آیا۔ کیونکہ نظام شاہ بحری جب بہادر شاہ کی لڑائی ہمایوں
بادشاہ سے ہوئی تو بہادر شاہ کے ہمراہ نہیں ہوا۔ بلکہ کئی سال پیشتر اوسنے ہمایوں
بادشاہ کی بارگاہ میں اپنی حاجب بھیجکر ولایت گجرات کی تسخیر کی تحریص کی۔ کہتے ہیں کہ
برہان نظام شاہ کے وزیر شاہ طاہر سے بہادر شاہ ایسا خوش ہوا تھا کہ وہ اپنا وکیل السلطنت
کرنا چاہتا تھا۔ شاہ طاہر نے اوسکے نہ قبول کرنے کا بہانہ یہ بنایا کہ میں مکہ جاتا ہوں۔ حالانکہ
وہ مدتوں احمدنگر میں رہا اور برہان نظام شاہ دوم کو شیعہ مذہب میں لایا۔ چتر و سراپردہ کا
سرخ رنگ سبز رنگ سے بدلوایا کہ یہ رنگ بارہ اماموں کی نشانی ہے اسکا کلی و جزوی
حال تاریخ نظام شاہیہ میں بیان ہوگا نظام شاہ نے خوش دل و کامیاب ہوکر احمدنگر
میں مراجعت کی اور بہادر شاہ منڈو سے دھار میں آگیا۔ اس اثنا میں معلوم ہوا کہ سلہدی پوربیہ
نے سلطان محمود خلجی کے زمانہ میں مسلمان عورتیں بلکہ سلطان ناصر الدین کی بعض حرمیں
اپنے گھر میں ڈال لیں تھیں وہ اب بھی اوسکے گھر میں تھیں اس سبب سے وہ بہادر شاہ پاس آنا
نہیں چاہتا تھا۔ سلطان بہادر نے کہا کہ خواہ وہ آوے یا نہ آوے ہم پر فرض عین و عین فرض ہے

مجھے مراتب عالی پر پہنچائیگا لائق یہ ہے کہ قلعہ ملازمان شاہی کو حوالہ کیا جائے۔ اور ہم تمام
بادشاہ کی خدمت میں رہیں لکھمن نے خفیہ بھائی سے کہا کہ اب تیرا خون کرنا تو مسلمانوں
کے مذہب میں روا نہیں ہے۔ رانا کو چالیس ہزار سواروں کے ساتھ کمک کے لئے بھوپت لیکر
آتا ہے۔ چاہیے کہ قلعہ کے لینے میں چند روز توقف کیا جائے سلہدی نے سلطان سے
کہا کہ آج مہلت دیجائے کل دوپہر کے بعد قلعہ خالی کر کے سلطان کے ملازموں کو حوالہ کیا جائیگا
سلطان بہادر مراجعت کر کے اپنی منزل میں آیا۔ دوسرے روز دوپہر تک انتظار کیا جب
سیاہ وقت پر ایک ساعت گذری سلہدی نے عرض کیا کہ اگر بندہ کو قلعہ کے نزدیک
جانے کی اجازت ہو تو استکشاف کر کے صورت حال کو عرض کروں یہ امر سلطان کی
عنایت سے دور نہیں معلوم ہوتا۔ سلطان بہادر نے سلہدی کو اپنے معتبروں کے ساتھ
قلعہ کے نزدیک بھیجا سلہدی افتادہ شکستہ برج کے پاس گیا اور نصیحت کرنی شروع کی
کہ اے راجپوتان غافل اور اے خویشان جاہل مسلمانوں سے حذر مانگو کہ سلطان ہمکو جبر
اس ہو حیل سے انکر تمکو ماریگا۔ اسکی غرض یہ تھی کہ فی الفور برجون کو وہ تیار کرلیں۔
لکھمن نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر سمجھہ گیا سلہدی ظاہر میں باہر آیا۔ لکھمن استحکام قلعہ میں مصروف
ہوا اور رات کو دو ہزار پوربیہ سلہدی کے چھوٹے بیٹے کے ہمراہ بھوپت کے بلانے کو
روانہ کئے۔ یہ لپسر سلہدی باہر آیا تو نصیبوں کی شامت سے بادشاہی لشکر سے دوچار ہوا
اور لڑائی ہوئی۔ فوج گجرات نے بہت راجپوت مارے اور پسر سلہدی کا سر کاٹ کے
اور راجپوتوں کے سروں کے ساتھ سلطان بہادر کی خدمت میں بھیجا جب سلہدی نے
بیٹے کے مرنے کی خبر سنی تو اوسکے ہوش اڑے اور سلطان نے سلہدی کے خدعہ پر اطلاع
پا کے اوسکو برہان الملک کے حوالہ کیا کہ قلعہ شادی آباد منڈو میں محبوس رکھے اس اثنا میں
خبر آئی کہ بھوپت جانتا ہے کہ سلطان جریدہ ہے رانا کو ہمراہ لیکر متواتر کوچ کرتا ہوا چلا آتا
ہے اس خبر کے سننے سے سلطان کی قوت غضبی جوش میں آئی اوسنے کہا کہ اگرچہ میں جانتا
ہوں مقتضائے نصوص قرآنی ایک مسلمان دس کافروں کو کافی ہے فی الفور میران محمد

انتقالی کی اور خود سارنگپور میں گیا اور سارنگپور ملوخاں بن مللوخان کو سپرد کیا ملوخاں
منڈو سے بھاگ کر سلطان مظفر کا نوکر ہوا تھا شیرشاہ سور کی عہد میں اوسنے اپنا لقب قادر شاہ
رکھا تھا اس دیار میں اوسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور سکہ چلتا تھا اسکا حال عنقریب بیان
ہوگا حبیب خاں دالی اشتہ کو اشتہ روانہ کیا خود بھیلسہ اور رائسین کا عازم ہوا حبیب خاں
نے پوربیہ کی ایک جماعت کثیر کو مارا اور اشتہ پر قابض ہوا جب بھیلسہ میں شاہ آیا تو معلوم
ہوا کہ یہاں اٹھارہ سال سے آثار اسلام منقطع ہوئے ہیں اور علامات کفر شایع۔ اس منزل میں
مخبروں نے یہ خبر دی کہ بھوپت ولد سلہدی باپ کی گرفتاری کی اور اپنے واسطے رفیع الملک کے
معین ہونے کی خبر سنکر کمک کیواسطے چتوڑ گیا ہے اور لکھمن برادر سلہدی حصار رائسین کو
استوار کرتا ہے اور معرکہ آرائی کے لئے سعی کرتا ہے اور چتوڑ کی کمک کا منتظر بیٹھا ہے۔
سلطان بہادر نے یہاں دو تین روز اسلئے قیام کیا کہ مسجدوں کی تعمیر کا انتظام کرے۔ پھر
۷ جمادی الاولی کو رائسین کی طرف چلا۔ ابھی اسکا لشکر نہ آیا تھا کہ راجپوت پوربیہ کی دو
فوجیں قلعہ سے اتریں سلطان بہادر نے تھوڑے آدمیوں سے اونپر تاخت کی اور دو تین آدمیونکو
مار ڈالا۔ پھر گجرات کی سپاہ پے در پے آئی اور اوسنے مخالفوں کو مارا۔ پوربیہ بھاگ کر قلعہ میں چلے
گئے دوسرے روز حصار کو مرکز دار سب طرف سے درمیان میں کر لیا مورچلوں کو تقسیم کیا ساباط
ایسے بنائے کہ چند روز سے وہ قلعہ پر مشرف ہو گئے۔ سلطان نے رومی خان کو اہل توپخانہ
حوالہ کئے اور خود اپنی منزل میں چلا آیا۔ رومی خان نے توپوں کے زور سے قلعہ کی برجوں
کو اڑایا اور دوسری طرف سے نقب لگائی کہ کئی گز دیوار گر پڑی۔ سلہدی نے احوال قلعہ اور
پوربیہ کی زبونی اور توقف خصم پر نظر کرکے پیغام دیا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں اگر مجھے اجازت
ہوگی تو میں قلعہ میں جاکر اوسکو خالی کراکے حضور کے حوالہ کرا دونگا سلطان اس خبر سے
مسرور ہوا اور سلہدی کو اپنے حضور میں طلب کیا کلمہ توحید سکھایا۔ اپنے ساتھ طرح طرح
کا کھانا کھلایا اور خاص خلعت دیا اور اپنے ہمراہ قلعہ کے نیچے لایا سلہدی نے اپنے بھائی
لکھمن کو اپنے پاس بلالیا اور کہا کہ اب میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ بہادر شاہ انہی ایام میں

شاہ نے تامل وافی کے بعد یہ خیال کیا کہ اس یورش سے غرض یہ تھی کہ مسلمہ عورات کو کافروں کی قید سے رہائی دلاؤں اگر میں اونکی ملتمس کو نہ قبول کروں تو احتمال ہے کہ یہ بھوپت جوہر کریں اور مسلمان ضعیف عورتیں اونکی عورتوں کے ساتھ ہلاک ہوں اسلئے لکھمن کی ملتمس کو منظور کیا سلہدی کو منڈو سے طلب کیا لکھمن فرمان امان حاصل کرکے قلعہ کے اوپر گیا اور کل راجپوتوں کو اہل وعیال سمیت قلعہ سے نیچے لکھمن لایا اور پھر گیا اور بادشاہ پاس عرضی پہنچائی کہ سلہدی پوربیہ سے چارسو عورتیں متعلق ہیں اور رانی درگاوتی مادر بھوپت کی التماس یہ ہے کہ سلہدی پوربیہ بندہ ہائے خاص میں داخل ہوکر یہاں آئے اور اپنے عیال کو لیجائے تو غیروں کے طعنے سے ہم بچ جائیں شاہ نے سلہدی پوربیہ کو قلعہ میں بھیجا اور ملک علی شیر کو ہمراہ کیا سلہدی پوربیہ جب وہاں آیا تو لکھمن و تاج خان نے اوس سے پوچھا کہ سلطان کی غرض قلعہ رائسین کے لینے سے کیا ہے سلہدی نے کہا کہ اب قصبہ بڑودہ مع مضافات کے ہمارے لئے مقرر ہوا ہے عنقریب ہے کہ سلطان اپنی علو ہمت سے ہمکو اور چیزوں سے بھی سرافراز کرے رانی درگاوتی اور لکھمن و تاج خان نے کہا اگرچہ سلطان ہماری دلجوئی کریگا مگر ہم عمروں سے اس زمین میں شاہی کر رہے ہیں اور کامرانی کی داد دے رہے ہیں اب ہم یکجا جمع ہوئے ہیں مردانگی کا طریق یہ ہے کہ اپنے عیال کا جوہر (جیوہر) کرکے جلادیں اور پھر خود جنگ کرکے کشتہ ہوں کہ پھر کوئی آرزو باقی نہ رہے۔

غرض رانی درگاوتی کی باتوں میں سلہدی آگیا اور اوسنے عزم داختیار کیا۔ ملک علی شیر نے ہرچند نصایح مشفقانہ کیں اصلا مفید نہ ہوئیں اوسنے سلہدی نے کہا کہ ہر روز میرے حرم میں ایک کروڑ پان و چند سیر کافور خرچ ہوتا ہے اور تین سو عورتیں ہر روز نیا جامہ پہنتی ہیں لیکن معلوم نہیں کہ یہ باتیں ہم کو میسر ہوں یا نہ ہوں اگر ہم مع فرزندان وعیال کے کشتہ ہوں تو عزت کے ساتھ مرنے میں ہم کو عجب عزو شرف حاصل ہو سلہدی پوربیہ نے جوہر کا سامان تیار کیا اور رانی درگاوتی کہ رانا سنگا کی بیٹی تھی بچوں کو ہمراہ لیکر

جانے کے لئے مجبور کیا +

سنہ ۹۴۱ھ میں محمد زمان میرزا کہ قلعہ بیانہ میں محبوس تھا وہ بھاگ گیا۔ اور سلطان بہادر پاس
التجا لایا۔ ہمایوں بادشاہ نے بہادر شاہ پاس آدمی بھیجکر محمد زمان میرزا کو اوس سے طلب کیا سلطان
بہادر اپنے تکبر کے سبب سے جواب کا مقید نہ ہوا۔ ہمایون بادشاہ نے پھر اوسکو خط لکھا اگر تم
محمد زمان میرزا کو حضور میں نہیں بھیجو گے تو اپنی ولایت سے نکل جاؤ۔ سلطان بہادر کا اقبال
معکوس ہو کر لاابالی ہو گیا تھا وہ اس خط کے جواب پر متوجہ نہ ہوا اور باتیں اپنے اندازہ سے
بڑھ کر بنانے لگا۔ یہی حرکت اوسکی خرابی کا سبب ہوئی۔ اوس نے ہمایون بادشاہ کی مرضی
کے برعکس محمد زمان میرزا کی نہایت تعظیم و تکریم کی۔ اب سلطان چیتوڑ کی عزیمت سے بندر دیو
کہنبایت میں آیا اور یہاں سے احمد آباد میں آنکر لشکر جمع کیا اور توپخانہ لیکر بندر دیو و گجرات
سے چیتوڑ میں گیا۔ رانا حصاری ہوا۔ ایام محاصرہ کو تین مہینے کا امتداد ہوا۔ اکثر طرفین نے
ہنگامہ جنگ و نبرد کو گرم کیا جنمیں گجراتیوں کو غلبہ ہا۔ آخر الامر رانا نے عجز و انکسار کے ساتھ
پیشکش قبول کی۔ تاج و کمر مرصع کہ سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ سے سرپیچ کی لڑائی میں لیا تھا
وہ اور بہت سے نفایس پیشکش میں دئے سلطان الٹا اپنی دارالسلطنت کو چلا آیا
اس فتح سے اور محمد زمان میرزا اور بادشاہ بہلول لودہی کی اولاد کے جمع ہونے سے بہادر شاہ
کا غرور بہت زیادہ ہو گیا۔ اور یہ سبب ہمایوں بادشاہ سے لڑنے کا اور بادشاہی دہلی پر قبضہ
کرنے کا محرک ہوا۔ بہادر شاہ پاس بہلول لودہی بادشاہ کی اولاد میں سے علاء الدین آیا۔ اس کا
اعزاز و اکرام ہوا اسکا بیٹا تاتارخاں امرامیں داخل ہوا۔ ابھی مملکت دہلی بہادر شاہ کے ہاتھ
نہ آئی تھی کہ اوسکو تقسیم بھی کر دیا۔ تاتارخاں کو کہ شجاعت و شہامت میں اپنے اقران میں
ممتاز تھا تربیت کیا۔ بتیس کروڑ مظفری برہان الملک حاکم قلعہ آسیر کو دئے گئے کہ تاتارخاں کے
اتفاق و استصواب سے لشکر کی تیاری میں صرف ہوں۔ ایام معدودہ میں تاتارخاں پاس چالیس ہزار سوار
جمع ہو گئے اوس نے ہمایوں بادشاہ کی سلطنت کی اطراف میں مزاحمت شروع کی سنہ ۹۴۱ھ میں
قلعہ بیانہ پر کہ نواحی آگرہ میں ہے وہ متصرف ہوا۔ ہمایوں بادشاہ نے اپنے چھوٹے بھائی

و لچھمن اور خویش و برادر قریب سو نفر کے ہتیار لیکر نکلے اور مسلمان پیادے جو قلعہ کے اوپر
چلے گئے تھے اونسے لڑے جب یہ خبر لشکر میں آئی تو اور سپاہ قلعہ میں آئی اونسے اس گروہ
کو مارکر کام تمام کیا۔ بادشاہ کے لشکر میں سے چند نفر پیادے مارے گئے۔ انہیں دنوں میں
افواج ہمایون بادشاہ کی صدمہ سے سلطان عالم حاکم کالپی بھاگ کر سلطان بہادر پاس التجا
لایا تھا سلطان نے قلعہ رائسین اور چندیری و بھلیسہ اوسکو جاگیر میں دئیے سلطان بہادر نے
میران محمد شاہ فاروقی کو قلعہ گاگرون کی تسخیر کا حکم دیا۔ سلطان محمود خلجی کے زمانہ میں
چتوڑ کے راناکے تصرف میں وہ آگیا تہا جو ہاتھی کے شکار میں مصروف ہوا۔ کوہ کالو کے
سرکشونکو سزا دے کے الغ خان کے حوالہ کیا اسلام آباد اور ہوشنگ آباد اور تمام بلاد مالوہ
جو زمیندار دبا بیٹھے تہے متصرف ہوا اور اسکو امراے گجرات اور اپنے معتمدوں کو جاگیر میں
دیا۔ میران محمد شاہ فاروقی گاگرون کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان بہادر بھی بہت جلد
نواحی گاگرون میں آیا۔ یہاں راناکی جانب سے راجپی حاکم تھا وہ قلعہ کو خالی کر کے بھاگ گیا
سلطان نے یہاں چار روز جشن کیا اور رفیع الملک المخاطب عماد الملک اختیار خاں کو کہ امراء
کبار میں تھے قلعہ رنتھنبور کی تسخیر کے لئے بہیجا اور خود شادی آباد منڈو کو گیا۔ رانا کی طرف سے
جو اس قلعہ میں حاکم تھا وہ قلعہ کو خالی کر کے بھاگ گیا۔ ایک مہینہ میں قلعہ گاگرون اور رنتھنبور
دونو سلطان کے ہاتھ آگئے۔ اب منڈو سے سلطان فرنگیوں کی طرف متوجہ ہوا جب بندر دیو
کے قریب وہ آیا تو فرنگیوں نے فرار کیا اور ایک ایسی بڑی توپ جسکی برابر ہندوستان میں کوئی
توپ نہ تھی چھوڑ گئے شاہ بہادر نے اوسکو جر ثقیل سے محمد آباد چنپانیر میں بہجوایا۔ بہادر شاہ
کی اس فتح کو مسلمان مورخ خفیف طور پر بیان کرتے ہیں۔ مگر فیر اسوزا پرتگیزی مورخ بیان
کرتا ہے کہ اوسکے ملک کے آدمیوں نے کبھی ایسی بڑی کوشش نہیں کی جسمیں وہ بالکل ناکام
رہے ہوں بمبئی کے بندرگاہ میں جو بیڑا پرتگیزوں کا تھا اوسمیں چار سو جہاز تہے اور ان میں
تین ہزار چھ سو فرنگی سپاہی اور دس ہزار ہندوستانی سپاہی علاوہ ملاحوں اور لاسکاروں کے

سپاہ مغل کی صولت سے ڈری نہیں ہاں رومی خاں کہ توپ خانہ کا صاحب اختیار تہا اوسنے معروض کیا
کہ سرکار میں سامان توپ و تفنگ اتنا جمع ہے کہ معلوم نہیں قیصر روم کے بعد کسی اور پاس ایسا
سامان ہو صلاح یہ ہے کہ لشکر کے گرد خندق کہودی جاے اور ہر روز لڑائی کا ڈول ڈالا جاے
کہ مغل کے شوخ جوان برابر میں آنکر توپ و تفنگ سے ہلاک ہوں۔ بہادر شاہ نے یہ راے
پسند کی کہ لشکر کے گرد خندق کہودیں ان ایام میں سلطان عالم جسکو جاگیر میں اُسیں اور چندیری
ملے تہے وہ ایک جمعیت کے ساتہہ آن ملا۔ دو مہینے تک دونو لشکر ایک دوسرے کی برابر پڑے رہے
اکثر ایام میں جوان جنگ کے عاشق اور نام و ننگ کے طالب باہر آنکر مردانہ وار رستمانہ جنگ
دیر و درنگ کرتے مغلوں کے سپاہی حکم کے موافق کمتر توپ و تفنگ کی برابر جاتے تھے۔ ایک
تین ہزار سوار تیر انداز اطراف لشکر پر تاخت کرتے تھے غلہ و روغن کی آمد و رفت کو بند رکہتے
تھے جب اس طور پر کچہہ دن گذرے تو گجراتیوں کے لشکر میں قحط عظیم پڑا اور جو غلہ و کاہ
ملتا تہا وہ تمام ہوا مغلوں کے تیر انداز کسی کو دور جانے نہ دیتے تھے کہ وہاں سے سامان رسد
بہم پہنچا۔ سلطان بہادر نے دیکہا کہ اب یہاں ٹہیرنا گرفتاری کا سبب ہوگا۔ ایک رات کو
پانچ آدمی اپنے معتبر ساتہہ لئے جنمیں سے ایک برہانپور کا فرمان دہ تہا۔ دوسرا مالوہ کا حاکم
ملو خاں تہا۔ اور شادی آباد مندو کو راہ لی۔ ہمایوں بادشاہ نے قلعہ منڈو کے نیچے تک تعاقب
کیا۔ راہ میں بہت آدمی قتل کئے حیدر خان جو لشکر سے پیچہے جاتا تہا سخت لڑائی لڑکر زخمی ہوا
اور بہاگ گیا سلطان بہادر شادی آباد مندو میں حصاری ہوا۔ ایک مدت کے بعد ہندو بیگ
اور اور امرا مغل سات سو آدمیوں کے ساتہہ قلعہ میں آئے سلطان بہادر سوتا تہا سراسیمہ اوٹہا
اوسنے گجراتیوں کو مضطرب گریزاں دیکہا خود بہی بہاگا۔ پانچ چہہ سواروں کے ساتہہ چنپانیر میں
پہنچا حیدر خان و سلطان عالم حاکم راےسین نے زینہار مانگی ہمایوں بادشاہ کے روبرو آئے
حیدر خاں امراے بادشاہی میں داخل ہوا اور عالم خاں کی اس سبب سے کہ بہت دفعہ حرکات ناشایستہ
کرچکا تہا کونچیں کاٹی گئیں سلطان بہادر نے اس خبر کو سنکر اپنے خزانہ اور جواہر کو جو قلعہ چنپانیر
[illegible]

ھندال مرزا کو اوسکے دفع کرنے کے واسطے بھیجا جب وہ بیانہ کی حدود کے قریب آیا تو شیخی باز ڈینگئے افغان جو تاتارخان کے گرد جمع ہوئے تھے متفرق ہو گئے۔ دو ہزار سواروں سے زیادہ اس پاس نہ رہے۔ تاتارخان کو کمال تشویر و خجالت تھی کہ افغانوں کے بے وفا لشکر میں نذر کثیر صرف ہوا نہ بہادر شاہ پاس جا سکتا تھا نہ اوسے کمک طلب کر سکتا تھا ناچار جنگ پر مستعد ہوا اور لڑائی میں وہ مع تین سو آدمیوں کے مارا گیا اور قلعہ بیانہ ہندال مرزا کو ہاتھ آگیا۔ ہمایوں بادشاہ اوسکو نیک فال سمجھ کر بہادر شاہ کے دفع کرنے پر متوجہ ہوا اور اوسپر لشکر کشی کی۔ اسوقت بہادر شاہ نے پھر رانا پر لشکر کشی کی تھی اور قلعہ چیتوڑ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ جب اوسکو تاتارخاں کے کشتہ ہونے کی اور اوسپر ہمایوں بادشاہ کی لشکر کشی کی خبر معلوم ہوئی تو وہ نہایت مضطرب ہوا۔ اور مشورہ کیا تو اکثر امرا کی راے یہ ہوئی کہ محاصرہ چھوڑ کر ہمایوں بادشاہ سے لڑنا چاہئے۔ حیدر خاں جو سب میں زیادہ بزرگ تھا اوسنے معروض کیا کہ ہم کفار کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اگر اسوقت مسلمان بادشاہ ہم سے جنگ کرنے لگے تو وہ کافروں کی امداد اور حمایت کریگا اور یہ بات حشر تک اہل اسلام میں مشہور رہے گی لایق دولت یہ ہے کہ محاصرہ کو ہاتھ سے نہ دیں ظن غالب ہے کہ ہمایوں بادشاہ ہمارے سر پر نہیں چڑھے گا۔ جب ہمایوں سارنگپور میں آیا اور اوسکو اس مشورہ کا حال معلوم ہوا تو اوسنے غایت مروت سے سلطان بہادر کی ولایت کو مزاحمت نہ پہنچائی۔ یہاں اتنا توقف کیا کہ بہادر شاہ نے ساباط بنا کر سال مذکور میں قہراً و جبراً قلعہ چیتوڑ کو لے لیا۔ اور بہت راجپوت قتل کئے۔ بس اس طرف سے سلطان بہادر خاطر جمع کر کے ہمایوں بادشاہ کی جنگ کی طرف متوجہ ہوا لشکر کو بہت زر تقسیم کیا۔ جنت آشیانی اوسکے استیصال کے درپے ہوا اور قلعہ مندسور کی نواح میں آیا۔ یہاں دونوں لشکر آنکر ملے۔ ابھی خیمے بھی نہ لگے تھے کہ سید علی خاں خراسانی بہادر شاہ پاس سے بھاگ کر ہمایوں کے لشکر سے آن ملا جسے گجراتیوں کا دل شکستہ ہوا۔ بہادر شاہ نے اپنے کارکردہ آدمیوں سے طریق جنگ کے باب میں مشورہ کیا۔ حیدر خان نے کہا کہ کل جنگ کرنی چاہئے اسلئے کہ ہمارے لشکریوں نے ابھی فتح چیتوڑ سے استظہار پایا ہے ابھی اُن کی آنکھوں

بہروچ کی طرف متوجہ ہوئے۔ قاسم حسین مرزا مین تاب مقاومت نہ تہی۔ محمد آباد مین تردی بیگ پاس
چلا گیا۔ کل گجرات مین خلل اور فتور پیدا ہوئے مغلیہ تہانے جا بجا سے برخاست ہوئے۔ اسوقت
غضنفر بیگ کہ امراء عسکری مرزا مین سے تہا بہاگ کر سلطان بہادر پاس گیا۔ اوس کو احمد آباد مین
آنے کی ترغیب دی جسکا بیان اپنے محل پر ہو چکا ہے۔ جب کل امراء سوا تردی بیگ کے
احمد آباد مین جمع ہوئے تہے اور سلطان بہادر شاہ گجرات کا عازم ہوا تو عسکری مرزا اور
تمام امرا نے یہ تجویز کی کہ سلطان بہادر سے مقاومت متعذر بلکہ متعسر ہے اور ہمایون بادشاہ
منڈو مین ٹہیرا ہوا ہے اور شیر خان نے بہی بنگالہ مین آتش فتنہ کو بہڑکا رکہا ہے صلاح یہ ہے
کہ محمد آباد چنپانیر کا جوار قبضہ مین لا کر آگرہ روانہ ہون اور ان حدود کو تصرف مین لا کر خطبہ
مرزا عسکری کے نام کا پڑہوائین۔ اور ہندو بیگ کو منصب وزارت دین اور اور مرزا جہان چاہین
وہان متصرف ہون یہ قرار دیکر گجرات جسکو اس مشقت و تردد سے تسخیر کیا تہا مفت ہاتہ سے
دیکر محمد آباد چنپانیر پر متوجہ ہوئے۔ تردی بیگ مرزاؤن کے فاسد ارادون سے آگاہ تہا۔
اوسنے حصار کی استواری مین کوشش کی ناچار مرزاؤن کو آگرہ جانا پڑا۔ سلطان بہادر نے
جب گجرات کو خالی دیکہا تو تردی بیگ کے دفع کرنے کے لئے محمد آباد چنپانیر کا عازم ہوا۔
تردی بیگ نے اپنے مین لڑنے کی قوت نہ دیکہی خزانہ جتنا اٹہا سکتا تہا لیکر آگرہ کی طرف روانہ
ہوا۔ سلطان بہادر نے چند روز محمد آباد چنپانیر مین توقف کیا اور اپنی مہمات کے ضبط و ربط
مین مصروف ہوا۔

۹۴۳ھ ۱۵۳۶ء مین فرنگیون نے ساحل بحر ہند پر اپنی بستیان بسائی ہتین اونکا بڑا زور گوہ اور
جیول مین تہا۔ جب ہمایون بادشاہ کا تسلط گجرات مین تہا تو سلطان بہادر نے اس سے
نہایت عجز و انکسار سے مدد مانگی تہی اوسکو یقین تہا کہ وہ گجرات کو خالی دیکہکر اوسپر متصرف
ہونگے اس سبب سے وہ محمد آباد چنپانیر سے سورت و جوناگڈہ کی طرف متوجہ ہوا کہ اس گروہ کو
آنے کے بعد حسن طریقہ سے جا سے نکالے۔ یہان چند روز سلطان سیر و شکار مین مصروف رہا کہ

حوالہ کرکے قلعہ محمد آباد چینپانیر کی طرف متوجہ ہوا۔ بلدہ محمد آباد کو تاراج کیا غنیمت بیحد و قیاس سپاہ کے ہاتھ آئی۔ اور وہ بہت جلد کہنبایت کو پہنچا وہان سیر کرکے محمد آباد چینپانیر کا محاصرہ کیا جسطرح اس قلعہ کو فتح کیا وہ تاریخ ہمایوں میں مذکور ہے اختیار خان گجراتی حاکم محمد آباد چینپانیر جا کا قلعہ ارک میں جسکو مولیا کہتے تہے پناہ گزین ہوا۔ آخر زینہار مانگ کر ہمایوں کی خدمت میں آیا۔ وہ فضائل وکمالات میں تمام امرائے گجرات سے بڑہا ہوا تہا۔ مجلس خاص کے ندیموں میں داخل ہوا سلطان گجرات کے خزانے کہ دراز عمروں میں جمع ہوئے تہے ہمایوں کے تصرف میں آئے وہ لشکر میں تقسیم ہوئے۔

سنہ ۹۴۲ھ میں باوجودیکہ ہمایوں بادشاہ محمد آباد چینپانیر میں موجود تھا کہ سلطان بہادر پاس رعایائے گجرات کی عرائض متواتر آئیں کہ اگر جناب اپنے ملازموں میں سے ایک شخص کو تحصیل مال کے لئے مقرر فرمائیں تو خزانہ میں واجب الادا مال پہنچا دیا جائیگا سلطان بہادر نے اپنے غلام عماد الملک کو بہت سے لشکر کے ساتہہ ولایت کی مالیات کی محاصل کے لئے بہیجا۔ عماد الملک نے سپاہ جمع کرنے میں کوشش کی احمد آباد کے باہر اس پاس پچاس ہزار آدمی جمع ہوگئے۔ اوس نے عمال اطراف میں بہیجکر مال کی تحصیل شروع کی جب ہمایوں بادشاہ کو یہ خبر ہوئی کہ اوسنے تردی بیگ کو خزانہ کی محافظت سپرد کی اور خود محمد آباد چینپانیر سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا عسکری مرزا اور یادگار ناصر مرزا و میرزا ہندو بیگ کو ایک منزل اپنے سے پہلے بہیجا۔ انکی محمود آباد کی نواحی میں جو احمد آباد سے بارہ کروہ پر ہے عماد الملک سے سخت لڑائی ہوئی عماد الملک نے شکست پائی۔ گجراتی بیشمار قتل ہوئے۔ ہمایوں بادشاہ نے احمد آباد سے باہر ٹہیر کر یہاں کی حکومت مرزا عسکری کو اور پٹن اور گجرات یادگار ناصر مرزا کو بہروچ قاسم حسین مرزا کو اور بڑودہ ہندو بیگ کو اور احسن محمد آباد چینپانیر تردی بیگ کو حوالہ کئے۔ خود برہانپور میں تشریف لیگیا۔ اور وہاں بمقتضائے وقت توقف نہ کرکے شادی آباد منڈو گیا اس اثناء میں خان جہان شیرازی نے سپاہ جمع کی قصبہ نوساری پر متصرف ہوا وہ امرائے

عماد شاہ [illegible]

جب سنا کہ سلطان بہادر کو استقلال و استیلاء حاصل ہوگیا اور ہمایوں بادشاہ چلا گیا تو وہ اپنے آنے سے پشیمان و نادم ہوئے اور آپس میں مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ بندر دیو پر جسطرح ہو سکے متصرف ہوں پس اونکے سردار نے بمقتضائے مصلحت تمارض کیا اور اپنی بیماری کی خبر شایع کی سلطان نے مکرر آدمی اوسکے بلانے کو بھیجے تو یہی جواب آیا کہ بیمار ہوں قوت رفتار نہیں کہ آؤں سلطان بہادر نے اس سبب سے کہ فرنگی اسکا ملاحظہ کرتے ہیں کچھ تھوڑے آدمی لیکر اونکی تسلی کے واسطے غراب میں سوار ہوا۔ جہاں جہاز لنگر انداز تھے وہاں پہنچا اور پرتگیزوں کے بڑے جہاز میں گیا وہاں غدر کے آثار اونسے دیکھے تو مراجعت کا ارادہ کیا وہ فرنگیوں کے جہاز سے اپنے جہاز میں آتا تھا کہ فرنگیوں نے چالاکی کرکے اپنے جہاز کو جدا کیا سلطان اپنے جہاز میں نہ پہنچ سکا سمندر میں گرا ایک غوطہ کھاکے سر باہر نکالا تھا کہ ایک فرنگی نے اپنے جہاز پر سے ایک نیزہ اوسکے سر پر ایسا مارا کہ اوسکا سر مجروح ہوا اور بحر عدم میں ایسا نیچے گیا کہ پھر نہ اوبھرا۔ لشکر گجرات یہ احوال دیکھکر احمد آباد بھاگا اور بندر دیو۔ رمضان ۹۴۳ھ میں فرنگیوں کے تصرف میں آیا۔ بہادر شاہ کی مدت شاہی ۱۵ سال ۳ روز تھی۔ تاریخ بہادر شاہی اس بادشاہ کے نام پر لکھی گئی ہے مصنف کو توفیق اصلاح نہ ہوئی۔ اس لئے اس کتاب میں بہت غلطیاں رہ گئیں ہیں

مسلمانوں اور پرتگیزی تاریخوں سے ان واقعات کا بیان جو بہادر شاہ اور پرتگیزوں کے درمیان واقع ہوئے

بہادر شاہ کو جو پرتگیزوں نے مار ڈالا یہ ایک واقعہ عجیب ہے اور وہ اس سبب سے عجیب تر ہوگیا ہے کہ اوسکو مسلمان مورخوں اور پرتگیزی مورخوں نے طرح طرح سے لکھا ہے اور اپنے اپنے گروہ کی طرفداری کی ہے۔ فرشتہ کا بیان تو ہم نے اوپر نقل کیا ہے اب ابوالفضل کے بیان کو لکھتے ہیں کہ جب بہادر دیب میں آیا۔ وہ نزمی پرتگیزوں کا (گورنر) جہازوں اور جنگی آدمیوں کو

آنکر یہ بات سلطان بہادر سے کہدی - سلطان بہادر نے جانا کہ کپتان خوف کے مارے نہیں آتا تو اوسکے
اوس کے جہاز میں ملاقات کرنیکا ارادہ کیا کہ وہاں جاکر اوسکی عیادت کرے مگر اصل مطلب
یہ تھا کہ اوسکی بدگمانی کو دفع کرے - اُسنے اپنے غراب کو تیار کرایا اور ان افسروں کو اپنے ساتھ
لیا امیر فاروقی شجاع خاں - لنگر خان - قادر شاہ منڈوی - الپ خاں پسر شجاع خاں گکھر - سکندر خاں
حاکم ستواس - اور گنیش پسر میدنی رائے - اوسنے اپنے نوکروں کو ہدایت کی کہ کوئی ہتیار
ساتھ نہ لے - اسپر امیروں نے عرض کیا کہ اس وضع سے جانا بادشاہی شان کو زیبا نہیں ہے
مگر اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا - قرآن شریف میں لکھا ہے کہ جب موت آتی ہے تو وہ ایک ساعت
توقف نہیں کرتی وہ چلنے میں ایک قدم نہیں ٹہیرتی ہے - وہ غراب میں بیٹھ کر چلا -
کپتان نے بادشاہ کی گرفتاری کی تدابیر درست کیں وہ ساحل کی طرف اوسکے استقبال
کو آیا اور اوسکو اپنے جہاز پر لایا - وہاں اوسکو بہت سے ہند کے سے تماشے دکھائے اور
حد سے زیادہ ظاہری تپاک کیا مگر باطن میں اوسکے دغا و فریب تھا - بادشاہ بھی اسی قسم
کی تدابیر کرتا تھا مگر اوسکا اقبال یاور نہ تھا اوسکی ساری تدبیریں اُلٹی ہوئیں +

جب بات چیتوں میں کچھ توقف ہوا - تو پرتگیزی کپتوں نے وہ اشارے کیئے کہ
جو پہلے سے ٹہیرا رکھے تھے تو سلطان نے جانا کہ میں اب جال میں پھنس گیا اور میری قسمت
پلٹ گئی - اوسکو افسروں نے یاد دلایا کہ حضور سے پہلے سے یہ نہ کہتے تہے کہ ہم سب وہاں جاکر
ہم فنا ہو جائینگے سلطان نے کہا کہ اگر تقدیر یہی ہے تو یہی ہوگا - اب بادشاہ اٹہا پرتگیزوں نے
اوسپر حملہ کیا کہتے ہیں کہ وہ اپنے جہاز کے قریب تھا کہ ایک پرتگیز نے اوسکے تلوار ماری اور
۹۴۳ اوسکو پانی میں پہینک دیا جو امرا اوسکے ساتھ تھے وہ بھی شہید ہوگئے - یہ واقعہ ۳ رمضان
ہوا + سلطان البر شہید البحر + اوسکی تاریخ ہوئی - بہادر شاہ بیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا اور
۱۱ سال سلطنت کی - اس حساب سے وہ اکتیس (۳۱) برس کی عمر میں فنا ہوا -

مراۃ اسکندری کے بیان سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ پرتگیزوں کے افسر اور سلطان بہادر
ایک دوسرے کو گرفتار کرنا چاہتے تھے اور اونکے تابعین اس ارادہ سے خوب واقف تھے

مرآۃ سکندری میں یہ لکھا ہے کہ جب بہادر شاہ پر بلاؤں کا آسمان ٹوٹا جنکا اوپر بیان ہوا
تو وہ بندر دیپ (دیو) میں آیا - پرتگیزوں نے اوسکی تسلی کی اور کہا کہ ہم مدد کرنے کو موجود
ہیں - ساحل پر بہت بندرگاہ ہمارے قبضہ میں ہیں جس بندر کو آپ پسند کریں اسمیں آپ
سکونت اختیار کیجیے - ہم آپ کی حفاظت کرینگے - ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی بہت ہوتا ہے
اسلیئے پرتگیزوں کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا - ایک دن پرتگیزوں نے سلطان بہادر سے
عرض کیا کہ اونکے سوداگر جو دیو میں تجارت کرنے کے عادی ہو گئے ہیں وہ اپنے اسباب
تجارت کو دور دور مختلف مقاموں میں رکھتے ہیں اگر حضور ہم کو چرسہ کی برابر زمین دیں تو
اُسمیں ہم ایک احاطہ بنالیں کہ جسمیں اسباب رکھنے کا آرام ملے سلطان نے یہ درخواست
اونکی قبول کرلی - سلطان دیو سے اپنے دشمنوں کو سزا دینے چلا گیا - پرتگیزوں نے
چرسہ کے باریک تسمے کترے اور اوسکے طول کی برابر زمین لیکر ایک مضبوط سنگین حصار
بنالیا - اور اوسپر توپیں لگادیں اور سپاہی مقرر کردیے - جب سلطان بہادر نے یہ
حال سنا تو وہ بہت متردد ہوا اور اس فکر میں لگا کہ ان کافروں کو کسی حیلہ و حکمت سے
نکالوں تاکہ آسانی سے مقصد حاصل ہو جائے - اسواسطے وہ احمد آباد سے کہنبایت میں
ہوتا ہوا دیو میں آیا - پرتگیزوں نے خیال کیا کہ اسکا یہاں آنا دغا سے خالی نہیں ہے
حتی المقدور سلطان بہادر نے بہت حکمتیں کیں کہ پرتگیزوں کی یہ بدگمانی دور ہو جائے مگر وہ
اسسے اوسکو اور زیادہ مکار اور دغاباز جاننے لگے - کہتے ہیں جب سلطان بہادر ساحل دیو پر آیا
تو اوسنے اپنے ایک معتمد امیر نور محمد خلیل کو پرتگیزی افسر پاس بھیجا کہ وہاں جاکر ایسی چالیں
چلے کہ یہ افسر بہادر شاہ کی ملاقات کرنے آئے جب یہ ایلچی کپتان سے ملا تو اوسنے بہرہ اٹھایا
اور نہایت اخلاق و تواضع سے ملا جب ان دونوں نے شراب پی تو کپتان نے نور محمد خلیل سے
پوچھا کہ بہادر شاہ کا اصل ارادہ کیا ہے تو اوسنے اپنے بادشاہ کا ارادہ جو اوسکو بتلانا
نہ چاہیے تھا بتلادیا اور افشاء راز کردیا - رات گذری صبح کو کپتان نے کہا کہ میں سلطان بہادر کا
سچا دوست ہوں مگر بیماری سے مجبور ہوا کہ اوسکی خدمت میں حاضر نہ ہوسکا نور محمد

اور اوسکے پیچھے اور جہاز آئے - غرض تین سو جہاز اس پاس ہو گئے - وہ چول میں آیا - یہاں
اوسنے دیکھا کہ بہادر شاہ کی ترغیب سے نظام الملک آٹھ ہزار سپاہ کے ساتھ موجود ہے اور کہتا
یہ ہے کہ عورتوں کی تفریح بحری کے لئے میں یہاں آیا ہوں مگر وہ اس جگہ فساد کی نیت سے
آیا تھا - یہاں کے حاکم سانتی من گیو ویرا نے ایسی ہوشیاری کی کہ نظام اپنے کام میں ملا یوس رہا - وقت
نیونو نے لسبین سے اپنے بہنوئی این تھونے دی سل ویرا کو ساتھ لیا وہ بڑا صاحب لیاقت
تھا اور اوسکی جگہ روئی دار پر یرکو مقرر کیا - بہادر شاہ اسوقت پہاڑوں میں شکار کھیل رہا تھا
بہادر فرنگی جام پہلے عیسائی تھا اور اب مسلمان ہو کر بہادر شاہ کے منہ بہت لگ گیا تھا اوسکو
بہادر شاہ نے نیونو پاس بھیجا کہ وہ اوسے بلا لائے - نیونو کچھ بیمار تھا اور زیادہ اپنے تئیں
بیمار بنا لیا تھا یعنے تمارض کیا تھا اوس نے عذر کیا کہ میں بیماری کے سبب سے حاضر نہیں ہو سکتا
دوستی جتانے کے لئے جو حقیقت جھوٹی تھی بہادر شاہ فوراً اس غراب میں بیٹھا
جس میں اوسنے نیونو کو شکاری گوشت بھیجا تھا - اوسکے ساتھ تیرہ امیر ہوئے اور اوسکے
ساتھ سوزا بھی تھا جو نیونو کا پیغام لیکر بہادر پاس گیا تہا نیونو بہادر شاہ کو اپنے جہاز پر
لے گیا اور بڑی خاطرداری کی - دونو نے بیٹھ کر آپس میں خوب باتیں کیں مگر بہادر شاہ کو
یہ دیکھ کر تعجب ہوا - کہ ایک نوکر نیونو سے سرگوشی کر رہا ہے - یہ ملازم سوزا کا یہ پیغام لایا تھا
کہ بعض کپتان آپکے حکم کے منتظر ہیں - اوسکو یقین تھا کہ بہادر شاہ مارا گیا ہوگا یا پکڑا گیا ہوگا
اب بہادر شاہ ششدر خاموش تہا کہ نیونو نے کچھ ملازم کی بات پر خیال نہیں کیا اور اٹھ کر
چلا گیا -

نیونا نے تمام افسروں کو حکم دیا کہ وہ اول بہادر شاہ کے ہمراہ میر محل میں
جائیں اور پھر سوزا قلعہ میں جائے اور جب بہادر شاہ اوسکی ملاقات کو آئے تو اوسکو پکڑ لیں بہادر شاہ
نے یہ سوچا تھا کہ اوسکو ڈنر پر بلائے اور پکڑ لے سوزا بہادر شاہ کو قلعہ میں بلانے کے لئے گیا اور
کہا قلعہ میں چلا گیا - بہادر شاہ کے غراب میں سوزا آیا اور رومی جام کی معرفت پیغام بھیجا کہ
قلعہ میں تشریف لے چلئے - مگر رومی جام نے بہادر شاہ سے کہا کہ آپ نہ جائیے وہاں گرفتار ہو جائیگا

دیدی تہی اوسکا بڑا قلق اوسکو تہا وہ اوسکو چھیننا اور حاکم کو اور تمام اہل قلعہ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ بادشاہ کے اس فساد آمیز ارادہ پر نیونو دی کنہا مطلع ہوا اور اوسکے انسداد کی تدبیر کرنے لگا
دیو میں بہادر جوانمرد ایمے نیوا ایل دی سوزا حاکم تھا۔ اوسکے مارنے کا ارادہ بہادر شاہ نے کیا۔ ٨ اکتوبر کی رات کو ایک مسلمان دیوار پر آیا اور اوسنے کہا کہ سوزا بہادر شاہ کل تجھے مارنے کے لئے بلائیگا میں اپنا نام اسلئے نہیں بتاتا شاید یہ خیال کیا جائے کہ یہ انعام پانے کا طریقہ ایجاد ہوا ہے۔ ایمی نیوا ایل بڑی دیر تک سوچتا رہا کہ میں بہادر شاہ پاس جاؤں یا نہ جاؤں آخر کو اوسنے جانیکا ارادہ کیا۔ جس گھنٹے میں اوسکو یہ آگاہی ہوئی تھی بہادر شاہ کا آدمی اوسے بلانے آیا۔ وہ پہلے تو بہت مسلح نوکر و نکو اپنے ساتھ لیجاتا تھا مگر اب کی دفعہ وہ تنہا گیا۔ بہادر شاہ نے اوسے بے فکر دیکھ کر اپنے کینہ کو ظاہری اخلاق سے بدلا۔ ایمی نیوا ایل قلعہ کو واپس چلا آیا۔ بادشاہ کی ماں نے بیٹے کو سمجھایا کہ یہ شرارت آمیز ارادہ نہ کرے۔ بادشاہ نے یہ بہتر جانا کہ میں قلعہ میں کپتان سے اکثر ملنے جاؤں جسسے بدگمانی بالکل مٹ جائے پھر اوسکو وہاں ماروں یا پکڑ لوں۔ بادشاہ بڑا درشت طینت تھا وہ اول دفعہ ملاقات کرنے ناوقت آیا۔ یہ ناوقت آنا بدگمانی کے لئے کافی تھا۔ سوزا نے اپنی حفاظت کر کے ملاقات کی۔ اونکی آپس میں باتیں بے سروپا ہوئیں بہادر شاہ چلا گیا اور اوسنے اپنے نزدیک جانا کہ اوسنے سوزا کو پھندے میں پھنسا لیا مگر وہ اور زیادہ اپنی حفاظت کرنے لگا
نیونو دی کنہا کو جبت خبر ہوئی کہ دیو میں یہ معاملہ پیش آیا تو اوسکو تعجب ہوا کہ سوزا نے بادشاہ کو جب وہ اوسکے قابو میں آگیا تھا گرفتار کیوں نہ کر لیا۔ غرض اسکے بھی بڑے ارادے مشہور ہو گئے تھے۔ اوسنے یہ بھی مشہور کر رکھا تھا کہ پرتگال سے جہاز بڑے ساز و سامان کے ساتھ آتے ہیں یہ منصوبہ نیونو کو معرض خطر میں لایا۔ بہادر شاہ نے اول اوسکے مارنے کا قصد کیا تاکہ سوزا کے مارنے کے بعد وہ دیو کی کمک کو نہ آسکے۔ بہادر شاہ نے اوسکو لکھا کہ تم دیو میں آؤ بعض معاملات عظیم کا فیصلہ کرنا ہے نیونو گو اوسکی بدنیتی سے واقف تہا مگر اوس نے
[illegible]

ذکر سلطنت میران محمد شاہ فاروقی

جب بہادر شاہ دنیا سے رخصت ہوا تو اوسکی والدہ مخدومہ جہاں مع امرا کے بندر دیپ سے احمد آباد کو روانہ ہوئی۔ اثنا و راہ میں خبر آئی کہ محمد زماں مرزا سے جسکو بہادر نے دہلی و لاہور کی جانب بھیجا تھا کہ وہ مغلوں کو پریشان کرے حدود لاہور سے احمد آباد کی طرف آتا ہے جسوقت اونے سلطان بہادر کے واقعہ ناگزیر کی خبر سنی تو بہت رویا پیٹا اور ماتمی لباس پہنا اور تعزیت کے لئے آیا۔ مخدومہ جہاں نے اسباب مہمانی اُس پاس بھیجا اوس کا لباس ماتمی اُتروایا لیکن مرزا کا مطلب کچھہ اور تہا اوسنے کسی وقت خزانہ گجرات پر ہاتھہ ڈالا اور سات سو صندوق سونے سے بھر لے گیا اور بارہ ہزار آدمی مغل اور ہندوستانی جمع کئے۔ امراء گجراتی اس حال کے دیکھنے سے مضطرب ہوئے۔ اونہوں نے بادشاہ کے مقرر کرنے میں مصلحت دیکھی۔ سلطان بہادر اپنے بہانجے محمد شاہ فاروقی پر ولیعہدی کا اشارہ کر چکا تہا اس لئے کل امراء اور مخدومہ جہاں وسکی بادشاہی پر راضی ہوئے غائبانہ اسکا خطبہ و سکہ عمل میں آیا آدمی اوس کو بلانے گیا عماد الملک بہت سا لشکر لیکر محمد زماں مرزا کے دفع کرنے کے لئے گیا مرزا عیاش اور فراغت طلب تہا کچھہ لڑکر سندھ کو بہاگ گیا۔ پہر اوسکی مہم کی کوئی صورت نہ ہوئی میراں محمد شاہ فاروقی جسکو بہادر شاہ نے لشکر چغتائی کے تعاقب میں مالوہ تک بھیجا تھا وہ تخت پر بیٹھا اور ڈیڑھ مہینہ سلطنت کر کے اجل طبعی سے ۹۴۳ھ میں مر گیا۔

۱ ذکر سلطنت سلطان محمود گجراتی بن لطیف خاں بن سلطان مظفر

جب میراں محمد شاہ فاروقی دنیا سے چل بسا تو کوئی وارث سلطنت سوا محمد خاں بن شاہزادہ لطیف خاں بن مظفر شاہ کے کوئی اور نظر نہ آتا تہا۔ وہ سلطنت کا مدعی ہوا تھا اسلئے سلطان بہادر نے اوسکو برہان پور میں میراں محمد شاہ پاس قید کر رکھا تہا۔ اختیار خاں اوسکے بلانے کو گیا۔ میراں مبارک شاہ برادر میراں محمد شاہ نے اوسکے بھیجنے میں مضائقہ کیا۔ امراء گجرات نے لشکر تیار کر کے برہان پور جانے کا ارادہ کیا۔ میراں مبارک کو جب حال [illegible] ۹۴۴ھ [illegible] تخت سلطنت پر بیٹھا اسکا خطاب

کے ہراول کو شکست دی اور جب اوسکی فوج خاص سے لڑا اور داد مردانگی دی مگر جب میدان جنگ سے نکلا تو پانچ
سوار اوسکے پاس تھے بہت سراسیمہ تھا کہ دریاخاں کے ہراول سپاہی احمدآباد میں گئے ہونگے اور اوسکی شکست کی خبر
مشہور ہوئی ہوگی اسلئے احمدآباد جانا چاہیے وہ پانچ سواروں کے ساتھ بہت ہی جلد شہر میں آ کر دولتخانہ شاہی میں داخل
ہوا اور فتح کی منادی اہل شہر دریاخان کے ہراول شکست یافتہ کو دیکھ چکے تھے اونکو دریاخاں کی شکست کا
یقین ہوا ایک جماعت اسکے پاس آئی اوسنے حکم دیا کہ دریاخان کا گھر غارت کیا جائے اور شہر کے دروازے محکم
کئے جائیں عالمخان نے تیز قاصد بھیجکر سلطان محمود کو طلب کیا۔ دریاخان جب فتح کرکے اپنی منزل
میں آیا تو احمدآباد سے اسکے پاس قاصد پہنچے اور حقیقت حال پر اوسکو اطلاع دی۔ وہ بہت جلد
احمدآباد کی طرف آیا۔ اہل و عیال امرا کے شہر میں تھے اکثر آدمی اوس سے جدا ہوکر عالمخاں
کو بھی پاس آئے۔ اور اسی عرصہ میں سلطان محمود بھی شہر میں آگیا اس خبر کے سننے سے
دریاخاں غوری نے فرار کیا برہانپور گیا یہاں بھی قرار نہ پایا تو وہ شیرشاہ پاس چلا گیا جسنے
اوسکے ساتھ بڑی رعایتیں کیں۔ دریاخان کے جانے کے بعد عالمخان وزیر ہوا۔
وزارت پاکر اوسکو بھی دریاخاں کا سا گھمنڈ ہوا اسی کی چالوں پر چلنے لگے سلطان محمود نے
امرا کو اپنے ساتھ متفق کرکے اوسکے پکڑنے کا قصد کیا اوسکو خبر ہوگئی وہ بھی شیرشاہ پاس
چلا گیا۔ اوسنے بہت اوسکے حال پر نوازش کی۔ سبب باغی امرا کی طرف سے سلطان محمود کی
خاطر جمع ہوئی تو وہ تنسیق ممالک اور تکثیر زراعت اور دلاسا سے سپاہ میں مشغول ہوا۔
تھوڑے دنوں میں گجرات کو پھر اپنی اصلی حالت پر لے آیا۔ اعیان و اکابر و اشراف سے
مستحسن سلوک کیا احمدآباد سے بارہ کروہ (۲۴ میل) پر ایک نیا شہر بنایا اوسکا نام محمودآباد
رکھا لیکن وہ اوسکے عہد میں پورا نہ تیار ہوا۔ اسی بادشاہ کے عہد میں ۹۴۹ھ میں بحر عمان کے
ساحل پر قلعہ سورت تعمیر ہوا سورت کے مسلمانوں کی طرح طرح کی مزاحمتیں فرنگی کرتے تھے۔
اسلئے سلطان محمود نے غضنفر آقا غلام ترک الملقب خداوند خان کو اس جگہ کا حاکم مقرر کیا
اور حکم دیا کہ قلعہ یہاں بنائے جب خداوند خان نے قلعہ بنانا شروع کیا تو فرنگی جہازوں
میں چند دفعہ سوار ہوکر ممانعت کے لئے آئے۔ اور سخت لڑائیاں لڑے۔ مگر ہر دفعہ شکست پائی

سلطان محمود ہوا۔ اختیار خان صاحب اختیار رہا۔ مہام مملکت گجرات کی زمام اوسکے اقتدار کے ہاتھ میں آئی۔ ۹۴۵ھ میں امرا میں آپس میں مخالفت ہوئی۔ دریا خاں و عماد الملک نے اتفاق کرکے اختیار خان کو قتل کیا۔ عماد الملک امیر الامرا اور دریا خاں غوری وزیر کل ہوا۔ آخر سال میں ان دونوں میں مخالفت ہوئی۔ دریا خان غوری سلطان محمود کو شکار کے بہانہ سے محمد آباد چنپانیر لے گیا۔ عماد الملک نے بہت لشکر جمع کیا اور محمد آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ دو تین کوچوں کے بعد سپاہی جنہوں نے اُس سے خرچ و پیہ لیا تہا جُدا ہو کر بادشاہ سے مل گئے عماد الملک نے ناچار صلح کرلی جسمیں یہ قرار پایا کہ عماد الملک اپنی جاگیر سرم گانو کو چلا جائے سلطان محمود احمد آباد میں مراجعت کرے ۹۴۷ھ میں دریا خاں غوری نے عماد الملک کی استیصال کا ارادہ کیا محمود شاہ کو آراستہ لشکر کے ساتھ ولایت سورت میں لے گیا۔ عماد الملک لڑ کر بھاگا۔ میراں مبارک شاہ حاکم آسیر و برہانپور پاس التجا کی۔ وہ حمیت و غیرت کے سبب سے اوسکی مدد کو تیار ہوا۔ اوسنے لشکر گجرات سے جنگ کی اور شکست پائی اور آسیر کی طرف بھاگا۔ عماد الملک ملو خاں المخاطب قادر شاہ حاکم مالوہ پاس گیا۔ سلطان محمود خاندیس میں ٹھیر کر تاخت و تاراج میں مشغول ہوا۔ میران مبارک شاہ نے اکابر کے واسطے سے صلح کرلی اور محمود شاہ کی خدمت میں آیا۔ دریا خان غوری نے عماد الملک کے خارج ہوجانے سے قوت و استظہار پایا۔ کل مہمات ملکی اور مالی کا مالک ہوا کوئی اوسکے کام میں دخل نہیں دے سکتا تہا رفتہ رفتہ اوس کے اختیار کی نوبت یہانتک پہونچی کہ وہ شاہی کرنے لگا اور محمود شاہ ایک نمونہ رہ گیا۔ سلطان محمود نے جب اپنی یہ حالت دیکھی تو وہ ایک رات کو جر جیو کبوتر باز کی معرفت قلعہ احمد آباد میں عالم خان لودھی پاس گیا وہ دولقہ و دندوقہ میں جاگیر رکھتا تھا۔ لودھی نے بادشاہ کے آنے کو غنیمت جانکر چار ہزار لشکر مرتب کیا۔ دریا خان غوری نے محافظ خان اور اپنے خویشوں کے بہکانے سے ایک طفل مجہول النسب کو شاہ مظفر نام رکھہ کر بادشاہ بنایا۔ کل امرا کی جاگیر اور خطاب میں اضافہ کرکے اپنے ساتھ متفق کیا۔ دولقہ کی طرف متوجہ ہوا۔ سلطان

سلام کرتا تہا۔ بادشاہ نے ترحم کرکے اوسکے گناہ سے درگذر کی اور خلاص کیا۔ زخموں
کے مارے اوسکے اعضا قیمہ قیمہ ہو رہے تہے اونپر مرہم رکہا گیا اور کئی روز
روئی کے اندر اوسکو رکہا۔ جب صحت ہوئی تو پہر بادشاہ کا مقرب ہوا۔ مگر اپنے ولی نعمت
سے کینہ سینہ میں رکہتا تہا۔ قضا را پہر ایک گناہ شکارگاہ میں ویسے صادر ہوا۔ سلطان نے
اوسکو گالیاں دیکر تہدید کی۔ شام کے قریب بادشاہ شکارگاہ سے پہرا۔ اور بہانگ و مسکرات
زیادہ کہاکر پلنگ پر سو رہا۔ کہتے ہیں کہ سلطان پاس دو سو آدمی ایسے تہے کہ جو شیر سے
لڑکر اوسپر غالب آجاتے تہے۔ اونکو شیرکش کہتے تہے وہ برہان کے حوالہ تہے کہ شکارگاہ
اور نازک جا میں ساتہہ رہیں۔ برہان نے اونسے امارت و مناصب کا وعدہ کرکے اپنے
ساتہہ موافق کرلیا تہا۔ وہ گہات لگائے رہتے تہے۔ اس روز کہ جب برہان کو بادشاہ
ایسے غافل سونے کی خبر ہوئی تو اوسنے اپنے بہانجے دولت سے جو بادشاہ سے زیادہ
نزدیکی رکہتا تہا شاہ کے قتل میں ہمزبانی کی اور اوسنے قبول کیا۔ بادشاہ کے سر کے
بالوں کے خشک کرنے کا بہانہ بناکے وہ گیا۔ بادشاہ کے بال بہت دراز تہے اون کو
ہاتہوں میں لیکر کہینچا تو بادشاہ کو نہایت بے خبر پایا۔ بالوں کو پلنگ کی پٹی سے مضبوط
باندہ دیا۔ اور بادشاہ کی شمشیر خاصہ کو غلاف سے کہینچکر بادشاہ کے حلق پر رکہی۔ بادشاہ
ہوشیار ہوا۔ اوٹہنے کا ارادہ کیا مگر بال ایسے پٹی سے مضبوط بندہے ہوئے تہے
کہ اوٹہہ نہ سکا۔ دفع مضرت کے لئے دونو ہاتہہ تلوار کی دہار پر رکہے کہ گلا اور ہاتہہ دونو
بریدہ ہوگئے اس دولت بیدولت نے اپنا کام کیا تو برہان نے کہ دروازہ کے نزدیک تہا
شعبدہ بازی شروع کی وہ یہ سمجہا کہ اگر بعض امراء اعظم کو مار ڈالوں گا تو میں ہی بادشاہ
ہوجاؤنگا۔ لحظہ بلحظہ باہر جاکر سلطان کے احکام سنانے لگا۔ بادشاہ کی زبانی پہلا حکم یہ
سنایا کہ مطرب و مغنی بلند آوازی سے گائیں۔ حکم دوم یہ کہ شیرکشوں میں سے دس آدمی
حضور کی خدمت میں رہیں۔ انکو اس بہانہ سے اندر لے گیا ہتیار اونکو دئے اور معین
جائیں اور کہا کہ امیروں اور وزیروں کی طلب میں آدمی بہیجے آدہی رات آئی تہی کہ

خداوندخان نے یہ قلعہ بنواکے تمام کیا۔ یہ حصار ایک نہایت متین اور استوار ہے اوسکی
دو طرف خشکی سے متصل ان میں خندق بیس گز عرض کی ایسی نیچی بنائی کہ پانی نکل آیا
خندق کی دیوار کو سنگ و آہک سے بنایا ہے عرض اسکا ۵ گز ہے اور ارتفاع ۲۰ گز۔ اور
عجیب بات یہ ہے کہ پتھروںکو لوہے سے جوڑکر سیسہ اونمیں ایسا پلایا ہے کہ کوئی درز
و دراڑ باقی نہیں رہی سنگ انداز ایسے بنائے ہیں کہ دیدہ بینا انہیں دیکھ کر متحیر ہوتا ہے جب
عیسائی جنگ و جدل سے اپنا کام نہ بنا سکے تو رفق و مدارا سے پیش آئے اور خداوند خان
کو بہت روپیہ رشوت کا دینے لگے کہ وہ قلعہ نہ بنائے۔ مگر اوسنے رشوت پر تھوکا بھی
نہیں تو فرنگیوں نے کہا کہ اگر یہ بات تو قبول نہیں کرتا تو ہم تجھکو اتنا ہی روپیہ دیتے ہیں
جو قلعہ کے نہ بنانے کے لئے دیتے تھے کہ تو پرتگال کی طرح کی چوکنڈی نہ بنائے
خداوندخان نے کہا کہ سلطان کے دولت کی وجہ سے میں کسی چیز کی پروا نہیں رکھتا ہوں
اور میں چاہتا ہوں کہ تمہاری مرضی کے برعکس اس قسم کی چوکنڈی بناؤں اور اپنے
لئے ثواب عظیم حاصل کروں۔ توپ و ضرب زن کہ رومیوں نے جونا گڈھ میں چھوڑے تھے
اور اونکو سلیمانی کہتے تھے منگا کر قلعہ سورت پر جابجا لگائے اور خوب اوسکو مضبوط کیا ملا محمد
استر آبادی نے اس قلعہ کی تاریخ یہ کہی ہے ؎

این ندا آمد ز غیب بہر تاریخش بگوش سد بود بر سینۂ دجال فرنگی این بناے

سلطان محمود نے ۹۶۱ھ تک باستقلال حکومت کی اور کسی طرف کوئی اسکا منازع
و مخالف نہ تھا۔ مگر سال مذکور میں برہان نے اس کے قتل کا ارادہ کیا جسکی تفصیل یہ ہے
کہ محمود شاہ کا ایک ملازم برہان تھا کہ لوگوں کو صالح اپنے تئیں دکھاتا تھا اور اکثر اوقات
طاعات و عبادات میں مصروف رہتا تھا۔ شکار میں بادشاہ کا پیش نماز وہی ہوتا تھا۔
ایکدفعہ اوسنے بادشاہ کی خدمت میں ایسی تقصیر کی کہ سلطان نے اوسکو بھی دیوار میں
چنوادیا مگر سر اوسکا دیوار سے باہر رکھا۔ کچھ تھوڑی دیر بعد بادشاہ کا گذر اوسکی طرف
ہوا تو برہان زندہ تھا۔ بادشاہ کی طرف نگاہ کرتا تھا چشم و ابرو کے اشارے سے

یکے محمود شہ سلطان گجرات	کہ ہم چون دولت خود نوجوان بود
دگر اسلام خان سلطان دہلی	کہ اندر عہد خود صاحبقران بود
سیم آمد نظام الملک بحری	کہ در ملک دکن خسرو نشان بود
ز تاریخ وفات ایں سہ خسرو	چہ می پرسی زوال خسروان بود

سلطان محمود نیک نہاد پسندیدہ اطوار تھا اکثر اوقات علما و فضلا کی صحبت میں رہتا۔ نفلی روزہ رکھتا۔ اپنے ابا و اجداد کی وفات کے دن روزہ رکھتا متبرک دنوں میں فقرا و مساکین و مستحقین کو کھانا کھلاتا اور خود طشت و آفتابہ ہاتھہ میں لیکر آدمیوں کے ہاتھہ دھلواتا اور پارچہا سری صاف وغیرہ کہ اوسکی پوشش کے لئے مقرر تھے اون میں سے اول درویشوں کا جامہ و دستار بناتا۔ بعد ازاں اپنے کپڑے بناتا۔ اوسنے کہار ندی کے کنارے ایک آہو خانہ بنایا تہا سات کروہ (۱۴ میل) اوسکی دیوار طول میں تہی۔ اس آہو خانہ میں عمارات دلکشا و باغ روح افزا بنائے تھے۔ صاحب جمال مالنین باغ کی آراستگی کے واسطے نوکر رکھی تہیں اس آہو خانہ میں طرح طرح کے جانور تھے کہ اونکی توالد و تناسل کی کثرت سے تمام آہو خانہ پر تھا سلطان عورتوں کی صحبت پر مرتا تہا۔ اپنی حرموں کو وہاں رکھتا اور اونکو ساتہہ لیکر شکار کھیلتا چوگان بازی کرتا۔ اس چار دیواری میں جو درخت تھے اونپر سرخ و سبز مخمل لپٹی ہوئی تھی۔ اوسکے کوئی اولاد نہ تھی اسلئے حرموں میں سے کوئی حاملہ ہوتی تو اسقاط حمل کا حکم دیتا۔ اسکا ایک ہندی غلام اعتماد خاں تھا سلطان اسپر کلی اعتماد رکھتا تہا اپنی حرم میں اوسکو محرم بنایا تہا عورتوں کی آرائش اوسکے سپرد تھی۔ اوسنے بادشاہ کے ملاحظہ اور احتیاط کے سبب سے کافور کھاکر اپنی رجولیت کو دور کر دیا تھا۔ چونکہ گجرات میں فراوانی عورتوں کے جانے کی اور لوگوں کے گہروں پر بہر بہانہ سے اونکے ہجوم ہونے کا رواج ہوگیا تھا تو فسق و فجور بمنزلہ رسم و عادات کے ہوگیا تھا کہ وہ برا نہیں معلوم ہوتا تھا سلطان محمود نے اوسکو منع کر دیا۔ امتحان کے واسطے مجہول آدمیوں کی ایک جماعت کو اونکی طلب میں بھیجا

... سے ... بلارت کا خوف انسداد ہوگیا تھا +

خداوندخان بانی قلعہ سورت و آصفخان وزیر حاضر ہوئے اور قتل کئے گئے اونکے بعد دو آدمی اور امرار کبار کی طلب میں بھیجے۔ جب اعتماد خان کی طلب میں آدمی گئے تو اونے کہا کہ اسوقت سلطان ہرگز ہماری قسم کے آدمیوں کو طلب نہیں کرتا۔ اسمیں کوئی فیہ ہے۔ اتنے میں اور آدمی اسکی طلب میں آیا تو اوسکو دغدغہ اور زیادہ ہوا۔ پھر برہان نے عبدالصمد شیرازی الملخاطب افضل خان کو طلب کر کے کہا کہ بادشاہ خداوند خاں و آصف خان سے رنجیدہ ہو گیا ہے تیرے لئے یہ خلعت وزارت بھیجا ہے۔ افضل خان نے کہا کہ جب تک میں بادشاہ کو نہ دیکھونگا ایسے امرِ خطیر کا خلعت نہیں پہنوں گا۔ اوسنے آستین میں ایک ہاتھ ڈال کر کہا کہ بادشاہ کے سر کی قسم دوسرا ہاتھ میں نہیں ڈالوں گا مگر بادشاہ کے روبرو تو برہان اوسکو وہاں لایا جہاں سلطان کی لاش پڑی تھی۔ اور کہا کہ بادشاہ اور عمدہ وزرا اور امرا کا کام تمام کر چکا ہوں۔ تجھے وزیر کر کے کلی و جزوی امور کا اختیار دیتا ہوں۔ افضل خان نے اسکو بکار ریکار کر گالیاں دیں تو اس ناپاک نے اس پیر ہفتاد سالہ کو قتل کر ڈالا۔ سرکشوں و سپاہیوں اور اوباش آدمیوں کو جورات کو جمع تھے اونمیں سے ہر ایک کو خطاب دیا اور امارت کا امیدوار کیا۔ اور تخت پر بیٹھا صبح تک زر بخشی کرتا رہا۔ بادشاہ کے طویلہ کے گھوڑوں اور ہاتھیوں کو اوباش آدمیوں کو تقسیم کرتا رہا اور اونکو اپنا مایۂ استظہار بنایا۔ جب بادشاہ کی شہادت کی خبر پہیلی تو عماد الملک ترک پسر نعمت خان اور الغ خان حبشی اور امرا جمعیت کر کے برہان کے سر پر جا چڑھے اور کا فر بمقتضا مصرعہ + سلطنت گر ہمہ یک لحظہ بود مغتنم است + چتر سر پر رکھے ہوئے اپنی جمعیت کے ساتھ برابر میں آیا۔ اول ہی حملہ میں خاک میں لوٹا۔ شیروان کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ پاؤں میں اوسکے رسی باندہ کر تمام بازار و محلہ میں پہرایا۔ سلطان محمود کی مدت سلطنت ۱۸ سال ۲ ماہ اور چند روز تھی۔ بحسب اتفاق سلیم شاہ بن شیر شاہ دہلی کا بادشاہ اور نظام الملک شاہ بحری احمد نگر کا حاکم اسی سال ۹۶۱ھ میں اجل طبعی سے مرے جنکی تاریخ وفات مولانا غلام علی ہندو شاہ نے یہ کہی قطعہ تاریخ ۵

ذکر سلطنت احمد شاہ گجراتی

گرفتنہ و فسا

جب سلطان محمود نے شہادت پائی اور اوسکے کوئی فرزند نہ تھا تو اعتماد خان نے اس سبب سے بہ بہانہ ہو حرز د سال سلطان صفی الملک کو سلطان احمد شاہ ثانی کی اولاد میں سے تبلا کر میران سید مبارک بخاری اور امرا کے اتفاق سے تخت شاہی پر بٹھا دیا اور اوسکو سلطان احمد شاہ خطاب دیا شاہی کے اختیارات خود لے لئے اوسکو گھر میں برائے نام بادشاہ بنائے رکھا۔ جب پانچ سال اس حال سے گذرے تو احمد شاہ کو ایسی حالت کی تاب نہ رہی وہ احمد آباد سے نکل کر محمود آباد میں سید مبارک بخاری پاس چلا گیا۔ یہ بھی امرائے کبار میں سے تھا۔ اس پاس موسی خاں فولادی و سادات خان و عالم خاں لودہی و اعظم خان مالوی اور اور آدمی جمع ہو گئے۔ اعتماد خاں نے عماد الملک بدر جنگیز و الغ خاں و جہجہار خان حبشی و اختیار الملک اور امرائے گجرات سے اتفاق کیا اور یہ ٹہانہ لے کر سید مبارک کے سر پر جا چڑہا۔ اگرچہ سید مبارک پاس جمعیت بہ نسبت اعتماد خان کے جمعیت کے کمتر تھی مگر معرکہ جنگ گرم ہوا سید مبارک کو تو ایک توپ کے گولہ نے دوسرے عالم میں لڑکایا۔ سلطان احمد کو شکست ہوئی وہ چند روز صحرا و جنگل میں سرگردان پھر کر اعتماد خاں پاس گیا اوسنے اوس کے ساتھ پہلا ہی سا سلوک کیا۔ اوس کو گھر میں بٹھا دیا اور کسی کو اوس پاس جانے نہ دیا۔ اس صورت مین عماد الملک و تاتار خاں غوری اعتماد خان کے گھر پر چڑہ گئے اور اوسکے ڈہانے کے لئے توپیں لگا دیں اعتماد خان اونکے آگے نہ ٹہیر سکا پال (پولوہ) کی جانب کہ محمد آباد چینپانیر کی توابع میں ہے چلا گیا اور جمعیت بہم پہنچائی۔ قریب تہا کہ جنگ واقع ہو کہ آدمیوں نے درمیان مین پڑ کر انکے درمیان صلح کرا دی۔ بموافق سابق کے اعتماد خان کو وکالت سلطنت سپرد ہوئی اور ولایت بہروچ و محمد آباد چینپانیر و نادوت اور اور پرگنے آب مہندری و نربدا کے درمیان عماد الملک کو جاگیر میں ملے۔ اور ایک ہزار پانسو سوار کی جاگیر سلطان احمد کے لئے مقرر ہوئی۔ اس دفعہ کبھی کبھی اپنی بے عقلی سے اپنے ہمدموں میں اعتماد خان کے قتل کا مشورہ علانیہ کیا کرتا تھا۔ اور مقتضائے خرد سالی

و منزلت بہ نسبت اور امرا کے سلطان جنت آشیان کے زمانہ میں زیادہ تھی تو اس زمانہ میں آپ لڑکا تھا تیرا باپ عماد الملک شاہی اگر زندہ ہوتا تو میرے سخن کی تصدیق کرتا - یہ جوان جو تخت سلطنت پہ بیٹھا ہے میرا اور تیرا ولی نعمت ہے تیری خیر اسی میں ہے کہ اوس کی خدمت گذاری سے سرتابی نہ کرے جیسے تیرے باپ نے اس بادشاہ کے باپ کی خدمت کی ہے ایسی ہی تو اوسکی خدمت کر تو پھولے پھلے گا - شہر خان فولادی نے اس سوال و جواب سے واقف ہو کر ایک خط چنگیز خاں کو لکھا جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ تم چند روز صبر کئے بیٹھے رہو اور مدارا کو ہاتھہ سے نہ دو بے تقریب کے مسند عالی سے مخالفت کا اظہار نہ کرو - مگر چنگیز خان نے بڑودہ پر دندان طمع دراز کئے بیٹھا تھا اس بات کو قبول نہیں کیا اعتماد خان کو پیغام بھیجا کہ میرے پاس آدمی بہت جمع ہو گئے ہیں اور یہ ولایت مختصر جو میرے تصرف میں ہے اس جماعت کو کفایت نہیں کرتی چونکہ سلطنت کے تمام کام مسند عالی کے سپرد ہیں - آپ اس باب میں فکر فرمائیں - اعتماد خان نے اپنے سر پر سے بلا ٹالنے کے لئے اوسکو برہانپور لینے پر ابھارا کہ اوسکو جواب لکھا کہ قصبہ نذربار ہمیشہ سے امرائے گجرات کے تصرف میں رہا ہے - ان ایام میں کہ قلعہ آسیر میں سلطان محمود میراں مبارک شاہ کے ساتھہ تھا تو میراں مبارک سے وعدہ کیا تھا کہ اگر خدا تعالی مجھے گجرات کی بادشاہی دیگا تو قصبہ نذربار تجھے دونگا جب اس سلطان نے اورنگ جہانبانی کو زینت دی تو اپنے ایفاے وعدہ کے سبب سے قصبہ نذربار کو میراں مبارک شاہ کو دیا - اب حال میں سلطان شہید ہو گیا اور میران مبارک شاہ نے بھی رحلت کی صلاح یہ ہے کہ اپنی جمعیت کو ساتھہ لے جا کر فوراً قصبہ نذربار پر اپنے اضافہ علوفہ کے لئے قبضہ کرو - بالفعل تم یہ کرو بعد ازاں اصل معاملہ پر نظر کی جائیگی - اعتماد خاں کے دم میں چنگیز خاں آگیا اور ۹۷۶ھ میں متواتر کوچ کر کے قصبہ نذربار پر متصرف ہوا - قدم حرص اور آگے بڑھایا تھالنیر گیا - اس اثنا میں خبر آئی کہ چنگیز خان سے لڑنے محمد میراں شاہ فاروقی ولد میراں مبارک شاہ و تفال خاں حاکم برار آتے ہیں چنگیز خان اپنے لشکر کو ایسی زمین میں لایا کہ شکستگی اور ناہمواری بہت رکھتی تھی اور جس طرف کہ زمین ہموار تھی

وندامت ظاہر کرنے لگے۔ اعتماد خان نے اونکے عجز کو مانا نہیں محاصرہ میں کوشش کی جب فوج لاودی
افغان تنگ ہوئے تو اون کے جوانان خرد وسال جمع ہوئے۔ اور اونہون نے موسیٰ خان اور شیر خان
سے کہا کہ جس حال میں ہمارا عجز و انکسار قبول نہیں ہوتا تو بجز جنگ کرنے اور جان دینے
کے چارہ نہیں ہے بس بارہ سو جوانون کے قریب ایک ہی دفعہ میں قلعہ سے باہر آئے
اور موسیٰ خان و شیر خان بھی تین ہزار سپاہ لیکر ناچار باہر نکلے اعتماد خان پاس لشکر
گجرات تیس ہزار سے زیادہ تہا۔ مگر فولادیون کی فوج نے اوسکے لشکر کو منہزم کیا۔ حاجی خان
جو سلیم شاہ بن شیر شاہ کا غلام تہا وہ اعتماد خان کے لشکر میں سے بہاگ کر فولادیوں سے
مل گیا۔ فولادیوں نے اعتماد خان کو پیغام دیا کہ حاجی خان ہمارے پاس آگیا ہے اوسکی جاگیر چھوڑ دو
اعتماد خان نے اوسے قبول نہیں کیا۔ اور کہا کہ وہ ہمارا نوکر تھا جب وہ بہاگ گیا تو اوس کو
جاگیر کیسے مل سکتی ہے۔ موسیٰ خان و شیر خان جمعیت کے ساتہہ حاجی خان کی جاگیر میں خفیہ جو بہنا جا بیٹھے
اعتماد خان لشکر جمع کرکے اونسے لڑنے گیا چار مہینے تک مقابلے میں رہے آخر کو جنگ ہوئی۔ اعتماد خان کو
اس دفعہ شکست ہوئی جسکے سبب سے فولادی اسے نامرد جاننے لگے پھر وہ جنگیز خان پاس
گیا۔ اوسکو کمک و مدد کے لئے لایا لیکن جنگ میں صلاح نہیں دیکھی صلح کی حاجی خان کی جاگیر
چھوڑ دی۔ وہ احمد آباد میں آیا جنگیز خان نے اعتماد خان کو پیغام دیا کہ اس درگاہ کے
ہم بھی خانہ زاد ہیں اور حرم کے کل امور سے اطلاع رکھتے ہیں محمود شاہ ثالث کا کوئی
بیٹا نہ تھا۔ یہ لڑکا جسکو محمود شاہ کا بیٹا ٹھیرا کر بادشاہ بنایا ہے اوسکے کیا معنی ہیں کہ تو اوسکی
مجلس میں بیٹھتا ہے اور تیرے آدمی اوسکی نگہبانی کرتے ہیں اور جب تک تو نہیں حاضر ہوتا
کوئی اوسکے سلام کو نہیں جا سکتا اگر فی الواقع وہ سلطان محمود شاہ کا بیٹا ہے تو تو بھی
کل امرا اور خاصہ خیل کی طرح خدمت کر اور جب ور امرا مجلس میں بیٹھیں تو تو بھی بیٹھ
اعتماد خان نے جواب دیا کہ مین نے روز جلوس مین بزرگوں کے آگے قسم کھاکر کہا تہا کہ یہ
طفل شاہ محمود کا بیٹا ہے بزرگون نے میری بات کا یقین کرکے تاج شاہی اوسکے سر پر
رکہا تہا اور بیعت اوس سے کی تہی یہ جو تو کہتا ہے کہ مجلس میں تو کیون بیٹھتا ہے میری قدر

معرکہ نبرد میں قابض ارواح جانکر بغیر اسکے کہ غلاف سے شمشیر کھینچے - ڈونگرپور کی طرف متوجہ ہوا
اور امرانے اس طریقہ پر آفریں کی اور اوس کو خود اختیار کیا اور اطراف میں وہ چلے گئے
چند امیر سلطان کے ساتھہ رہے اور اوس کو احمد آباد میں لے آئے چنگیز خان اس فتح
غیبی سے مسرور و خوشحال ہوکر بہوہ میں آیا - دوسرے روز صباح کو الغ خان جہجار خان
اور اور حبشی مظفر شاہ کو لیکر بہرپور اور معمور آباد کی طرف چلے تھے کہ چنگیز خان احمد آباد میں
آگیا - اور اعتماد خان کی حویلی میں اترا شیر خان فولادی کو جو نواحی قصبہ کڑی میں یہ خبر پہنچی تو
چنگیز خاں کو پیغام بہیجا کہ یہ تمام ولایت اعتماد خان کو سلطان کے خرچ کے لئے دی گئی تہی
بالفعل تنہا اوسپر متصرف ہونا آئین مروت و فتوت سے دور ہے - میں خود بہت سی جمعیت
کے ساتھہ احمد آباد کی طرف متوجہ ہوں چنگیز خان نے دیکہا کہ اس وقت شیر خاں سے
جہگڑنا مناسب نہیں ہے اسلئے اوسنے قرار دیا کہ آب سابرمتی سے اس طرف شیر خان کے
تعلق میں ملک رہی - اس سبب سے احمد آباد کے بعض پورے مثل عثمان پور وخان پور شیر خاں کے
متعلق رہے - چنگیز خان مرزاؤں کی نیکو خدمتی کے سبب سے اونکی بڑی عزت و حرمت کرتا تہا -
میران محمد شاہ ولد میران مبارک شاہ فتح اول سے دلیر ہو گیا تہا مملکت گجرات کو بادشاہ سے
خالی پایا امرا کی مخالفت و منازعت کو بڑی نعمت سمجہا - اس مملکت کی تسخیر کی نیت سے حرکت کی
احمد آباد کے باہر آگیا چنگیز خاں مرزایوں کو ساتھہ لیکر جنگ کے آہنگ سے شہر سے باہر آیا جنگ کے
بعد میران محمد شاہ نے شکست پائی - پریشان و بے سامان آسیر کو بہاگا - یہ فتح مرزاؤں کے حسن تردد
سے حاصل ہوئی تہی چنگیز خان نے اونکی دلجوئی کرکے چند معمورا در آباد پرگنے سرکار بہروچ میں
انکی جاگیر میں دیدئے - اور ساز و سامان کرنے کے لئے جاگیر میں بہیجدیا - جب یہ مرزا اپنی جاگیر
میں آئے تو اوباش اور واقعہ طلب و نکے گرد جمع ہوئے اور شرف الدین حسین مرزا کہ خواجہ
عبد اللہ احرار کی اولاد میں اور ہمایوں بادشاہ کا داماد تہا - شہنشاہ اکبر سے روگرداں ہوکر
مرزاؤں سے آن ملا - ان مرزاؤں کے خرچ کو جاگیر کی آمدنی کفایت نہیں کرتی تہی وہ چنگیز خاں
کی بے اجازت بعض اور محلات پر متصرف ہوئے جب چنگیز خان کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے تین چار

دریاؤں کا زنجیرہ باندھا۔ محمد شاہ اور تغال خاں اوسکی برابر صف کہینچی ہوئی شام تک کہڑے
رہے۔ جنگیز خاں اپنے دائرہ سے باہر نہیں آیا۔ اور غرور و نخوت کی شامت سے اوس کو خوف و
خطر ایسا ہوا کہ رات کو سارا لشکر لیکر بہاگ گیا اور بہروچ میں آیا۔ محمد شاہ فاروقی کو غنیمت بہت
ہاتہہ لگی اور ندربار تک اُسکا تعاقب کیا اور اوسپر وہ پہر متصرف ہوگیا۔ اس اثناء میں
اکبر شاہ کے خوف سے ابناء سلطان میرزا کہ چہہ نفر تھے اور اونکے نام یہ تھے۔ محمد حسین مرزا
الغ مرزا۔ حسین مرزا۔ مسعود حسین مرزا۔ شاہ مرزا۔ جلال الدین مرزا۔ سنبل سے بہاگ کر مالوہ
کی جانب آئے۔ جب لشکر اکبر شاہی ۹۷۵ھ میں مالوہ میں آیا۔ تو یہ مرزا بہاگ کر چنگیز خان سے ملے
چنگیز خان نے اپنی تقویت کے لئے اونکو غائبانہ سلطان مظفر کی امراء میں منسلک کیا۔ چند پرگنے
اپنی ولایت میں سے اونکو دیدئے۔ اسی سال میں چنگیز خان نے مرزاؤں سے اتفاق کر
اعتماد خان پر لشکر کشی کی اور قصبہ بڑودہ پر بے جنگ متصرف ہوا۔ جب محمود آباد میں آیا
تو اعتماد خان پاس پیغام بہیجا کہ سب عالم اور عالمیوں پر ظاہر ہے کہ تال نیر میں شکست کا
سبب اصلی اور حقیقی باعث تیرا نفاق تہا۔ اسلئے کہ اگر تو میری کمک کو خود آتا یا کسی جماعت
کو بہیجتا تو اصلا غبار فرار میرے دامن عار پر نہیں بیٹھتا اب فقیر بادشاہ کے حضور میں
اور مبارکبادی شاہی کے لئے احمد آباد مین آتا ہے یقین ہے کہ تو اگر شہر میں ہوا تو
مخالفت اور نزاع کا ظہور ہوگا بہتر ہوگا کہ شہر سے باہر جا کر مثل اور امرا اپنی جاگیر
مین سکونت اختیار کرے اور سلطان کا دست تصرف قوی کر کہ مملکت موروثی میں
جس طور سے وہ چاہے اپنا تصرف کرے۔ اعتماد خان نے اس پیغام کے پہنچنے سے پہلے
سامان لشکر کیا تہا۔ جب یہ پیغام آیا تو وہ اوسکا مطلب سمجھہ گیا کہ کیا ہے۔ القصہ اوس نے
مظفر شاہ کے سر پر چتر رکھا اور سادات خاں بخاری و اختیار الملک و ملک شرف الغ خان
و جہجار حبشی و سیف الملک کو ساتہہ لیا موضع کاوری مین کہ محمود آباد سے ۶ کروہ (۱۲ میل) ہے
طرفین کا تقارب ہوا۔ صفوں کے مقابلہ مین اعتماد خان کی نظر چنگیز خان کے لشکر پر پڑی
اور وہ پہلے سے مرزاؤں کی شجاعت اور مردانگی کا حال سن چکا تہا اونمیں سے ہر ایک کو ا

نے آپس میں صلاح مشورہ کرکے یہ ٹھیرایا کہ کل چوگان بازی میں چنگیز خان حبشی کا کام تمام کرنا چاہیے۔ چنانچہ دوسرے روز چوگان بازی میں الغ خان نے چنگیز خان کا سر تلوار سے ٹھہٹا سا اوڑا دیا۔ پھر سب امرائے اعتماد الملک کو خط لکھہ کر احمد آباد میں بلایا وہ چند روز بعد سلطان مظفر کو ہمراہ لے کر احمد آباد میں آیا۔ اور اپنی منزل میں اوترا اس عرصہ میں مخبر یہ خبر لائے کہ مالوہ سے مرزاؤں نے فرار کیا۔ اور جب چنگیز خاں کے کشتہ ہونے کی خبر سنی تو وہ خوش ہوئے ولایت سورت وبہروچ پر متوجہ ہوئے تاکہ اس صوبہ پر متصرف ہوں۔ اختیار الملک والغ خان نے اعتماد خان سے کہا کہ ولایت بہروچ بے صاحب ہے اور کہتے ہیں کہ مرزاؤں نے اس طرف توجہ کی ہے بہتر یہ ہے کہ سب امراجمعیت کرکے بہروچ پر متوجہ ہوں اور اوسپر متصرف ہوں اور اس ارادہ میں تاخیر نہ کریں اگر بہروچ مرزاؤں کے تصرف میں آگیا تو بہت خون جگر پینا پڑیگا تو یہہ ملک اونکے تصرف سے نکلے گا غرض آپس میں مشورہ ہو کر یہہ قرار پایا کہ کل لشکر کے تین توپ ہوں۔ اول الغ خان حبشیوں کو ساتھہ لے کر ایک منزل آگے جائے اور جب یہہ اس منزل سے کوچ کریں تو اعتماد خان واختیار الملک اور اور امرا کہ توپ دوم ہے منزل اول میں آئیں اور جب توپ ثانی اس منزل سے کوچ کرے تو توپ سوم شیر خان اور اور امرا ہیں اول منزل میں جائے سادات خان بخاری اپنی جگہہ پہ رہے۔ جب یہ امر طے ہو گیا تو الغ خاں وجھجار خان وسیف الملک اور اور حبشی محمود آباد میں آئے اعتماد خان کو ایسا وہم ہوا کہ اوس نے شہر سے باہر جا کر فسخ عزمیت کی۔ الغ خاں اور اوسکے یاروں نے اسکی اس حرکت کو ظرافت پر حمل کیا اور آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے اوس کے دشمن چنگیز خاں حبشی کو مار ڈالا اور وہ ہم سے نفاق رکھتا ہے صلاح یہہ ہے کہ اس کی ولایت کو آپس میں تقسیم کر کے متصرف ہوں اس قرار داد پر عزیمت مصمم کرکے پرگنہ کہنبایت وپرگنہ بلاد اور بعض اور پرگنات پر متصرف ہوئے مرزاؤں کو فرصت ملی وہ قلعہ چنپانیر وقلعہ بندر سورت اور اور مواضع پر متصرف ہوئے

حبشی اور پانچ چھ ہزار گجراتی مرزاؤں کے سر پر مقرر کیے مرزاؤں نے چنگیز خان کے لشکر کو شکست دی
اور اونکا ایک حصہ قتل کیا اور تعاقب کیا حبشیوں اور گجراتیوں میں سے جو لوگ اونکے ساتھ آئے
انمیں سے چند سال بے ریشوں کو اپنی خدمت کے لئے رکھا اور جو ریش دار تھے اونکی ناک میں
تیر ڈالا ہاتھوں کو پیٹھ پر باندھا لکڑی کے گھیرے اونکے گلے میں ڈالے غرض بڑی اہانت کے
اونکی جان لی جب یہ حال آدمیوں کا مرزاؤں نے کہا تو وہ جانتے تھے کہ چنگیز خان خود اونپر
چڑھ کر آئیگا بالضرور علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد - ابھی چنگیز خان اپنی جگہ سے نہیں ہلا
تھا کہ مرزاؤں نے برہانپور کی طرف رخ کیا اور وہاں دست اندازی کرکے مالوہ گئے ان کے
باقی حالات شہنشاہ اکبر کی تاریخ میں پڑھو - الغ خان وجہجار خان نے مظفر شاہ کو لیم
ڈونگرپور میں اعتماد خان کے حوالہ کیا - بعد چند روز کے اونھوں نے اپنی سپاہ کا خرچ
اعتماد خان سے طلب کیا اسنے اونکو جواب دیا کہ میری جاگیر کا حاصل سب پر ظاہر ہے
کہ وہ کس مقدار کا ہے اور ہر سال کیا خرچ ہوتا ہے سوا اسکے یہ شہر نہیں ہے کہ آدمیوں سے
قرض لیکر دیا جائے اس سبب سے الغ خان حبشی اور امرا اور امرانے اعتماد خان سے آزار پایا
چنگیز خان کو جب اسیر علم ہوا تو ان امرا میں سے ہر ایک کو خطوط استمالت لکھے اور اپنے پاس بلایا
وہ احمدآباد میں اُس سے جا ملے - الغ خان وجہجار خان نے کہا کہ سب جانتے ہیں
کہ ہم سب سلطان کے خانہ زاد غلام ہیں - اگر ہم میں سے کسی کو دولت ملجائے تو
نسبت میں اصلا تفاوت نہیں ہے ملاقات میں اس کی رعایت کرنی چاہیے
جب ہم ملاقات کو آئیں تو دربان ہم کو روکیں نہیں چنگیز خاں نے اُسے قبول کیا
شہر میں امرا کو ہمراہ لے کر خالی منازل میں خود اوتروایا - بعد ایک مدت
کے ایک دن جاسوس نے آن کر الغ خان سے کہا کہ چنگیز خان کا ارادہ ہے کہ تجھے
اور جہجار خان کو قتل کرڈالے اسلئے یہ قرار دیا ہے کہ صبح تم کو میدان چوگان میں
بلائے گا اور قتل کر ڈالے گا - یہ وہ کہہ ہی رہا تھا کہ چنگیز خان کے آدمی نے یہ

سپاہ میں سے ایک جماعت اور اختیار الملک کے سپاہی حبشیوں سے جنگ کرنے کے لئے
جاتے۔ رفتہ رفتہ مخالفت ومنازعت کا طول اتنا کھچا کہ اعتماد خان نے ایک عرضداشت
شہنشاہ اکبر کو بھیجکر اوسکو گجرات کی فتح کی ترغیب دی۔ بحسب اتفاق ۱۵۷۲ء ۹۸۰ھ میں شہنشاہ اکبر
ناگور میں تشریف لایا تھا۔ اوس نے پیر محمد خان کو کہ خاں کلاں مشہور تھا۔ سروہی کی
فتح کے لئے بھیجا تھا۔ پیر محمد خاں راجہ سروہی کے ایلچی کے ہاتھہ سے زخمی ہوا تو وہ
لشکرگاہ پیر محمد خاں کی طرف متوجہ ہوا۔ اس وقت خوانین گجرات کی عرایض آئیں۔ یہاں اکبر
نے گجرات کی عزیمت کی جسکا اقبال نامہ اکبری میں اپنے محل پر مذکور ہے ۹۸۰ھ میں
شہنشاہ اکبر کی ممالک محروسہ میں گجرات داخل ہوئی۔ ایام سلطنت مظفر شاہ تا ہنگام
تنزل ۱۳ سال چند ماہ تھی فقط

تمت

نام فرمانروا	مدت سلطنت	نام فرمان روا	مدت سلطنت
(۱) جیت پال تونور	۵ سال	(۷) راے اکہل از قوم (۶)	۵ سال
(۲) رانا راجو از قوم (۱)	۵ سال	(۸) راے سکن پال	۵ سال
(۳) رانا باجو	۱ سال ۳ روز	(۹) راے کیرت پال	۵ سال
(۴) رانا جاجو	۲۰ سال	(۱۰) راے اینک پال	۶۰ سال
(۵) جیندر از قوم (۴)	۳۰ سال	(۱۱) کنور پال	ایک سال
(۶) رانا بہادر	۵ سال		
قوم تونور میں سے گیارہ راجاؤں نے ۱۴۲ سال ۳ روز راج کیا۔			
(۱) راجہ جگدیو چوہان	۱۰ سال	(۷) بھلدیو	۱۰ سال
(۲) جگناتھ برادر زادہ (۱)	۱۰ سال	(۸) مانک دیو	۹ سال
(۳) ہردیو	۱۵ سال	(۹) کیرت دیو	۱۱ سال
(۴) باسدیو	۱۶ سال	(۱۰) پتھورا از قوم (۹)	۱۲ سال
(۵) سری دیو	۱۵ سال	(۱۱) مالدیو	۹ سال
(۶) دہرم دیو	۱۴ سال		
چوہان کی قوم میں سے ۱۱ راجاؤں نے ۱۴۰ سال سلطنت کی			
(۱) شیخ شاہ	۶۰ سال	(۶) ہرچند	۲۰ سال
(۲) دہرم راج سود	۲۰ سال	(۷) کیرت چند	۴ سال
(۳) علاء الدین پسر شیخ شاہ	۲۰ سال	(۸) اگرسین	۳۳ سال
(۴) کمال الدین	۱۲ برس	(۹) سورج نند	۱۲ سال
(۵) جیت پال چوہان	۲۰ سال	(۱۰) پتھر سین	۱۰ سال
دس فرمانرواؤں نے ۱۹۹ سال سلطنت کی			
	۱۱	(۵) ۳ سال	۱۴ سال

تاریخ مالوہ

ہندو راجاؤں کی فہرست

بلاد مالوہ ایک وسیع مملکت ہے اس دیار میں ہندوؤں کے عہد میں بڑے بڑے نامی راجہ گذرے ہیں راجاؤں کی فہرست ذیل میں لکھی جاتی ہے بعض نامور راجاؤں کا نہایت مختصر حال بھی لکھا جائیگا

نام فرماں روا	مدت سلطنت	نام فرماں روا	مدت سلطنت
(۱) دھن جی	۱۰۰ سال	(۳) سالباھن	۱ سال
(۲) جیت چند	۸۶ سال ۷ ماہ ۳ روز	(۴) نرباھن	۱۰۰ سال
		(۵) ہتراج	۱۰۰ سال

پانچ راجہ اسطرح ہوئے کہ باپ کے بعد بیٹا اور اونکی مدت سلطنت ۳۸۷ سال، ۷ ماہ ۳ روز

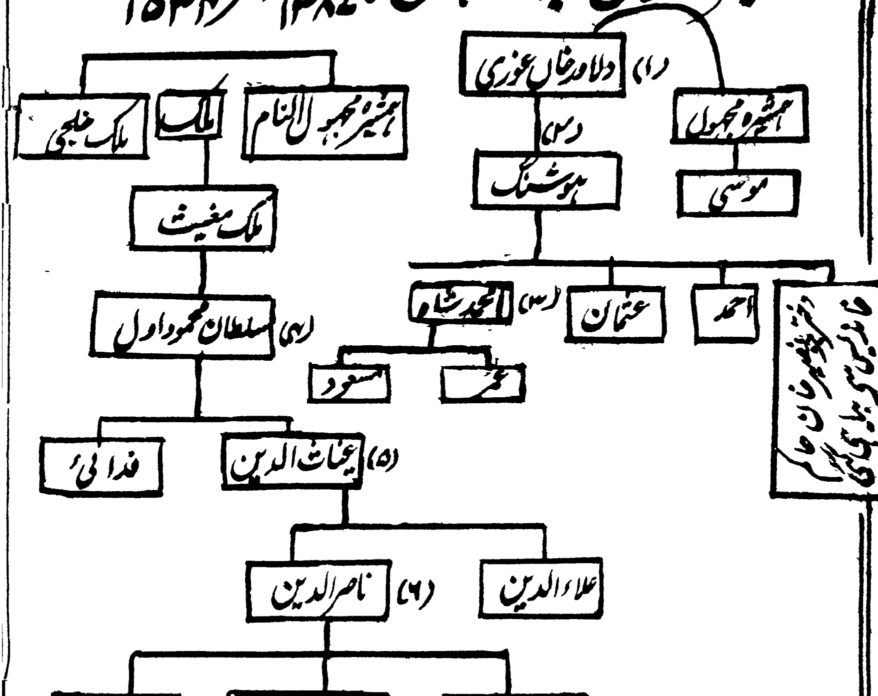
(۱) آدت پنوار	۸۶ سال ۷ ماہ ۳ روز	(۱۰) چیتر کوٹ	ایک سال
(۲) برھمراج	۳۰ سال ۵ ماہ ۳ روز	(۱۱) گنگ سین	۸۶ سال
(۳) آدت برمہ	۹۰ سال	(۱۲) چندر پال از قوم (۱۱)	۱۰۰ سال
(۴) مہیوشنگہ	۸۰ سال	(۱۳) مہندر پال	۷ سال
(۵) ھمرتہ	۱۰۰ سال	(۱۴) کرم چند از قوم ۱۳	ایک سال ایک ماہ
(۶) گندہرب	۳۵ سال	(۱۵) بیجے نند	۱۰ سال
(۷) بکرماجیت	۱۰۰ سال ۲ ماہ ۳ روز	(۱۶) منج	×
(۸) چندر سین از قوم (۷)	۸۶ سال ۳ ماہ ۳ روز	(۱۷) بھوج	۱۰۰ سال
(۹) کھرک سین	۸۵ سال	(۱۸) جے چند	۱۰ سال ۲ روز

۱۱ بادشاہوں نے ۱۴۴ سال ۲ ماہ ۴ روز فرمانروائی کی

کہتے ہیں کہ سنہ ہجری سے دو ہزار ۳ سو ۵۵ سال ۵ ماہ ۷۲ روز پہلے ایک ریاضت گر مہاباہ نے آتشکدہ روشن کیا اور خدا کی پرستش کی لیکن کہ ہزاروں طرح کے فتنے برپا کرتا ہے اوسکی گدازش پر وہ بڑی ہمت کرتا بہت آدمی سعادت کے تلاش کرنے والے اوسکے گرد جمع ہوئے وہ اپنے گھلانے میں گرم رو تہے اس عرصہ میں گروہ بودھ کی جان کو درد ہوا اور اونہوں نے حاکم وقت سے فریاد کی کہ اس آتشکدہ میں ہزاروں جانیں سیلاب آتش میں جاتی ہیں یہ بہتر ہوگا کہ برہمنوں کی مت کا ناش کیا جائے اور جانداری میں جہانبانی کی جائے۔ حاکم نے اونکی گذارش کو مان لیا۔ اور آدمیون کو اسّے کام دنا کام روک دیا۔ سوختگان آتشیں نفس چارہ سازی کی تدبیر میں لگے ایک زبردست کے طلبگار ہوئے کہ وہ بودھ والوں کو زیر کرے اور برہمنوں کے مذہب کو رواج دے۔ خدا تعالی نے اس دیرین افسردہ آتشکدہ سے ایک آدم پیکر پیدا کی چہرہ پر فرہ ایزدی تہا اور ہاتہہ میں شمشیر آبدار تھی۔ تہوڑے دنوں میں فرمانروا ہوگیا اور آئین برہمن از سر نو رواج دیا (۱) دھن جی اسکا نام تہا اوس نے دکھن سے آکر مالوہ کو تخت گاہ بنایا بہت دنوں جیا + پانچویں نسل میں (۵) بیزراج کے کوئی بیٹا نہ تہا بزرگوں نے (۱) آدت پنوار کو جانشین کیا اس طرح اس قوم کی مرزبانی کا آغاز ہوا اہمرتہ کی جان لڑائی میں گئی تو گندہرب کو راجہ بنایا۔ کہتے ہیں کہ یہ وہی ہمرتہ ہے کہ جسکو دادار بے ہمال نے پیکر گندہرب میں دیوتہا کا اوتار بنایا اور پہر اوسکو قالب انسانی پہنایا اور اس نام سے وہ شہرہ آفاق ہوا اور داد دہش سے اُسنے عالم کو آباد کیا اسکا بیٹا (۶) بکرماجیت ہوا۔ جسنے بزرگوں کا نام روشن کیا اور بہت سا ملک فتح کیا۔ ہندو اسکی جلوس کی تاریخ سے سمبت کا آغاز کرتے ہیں۔ اور عجیب عجیب داستانیں اوسکی بناتے ہیں غرض وہ نیرنج اور علم طلسم سے واقف تہا سادہ دلوں کو دام میں پھنسانا جانتا تہا (۱۲) چندرپال نے سلطنت کا دارالحکومت پایا اور سارے ہندوستان کو اپنے ہاتہہ میں لانا ... کر نزد کر اوسکے ایک لڑکا جسکو ابھی ... تہا

نام فرمانروا	مدت سلطنت	نام فرمان روا	مدت سلطنت
(۲) عالم شاہ	۴۴ سال	(۶) پورنمل	۷۴ سال
(۳) بکرم سین پسر ہرسین	۸ سال	(۷) ہرنند	۶۲ سال
(۴) نرباہن	۷۰ سال	(۸) سکت سنگھ	۶۰ سال
(۵) بیر سال	۸ حکمرانوں نے (۱۴ سال) ۱۴۴۲ سال سلطنت کی		

شجرہ مسلمان بادشاہوں کا ۷۸۹ھ ۱۳۸۷ء سے ۹۴۱ھ ۱۵۳۴ء تک



نام فرمانروا	مدت سلطنت	نام فرمانروا	مدت سلطنت
(۱) بہادر شاہ	چند ماہ	(۷) سلطان ناصر الدین	۱۱ سال ۴ ماہ ۳ روز
(۲) دلاور خان غوری	۲۰ سال	(۸) سلطان محمود	۲۶ سال ۶ ماہ ۱۱ روز
(۳) ہوشنگ شاہ	۳۰ سال	(۹) قادر شاہ	۶ سال
(۴) محمد شاہ	ایک سال چند ماہ	(۱۰) شجاعت خان عرف ملا حاجی	۱۲ سال

اور بہوج کی بزرگ داشت کی اور اپنی جانشینی کے لئے نامزد کیا + جب بہوج کے بیٹے (۶)
جے چند کی فرمانروائی کا زمانہ ختم ہوا اور قوم پنوار میں کوئی تاجداری کے لائق نہ رہا جیت
تو نکو زمینداروں میں تہا مرزبان بنایا - اور نیرنگی تقدیر سے فرمان روائی اس خاندان کے
حصہ میں آئی - جب کنور پال کی باری ہو چکی تو گروہ چوہان کے سر پر افسر سلطنت گذاری
رکھا گیا (۱۱) مالدیو کی فرماں دہی کے زمانہ میں غزنین سے شیخ شاہ آیا اور مالوہ لے لیا اور ایک
مدت دراز تک جیا جب اسکی عمر پوری ہوئی تو اسکا بیٹا علاء الدین خرد سال تہا اس کا
وزیر (۲) دہرم راج سو وا اسکا جانشین ہوا - جب علاء الدین بڑا ہوا تو وہ لڑا اور ناسپاس
وزیر کو مارا - جیت پال جو مانک دیو چوہان کی نسل سے تہا وہ کمال الدین کا نوکر تھا - اسنے
بدگوہری اور زرپرستی سے اپنے خداوند کی جاں گزائی کی اور سودمندی کے خیال سے
زیان جاوید خریدا - بیتر سین راج کی نوبت آئی تو ایک افغان نے چند بدذات اپنے
یار بنائے اور فرصت پاکر راجہ کو شکار میں مار ڈالا - اور اپنا لقب جلال الدین رکھا - بیتر سین
نے اپنے بیٹے کھڑک سین کی شادی کامرد کے خاندان میں کی تہی - یہاں کے راجہ نے نیک
خدمتی کے سبب سے اوسکو اپنا ولی عہد کیا تہا جب وہ مر گیا تو کھڑک سین مسند آرا ہوا -
کمیں توزی کے سبب سے لشکر مالوہ میں لے گیا - نبردگاہ میں عالم شاہ کی موت آئی - (۸)
سکت سنگہ کے زمانہ میں بہادر شاہ ایک فرمان دہ دکہن سے آیا - مگر اسکا طومار زندگی یوں لپیٹا
کہ وہ دہلی میں لشکر لے گیا اور سلطان شہاب الدین سے لڑا اور گرفتار ہوا - ۶۰۱ ھ ۱۲۰۴ء میں سلاطین
دہلی میں سے اول سلطان غیاث الدین نے ملک مالوہ فتح کیا تہا - ۷۸۹ ھ ۱۳۸۷ء میں سلطان محمد بن فیروز شاہ
تک بادشاہان دہلی کے تصرف میں ہا - دلاور خاں غوری جسکا اصلی نام حسین ہے سلطان
شہاب الدین غوری کی اولاد میں سے تہا - وہ سلطان محمد کی طرف سے اس ملک میں حکومت کرتا
تہا اوسکے مرنے کے بعد وہ خودسر ہو گیا - اوسکے بعد گیارہ فرماں رواؤں نے ۹۷۹ ھ ۱۵۶۱ء تک
آزادانہ یہاں حکومت کی - اس مدت میں کچھہ دنوں بہادر شاہ اور ہمایوں بادشاہ مالوہ

مل گیا ماں نے اوسکو تعینی بتایا"۱" منج نام رکھا جب اوسکا وقت ناگزیر آیا تو اوسکا سگا بیٹا
بھوج خردسال تھا اوسکا جانشین منج کو کردیا۔ دکہن کی لڑائی میں اوسکی جان گئی +
سمت ۱۰۶۵ میں بھوج اورنگ آرا ہوا اور بہت ملک فتح کئے اور داد و دہش سے روزگار آباد کیا
علم کی قدر بڑہائی۔ پنڈتوں کی رونق کا بازار گرم ہوا انہیں کو سب پر غلبہ ہوا۔ پانچ سو
نیک مرد حکمت شناس اوسکی سبھا میں ودیا کا چرچا رکھتے تہے۔ ان سب میں سرآمد بررچ
تھا دوم دہن پال وبہونے بڑی دلاویز سخن لکھے ہیں اور حقیقت جویوں کے لئے دانائی کا
ارمغان چھوڑا ہے۔ جب بھوج پیدا ہوا تو جوتشیوں نے بڑی غلطی کی یا لوگونکو اوسکی جنم کی
گھڑی بتانے میں بھول ہوئی جوتشیوں نے جمع ہوکر مولود کو منحوس ٹہلایا۔ اوسکے غمخوار کو
گزند جانی کا خوف دلایا جان دوستی کے سبب سے اس نوبادہ اقبال کو خاکستان بیکسی اور
زمین ناشناسائی میں ڈالا۔ اوسنے یہیں دست امکان کی وساطت بغیر پرورش پائی۔
بررچ نے جو اس زمانہ میں دانشمندوں میں شمار کیا جاتا تہا اوسنے بھوج کا زائچہ طالع بہت
غور کرکے لکھا۔ اسکی بزرگ فرمانروائی۔ اور درازی عمر کی نوید سنائی۔ اس جنم پترے کو راجہ
کی رہ گذر میں ڈالدیا۔ اسکے پڑہنے سے مہر پدری جوش میں آئی۔ اوسنے اپنی انجمن کے
پنڈتوں سے پوچھا کہ غلطی کہاں ہوئی جب وہ معلوم ہوگئی تو وہ خود رفتہ ہوکر بیٹے کو اوٹھا لایا
کہتے ہیں کہ جب بھوج آٹھ سال کا ہوا تو اس بے گناہ کی جان کے درپے منج ہوا۔ اوسنے
اپنے رازدارونکو حوالہ کیا کہ پوشیدہ اسکو نیستی سرا کو روانہ کریں جان گزایوں کو اوس پر
رحم آیا اور اوسکو چھپایا۔ بھوج نے رخصت کے وقت ایک نوشتہ منج کو دیا جسکے مضمون کا خلاصہ
یہ تھا کہ کیونکر آدمی زاد اپنی طبیعت کی تیرگی سے خرد کے نور سے دور ہوجاتا ہے کہ بیگناہوں کے
خون سے اپنے ہاتھ آلودہ کرتا ہے کوئی فرمانروا ملک و مال کو اپنے ساتھ نہیں لیجا سکتا
کیا میرے مارنے سے تو یہ سمجھا ہے کہ تیری دولت جاوید ہو جائیگی اور تجھہ کو گزند نہیں پہنچیگی
جب راجہ نے یہ نامہ سنا تو شاہ خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اپنے فعل سے جانکاہ ہونے

باپ کے مرنے کے بعد الپ خاں حکومت مالوہ کا علم بلند کیا۔ اور اپنے تئیں سلطان ہوشنگ ملقب کیا
امرا اور بزرگوں نے اوسسے بیعت کی اور اوسکی اطاعت قبول کی لیکن ابھی مہمات سلطنت
اور اساس دولت نے استحکام نہیں پایا تھا کہ مخبروں نے خبر دی کہ شاہ مظفر گجراتی کو یہ خبر
پہونچی کہ الپ خاں نے اپنے باپ دلاور خان کو دنیا کے لالچ سے زہر دیدیا اور خود بادشاہ
بن بیٹھا سلطان ہوشنگ اپنا لقب رکھا اس سبب سے کہ دلاور خان غوری اور شاہ مظفر
گجراتی میں بھائی چارا تھا سلطان مظفر لشکر لیکر اس طرف متوجہ ہوا اور سلطان ہوشنگ
بھی جنگ کے آہنگ سے قلعہ دہار سے برآمد ہوا سنہ ۸۱۰ھ میں طرفین سے صفیں آراستہ ہوئیں
گھمسان لڑائی ہوئی سلطان مظفر زخمی ہوا سلطان ہوشنگ گھوڑے سے گرا۔ مگر
اسپر بھی دونوں میں سے کوئی متزلزل نہیں ہوا کہ لڑائی سے ہاتھ اوٹھاتا۔ مگر آخر کو
سلطان مظفر کو فتح وظفر ہوئی ہوشنگ مقید ہوا موکلوں کے حوالہ ہوا سلطان مظفر نے اپنے
بھائی خان اعظم نصرت خاں کو قلعہ دہار میں حاکم بنایا۔ سپاہ مالوہ کو اپنا مطیع کیا۔ اور گجرات کو
چلا گیا۔ نصرت خان ناکردہ کار تھا۔ رعایا کے مقدور سے زیادہ محصول مانگا اور بدسلوکی
اختیار کی۔ پہلے اس سے کہ سلطان مظفر گجرات میں پہونچے لشکر مالوہ نے نصرت خان کو دہار
سے باہر نکال دیا اس سبب سے کہ نصرت خان نے اس مقدمہ میں توقف کیا تھا ولایت مالوہ سے
باہر نہیں جاتا تھا اسکا تعاقب ہوا اور اوسکے پس ماندوں کو آزار پہونچایا شاہ مظفر کے
خوف کے مارے نصرت خان نے قلعہ منڈو میں اقامت اختیار کی۔ اور اونہوں نے سلطان
ہوشنگ کے چچا کے بیٹے موسی کو سردار بنالیا۔ اس خبر کے آنے کے بعد سلطان ہوشنگ
نے عریضہ اپنے قلم سے لکھہ کر سلطان کی خدمت میں بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ خداوند جہان
فقیر کے باپ اور چچا کی جگہ ہیں آپ سے اہل غرض نے بعض باتیں میری طرف سے لگا دی
ہیں خدا خوب جانتا ہے کہ وہ خلاف واقعہ ہیں۔ ان ایام میں سنا گیا کہ امرائے مالوہ نے
خان اعظم کی نسبت بے اعتدالی کی ہے موسی کو سردار بنایا ہے۔ ولایت مالوہ یہ وہ

اس حال میں اوسکی ہمراہی کی تہی اور حق وفا اسکا ادا کیا تہا۔ اوسنے اپنے بادشاہ ہونے پر اسمیں سے ہر ایک آدمی کے حق میں رعایت کی چنانچہ خواجہ سرور کو خواجہ جہاں کا خطاب دیکر وزیر کل کیا مظفر خان بن وجیہ الملک کو حاکم گجرات اور خضر خاں کو حاکم ملتان اور دلاور خان کو حاکم مالوہ مقرر کیا۔ آخر الامر یہ چاروں آدمی شاہی کے مرتبہ پہنچے۔

دلاور خان غوری کا ذکر

۷۹۰ھ سے دلاور خان مالوہ میں آیا اور اپنی رائے صائب کی قوت سے اور بازو شجاعت سے ملک مالوہ کا انتظام کیا حشم و خدم کو فراہم کیا اور اس ملک کی اطراف میں جو لوگ غلبہ رکھتے تھے اونکو مغلوب کیا جب سلطان محمد کا انتقال ہوا اور دہلی کی سلطنت پراگندہ ہوئی اور ہندوستان میں ملوک طوائف کا ظہور ہوا تو اوس نے والی دہلی کی اطاعت سے سر نکالا اور استقلال کا دعویٰ کیا اور اداب ملکداری کو بادشاہوں کے طور پر اختیار کیا۔ اپنا خطبہ پڑہوایا اور سکہ چلایا۔ مدتوں کامیاب رہا۔ اوسکو شوق تھا کہ منڈو کو دار الملک بنائے اسلئے کبھی کبھی اوسمیں عمارتیں بنواتا۔ ۱۳۹۸ء ۸۰۱ھ میں ناصر الدین محمود بادشاہ دہلی صاحبقراں سے بہاگ کر گجرات گیا اور وہاں سے مالوہ میں آیا تو دہار میں دلاور خاں نے اوسکی بڑی خاطر داری کی تمام نقود و جواہر سلطان کے روبرو لایا اور کہا کہ یہ سب حضور کے ہیں بندہ آپ کا غلام اور جمیع میرے اہل حرم آپ کی کنیزیں ہیں۔ ناصر الدین محمود نے بقدر ما یحتاج لے لیا باقی کو واپس کیا بادشاہ محمود کو امراء دہلی نے بلایا تو وہ ۸۰۴ھ میں دلاور خان سے رخصت ہوا۔ الپ خان اسکے بیٹے کو بادشاہ محمود کی اس قدر خاطر داری پسند نہ تھی اسلئے وہ منڈو چلا گیا تہا۔ جب بادشاہ چلا گیا تو وہ باپ پاس آگیا۔ اس تین برس کے عرصہ میں منڈو میں الپ خان نے ایک حصار نہایت مستحکم سنگ اور گچ سے تعمیر کرایا ۸۰۸ھ میں دلاور خاں نے ودیعت حیات سپرد کی بعض کتابوں میں لکھا ہی کہ الپ خاں نے اوسکو زہر دلوایا تھا ایام حکومت اس کے ۲۰ سال تھے جنمیں مدت سلطنت چار سال کچھہ زائد تہی۔

ذکر سلطنت سلطان ہوشنگ بن دلاور خان

لشکر گراں کے ساتھ بھروچ میں گیا اوسکو محاصرہ کیا فیروز خان و ہیبت خاں سپاہ احمد شاہ کی
ہیبت و کثرت و سطوت کے خوف سے احمد شاہ سے جا ملے سلطان ہوشنگ مراجعت کرکے دیار
میں چلا آیا۔ ابھی عرق تشویر و خجالت اسکی پیشانی پر خشک نہیں ہوا تھا کہ پھر اعمال شنیعہ شروع کئے
۸۱۶ھ (۱۴۱۳ء) میں اوسنے سنا کہ احمد شاہ گجراتی راجہ جالوارہ سے لڑنے گیا ہے اور اوس کے محاصرہ
میں لگ رہا ہے اسی حال میں جلوارہ کا خط استعانت کی درخواست میں آیا اور راجہ کے ایلچی نے
کمک کے باب میں مبالغہ حد سے زیادہ کیا سلطان ہوشنگ نے مقدمات سابق کو فراموش کرکے لشکر
کا سامان درست کیا اور پھر گجرات کی طرف چلا اور ان ممالک میں بہت خرابی مچائی سلطان
احمد شاہ بمجرد اس خبر کے سننے کے ہوشنگ کے دفع کرنے پر متوجہ ہوا جب دونو قریب ہوئے
اور راجہ جالوارہ سے کوئی مدد نہیں پہنچی تو سلطان ہوشنگ نے بے اختیار اپنے ملک کو مراجعت
کی اور اس مدت میں نصیر خان فاروقی پسر کلاں حاکم خاندیس کا قصد یہ تھا کہ قصبہ تال نیر کو
کہ اوسکے باپ نے اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار کو دیا تھا اوس سے چھین لے۔ ہوشنگ سے نصیر خان
کمک کا طالب ہوا۔ اوس نے اپنے بیٹے غزنین خاں کو پندرہ ہزار سوار کے ساتھ اوسکی مدد
کو بھیجا۔ اس مدد کے سبب سے نصیر خان فاروقی نے قلعہ تال نیر کو لے لیا اور حوالی سلطان پور
میں گیا سلطان احمد شاہ اوسکی تادیب کے لئے روانہ ہوا۔ زمینداران گجرات خصوصاً راجہ جالوارہ
و راجہ محمد آباد چنپانیر و راجہ نادوت وایدر نے فرصت پاکر پے در پے عرائض سلطان ہوشنگ
کی خدمت میں بھیجیں کہ اول مرتبہ خدمت گزاری میں تساہل و تجاہل ہوا مگر اس مرتبہ جانسپاری
میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں ہوگا۔ اگر جناب گجرات کی طرف متوجہ ہوں تو چند رہبر
بھیجے جائیں کہ آپ کو اور آپکے لشکر کو اس راہ سے لے جائیں کہ ملک گجرات تک میں آپ کے
پہنچ جانے کی خبر سلطان احمد شاہ کو نہ ہو چونکہ خجالت لاحق علاوہ عداوت سابق کے تھی
سلطان ہوشنگ نے لشکر تیار کرکے ۸۱۷ھ (۱۴۱۴ء) میں بڑی شان و شوکت سے مہراسہ کی راہ سے گجرات
جانے کا ارادہ کیا۔ اتفاقاً انہیں ایام میں سلطان پور و ندربار کی حوالی میں سلطان احمد آیا ہوا
تھا اور ندربار [illegible] نصیر خاں فاروقی آسیر کو گیا جب سلطان احمد شاہ کو خبر پہنچی کہ

قید میں ڈالیں تو ممکن ہے کہ یہ ملک ہاتھہ میں آجائے۔ سلطان نے ایک سال کے بعد ہوشنگ کو قید سے نکال کر اُسے عہد لیا اور سب سامان سرانجام کرکے ۸۱۱ھ میں اوسکو روانہ کیا اور احمد شاہ کو اوسکی کمک کے لئے روانہ کیا۔ احمد شاہ نے دہار اور اوسکی نواح کو تصرف میں لاکر ہوشنگ کو تفویض کیا اور خود مراجعت کی سلطان ہوشنگ کچھہ دنوں دہار میں ٹھہرا جب خاصہ خیلو نکی جماعت اس پاس جمع ہوئی تو اوسنے قلعہ منڈو سے بھی امرا کو ان کی استمالت کرکے بلایا مگر وہ اس سبب نہ آسکے کہ سارے اہل وعیال اونکے قلعہ منڈو میں تھے۔ سلطان ہوشنگ قصبہ دہار سے قصبہ منڈو میں گیا۔ اوسکا محاصرہ کیا۔ ہر روز اوسکے آدمی مجروح ہوگئے اور کچھہ کام نہ نبتا۔ اسواسطے سلطان ہوشنگ کی صلاح یہ ہوئی کہ وسط ولایت میں جاکر قیام کرے اور قصبون اور پرگنون میں اپنے آدمی بہیجکر متصرف ہو اس درمیان میں ملک مغیث نے کہ سلطان ہوشنگ کا پہوپھی زاد بھائی تھا۔ ملک خضر عرف میان آغا سے مشورہ کیا کہ اگرچہ موسی خان شائستہ جوان ہی اور ہمارے ماموں کا بیٹا ہے لیکن سلطان ہوشنگ مردانگی اور فرزانگی اور دانشوری اور بردباری میں سب پر سبقت لے گیا ہے اور یہ مملکت ارثاً اوسکو پہنچتی ہے اور سوا اسکے اسنے لڑکپن میں میری ماکی گود میں پرورش پائی ہے صلاح یہ ہے کہ عنان مملکت اور فرمانروائی اوسکے اقتدار کے ہاتھہ میں دیجائے۔ میان آغا نے اوسکی رائے سے اتفاق کیا وہ قلعہ منڈو سے نکلکر سلطان ہوشنگ سے ملے۔ سلطان ہوشنگ نے ملک مغیث سے اپنی نیابت دینے کا وعدہ کیا جس سے وہ مسرور خوشحال ہوا موسی خان نے مایوس ہوکر قلعہ منڈو خالی کر دیا اور خود باہر چلا گیا سلطان ہوشنگ اپنی دارالامارت منڈو میں آنکر ٹھہرا ملک مغیث کو ملک شرف کا خطاب دیا اور وزارت اوسکو تفویض کی اور کل امور میں اپنا نائب و قایم مقام کیا +

۸۱۳ھ شاہ مظفر نے رحلت کی۔ احمد شاہ بن محمد شاہ بن مظفر شاہ کو شاہی ملی۔ ہوشنگ نے حقوق تربیت مظفر شاہی کو اور اعانت احمد شاہی کو بالائے طاق رکھا کینہ دیرینہ لے اوس کو

سنہ ۸۲۵ھ میں سلطان نے ایک ہزار سوار اپنے لشکر میں سے لئے اور سوداگروں کے لباس میں بہیت جاج نگر کو کہ ایک مہینے کے رستہ پر تھی روانہ ہوا۔ نقرہ رنگ کے گھوڑے جو یہاں کے راجہ کو بہت پسند تہے اور کچھہ متاع جو اس ملک میں لوگ پسند کرتے ساتھہ لیں سلطان کی غرض اس سفر سے یہ تھی کہ ان گھوڑوں اور متاع کے عوض میں منتخب ہاتھی ہاتھہ آجائیں تو اون کی قوت سے سلطان احمد گجراتی سے انتقام لیا جائے وہ جاج نگر کی حوالی مین پہنچا اور راجہ پاس آدمی بہیجکر اطلاع دی کہ ایک بڑا سوداگر ہاتہی خریدنے اور گھوڑے نقرہ رنگ و سبزہ رنگ کے اور اور قماش و متاع بیچنے لایا ہے۔ راجاج نگر نے پوچھا کہ یہ سوداگر دور کیوں پڑا ہے۔ اسکا جواب آیا کہ بہت سے سوداگر اوسکے ساتہہ ہیں آب صحرا دیکھہ کر اوسنے یہ منزل پسند کی ہے۔ اس ملک کی رسم تھی کہ اگر کوئی سوداگر معتبر آتا اور گھوڑے اور اسباب لاتا تو راجہ آدمی پہلے سے اس پاس بہیجتا کہ فلان دن وہ گھوڑوں کے زین لگائے اور اسباب کو روئے زمین پر لگائے۔ راجہ سوار ہو کر گھوڑوں اور اسباب کو دیکھے گا۔ وہ وقت موعود پر آتا جو کچھہ پسند کرتا۔ اوس کو ہاتھیوں سے معاوضہ کرتا۔ یا نقد قیمت دیتا۔ اس قاعدہ کے موافق راجہ نے ہوشنگ کو اطلاع دی کہ فلان روز قافلہ میں آؤن گا گھوڑے تیار ہیں اسباب زمین پر لگایا جائے۔ میں ملاحظہ کر کے اوس کے عوض ہاتھی یا نقد قیمت دونگا سلطان نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ جو راجہ کہے وہ کرنا چاہیے راجہ نے آنے کا دن مقرر کیا۔ اور قافلہ میں چالیس ہاتہی بہیجے کہ اونکو اچھی طرح سے دیکھہ بہال لیں اور اپنے گھوڑون کو تیار رکھیں اور اسباب کو کھول کر زمین پر رکھیں برسات کا موسم تہا سلطان ہوشنگ نے عذر کیا کہ ہوا اور ابر ہے مبادا ہمارے اقمشہ ضائع ہوں مگر راجہ کے آدمیوں نے محصلی کر کے اسباب کہلوایا۔ اس اثنا میں راجہ پانچسو آدمیوں کے ساتھہ آیا اور اور اشیا کے دیکھنے میں مشغول ہوا۔ مینہ موسلادہار برسنے لگا اور بادل کی گرج و بجلی کی کڑک سے ہاتھی بھاگے اسباب جو زمین پر تھا وہ ہاتہیون کے پاؤن تلے آکر سب خراب ہو گیا لشکریوں نے کہ سوداگرون کے لباس میں تھے غل مچایا سلطان ہوشنگ نے اپنی ڈاڑہی کے [illegible] متاع خراب ہوگئی ہم زندہ [illegible] جاتے

سلطان ہوشنگ مہروسہ میں ہے تو اوسکے فساد مٹانے کو مقدم جانا اور بہت جلد وہ مہروسہ
کی طرف متوجہ ہوا۔ اور باوجود بارش کی کثرت کے ایلغار کرکے وہ پہنچا۔ جب جاسوسوں نے ہوشنگ کو
احمد شاہ کے آنے کی اطلاع دی تو مضطرب ہوا جن زمینداروں نے عرایض بھیجکر فتنہ و فساد
اٹھایا تھا اونکو اپنے پاس طلب کیا۔ جب وہ نہیں ہوئے خیر نہ دیکھی تو اونکو ناسزا باتیں کہیں اور
لعنت ملامت کی اور جس راہ سے گیا تہا اوسی راہ سے گدی کہچاتا ہوا چلا آیا۔ سلطان احمد شاہ
نے مہروسہ میں چند روز لشکر کے جمع کرنے کے لئے قیام کیا۔ ماہ صفر سنہ ۸۲۱ھ کو مالوہ کی طرف
متوجہ ہوا۔ متواتر کوچ کرکے کالیادہ کی نواح میں آیا۔ سلطان ہوشنگ جنگ کا آہنگ کرکے
چند منزل آگے آیا مگر لڑکر منڈو کو بھاگا۔ سلطان کی سپاہ نے اوسکا تعاقب قلعہ منڈو کے
دروازہ تک کیا۔ اوسکو بہت غنیمت ہاتہہ لگی۔ خود ظفر آباد نعلچہ تک آیا۔ چند روز یہاں توقف
کیا۔ اطراف ولایت میں افواج بھیجی۔ چونکہ قلعہ منڈو نہایت مستحکم تہا تو وہ دہار کی طرف چلا گیا
وہاں سے اوجین جانا چاہتا تہا کہ برسات کا موسم آگیا۔ امراء وزراء نے سلطان کو صلاح دی
کہ بالفعل گجرات چلئے سال آئندہ میں مفسدوں کو سزا دے کر مالوہ کی تسخیر میں مصروف ہوجیے
سلطان احمد شاہ گجرات میں آیا۔ اسی سال میں ملک محمود فرزند ملک مغیث کی پیشانی میں
نجابت و کاردانی کے آثار ہوشنگ نے دیکھے تو اوسکو محمود خان کا خطاب دیا اور باپ کے ساتہہ مہمات
ملکی میں شریک کیا۔ جب سلطان کہیں جاتا تو ملک مغیث کو قلعہ میں چھوڑ جاتا اور محمود خاں کو
ہمراہ لے جاتا۔ آخر سال میں سلطان احمد نے چاہا کہ ولایت مالوہ میں آنکر جو کچھہ کرسکوں اسمیں
تقصیر نہ کروں سلطان ہوشنگ نے اوسکے ارادہ سے آگاہ ہوکر تحفے و ہدیے بھیجے اور صلح کا
طالب ہوا۔ سلطان احمد نے پیشکش لے لی اور صلح قبول کرلی۔ سنہ ۸۲۲ھ میں سلطان ہوشنگ
سرحد برار میں قلعہ کھیرلہ پر لشکر لے گیا۔ یہاں کے حاکم نرسنگ رائے نے پچاس ہزار پیادہ اور سوار لڑنے
کے لئے بھیجے۔ سخت لڑائی کے بعد سلطان ہوشنگ نے فتح پائی۔ نرسنگہ رائے نے شکست پائی
سلطان نے قلعہ سارنگ گڈہ کو کہ نرسنگ رائے سے تعلق رکھتا تہا احاطہ کیا اور مفتوح کیا خزانہ و ۶۸ ہاتھی
ہاتھ لگے [illegible]

ملجا و ماوا اپنا رکہا ہے۔ ان عرایض کے آنے کے وقت میں سلطان ہوشنگ کی اولاد میں نزاع
ہوا۔ سلطان کے سات بیٹے اور تین لڑکیاں تہیں۔ تین بیٹے دختر عالم خاں حاکم اسیر سے پیدا ہوئے
جنکے نام عثمان خان و فتح خان و ہیبت خان ہتے یہ باہم متفق تہے اور بیٹے احمد خان و عمر خان و
ابو اسحاق خان سب سے بڑے بیٹے غزنیں خان کے ساتہہ متفق تہے عثمان خان و غزنیں خان میں ہمیشہ
نزاع رہتی اور امرا اور سپاہ کی جماعتیں جدا جدا اونمیں سے ہر ایک کی طرفدار تہیں سلطان ہوشنگ
کو اس مخالفت کے سبب سے کلفت تہی۔ ملک مغیث اور اوسکا بیٹا محمود خان کہ نہایت عادل و کاردان تہے
و سلطان کی استرضا میں کوشش کرتے تہے۔ چنانچہ مکرر سلطان ہوشنگ کی زبان پر یہ بات آئی
تہی کہ محمود خان میری ولیعہدی کی لیاقت رکہتا ہے۔ ملک مغیث نے عرض کیا کہ شاہزادوں کو
بقا ہو ہم بندے ہیں سوا جاں سپاری اور خدمت گاری کے ہمارا کام اور نہیں ہے۔ ایکدن کالپی
کی راہ میں عثمان خان نے برادر بزرگ غزنیں خان سے بڑی بے ادبی کی۔ اوسنے اپنے ایک نوکر
کو شہزادہ غزنیں خان کے حرم میں بہیجا جسنے جاکر غزنیں خان کو خوب گالیاں سنائیں جسکے سبب سے غزنیں خان کے
نوکروں میں خوب لتکاکوب ہوئی۔ عثمان خان باپ کے خوف سے بہاگ گیا۔ امرا سے وعدے دلخواہ
کرکے فریفتہ کیا اور غدر مچایا۔ سلطان ہوشنگ اور زیادہ خفا ہوا۔ ملک مغیث سے اس باب میں مشورہ
کیا تو اوسنے کہہ دیا کہ اس قسم کی حرکتیں شہزادوں سے مکرر وقوع میں آئی ہیں اور معاف کی گئی
ہیں۔ ابکی دفعہ بہی اغماض کیا جائے۔ سلطان ہوشنگ نے تغافل کیا۔ عثمان لشکر میں آگیا۔ اجین میں
سلطان نے بار عام کیا۔ عثمان خان و فتح خان و ہیبت خان کو خطاب عتاب سے سخت ایذا پہنچائی
اور اونکو پابزنجیر کرکے ملک مغیث کے حوالہ کیا کہ منڈو میں اونکی تادیب کرے۔ یہ کام کرکے وہ کوہ
جاجنیہ کی طرف آیا۔ متواتر کوچ کرکے حوض بہیم کو توڑا۔ راجہ کو جنگل میں بہگایا۔ اہل و عیال و
مال و منال سب سرکشوں کا لے لیا۔ عورتوں بچوں کو اسیر کیا اور ہوشنگ آباد میں آیا۔ ایک دن
وہ شکار کے لئے سوار ہوا۔ اثناء سیر میں تاج سلطان سے لعل بدخشانی جدا ہوکر گر پڑا۔ اسی سیر میں
ایک پیادہ نے اوسکو لاکر سلطان کو دیا اور پانسو تنکہ انعام پایا۔ سلطان ہوشنگ نے اس تقریب

کر او سنے یہ سنا کہ سلطان مبارک شاہ بن خضر خاں راجہ کی مدد کو بیانہ کی راہ سے آتا ہے تو سلطان ہوشنگ محاصرہ کو چھوڑ کر دہولپور رتنگا وسے لڑنے گیا۔ مگر چند روز کے بعد حرف صلح درمیان آیا آپس میں ایک دوسرے نے تحفے دئے اور اپنے اپنے دار الملک کو روانہ ہوئے۔ ۸۳۲ھ ۱۴۲۸ کو احمد شاہ بہمنی والی دکن نے کہیرلہ کی تسخیر کے لئے کوچ کیا۔ یہاں آکر اوسکو احاطہ کیا۔ ضابطہ حصار نرسنگ رائے مقتول نے جو سلطان ہوشنگ کے حکم سے یہاں کا حاکم تہا اپنا آدمی بھیجکر سلطان ہوشنگ سے امداد طلب کی۔ سلطان ہوشنگ اس طرف روانہ ہوا کہیرلہ کے نزدیک آیا تو دکہنیوں نے اپنی ولایت کو مراجعت کی سلطان ہوشنگ نے اوسکو دکنیوں کی عجز پر حمل کیا۔ رائے کہیرلہ نے اوسکو اغوا کیا وہ دکنیوں کے تعاقب میں گیا۔ دکنیوں نے لڑکر اسکو شکست دی اور سارا اسباب اوسکا چھین لیا وہ بھاگا اوسکی کل عورتیں اور لڑکیاں دکنیوں کے ہاتھ میں اسیر ہوئیں سلطان احمد شاہ دکنی نے ان عورتوں کی بڑی مہمانداری کی اور ہر ایک کو زریں جامے دئے اونکے ساتھ اپنے پانچ سو سوار اور ایک امین ہمراہ کیا اور سلطان ہوشنگ پاس بہجوا دیا۔

۸۳۴ھ ۱۴۳۰ میں کالپی کی تسخیر کے قصد سے سلطان ہوشنگ منڈو سے روانہ ہوا۔ کالپی میں سلطان مبارک شاہ بادشاہ دہلی کی طرف عبد القادر حاکم تہا جب اس نواحی میں آیا تو اوسنے سنا کہ سلطان ابراہیم شرقی بہی اپنے دار الملک جونپور سے کالپی کی تسخیر کے ارادہ سے کوچ بہ کوچ کئے چلا آتا ہے سلطان ہوشنگ نے اسکے دفع کرنے کو کالپی کی تسخیر مقدم جانا۔ جب دونوں لشکر نزدیک پہنچے اور آج کل میں لڑائی ہونیوالی تہی کہ شاہ ابراہیم شرقی کو خبر ہوئی سلطان مبارک شاہ فرمانروائے دہلی جونپور کا عازم ہے اسلئے سلطان ابراہیم جونپور کو واپس چلا گیا۔ سلطان ہوشنگ نے بے نزاع کالپی پر قبضہ کیا اور وہاں اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ چند روز یہاں رہکر عبد القادر ہی کو جو سابق میں ضابط کالپی تہا اپنی طرف سے یہاں حاکم مقرر کیا۔ مالوہ کو مراجعت کی اثنائے راہ میں تہانہ داروں کی عرایض آئیں کہ

قسم کہائی کہ جب تک میری حیات میں رمق باقی ہے میں شاہزادہ کی طرفداری نہیں چہوڑونگا
جب امراکو ان امور پر وقوف ہوا تو ملک مبارک غازی نے محمود خاں سے جاکر کہا کہ جب سے
سلطنت و وزارت ہوئی ہے کوئی آپ جیسا وزیر مسند وزارت پر نہیں بیٹھا لیکن تعجب ہے کہ
باوجودیکہ عثمان خان زیور سخاوت و شجاعت و دادگری و رعیت پروری سے آراستہ ہے ولیعہدی
سلطانی اوہ غزنین خاں کے لیے تجویز کی جائے شہزادہ عثمان خان ملک مغیث کا داماد ہی
ہے اوسکے فرزند آپ ہی کے فرزند ہیں اگر سلطان پر ضعف نہ طاری ہوتا اور قویٰ میں فتور
نہ ہوتا تو وہ غزنین خان کو ولیعہد نہ مقرر کرتا اب سب امرا خواہین کی استدعا ہے کہ آپ شاہزادہ
عثمان خان کے حال پر متوجہ ہوں اسکے سر پر دست مرحمت رکہیں محمود خاں جانتا تہا کہ
فی الواقع عثمان خان رشید و شائستہ سلطنت ہے اسلئے اوسکے نہ ہونے کو اپنے حق میں
بہتر جانتا تہا اوسنے یہ جواب دیا کہ بندہ کو بندگی سے کام ہے خواجگی و خداوندی بادشاہ جانے
اتفاق سے عمدۃ الملک بہی خیمہ کے پاس یہ باتیں سنتا تہا اوسنے غزنین خان سے جا
کہیں تو اوسکو محمود خان کی جانب سے اور اطمینان ہو گیا جب سلطان ہوشنگ کی حیات
سے امرا مایوس ہوئے تو ظفر خان نے ارادہ کیا کہ شہزادہ عثمان خان کو قید خانہ سے نکالکر
اوسکو اپنے ساتہہ متفق کرے اس ارادہ سے وہ [illegible] ہوا آگیا جب یہ خبر محمود خان کو
ہوئی تو اوسنے غزنین خان کو خبر دی وہ [illegible] ملک برخوردار کو
تعین فرمایا کہ اصطبل میں پچاس گہوڑے تیار رکھے میر آخور عثمان خان کا ہواخواہ تہا
اوسنے کہا کہ ابہی سلطان زندہ ہے اوسکے حکم بغیر ایک گہوڑا نہ دونگا اور فی الفور جاکر ایک
خواجہ سراسے جو عثمان خان کا معتبر تہا یہ بات کہی خواجہ سرا جانتا تہا کہ اس بات سے سلطان
غضب ہوئے گا میر آخور کو تعلیم کی کہ سلطان کے تکیہ گاہ کے قریب جاکر اس بات کو بلند آواز سے
کہہ کہ بادشاہ بہی سن لے جیسے اوسکے دل میں آئے کہ ابہی میں زندہ ہوں اور غزنین خان
میرے مال میں تصرف کرتا ہے میر آخور نے اس بات کو بہت آب و تاب سے کہا سلطان نے سنکر کہا
[illegible] ہوا کہ اس تزویر سے کہیں سلطان غزنین خان

اور باجمود اسکے اوسکو انعام ملا فیروز شاہ نے کہا کہ یہ تشبیہ آفتاب عمر کے غروب ہونے کی ہے چند روز
بعد وہ مرگیا میں بھی جانتا ہوں کہ میری عمر تمام ہوئی چند نفس باقی ہیں حضار مجلس نے دعا ثنا
کے بعد عرض کیا کہ جس روز سلطان فیروز نے یہ بات کہی تھی اوسکی عمر نوّے برس کی تھی حضرت
سلطان کا زمانہ عنفوان جوانی اور کامرانی کا ہے۔ ہوشنگ نے کہا کہ انفاس عمر زیادہ
نقصان کے قابل نہیں ہیں پس چند روز بعد سلطان کو سلسل بول کا مرض ہوا جب اوسنے
اپنے مرنے کے آثار دیکھے تو ہوشنگ آباد سے منڈو میں چلا آیا۔ ایک دن دربار عام میں اپنے
سب سے بڑے بیٹے غزنین خان کو انگشتر مملکت دی اور اپنا ولی عہد کیا۔ اسکا ہاتھ محمود خان
کے ہاتھ میں دیا۔ محمود خاں نے معروض کیا کہ جب تک زندگانی رمق باقی ہے بندہ
خدمت گزاری اور جاں سپاری کے لئے حاضر ہے پھر امیر اور وزیر کو وصیت فرمائی
کہ ساحت مملکت نفاق و مخاصمت کے غبار سے مکدر نہ کرنا۔ اوسنے اپنی فراست سے دریافت
کر لیا تھا کہ محمود خاں خود سلطنت کو چاہتا ہے اسلئے اوسکو مکرر نصایح و مواعظ کئے اور
حقوق تربیت یاد دلائے اور کہا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی با شوکت و صاحب شمشیر ہے
ہر وقت وہ مالوہ کی تسخیر کا ارادہ رکھتا ہے وقت فرصت کا منتظر رہتا ہے اگر مہام مملکت
کے سر انجام میں اور سپاہ و رعیت کے احوال کی پرداخت میں تساہل و تکاہل ہوگا۔ اور اپنی
شاہزادہ کی مراعات میں تہاون ہوگا تو وہ اس ولایت کی تسخیر کا عزم مصمم کریگا تمہاری
جمعیت میں تفرقہ ڈال دیگا۔ دوسری منزل میں محمود خان نے شاہزادہ کے ساتھ عقد
بیعت کو سوگند سے موکد کیا۔ عثمان کے ہوا خواہوں نے سلطان سے عرض کیا کہ سلطان زادہ
عثمان خان بھی شائستہ فرزند ہے اگر قید سے خلاص ہو اور مالوہ کا ایک حصہ اوسکی جاگیر میں
دیا جائے تو انسب و لایق ہے سلطان ہوشنگ نے کہا کہ یہ بات میرے دل میں بھی آئی
تھی مگر عثمان خان کو چھوڑدوں تو سلطنت میں فتنہ عظیم برپا ہوجائیگا جب غزنین خان نے
سنا کہ بعض امرا عثمان خان کی استخلاص میں سعی کرتے ہیں تو اوسنے پھر عمدۃ الملک کو محمود خان

اور بہت رویا اسوقت امرا ایک ایک غزنین خان کے پاؤں کو چومتے تھے اور ہائے ہائے کرکے
روتے تھے جب غزنین نے امرا اور بزرگوں کی بیعت سے اپنا استحکام دیکھا تو وہ سلطان ہوشنگ
کی نعش لیکر منڈو چلا۔ ۹۔ ذی الحجہ کو یہاں اوسکو خاک کو سونپا۔ سلطان ہوشنگ کی مدت
سلطنت ۳۰ سال تھی تاریخ وفات اوسکی آہ شاہ ہوشنگ ہے۔ اوسکا مقبرہ گچ و سنگ
سے بنایا ہے ہمیشہ اوسکے اندر کی طرف پانی ٹپکتا ہے مگر برسات میں نہیں۔ غالباً پتھروں
کی درزوں میں جو ہوا گذرتی ہے اوسکا استحالہ پانی میں ہو جاتا ہے لیکن اہل ہند اسکو
سلطان ہوشنگ کی کرامات جانتے ہیں کہ اوسکے غم میں پتھر بھی روتے ہیں۔

ذکر سلطنت سلطان غزنین المخاطب محمد شاہ بن سلطان ہوشنگ

۱۱۔ ذی الحجہ ۸۳۸ھ کو ملک اشرف اور محمود خان کی سعی سے غزنین خان کے سر پر تاج
فرماندہی رکھا گیا سلطان محمد شاہ خطاب ہوا۔ امرا نے طوعاً و کرہاً اس سبب سے بیعت کی کہ
سلطان ہوشنگ کا مختار اسکا طرفدار تھا سب امرا کے وظیفے و جاگیریں برقرار رہیں انمیں تبدیل
نہیں ہوئی۔ ملک اشرف و محمود خان کی حسن کاردانی سے ملک نے رواج و رونق تازہ پائی
جمہور خلائق اوسکی سلطنت کو چاہنے اور اوسسے دلی محبت کرنے لگے۔ ملک مغیث المخاطب
ملک اشرف کو مسند عالی کا خطاب ملا۔ اور وزارت ملی اور محمود خان امیر الامرا ہوا۔ مگر
کچھہ دنوں کے بعد غزنین خان نے اپنے بھائیوں کا خون ناحق اپنی گردن پر لیا اور
نظام خان برادر زادہ اور داماد کی اور اوسکے تین فرزندوں کی آنکھوں میں سلائی
پھروائی تھی لوگوں کے دل اوسسے متنفر ہو گئے اور اونکو محبت کی جگہ عداوت ہو گئی۔ اس کو
اپنے مظلوم برادر زادوں کا خون کرنا مبارک نہ ہوا۔ تھوڑی سی مدت میں اوس کی
مملکت میں ارباب فساد نے علم طغیان بلند کیا اور فتنے کے غبار کو اوٹھایا۔ نان دولی
رجپوتوں نے اطاعت سے باہر قدم رکھا۔ کچھہ ملک پر تاخت کی جب سلطان محمد کو یہ خبر
ہوئی تو ۱۵۔ ربیع الاول ۸۳۹ھ کو سید خان جہان کو دس ہاتھی اور خلعت خاص دیئے اور

کو نہ تلف کردے وہ نہ گئے جانتے تھے کہ تھوڑی دیر کا وہ مہمان ہے جب غزنین خان کو یہ خبر ہوئی تو وہ خفیف العقل ہونے کے سبب سے تین منزل پرگاگروں کو چلا گیا اور عمدۃ الملک کو محمود خاں پاس بھیجا کہ امرا تو عثمان خان کے طرفدار ہو گئے ہیں میں تیرے سوا کوئی خیر خواہ نہیں کہتا سلطان نے ترکش طلب کیا تھا مجھے خوف ہوا کہ مبادا امرا مجھے مقید کر کے اور بھائیوں کا ساتھی بنائیں اسلئے اُردو سے باہر چلا آیا ہوں محمود خان نے جواب بھیجا کہ آپ نے سلطان کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا۔ میں پچاس گھوڑوں کے طلب نے کا سبب سلطان سے عرض کر دوں گا۔ پھر غزنین خان نے عمدۃ الملک کو محمود خاں پاس بھیجا کہ خواجہ سرا نا ملائم باتیں سلطان سے عرض کرتے ہیں مجھے خوف لگ رہا ہے۔ محمود خان نے جواب دیا کہ کچھ قصہ نہیں ہے جلد لشکر میں آ جاؤ کہ وقت تنگ ہے اور آفتاب غروب ہونے کو ہے اور عمدۃ الملک کی موجودگی میں ملک مغیث کو خط لکھا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ حضرت سلطان نے غزنین خان کو ولیعہد اور اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے۔ بیماری سے سلطان کا حال زبون ہے سب کو اوسکی زندگی سے مایوسی ہے چاہیئے کہ شہزادہ عثمان خان کی حفاظت میں زیادہ اہتمام کرو۔ عمدۃ الملک نے جا کر جب غزنین خان سے اس خط کا مضمون عرض کیا تو وہ نہایت مسرور ہوا اور اردو میں آگیا۔ خان جہان عارض ممالک اور خواجہ سراؤں نے جو عثمان خان کے ہوا خواہ تھے یہ مشورہ کیا کہ علی الصباح محمود خاں کی اطلاع بغیر سلطان کو پالکی میں منڈو کو لیجائیں اور عثمان کو قید سے نکال کر بادشاہ بنائیں دوسرے روز وہ سلطان کو پالکی میں منڈو کو لیجاتے تھے کہ سلطان کا دم نکل گیا محمود خاں و شہزادہ غزنین خان بھی یہاں آگئے محمود خان نے بارگاہ سلطانی کھڑا کیا اور تجہیز و تکفین میں مصروف ہوا۔ امرا اپنے اپنے ڈیروں میں چلے گئے۔ بعد تجہیز و تکفین کے محمود خان نے بآواز بلند کہا کہ سلطان ہوشنگ نے خدا کے حکم سے وفات پائی اور غزنین خان کو کہ خلف الصدق اسکا ہے اپنا ولیعہد اور قائم مقام مقرر کیا تھا۔ اب جو کوئی اوسکے موافق ہے بیعت کرے اور جو مخالف ہے وہ لشکر

ایلچی گری کے لئے طلب کرتا ہے اونکو یہ خیال تہا کہ وہ آجائیگا تو ہم سب ملکر اوسکو مار ڈالیں گے مگر
سلطان کی وفات سے محمود خان آگاہ تہا۔ اوسنے کہا کہ میں نے شغل دنیا چھوڑا اب میں یہ چاہتا
ہوں کہ جب تک زندہ رہوں سلطان ہوشنگ کے مزار کی جاروب کشی کرتا رہوں۔ باوجود اس ارادہ
کے اس سبب سے کہ میرے مغز و استخوان نے دولت سلطان ہوشنگ سے پرورش پائی ہے۔ اگر امرا
میرے گہر آئینگے اور تمام شقوق و تدابیر کو بیان کرینگے تو جو قرار پائیگا اُسے سلطان سے عرض
کر دیگا۔ ملک بایزید شیخا نے کہا کہ محمود خان کو ابھی سلطان کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی ہے اگر
سب امرا اوسکے گہر چلینگے تو اوسکو دولت خانہ میں ساتھ لے آئینگے پہر اوسکا دم نکال لینگے
ملک شیخا کے کہنے سے محمود خان کے گہر امرا گئے۔ اوسنے اُنسے پوچہا کہ سلطان مست ہی یا ہشیار
اوسنے اپنے آدمیوں کو چہپا رکہا تہا وہ دفعۃً ان امرا پر آن گرے اور اونکو قید کر کے موکلوں کے
حوالہ کیا۔ اس واقعہ سے جو امرا مسعود خان پاس موجود تہے اونکو غیرت آئی۔ اونہوں نے چتر
ہوشنگ شاہ کی قبر پر سے لاکر مسعود خان کے سر پر رکہا محمود خان یہ حال سنکر سوار ہوا اور
دولت خانہ کی طرف آیا کہ شاہزادہ مسعود کو گرفتار کر کے اپنی کارسازی کرے جب وہ دولت خانہ
کے قریب آیا تو تیر و نیزہ سے شام تک لڑائی رہی جب آفتاب غروب ہوا تو شاہزادہ مسعود خان
و شاہزادہ عمر خان اور امرا بہاگ گئے دولت خانہ خالی ہوا محمود خان اسمیں گیا۔ باپ کے
بلانے کے لئے خان جہان کو بہیجا کہ سلطنت آپکا حق ہے جلد آئیے۔ اور تخت سلطانی پر
جلوس فرمائیے۔ جہاں ملک کا ہونا جہان میں ضرور ہے اگر تخت بادشاہ خالی رہا تو ایسے
فتنے پیدا ہونگے کہ اونکا تدارک مشکل سے ہوگا مملکت مالوہ وسیع ہے۔ ابہی مفسد و متمرد خواب
سے بیدار نہیں ہوئے کہ ہر طرف فتنہ برپا نہیں ہوا۔ باپ نے جواب دیا کہ بادشاہ وہ ہوتا ہے
جو علو نژاد و کمال سخاوت و شجاعت و زیادتی عقل سے موصوف ہو۔ وسے مہمات سلطنت کو
رونق ہوتی ہے۔ الحمد للہ کہ یہ صفات کہ سلاطین میں ہوتی ہیں تجہہ فرزند میں موجود ہیں تو
بساط سلطنت پر قدم رکہہ غرض وہ نیک مہورت میں تخت پر بیٹہا سب امرا اور بزرگوں نے اوسکو تہنیت
پر بیٹہکر سلطنت کی مبارکباد دی۔ ایام سلطنت سلطان محمد شاہ غوری کی ایک سال اور چند ماہ تھی +

طاق نسیان پر رکھا اور شرب مدام کی عادت کی - اس سبب سے قدیمی دولت خواہوں کو انتقال سلطنت و زوال دولت غوریہ کا وہم ہوا اونہوں نے ایک حرم کو پیغام بھیجا - کہ محمود خان کے دماغ میں زاغ حرص نے عجب و پندار کا بیضہ دیا ہے - اوسکو یہ فکر ہے کہ سلطان کو درمیان سے اٹھا کے خود سریر سلطنت پر بیٹھ جائے - تو سلطان محمد نے آدمیوں کے ساتھ اتفاق کرکے یہ چاہا کہ پہلے اسکے کہ اوسکا خیال فاسد وقوع میں آئے اسکا کام تمام کیا جائے - جب محمود خان کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے کہا کہ الحمد للہ علیٰ کل حال کہ نقض عہد میری جانب سے نہیں ہوا وہ اپنے کار کے فکر میں تیاری میں ہر وقت رہنے لگا - حزم و احتیاط کے ساتھ سلطان محمد کے سامنے آمد و شد کرتا - جب سلطان محمد نے یہ محمود خان کی ہوشیاری دیکھی تو اوسکو خوف و ہراس اور زیادہ ہوا - ایک دن وہ محمود خان کا ہاتھ پکڑ کے حرم میں لے گیا اور اپنی بیوی کو کہ محمود خان کی بہن تھی حاضر کیا - اور کہا کہ میں محمود خان سے کہتا ہوں کہ میرے گناہ کو بخش دو اور مجھے توقع ہے کہ تو مجھے آزار جانی نہیں پہنچائیگا - امور سلطنت بے نزاع و مخالفت تجھے مبارک ہوں محمود خان نے کہا کہ سلطان جو اس طرح کی باتیں کہتا ہے اُسنے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی خاطر سے عہد و سوگند فراموش ہو گئے - اگر کسی منافق نے اپنی غرض فاسد کے سبب سے جناب سے کچھ معروض کیا ہے تو آخر میں وہ خجل و شرمسار ہوگا اگر میری جانب سے سلطان کی خاطر میں کوئی دغدغہ ہے میں اب تنہا ہوں کوئی نہیں ہے کہ میری طرف سے مزاحمت و ممانعت کرے ؎

اگر سر مہر داری اینک دل در سر قہر داری اینک جان

طرفین سے ملائمت و چاپلوسی کی باتیں ہوئیں مگر سلطان پر خفیف العقل ہونے کے سبب سے واہمہ غالب تھا - ہر لحظہ ایسی ادائیں کرتا جس سے نااعتمادی صادر ہوئی - محمود خان نے سلطان کے ساقی کو بہت سا روپیہ دیکر شراب میں زہر ملوا دیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا - جب امراکو اس پر اطلاع ہوئی تو اونہوں نے مسعود خان بن سلطان محمد کو کہ تیرہ سال کا تھا تخت پر بٹھایا اور سلطان کی وفات کو چھپایا - اعمد محمود خان کو ملک بایزید شحنہ کی زبانی کہلا بھیجا کہ سلطان گجرات

فساد برپا کیا۔ روز بروز اوسکی جمعیت اور قوت بڑہتی گئی اور وہ فتنہ انگیزی بڑہاتا گیا۔ اعظم ہمایوں
نے اوسکو پند و نصیحت کی جب کچھہ اثر نہ ہوا تو تاج خان کو اوسکے دفع کے لئے بہیجا۔ یہ مدت تک
قلعہ اسلام آباد پر چہوڑا کیا کچھہ کام نہ کرسکا تو محمود خان سے کمک کی التماس کی۔ اسی حال
میں مخبر خبر لائے کہ ملک جہاد نے ہوشنگ آباد میں اور نصرت خان نے چندیری میں علم مخالفت
بلند کیا۔ محمود خان نے باپ ملک مغیث المخاطب اعظم ہمایوں خان جہان کو اس باغی گروہ
کی تادیب کے لئے اور مہام ملکی کے سرانجام کے لئے رخصت کیا۔ اوسنے تاج خان سے مل کر
اطراف اسلام آباد کو گہیر لیا۔ احمد خان کو بہت سمجہایا کہ فتنہ سے باز آئے مگر وہ نہ سمجہا قوام خان
نے بھی شاہزادہ احمد خان کی کمک بہیجی جب محاصرہ کو طول ہوا تو اعظم ہمایوں نے ایک مطرب
سے سازش کرکے یا کسی اور طرح سے احمد خان کو شراب میں زہر دلوا کر مارا۔ قلعہ اسی روز
مسخر ہو گیا۔ اعظم ہمایوں ہوشنگ آباد گیا۔ راستہ میں اعظم ہمایوں کے لشکر سے قوام خان بھیلسہ کو
بھاگ گیا۔ اعظم ہمایوں ہوشنگ آباد پہنچا ملک جہاد میں مقاومت کی قوت نہ تھی تمام اسباب
و اشیا چہوڑ کر کوہ پایہ گونڈوارہ میں چلا گیا۔ گونڈوں کو جب معلوم ہوا کہ وہ اپنے خداوند سے
روگردان ہوا ہے تو ہجوم عام کرکے اوسکی راہ کو روکا اسباب و اموال اسکا لوٹا۔ اور اوسکو
قتل کیا۔ اعظم ہمایوں اس خبر کو سنکر بہت مسرور ہوا قلعہ ہوشنگ آباد میں آیا۔ یہاں ایک اپنا
معتمد مقرر کیا نصرت خان کی گوشمالی کے لئے چندیری کو چلا گیا جب دو منزل پر آیا تو نصرت خان
اوسکے استقبال کو آیا اور اپنے اعمال ناپسندیدہ سے چشم پوشی کا خواستگار ہوا۔ اوس
جرائم کی تحقیقات کے بعد اعظم ہمایوں نے نصرت خاں سے چندیری لیکر ملک الامرا حاجی کالو
کو سپرد کی اور بھیلسہ کو روانہ ہوا معتبر آدمیوں کو بہیجا کہ قوام خاں کو راہ راست پر دلالت کریں
مگر اوسے کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوا جب وہ نہایت تنگ ہوا تو بھیلسہ سے بہاگ گیا اعظم ہمایوں
اس طرف کی مہمات سے خاطر جمع کرکے منڈو کی طرف متوجہ ہوا۔ اثناء راہ میں خبر آئی کہ سلطان
احمد شاہ گجراتی مالوہ کی تسخیر کے ارادہ سے آتا ہے شاہزادہ مسعود خان جو سلطان محمود غوری سے
امان پاکر گجرات میں گیا تہا۔ ایک بزرگ فوج اور ۲۰ ہاتھی لئے چلا آتا ہے۔ اعظم ہمایوں جلدی سے

ذکر سلطنت سلطان محمود خلجی

کتب تاریخ اور خصوصاً تاریخ الفی میں لکھا ہی کہ غزنین خان کے مرنے کے بعد اولاد غوریہ مستاصل ہوئی اور دوشنبہ ۲۹ شوال ۸۳۹ ۸۴۵ھ میں سلطان محمود خلجی نے اورنگ سلطنت مالوہ پر جلوس کیا۔ اسوقت اسکا سن ۳۴ سال کا تھا۔ کل بلاد مالوہ میں اوسکا خطبہ پڑھا گیا کل امرا کو اوسنے عنایت و شفقت سے خوشدل کیا۔ ہر ایک کا علاقہ اور مرتبہ زیادہ کیا۔ باپ کو اعظم ہمایوں کا خطاب دیا چتر و ترکش سفید کہ شان سلاطین سے مخصوص تھا عطا فرمایا اور یہ مقرر کیا کہ اسکے آگے نقیب لیاول چوب طلا و نقرہ ہاتھ میں رکھیں جس وقت وہ سوار ہو یا اترے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہیں اس زمانہ میں یہ امر سلاطین کے ساتھ مخصوص تھا جب سلطنت نے اوسپر قرار پایا اور علما و فضلا کی تربیت میں مصروف ہوا۔ جہان ارباب کمال کو سنتا اونکو روپیہ بہیجکر طلب کرتا اپنے ملک میں ایک مدرسہ بنایا علما و فضلا و طلاب کے وظیفے مقرر کیے افادہ و استفادہ میں اونکو مشغول کیا۔ غرض اسکے زمانہ میں ولایت مالوہ پر شیراز و سمرقند حسد کرنے لگے جب امور سلطنت نے انتظام اور مہمات مملکت نے التیام پایا۔ ملک قطب الدین سمنانی و ملک نصیر الدین جرجانی اور امراء ہوشنگ کی ایک جماعت نے حسد کے سبب سے ملک یوسف قوام خان سے اتفاق کرکے غدر کا ارادہ کیا اور اس سے ایک رات کو بام مسجد پر کہ دولت خانہ سے متصل تھا سیڑھیاں لگاکے اوپر چڑھے اور وہاں سے صحن سرای میں اُترے اور متردد تھے کہ کیا کریں اس اثناء میں محمود شاہ نے اپنے ترکش سے کئی آدمیوں کو زخمی کیا تو یہ جماعت جس راہ سے آئی تھی اسی راہ سے چلی گئی۔ ایک زخمی کو جو بھاگ نہیں سکتا تھا چھوڑ گئی۔ اوسنے ہر ایک کا نام جو اس غدر میں شریک تھے بتلادیا سلطان نے ان سب کی سیاست کی اگرچہ سلطان زادہ احمد بن سلطان ہوشنگ و ملک یوسف قوام الملک و ملک نصیر الدین وغیرہ اس غدر کے سرغنہ تھے مگر اعظم ہمایوں نے اونکی تقصیرات کا استعفا کیا۔ شاہزادہ احمد خان غوری بن سلطان ہوشنگ کو اسلام آباد اور ملک یوسف قوام خان کو بھیلسہ اور ملک جہاد کو ہوشنگ آباد اور ملک نصیر الدین المخاطب نصرت خان کو چندیری اقطاع میں دیے گئے۔ شاہزادہ احمد خان نے اسلام آباد میں پہنچکر فتنہ

اور سلطان محمود خلجی قلعہ سے باہر جاکر ملک کی محافظت کرے - وہ سارنگپور کی طرف
روانہ ہوا تاج خان اور منصور خان کو اپنے سے پہلے روانہ کیا سلطان احمد شاہ نے ملک حاجی علی
کو محافظت کے لئے مقرر کر رکھا تھا حاجی خان سے سنتے تاج خان اور منصور خان کی لڑائی ہوئی ملک حاجی بھاگ کر احمد شاہ
پاس خبر لیگیا کہ سلطان محمود خلجی سارنگپور کو جاتا ہے شاہ احمد شاہ نے سارنگپور قاصد بھیجا کہ شاہزادہ محمد خان
پہلے اس سے کہ سلطان محمود سارنگپور پہنچے اس سے اجین میں ملے - وہ باپ سے اجین میں ملا -
ملک اسحاق بن قطب الملک مقطع سارنگپور نے سلطان محمود خلجی کو عریضہ بھیجا - اول اپنے
اس جرم کی معافی چاہی کہ اوسنے شاہزادہ محمد کو سارنگپور حوالہ کردیا تھا - اور پھر یہ لکھا
کہ محمد خان حضور کے آنے کی خبر سنکر سارنگپور سے اجین کو چلا گیا لیکن شاہزادہ عمر خان
نے سارنگپور کی تسخیر کے قصد سے اپنے سے آگے ایک فوج بھیجی ہے اور پیچھے اوسکے وہ چندیری
خود جائیگا سلطان محمود نے عریضہ کو پڑھ کر ملک اسحاق کی تقصیرات کو معاف کیا اور تاج خان
کو فوج کے ساتھ آگے بھیجا کہ سارنگپور پر جلد جاکر قبضہ کرے اور پھر خود لشکر گراں کے ساتھ آیا
یہاں آن کر اوسنے ملک اسحاق کو دولت خان کا لقب دیا اور خزانہ شاہی سے دس ہزار تنکہ
دئے اور علم و شطاس اور زر دوزی قبائیں دیں اور اوسکی تنخواہ دو چند کردی اور اہل شہر
نے سرداروں کو کچھ گھوڑے اور پچاس ہزار تنکہ انعام دئے - اب سارنگپور میں اس بار
جاسوس خبر لائے کہ شاہزادہ عمر خان بھیلسہ کو جلا کر سارنگپور کی سرحد میں آیا - اور سلطان
احمد شاہ گجراتی بتیس ہزار سوار اور تین سو ہاتھی لے کر اجین سے چلا ہے اور سارنگپور کو
آتا ہے سلطان محمود نے عمر خان کے دفع کرنے کو مقدم جانا - آخر شب کو عازم ہوا جب دونو
لشکروں میں کروہ (۲) میل کا فاصلہ رہا - نظام الملک اور ملک احمد سلحدار کو بھیجا کہ وہ جنگگاہ
کا ملاحظہ کریں علی الصباح چار فوجوں کو ترتیب دیکر سلطان زادہ عمر خان کی طرف
راہی ہوا - عمر خان بھی محمود خان کی نہضت سے خبردار ہوا اور اوسنے ایک لشکر مقابلہ کے
لئے بھیجا اور خود ایک جماعت کے ساتھ پہاڑ کے پیچھے گھات میں بیٹھا - اتفاقاً ایک شخص نے
سلطان محمود کو اطلاع دی کہ عمر خان پہاڑ کے پیچھے چھپا بیٹھا ہے محمود خلجی اوسکی طرف

قلعہ منڈو میں گیا سلطان گجرات نے قلعہ منڈو کا محاصرہ کیا محمود شاہ باپ کے آنے سے خوش ہوا۔
ہر روز ایک جماعت کو قلعہ سے باہر لڑنے کے لئے بھیجا۔ اسکا ارادہ ہوا کہ قلعہ سے باہر نکل کر غنیم سے
لڑے مگر امراء ہوشنگ کے نفاق کا خار دامن گیر ہوتا۔ اوسکے دل میں اپنے خویشوں اور اپنے
تربیت یافتوں کی طرف سے خطرہ تھا اونکو اپنا اعدا جانتا تھا مگر اپنے بذل عطا وجود وسخا سے
تنگنائے محاصرہ میں سب آدمیوں کو آسودہ رکھتا تھا اور انبار خانہ سلطانی سے فقیر وغریب کو
غلہ دیتا فقرا اور مساکین کے لئے لنگر خانے جاری تھے۔ طعام پختہ و خام اونکو پہنچتا تھا۔
اس سبب سے آدمی اوسکے دوست ہوگئے تھے اسکی سخاوت کے سبب سے اوسکے لشکر میں بہ نسبت
سلطان احمد کے اردو کے غلہ ارزاں بکتا تھا بعض امرا مثل سید احمد وصوفی خان ولد
عماد الملک و ملک شرف و ملک محمود بن احمد سلاحدار و ملک قاسم و ملک قیام الملک کو
جو سلطان احمد سے نفاق رکھتے تھے اون کو روپے اور جاگیروں کا وعدہ کرکے
محمود خان نے اپنے پاس بلا لیا۔ اس سبب سے سلطان گجرات کے کام میں شکستگی آگئی
سلطان احمد شاہ گجراتی کے لشکر کی ایک جماعت کی صلاح سے سلطان محمود نے شبخون مارنے کا
ارادہ کیا اتفاقاً نصیر خان نے کہ سلطان ہوشنگ کا دوات دار تھا سلطان احمد کو خبر کردی
جب سلطان محمود خلجی کی افواج قلعہ سے نیچے آئیں تو اونہوں نے غنیم کے لشکر کو ہوشیار
پایا تمام راہیں مسدود دیکھیں باوجود اسکے زور بازو سے جنگ میں مشغول ہوا صبح صادق
تک لڑائی رہی طرفین سے بازار محاربہ گرم رہا۔ ایک خلق کثیر کشتہ ہوئی صبح کو شاہ خلجی قلعہ
میں آیا اسی زمانہ میں مخبر خبر لائے کہ شہزادہ عمر خان کہ منڈو سے گجرات اور گجرات سے
رانا پاس گیا تھا۔ مالوہ کے فساد کی خبر سنکر چندیری میں آیا اہل چندیری اور سپاہ نے
ملک الامرا حاجی کالو کے ساتھ غدر مچایا اور عمر خان کو سردار بنایا اس سبب سے احمد شاہ
گجراتی نے اپنے بیٹے شاہزادہ محمد خان کو پانچ ہزار سوار اور بیس ہاتھی دیکر سارنگپور کو بھیجا
کا حاکم بھی مخالفت سے مل گیا سلطان محمود خلجی نے جب یہ سنا تو مجلس مشورہ جنگ کو جمع کیا
اسمیں یہ قرار پایا کہ یہاں قلعہ میں اعظم ہمایوں رہے اور حصار کے ضبط وربط میں مصروف رہے

د مال و اسباب سمیت اردو بازار میں گذریں کہ آدمیوں پر اوسکی راستی سخن اور درستی عہد ظاہر ہو
(یا اونکی طاعت) اونہوں نے یہی عمل کیا اور سلامت باہر چلے گئے۔ سلطان محمود ان حدود کا
انتظام کرکے مراجعت کرنی چاہتا تہا کہ جاسوس خبر لائے کہ ڈونگرسین اور راجہ گوالیار نے
جنوب کی طرف کوچ کرکے قلعہ ترور کا محاصرہ کیا ہے سلطان محمود اس سبب سے پریشان تہا
کہ برسات کا موسم تہا اور محاصرہ پر بہی ایک مدت گذر گئی تھی۔ مگر وہ متواتر کوچ کرکے گوالیار
کا عازم ہوا۔ وہاں پہنچکر نہیب و تاراج شروع کی۔ قلعہ سے راجپوت باہر آنکر لڑے
محمود شاہی فوج کے صدمہ سے بہاگ کر قلعہ کے سوراخوں میں گہسے۔ ڈونگرسین گوالیار
بہاگ گیا قلعہ ترور کو خلاصی ہوئی سلطان منڈو کو چلا۔ ۸۴۳ھ ۱۴۳۹ء میں روضہ سلطان ہوشنگ
کی عمارت کو اور مسجد جامع کو رام پول دروازہ کے قریب تعمیر کرایا۔ اسمیں دوسوتیس مینار
اور تین سو ساٹھ محرابیں تہیں +

۸۴۴ھ ۱۴۴۰ء میں امراء میوات اور اکابر و معارف دار الملک دہلی کی متواتر عرایض آئیں
کہ سلطان محمد مبارک شاہ اپنی سلطنت کے کاموں کو نہیں کرسکتا اسلئے ظالموں اور غالبوں کا
ہاتھ دراز ہو رہا ہے اور انکے جبر و ستم برپا ہیں امن و امان نام کو نہیں خلعت سلطنت قضا
قدر کے خیاط نے آپکے قد پر سیا ہے اسلئے یہاں کے رہنے والے چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی
رغبت سے بیعت کریں۔ سنہ مذکور کے آخر میں سلطان لشکر آراستہ کرکے دہلی کی تسخیر کے ارادہ
سے روانہ ہوا ہنڈون کے قریب یوسف خان ہنڈولی اوسکی خدمت میں آیا۔ یہاں سے
آگے کوچ کیا سلطان محمد شاہ لڑنے آیا جب دونوں لشکر نزدیک آئے تو باوجودیکہ اس پاس لشکر
بہت تہا مگر ایسا ہراسان ہوا کہ اوسنے محمود خلجی کی لڑائی سے اجتناب کیا اور دہلی سے
پنجاب جانے کا ارادہ کیا پہر امرا کی شرما شرمی سے اونکو کہا کہ میری سواری کی ضرورت
نہیں ہے تم خود لشکر آراستہ کرکے شاہزادہ کو ہمراہ لے جاؤ اور ہنگامہ کارزار گرم کرو۔
حسب الحکم امرا لڑنے کے لئے باہر آئے اور ملک بہلول لودہی کہ سلطان محمد شاہ کے نوکروں میں
تہا اور تیر اندازوں کی جمعیت اس پاس خوب تہی مقدمہ لشکر میں روانہ ہوا جب سلطان محمود خلجی نے سنا

متوجہ ہوا۔ عمر خان نے اپنے ہمراہی سپاہیوں سے کہا کہ نوکر کی کسر ناموس بھاگنے سے ہوتی ہے اور بھاگنے سے مرنا بہتر ہے۔ یہ کہکر اوسنے سلطان محمود خلجی کی سپاہ پر حملہ کیا اور دستگیر ہوا سلطان محمود نے اوسے قتل کرایا۔ اوسکا سر نیزہ پر لگا کے چندیری کے لشکر کو دکھلایا سے اوسکے سرداروں کے ہوش اُڑے اونہوں نے پیام دیا کہ آج نہیں کل علی الصباح خدمت میں حاضر ہوکر تجدید بیعت کرینگے اس قرارداد پر دونو فوجیں اپنے اپنے مقاموں میں گئیں۔ رات کو لشکر چندیری کا لشکر اپنی ولایت کو روانہ ہوا۔ اوسنے ملک سلیمان بن مشیر الملک غوری کہ سلطان زادہ عمر خان کا نزدیک کا رشتہ دار تھا سلطان شہاب الدین خطاب دیکر سلطان بنایا سلطان محمود نے اوسکے دفع کے واسطے فوج متعین کی اور خود احمد شاہ گجراتی کی جنگ کا عازم ہوا۔ ابھی مقابلہ نہ ہوا تھا کہ لشکر احمد آباد کے بعض صالحین نے خواب میں آنحضرت کو دیکھا کہ فرماتے ہیں بلائے آسمانی نازل ہوئی ہے سلطان احمد سے کہدو کہ وہ اس دیار سے خیر سے سلامت چلا جائے۔ جب احمد شاہ سے یہ خواب بیان کیا گیا تو اوسنے اوسپر التفات نہیں کیا۔ دو تین روز میں احمد شاہ کے لشکر میں ایسی وبا آئی کہ اہل لشکر کو قبر کھودنے کی فرصت نہ ملتی تھی۔ احمد شاہ گجراتی ناچار و بیمار ہوکر گجرات کو روانہ ہوا اور شاہزادہ مسعود خان سے وعدہ لیا کہ سال آیندہ میں یہ دیار لیکر تجھہ کو تفویض کیا جائیگا سلطان محمود قلعہ مندو میں آیا اور ستر روز میں لشکر کا سامان تیار کرکے چندیری کے فتنہ کو دفع کرنے کے لئے روانہ ہوا سلطان شہاب الدین امرا کے ساتھ حصار چندیری سے باہر آیا۔ مگر طاقت مقاومت نہیں رکھتا تھا بھاگ کر حصار میں گیا اور دو تین روز میں مرگ مفاجات سے مر گیا۔ امراء چندیری نے ایک اور کو سلطان شہاب الدین بنایا اور جنگ کرنے حصار سے باہر آئے مگر پھر بھاگ کر حصار میں گئے۔ محاصرہ پر آٹھہ مہینے گذر گئے تو سلطان محمود خود ایک رات کو قلعہ کی دیوار پر چڑھا اور اوسکے بعد اور دلاور چڑھے تو حصار فتح ہو گیا۔ ایک جماعت کثیر قتل ہوئی ایک گروہ اس قلعہ میں متحصن ہوا کہ بالائے کوہ تھا بعد چند روز کے اوسنے امان مانگی سلطان محمود نے اس شرط پر امان دی کہ وہ زن و فرزند

اوسکے آدمی کو پوچہا ہنیں جب سارنگپور کی نواح میں آیا تو اعظم ہمایون کی التماس سے نصیر شاہ کے قصور معاف کرکے اوسکے ایلچی کو بلایا او رپیشکش لی - نصایح و مواعظ لکھہ کر بہیجے - سارنگ پور سے حوالی چیتوڑ کو روانہ ہوا - جب دریاء بناس سے عبور کیا تو ہر روز افواج کو بہیجکر ولایت چیتوڑ کو ویران کیا - آدمیون کو قید کیا - بتخانون کو ڈہایا اونکی جگہ مساجد کو بنایا - ہر منزل میں تین چار روز توقف کرتا تہا - جب حوالی کومبل میر میں کہ اس دیار کے اعظم قلعون میں سے ہے آیا وہان رانا کنبہا کا وکیل بیني راے (دیپا) متحصن تہا اوسنے کارزار میں ہاتھہ ہلائے قلعہ کے محاذی ایک بتخانہ بنا ہوا تہا اوسکے گرد حصار تہا وہ ذخیرہ اور آلات حرب سے بہرا ہوا تہا سلطان نے اوسکو ایک ہفتہ میں فتح کرلیا اور بہت رجپوتون کو لوٹا اور مارا اور اسیر کیا - بتخانہ میں لکڑیاں بہر کر آگ لگائی اور پہر اوسکی دیوارون پر ٹہنڈا پانی ڈالا تو طرفۃ العین میں وہ عمارت کہ چند سال میں بنی تہی شکستہ ہوگئی اور بتون کو قصابون کے حوالہ کیا کہ گوشت فروشی کی ترازو کے باٹ بنائیں بت بزرگ کو کہ بصورت گوسفند سنگ مرمر کا بنا ہوا تہا اوسکا چونہ بناکے پانون میں رجپوتون کو کہلایا کہ وہ اپنے معبود کو آپ ہی کہائیں - اب وہ چیتوڑ کی طرف چلا کوہ چیتوڑ کے دامن میں ایک قلعہ تہا اوسکو لڑکر فتح کیا - بہت راجپوتوں کو قتل کیا - وہ چیتوڑ کے محاصرہ کی تیاری کررہا تہا کہ رانا کنبہا قلعہ سے بہاگ کر کوہ پایہ میں کہ اس نواح میں ہے چلا گیا - سلطان اوسکے تعاقب پر متوجہ ہوا - چند فوجیں ہر طرف اوس کے پکڑنے کے واسطے جدا جدا بہیجیں - بسبب اتفاق ایک فوج سے سخت لڑائی ہوئی - رانا شکست پاکر قلعہ چیتوڑ میں آیا - سلطان محمود نے قلعہ کے محاصرہ کے لیئے ایک فوج کو نامزد کیا خود ولایت کے سرے پر مقیم ہوا - ہر روز تاخت و تاراج کے لیئے سپاہ بہیجتا تہا اعظم ہمایون کو طلب کیا کہ وہ راجپوتانہ تک کہ اطراف مندسور میں واقع ہیں متصرف ہو - مگر اعظم ہمایون مندسور میں آکر بیمار ہوا اور مرگیا - سلطان باپ کے مرنے سے بہت غمزدہ ہوا اور بہت رویا - اور اضطراب و اضطرار کے سبب سے اپنے تئیں مجروح کیا - قلعہ مندسور میں جاکر باپ کی نعش روانہ کی - تاج خان کو کہ خویش و عارض لشکر تہا اعظم ہمایون کا خطاب دیا اور مراجعت کی

کہ بادشاہ خود لڑنے نہیں آیا تو اوسنے بہی چند ہزار منتخب سوار مہیا کرکے سارے لشکر کو اپنے بیٹے
سلطان غیاث الدین اور فدائی خان کے ہمراہ لڑنے کے لئے بہیجا۔ ظہر سے شام تک طرفین سے
لڑنے والوں نے داد مردانگی دی اور آخر کو جانبین نے طبل بازگشت بجایا اور اپنی منازل
میں گئے۔ اس شب سلطان محمود نے خواب میں دیکہا کہ چند اوباش و بیباک قلعہ منڈو سے نکلے
ہیں اور ہوشنگ کی قبر پر سے چتر لائے ہیں اور کسی مجہول النسب شخص کے سر پر رکہا ہے
جب صبح ہوئی تو اوسمیں تردد اور بے مزگی کا اثر ظاہر ہوا اور اس اندیشہ میں ہوا کہ کیا
کرے جو واپس جانے کی تقریب ہو اور مالوہ میں سلامت پہنچ جائے کہ ناگاہ بادشاہ محمد شاہ
نے جو عدم شجاعت اور قلت عقل سے موصوف تہا صلحا و علما کی ایک جماعت کو صلح کے واسطے
بہیجا سلطان محمود خلجی فی الحال ظاہر میں اوسکا منت رکہہ کر مالوہ کو روانہ ہوا بحسب اتفاق
شب مذکور کو اوباشوں کی جماعت نے منڈو میں فتنہ و فساد برپا کیا تہا لیکن اعظم ہمایوں نے اوسے
مٹا دیا تہا بعض تواریخ میں یہ لکہا ہے کہ سلطان محمود پاس خبر آئی تہی کہ سلطان احمد شاہ
گجراتی مالوہ کی عزیمت رکہتا ہے اسلئے اوسنے مراجعت کی یہ روایت صحت سے اقرب ہے۔
القصہ ۸۵۵ھ میں سلطان محمود خلجی منڈو میں پہنچ گیا اور اسی سال میں ظفرآباد نعلچہ میں
ایک باغ بنایا اور اوس میں بلند گنبد اور چند قصر بنائے پہر اوسنے اپنے لشکر کا سامان
درست کیا اور ۸۵۶ھ میں راجپوتوں کی گوشمالی کے لئے چتوڑ روانہ ہوا۔ اوسی وقت اوسکو
نصیر ولد عبد القادر ضابط کالپی کی بے اعتدالی کی اطلاع ہوئی کہ اوسنے اپنا لقب نصیر شاہ
رکہا اور استقلال کا دم بہرا اور اکابر و اہالی ولایت کے خطوط آئے کہ نصیر شاہ نے شریعت
کے صراط مستقیم سے قدم باہر رکہا۔ زندقہ و الحاد کی راہ پر چلا اور اونہوں نے اسکے ظلم و تعدی کی
فریاد کی سلطان محمود کالپی کو روانہ ہوا نصیر شاہ نے اوسکی خبر پاکر اپنے معلم علی خان کو
تحف و ہدایا کے ساتہہ سلطان کی خدمت میں بہیجا اور عرض کیا کہ جو کچہہ میرے حق میں لوگوں
نے کہا ہے سراپا کذب و افترا ہے اسلئے میں نے ایک صادق القول آدمی کو بہیجا ہے اوسے
دریافت کر لیجئے اگر یہ امر سچ ہو تو مجہے جو چاہئے سزا و جزا دیجئے کچہہ دنوں سلطان محمود نے

یہ استدعا کی کہ نصیر خان آپ کی مرضی کے موافق افعال ذمیمہ سے تائب ہوا۔ طریق شریعت پر
چلنے لگا اور سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے وہ مالوہ سے ملتجی رہا ہے۔ توقع یہ ہے کہ مضمون التائب
التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ (جو گناہ سے توبہ کرتا ہے تو ایسا ہو جاتا ہے کہ گناہ
نہیں کیا تھا) کو ملحوظ و منظور رکھ کر اوسکے جرائم پر قلم عفو کھینچکر اوسکی ولایت اسی کو دیدیجیے
سلطان محمود پاس علی خان آیا۔ مگر سلطان شرقی نے اوسکو جواب شافی نہیں دیا لیت و لعل
کیا۔ محمود شاہ خلجی نے جمعیت و مردانگی کے سبب نصیر کی حمایت اپنی ہمت پہ لازم جانی
۴۔ شوال ۸۴۸ھ کو چندیری کو روانہ ہوا۔ یہاں نصیر شاہ اوسے آنکر ملا سلطان ایرچ و
تھاندیر کی طرف چلا جب سلطان محمود شرقی کو یہ خبر ہوئی تو وہ بھی ایرچ میں آیا
مبارک خان کو جو باپ دادا کے وقت سے یہاں حکومت کرتا تھا مقید کرکے ہمراہ لے گیا اور یہاں
سے دریا جون کی سنگستانیون میں اترا جنکی راہ ایسی تنگ تھی کہ وہاں آنا غنیم کی قدرت سے
باہر تھا اور اپنے لشکر کے گرد خوب استحکام کیا۔ محمود خلجی اوسے چھوڑکر کالپی کا عازم ہوا سلطان
شرقی بھی کالپی کو چلا اس اثناء میں فوج خلجی کے بہادروں نے سلطان شرقی کی بنگاہ کو لوٹا
وہ پھر کر اپنے آدمیون کی حمایت کے لئے لڑا شام تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا سورج
ڈوبنے کے بعد لشکر اپنے مقامون میں گئے۔ برسات کا موسم قریب تھا سلطان خلجی فتح آباد
میں آیا۔ یہاں ہفت منزلہ قصر بنایا۔ اس اثناء میں قصبہ ایرچ کے آدمی مبارک خان کے ظلم و
تعدی کے فریادی ہوئے وہ پھر یہاں حاکم مقرر ہو گیا تھا۔ سلطان خلجی نے ملک اشرف
مظفر ابراہیم حاکم چندیری کو ایرچ بھیجا۔ سلطان شرقی نے ملک کالو کو اوسکے مقابلہ کے
لئے بھیجا قصبہ راتہ (راٹھ) میں دونو کی لڑائی ہوئی ملک کالو بھاگ گیا۔ پھر ان دونو میں لڑائی نے طول
کھینچا۔ طرفین سے مسلمان کشتہ ہوئے شیخ چاند جو اکابر وقت سے تھا کشف و کرامات میں
مشہور تھا سلطان شرقی کے استصواب سے صلح کے باب میں ایک خط سلطان محمود خلجی کو لکھا
ان شرائط پر صلح قرار پائی اول الفعل سلطان شرقی قصبہ راتہ (راٹھ) و مہوبہ نصیر خان کے
حوالہ کرے دوم جب سلطان خلجی کی مراجعت مانڈو پر چار مہینے گذر جائیں تو خطہ کالپی بھی

برسات کا موسم آگیا تھا بلند زمین پر قیام کیا اور چتوڑ کے محاصرہ کو برسات کے بعد موقوف کیا
رائے کنبھا نے شب جمعہ ذی الحجہ ۸۴۶ھ کو دس ہزار سواروں و چھ ہزار پیادوں سے شبخون مارا
سلطان نے حزم و احتیاط سے لشکر کی ایسی محافظت کی تھی کہ رائے کنبھا اوس کا کچھ نہ کر سکا
اور راجپوت بہت مارے گئے دوسری شب کو سلطان محمود نے رائے کنبھا پر شبخون مارا رانا
زخمی ہو کر چتوڑ کو بھاگا۔ راجپوت بہت مارے گئے اور لشکر محمودی کو بہت غنیمت ہاتھ آئی سلطان محمود نے
چتوڑ کی فتح کو دوسرے سال پر ٹالا اور خود منڈو کو چلا آیا آخر ذی الحجہ سنہ مذکور میں مدرسہ اور
منارہ ہفت منظری کے محاذی جامع مسجد ہوشنگ شاہی کی بنیاد ڈالی +

۸۴۷ھ میں سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی والی جونپور کا رسول تحف و ہدایا لیکر
منڈو میں آیا اور بعد سوغات دینے کے زبانی پیغام دیا کہ نصیر شاہ بن عبد القادر نے شریعت کو
ترک کیا اور روزہ نماز چھوڑا۔ الحاد و زندقہ کا مذہب اختیار کیا مسلمان عورتوں کو ربابیوں کے
حوالہ کیا کہ انکو گانا ناچنا سکھائیں چونکہ سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے کالپی کے حکام مالوہ کے
منتسبوں میں سے ہوتے ہیں اسلئے لازم و واجب معلوم ہوا کہ اوسکے احوال پر آپ کو اطلاع
دیجائے اگر اوسکی تادیب گوشمالی کی فرصت آپ کو نہ ہو تو اینجانب کو ارشاد ہو کہ اوسکی گوشمالی
ایسی کی جائے [illegible] سلطان محمود خلجی نے جواب دیا کہ زیادہ تر لشکر ہمارا مندسور کے
[illegible] کی تادیب کے لئے گیا ہوا ہے آپ نے نصرت دین کو پیش نہاد ہمت کیا آپکو مبارک ہو
قاصد رسول کو خلعت و زر دیکر رخصت کیا - پھر بیٹوں کی شادی بڑی دھوم دھام سے کی
[illegible] سلطان شرقی [illegible] کو سلطان خلجی کا پیغام پہنچا تو وہ بہت خوش ہوا اور [illegible]
اور [illegible] سلطان خلجی [illegible] کالپی کی طرف متوجہ ہوا۔ اور خواجہ
نصیر عبد القادر [illegible] دیا [illegible] نصیر نے محمود شاہ کو عریضہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا
[illegible] سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے آجتک آپ کے مطیع [illegible] خواہ رہے ہیں اب سلطان محمود شرقی
[illegible] پر متصرف ہوا [illegible] آپ سے ملتجی ہوا ہوں اب بھی آپ کو [illegible]
[illegible] جانکر حدود چندیری کو جاتا ہوں سلطان محمود نے علی خان کو شاہ محمود شرقی پاس بھیجکر

سلطان محمود خلجی نے اوسکو عاجز و ضعیف جانکر اپنا سفر جاری رکھا سلطان محمد نے اس خبر کو
سن کر اس سبب سے کہ اوسکے چار دا ہے بہت مر گئے تہے خیموں اور کارخانوں کو آگ لگا کر احمد آباد
کو روانہ ہوا سلطان محمود خلجی اس واقعہ پر مطلع ہو کر راہ سے پہرا اور آب مہندری کے کنارہ پر آیا
گنگا داس نے تیرہ لاکہہ تنکہ نقد و چند راس اسپ پیشکش میں دئے اور سلطان محمود کی خدمت
میں آیا خلعت پاکر رخصت ہوا سلطان اپنی دار السلطنت کو چلا راہ میں رائے سیمبر راجہ ایدر کو
پانچ مست ہاتھی اور اکیس گہوڑے اور تین لاکہہ تنکہ نقد انعام دیکر رخصت کیا۔ پہر وہ منڈو
میں آگیا یہاں ولایت اور سپاہ کا انتظام کیا۔
۸۵۵ھ ۱۴۵۱ میں ایک لاکہہ سے زیادہ لشکر سلطان محمود لیکر گجرات کی فتح کے ارادہ سے چلا اوسنے
قصبہ سلطان پور کا جاکر محاصرہ کیا۔ ملک علاء الدین سہراب کہ شاہ محمد شاہ گجراتی کا گماشتہ تہا اور
کئی روز تک بڑی دلیری قلعہ سے نکل کر جنگ کو گرم کیا جب کمک کے پہنچنے سے مایوس ہوا امان طلب کرکے
سلطان محمود خلجی سے ملا سلطان نے اوسکے اہل و عیال کو منڈو بہیجدیا گویا اوسکو اول بنایا
اور اوسکو قسم دی کہ کبھی اپنے صاحب سے روگرداں نہووے اور خطاب مبارز خانی کا دیا اور اپنے
لشکر کا مقدمہ بنایا۔ احمد آباد کی طرف کوچ پر کوچ کرتا ہوا چلا۔ اثناء راہ میں خبر آئی کہ سلطان
محمد شاہ گجراتی نے انتقال کیا اوسکا بیٹا قطب الدین اوسکا قایم مقام ہوا سلطان محمود نے
باوجودیکہ تخت گجرات چھیننے کا ارادہ تہا مگر کمال مروت سے سلطان قطب الدین گجراتی کو
خط لکہا اس میں باپ کی تعزیت کی اور سلطنت کی مبارکباد دی۔ باوجود اس حال کے
سلطان نے قصبہ بڑودہ کو خراب کیا اسیر و غارت کرنے کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا
کئی ہزار مومن و کافر گرفتار کئے قصبۂ مذکور میں چند روز توقف کرکے احمد آباد پر متوجہ ہوا
ملک علاء الدین وقت فرصت کا منتظر تہا اب اسکو فرصت ملی کہ سلطان قطب الدین پاس
بہاگ گیا۔ اوسنے سوگند کے وقت عہد کیا تھا کہ میں اپنے صاحب سے حرام نمکی نہیں کروں گا
اوسکو پورا کیا اور اوسنے کمال حلال نمکی کے سبب سے اپنے عیال و اطفال کو ترک کیا (یہہ
بطور اول کے منڈو میں تھے) سلطان محمود سرکیچ میں آیا جو احمد آباد سے دس میل پر ہے

نصیر خان کو دی جائے چار مہینے کی میعاد اس سبب سے مقرر ہوئی کہ اس مدت میں نصیر خان کے دین وملت کا حال معلوم ہو جائے۔ سوم دونو لشکر اپنے مقامون کو چلے جائیں۔ اس قرار داد پر سلطان محمود خلجی نے منڈو مین مراجعت کی۔

۸۴۹ھ (۱۴۴۵ء) مین سلطان خلجی نے ایک دار الشفا بنائی جسمیں ہر قسم کے مریضون کے لیے مکانات جدا جدا تھے اور پاگل خانہ بھی تہا چند مواضعے اوسکے خرچ ادویہ و دیا محتاج کی لئی مقرر کیے گئے ۲ رجب ۸۵۰ھ (۱۴۴۶ء) کو سلطان محمود مندل گڈہ کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا اور متواتر کوچ کرکے بناس کے کنارہ پر آیا۔ رانا کنبھا میں طاقت مقاومت نہ تہی اس لئے وہ منڈل گڈہ مین متحصن ہوا۔ دوسرے تیسرے روز راجپوتوں نے قلعہ سے نکلکر مردانگی کا حق ادا کیا۔ مگر آخر کو عجز و انکسار کے ساتہہ پیشکش دینا قبول کیا سلطان نے بہی صلاح وقت دیکھہ کر صلح کرکے مراجعت کی۔ تہوڑی مدت میں لشکر تازہ دم کرکے قلعہ بیانہ کی تسخیر پر متوجہ ہوا جب اس سے دو فرسخ (۶ میل) پر پہنچا۔ محمد خان اس جگہہ کے ضابط نے اپنے بیٹے واحد خان کو سلطان کی خدمت میں بہیجا۔ اور سو گہوڑے اور ایک لاکہہ ٹنکہ نقد بر سم پیشکش ارسال کیے سلطان محمود نے اوسکو خلعت خاص نوازش فرما کر رخصت کیا۔ اور محمد خان کو قبا زر دوزی وتاج مکلل بجواہر و کمر زر و اسپان تازی زین ولجام زرین بہمیت بہیجے۔ محمد خان نے اس خلعت کو پہن کر سلطان محمود کی حمد وثنا کی اور بادشاہ دہلی کی بجائے سلطان خلجی کے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا سلطان محمود نے اپنی دار السلطنت کی مراجعت میں قلعہ اندپور کو فتح کیا جو رنتھنبور کے پاس ہے اور تاج خان کو آٹہہ ہزار سوار اور پچیس ہاتھی دیکر قلعہ چیتور کی فتح کے لئے بہیجا۔ خود راجہ کوٹہ و بوندی سے ایک لاکہہ پچیس ہزار ٹنکہ پیشکش لی اور منڈو کا عازم ہوا

۸۵۴ھ (۱۴۵۰ء) میں گنگا داس راجہ قلعہ چنپانیر نے پیشکش بہیجی اور عرضداشت لکہی کہ سلطان محمد شاہ ابن احمد شاہ گجراتی نے قلعہ چنپانیر کا محاصرہ کر رکہا ہے۔ میں آپ ہی سے التجا کرتا رہا ہوں اسلئے امداد اور دستگیری کا امیدوار ہوں سلطان محمود خلجی گنگا داس کی امداد پر متوجہ ہوا۔ راہ میں خبر لگی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی احمد آباد کی طرف پیشکش لینے گیا ہے

بہانہ بنا کے منڈو کا سید ہا رستہ لیا - راہ میں کولیوں اور بھیلوں نے اوسکے لشکر کو بہت مضرت پہنچائی - الغرض سلطان نے اپنی ابتداء دولت سے آخر سلطنت تک صرف یہی ایک شکست پائی جسے نبود شکست مردان ہزیمت مندو میں اپنے لشکر کو درست کیا - شہزادہ غیاث الدین بندر سورت کے دہات کو غارت کرکے آگیا - سلطان کو نظام الملک وزیر اور اوسکے بیٹوں کے مکر و غدر و نفاق کی خبر پہنچی اونکی سیاست کی گئی +

۸۵۷ھ ۱۴۵۳ میں سلطان محمود خلجی نے ناڈول کی ولایت کی عزیمت مصمم کی مگر سلطان قطب الدین گجراتی کی طرف سے جمعیت خاطر نہ تھی اسلئے اوسنے صلاح یہ دیکھی کہ اول اوس سے مصالحت کرنی چاہیئے - پہر ولایت رانا کنبھا کی تسخیر میں مشغول ہونا چاہیئے - اس بات کو دل میں ٹھانا اور مستعد لشکر کا حکم دیا اور منڈو سے دہار گیا - اور وہاں سے تاج خان کو آراستہ لشکر کے ساتھہ سرحد گجرات میں بہیجا کہ مقدمہ صلح کی تمہید کی جائے - تاج خان نے وزراے سلطان قطب الدین کو خطوط لکھہ کر حرب زبان ایلچیوں کے ہاتھہ بہجوائے اور پیغام دیا کہ طرفین کی عداوت اور نزاع سے خلایق کی پریشانی ہوتی ہے اور صلح اتحاد سے امنیت و رفاہ ہوتی ہے پس اس قیل و قال سے سلطان قطب الدین صلح پر راضی ہوگیا - طرفین سے اکابر و معارف درمیان میں آئے عہد و سوگند کے ساتہہ مصالحت نے استحکام پایا اور یہ قرار پایا کہ طرفین رانا کنبھا کے ملک میں جاکر حملہ کریں اور تمام ملک جو جنوب کی طرف متصل گجرات کے ہو اسکو عساکر قطبی تاخت و تاراج کرے اور اوسپر متصرف ہو اور بلاد اجمیر و میوات اور جو ملک مشرق و شمال میں ہو اوسپر لشکر مالوہ حملہ کرکے متصرف ہو اور احتیاج کی صورت میں امداد اور معاونت ایکدوسرے سے دریغ نہ رکہیں +

۸۵۸ھ ۱۴۵۴ میں نواحی ہاروتی کے راجپوتوں نے سرکشی کا علم بلند کیا تھا اونکی تنبیہ و تادیب پر سلطان محمود خلجی متوجہ ہوا اور قصبہ سہوتی میں بہت راجپوتوں کو مارا اور اونکے اطفال و عیال اسیر کرکے منڈو بہجوادئے وہاں سے گوالیار ہوتا ہوا بیانہ کا عازم ہوا جب اوس کے قریب آیا تو داؤد خان ضابطہ بیانہ نے بڑی پیش کش بہیجی اور اخلاص ظاہر کیا سلطان نے

قطب الدین گجراتی موضع خان پور میں جو قصبہ مذکور سے ۳۰ کروہ (۶۰ میل) ہے آیا۔ پھر دونو
بادشاہون کے لشکر برابر میں آئے سلطان محمود شب خون مارنے کے لئے سوار ہوکر اپنے
لشکر سے باہر آیا۔ راہ برنے راہ بتانے میں خطا کی۔ تمام رات صحرا میں وہ کھڑا رہا صبح کو میمنہ
میں لشکر سارنگ پور کو رکھا اور اپنے بڑے بیٹے سلطان غیاث الدین کو اس فوج کا
سردار بنایا میسرہ میں امرائے چندیری کو رکھا اور اپنے چھوٹے بیٹے فدائی خاں کو اس سپاہ
کا افسر بنایا خود قلب لشکر میں قرار کیا۔ کارزار پر متوجہ ہوا سلطان قطب الدین خان نے
بھی لشکر گجرات کو آراستہ ترتیب صفوف سے کیا اور میدان جنگ میں آیا۔ مقدمہ فوج گجراتی
سلطان مالوہ کے مقدمہ سے شکست پاکر بھاگا اور سلطان قطب الدین گجراتی کے پاس چلا گیا
ملک شرف مظفر ابراہیم کہ چندیری کے امرار کبار سے تھا فوج میسرہ مالوہ سے جدا ہوا اور شاہ
گجرات کے میمنہ پر حملہ آور۔ اوسکے سامنے گجرات کی فوج کے پاؤں نہ جمے ملک شرف نے
اوسکا تعاقب سلطان قطب کے لشکر تک کیا اور غارت و تاراج کا ہاتھہ دراز کیا سلطان
قطب الدین کے خزانہ میں داخل ہوکر اپنے تمام ہاتھیوں پر خزانہ کو بار کرکے اپنے لشکر کو
ایک بار روانہ کیا۔ ہاتھی جب خزانہ پہنچاکر آئے اونپر دوبارہ خزانہ لادتا تھا کہ اُس پاس
یہ خبر آئی کہ شہزادہ فدائی خاں کو لشکر قطب الدین خان نے ایسا تنگ کیا کہ فقط وہ جان بچاکر
بھاگا۔ ملک شرف مظفر ابراہیم نے لوٹ کرچھوڑا اور ایک گوشہ میں گیا سلطان محمود خلجی تفرقہ
لشکر اور میسرہ فوج کی شکست سے متحیر ہوکر دسو سواروں کے ساتھہ میدان جنگ میں بہادرانہ کھڑا
رہا جب تک ترکش میں تیر رہے کمانداری کرتا رہا اوسوقت شاہ قطب الدین گجراتی کہ
ایک گوشہ میں آراستہ فوج کے ساتھہ چھپا ہوا تھا نکلا سلطان خلجی کی طرف متوجہ ہوا تو وہ
تیرہ آدمیوں کے ساتھہ میدان جنگ سے باہر نکل گیا اور اظہار شجاعت کی وجہ سے تیرہ آدمیوں کو
شاہ قطب الدین گجراتی کے سراپردہ کے پاس کہ جنگ گاہ کے پیچھے تھا لے گیا تاج وکمر مرصع
شاہ گجرات کا کہ کرسی پر رکھا تھا اُٹھاکر بجلی کی طرح اپنے لشکر میں چلا آیا۔ پانچ چھہ ہزار
سوار جمع کرکے مشہور کیا کہ آج رات میں شب خون مارونگا مگر جب کچھہ رات گئی شب خون کا

پھر اوسکے لشکر کے آدمیوں نے ملک کو بے چراغ کیا۔ منصور الملک کو مندسور کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجا اس ولایت میں اپنے تھانہ داروں کو مقرر کرنا چاہتا تھا اسلئے اوسنے چاہا کہ ایک قصبہ اپنے نام پر خلجی پور آباد کرے۔ رانا کنبھا نے اس خبر کے سننے سے بہت عجز و انکسار اختیار کیا اوسنے سلطان محمود سے کہا کہ جسقدر پیش کش کا حکم ہو وہ مجھے قبول ہے اور من بعد اخلاص و دولت خواہی کے جادہ سے تجاوز نہیں کرونگا بشرطیکہ خلجی پور کے آباد کرنے کا قصد سلطان ترک کرے۔ برسات قریب تھی سلطان نے رانا سے دلخواہ پیش کش لے کر منڈو کو معاودت کی اور بہت دنوں یہاں ٹھیرا +

۸۵۹ھ ۱۴۵۴ء میں سلطان محمود ولایت مندسور کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا۔ اس ناحیہ میں آکر اطراف و جوانب میں افواج بھیجیں اور خود وسط ولایت میں مقیم ہوا۔ اس پاس ہر روز تازہ فتح کی خبر آتی تھی۔ ہاروتی کی طرف جو فوج مقرر ہوئی تھی اوسکا عریضہ آیا کہ ممالک ہندوستان میں آفتاب اسلام کے طلوع کی ابتدا اجمیر کے افق پر ہوئی تھی اور شیخ معین سنجری یہاں آسودہ ہیں اب وہ کفار کے قبضہ میں ہے کوئی اسلام و مسلمانی کا اثر باقی نہیں رہا جب اس عریضہ کے مضمون پر سلطان مطلع ہوا تو صوبہ اجمیر کی طرف متوجہ ہوا۔ متواتر کوچ کرکے مزار فائض الانوار پر پہنچا اور لشکر کو حکم دیا کہ سب امرا متفق ہوکر قلعہ کا ملاحظہ کریں اور مورچلوں کی تقسیم اس اثنا میں گجادہر جو اہل قلعہ کا سردار تھا نامی رجپوتوں کی فوج لیکر لڑنے آیا مگر وہ افواج محمودی کے صدمہ کی برداشت نہ کرسکے۔ چار روز تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا۔ پانچویں روز گجادہر سارا لشکر لے کر جنگ کرنے آیا اور سپاہ مغلوب ہوکر کشتہ ہوا اور مفروروں کے ساتھ سپاہ محمودی کی ایک جماعت قلعہ کے اندر گہس گئی اور قلعہ کی فتح نصیب ہوئی۔ ہر کوچہ میں رجپوتوں کے کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ سلطان محمود شکر الہی بجالایا اور مزار کی زیارت کی اور مسجد عالی کی بنیاد ڈالی خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان کا خطاب دیکر اس جگہ کی حکومت سپرد کی۔ قلعہ مندل گڈھ کی طرف کوچ کیا۔ بناس کے کنارہ آیا۔ امرا کو اطراف قلعہ پر معین کیا۔ رانا کنبھا بھی آراستہ لشکر کے ساتھ لڑنے آیا۔ جنگ

یہ حدود داسی پر مستلم رکہیں یوسف خان ہنڈولی اور ضابطہ بیانہ کے درمیان جو نقیضین تہیں
اونکو اپنی سعی و کوشش سے محبت و مودت سے بدل دیا۔ اور مراجعت کے وقت ہاروتی و
اجمیر و رنتہنبور فدائی خاں کو مفوض کئے اور خود منڈو میں آیا۔ اسی سال میں سکندر خان و
جلال خان بخاری نے کہ سلطان علاء الدین بہمنی کے امراء کبار میں سے تھے سلطان محمود
خلجی کی خدمت میں عرائض بہیجیں اور قلعہ ماہور کی تسخیر کی تحریص کی وہ برار کے اعظم
قلعوں میں سے تھا سلطان محمود ہوشنگ آباد کی راہ سے ماہور کی طرف گیا اور اس کا
محاصرہ کیا سلطان علاء الدین بہمنی نے اہل قلعہ کی مدد کے لئے بہت بڑا لشکر بہیجا محمود خلجی
نے اپنے میں طاقت مقاومت نہ دیکھی خود مراجعت کی اور تاج خاں کو سکندر خاں بخاری
کی امداد کے لئے چہوڑا۔ اسکا حال طبقہ سلاطین بہمنیہ کی تاریخ میں پڑہو +
اثناء مراجعت میں سلطان محمود خلجی کے پاس خبر آئی کہ مبارک خان حاکم آسیر نے ولایت بگلانہ
پر تاخت کی یہ ملک گجرات اور دکن کے درمیان واقع تھا اور وہاں کا حاکم محمود شاہ کا مطیع
تھا سلطان اُسکی حمایت و رعایت کو واجب و لازم جانکر بگلانہ کو روانہ ہوا اور اپنے سے
پہلے اقبال خان و یوسف خاں کو بہیجا میراں مبارک شاہ فاروقی بڑا لشکر لے کر مقابلہ میں آیا
اور بعد مقابلہ کے بہاگ گیا اور آسیر تک کہیں نہیں ٹہیرا سلطان محمود نے آسیر کے بعض مواضع
کو غارت کر کے منڈو میں مراجعت کی۔ اسی سال میں اسکو خبر پہونچی کہ ولایت بگلانہ کے
راجہ رائے بالو کا بیٹا اس پاس آنے کا ارادہ رکہتا ہے اور میراں مبارک خاں فاروقی
حاکم آسیر نے اوسکی ولایت میں آ کر خرابی مچائی ہے اور اوسکو آنے نہیں دیتا سلطان محمود نے
اپنے بیٹے غیاث الدین کو بہت جلد بہیجا مبارک خان کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ اُلٹا اپنے
ملک میں چلا گیا۔ پسر بالو رائے پیش کش لایا اور سیر نوازش ہوئی اور اوس کو اپنے ملک کو
رخصت کیا۔ شہزادہ غیاث الدین رنتہنبور کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی چیتوڑ کو
روانہ ہوا۔ رانا کنبہا اداوہ اسکے ساتھ پیش آیا کچھ زر و نقرہ مسکوک پیشکش میں بہیجا۔
یہ زر مسکوک رانا کنبہا کے نام کا تہا اسنے غضب محمودی کو ازدیاد ہوا اور پیشکش کو واپس بہیجا

گئے تو قلعہ کو بلند مہر کی تعریف بہت کی ــــ سلطان اس قلعہ کا عازم ہوا۔ راہ میں تھانوں کو خراب کیا حوالی قلعہ میں نزول کیا۔ ایکدن سوار ہوکر اوس پہاڑ پر سے جو قلعہ کے مشرق میں تھا شہر کا ملاحظہ کیا۔ اور فرمایا کہ اس قلعہ کی فتح چند سال کے محاصرہ بغیر میسر نہیں ہوگی اسلئے وہ دوسرے روز کوچ کرکے ڈونگرپور چلا گیا۔ راے شام داس راجہ ڈونگرپور کو تہیانہ کو بہاگ گیا تہا۔ دولاکھ تنکہ اور بیس گہوڑے پیش کش میں بہیجے سلطان منڈو میں چلا آیا +

محرم ۸۶۶ھ (۱۴۶۱ء) میں ایک طفل صغیر السن نظام شاہ نام تخت دکن پر بیٹھا اور امراء درگاہ نے جیسی اوسکی اطاعت کرنی چاہیئے تھی کی تو نظام الملک غوری کے اغواسے سلطان محمود خلجی بلاد دکن کی تسخیر کا عازم ہوا جب وہ آب نربدا سے گذرا تو مخبرون نے خبر دی کہ مبارک خان ضابط آسیر نے ودیعت حیات تسلیم کی اور اوس کا بیٹا غازی خان ملقب عادل خان قایم مقام ہوا اوسنے اپنی ابتداء دولت میں ظلم کا ہاتھ دراز کیا اور بے گناہ سید کمال الدین اور سید سلطان کو ناحق مارڈالا مظلومون کے گھر کو غارت کیا۔ چند روز بعد اونکا بھائی سید جلال سلطان محمود پاس دادخواہی کو آیا سلطان کی حمیت نے چاہا کہ عادل خان کو گوشمالی دے اس ارادہ سے آسیر کو راہی ہوا عادل خان نے عجز و بیچارگی سے سلطان پاس پیش کش بہجوائی۔ اور اپنی تقصیرات سے استغفار کی سلطان محمود جانتا تہا۔ آسیر کے مضبوط برج کسی تدبیر سے فتح نہ ہونگے۔ اور سواء اسکے اس سفر سے مقصود اصلی دکن کی فتح ہے اوسنے عادل خان کے جرایم کو عفو کیا۔ اور کچھ نصیحت کی۔ برار و ایلچپور کی طرف چلا قصبہ بالاپور میں وہ پہنچا تھا کہ جاسوس خبر لائے کہ نظام شاہ کے وزرا سرحدوں سے لشکروں کو طلب کرکے سپاہ جمع کر رہے ہیں خزانہ سے دو کروڑ تنکہ باہر نکالا ہے۔ اوسکو مدد خرچ کے طور پر امرا اور لشکریوں کو دیا ہے۔ ڈیڑہ سو ہاتھی شہر سے باہر نکالے ہیں سلطان محمود اس خبر کو سنکر اپنے آراستہ لشکر کے ساتھ نظام شاہ بہمنی سے تین کروہ (۶ میل) پر جا پہنچا۔ وزراء دکن نے نظام شاہ کو کہ آٹھ سال کا لڑکا تھا سوار کیا۔ اور اوس کے سر پر سفید چتر رکھا۔ اور اوسکی سواری کی باگ کو خواجہ جہاں ملک شاہ ترکی کے ہاتھہ میں دیا۔ میسرہ کا اہتمام ملک نظام الملک ترک کو اور میمنہ خواجہ محمود گیلانی کو

عظیم ہوئی۔ لشکر محمودی کی ایک جماعت کثیر کشتہ ہوئی۔ اور بہت راجپوت مارے گئے مصلحاً
وزرا سلطان کو یہ سمجہا کر کہ لشکر کشی ہوئی ہے اور برسات آگئی ہے۔ منڈو میں لے گئے
وہاں کچھہ دنوں وہ ٹھیرا +

سنہ ۸۶۱ھ (۱۴۵۶ع) میں وہ مندل گڈہ کے محاصرہ میں مصروف ہوا۔ راہ میں جو بتخانہ نظر آیا خاک کی
برابر کیا۔ درختونکو جڑ سے اکھڑ وایا۔ عمارتوں کو ڈہا کر مٹوایا۔ آبادانی کی نشانی باقی نہ رکھی
محاصرہ میں خندقوں سے پار قلعہ کی دیواروں کے متصل مورچلوں کو پہنچایا۔ تہوڑی مدت
میں حصار کو فتح کیا خلق کثیر کو اسیر اور قتل کیا۔ راجپوتوں نے ایک دوسرے قلعہ میں کہ قلعہ کوہ پر تھا
پناہ لی۔ اس اوپر کے قلعہ میں حوضوں کا پانی توپوں کی آوازوں سے نیچے چلا گیا تہا (حوضوں
میں توپوں کی آواز کے صدمہ سے دراڑ و درزیں پڑجاتی ہیں اونمیں پانی نکل جاتا ہے)
قلعہ اول لشکر محمودی کے ہاتھہ میں تہا اسلئے رجپوتوں نے بے آبی سے نالۂ افغاں کہا
العطش گویاں امان مانگی سلطان نے دس لاکھ ٹنکہ پیش کش قبول کرکے پناہ دی۔
قلعہ اوسکے حوالہ ہوا یہ فتح ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۸۶۱ھ (۱۴۵۷ع) کو ہوئی محمود قلعہ میں آیا بتخانوں کو
توڑا۔ اونکے مصالحوں کو مسجدون کی عمارت میں صرف کیا۔ قاضی و محتسب و خطیب
و موذن متعین کئے +

۱۵ محرم سنہ ۸۶۲ھ (۱۴۵۸ع) کو چیتوڑ کا عازم ہوا۔ اس ناحیہ میں آنکر سلطان زادہ غیاث الدین کو کہیلواڑہ
کی ولایت کو تباہ کرنے کے لئے بہیجا۔ اوسنے ملک ویران کرکے بہت آدمی قید کئے اور مراجعت کی
چند روز بعد سلطان زادہ فدائی خان اور تاج خان کو قلعہ بوندی کی تسخیر کو بہیجا۔ راجپوتوں نے
قلعہ سے نکلکر جنگ میں بہت کوشش کی آخر کو ہزیمت پائی۔ بہت مارے گئے اول ہی
دن میں قلعہ فتح ہوگیا۔ بعد فتح کے شاہزادہ منڈو چلا گیا +

سنہ ۸۶۳ھ (۱۴۵۸ع) میں سلطان محمود نے راجپوتوں کی گوشمالی کے لئے سواری کی جب موضع اہار
میں آیا تو تاج خاں اور سلطان زادہ غیاث الدین ملک کے تاراج و تاخت کے لئے مقرر کئے گئے وہ ولایت
کو خاک کی برابر کرتے ہوئے کونبل میر کے اطراف میں لوٹتے مارتے آگئے جب سلطان پاس

نے قلعہ کھیرلہ کا محاصرہ کیا تو اوسوقت سراج الملک تہانہ دار شراب پیے میں مشغول تھا۔ اوسکو اپنی خبر نہ تھی اوسکو بیٹے نے قلعہ سے نکل کر جنگ کی اور بہاگا نظام الملک نے اوسکے پیچھے ایسا لگا گیا کہ قلعہ پر متصرف ہوا۔ قلعہ تصرف کے بعد رجپوت پیادوں نے نظام الملک کو مار ڈالا۔ سلطان نے اس خبر کو سنکر مقبول خاں کو چار ہزار سواروں کے ساتھہ قلعہ کھیرلہ کی طرف بھیجا اور خود انتقام کے لئے دولت آباد کا عازم ہوا۔ راہ میں اسے سرکھیہ کے متعلقوں نے اور راے جاج نگر کے وکیلوں نے پانسو تیس ہاتھی پیشکش دئے۔ جب سلطان خلیفہ آباد میں آیا تو امیر المومنین یوسف بن محمد عباسی کا ایک خادم مصر سے سلطان کے لئے منشور سلطنت و خلعت ایالت لایا جس سے سلطان بہت مسرور ہوا پہر وہ ولایت دولت آباد میں آیا اوسکو خبر لگی کہ بادشاہ دکن کی مدد کے واسطے سلطان محمود گجراتی اپنے دار الملک سے نکلا ہے اور ان حدود میں آتا ہے سلطان محمود بالکندہ کی طرف متوجہ ہوا اور گوندوارہ کی راہ سے منڈو میں چلا آیا۔ مگر صحیح روایت یہ ہے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے نظام الملک ترک کو ۸۷۵ھ میں قلعہ کھیرلہ کی تسخیر کے لئے بہیجا تھا۔ اوسنے یہ قلعہ فتح کر لیا۔ اس اجمال کی تفصیل شاہان بہمنیہ کی تاریخ میں دیکھو سلطان محمود خلجی چند روز ٹہیرا۔ ربیع الاول ۸۷۶ھ میں مقبول خان کو ایک فوج کے ساتھہ ایلچپور کی تاخت کے لئے بہیجا۔ اوسنے ایلچپور کی نواحی پر قبضہ کیا اور شہر کو غارت کیا پہر رات کے یہاں کے حاکم نے اپنے ہمسایوں کو شش قاضی خان وپیر خاں کو جمع کیا اور پندرہ سو سوار اور پیادے بے شمار لیکر جنگ کے قصد سے آیا۔ یہ خبر مقبول خان کو پہنچی غنائم واسباب وسامان اپنا ایک فوج کے ساتھہ کیا اور اچھے کار آمد مرد انتخاب کئے اور اون کو اپنے ساتھہ لیا چند جماعتوں کو جنگ کے لئے مقرر کیا اور خود معدودے چند لیکر کمین گاہ میں بیٹھا۔ جنگ میں طرفین گتھہ گئے تو مقبول خان نے گہات سے نکل کر قاضی خاں کو ایلچپور بہگا دیا مقبول خاں نے ایلچپور تک تعاقب کیا۔ راہ میں بیس معتبر آدمی قتل ہوے اور تیس نفر اوسکے گرفتار ہوے مقبول خان مظفر و منصور محمود آباد میں آیا +

جمادی الاولی ۸۷۷ھ میں والی دکن اور والی مالوہ نے ایک دوسرے کے پاس ایلچی بہیجکر

جسکا خطاب ملک التجار تھا حوالہ کیا جب دونو بادشاہوں کے لشکر برابر ہوئے تو ملک التجار نے پیش دستی کرکے فوج میمنہ محمودی پر تاخت کی۔ مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک وزیر میسرہ کے سردار تھے مارے گئے میمنہ بھی پراگندہ ہوا۔ لشکر منڈو کی شکست عظیم ہوئی دس کروہ تک اسکا تعاقب ہوا سلطان محمود کا لشکر تاراج ہوا۔ اس اثناء میں سلطان محمود ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا منتظر فرصت تھا۔ جب اکثر آدمی تاراج میں مصروف ہوئے اور نظام شاہ چند آدمیوں کے ساتھ کھڑا تھا تو سلطان دو ہزار سوار کے ساتھ نظام شاہ کی فوج کے عقب سے نمودار ہوا۔ مشہور روایت یہ ہے کہ خواجہ جہان ترک کہ عمدۂ قلب تھا اوسنے یہ کھوٹ پن کیا کہ نظام شاہ بھمنی کی باگ پکڑ کر احمد آباد بیدر کی طرف لیکے چلا۔ اب قضیہ منعکس ہوا جو آدمی لوٹنے گئے تھے اونھوں نے زندگانی کے متاع نفیس کو غارت کیا۔ ملکہ جہان والدہ نظام شاہ کو امراء کے مکر و غدر کا خوف تہا اوسنے شہر بیدر کی محافظت ملو خان کو حوالہ کی خود نظام شاہ کو ساتھ لیکر فیروز آباد گئی اور سلطان محمود گجراتی کو امداد کی طلب میں خط بھیجا سلطان محمود خلجی نے تعاقب کرکے شہر بیدر کا محاصرہ کیا۔ آدمی بھاگ کر فیروز آباد میں نظام شاہ پاس جمع ہوئے یہ خبر آئی کہ لشکر عظیم کے ساتھ ملک التجار سر لشکر نظام شاہ کی مدد کو جلد آنے والا ہے۔ سلطان محمود نے قرعہ کنگاش ڈالا۔ اور آخر کو یہ قرار دیا کہ ہوا گرم ہوئی اور ماہ رمضان بھی آگیا ہے اولیٰ یہ ہے کہ اس بلاد کی تسخیر دوسرے سال پر موقوف رکھی جائے۔ اب مراجعت کی جائے۔ غرض یہ بہانہ بناکے اپنی ولایت کو کوچ کیا۔ راہ میں بڑا دق ہوا مگر منڈو پہونچ گیا +

۸۶۶ھ میں ولایت دکن کی تسخیر کا خیال سلطان کو ہوا اور ملک التجار سے وہ اپنا عوض لینا چاہتا تھا پھر لشکر کا سامان کرکے ظفر آباد نعلچہ میں آیا۔ ابھی وہ یہیں تھا کہ سراج الملک تھانہ دار کھیرلہ کا عریضہ پہنچا جسکا مضمون یہ تھا کہ نظام شاہ بھمنی نے نظام الملک کو بہت لشکر کے ساتھ کھیرلہ کے تہانہ کو بھیجا ہے۔ وہ چند روز میں یہاں آجائیگا سلطان نے خبر سنکر تہانہ دار کھیرلہ کی حمایت کے لئے جلد چلا۔ اثناء راہ میں اوسنے سُنا کہ نظام الملک

جانے کا ارادہ کیا سارنگ پور میں وہ آیا۔ بعد چند روز کے خواجہ جمال الدین استرآبادی رسم
ایلچی گری کے مرزا سلطان ابو سعید شاہ بخارا کے پاس سے تحفہ و سوغات لیکر آیا۔ اوسکو نواز
خسروانہ سے خوشدل کیا اور رخصت کیا۔ طرح طرح کی ہندوستان کی سوغاتیں پارچہ و قماش
چند کنیز رقاص و گویہ و چند فیل چند خواجہ سرا شارک و طوطی سخن گو اور عربی گھوڑے شیخ زادہ
علاء الدین کے ہاتھ خواجہ جلال الدین کے ہمراہ بھیجے۔ ایک قصیدہ بھی ابو سعید کی مدح میں
ہندی زبان میں کہہ کر بھیجا۔ جو شاہ بخارا کے سامنے مع ترجمہ کے پڑھا گیا۔ شاہ اس قصیدہ سے
ایسا محظوظ ہوا کہ اور تحائف سے ایسا خوشحال نہیں ہوا۔ اسی سال میں جب راجہ گوالیار
نے سنا کہ مرزا سلطان ابو سعید کو علم موسیقی و گیت سے بہت رغبت ہے تو اوسنے عالموں اور کتاب
خوانوں کے ساتھ اس فن کی دو تین معتبر کتابیں ارسال کیں۔ اسکے بعد اسکے بیٹے راجہ کوب نے
اخلاص موروثی کو قائم رکھا اور تحفہ تحائف بھیجتا رہا۔

سنہ ۸۶۸ھ/۱۴۶۳ء میں غازی خاں کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ کھچواڑہ کے زمینداروں نے
شاہ راہ اطاعت سے قدم باہر رکھا ہے۔ اس عریضہ کے پہنچتے ہی سلطان محمود اس جماعت کی
تادیب کا عازم ہوا اور لشکر عظیم اس دیار میں بھیجا۔ خود اس ملک کی مداخل و مخارج کی صعوبت
کو ملاحظہ کیا اور ولایت میں مقیم ہوا اور ایک حصار کی بنیاد ڈالی۔ چھ روز میں اوس کو تیار
کرایا۔ اوسکا نام جلال پور رکھا۔ مرزا خان کو یہاں چھوڑا۔ ۲ شعبان سنہ مذکور میں شیخ محمد ملی
و کھیور چند پسر راجہ گوالیار برسم سفارت سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی کی طرف سے نواحی
فتح آباد میں سلطان محمود کی خدمت میں آئے اور تحفے ہدیئے لائے اور زبانی یہ معروض کیا سلطان محمود
شرقی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتا اگر حضرت سلطانی ہماری امداد و اعانت فرمائیں اور نواحی
دہلی میں آئیں تو اسکا فتنہ و فساد سب جاتا رہے گا اور مراجعت کے وقت قلعہ
بیانہ آپ کی نذر کیا جائے گا۔ جس وقت سلطان سوار ہوگا تو چھ ہزار سوار آپ کی
خدمت میں بھیجے جائینگے سلطان محمود نے فرمایا کہ سلطان شرقی جسوقت دہلی کی طرف
جائیگا میں فوراً سلطان بہلول کی کمک اور امداد کے لئے آؤں گا۔ ایلچیوں کی دلجوئی کرکے رخصت کیا

بعد بہت سی ردوبدل کے مصالحہ کو یوں قرار دیا ایلچ پور ولایت گونڈوارہ کو بعض کے قول کے موافق قلعہ کھیرلہ تک سلطان محمود کو والی دکن دیدے اور سلطان محمود من بعد دیار دکن کو مضرت نہ پہنچائے اس سال میں سلطان محمود خلجی نے حکم دیدیا کہ محاسبات دفتر سے تاریخ شمسی خارج ہوا ور تاریخ قمری مقرر رہے۔

سنہ مذکور میں شیخ علاء الدین کہ اس زمانہ کے بڑے عالموں میں تھا۔ نواحی منڈو میں آیا سلطان اوسکی نہایت تعظیم واحترام بجالایا۔ مولانا عماد الدین رسول سید محمد نور بخش سلطان کی خدمت میں آیا خرقہ شیخ ہمراہ لایا سلطان خرقہ کو پہن کر بہت خوش ہوا۔

۸۷۱ھ میں مسرعان بادیہ پیما۔ نے عرض کیا کہ مقبول خان نے محمود آباد کو جس کو اب کھیرلہ کہتے ہیں تاراج کیا اور والی دکن سے ملتجی ہوا اور چند ہاتھی جو مصالحہ ملکی کی جہت سے اوسکے ہمراہ کئے گئے تھے وہ رائے زادہ کھیرلہ کو حوالہ کئے۔ یہ رائے زادہ قصبہ محمود آباد پر متصرف ہوا اور قلعہ میں جو مسلمان متوطن تھے سب کو مارڈالا اور اوسنے طائفہ گونڈوں کو اپنے ساتھ متفق کرکے راہ کو مسدود کردیا سلطان نے فوراً تاج خان واحمد خان کو اس فتنہ کے دفع کرنے کے لئے رخصت کیا اور خود ۸۔ ربیع الاول کو ظفر آباد نعلچہ میں آیا اور چند روز بعد محمود آباد اس طرف روانہ ہوا اثنا، راہ میں خبر آئی کہ دسہرہ کے دن کہ ہندوؤں کا بڑا تہوار ہوتا ہے تاج خان ستر گروہ ایلغار کرکے یہاں آیا۔ اوس کو معلوم ہوا کہ رائے زادہ اسوقت کھانا کھارہا ہے تو تاج خان نے کہا کہ غافل دشمن کے سر پر جا پہنچنا مردانگی نہیں ہے اوسنے باگ روک لی اور ایک شخص کو اپنے سے پہلے بھیجکر رائے زادہ کو اطلاع دی۔ وہ کھانا چھوڑ کر مسلح آدمیوں کے ساتھ لڑنے آیا۔ دونوں نے ایسی کوشش کی کہ اوس سے زیادہ متصور نہیں ہے مگر رائے زادہ سر وپا برہنہ بھاگا اور گونڈ زمینداروں کی ملتجی ہوا۔ ہاتھی اور اور غنائم اور قصبہ محمود آباد مقبول خان کو ہاتھ لگا جب اس حال کا عریضہ سلطان محمود کے پاس پہنچا تو وہ بہت مسرور ہوا۔ اوسنے ملک لامر املک دادر کو اس فرقہ کی تادیب کے لئے مقرر کیا جب اس گروہ کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے [illegible] گو متفق کرکے تاج خان [illegible] فتح کے بعد سلطان محمود نے محمود آباد

ذکر سلطنت سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی

جب سلطان محمود خلجی اس جہان سے وداع ہوا اوسکے بڑے بیٹے سلطان غیاث الدین نے
وصیت پدری کے موافق مسند حکومت پر قدم رکھا اور عموم طبقات انام کو اپنے سے راضی کیا
اور شاکر بنایا۔ اور فدائی خاں اپنے بھائی کو رنتھنبور اور چندیری پرگنے دیئے جو سلطان محمود خلجی کے
زمانہ میں اُس پاس تھے۔ اور اپنے بڑے بیٹے عبد القادر کو ناصر الدین سلطان کا خطاب دیا۔
ولی عہدی سے منسوب کیا شغل وزارت سپرد کیا۔ چتر و پالکی اور بارہ ہزار سوار کی جاگیر دی
اپنے ایک بڑا جشن کیا۔ اسمیں کاروان امیرون کو مناصب دیئے۔ اور اونسے کہا کہ سلطان
مرحوم کے عہد میں ۳۴ سال تک لشکر کشی رہی۔ اب وقت آسایش ہے۔ میرا کام یہ ہے کہ
اس مملکت کو جو باپ سے میراث میں ملی ہے اوسکی محافظت مین کوشش کروں اور
قناعت کر کے زیادہ طلبی سے اپنے تئیں تصدیع نہ دوں۔ امن و آسائش و عیش و عشرت
کا دروازہ اپنے اوپر اور اپنے تابعین پر کھولوں کہ اوروں کی ولایت پر ہاتھ مارنے سے
اپنے ملک میں امن امان رکھنا بہتر ہے۔ اب وسنے اپنے مقصود کا آغاز کیا منڈو کا نام شادی آباد
رکھا اور حکم دیا کہ قلمرو میں جو کچھہ اسباب عیش و طرب بہم پہنچ سکے وہ موجود کیا جائے اور اور مملکتوں
میں مثل ایران و توران و روم کے آدمی بھیجے جائیں کہ وہ جسطرح ہو سکے وہان سے اسباب
عشرت کو اس پاس لائیں۔ اسکی حرم سرے میں سازندے و رقاص و صاحب جمال عورتیں جمع تھیں
وہ روز بروز عورتوں کے جمع کرنے کے درپے رہتا تھا۔ اوسکے شبستان میں آزاد و کنیز اور
راجاؤں کی لڑکیاں امرا اور عورتیں دس ہزار کے قریب تھیں۔ منجملہ سلاطین و عمدہ راجاؤں
کے بھی منصب ہوتے ہیں وہ اوسنے راجاؤں اور بزرگوں کی لڑکیوں کو دئے جسقدر باہر
عہدے و عمل و منصب تھی وہی اندر تھے بعض وکیل و وزیر و عارض و خزانچی و سر جامہ دار
و امیر الامرا و دبیر و خبر دار و مشرف و نویسندہ و منجم تھیں اور بعض صدر و حکیم و مدرس و
ندیم و محتسب و مفتی و موذن و حافظ و معرف تھیں۔ اوسنے عورتوں کو صنائع و ہنر جو دنیا
میں شائع و متعارف ہیں سکھائے بعض کو رقاصی و خوانندگی سازندگی و مزمار گی تعلیم کی

اور خود منڈو کی طرف چلا ہوا نہایت گرم تھی حرارت کی شدت سے اوسکا مزاج اعتدال سے باہر ہوا۔ روز بروز مرض بڑھتا گیا یہاں تک کہ ۱۹ ذیقعدہ ۸۷۳ھ کو ولایت کہہوارہ میں خرابۂ دنیا سے دار الملک عقبیٰ کو گیا۔ ۳۴ سال سلطنت کی سلطان محمود ایک بادشاہ عادل و شجاع و نیک خلاق و باسخاوت تھا جس مدت تک اوسکے ہاتھ میں مالوہ کی سلطنت رہی چاروں طرف سے کیا مسلمان کیا ہندو اوسکے ساتھ گرویدہ رہے۔ فاتحہ سلطنت سے خاتمہ تک بہت ہی کم سال ایسے ہونگے جنمیں اوسنے سفر نہ کیا ہو۔ وہ اپنی فراغت اور آسایش لشکرکشی اور جنگ و جدل میں جانتا تہا اور ہمیشہ کہن سال مورخوں اور جہان گشتوں سے بادشاہوں اور بزرگوں کا حال پوچھتا رہتا تھا۔ ذرا ذرا سی باتوں سے آگاہ ہوتا تہا۔ قواعد جہانداری کا کسب کرتا۔ شاہوں کے اخلاق و روش جو خوش کرنے والی ہوتیں اون کی نگہداشت کرتا اور اپنی مجلسوں میں اونکی نقل کرتا اور جو زوال دولت کے موجب اور خرابی خاندان کے باعث سنتا اون سے احتراز لازم جانتا۔ اوس کی مملکت میں چور کا نام کوئی نہ سنتا۔ اگر کبھی کسی تاجر کا مال باہر کا چوری جاتا تو اس وقت بعد تحقیقات کے اپنے خزانہ سے زر دلوا دیتا۔ بعد ازاں اس موضع کے نگہبانوں سے جہان مال تلف ہوتا باز یافت کرتا۔ اس سبب سے اوس کے ملک میں درویش غنی آتے اور صحرا میں اوترتے اور اپنی جان و مال کی پاسبانی خود نہیں کرتے۔ ایک دن کسی شہر یا بھیڑیے نے آنے جانے والوں میں سے کسی ایک آدمی کو پہاڑ ڈالا۔ اوسکی ماں اور بچے سلطان کی درگاہ میں آئے اور سبع وحشی کی شکایت کی۔ سلطان محمود نے مملکت کی چاروں جانب میں حکم بہیجا کہ کل سباع و درندوں کو قتل کر ڈالیں من بعد جس جگہ کوئی سباع یا درندہ نظر آئے تو وہاں کے حاکم کو ماریں۔ اس سبب سے اُن کی سلطنت میں اور بعد اس کے مدتوں تک ولایت مالوہ میں شیر و گرگ اور سباع نظر نہ آئے۔ دنیا کا بھی کیا انقلاب ہے کہ اس زمانہ میں منڈو ویران پڑا ہے اور جتنے جنگل یہاں ملتے ہیں ایسے اور کہیں بہت کم ہیں۔ انگریز بڑے شوق سے یہاں شیروں کا شکار کرنے آتے ہیں کیا یہ شہر عیش گاہ تھا یا اب شیر گاہ ہے ؂

درگاہ احدیت سے دریوزہ گرنا۔ اور اہل حرم سے اوسنے مبالغہ سے کہہ رکہا تہا کہ تہجد کی نماز کے لئے اوسکو بیدار کریں اگر ضرورت ہو تو منہ پر پانی چہڑک کر جگائیں اور غفلت کی نیند ہو تو زور سے اوسکو ہلائیں اگر یون ہی بیدار نہ ہو تو اسکا ہاتہہ پکڑکر اوٹہائیں۔ اوسنے اپنے مقربون سے کہہ رکہا تہا کہ جسوقت وہ دنیا کی عیش وعشرت کی باتوں میں مشغول ہو تو ایک پارچہ جسکا نام کفن رکہا تہا اوسکی نظر کے سامنے لائیں تاکہ متنبہ ہو کر عبرت پکڑے اوسے دیکہکر مجلس سے وہ اوٹہتا اور تجدید وضو کرکے استغفار اور توبہ و انابت کرتا او مجلس میں اصلا کوئی بات نامشروع اور غم آور نہیں کہی جاتی وہ مسکرات پر ہرگز رغبت نہ کرتا۔ اوسکو شکار کی طرف بڑی رغبت تہی اسلئے اوسنے ایک آہوخانہ بنایا تہا۔ اس میں طرح طرح کے جانور اور قسم قسم کے طیور جمع کئے تہے عورتوں کے ساتہہ سوار ہوتا اور آہوخانہ میں شکار کرتا۔ وہ صاحب جمال و نغمہ ساز عورتون کی صحبت پر بہت مائل تہا۔ اکثر دن ایک دفعہ وہ باہر آتا اور تخت پر بیٹہہ سلام لیتا۔ اور معظم امور سلطنت پر توجہ کرتا اور باقی مہمات وکلا وزرا کے سپرد کر دیتا۔ کبھی یہ بھی ہوتا کہ ایک ہفتہ دو ہفتہ تک وہ باہر نہیں آتا مگر ارکان دولت کو حکم دے رکہا تہا کہ مملکت میں جو عمدہ امور شایع ہوں یا کوئی عرضیہ سرحد سے آئے اوسکو حرم کے اندر فلان شخص کے پاس بہیجدو تاکہ وہ غور کرکے اسکا جواب لکھائے اور لوازم جہانبانی کی مانع عشرت نہ ہو اوسکے عہد میں مملکت کے اندر کوئی خلل نہیں واقع ہوا مگر ۸۸۳ھ میں سلطان بہلول لودی بادشاہ دہلی نے پالنپور میں کہ مضافات رتہنبور سے تہا بڑی خرابی پہیلائی۔ جب یہ خبر شادی آباد منڈو میں آئی تو کسی کو یہ جرأت نہ تہی کہ اس مضمون کو سلطان سے عرض کرتا۔ مگر وزرا کی مصلحت و صوابدید سے حسن خان نے عرض کیا کہ بادشاہ دہلی سلطان بہلول ہمیشہ سلطان محمود شاہ خلجی کو بہت روپے برسم پیشکش بہیجتا تہا۔ ان ایام میں ایسا سنا گیا کہ اوسنے دلیری کرکے قصبہ پالنپور پر دست درازی کی ہے۔ اس خبر کو سنکر اوسنے شیر خان ابن مظفر خان حاکم چندیری کو لکہا کہ لشکر بہیلسہ و سارنگپور کو ہمراہ کے سلطان بہلول کی گوشمالی کرے شیر خان فرمان پہنچنے پر بپایہ

بعض کو زرگری و آہنگری و مخمل بافی و تیرگری و کمان گری و کوزہ گری و جامہ بافی و خیاطی و ترکش دوزی و کفش دوزی و نجاری و کشتی گری و شعبدہ بازی اور اور اقسام کے ہنر جنکی شرح تطویل سے خالی نہیں سکہلائے۔ اونکے چند فرقے بنائے اور ہر ایک فرقہ کو ایک افسر کے سپرد کیا پانچسو ترک کنیزوں کو مردانہ لباس پہنایا۔ تیر اندازی و نیزہ وری سکہائی اونکا نام سپاہ ترکی رکہا۔ اپنے میمنہ میں اونکو جگہ دی کہ نیزوں کو ہاتہہ میں لیکر اور ترکش کو کمر میں باندہ کہڑی رہیں۔ پانچسو حبشی عورتوں کو زنانہ لباس پہنایا تفنگ بازی اور شمشیر بازی سکہائی میسرہ میں ونکو جگہہ دی۔ اپنی حرم سرا میں ایک بازار لگایا شہر کے بازاروں میں جو چیزیں بکتی تہیں اُس میں بھی فروخت ہوتی تہیں خدمت گاروں میں کوئی عورت بڑہیا اور بدقیافہ نہ تہی اگر ایسی عورت کسی تقریب سے وہان ہوتی تو وہ مجلس سلطانی میں حاضر نہوتی تہی عجیب بات یہ ہے کہ سب کنیزوں اور عورتوں کا سوا سرداروں اور منصب داروں کے وظیفہ و علوفہ یکسان مقرر تھا۔ ہر روز دو ٹنکہ نقد و دو من غلہ بوزن شرع ہر ایک کو دیا جاتا۔ اوس کے گھر میں جو جاندار تھا اوسکا دو ٹنکہ و دو من غلہ اوسکا مقرر تہا چنانچہ ہر طوطی و سارک و کبوتر کو بہی دو ٹنکہ و دو من غلہ ملتا تہا۔ ایک دن گہر میں چوہا نکل آیا۔ اوسکا بہی دو ٹنکہ و دو من غلہ مقرر ہوا۔ وہ اوسکے بل کے مُنہ پر رکھہ دیا جاتا جن عورتوں اور کنیزوں کی طرف زیادہ توجہ تھی اونکو آلات طلا و جواہر بہت دئے جاتے لیکن علوفہ میں سب برابر تہیں اوسنے یہ مقرر کیا تہا کہ ہر شب سو مہر طلا اوسکے سرہانے رکھی جائیں اور علی الصباح اہل استحقاق کو دی جائیں یہ بہی مقرر تہا کہ عیال و اطفال و اسباب و ادوات سلطنت پر جب اوسکی نظر پڑے اور وہ شکر کرے بلکہ جسوقت لفظ شکر اوسکی زبان پر آئے پچاس ٹنکہ مستحقین کو دئے جائیں اور سب سے زیادہ خوشتر یہ امر تہا کہ دربار و سواری کے روز جس کسی سے خواہ بزرگ ہو یا خرد وہ بات کرے ہزار ٹنکہ دئے جائیں۔ اوسکی حرم میں ہزار کنیزیں حافظ قرآن تہیں اوسنے یہ کہہ رکہا تہا کہ جسوقت وہ کپڑے پہنے سب متفق ہوکر قرآن کا ختم پڑہکے اوسپر دم کریں جب ایک پہر رات باقی رہتی تو وہ خدا کی عبادت کرتا اور نہایت عجز و انکسار سے زمین نیاز پر سر کو رگڑ کر اپنے مطالب و مآرب

وہ سم خرید لیگیا بعد اسکے تین آدمیوں نے خر عیسیٰ کے سم کو اسی قیمت پر بیچا۔ اتفاقاً ایک اور
پانچواں شخص سم لایا اور اوسنے بھی یہ دعویٰ کیا کہ یہ سم خر عیسیٰ کا ہے سلطان نے اوسکے خریدنے کا
حکم دیا کہ پچاس ہزار تنکہ سیاہ دیے جائیں۔ مقربوں میں سے ایک نے کہا کیا خر عیسیٰ پانچ پاؤں
رکھتا تھا کہ پانچویں سم کی قیمت میں یہ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ سلطان نے کہا کہ شاید بیچ ہو
یا بیچنے والوں میں سے ایک نے غلطی کی ہو —

دوسری حکایت

سلطان نے اپنی خواصوں سے کہا کہ میں نے کئی ہزار صاحب جمال حرم جمع کیں لیکن جیسی
صورت کو میرا دل چاہتا ویسی کوئی ہاتھ نہ آئی تو ایک خواص نے کہا کہ شاید اس خدمت
کے موکل تمیز شکل میں کامل نہ ہونگے اگر بندہ کو اس خدمت پر مامور فرمائیں تو میں کسی نہ کسی
طرح حضور کی طبع سلیم کے موافق اوسکو بہم پہنچاؤں تو سلطان نے کہا کہ خوبصورت کو کس طور سے
پہچانتا ہے اوسنے کہا کہ خوبصورت وہ ہے کہ اوسکے کسی عضو کو آدمی دیکھے تو پھر دیکھنے والے کو
دوسرے عضو کے دیکھنے سے مستغنی کردے مثلاً اگر کوئی شخص اسکا قامت دیکھے تو اوسپر ایسا
فریفتہ ہو جائے کہ منہ دیکھنے کا نیازمند نہ ہو سلطان کو یہ حسن تمیز اسکا پسند آیا۔ اوسکو سلطان
نے اس تلاش کے لیے بھیجا اوسنے ایک موضع میں ایک لڑکی دیکھی کہ جسکی کیفیت رفتار
حسن قامت نے اوسکو مفتون کیا اور منہ کے سامنے آنکر اوسکے جمال پر نظر ڈالی تو جیسا وہ چاہتا تھا
اوس سے بہتر پایا غرض یہاں چند روز رہ کر کسی حیلہ سے اس لڑکی کو سلطان پاس لے گیا
اور کہہ دیا کہ میں نے اتنے ہزار تنکہ کو خریدی ہے۔ سلطان اوسے دیکھکر نہایت خوش ہوا۔ جب
اس لڑکی کے خویشوں اور قرابتیوں کو خبر ہوئی تو اونہوں نے اسکا سراغ لگایا کہ ایک شخص
یہاں چند روز رہا تھا وہ لڑکی کو بھگا کر لے گیا ہے۔ اوسکے ماں باپ سلطان کے پاس دادخواہی
کو شادی آباد مندو میں آئے سلطان سے سر راہ اپنی دادخواہی وہ سمجھ گیا کہ قضیہ کیا ہے
اوسنے وہاں سے قدم نہ اوٹھایا علما کو بلایا اور اونسے کہا کہ مجھپر حکم شرع اجرا کرو جب حقیقت
حال پر دادخواہ مطلع ہوئے تو اونہوں نے عرض کیا یہ دادخواہی اسلیے تھی کہ اس شخص نے
لڑکی بھگائی تھی اب وہ حرم سلطان میں ہے یہ ہماری عین سعادت ہے اب ہمکو کچھہ دعویٰ نہیں۔

عازم ہوا سلطان بہلول میں مقاومت کی طاقت نہ تہی وہ دہلی چلا گیا اور شیر خان اوسکے تعاقب میں دہلی کی طرف متوجہ ہوا سلطان بہلول نے شیر خان کو ہدیہ دیا اور اس سے مصالحت کی وہ اولٹا چلا گیا شیر خان نے قصبہ پالنپور کی ازسرنو تعمیر کی اور جنپیری چلا گیا۔

اسی سال میں راجہ چنپانیر کی درخواست پر اوسنے سراپردہ سرخ تعلیچہ میں بہیجا۔ اور خود بھی باہر آیا۔ گو جہان نامیں علما کو طلب کرکے اوسنے اپنے سفر کے باب مین استفسار کیا سب نے باتفاق کہا کہ حمایت کفار جائز نہیں ہے اوسنے پشیمان ہو کر باز گشت کی۔

۹۰۵ھ میں سلطان غیاث الدین پیر فرتوت ہو گیا تہا اوسکے دو بیٹے ناصر الدین شجاعت خان عرف علاء الدین اعیانی برادر تہے اونمیں منازعت ہوئی۔ اونکی والدہ رانی خورشید جو دختر راجہ بکلانہ تہی وہ چہوٹے بیٹے علاء الدین کے ساتہہ ہوئی اور اوس نے امرا کو بھی اپنے ساتہہ متفق کیا۔ ناصر الدین کو باپ کی نظر سے دور کیا۔ ایک دن ایک جماعت کو اوسکی گرفتاری کے لئے مامور کیا۔ ناصر الدین خبردار ہو کر ۹۰۵ھ میں شادی آباد مندو سے بہاگ گیا۔ اوسکا اسباب علاء الدین کے تصرف میں آیا وہ ناصر الدین کی جان کے درپے ہوا۔ یہ اوسسے مطلع ہو کر وسط ولایت میں بیٹہہ گیا۔ اطراف کے امرا و سپاہ آ کر اس پاس جمع ہوئے یہانتک اوسکی نوبت پہونچی کہ وہ سر پر چتر رکہہ کر قلعہ شادی آباد کے نیچے آیا اور اوسکو محاصرہ کیا وہ مدتوں تک وزارت کرچکا تہا اسلئے اوسکی سب آدمی ہم زبان ہوئے ناگاہ قلعہ کا دروازہ کہول دیا وہ بے خبر چلا آیا۔ علاء الدین کہ قلعہ کی محافظت کرتا تہا بہاگ کر باپ کے گہر میں آیا۔ ناصر الدین علاء الدین اور رانی خورشید کو گہر کے اندر سے باہر پکڑوا بلایا۔ اور ناصر الدین کے حکم سے علاء الدین اور اوسکے بچے بہیڑ بکری کی طرح ذبح ہوئے۔ اوسنے تاج سلطنت سر پر رکہا۔ سلطان غیاث الدین چند روز میں فوت ہو گیا سلطان ناصر الدین باپ کو زہر دینے سے عالم میں بدنام ہو گیا سلطان غیاث الدین نے ۳۳ سال سلطنت کی۔ اوسکی سادہ لوحی کی یا مالیخولیا کی دو ایک حکایتیں لکہتے ہیں اوسکی ایک حکایت یہ مشہور ہے کہ ایکدن ایک شخص گدہے کا سم لایا اور اوسنے کہا کہ حضرت عیسیٰ کے گدہے کا سم ہے سلطان ... کر کہ ... اوسکی ...

مہابت خان ہاتھی کے حوضہ میں ڈال کر بھاگ گیا۔ راہ میں شیرخان نے وفات پائی۔ مہابت خان اوسکی نعش کو خاک میں سپرد کرکے اقصائے ممالک کو بھاگ گیا۔ سلطان ناصرالدین نے جنگ گاہ میں جاکر شیرخان کے جسم کو خاک سے نکال کر چندیری میں دار پر چڑھایا اور اس دیار کی حکومت بہجت خان کے حوالہ کی اور سعدل پور میں آیا۔ یہاں شیخ حبیب اللہ المخاطب عالم خان غدر کا ارادہ رکھتا تھا اوسکو مقید کرکے منڈو بھیجا اور خود بھی یہاں آیا۔ اپنے بھائی کے قدیم نوکروں کے نفاق سے متوہم ہوکر رنجیدہ ہوا اور آدمیوں کو تربیت کیا اور اپنی والدہ رانی خورشید کی بے عزتی کرکے باپ کا خزانہ جو اس پاس تھا زبردستی لے لیا۔ بعد اسکے وہ اپنی اوقات شراب خواری و خونریزی میں صرف کرنے لگا۔ پرانے نوکر ذرا ذرا بہانہ پر قتل کرتا۔ نہایت ہی ظالم طبیعت ہوگیا۔ آدمیوں کے گھر غارت کرتا۔ کوئی دن نہ گذرتا تھا کہ وہ جور و جفا نہ کرتا ہو۔ ایک دن حرم سرا میں حوض کے کنارہ پر مست ہوکر سوگیا اور لڑھک کر پانی میں جا پڑا۔ چار کنیزوں نے جو حاضر تھیں ملکر اوسکو اس طرح نکالا کہ کسی نے اوسکے ہاتھ پکڑے کسی نے سر کے بال گیلے کپڑے اوسکے اتار کر اور کپڑے پہنائے۔ جب ہشیار ہوا تو دوسری شکایت کی۔ لونڈیوں نے عرض حال کیا تو وہ آگ بگولا ہوگیا بے تامل تلوار کھینچکر ان نامراد عاجز دلسوز چار کنیزوں کو مار ڈالا +

سنہ ۹۰۸ھ (۱۵۰۲) میں ولایت کچھوارہ کی تاخت کے لئے سلطان روانہ ہوا۔ قصبہ اگر میں آیا یہاں کی آب و ہوا پسند آئی۔ ایک قصر رفیع و عمارت عالی تعمیر کرائی جو عجائب روزگار سے تھی۔ ولایت کچھوارہ کو ~~لوٹ~~ مار کر مراجعت کی۔

سنہ ۹۰۹ھ (۱۵۰۳) میں چتوڑ کی طرف حرکت کی۔ رانا رئمل اور زمینداروں نے پیشکش دی جیونداس نے جو رانا سے قرابت قریبہ رکھتا تھا اپنی لڑکی کو پیشکش میں دیا۔ سلطان نے اوس کا نام رانی چتوڑی رکھا۔ اور مراجعت کا عازم ہوا۔ اثناء راہ میں سنا کہ احمد نظام شاہ بحری نے بعض مقدمات کے سبب سے خشونت کی اور ولایت برہان پور کو تاخت و تاراج کیا ہے داؤد خان فاروقی قلعہ آسیر میں چھپ گیا ہے وہ اپنے حوصلہ میں تاب مقاومت نہیں دیکھتا تھا

سلطان نے علما سے کہا کہ اب شراب مجہہ پر مباح ہے مگر ایام گذشتہ کے سبب سے جو کچہہ مجہہ پر حکم شرع لگے وہ لگاؤ علما نے کہا کہ جو کام ناداشتگی مین ہو وہ شریعت میں معاف ہے کفارہ سے اوسکی تلافی ہو سکتی ہے۔ باوجود اس حال کے سلطان ایسا پشیمان ہوا کہ اوسنے حکم دیا کہ من بعد میرے لئے عورتون کی تلاش نہ کی جائے ۔

ذکر سلطنت سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین

۷۔ ربیع الثانی ۹۰۶ھ ۱۵۰۰ء کو سلطان ناصر الدین تخت سلطنت پر بیٹھا۔ یہ مشہور تہا کہ اوسنے باپ کو زہر دیا۔ مگر جب اس بات پر خیال کیا جائے کہ کتنے آدمی اوسکے ذاتی دشمن تہے اور بہائی کا گروہ اوسکے مخالف تہا اونسے یہ تہمت لگائی ہوگی ورنہ کوئی سبب باپ کے زہر دینے کا معلوم نہیں ہوتا۔ کہ باپ نے اوسکو تاجدار بنایا۔ مدتون سے وہ کاروبار سلطنت باپ کے حکم سے کرتا تہا مگر اوسکی تخت نشینی سے خانگی فسادونکا ایک انبار لگ گیا جسکے سبب سے بہت امرا ان فسادون کی شرکت مین سن گئے۔ اور اس وجہ سے کاروبار سلطنت میں فتور آیا۔ اول شیر خان حاکم چندیری نے سر اوٹہایا اور اسکے ساتہہ بہت سے امرا شریک ہو گئے مندسور کا حاکم ہیبت خان اوس سے مل گیا۔ وہ دیپالپور کی راہ سے دار السلطنت کی طرف آئے سلطان ناصر الدین نے اونپر حملہ کیا تو عین الملک و بعض اور سردار اُس سے آنکر مل گئے۔ شیر خان بہاگا سلطان نے اوسکا تعاقب کیا۔ سارنگپور کی نواحی میں شیر خان پہر کر سلطان سے لڑا اور شکست پاکر ولایت ایرجہ میں گیا سلطان چندیری میں گیا اور چند روز قیام کیا یہاں کے شیخ زادون نے شیر خان کو خط لکہا کہ اکثر سپاہی اور امرا اپنی جاگیرون پر چلے گئے ہیں اور برسات کے سبب سے لشکر جلد جمع نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ یہان آئے ہیں تو شہر کے آدمیوں کے ساتہہ متفق ہو کر آپ سلطان کو گرفتار کر سکتے ہیں۔ سلطان ناصر الدین ان شیخ زادون کے منصوبے سے واقف ہوا اونسے اقبال خان و ملو خان کو ایک جنگجو لشکر و ہاتہیون کے ساتہہ شیر خان کے دفع کرنے کے لئے بہیجا۔ وہ چندیری سے ۳ میل کے فاصلہ پر شیر خان سے لڑے اور اثنا دار و گیر میں شیر خان کے زخم لگا اور سکندر خان بڑا سردار مارا گیا شیر خان کو

جسپر زربفت و مخمل کی جہولین پڑی ہوئی ہئیں۔ کئی روز بعد جادوش خان کا خط آیا کہ سلطان شہاب الدین کو ہرچند نصایح مشفقانہ اور مواعظ حکیمانہ کی گئیں مگر اوس نے نہ سنین بندہ اوسسے لڑنے گیا وہ اول ہی صدمہ مین لایت آسیر کو بہاگ گیا۔ اوسکا چتر میرے ہاتہ لگا موسم برسات آگیا تہا اسلئے جادوش خان کو سلطان نے طلب کرلیا۔ اور سلطان قلعہ میں آیا سلطان محمود نے سلطان شہاب الدین سے خاطر جمع کرکے مہمات ملکی بسنت رائے سے متعلق کیا وہ ناصر الدین شاہ کا وزیر تہا بسنت رائے نے کمال غرور نادانی سے سپاہ کی مراعات نہ کی سلوک نا ملائم وہ کرتا۔ امرا و سرداروں کا احترام جیسا کہ چاہیئے وہ نہیں کرتا امرا نے اتفاق کرکے ۔ ربیع الثانی کو اسے مار ڈالا نقد الملک جو اوسکا ہم مذہب اور شریک خدمت تہا بہاگ کر حرم سرائے میں آیا۔ اقبال خان و مخصص خان نے کہا کہ اگر اوسکے ناپاک وجود سے مملکت نہ صاف ہوگی تو وہ بسنت رائے کا عوض نکالے گا صدر خان و افضل خاں کی زبانی سلطان پاس پیغام بہیجا کہ ہم بندہ ہائے مخلص ہیں سواء دولت خواہی کے کوئی امر نہیں وقوع میں آئے گا اور رائے انور پر ظاہر ہے کہ ابہی مملکت نے انتظام نہیں پایا ہے۔ جہانبانی کے سررشتہ مہمات کو ایسے طائفہ کے قبضہ میں دینا کہ دین و مذہب مین بیگانہ ہوں قواعد سلطنت کے اختلال کا موجب ہے بعض ہوا خواہوں نے آپ سے عرض کیا ہوگا کہ امرائے دو تنخواہ سے بسنت رائے کسی قسم کا سلوک کرتا تہا اوسکا بڑا مطلب یہ تہا کہ بندگان قدیم دل شکستہ ہوں اور اونکی جمعیت میں تفرقہ پیدا ہو یہ نا دولت خواہی تہی دولت خواہوں نے اوسے مار ڈالا۔ نقد الملک قدم بقدم اوسکے چلتا ہے اگر حکم ہو تو دنیا اوسکے ناپاک وجود سے پاک کی جائے سلطان محمود نے ناچار ہوکر نقد الملک کو حوالہ کیا اور حکم دیا کہ اوسکو یہاں سے خارج کر دیں اور اوسکے جان و مال کو مضرت نہ پہنچائیں امرا نے اوسکو اخراج کیا۔ امرا کی اس حرکت گستاخانہ اور تسلط سے سلطان محمود آزردہ ہوا۔ اور دل میں اوسکے خشونت پیدا ہوی بمحافظ خان خواجہ سرا جسکی طبیعت کی معجون نے نفاق و شرارت سے خمیر پایا تہا وزارت پر منصب تہا امرا کی طرف سے غیر واقع باتین خلوت میں سلطان سے وہ کہہ دیتا تہا۔ ایکدن اوس نے سلطان سے کہا کہ اقبال خان یہ چاہتا ہے کہ ناصر شاہ کی اولاد مین سے کسی کو تخت سلطنت پر

چونکہ حاکم آسیر ہمیشہ سلطان ناصرالدین خلجی کا ملتجی رہتا تھا اسلئے مذہب مروت و فتوت میں اوسکی حمایت کو فرض سمجھکر اقبال خان خواجہ جہاں کو لشکر گران کے ساتھ اس طرف بھیجا جب احمد شاہ نظام نے لشکر مالوہ کے آنے کی خبر سنی تو اوس نے احمد نگر کو مراجعت کی۔ اقبال خان نے برہانپور میں خطبہ شاہی پڑھوایا اور چلا آیا +

سلطان ناصرالدین نے اپنے باپ سے سرکشی کی تھی اسلئے وہ اپنے بیٹے سلطان شہاب الدین سے ہمیشہ ڈرتا رہتا تھا بیٹا بھی باپ کی بیباکی و ظلم طبیعی کو خوب جانتا تھا تو وہ آمد و شد سمجھکر کرتا تھا۔ ۹۱۵ھ میں باپ بیٹوں میں جنگ ہوئی بیٹے کو شکست ہوئی وہ دہلی کی طرف بھاگ گیا سلطان کو افراط شراب سے یا عفونت اخلاط و تصرف ہوا سے تپ محرق عارض ہوئی جب اوس نے اپنا حال دگرگوں دیکھا اوسنے امرا اور اعیان کو بلاکر محمود کو کہ فرزند سوم تھا اور موضع بہشت پور میں اوسکو ولیعہد کیا تھا بلاکر وصیت کی اور سب مناہی سے توبہ کی پھر اوسکی جان نکل گئی۔ مدت سلطنت اسکی ۱۱ سال ۴ ماہ تھی +

ذکر سلطنت سلطان محمود بن سلطان ناصرالدین خلجی +

جب سلطان شہاب الدین کو باپ کے مرنے کی خبر پہنچی تو اوسنے دہلی جانے کا ارادہ ترک کیا ایلغار کرکے نعلچہ میں آیا۔ محافظ خان خواجہ سرا و خواص خان نے قلعہ کا دروازہ بند کیا اور اوسکو اندر نہ آنے دیا تو اوسنے اپنے مقربوں کی زبانی کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے ساتھ موافقت کرو گے تو امور مملکت کا حل و عقد تمہاری رائے کو مفوض کرونگا محافظ خان و خواص نے جواب دیا کہ دیوان قضا و قدر سے منشور سلطنت محمود شاہ کے نام نامی پر لکھا گیا۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ آئینہ ملک خشونت و بیگانگی کی کدورت کو یگانگی کی صفائی سے مبدل کرو سلطان شہاب الدین مایوس ہوکر کندوبہ کی طرف چلا گیا۔ سلطان محمود کو جب خبر ہوئی کہ سلطان شہاب الدین مندو میں گیا ہے تو وہ متواتر کوچ کرکے ۲ ربیع الاول کو نصیرآباد نعلچہ میں آیا۔ وہاں اوسنے جادو نش خان کو فوج اور ہاتھی دیکر شہاب الدین خان کے دفع کرنے کے لئے بھیجا۔ ۶ ربیع الاول ۹۱۶ھ کو تخت شاہی پر بڑی شان و شکوہ و کر و فر سے جلوس فرمایا۔ دربار میں سات سو ہاتھی موجود

مطلع کیا - تو وہ اپنی جمعیت کے ساتھ دیوان میں حاضر ہوا - بعد ایک ساعت کے سلطان محمود
نے اوسکو خلوت میں طلب کیا - وہ نہ گیا اور درشت جواب دیے - سلطان محمود غضب میں آیا
اور چند حبشی خواصون کے ساتھ باہر آیا محافظ خان دولت خانہ سے بھاگ کر باہر چلا گیا
اور دربند بیرونی میں اوسنے علم بغاوت بلند کیا شہزادہ صاحب خان بن ناصر الدین کو
قید سے نکال کر چتر اوس کے سر پر رکھا سلطان محمود خلجی وسط مملکت میں قیام کرکے لشکر
کے جمع کرنے میں مشغول ہوا - امرا میں سے اول شخص جو اوس کے پاس آیا وہ میدنی رائے
تھا کہ اپنے خویش و قوم کو لیکر پابوس ہوا - بعد ازان شرزہ خان پسر بہجت خان حاکم چندیری
ملازمت سے سرافراز ہوا - پھر اوسکے پاس فوج فوج آدمی جمع ہونے شروع ہوئے - سلطان محمود خلجی
قوی ہوگیا صاحب خان کے بعض طرفدار امرا کو خسروانہ وعدے کرکے اپنی طرف محمود نے
کر لیا - صاحب خان و محافظ خان نے خزانہ خرچ کرکے بہت آدمی اپنی طرفدار کر لیے
سلطان محمود خلجی شوکت و استعداد کے ساتھ شادی آباد منڈو کی طرف روانہ ہوا طرفین سے
معرکہ رزم آراستہ ہوا - صاحب خان نے جرأت کرکے افواج سلطان پر بہت حملے کیے
میدنی رائے کی ایک جماعت رجپوتون نے صاحب خان کی فوج کو مار کر بھگا دیا - صاحب خان
قلعہ منڈو میں متحصن ہوا - سلطان محمود نے حوض حسین تک تعاقب کیا - یہان اوتر کر اوسنے
صاحب خان پاس پیغام بھیجا کہ سلسلہ رحم درمیان ہے جسقدر مال کی تجھے خواہش ہو اور جس
ملک کے لینے کی خوشی ہو وہ تجھے دیتا ہون تو قلعہ داری سے باز آ - صاحب خان قلعہ کے
استحکام پر مغرور رہا - اوس نے سلطان کی بات کو قبول نہ کیا تو سلطان محمود محاصرہ میں مشغول ہوا
اہل قلعہ کو تنگی میں کیا بعض امرا نے جو قلعہ کے اندر تھے اور محافظ خان سے مخالفت
کی تھی سلطان محمود کو لکھ بھیجا کہ ہم فلان موضع سے تجھے قلعہ میں داخل کر دیں محافظ خان
و صاحب خان اس خبر کو سنکر اپنے جواہر قیمتی اور بہت نقود لیکر سنہ ۹۱۷ھ میں گجرات چلے گئے
یہان صاحب خان اور شاہ اسمعیل ایلچی شاہ ایران سے جو ہنگامہ ہوا اسکی تفصیل تاریخ گجرات میں
لکھی ہے تو وہ آسیر گیا اور یہان سے کاویل میں عماد الملک پاس گیا عماد الملک و سلطان محمود

بہائے سلطان اوسکی تفتیش کرنے لگا - تو محافظ خان نے دیکھا کہ میرے سخن کا اثر نہ ہوا تو سر زد گی اور نا ملائم باتین کرنے لگا - ایک دن سلطان محمود نے ایک جماعت سے کہا اور یہ کہا کہ مختص خان و اقبال خان اپنے دستور کے موافق جب سلام کو آئیں تو وہ قتل کئے جائیں اقبال خان و مختص خان کو اس ارادہ کی خبر ہوگئی وہ سو سوار اور پیادے لیکر نواحی سرا میں پہنچے اور ۲۰ ربیع الثانی کو نصرت خان بن اقبال خان آسیر سے سلطان شہاب الدین کو لانے کے لیئے روانہ ہوا - سلطان نے محافظ خان کو عہدہ وزارت دیدیا - افضل خان کو مجلس کریم اور شجاعت خان کو دستور خان کا خطاب دیکر مختص خان و اقبال خان کے رفع کرنے کے لئے بھیجا ——— شہاب الدین خان پاس نصرت خان پہنچا وہ اوسکے ساتھ خوش خوش روانہ ہوا مگر راہ میں بیمار ہو کر مر گیا - بعض کہتے ہیں کہ سلطان محمود خان کے اشارہ سے وہ مسموم ہوا - مختص خان اور اقبال خان نے اوس کے بیٹے کو ہوشنگ خان کا خطاب دیکر چتر اوسکے سر پر رکھا - وہ وسط مالوہ میں آیا - سلطان نے نظام خان کو دستور خان کی کمک کو بھیجا - ان دونو نے ملکر ہوشنگ سے جنگ کی وہ بھاگ گیا اس احوال کے درمیان اقبال خان و مختص خان کی عرایض آئیں کہ ہم بندگان موروثی سے سوا خیر خواہی کے کوئی امر ظہور میں نہیں آئے گا - محافظ خان نے حقد و حسد کے سبب سے حضور سے غرض آمیز باتیں لگائی ہیں اور خاطر اشرف کو ہم بندگان کی طرف سے متغیر کر دیا ہے - امید کہ محافظ خان کی نا دولت خواہی اور حرامزدگی کی تحقیقات کی جاوے جس سے اصل حال حضور پر منکشف ہو جائیگا احتمال ہے کہ بعض بے غرض دولت خواہون نے ہمارے بیان کی تصدیق کی ہو جب یہ عرایض آئیں تو بعض خدمتگارون نے کہا کہ محافظ خان کی غرض اس افترا سے یہ تھی کہ وہ خود مستقل مہمات ملکی مین مشغول ہو - اگر مختص خان و اقبال خان یہاں ہوتے تو وزارت کی نوبت اس تک نہ پہنچتی بلکہ اسکی سعی یہ ہے کہ طرح محمد کو برروئے کار لائے اور اولاد ناصر شاہی میں سے جو محبوس ہیں سلطنت اونکے نام کرے - اور خود مہمات کا ناظم ہو سلطان محمود حزم و دوربینی نہیں رکھتا تھا اوسنے حکم دیا کہ جب محافظ خان سلام کو آئے اوسکو

ایک مجہول النسب کو بادشاہ بنایا۔ سلطان غیاث الدین کی قبر پر سے چتر لاکر اوسکے سر پر رکہا
داروغہ نے مردانگی کر کے اونکے شر کو دفع کیا بہجت خان میدنی رائے کے اختیارات
سے اور سلطان کی بے بسی سے بیشتر سے بیشتر خائف ہوا۔ ایک جماعت کو کاویل میں بہیجا
اور صاحب خان کو طلب کیا اور ایک عریضہ سلطان سکندر لودی کو لکہہ کر دہلی بہیجا کہ کفار
راجپوتوں نے مسلمانوں پر تسلط تام پیدا کیا ہے۔ میدنی رائے اس طریقہ کا بزرگ ہے وہ
ملک ومال کا صاحب اختیار ہو گیا ہے اوسنے بہت سے نوکروں کو قتل کیا ہے کچہہ اونمیں
سے بہاگ کر ادہر اودہر پراگندہ ہو گئے ہیں سلطان محمود بادشاہ ہے اگرچہ اپنے دست
کو بہی ہے میدنی رائے کے بزرگ کرنے سے پشیمان ہے لیکن وہ وہم مین ایسا گرفتار ہے
کہ ہم پر اعتماد نہیں کرتا اور نہ ہمارے پاس آتا ہے بلکہ میدنی رائے کے کہنے میں ایسا ہے کہ
اس بقیۃ السیف جماعت کے قتل کے درپے ہے۔ اس دیار میں احکام شریعت مصطفوی کا
رواج نہیں ہے مساجد و مدارس بےدینوں کے نشیمن ہو گئے ہین قریب ہے کہ میدنی رائے
بیما رائے رایان سلطان کو ٹہکانے لگا کے خود اس مملکت میں فرمانروائی کرے۔
اگر عساکر منصورہ میں سے ایک فوج حضور بہیجیں کہ وہ صاحب خان کو تخت پر بٹہاوے تو البتہ
چندیری اور اور مقامات میں آپ کے نام کا خطبہ پڑہا جائے۔ گجرات سے دکن مین
صاحب خان گیا تہا۔ محافظ خان اسے جدا ہو کر دہلی چلا گیا تہا۔ اوسکی سعی سے سلطان سکندر
لودہی نے بارہ ہزار سوار بسر کردگی عماد الملک لودہی اور سعید خان کے صاحب خان کی مدد کے
لئے معین کئے اور اوسکو خلعت خاصہ اور خطاب سلطان محمد عنایت کیا۔ اسوقت شاہ مظفر
گجراتی بہی لشکر و فیل کے ساتہہ دہار میں آیا تہا۔ سکندر خان نے بہی علم البغاوت بلند
کر کے مملکت میں خلل ڈالا تہا غرض ایک عجب عالم تہا۔ میدنی رائے سب کے دفع کرنے کے
لئے مستعد ہوا۔ سلطان محمود خلجی کو قلعہ سے باہر لایا اور ایک راجپوتوں کی فوج کو لشکر کے
مقابل بہیجا۔ عالم کہنڈوے و ملک لودہ کو سکندر خان سے لڑنے کو روانہ کیا۔ نواح
[illegible] فوج گجرات جو آئی تہی اوسکو راجپوتوں کی فوج نے شکست دی سلطان

درمیان مین دوستی تہی اوسنے چند دہات اوسکی جاگیر مین مقرر کردے اور امداد مین قدم صیل کی کہتے ہین کہ صاحب خان کے بہاگنے کے بعد سلطان محمود منڈو مین آن کر امور سلطنت مین مشغول ہوا میدنی راے چاہتا تہا کہ علم استقلال بلند کرے اسلئے اوسنے عرض کیا کہ اقبال خان و مخصوص خان شاہزادہ صاحب خان پاس کن مین مکاتیب بہیجتے ہین اور ایسے حرف و حکایت کو درمیان لاتے ہین کہ فتنہ خفتہ کو بیدار کرین سلطان محمود نے ان غرض آمیز سخنون کو سچ مان کر حکم دیدیا کہ جسوقت وہ دونو سلام کرنے آئین قتل کئے جائین۔ وہ بدستور قدیم دوسرے روز سلام کو آئے تو دونو کے بند سے بند جدا کئے گئے۔ میدنی راے کی تحریک سے سلطان محمود خلجی نے بہجت خان حاکم چندیری اور اور امرا کو بلایا بہجت خان نے باوجود نسبت خانہ داری کے میدنی راے کے خوف سے اور اس قتل کی ہیبت سے برسات کا عذر کیا۔ سلطان نے اوس سے اغماض کیا۔ سکندر خان حاکم بہیلسہ نے فساد مچا رکھا تہا اور کہنڈوہ سے شاہ آباد تک تصرف کر لیا تہا۔ اوسکے دفع کرنے کے لئے منصور خان کو بہیجا راجہائے گونڈوانہ اور اطراف کے لشکر سکندر خان پاس جمع ہو رہے تہے اس لئے منصور خان نے اسکا مقابلہ اپنی قوت سے باہر دیکہا تو سلطان سے حقیقت حال کو عرض کیا۔ میدنی راے جو قدیمی ملازمون کی تخریب و تقنیع کے درپے تہا جواب مین لکہا کہ اقبال شاہی دشمن کی دفع کے لئے کافی ہے قدم آگے رکہنا چاہئے۔ منصور خان اپنے کام مین حیران تہا۔ ناچار بختیار خان کے ساتہہ اتفاق کرکے وہ بہجت خان پاس چندیری گیا بختیار خان بہی امرا کبار مین سے تہا۔ سلطان اس خبر کو سنکر دہار مین آیا میدنی راے کو لشکر انبوہ اور پچاس ہاتہیون کے ساتہہ سکندر خان کی مدافعت کے لئے مقرر کیا۔ میدنی راے کے ساتہہ دس ہزار راجپوت تھے۔ اوسنے سکندر عیش خانے کو مکدر کیا۔ ناچار اوسنے صلح کی اور استمالت نامہ حاصل کیا۔ اور میدنی راے کے پاس آیا۔ جاگیر قدیم اوسکو ملی۔ میدنی راے کے اختیارات حد سے زیادہ گذر گئے تہے اسوقت کہ سلطان محمود باہر گیا تہا۔ اوہانہون نے شادی آباد منڈو میں

شکر کے چلے جانے اور محافظ خان کے کشتہ ہونے کے بعد بہجت خان و مخصوص خاں
اپنے کئے سے پشیمان ہوئے اور صاحب خان سے صلح کے لئے کہا - اوسنے قبول کیا شیخ
اولیا نے سلطان سے عرض کیا - سلطان نے اوس کو لطائف غیبی و عنایات لاریبی سے تصور کیا
صاحب خان کو قلعہ اسیر و قصبہ بھیل و ہامونی تفویض کیا اور فوراً دس لاکھ تنکہ سپاہ
کے خرچ کے واسطے اور بارہ ہاتھی انعام دئے - بہجت خان اور امیرون کو وہان بھیجے
استمالت نامے لکھے - بہجت خان نے دو لاکھ تنکہ اور بارہ ہاتھی اپنے پاس رکھے - باقی صاحب خان کو حوالہ
کئے - فتنہ انگیزون نے صاحب خان کو خبر پہنچائی کہ بہجت خان تجھے مقید کرنا چاہتا ہے تو
صاحب خان سلطان سکندر لودھی پاس کہ قریب تھا چلا گیا اور بہجت خان اور اور امرا استمالت
نامے لکھکر سلطان محمود پاس چلے آئے - سلطان نے خلعت دئے اور اونکو اقطاع قدیم عنایت
کیں - سلطان محمود مظفر و منصور اپنی دار الملکت میں آیا - میدنی راے کی استصواب سے سلطان
امیروں اور سپاہ کے سردارون میں سے ہر روز ایک بے گناہ کو ناحق متہم و مطعون کرکے سیاست کرتا
رفتہ رفتہ یہ نوبت آئی کہ سلطان کا دل کل امرائے قدیم سے بلکہ تمام مسلمانون سے پھر گیا - وہ عمال
کہ سرکار غیاثی و ناصر شاہی مین مہمات دیوانی کے مقصدی و متکفل تھے وہ معزول ہوئے اور
میدنی راے کے اعوان و انصار اونپر مقرر ہوئے - اس عمل سے اکثر امیر اور سردار اور نوکر شکستہ خاطر
ہوئے اور اونہون نے اپنے عیال کا ہاتھ پکڑ کے وطنون سے ہجرت کی - اس قلمرو میں قلعہ شادی آباد
[illegible] العلما اور فضلا و مشایخ کا مہبط تھا وہ اب کافرون کا مسکن ہو گیا اور یہان تک نوبت
آئی کہ فیلبانی اور دربانی بھی راجپوتون کو حوالہ ہوئی اور مسلمانون کی کنواری لڑکیون پر راجپوت
متصرف ہوئے - علی خان امرائے قدیم مین سے حاکم شہر تھا - راجپوتون کے تسلط سے دلگیر ہوا
اور اوسنے مخالفت کی - جسوقت کہ سلطان محمود راجپوتون کے ساتھ شکار کو گیا ہوا تھا وہ
قلعہ منڈو پر متصرف ہوا - اہل منڈو کو بھی راجپوتون کے استیلا سے تنگ دل تھے اونہون نے
علی خان سے موافقت کی - سلطان محمود اس خبر کو سنکر تعجیل کے ساتھ واپس آیا
[illegible] محمود [illegible] کو تنگ کیا - علی خان اپنے اعوان کے ساتھ قلعہ سے

اوسکو بد فالی سمجھا اور الٹا اپنے ملک کو چلا گیا ملک مالوہ نے بھی مقابلہ کرکے سکندر خان کو
شکست دی لیکن لوٹ کے وقت سکندر خان کے لشکریون سے ایک شخص جسکے عیال اسیر تھے
ملک مالوہ پاس آیا اور پابوسی کے بہانہ سے آگے ہوکر ایک خنجر آبدار لیا اوسکے پہلو مین مارا
کہ متاع زندگی اوسکی برباد ہوئی۔ اس واقعہ کو سکندر خان نے سنکر لشکر سلطانی کو پراگندہ
کیا اور جہیرہ نامی ہاتھی پکڑے سلطان محمود نے میدنی راے کے استصواب سے اس مہم کا فیصلہ
اور وقت پر ٹالا اور بہجت خان کے دفع کرنے کے لئے چندیری کو روانہ ہوا۔ اثناء راہ مین
سنا کہ صاحب خان نزدیک آگیا ہے مقصود خان نے استقبال کرکے اوسکے سر پر چتر رکھا ہے
اور لشکر دہلی بھی عماد الملک لودہی و سعید خان و محافظ خان خواجہ سرا کے ساتھ صاحب خان
کی کومک کو آگیا ہے سلطان اس خبر کے سننے سے پریشان خاطر تھا کہ دفعۃً صدر خان و
مخصوص خان اوسکے لشکر سے جدا ہوکر صاحب خان سے جا ملے۔ صاحب خان نے ایک
شخص محمود نام کو سارنگ پور بہیجا وہ افواج سلطان سے مغلوب ہوکر بری طرح سے بہاگا
اسی وقت مین محافظ خان کی حسن تدبیر سے عماد الملک لودہی اور سعید خان نے بہجت خان
کو پیغام دیا کہ تم سلطان سکندر کے نام کا خطبہ پڑہواؤ اور درہم و دینار کو اوسکے سکے سے
مشرف کرو۔ بہجت خان نے اونکے مدعا کے موافق جواب نہ دیا تو اونہون نے اوس کو بہانہ
بناکے کوچ کیا۔ اور چند روز پیچھے بیٹھے سلطان سکندر کے حکم کے موافق وہ دہلی چلے گئے ایک
روایت یہ ہے کہ چندیری مین سلطان سکندر کے نام کا خطبہ پڑہا گیا مگر جب سلطان محمود
پاس چالیس ہزار راجپوتون کا لشکر جمع ہوگیا تو سلطان سکندر نے اسیر خیال کرکے
اپنے لشکر کو بلالیا بہر تقدیر سلطان محمود شکر الہی بجالایا اور شکار مین مصروف ہوا۔
چند روز بعد اوسکو خبر لگی کہ بہجت خان و صاحب خان کے حکم سے محافظ خان مع افواج
بزرگ شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان نے حبیب خان و فخر الملک
کو بہت سے با جمعیت امیرون کے ساتھ اونکے دفع کرنے کے لئے بہیجا۔ حوالی ظفر آباد

سالباہن اور میدنی رائے کو زخمی کیا سالباہن تو نہیں مرگیا میدنی رائے کو کاری زخم نہیں لگے تھے۔ اوسکے نوکر اٹھاکر لے گئے میدنی رائے کے گھر میں راجپوت جمع ہوئے اور اوسکے بے اجازت لڑنے کے لئے دربار کو چلے سلطان محمود میں گو عقل نہ تھی مگر تہور اور مردانگی میں اسکا کوئی نظیر نہ تھا سولہ سوار اور چند پیادے مسلمان ساتھ لیکر شہادت کی نیت سے دولت خانہ سے باہر نکل کر ہزاروں راجپوتوں سے لڑنا شروع کیا۔ ایک بڑے جوانمرد راجپوت نے سلطان پر ایک ضرب لگائی سلطان نے اس ضرب کو رد کرکے اوسکے ایک شمشیر ایسی لگائی کہ اوسکے دو ٹکڑے کر دئے۔ دوسرے راجپوت نے سلطان کے ایک برچھا مارا مگر سلطان نے تلوار سے برچھے کو چھین لیا اور راجپوت کے کمر پر دو ٹکڑے کر دئے۔ راجپوتو نے جب یہ شجاعت دیکھی تو وہ بھاگ کر میدنی رائے کے گھر گئے اور اوس سے جنگ کی اجازت چاہی میدنی رائے نے کہا کہ سلطان نے گو میرے قتل کا ارادہ کیا مگر وہ میرا صاحب اور ولی نعمت ہے اوسکا کچھ قصور نہیں ہے تم اپنے گھر جاؤ اور میری حمایت نہ کرو۔ وہ یہ جانتا تھا کہ اگر سلطان محمود کشتہ ہو جائیگا تو سلاطین اطراف خصوصاً گجرات و برار و خاندیس اوسکے انتقام لینے کے لئے قیام کرینگے۔ اوسنے راجپوتوں کی یوں تسلی کی سلطان محمود خلجی پاس پیغام بھیجا کہ اتنی مدت تک میں نے سلطان کی نمک حلالی سے خدمت کی تھی اسلئے زخموں سے سلامت و زندہ رہا اگر فی الواقع میرے مارنے سے امور سلطنت انتظام پائیں تو مضائقہ نہیں مصرع سر اینک جدا کن بہ تیغ از تنم + سلطان محمود نے جانا ان زخموں سے وہ مریگا نہیں اور اب صلح و ملائمت کرتا ہے تو اوسنے فرمایا کہ اب مجھے تحقیق ہوا کہ میدنی رائے میرا خیر خواہ ہے اور اوسنے کمال خیر خواہی سے بے اعتدال راجپوتوں کو فتنہ و فساد سے باز رکھا اور سالباہن کہ مادہ فتنہ تھا اوسکا شر رفع ہوا انشاء اللہ تعالی اب و سے آگے امور سلطنت میں خیر و خوبی کے ساتھ مشغولی ہوگی اوسکے بعد کوئی اور امر نہ ہوگا میدنی رائے نے ظاہر میں اخلاص و انقیاد قبول کیا اور گذشتہ کا کچھ تذکرہ نہیں کیا مگر اپنے حال سے وہ خوب واقف ہوا جب سلطان کی درگاہ میں ملازمت کے لئے آیا

نکل کر بھاگ گیا۔ سلطان محمود نے قلعہ میں آن کر رجپوتوں کو علی خان کے تعاقب میں بھیجا۔
کہ اوس کو پکڑ کر قتل کریں بعد اس واقعہ کے میدنی رائے مطلق الشان ہوا۔ مالوہ میں تمام
امرا منصب دار اپنی جانب سے مقرر کئے سلطان کے خاصہ نوکروں میں سوا دو سو مسلمان
سواروں کے کوئی اور نہ تھا۔ راجپوتوں کے تسلط و استیلا سے سلطان محمود کو اپنی فکر ہوئی
اہل ہند کی رسم ہے کہ جس وقت نوکر کو رخصت کرتے ہیں یا مہمان کو وداع تو اونکو پان دیتے
ہیں سلطان نے ایک ظرف میں پانون کے بیڑے بھرے اور آرایش خان کے ہاتھہ میدنی رائے
کے پاس بھیجے اور پیغام دیا کہ اب آپ کو رخصت ہے میری ولایت سے باہر چلے جائیے یہ راجپوتوں
نے جواب دیا کہ ہم چالیس ہزار راجپوتوں نے آج تک ہوا خواہی اور جان سپاری میں کوئی
تقصیر نہیں کی اور خدمات پسندیدہ ہم سے وقوع میں آئیں ہم نہیں جانتے کہ ہم سے کیا خطا
سرزد ہوئی۔ اس جواب دینے کے بعد راجپوتوں نے یہ ارادہ کیا کہ سلطان محمود کو ٹھکانے لگا دیں
میدنی رائے نے کہا کہ الحال حقیقت میں سلطنت مالوہ ہماری ہے اگر سلطان نہ ہوگا تو سلطان
مظفر گجراتی اس ولایت پر متصرف ہوگا پس جس طرح ہو سکے اپنے ولی نعمت کی رضا جوئی
میں سعی کرنی چاہیئے پس وہ سلطان کی خدمت میں آیا استعفا اور استغفار کی سلطان کو
سوا قبول کرنے کے چارہ نہ تھا۔ مگر اوس نے یہ شرط ایسی ٹھیرائی کہ کارخانوں میں جو پہلے قدیم
مسلمان نوکر تھے اونہیں کو وہ خدمتیں حوالہ کرے اور اصلاحات ملکی میں دخل نہ دے اور
مسلمان عورتوں کو راجپوت اپنے گھروں سے باہر کریں اور دست تعدی کو کوتاہ کریں میدنی رائے
نے ان سب شرائط کو قبول کیا اور سلطان کی دلجوئی کی لیکن سالباہن پوربیہ جو امرائے
کلان میں سے تھا بغاوت کی سلطان محمود نے باوجودیکہ دو سو مسلمان سواروں سے زیادہ
اوس پاس سپاہ نہ تھی اپنے مخصوصوں کے ساتھہ یہ امر قرار دیا کہ جب میں شکار سے مراجعت
کروں تو میدنی رائے اور سالباہن جس وقت وہ اپنے گھروں کو رخصت ہوں پارہ پارہ کئے جائیں
سلطان نے دوسرے روز جماعت موعود کو جا بجا بٹھا دیا اور خود شکار کو گیا اور مراجعت

اوسکے زخموں کا علاج کیا سلطان سے اسکا تاج لے لیا اب رانا سنگا نے کمال مروت و فتوت یہ کی کہ سلطان کو ہزار راجپوتوں کے ساتھ قلعہ مانڈو میں بھیجکر تخت سلطنت پر بٹھایا۔

سلطان اپنی شکست و ریخت کی مرمت میں مصروف ہوا۔ ممالک مالوہ کا بڑا حصہ امرا اور باغیوں کے ہاتھ میں تھا۔ اور رعایا کماحقہ اطاعت نہیں کرتی تھی۔ بادشاہی میں خلل عظیم وقوع میں آیا سکندر خان سیواس و رہت پرگنوں پر متصرف تھا۔ چندیری اور گاگروں اور اور اقطاع میدنی رائے نے جنگ میں غالب ہو کر لے لئے تھے۔ یہ اطاعت نہیں کرتے تھے اور ایسی ہی سرحدوں و اطراف میں اور امیر تھے جنہوں نے اپنے اندازہ سے باہر قدم رکھا تھا اسلئے سلطنت میں ضعف آگیا تھا سلطان محمود خلجی برخلاف سلطان محمود ماضی کے شمشیر کو مدار رکھتا تھا عقل و تدبیر کو اپنے پاس آنے نہ دیتا تھا۔

سنہ ۹۲۶ھ ۱۵۱۹ء میں سلہدی پوربیہ کے دفع کے لئے سلطان روانہ ہوا۔ اوسنے راجپوتوں کو جمع کر کے میدنی رائے سے کمک لی۔ سارنگ پور کی نواحی میں جنگ ہوئی۔ اول لشکر اسلام شکست پاکر پراگندہ ہوا مگر سلطان خلجی نے قطب کی مانند کچھ سپاہ کے ساتھ پائے ثبات برقرار رکھا اور فرصت پاکر سلہدی پوربیہ کو بڑی شکست دی اور تعاقب کر کے اوس کے ۴۴ ہاتھی چھین لئے۔ سارنگ پور کو اوسکے تصرف سے نکال لیا۔ سلہدی راجپوت نے اپنے اقطاع قدیم پر قناعت کر کے اطاعت اختیار کی۔ سلطان محمود نے اوسکو مغتنم جانکر دار السلطنت مراجعت کی۔ سنہ ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء میں گجرات میں سلطان بہادر شاہ گجراتی بادشاہ ہوا۔ شاہزادہ چاند خان بن شاہ مظفر گجرات سے بھاگ کر شادی آباد مندو میں آیا شاہ مظفر کے احسان کا سلطان محمود مرہون تھا اسلئے اوسنے چاند خان کی تعظیم و تکریم کی رضی الملک گجرات کے امراء معتبر سے تھا وہ بھی بہادر شاہ کی صولت کے خوف سے بھاگ کر آیا وہ یہ چاہتا تھا کہ بہادر شاہ معزول کر کے چاند خان کو اس کا قائم مقام بنا دے اس نیت سے وہ آگرہ سے مندو آیا اور چاند خان سے مشورہ کر کے پھر آگرہ گیا جب بہادر شاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اوسنے سلطان محمود

پانچسو مسلح آدمیوں کو ساتھہ لایا۔ اس وضع سے سلطان محمود خلجی ایسا تنگ آیا کہ شکار کے بہانہ سے
اپنی محبوبہ رانی کنیا اور ایکسو سوار اور چند پیادوں کو لیکر سرحد گجرات میں پہنچا۔ سرحد گجرات
کے حاکم اوس سے بہ تواضع پیش آئے اور سلطان مظفر کو اوسکے آنے کی اطلاع ہوئی تو اوسنے
قیصر خان و تاج خان و قوام الملک در اور امرا کو استقبال کے لئے بھیجا۔ اور خود چند منزل
استقبال کو آیا۔ ایک مجلس میں ایک تخت پر دونوں بادشاہ بیٹھے۔

۹۲۳ھ میں سلطان محمود کے ساتھہ سلطان مظفر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ ارادہ مصمم
کر لیا تہا کہ راجپوتوں کے دفع کرنیکے لئے سلطان کو تخت پر بٹھا دیں۔ اسکا حال کہ سلطان مظفر
نے کیونکر سلطان کو تخت منڈو پر بٹھا دیا۔ تاریخ گجرات میں و مظفر شاہ کی تاریخ میں پڑھو
اب سلطان محمود امور جہانبانی میں مصروف ہوا۔ اور ضبط سلطنت میں بقدر مقدور کوشش
کرنے لگا چندیری و گاگرون میدنی راے کے تصرف میں تہے قلعہ رائسین و بھیلسہ سارنگپور
سلہدی راجپوت کے قبضہ میں تہے سلطان محمود انکی دفع کے فکر میں ہوا۔ اول وہ قلعہ
گاگرون پر لشکر لے گیا۔ میدنی راے اس دفعہ رانا سنگا سے ملتجی ہوا اور اوسکو بہت لشکر کے
ساتھہ اپنی مدد کے لئے لایا۔ جب ور جنگ ہوئی سلطان محمود نے بہت راہ طے کی تہی اور
رانا سے سات کروہ (ہاصل) اترا تہا جب رانا کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے یہ سمجھہ کر کہ وہ تہکا
ماندا ہوگا اپنے لشکر کو لیکر مسلمانوں کے لشکر کے قریب آیا۔ سلطان محمود خلجی بے خبر تہا سوار
ہو کر لشکر سے باہر آیا۔ امرا و سپاہ اُس کی ملازمت میں آئے۔ ہر چند آصف خان گجراتی اور
امرا نے عرض کیا کہ آج لڑنے کا دن نہیں ہے مگر اوسکو عقل سے بہرہ [illegible] ان کی بات کو قبول
نہیں کیا بے ترتیب لڑا۔ ایک لحظہ میں ۳۲ سردار اور بہت سے سپاہی مارے گئے آصف خان
گجراتی کہ شاہ مظفر نے اسکی کمک کے لئے بھیجا تہا پانسو آدمیوں کے ساتھہ مارا گیا۔ لشکر
مالوہ میں سوا سلطان خلجی اور دس سوار احدی کے معرکہ میں کوئی باقی نہیں رہا۔ سلطان ان
دس سواروں کے ساتھ غنیم سے جا بھڑا۔ سوار مارے گئے اور خود زخمی ہو کر اور مقید ہو کر رانا سنگا کے
[illegible]

نسرزہ خان خاکم دہار بھی اسے مل گیا۔ ظفرآباد نعلچہ میں بہادر شاہ آیا قلعہ کا محاصرہ کیا۔
مورچل تقسیم ہوئے سلطان محمود خلجی تین ہزار آدمیوں کے ساتھہ قلعہ میں متحصن تھا ہر شب ایک دفعہ
سب مورچلوں کو دیکھتا اور مدرسہ سلطان غیاث الدین میں سوتا جب اہل قلعہ کا نفاق اسپر
کھلا تو وہ مدرسہ سے اپنے محلات میں چلا گیا اور عیش و عشرت میں مشغول ہوا جب بعض
نیک اندیشوں نے اس باب میں کہا کہ عیش و عشرت کا وقت یہ کیا ہے۔ تو اوسنے کہا کہ میرے
انفاس واپسیں ہیں انکو عیش و عشرت میں کاٹتا ہوں شعبان ۹۳۷ھ میں اعلام دولت شاہ بہادر
افق قلعہ سے طالع ہوئے اسوقت چاند خان کہ مایہ فساد تھا دکن کو بھاگا سلطان محمود خلجی
مسلح ہوکر جمع قلیل کے ساتھہ روبرو آیا۔ طاقت مقاومت نہ دیکھی پھر گیا۔ ہزار سوار لے کر
اہل حرم کے مارنے کے لئے دوڑا ؎

چو تخت کسی رو نہاد در زوال بچیزے گراید کہ گردد وبال

جب وہ محلوں میں آیا تو ایک جماعت مانع ہوئی اور اوسنے کہا کہ شاہ بہادر گجراتی آپ کی
ضبط ناموس میں خوب کوشش کرے گا بہتر یہ ہے کہ قلعہ سے باہر چلے جائیں اور لشکر کو
جمع کریں اور دشمن کی دفع کرنے میں مشغول ہوں۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ لعل محل کے
بام پر سلطان بہادر چڑھا اور اوسنے سلطان محمود خلجی کو بلایا سلطان اپنے سرداروں کو
چھوڑ کر سات سواروں کے ساتھہ سلطان بہادر کے پاس آیا اوسنے اوسے معانقہ کیا بیٹھنے
کے بعد سلطان بہادر تھوڑی درشتی کر کے ساکت ہوا لیکن اوسکا چہرہ متغیر ہوا اور اوس نے
یہ کہا کہ ہم نے امراکو امن دیا وہ اپنے گھروں میں جائیں بعض کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ
سلطان محمود نے تکلم میں درشتی کی شاہ گجراتی عفو کرنے کو تھا کہ اوسے حبس کا حکم دیا۔ روز جمعہ کو
شادی آباد مندو میں سلطان بہادر کا خطبہ پڑھا گیا شب شنبہ کو سلطان محمود کو پابزنجیر کیا
اور اوسکو مع سات بیٹوں کے آصف خان کے حوالہ کیا کہ قلعہ چنپانیر جا کر اوسکو مقید کریں۔
اثناء راہ میں دو ہزار بھیل و کولی نے منزل دھود میں آصف خان کے لشکر پر شب خون مارا اسوقت
... سنا تو بیدار ہوا بھاگنے کے ارادہ سے

فتنہ انگیزی کے ارادہ سے باہر آگرہ گیا ہے اس دفعہ بہادر شاہ کوئی بات زبان پر نہ لایا مگر سلطان محمود خلجی کی تابیک دری ہوا
دولت خلجیہ کے زوال کا وقت آگیا تہا سلطان محمود خلجی نے کچھہ اسکا علاج نہ کیا جس وقت اس بات سے خبر آئی کہ رانا سانگا
اس سنسار سے چل بسا اور اوسکا بیٹا رتن سی قایم مقام ہوا تو اوسنے شرزہ خان کو بھیجا جسنے چتور کے بعض قصبات
تاخت و تاراج کیا۔ رتن سی واقف تہا کہ بہادر شاہ اور سلطان محمود کے درمیان رنجش ہے تو وہ لشکر
فراہم کر کے مالوہ پر چلا جب یہ خبر سلطان محمود کو ہوئی تو وہ اسے لڑنے چلا راہ میں بیمار ہو کر سارنگپور
میں گیا اسکندر خان فوت ہو گیا تہا اوسکا متبنے معین خان کو کہ اصل میں روغن فروش کا بیٹا تہا
مدد کے لئے طلب کیا اور مسند عالی اوسکو خطاب دیا۔ سراپردہ سرخ کہ سلاطین کے ساتہہ
مخصوص ہے عطا کیا سلہدی پوربیہ کو بھی رائسین سے طلب کیا اور اوسکے اقطاع قدیم پر
اور پرگنوں کا اضافہ کیا۔ سلہدی پوربیہ سلطان خلجی سے متوہم ہوا وہ معین خان کے ساتہہ
اتفاق کر کے رتن سی رانا پاس گیا۔ یہاں سے بھوپت ولد سلہدی کے ساتہہ معین خان
بہادر شاہ گجراتی پاس گیا اور اپنے ولی نعمت کی شکایت کو تحفہ مجلس بنایا سلطان محمود
نے مضطرب ہو کر دریا خان لودہی کو سلطان بہادر شاہ گجراتی پاس بہیجکر پیغام دیا کہ آپ کے
سلسلہ کے حقوق مجھہ پر بہت ہیں۔ اب مسافت تہوڑی رہی ہے میں چاہتا ہوں کہ
حضور میں پہنچکر مبارکباد سلطنت دوں۔ سلطان بہادر نے جیسا کہ اوسکے وقایع میں
لکہا گیا ہے جواب آدمیانہ دیا۔ رتن سی اور سلہدی پوربیہ سلطان بہادر سے ملے اور سلطان محمود
کی شکایت کی۔ رتن سی اپنی منزل کو مرخص ہوا اور سلہدی سلطان بہادر کے لشکر میں
رہا وہاں سلطان محمود کے آنے کی توقع تھی سلطان محمود نے اپنے پاؤں میں آپ
کلہاڑی ماری کہ ملاقات کے ارادہ سے پشیمان ہوا اور سکندر خان کے نوکروں کے دفع
کرنے کا بہانہ بنا کے سیواس کو روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں شکار میں مشغول تہا کہ گہوڑے سے گرا
اور وہاں ہاتہہ اوسکا ٹوٹ گیا اوسکو فال بد سمجھہ کر فسخ عزیمت کی اور اپنے دار الملک میں
چلا آیا اور قلعہ داری کی تیاری کی سلطان بہادر نے اوسکی ملاقات سے قطع نظر کر کے

کہ جب سپاہ مغل دیار بنگالہ میں آئی تو طریقہ اخلاص مستدعی اس امر کا ہے کہ وہ عزیز آگرہ کی طرف متوجہ ہو اس نواحی میں فوج بہیج کر خلل ڈالے تاکہ مغل مضطرب ہوکر اس دیار سے باز رہیں۔ اور ہم کو کشورستانی کی فرصت ملے۔ سلطان قادر شاہ شیر شاہ کے فرمان بہیجنے سے بر آشفتہ ہوا۔ اوس نے اپنے منشی سے کہا کہ اس کے جواب میں فرمان لکہہ اور اوسکی پیشانی پر مہر کر۔ منشی نے یہی کیا۔ سیف خان دہلوی نے کہ اوس کا ندیم تہا اور ہمیشہ گستاخانہ سچی باتیں کہا کرتا تہا اوس نے معروض کیا کہ شیر شاہ بالفعل بنگالہ وجونپور کا بادشاہ ہے اور اسقدر سپاہ وشوکت رکہتا ہے کہ بادشاہ دہلی کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اگر وہ تجہے فرمان لکہے اور اوسکی پیشانی پر مہر کرے تو سزاوار ہے۔ قادر شاہ نے جواب دیا کہ اگر وہ بنگالہ وجونپور کا بادشاہ ہے تو میں بہی خدا کی عنایت سے مملکت مالوہ کا بادشاہ ہوں۔ جب اوسنے طریق ادب سلوک نہیں رکہا تو مجہے کیا ضرور ہے کہ میں فروتنی کردں اور اوس کی حرمت مرعی رکہوں جب قادر شاہ کا فرمان شیر شاہ کی نظر سے گذرا تو وہ پیچ و تاب کہا کر آزردہ ہوا اور مہر کے نشان کو کتر کر یادآوری کے لئے خنجر کے غلاف میں رکہا۔ اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اوس کی حاضری کے وقت اسکا سبب پوچہا جائیگا سنہ ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء میں شیر شاہ نے مملکت مالوہ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ حوالی سارنگ پور میں قادر شاہ اس سبب سے کہ اُس سے لڑ نہیں سکتا تہا شیر شاہ پاس گیا اور پہر اوس کے پاس سے بہاگا تو شیر شاہ نے کہا ع با ما چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی اس مصرعہ پر یہ دوسرا مصرعہ ایک شاعر نے کہا ع قول نبیست مصطفے را لا خیر فی العبیدی شیر شاہ نے مالوہ کو فتح کر کے اوجین وسارنگ پور اور اور پر گنے شجاع خان کو اقطاع میں دیئے اور اس مملکت کا سپہ سالار بنایا۔ شجاعت خان نے جو کام اس ملک میں کئے وہ شیر شاہ اور سلیم شاہ کی تاریخ میں مذکور ہوئے ہیں۔ جب

اپنے پاؤں کی بیڑی توڑنا چاہتا تھا کہ نگہبانون کو خبر ہوگئی اونہوں نے اس خیال سے کہ اسی
کے ہوا خواہوں نے شب خون مارا ہو اُسے مارڈالا۔ آصف خان نے اوسکی تجہیز و تکفین کی اور
اوسکے بیٹوں کو محمد آباد چنپانیر میں محبوس کیا۔ تھوڑے زمانہ میں سوائے محمد شاہ بن سلطان نصیر الدین
کے کہ بابر شاہ کی خدمت میں تھا کوئی اس خاندان سلطنت خلجیہ مالوہ کا وارث نہ رہا اور اوس کی
دولت سلسلہ حکام گجرات میں منتقل ہوئی ۱۴۲۹ھ اس دیار کی فرماندہی گجراتیوں کے اختیار میں رہی
پھر دست بدست اوروں کے ہاتھ میں گئی ۹۶۹ھ میں اکبر شہنشاہ کے ہاتھ میں آئی۔ بزرگوں نے سچ
کہا ہے کہ دنیا ایک مکارہ سیاہ چشم اور بدکارہ ہے سفید چشم گندم نما جو فروش ہے

زوال دولت خلجیہ مالوہ و استیلا سلطان بہادر گجراتی اور اور باتیں

اوپر ہم نے بیان کر دیا کہ سلطان محمود کے بعد سلطان بہادر نے مملکت خلجیہ پر استیلا پایا۔
امراء مالوہ کو جنہوں نے اطاعت کی الطاف خسروانہ سے خوشدل و مستمال کیا سلہدی پوربیہ کو اس سبب سے
کہ سب سرداروں سے پہلے ملازمت میں آیا تھا اجین و سارنگپور و رائسین اقطاع میں دئے طبقہ
گجراتیون کی تاریخ میں بیان ہوا کہ وہ سلطان بہادر کے غضب میں گرفتار ہوا اور قلعہ رائسین میں
اوسنے اپنے تئیں مار ڈالا اوسکا بیٹا بھوپت بھاگ گیا۔ بہادر شاہ نے اوجین دریا خان لودہی
کو اور رائسین قائم خاں حاکم کالپی کو دیا۔ اور شادی آباد اختیار خاں کو دے کر خود محمد آباد
چنپانیر کو چلا گیا۔ بعد ازاں ہمایوں بادشاہ نے جب گجرات کو تسخیر کیا سلطان بہادر بندر دیب
کو بھاگا تو ہمایوں نے اپنے نام کا خطبہ شادی آباد منڈو میں پڑھایا۔ اور اپنے متعلقوں کو سپرد کیا
جسکا ذکر اپنے محل پر مذکور ہوا جب ہمایوں آگرہ تشریف فرما ہوا تو ملو خان کہ خلجیوں کے
غلاموں و امراء کبار میں سے تھا اوسنے ایک سال میں لشکر چغتائی کے قبضہ سے تھلیسہ
سے دریائے نربدا تک ملک نکال لیا اور اپنا نام سلطان قادر شاہ رکھا اور اپنے نام کا خطبہ
پڑھوایا بھوپت و پورنمل پسران سلہدی پوربیہ نے قلعہ چتوڑ سے نکل کر رائسین اور اوسکی
نواح کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور سلطان قادر شاہ کی اطاعت اختیار کر کے اوسکو پیشکش بھیجی

ملوخان

اوسکے بعد وہ سارنگپور میں آیا۔ یہاں اوسنے قلعہ گرا کی یا کلنگہ کی تیاری کی۔ جب وہ اس نواحی میں آیا تو اوس کا مقابلہ رانی درگا دئی بیوہ راجہ کرشن سنگہ نے کیا۔ وہ اپنے شوہر کے مرنے کے بعد یہاں حکومت کرتی تہی۔ اوسنے گونڈوں کو جمع کیا۔ گہاٹی کے سرے پر لڑائی لڑی۔ رانی کے پیادے مور و ملخ سے زیادہ تھے اونہون نے ہر جانب و اطراف سے آنکر باز بہادر کے لشکر کو گہیر لیا۔ باز بہادر نے حیران ہو کر فرار کیا۔ اوسکا تمام حشم اور اچھے آدمی رانی کے ہاتھ آئے اکثر قتل ہوئے۔ باز بہادر ہزار محنت و جانکاہی سے سارنگپور میں آیا۔ بجاے اوسکے کہ اپنی شکست کی صلاح کرتا عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔ ہندوستان میں وہ فن موسیقی میں بڑی مہارت رکہتا تہا تعلق و تعشق پیدا کیا۔ عشق و عاشقی میں نام اوسکا مشہور ہوا۔ جب اوسکی غفلت کی خبر شہنشاہ اکبر کو پہونچی تو اوسنے جو اوس کا حال کیا وہ اقبال نامہ اکبری میں پڑہو۔

سنہ ۹۶۸ھ سے مالوہ ایک صوبہ سلطنت اکبری ہو گیا فقط

بالخیر

جاری کرے مگر موت نے فرصت نہ دی ۹۶۲ھ ۱۵۵۴ء میں انتقال کیا۔ اوسکا بڑا بیٹا بایزید جسکا لقب باز بہادر تھا اوسکا قائم مقام ہوا۔ اسکی مدت حکومت اول سے آخر تک بارہ سال تھی۔ قصبہ شجاول پور کہ اوجین کے پاس ہے اوسی کا آباد کیا ہوا ہے +

باز بہادر کا تخت مالوہ پر فایز ہونا اور امرای اکبری کے ہاتھ گرفتار ہونا +

شجاعت خان کے بعد حشمت و سلطنت پدر پر اسکا بڑا بیٹا بایزید یا مخاطب باز بہادر متصرف ہوا۔ دولت خان اوس سے بر سر مقابلہ ہوا۔ یہ بھی سلیم شاہ کے نزدیک معزز و محترم تھا مالوہ کے سب لشکری اوسکے خواہان ہوئے میاں بایزید نے اپنی والدہ کو اپنے عزیزوں کی ایک جماعت کے ساتھ دولت خاں پاس بھیجا کہ مصالحت ہو جائے۔ بعد بہت گفت و شنید کے یہ امر مقرر ہوا کہ سرکار اجین منڈو اور بعض اور محال پر دولت خاں متصرف ہو اور سارنگپور و سیواس و سروہی و بھیلواڑہ و محال خالصہ شجاع خان میاں بایزید سے متعلق ہوں و سرکار رائسین و بھیلسہ اور محال پر کہ اس نواحی میں واقع ہیں ملک مصطفے قابض ہو۔ بعد صلح کے مقرر ہونے کے بایزید اجین کی طرف غدر کے ارادہ سے متوجہ ہوا۔ آدمیوں سے یہ کہا کہ میاں دولت خان پاس اوس کے باپ کی تعزیت کرنے جاتا ہوں۔ دولت خان غافل تھا وہ اوسکے ہاتھ سے مارا گیا اسکا سر سارنگپور کے دروازہ پر لٹکایا۔ اور اکثر بلاد مالوہ پر متصرف ہوا ۹۶۳ھ ۱۵۵۵ء کو سر پر چتر رکھا اور خطبہ اپنے نام کا پڑھوایا۔ باز بہادر شاہ اپنا نام رکھا۔ ان مہمات کے بعد رائسین کی طرف متوجہ ہوا۔ ملک مصطفے خان اوسکے مقابلہ میں آیا اور چند لڑائیوں کے بعد منہزم ہوا۔ رائسین اور بھیلسہ باز بہادر کے آدمیوں کے ہاتھ لگ گیا بعض سرداروں نے اس سے سلوک ناہموار کیا تھا اوس نے اونکو گرفتار کر کے کنوئے میں ڈالدیا کہ وہ ڈوب کر مرجائیں یا بھوک کے مارے ہلاک ہوں اور خود گونڈوانہ پر متوجہ ہوا بہت سا حصہ اوسکا اپنے سعی و کوشش سے مسخر کیا۔ محاصرہ و محاربہ میں اوسکا ماموں فتح خاں مارا گیا

اور یہان کے انتظام میں ساعی ہوا۔ راجہ بہارجی جو ابتک سلطان فیروز کا مطیع نہین ہوا تہا
اوسکو ضرب شمشیر سے باج گزار بنایا۔ پانچ بڑے اور دس چہوٹے ہاتھی اور تحفہ نفیسہ اور بہت
نقود اسے پیش کش میں لئے دکن کی روش پر ہاتھیونکو زنجیر طلا و نقرہ سے مزین کیا اور مخمل
اور زربفت کی جہولین اونپر ڈالیں اور نقود و اقمشہ کو اونٹوں پر لادا اور اونپر بھی زربفت
و مخمل کے بالاپوش ڈالے اور اس طرح یہ پیش کش بادشاہ پاس روانہ کی جب بادشاہ کی نظر
کے روبرو بہارجی کی پیش کش اس رنگینی اور آراستگی سے پیش ہوئی تو وہ بہت خوشحال ہوا
اور اوسنے کہا کہ جو خدمت کہ حکام دکن سے متعلق رکہتی تہی اوسپر ملک اجی نے تقدیم کی بیس
سہ ہزاری کا منصب اور خاندیس کی سپہ سالاری کا لقب اوسکو عنایت کیا۔ تہوڑے دنون میں ملک
بارہ ہزار سوار منتخب کارگزار بہم پہنچائے۔ اونکے خرچ کو ولایت خاندیس کا محصول کفایت نہیں کرتا تہا
اسلئے وہ ہمیشہ گونڈواڑہ اور اور راجاؤں کی ولایتون پر تاخت کرتا تھا اور اون سے پیش کش
لیتا تھا۔ یہانتک اوسکی قدر بڑھی کہ راے جاج نگر با وجودیکہ اسنے بعد مسافت رکہتا تھا مگر
اوس سے محبت و اخلاص کا طریقہ برتتا تھا۔ ملک اجی نے اپنی حسن تدبیر و قوت بازو سے
سلطنت کی دستگاہ بہم پہونچائی۔ سلطان کی وفات کے بعد دلاور خان نے ولایت مالوہ
سے اختصاص پایا۔ تو ان دونو کے درمیان نہایت صداقت سے اخلاص تھا اور آپس میں
یارانہ و برادرانہ سلوک کرتے تہے اور آپس میں اونہون نے یہ رشتے کئے کہ ملک اجی کی بیٹی
کا نکاح ہوشنگ سے ہوا اور دلاور خان کی بیٹی کا نکاح ملک اجی کے بیٹے سے ہوا۔ جب
گجرات کا بادشاہ سلطان مظفر ہوا تو مملکت میں کچھہ تہوڑا خلل پڑا۔ ملک اجی نے دلاور خان
کو پشت پناہ سمجھہ کر سلطان پور اور ندربار کی مزاحمت کی۔ اور مظفر شاہ گجراتی کا تہانہ اٹہا دیا۔
سلطان مظفر اس وقت غزاء کفار میں مشغول تہا۔ اوس کو چہوڑ کر وہ سلطانپور کی حوالی میں آیا
ملک اجی میں اوس سے لڑنے کی سکت نہ تہی۔ اسلئے وہ تہالنیر میں متحصن ہوا علما و صلحا نے
ان دونو کے درمیان صلح کرادی سلطان مظفر اوس وقت سلطنت چاہتا تہا وہ سلاطین مالوہ
و خاندیس سے بصلح رہنے کا آرزومند تہا دونو میں اتحاد و صداقت پر عہد و سوگند ہوئے

تاریخ خاندیس

ولایت خاندیس میں جو شخص اول فرمانروا ہوا ملک اجی فاروقی تہا۔ اوس کے باپ کا نام
خان جہاں فاروقی تھا جسکے باپ دادا سلطان علاء الدین خلجی و سلطان محمد تغلق کے
زمانہ میں صاحب اعتبار امرا میں تھے۔ جب خانجہان فوت ہوا تو اوسکا بیٹا ملک اجی گردش
روزگار سے کسی امارت پر نہ پہنچا۔ کمال پریشانی اور افلاس میں زندگی بسر کرتا تہا۔
آخر میں ہزار حیلہ و جر ثقیل سے وہ سلطان فیروز شاہ باربک کے خاصہ خیل میں داخل ہوا۔
ایک گھوڑا خدمت کرنے کے لئے ملا۔ تنخواہ تہوڑی تھی مشکل سے گذرتی تھی۔ مگر اس حال میں
بہی وہ نشاط و شکار سے شغل رکہتا تہا۔ سلطان فیروز شاہ منڈو میں گذر کر گجرات میں آیا۔
تو وہ ایکدن شکار کے پیچھے اپنے لشکر سے تیس چالیس میل دور چلا گیا۔ بھوکا پیاسا ہوا۔
آبادی دور تہی۔ بیتاب ہوکر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ دور سے اوسکی نظر ایک سوار پر پڑی
کہ دو تازی سگ ہمراہ ہیں۔ اور چند شکاری جانور ہمراہ رکہتا ہے اور صحرا میں شکار کے پیچھے پڑا پہرتا
ہے سلطان نے اوس سے پوچہا کہ تیرے پاس کچھ کھانے کو بھی ہے اوسنے کہا کہ ہاں ہے۔ جو کچھ
موجود تہا درویشانہ آگے لاکر رکہہ دیا اور ادب سے کہڑا ہو گیا۔ بادشاہ نے کھانا تناول فرمایا۔
سوار کی حسن گفتار و ادب خدمت بادشاہ کو پسند آیا۔ اوس سے پوچہا تو کون ہے اور کہاں رہتا ہے
اوسنے معروض کیا کہ میں خواجہ جہاں فاروقی کا بیٹا ہوں اور میرا نام ملک اجی فاروقی ہے
بادشاہ کے نوکران خاصہ میں سے ہوں۔ بادشاہ خواجہ جہاں فاروقی کو اچھی طرح جانتا تہا۔
اوسنے اپنے کسی مقرب سے کہا کہ اسکو دربار عام میں میرے روبرو پیش کرو۔ وہ ایکدن پیش ہوا
تو بادشاہ نے فرمایا کہ اوسکے دو حق مجھہ پر ہیں اول حق آشنائی سابق دوم حق خدمت لاحق
شکارگاہ میں اسلئے میں اسکو منصب دو ہزاری دیتا ہوں اور اقطاع تھالنیر (تالنیر)
و کرونڈ کہ مملکت خاندیس میں سرحد دکن میں عطا کرتا ہوں وہ ۷۷۱ھ ۱۳۰۵ میں اس سرحد میں آیا

اپنی گائیں بھینسیں چراتے تھے چوروں سے اموال کے بچانے کے لئے پتھر مٹی کا ایک حصار بنا رکھا تھا
جب آسا اہیر کی نوبت آئی اور اوس کے مقدور کا سامان بہت بڑھ گیا پانچہزار گائیں اور
پانچہزار بھینسیں اور بیس ہزار بھیڑیں اور ایک ہزار بکریں اوسکی سرکار میں ہوگئیں اور ان
مویشیوں کی نگہبانی کے لئے اوسکے نوکروں کی تعداد دو ہزار سے زیادہ ہوگئی گونڈوارہ اور
خاندیس کے آدمی جب محتاج ہوتے تھے تو اوسکے پاس جاتے تھے نقد و غلہ جسقدر اُن کو
درکار ہوتا تھا اوسے قرض لیتے تھے اور ایسے ہی ان حدود کے امرا کو قرض یا اچھے
پاسبان کی ضرورت ہوتی تو اس پاس جاکر اپنا مقصود حاصل کرتے اس تقریب سے آسا
کہ جماعت اہیر یعنے گاؤ چرا میں سے تہا مشاہیر وقت میں داخل ہوا اسکا اعتبار یہانتک بڑھا
کہ جب ہندوں و مسلمانوں کے دو گروہوں میں نزاع واقع ہوتا یا کوئی عقدہ مشکل پیش آتا تو
اُسی سے رجوع کرتے تاکہ وہ اپنی عقل و کیاست سے اونکو فارغ کردے۔ ملک راجی فاروقی کے
آنے سے یہاں تہوڑے دنوں پہلے مملکت خاندیس و مالوہ و برار بسلطانپور و ندربار میں
قحط عظیم پڑا۔ بڑی خلقت بہوکی مرگئی گونڈوارہ وغیرہ میں دو تین ہزار سے زیادہ کولی اور
بھیل زندہ نہ رہے۔ خاندیس کی رعایا بھی بڑی ہلاک ہوئی جو زندہ رہے وہ آسا اہیر
کی پناہ میں گئے آسا اہیر پاس گونڈوارہ میں غلہ کے دو ہزار انبار تھے اوسکے موکلوں نے
غلہ کا بیچنا اور اوسکی قیمت کا آسا اہیر پاس بھیجنا شروع کیا۔ اوسکی بیوی بڑی صاحب خیر
تھی اوسنے شوہر سے کہا کہ خدا تعالی نے ہمکو مال دنیوی سے مستغنی کیا ہے غلہ کی قیمت کی
احتیاج نہیں ہی ایسا کام کرنا چاہئے کہ دنیا و آخرت میں وہ استحکام پائے آسا اہیر نے پوچھا
ایسا کونسا کام ہی۔ بیوی نے کہا کہ دنیا کا استحکام اسپر منحصر ہے کہ اس کوہ پر ایک حصار
گچ و سنگ کا بنائے اور استحکام آخرت اس میں ہے کہ ملک میں جسقدر غلہ ہے اُسکے لنگر خانے جاری
کرکے فقرا و مساکین کو پختہ طعام پہنچائیے۔ آسا نے دونوں باتوں کو قبول کیا ممالک و
اطراف خاندیس میں لنگر خانے جاری کئے۔ قدیمی چار دیواری کو توڑ کر گچ و سنگ سے
ایک حصار بنایا جسکا نام قلعہ آسا اہیر مشہور ہوا کثرت استعمال سے مخفف ہو کر آسیر ہوگیا

مظفر شاہ گجرات کو چلا گیا۔ ملک اجی فاروقی نے تعمیر ملک و تکثیر زراعت میں کوشش کی آخر عمر تک کہیں سوار نہیں ہوا جب مرض موت میں گرفتار ہوا تو اپنے بڑے بیٹے ملک نصیر کو ولیعہد کیا اور خرقہ ارادت و اجازت کہ اوسکو اپنے پیر شیخ زین الدین سے ملا تھا اوسکو دیا اور قلعہ تھالنیر مع مضافات کے اپنے چھوٹے بیٹے ملک التجار کو تفویض کیے۔ روز جمعہ شعبان ۸۰۱ھ کو رحمت ایزدی میں داخل ہوا اور تھالنیر میں مدفون ہوا۔

صاحب فرشتہ لکھتا ہے کہ ملک اجی فاروقی اپنے تئیں خلیفہ دوم حضرت فاروق کی نسل میں جانتا تھا اور اس طرح اپنے نسب کو اونسے ملاتا تھا ملک اجی بن خان جہان بن علی خان بن عثمان خان بن شمعون شاہ بن اشعث شاہ بن سکندر شاہ بن طلحہ شاہ بن داینال شاہ بن اشعث شاہ بن ارمنا شاہ بن ابراہیم شاہ بلخی بن ادہم شاہ بن محمود شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن اعظم شاہ بن اصغر بن محمد احمد بن محمد بن عبداللہ بن فاروق ابن الخطاب شیخ الاسلام شیخ زین دولت آبادی کا ملک اجی مرید تھا اوسنے خرقہ ارادت پیر سے پایا تھا۔ دو سو سال کے قریب اس خاندان میں حکومت رہی اس میں یہ خرقہ ارادت بطناً بعد بطن ہر ولیعہد کے پاس رہا چنانچہ آخر تک بہادر خان فاروقی نے کہ ختم الملک تھا یہ خرقہ پایا۔ ملک اجی کی مدت حکومت ۲۹ سال تھی +

ذکر سلطنت نصیر خان فاروقی بن ملک اجی فاروقی

نصیر خان کے عہد میں اس خاندان کی رونق ہی اور ہو گئی۔ جیسا طریقہ سلاطین کبار کا ہے اوس نے ارباب فضل و کمال کو خاندیس میں جمع کیا اونمیں سے ہر کسی کو بقدر مقدور وظائف و اقطاع دئے اوسنے سلطان احمد شاہ گجراتی سے اثاثہ سلطنت و خطاب نصیر خانی پایا باپ یہ آرزو اپنے ساتھ قبر میں لے گیا مگر پسر اسمیں کامیاب ہوا۔ اوسنے سراپردہ سرخ لگایا اور چتر سر پر رکھا قلعہ آسیر کو آسا اہیر سے لے لیا۔ شہر برہان پور آباد کیا قلعہ آسیر کی کہانی بڑی دلچسپ اسطرح بیان کی جاتی ہے۔ کہ خاندیس میں ایک اونچے پہاڑ پر آسا اہیر ایک معتبر زمیندار بستا تھا سات سو سال سے اوس کے باپ دادا یہیں

اور اپنے جورو بچوں کا ہاتھ پکڑ کے قلعہ کے باہر چلے آئے نصیر خان نے قلعہ تلنگ میں خبر
سنی تو وہ ایلغار کر کے یہاں قلعہ میں آیا۔ اور از سر نو قلعہ کی تعمیر میں مشغول ہوا شکست و ریخت کو
درست کیا اسکے ایک سو تیس سال کے بعد شیر خان افغان سور بادشاہ دہلی نے قلعہ
رہتاس کو اسی طریقہ سے فتح کیا تھا مشہور ہے کہ حکام فاروقیہ آسیر نے آسا کے اموال میں کچھہ
تصرف نہیں کیا۔ امانت کا امانت رہنے دیا شہنشاہ اکبر اس حصار کی فتح کے بعد امانت کو
کو اپنے تصرف میں لایا جب نصیر خان کو یہ فتح بزرگ حاصل ہوئی تو شیخ زین الدین دولت آباد
سے نصیر خان کی مبارکباد پر متوجہ ہوئے نصیر خان نے ملک و دولت اونکی نذر کرنا چاہا
مگر اونہوں نے انکار کیا۔ مگر اونکے کہنے سے شیخ برہان الدین کے نام پر آب تاپتی کے کنارہ پر
شہر برہان پور آباد کیا۔ اور جہاں شاہ صاحب رہتے تھے وہاں زین پور آباد کیا تھوڑے
دنوں ان شہروں میں بڑی رونق ہوگئی سلاطین فاروقیہ کا دار السلطنت برہانپور ہوگیا +
مثل مشہور ہے کہ دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند۔ نصیر خان نے ارادہ
کیا کہ قلعہ تہالنیر کو اسکے چھوٹے بھائی ملک افتخار کے تصرف میں تہا چھین کر اپنے ملک میں
دعوی انا ولا غیری کا کرے مگر یہ کام سلطان مالوہ کی صوابدید و مشورہ بغیر انجام نہیں ہو سکتا
تہا اسلئے اوسنے برادر زن سلطان ہوشنگ پر ما فی الضمیر ظاہر کیا۔ اوسکی تجویز سے
اپنا کام شروع کیا۔ سنہ ۸۲۰ھ میں قلعہ تہالنیر کا محاصرہ کیا۔ ملک افتخار سلطان احمد شاہ
گجراتی سے ملتجی ہو کر معاونت کا طالب ہوا۔ شاہ احمد شاہ سفر کی تیاری کر کے روانہ ہونے کی
فکر میں تہا کہ غزنین خان ولد سلطان ہوشنگ پندرہ ہزار سوار لیکر نصیر خان کی کمک
کو آیا۔ ابھی سلطان احمد شاہ آیا نہ تہا کہ اون دونوں نے قلعہ تہالنیر کو فتح کر لیا اور ملک افتخار
کو قید کیا اور قلعہ آسیر میں بھیجدیا اب انکا مغز انسیا چلا کہ سلطان پور اور نذربار کو گجرات کے
حکام سے چھین کر مالوہ کے ماتحت کرنا چاہا۔ اس مقصد و نیت سے وہ سلطان پور پہنچے اس
قصبہ کا اقطاع دار احمد حصاری ہوا اور عرضداشت احمد شاہ بادشاہ گجرات پاس
بھیجی جسمیں ساری حقیقت احوال لکھی۔ اس بات کے سنتے ہی احمد شاہ آگ بگولا ہو گیا اور

جب یہ خبر سلطان فیروز کو پہنچی تو اوسنے اس توہم سے کہ بہادر آسا اہیر اس قلعہ کے استظہار
علم مخالفت بلند کیے خاندیس کے حاکم کو فرمان لکہا اور سرزنش و ملامت کی کہ تونے
آسا اہیر کو ایسا بے نظیر قلعہ پہاڑ پر کیوں بنانے دیا جب خاندیس کی حکومت ملک راجی فاروقی
کو ملی تو آسا اہیر اوسکے ساتہہ مرید انہ زندگی بسر کرتا تہا اور اوسکا مطیع و منقاد تہا۔ اگرچہ
ملک راجی فاروقی قلعہ آسیر کی فکر تسخیر میں رہتا تہا لیکن اسکا مرہون احسان تہا اور بحسب
ظاہر اسکی تسخیر محالات سے معلوم ہوتی تہی وہ اپنے ارادہ کو قوت سے فعل میں نہیں لایا نصیر خان
نے اوسکی تسخیر میں اپنی ساری ہمت لگائی۔ اور ابتداء حکومت میں اوسنے یہ تدبیر سوچی کہ
آسا کو پیغام دیا کہ راجہ بگلانہ و گوندوارہ نے جمعیت بہم پہنچائی ہے اور اب میرے ساتہہ وہ سلوک
نہیں برتتے ہیں جو میرے باپ کے ساتہہ برتتے تہے اور راجہ کہیرلہ کی تحریک سے میری ولایت
میں تاخت و تاراج کرتے ہیں باپ کی وصیت کے موافق قلعہ تہالنیر پر ملک فتحا متصرف ہے
اور قلعہ تلنگ دشمنوں کے نزدیک ہے اسلئے مجھے اوسپر اعتماد نہیں ہے اسواسطے میں چاہتا ہوں
کہ تو میرے عیال و اطفال کو اپنے قلعہ میں جگہہ دے تاکہ میں خاطر جمع سے دشمن کے
دفع کرنے میں مشغول ہوں اور تیرا ممنون ہوں آسا نے خوشی سے اس بات کو قبول کر لیا۔
قلعہ میں ایک مکان اونکے رہنے کے واسطے تجویز کر دیا۔ نصیر خان نے اول روز چند ڈولیوں
میں عورتوں کو بہیجا اور اونکو سکہا دیا کہ اگر آسا کی عورتیں تم سے ملنے آئیں تو تم اونکی تعظیم و
تکریم کرنا دوسرے روز دو سو ڈولیاں تیار کرکے دو سو شجاع و جیبہ پوش اونمیں بٹہائے
اور اونکو برقع پہنا دیا اور مشہور کر دیا کہ قلعہ آسیر کو نصیر خان کی والدہ اور حرم اور بزرگ
جاتی ہیں۔ جب ڈولیاں قلعہ کے نیچے آئیں تو آسا نے حکم دیا کہ دروازہ کہول کر دربان ہٹ جائیں
جب ڈولیاں قلعہ کے اوپر محوطہ مقررہ میں آئیں تو ڈولیوں سے بہادر نکل پڑے اور
تلواریں میان سے نکال کر آسا اہیر کے گہر پر گئے۔ آسا اہیر اور اوسکے فرزند اپنے مہمانوں کو
مبارکباد دینے آتے تہے جب اس احاطہ کے قریب ملاقات ہوئی تو بے خبر سب قتل ہو گئے
اہل قلعہ نے جب آسا اہیر اور اوسکے فرزندوں کو کشتہ ہوتے دیکہا عجز و زاری کرکے امان مانگی

علام کیا۔ اس وجہ سے کہ نصیر خان اور سلطان ہمنی کے درمیان عداوت ہو گئی سلطان احمد گجراتی کی صوابدید سے ۸۴۱ھ میں نصیر خان برار کی تسخیر کا عازم ہوا۔ امراء برار میں آپسمیں نفاق تھا اونہوں نے نصیر خان کے آنے کی تمنا کی اور کہا کہ تو اولاد فاروقی سے ہے ہماری سعادت ہے کہ ہم تیری خدمت میں شہید ہوں خان جہان جو برار و دکن کا سپہ سالار تھا اور رکن اعظم بہمنیہ کا تھا وہ سرداروں کے نفاق پر مطلع ہوا قلعہ برنالہ میں متحصن ہوا۔ اور عرضداشت میں یہاں کا سارا حال سلطان علاء الدین کو لکھا۔ امراء مخالف نے برار میں نصیر خان کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور نصیر خان برنالہ کے محاصرہ میں مصروف ہوا۔ سلطان علاء الدین نے بہت سی قیل و قال کے بعد ملک التجار عرب حاکم دولت آباد کو سرلشکر نا کر امراء مغل کے ساتھ نصیر خان کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ نصیر خان نے اپنے میں ملک التجار سے لڑنے کی طاقت نہ دیکھی تو وہ مع امراء مخالف برار کے باہر چلا گیا۔ ملک التجار نے تعاقب کیا اور برہان پور کی طرف متوجہ ہوا۔ نصیر خان فاروقی قلعہ تلنگ میں چلا گیا اور اوس نے سلطان گجرات سے مدد مانگی۔ ملک التجار عرب نے برہان پور میں آنکر ان کی عمارتوں کو اکھیڑ ڈالا اور جلا دیا جب اوسنے سنا کہ لشکر سلطان پور و نذربار و سپاہ مالوہ آنے کو ہے تو وہ ایلغار کر کے تلنگ کی جانب روانہ ہوا کہ کمکیوں کے آنے سے پہلے نصیر خان سے لڑے۔ چونکہ ملک التجار عرب حوالی تلنگ میں بہت مسافت طے کر کے تین ہزار تیرانداز سوار مغل کے ساتھ خستہ و ماندہ آیا تھا۔ نصیر خان نے کمک کا انتظار نہیں کیا بارہ ہزار سوار لیکر میدان جنگ میں گیا اور شکست کھائی بیس نامی فیل اور اوراثاثہ حکومت اوسکے چھن گئے۔ بہت مشقت سے قلعہ تلنگ میں آیا غصہ سے بستر رنجوری پر پڑا جیتے روز میں ۳ ربیع الاول سال مذکور کو مرغ روح اس کا بہشت کو اڑ گیا۔ اوسکے بڑے بیٹے عادل خان نے باپ کے تابوت کو دادا کی بغل میں تھالنیر میں دفن کیا۔ اسکی مدت سلطنت ۴۰ سال و ۶ ماہ ۲۶ روز تھی +

ذکر سلطنت میران عادل فاروقی

میران عادل خان فاروقی سلطان ہوشنگ کی بہن کا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد

بڑی سپاہ لیکر کوچ بر کوچ کرکے روانہ ہوا - ملک محمود ترک کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ اپنے سے پہلے روانہ کیا جب دشمنوں کو لشکر کے قریب آنے کی خبر ہوئی تو غزنین خان اسی شب کو منڈو کو بھاگا اور نصیر خاں بھاگ کر تھالنیر میں آیا ملک محمود نے کہیں باگ نہ موڑی سیدہا آیا اور تھالنیر کا محاصرہ کیا سلطان پور میں احمد شاہ آیا نصیر خاں مخمصہ میں پڑا اور اپنے تئیں دیکھا کہ چڑیا کی طرح شہباز کے چنگل میں آگیا ہوں - احمد شاہ کے مقربوں سے ملتجی ہوا بہت روپیہ دیکر انکو راضی کیا - اونہوں نے مناسب وقت میں سلطان سے عرض کرکے نصیر خاں کی تقصیرات معاف کرا دیں اور نصیر خانی کا خطاب دلوایا اور چتر اور سراپردہ عنایت ہوا - نصیر خان نے پیش کش دی +

چند سال کے بعد احمد شاہ بہمنی نے معتمد آدمیوں کی جماعت برہان پور میں بھیجی اور اپنے بیٹے علاء الدین کو نصیر خاں کی بیٹی سے نکاح کرنے کا پیغام دیا اس سے نصیر خان کو تقویت ہوئی تھی اوس نے قبول کیا اور اپنی بیٹی زینب کو برہانپور سے احمد آباد بیدر میں بھیجدیا +

سنہ ۸۳۳ھ ۱۴۲۹ میں راجہ کانہا رائے جالوارہ گجرات کے لشکر سے بھاگ کر آسیر میں آیا نصیر خاں سے امداد کی درخواست کی اوس نے کہا کہ مجھہ میں لشکر گجرات سے لڑنے کی طاقت نہیں تو سلطان احمد شاہ بہمنی سے درخواست کر میں بھی تیری سفارش کا خط لکھے دیتا ہوں - راجہ کانہا وہاں گیا سلطان احمد شاہ نے نصیر خاں کی دلجوئی کے لحاظ سے بعض اپنے امرا کو کانہا کے ہمراہ کیا اور وہ جالوارہ کو روانہ ہوا گجرات کی فوج بھی اوس سے لڑنے آئی جنگ عظیم ہوئی افواج بہمنیہ کو شکست ہوئی - اکثر سپاہی بھاگ گئے احمد شاہ بہمنی اوسکے تدارک کے درپے ہوا - شہزادہ علاء الدین کو ز محتواہ فوج کے ساتھہ روانہ کیا جب شہزادہ دولت آباد میں آیا نصیر خان فاروقی اور راجہ کانہا اوس کے پاس گئے - پہلے ہم لکھہ چکے ہیں کہ اس دفعہ بھی لشکر بہمنیہ نے شکست پائی نصیر خاں اور کانہا کوہستان کلند میں کہ خاندیس کی ولایت میں ہے بھاگ گئے - جب لشکر گجرات خاندیس کو ویران کرتا ہوا اوسنا چلا گیا تو نصیر خاں نے برہان پور میں آکر اپنی ولایت کا بندوبست کیا سنہ ۸۴۴ھ ۱۴۴۰ میں نصیر خان کی بیٹی نے اپنے شوہر سلطان علاء الدین کی بدسلوکی

تو اوسنے سنہ ۹۰۴ھ میں گجرات کا ایک بڑا لشکر خاندیس میں بھیجا۔ امراء خاندیس بھی اول مقابلہ
ومقاتلہ کے قصد سے گئے مگر بے جنگ وجدال دشمنوں کے سامنے سے ہٹ کر قلعہ تھالنیر
وآسیر میں چلے آئے۔ سپاہ گجرات نے ولایت خاندیس میں بے حد خرابی پھیلائی عادل خان
لڑائی اور اپنی سرکشی سے پشیمان ہوا۔ اوسنے شاہ گجرات کی اطاعت اختیار کی
اور کچھ چند سالہ پیش کش دی تو لشکر گجرات اوسکی ولایت کو چھوڑ کر چلا گیا عادل خان
نے ۴۶ سال ۸ ماہ ۱۲ روز خوب فراغت وعشرت کے ساتھہ سلطنت کی۔ پھر
۱۴ ربیع الاول سنہ ۹۰۷ھ / ۱۵۰۱ء میں خدا کو جان سونپی اور وصیت کے موافق ملبہ برہان پور کے
دولت میدان میں مدفون ہوا۔ یہ دولت میدان کسی زمانہ میں برہان پور سے ایک میل
پر بادشاہوں کی تیر اندازی کا میدان تھا۔ وہاں باغ پر فضا تھا یا اب جھاڑ جھنکاڑ ہے
ہے ویران پڑا ہے اور ایک کونہ میں عادل خان کی قبر ٹوٹی پھوٹی پڑی ہے +
عادل خان کی اولاد نسبی نہ تھی اوس کا بھائی میران داؤد خان بن مبارک خان
فاروقی مسند آرا ہوا +

ذکر حکومت داؤد خان فاروقی بن مبارک خان فاروقی

داؤد خان بعد بھائی کی وفات کے بھائی کے تخت پر بیٹھا۔ حسام علی اور یار علی مغل دوسگے
بھائی تھے اونہوں نے سلطان کے مزاج میں بڑا دخل پیدا کیا حسام علی کو ملک
حسام الدین کا خطاب ملا۔ مہمات ملک ومال میں وہی معتمد علیہ ہوا +
سنہ ۹۰۸ھ / ۱۵۰۲ء میں داؤد خان نے چاہا کہ سرحد احمد نظام شاہ بہمنی بحری کے بعض پرگنوں
پر متصرف ہو۔ اس معنی پر نظام شاہ مطلع ہو کر کوچ بر کوچ کرتا ہوا احمد نگر سے خاندیس
کی طرف آیا۔ داؤد خان قلعہ آسیر میں تھا۔ احمد نظام شاہ تاراج وتخریب جتنی کر سکا
اوسنے کی۔ داؤد خان نے مضطر وعاجز ہو کر سلطان ناصر الدین خلجی سے استمداد واعانت
چاہی۔ اوسنے حق ہمسائگی کے سبب سے منظور کیا اور اقبال خان کو ایک فوج بزرگ
کے ساتھہ کمک کے لئے برہان پور بھیجا جب یہ سپاہ حوالی آسیر میں آئی تو نظام شاہ لشکر

خاندیس کی حکومت اوسکو ہاتھ لگی۔ اوسنے ملک التجار کے دفع کرنے مین توجہ کی۔ امراے گجرات پاس آدمی بھیجکر اونکو جلدی بلایا۔ ملک التجار نے قلعہ تلنگ کو محاصرہ کر رکھا تھا جب اوسنے سنا کہ لشکر گجرات سلطانپور مین آگیا تو وہ دکن کو چلا گیا۔ میران عادل خان سلطنت کے کامون مین مشغول ہوا۔ ۴ سال ۸ ماہ ۲۳ روز تک وہ سلطنت کرتا رہا کہ ۸۔ ذی الحجہ ۸۴۴ھ مین بلدہ برہان مین شہید ہوا۔ شہید ہونے کا سبب تاریخون مین نہین لکھا۔ وہ تھال نیر مین اپنے باپکے پہلو مین دفن ہوا +

ذکر حکومت مبارک خان فاروقی بن عادل خان فاروقی

بعد باپ کے مبارک خان نے ۱۷ سال ۱۱ مہینے بغیر کسی منازعت و معاندت کے خلائق خاندیس پر ریاست کی ۱۲۔ رجب ۸۶۱ھ کو اس جہان بے بقا سے سفر کیا۔ اسکا بیٹا میران مبارک خان المخاطب عادل خان فاروقی جانشین ہوا۔ اوسنے قصبہ تھال نیر مین دادا پردادا کے مقبرہ مین باپ کو دفن کیا +

ذکر حکومت میران عینا المخاطب بہ عادل خان فاروقی

میران مبارک خان کے مرنے کے بعد اسکا بڑا بیٹا عادل خان جانشین ہوا۔ خاندیس مین جیسی اوسنے فرمان روائی کی ایسی کسی اور حاکم نے پہلے حکومت نہین کی۔ اوسنے اطراف کے راجاؤن سے باج لیا گونڈواڑہ اور گڈھ منڈل کے راجاؤن کو مطیع کیا۔ کولی اور بھیل کی قومون کو چوری اور راہ زنی سے باز رکھا۔ آسا اہیر کے قلعہ سے خارج کوہ آسیر کے اوپر ایک اور حصار بنایا اور اوسکا نام مالی گڑھ رکھا اور شہر برہانپور کے پہلو مین آب تاپتی کے کنارہ قلعہ بنایا اور اس مین عمارات عالیہ بنائین اکثر اوقات یہان رہتا تھا۔ اپنے تئین جھارکندی سلطان یعنے شاہ کوہستان جھارکند کہتا تھا۔ جھارکھنڈ ہندی زبان مین اس جنگل کو کہتے ہین کہ بہت دشوار گذار ہو چونکہ اوسکو اثاثہ شاہی باپ دادا سے زیادہ حاصل ہوا تو اوسنے غرور مین آنکر پہلے طریقہ کے خلاف سلطان گجرات کی خدمت مین پیشکش نہ بھجوائی اور اعلام تکبر کو بلند کیا۔ سلطان محمود کو اس سرکشی پر آگاہی ہوئی

کادیل کو چلے گئے۔ سلطان محمود نے آصف خان اور عزیز الملک آراستہ لشکر کے ساتھہ ملک حسام الدین اور عالم خان کی تادیب کے لئے روانہ کئے۔ افواج دکن اس لشکر گجرات کا حال سنکر بے اجازت ملک حسام الدین کے دکن کو روانہ ہوئی۔ ملک لادن اور ملک حسام الدین دونو سلطان گجرات سے مل گئے۔ اور عالم خان کو دکن روانہ کر دیا۔ سلطان محمود شاہ نے عادل خان کو اعظم ہمایون کا خطاب دیکر برہان پور کے تخت پر بٹھایا۔ اور مظفر شاہ کی بیٹی کا نکاح اُسسے کیا اور تین لاکھہ ٹنکہ اوس کو مدد خرچ کے لئے دئے جو اس زمانہ میں ۰۰۰۰۰۲ روپئے ہوتے ہیں اور ملک لادن کو خان جہان کا خطاب دیا اور جاگیر اہواس دی اور حسام الدین کو شہریار خان کا خطاب دیا۔ اور امرا کو خطاب جاگیرین دیکر سلطان پور کو چلا گیا +

ذکر حکومت عادل خان فاروقی بن نصیر خان المخاطب بہ اعظم ہمایون

جب عادل خان اپنے جد مادری سلطان محمود شاہ کی امداد سے سلطنت خاندیس کا مالک ہوا تو وہ تھالنیر سے برہان پور میں آیا۔ مہمات جہانداری میں مصروف ہوا۔ ملک حسام الدین بھی یہان آگیا چند روز میں خبر آئی کہ ملک حسام الدین نے پہر نظام شاہ سے اخلاص پیدا کیا ہے اور چاہتا ہے کہ عالم خان کو برہان پور کا حاکم بنائے۔ عادل خان نے حسام الدین خان کو بلایا۔ وہ اس بلانے کے بہید سے واقف تہا۔ چار ہزار سوار لیکر برہان پور کی طرف متوجہ ہوا۔ جب وہ اس بلدہ کی نواحی میں آیا۔ عادل خان تین سو سواروں سے اوسکے استقبال کو گیا اور اپنی منزل میں اوتارا اور خلعت دیکر رخصت کیا کہ اپنے دائرہ کو جائے پہر ملک حسام الدین کو بلایا وہ اپنے غرور و نخوت کے سبب سے جمعیت تمام کے ساتھہ آیا۔ بعد ملاقات کے مشورہ کرنیکے لئے عادل خان اس کا ہاتھہ پکڑ کر خلوت خانہ میں لایا۔ اور چند پان کہلا کے رخصت کیا۔ جب وہ کہڑا ہوا تو دریا شہ نے اوسکے ایسی تلوار ماری کہ اوسکے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یہ مشورۂ قتل پہلے سے تجویز ہو چکا تہا۔ پہر ملک برہان عطاء اللہ گجراتی نے کہ اعظم ہمایوں کا وزیر تہا گجراتیوں کی ایک جماعت کو حکم دیا کہ حرام زادوں کو مارو گجراتیوں نے تلواریں سونت کر ملک یا کہا المخاطب بہ غازی خان اور اور سرداروں کو کہ ملک

مالوہ کا مقابلہ نہ کرسکا احمد نگر کو چلا گیا۔ برہانپور میں اقبال خاں چند روز مقیم رہا اور
داؤد خان کو مجبور کرکے سلطان ناصر الدین کے نام کا خطبہ پڑہوایا داؤد خان نے
پیشکش دیکر اقبال خان کو واپس کیا۔ داؤد خان آٹہہ سال ایک ماہ و دس روز سلطنت
کرکے ۹۱۶ھ/۱۵۱۰ء میں فوت ہوا۔ ملک حسام الدین اور ارکان دولت نے اتفاق کرکے اوسکے
بیٹے غزنین خان کو بادشاہ بنایا۔ دس روز بعد ملک حسام الدین نے اوسکو زہر دیکر مار ڈالا
جسکا سبب خدا ہی جانتا ہے +

داؤد خان فاروقی کا کوئی اور بیٹا نہ تہا۔ احمد نگر میں احمد نظام شاہ بحری پاس سلاطین
فاروقیہ کی اولاد میں عالم خان تہا آدمی بہیجکر اوسکو طلب کیا۔ نظام شاہ بحری اور اعتماد الملک
بادشاہ برار کے مشورہ سے عالم خان خاندیس کا بادشاہ قرار پایا اکثر امرا و سردار اوسکی
خدمت میں کمربستہ ہوئے۔ ملک لادن اوسکی بادشاہی پر راضی نہ ہوا وہ بہی اس سلطنت
کے اعیان تہرک میں تہا اوسنے ملک حسام الدین سے مخالفت کی اور قلعہ آسیر پر متصرف تہا
اوسمیں متحصن ہوا۔ اس وقت بیک غزنین خان وہ روزہ حکومت کے گناہ کی سزا میں تحت کی
زندان میں گرفتار ہوا تہا عادل خان فاروقی بن نصیر خان فاروقی کہ دختر زادہ شاہ محمود تہا
سرحد تہالنیر میں اقامت رکہتا تہا۔ اوسنے اور اوسکی ماں نے ایک عریضہ شاہ محمود شاہ کو
لکہہ کر گجرات بہیجا اوسکا مضمون یہ تہا کہ داؤد خان فاروقی فوت ہوا۔ مہمات ملکی میں اختلال
کلی آیا۔ اگر اس صورت میں باپ دادا کی جائے مجہہ فقیر کو مرحمت ہو تو نہایت ذرہ پروری
ہوگی سلطان محمود شاہ نے اس عریضہ کو پڑہا اور خود آپ خاندیس کی طرف متوجہ ہوا
ملک حسام الدین نے مضطرب ہوکر بہت جلد آدمی احمد نظام شاہ بحری و فتح اللہ عماد شاہ
پاس بہیجے اور ایسی تضرع کی کہ وہ اپنی جمعیت کے ساتہہ بقصد اعانت برہانپور میں آئے
اثنائے راہ میں شاہ محمود بیگڑے نے عالم خان کے اجلاس کی اور ملک لادن کی مخالفت کی خبر
سنی۔ نظام شاہ و عماد الملک نے لشکر خاندیس کی دو رنگی پر اور سپاہ گجرات کی شوکت
پر خیال کرکے ہر ایک نے چار چار ہزار سوار عالم خان و حسام الدین کے لئے بہیجے۔ اور خود

بہا سنجا ہی تھا۔

ذکر حکومت میران محمد شاہ فاروقی بن عادل شاہ فاروقی

باپ کے مرنے کے بعد برہان پور کے تخت کا مالک ہوا۔ ان برسوں میں احمد نگر کے بادشاہ نظام شاہ۔ اور برار کے بادشاہ عماد الملک میں آپس میں قلعہ ماہور اور بعض پرگنات کی بابت نزاع واقع ہوا۔ میران محمد شاہ کی وساطت سے عماد الملک سلطان بہادر سے ملتجی ہو کر طالب اصلاح ہوا۔ شاہ بہادر شاہ گجرات نے عین الملک حاکم پٹن کو سرحد دکن پر بھیجا کہ وہاں کے احوال پر غور کر کے نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان صلح کرادی۔ شاہ بہادر شاہ کی خاطر سے نظام شاہ بحری نے عماد الملک سے گرگ آشتی کر لی۔ جب عین الملک نے مراجعت کی۔ برہان نظام شاہ بحری دوبارہ قلعہ ماہور اور برار کے بعض قصبات و پرگنات پر متصرف ہوا۔ عماد الملک نے عاجز ہو کر میران محمد شاہ فاروقی سے مدد طلب کی۔ ۹۳۵ھ ۱۵۲۸ء میں میران محمد شاہ جمعیت و ہاتھیوں کو لیکر علاء الدین عماد شاہ کی مدد کو دکن میں آیا۔ یہ دونو گوداوری کے کنارہ پر ملے۔ یہاں برہان نظام شاہ سے لڑائی ہوئی جسمیں نظام کو شکست ہوئی اور اوسکا لشکر پراگندہ ہوا۔ عماد الملک یہ سمجھ کر کہ مجھے فتح ہو گی بے پروا معرکہ میں کھڑا ہوا۔ اور سب سپاہ لوٹ پر جھکی کچھ تعاقب میں گئی تو برہان نظام شاہ تین ہزار سوار روں سے میدان جنگ میں آیا۔ اور غنیم کو لشکر جمع کرنے کی فرصت نہ دی اور دونو کو بھگا دیا۔ عماد الملک کاویل کو چلا گیا اور میران محمد شاہ فاروقی اسیر میں آیا۔ سلطان بہادر گجراتی کو مکاتیب لکھے۔ اور امداد کی درخواست میں مبالغہ کیا تو سلطان بہادر گجراتی مع رزم خواہ سپاہ کے برہانپور میں آیا۔ میران محمد شاہ کو ساتھ لیکر ولایت برار میں گیا۔ جب جالنہ پور میں آیا تو اس ملک کی طمع میں آن کر اوسنے یہ قصد کیا کہ عماد الملک کے ہاتھ سے ملک برار کو نکال کر اپنے متعلقین کے سپرد کرے اور خود دکن کو جائے امداد وسکو برہان نظام شاہ سے لیکر اپنے خطبہ اور سکہ کو اس نواحی میں رواج دیوے عماد الملک سلطان بہادر کے بلانے سے نہایت پشیمان تھا۔ اوسنے میران محمد شاہ سے سلطان

حسام الدین کے ہمراہ تھے مار ڈالا - آدہی ولایت ان امیروں کے تصرف میں تھی وہ سب عادل خان کے ہاتھہ آئی - مملکت خاندیس گجرات کے لشکر آنے سے پہلے مخالفوں کے خس و خاشاک سے پاک صاف ہوئی - عادل خان ایک دن آسیر میں جاکر فوراً پھر باہر چلا آیا اور سلطان محمود گجراتی کو خط لکھا کہ میں ایک دفعہ قلعہ آسیر کی سیر کو گیا تھا - وہاں شیر خان و یوسف خان کو جنکے تصرف میں قلعہ ہے شیطنت و نفاق سے خالی نہیں دیکھا - باوجودیکہ ملک حسام الدین قتل ہوا مگر اونہوں نے اپنا نفاق نہیں چھوڑا - احمد شاہ بحری کو لکھا ہے کہ وہ عالم خان کو ساتھہ لیکر چلا آئے - یہ دونو مع لشکر کے سرحد پر آگئے ہیں - بندہ نے خان جہان و مجاہد الملک و امرا کے ساتھہ قلعہ آسیر کا محاصرہ کر رکھا ہے اگر نظام شاہ میری ولایت میں آیا تو میں مہمات قلعہ موقوف کر کے اُسے لڑنے جاؤنگا - سلطان محمود نے مضمون مکتوب پر اطلاع پاتے ہی بارہ لاکھہ تنکہ نقد عادل خاں پاس بھیجا اور دلاور خاں و صفدر خاں اور اور امرا کو سامان دیکر روانہ کیا - اور خط کے جواب میں لکھا کہ خاطر فرزند جمع رہے کہ جسوقت احتیاج ہوگی میں خود متوجہ ہونگا - احمد نظام شاہ بحری شاہان دکن کے غلاموں میں سے ہے اوسکو اسقدر زور کہاں سے حاصل ہوا کہ اوس فرزند کی ولایت میں آئے اور مضرت پہنچائے - نظام شاہ بحری کا ایلچی گجرات میں آیا ہوا تھا اوس کو بھی ڈرایا غرض احمد نظام شاہ بحری یہ احوال دیکھہ کر اپنے دار الملک کو چلا گیا شیر خاں و ملک یوسف سیف خاں عہد و امان لیکر قلعہ سے باہر آئے اور کاویل میں چلے گئے - عادل خاں پاس جب لشکر گجرات آگیا تو وہ راجہ کالنہ کی جانب متوجہ ہوا - وہ نظام شاہ بحری کا مطیع تھا اوس کے بعض مواضعات و قریات تاخت و تاراج کئے - راجہ کالنہ نے عجز و انکسار کے ساتھہ پیشکش دی - عادل خاں نے لشکر گجرات کو رخصت کیا - آسیر میں مراجعت کی ۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ء میں وہ اپنے خالو کے ساتھہ شادی آباد منڈو میں گیا - خدمات شائستہ بجا لایا - اس کا حال تفصیل سے مفصلاً گجرات میں لکھا ہے - ۹۲۶ھ / ۱۵۲۰ء میں عادل خان مریض ہوا اور ۱۶ رمضان کو دنیا سے انتقال کیا - وہ سال سلطنت کی - اوسکا بیٹا میران محمد فاروقی جانشین باپ کا ہوا یہ بہادر شاہ گجراتی کا

نہ تھا اوسنے اور اوسکی ماں نے میران محمد شاہ فاروقی کو گجرات کا بادشاہ بنایا۔ غائبانہ اوسکے
نام کا خطبہ وسکہ جاری کیا۔ اوسکا نام محمد خان تھا اب وسکے نام میں لفظ شاہ داخل ہوا اِس
خاندان میں اول یہی شخص تھا جسنے خطاب شاہی پایا۔ امرائے گجرات نے چتر و تاج مرصع بہادر شاہ
گجراتی کا مالوہ میں اُس پاس بھیجا اور اوسکو آنے کے لیے لکھا۔ میران محمد فاروقی نے تاج شاہی
سر پر رکھکر گجرات کے جانے کا تہیہ کیا کہ ناگاہ مریض ہوا ۱۳۔ ذیقعدہ ۹۴۲ھ ۱۵۳۵ء میں دار القرار کو
خراماں ہوا۔ ارکان دولت نے برہان پور میں دفن کیا

ذکر حکومت میران مبارک شاہ بن عادل خان فاروقی

برُہان پور میں میران مبارک شاہ نے بڑے بھائی میران محمد شاہ کے مرنے کی خبر سُنی۔
میران محمد شاہ کے کسی بیٹے کی عمر اس قابل نہ تھی کہ حکومت کے لایق ہوتا۔ اسلیے امرا و اعیان
مملکت نے اوسکو حکمران بنایا۔ اوسنے خلقت کے ساتھ نیک سلوک کیا۔ بہادر شاہ گجراتی نے اپنے
برادرزادہ سلطان محمود شاہ کو میران محمد شاہ کو حوالہ کیا تھا کہ اوسکو کسی قلعہ میں محبوس کرے
اور اوسکے حال سے خبردار رہے۔ اب امرائے گجرات نے اوسکو اپنا بادشاہ بنانا چاہا۔ اختیار خان
اوسکے بلانے کے لئے بھیجا۔ میران مبارک خان نے اس امید میں کہ امرائے گجرات مضطر و ناچار ہوکے
اسکی بادشاہی اختیار کریں سلطان محمود کے بھیجنے اور آزاد ہونے میں مضائقہ کیا۔ اعیان گجرات
اس معنی کو سمجھکر خاندیس کی طرف جنگ کے لئے جانے کا ارادہ کیا۔ میران مبارک خان نے
خیر اندیشوں کی التماس سے سلطان محمود کو گجرات بھیجدیا۔ ان ہی سنوات میں عماد الملک جو
سلاطین گجرات کے غلاموں میں سے تھا بھاگ کر برہان پور میں آیا۔ میران مبارک خان
سلطنت گجرات کی امید میں اوس کا معاون ہوا۔ عماد الملک نے دس بارہ ہزار سوار
گجراتی جمع کیے۔ دریا خان سلطان محمود کو لیکر میران مبارک خان و عماد الملک کے استیصال کے
لیے روانہ ہوا۔ سرحد گجرات و خاندیس پر فریقین میں جنگ عظیم ہوئی۔ میران مبارک خان
شکست پاکر قلعہ آسیر میں آیا۔ عماد الملک منڈو کو بھاگا قادر شاہ کی پناہ میں آیا۔ سلطان محمود
نے خاندیس کو تاراج و غارت کرنا شروع کیا تو مبارک خان نے ناچار پیشکش بھیجکے صلح کی

کی شکایت کی میران محمد شاہ نے کہا کہ خود کردہ را علاج نیست + جو کام نہیں کرنا چاہئے وہ کیا
کیا اب سوا صبر و تحمل کے چارہ نہیں ہے۔ اتفاقاً ایسی تقریب ہوئی کہ سلطان بہادر شاہ
سے میران محمد شاہ نے کہا کہ مملکت برار سلطان سے تعلق رکھتی ہے۔ اس مملکت میں یادہ
توقف کی ضرورت نہیں ہے صلاح دولت یہ ہے کہ اس مملکت میں خطبہ شاہ کے نام کا پڑھا جائے
عماد الملک شاہ کا ملازم ہو اور شاہ اوس کو احمد نگر لے جائے۔ اور اوس کو مسخر کرے سلطان کو
یہ رائے خوش آئی۔ برار میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوا کے اور عماد الملک کو ملازم بنا کے احمد نگر
میں آیا۔ یہاں سے دولت آباد گیا جسکا حال پہلے اپنی جگہہ پر ہو چکا ہے۔ میران محمد شاہ کی حسن تدبیر
سے سلطان بہادر شاہ نے نظام شاہ اور عماد الملک کی مملکت کی تسخیر سے درگذر کر کے
معاودت کی۔ ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ء میں سلطان بہادر شاہ نے مالوہ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور میران محمد شاہ
کو اوسکی تسخیر میں اپنا شریک کیا۔ بعد فتح مالوہ کے سلطان نے اوس کو رخصت کیا وہ برہانپور
میں آ گیا برہان نظام شاہ نے جب سنا کہ بہادر شاہ نے مالوہ تسخیر کر لیا تو وہ نہایت مضطر ہوا
اور شاہ طاہر کو ایلچی بنا کے بھیجا کہ دونو مصادقت کے طریقہ پر چلیں۔ اسکا ذکر وقایع دکن
اور گجرات میں کیا گیا ہے کہ میران محمد شاہ کی سعی سے برہان نظام شاہ اور سلطان بہادر شاہ
کے درمیان صداقت غائبانہ ہو گئی اور میران محمد شاہ کے کہنے سے برہان نظام شاہ برہانپور
میں سلطان بہادر سے ملاقات کرنے آیا۔ بہادر شاہ نے اوسکو چتر و سراپردہ سرخ و خطاب نظام شاہی
عنایت کیا جب ہمایوں بادشاہ نے گجرات فتح کر لیا تو اوسنے اپنے ایک معتمد آصف خاں کو
احمد نگر میں برہان نظام شاہ بحری پاس استمالت کے لئے بھیجا اور پیشکش کا طالب ہوا اور اسکے
بعد وہ ولایت خاندیس کی تسخیر کے ارادہ سے برہانپور گیا۔ مگر شیر شاہ کا دہلی کی طرف جانا ہمایوں
بادشاہ کو مالوہ سے آگرہ کی طرف الٹے گیا۔ اس زمانہ میں بہادر شاہ نے گجرات کے دوبارہ
لینے کا ارادہ کیا اور میران محمد شاہ کو لکھا کہ وہ دہلی کے افسروں کو مالوہ سے نکال دے۔ اوسنے
یہی کیا اور ملو خاں کو اپنے ساتھ متفق کیا۔ یہ گجرات کی طرف سے مالوہ میں حاکم تھا اور منڈو کو
لے لیا جب بہادر شاہ نے پرتگیزوں کے ہاتھ سے شربت شہادت پیا اور اوسکے کوئی بیٹا

ذکر ریاست میراں محمد شاہ بن مبارک شاہ فاروقی

مبارک شاہ نے اس سپنجی سرائے سے کوچ کیا اسکا بیٹا محمد شاہ جانشین ہوا اوسنے مہمات سلطنت کو بے رونق نہیں رکھا۔ اوسکے اول سال جلوس میں چنگیز خاں گجراتی اعتماد خاں وکیل سلطنت کی تحریک سے سلطان مظفر گجراتی کو گجرات سے نکال کر ندربار میں آیا۔ اور اوسنے میراں محمد شاہ کے تھانہ کو یہاں سے اوٹھادیا۔ کوئی اسکا معترض حال نہیں ہوا۔ اونے آگے قدم اُٹھایا۔ قلعہ تھال نیر تک پہونچا اور اوسپر متصرف ہوا۔ بقدر امکان اوسنے میراں محمد کے ممالک کی مزاحمت کی میراں محمد نے تفال خاں حاکم برار کو اپنی مدد کے لئے بلایا اور اوس سے اتفاق کر کے چنگیز خاں کے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے دوڑا۔ حوالی تھال نیر میں چنگیز خان کے قریب آیا چنگیز خان باوجود بہادری اور شجاعت کے ایسا خوف و رعب میں آیا کہ ایک جائے قلب میں آیا اور اراباء توپ و تفنگ کو آپنے آگے لگایا۔ اور سارا اسباب چھوڑ کر گجرات کو بہروچ کی طرف بھاگ گیا۔ دکنیوں اور خاندیسیوں نے اوسکا سارا اسباب لوٹ لیا اور اوسکے تعاقب میں گئے۔ اراباے آتشبازی و فیلہاء بزرگ کو تصرف میں لاکر پھر آئے۔ کچھ مدت تک مملکت گجرات میں فتنہ کلی رہا خلائق گجرات عموماً یہ جانتی تھی کہ شاہ مظفر گجراتی سلاطین گجرات کے خاندان میں سے نہیں ہے تو میراں محمد شاہ فاروقی اپنے اوپر گجرات کی شاہی منحصر کہتا تھا روپیہ خرچ کر کے بہت لشکر جمع کر لیا تھا۔ گجرات کے سردار بھی اوس سے مل گئے تھے تیس ہزار سوار لیکر وہ دارالسلطنت احمد آباد پر متوجہ ہوا۔ ان دنوں میں احمد آباد پر چنگیز خاں متصرف تھا۔ اوس کے ساتھ نامی مرزا آن ملے تھے وہ آٹھ سات ہزار سوار لے کر احمد آباد سے باہر آیا اور لڑا اور مرزاؤں کے استظہار سے میراں محمد شاہ کو چنگیز خان نے شکست دی اور اوسکا حال ابتر کر کے آسیر کی جانب بھگا دیا اور اوسکا اسباب بے رہا تھی دا تا ثہ شوکت لیکر اپنے اسباب حشمت میں داخل کیا۔ پھر مرزا چنگیز خان سے بگڑ کر خاندیس کو لوٹنے آئے۔ میراں محمد شاہ لشکر جمع کرتا ہی رہا کہ وہ اپنا

سلطان محمود اپنی ولایت کو چلا گیا۔ بعد ایک مدت کے وہ صاحب اقتدار ہو گیا۔ اور اوس نے
سلطان پور اور ندربار میراں مبارک خاں کو اسلئے دئے کہ جب قلعہ آسیر میں سلطان محمود اور
میراں مبارک قید تھے تو سلطان محمود نے وعدہ کیا تھا کہ اگر خدا تعالی کی عنایت سے میں گجرات کا
بادشاہ ہوجاؤنگا تو ندربار تجھکو دیدونگا۔ اوسنے اپنے عہد و قول کو پورا کیا ندربار اوس کے
تصرف میں کردیا +

سنہ ۹۶۹ھ ۱۵۶۲ء میں باز بہادر والی مالوہ لشکر چغتائی سے مغلوب ہوکر اور اپنی مملکت سے محروم ہوکر
میراں مبارک شاہ کی پناہ میں آیا۔ پیر محمد خان حاکم مالوہ اوسکے استیصال کے قصد سے
ولایت خاندیس میں آیا۔ برہان پور تک تاخت کرکے قتل و اسیر میں کوئی تقصیر نہیں کی خاندیس
کے دختر و پسر و وضیع و شریف مغلوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے اور جو فساد کہ تصور میں آسکتے
ہیں وہ یہاں وقوع میں آئے۔ میراں مبارک شاہ آسیر میں آیا اور تفال خاں حاکم ولایت برار
کو کمک کے لئے طلب کیا۔ وہ بہت جلد خاندیس میں آگیا میراں مبارک شاہ و باز بہادر دونو
اسکے ملے اور پیر محمد خاں کے دفع پر متوجہ ہوئے۔ امرا و سپاہ مغل پاس اسباب بہت تھا وہ
خاندیس کے محبوبوں کے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول تھے محاربہ و مقابلہ پر رغبت نہیں کرتے
تھے مراجعت پر مائل تھے۔ پیر محمد خاں کو کوئی چارہ سوا اسکے نہ تھا کہ امرا و سران سپاہ کے
ساتھ موافقت کرے وہ مالوہ کا عازم ہوا۔ ان سلاطین ثلاثہ نے اتفاق کرکے اس کا
تعاقب کیا۔ عام سپاہ مغل نے غنائم کے باہر لے جانے کے سبب سے پیر محمد خاں کی پیروی
نہ کی اونہوں نے روز و شب مسافت طے کرکے اپنے سپہ سالار سے پہلے دریاے نربدہ سے عبور کیا
تفال خان نے حوالی نربدہ میں مغلوں کے لشکر پر ایلغار کی۔ پیر محمد خاں ڈوب گیا جس کا
بیان اقبال نامہ میں کیا گیا ہے۔ مغلوں کا سارا اسباب لٹ گیا۔ باز بہادر کی مدد سے
میراں مبارک خاں و تفال خان مالوہ میں آئے امراے مغل کو اس ناحیہ سے باہر کیا۔
باز بہادر کو تخت مالوہ پر بٹھایا اور پھر وہ اپنے ملکوں کو چلے گئے میراں مبارک شاہ نے سنہ ۹۷۴ھ ۱۵۶۶ء میں
جمادی الآخر کو وفات پائی اور ۳۲ سال حکومت کی۔ میراں محمد خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا۔

رابطہ آشنائی وخصوصیت رکھتا تھا اور ان کی خاطر کی استمداد سے باہر نہیں جاتا تھا وہ ایک حاکم عادل وعاقل عالم وشجاع تھا۔ کل منہیات سے اجتناب کرتا تھا۔ اکثر اوقات حنفی مذہب کے علما وفضلا کے ساتھہ مجالست رکھتا تھا۔ اور ملک کی امنیت وتعمیر میں کوشش کرتا تھا اور امور جہانبانی میں فراغ بالی سے اشتغال رکھتا تھا۔ سنہ ۹۹۶ھ ۱۵۸۸ء میں مرتضے نظام شاہ پردہ نشین ہوا۔ اوسکے وکیل السلطنت صلابت خان اور اوسکے سپہ سالار برار سید مرتضے میں نزاع ہوا اور احمد نگر سے چہہ کروہ پر ایک جنگ ہوئی صلابت خان کو فتح ہوئی سید مرتضے وخداوندخان دس بارہ امرا کے ساتھہ بہاگ کر برہانپور میں آئے۔ راجہ علی خان جانتا تھا کہ یہ دادخواہوں کے طور پر اکبر بادشاہ کے روبرو جائینگے۔ اور انتقام لینے کے لئے لشکر مغل لائینگے۔ تو وہ اونکے ممانعت کے اندیشہ مین ہوا۔ مرتضی خان اوسکی بات کو سمجھہ گیا وہ برہانپور سے آگرہ کو روانہ ہوا راجہ علی خان نے لشکر اوسکے تعاقب میں بہیجا کہ وہ اوسکو رستہ سے پہیر لائے خواہ اس میں وہ خوش ہو یا ناخوش جب خاندیسی سید مرتضے کے پاس پہنچے اور اوسے مراجعت کی استدعا کی اوسنے قبول نہیں کی تو صف جنگ آراستہ ہوئی جس میں خاندیسیون کو شکست ہوئی سید مرتضے سبزواری اور خداوندخان حبشی مظفر ومنصور آب نربدہ سے پار چلے گئے اور جب شہنشاہ اکبر کی خدمت میں پہنچے تو اونہوں نے صلابت خان کی شکایت کا ضمیمہ راجہ علی خان کی شکایت کو بنایا۔ اکبر بادشاہ ہمیشہ دکن کی تسخیر کی کمیں میں رہتا تھا اوسنے سید مرتضے وخداوندخان اور امراء دکنی کو اقطاع لایق ومناصب شایق سے سرافراز کرکے امیدوار کیا۔ راجہ علی خان نے شہنشاہ کے خوف سے پیشکش بہیجکر اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے فعل کی معذرت کی +

سنہ ۹۹۹ھ ۱۵۹۱ء میں برہان نظام شاہ بحری ثانی وسید مرتضے وخداوندخان حبشی اور تمام امراء دکن کو شہنشاہ اکبر کا حکم ہوا کہ خان اعظم مرزا عزیز کو کہ حاکم مالوہ پاس جائیں اور مرزا کو حکم ہوا کہ جماعت مذکورہ کے ساتھہ اتفاق کرکے دکن کو تسخیر کرے +

نام بناکے چلتے بنے ۹۷۳ھ مرتضی نظام شاہ بحری والی احمد نگر نے ولایت برار کو مسخر کیا اور تفال خاں کو دستگیر اور مراجعت کا عزم کیا۔ اس مملکت میں سے ایک شخص نے اپنے تئیں عماد شاہیہ خاندان سے منسوب کیا اور میران محمد شاہ فاروقی کی پناہ میں آیا وہ اسکے فریب میں آگیا اور چھہ سات ہزار سپاہ اوسکے ہمراہ کی اور اوسکو ولایت برار کو بھیجا اور وہاں ایک خلل عظیم پیدا ہوا۔ آخرش مرتضے نظام شاہ بحری نے خواجہ میرک دبیر اصفہانی المخاطب بہ چنگیز خاں (یہ تعجب ہے کہ اسوقت میں احمد نگر اور گجرات دونو کے وزیر اعظم کا ایک ہی نام چنگیز خان تہا) کی صوابدید سے میران محمد فاروقی کے لشکر کو بنات النعش کی طرح متفرق کردیا اور وہ برہان پور میں آیا۔ میران محمد اس کا مقابلہ نہ کرسکا قلعہ آسیر میں آیا۔ مرتضے نظام شاہ نے آسیر کا محاصرہ کیا اور دکنیوں نے ملک خاندیس کو لوٹنا شروع کیا۔ میران محمد نے صلح کرلی اور چھہ لاکھہ مظفری کہ قریب تین لاکھہ ٹنکہ کے ہوتی ہیں مخالف کو دیے اور لشکریون کو راضی کیا تو اونہوں نے محاصرہ چھوڑا اور احمد نگر کو مراجعت کی۔ ۹۸۴ھ میں میران محمد بیمار ہوکر مرگیا۔ اوس کا بیٹا حسن خان فاروقی نابالغ طفل تہا حکمران ہوا۔ اوسکا چچا راجہ علی خان فاروقی ابن میران مبارک خان جلال الدین اکبر شاہ کی خدمت میں تھا۔ جب وس نے بھائی کے مریض ہونے کی خبر سُنی تو وہ آگرہ سے خاندیس کو روانہ ہوا۔ یہاں حسن خان کو معزول کرکے خود بادشاہ ہوا +

ذکر راجہ میران علی خان بن مبارک خان

جب خاندیس کے تخت حکومت پر راجہ علی خاں نے جلوس کیا تو ہندوستان کے معظم بلاد بنگالہ وسند ومالوہ وگجرات جلال الدین اکبر شاہ کے تصرف میں آگئے تہے۔ اس سبب سے راجہ علی خان نے ملاحظہ کرکے اپنے نام کے ساتھہ شاہ کا لفظ نہیں لگایا۔ اور اپنے تئیں شہنشاہ اکبر کا باج گزار سمجہا اور تحفے اور ہدیئے بھیجکر اپنا اخلاص اکبر کے ساتھہ ظاہر کرتا رہا۔ اوس کے ساتھہ ہی وہ شاہان دکن سے بھی

تاریخ

سلاطین پوربی جنکو سلاطین بنگال بھی کہتے ہیں

ملک بنگال جو اہل یورپ کے تاجران کے لئے تو فردوس بن گیا مگر اور قدیم زمانہ میں اہل دنیا کو اسکا حال معلوم نہ ہوا - یونانی یہاں کبھی نہ آئے - رومی آئے ہوں مگر اونھوں نے اس ملک کا حال کچھہ نہیں لکھا - سترابو جو علم جغرافیہ کا باپ کہلاتا ہے وہ شکایت کرتا ہے کہ مصر سے بہت تھوڑے سوداگر گنگا تک آئے اور جو آئے وہ ملک اور اہل ملک کے حال سے جاہل رہے -

ہندؤں کی کتابوں میں اس ملک کے قدیمی راجاؤنکی فہرستیں موجود ہیں اور انکی کہانیاں افسانے لکھے ہیں - آئین اکبری میں فہرستیں ان راجاؤن کے ناموں کی غلط صحیح لکھی ہوئی ہیں - اوسمیں یہ لکھا ہے کہ ۲۴ کہتری راجاؤں نے نسلاً بعد نسلٍ ۲۴۱۸ سال سلطنت کی جسّے معلوم ہوتا ہے کہ بحساب اوسط سو سال تک ہر ایک راجہ نے راج کیا جو بظاہر غلط معلوم ہوتا ہے - بعد اسکے ۹ کایتھہ راجاؤں نے پسر بر پسر ۲۵۰ سال سلطنت کی پھر کوئی اور فرقہ کا تھہ کا راج کرنے لگا - اوسکے اور راجاؤں نے ۷۱۴ سال پسر بر پسر سلطنت کی بعد ازاں کایتوں کے ایک اور خاندان میں سلطنت منتقل ہوئی جسکے دس راجاؤں نے ۶۹۸ سال راج کیا - پھر ایک قوم کایتھہ فرماں دہی کرنے لگی جسکے ۷ راجاؤن نے ۱۰۶ سال راج کیا غرض ۶۱ راجاؤں کی ۴۴۵۴ سال فرمانروائی کی بعد ازاں سلاطین دہلی کے ہاتھہ سلطنت آئی - جرجودہن کے ساتھہ پہلا راجہ یہاں کا مہابھارت کی لڑائی میں شریک ہوا تھا اور مارا گیا تھا - پہلے اس ملک کی دار السلطنت شہر ندیا تھا یہ ہندؤں کا دار العلوم تھا - انگریزی تاریخوں میں لکھا ہے کہ

یہ ارادہ کیا کہ بہادر خان کو مع مقربون کے گرفتار کرکے اکبر بادشاہ کے حوالہ کریں بہادر خان کو جب اوسکی اطلاع ہوئی تو اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا۔ سبنے بالاتفاق یہ کہا کہ روز بروز بیماری و مردگی کی شدت ہوتی ہے۔ جانیں تلف ہوتی ہیں اسوقت غلہ و ذخیرہ وخرچ کا سپاہیون کو دینا وباکو دور نہ کرے گا اس طرح اس بادشاہ عظیم الشان کے ہاتھ سے خلاصی نہیں ہوگی بہتر یہ ہے کہ آپ جان ومال کی امان مانگ کر بادشاہ کی خدمت مین جائیں قلعہ حوالہ کریں۔ بہادر خان نے اس رائے کو پسند کیا۔ خان اعظم مرزا کوکہ کی معرفت امان کا طلبگار ہوا۔ بادشاہ نے اوسکو جان کی امان دی اور مال کے باب میں ساکت ہوا۔ بہادر خان نے اوسکو غنیمت جانا وہ بادشاہ کی خدمت میں گیا۔ قلعہ آسیر اور دہ سالہ ذخیرہ واذوقہ خزانہ وغیرہ بادشاہ کے نوکروں کو حوالہ کیا۔ کہتے ہیں کہ جب اکبر آسیر کو فتح کرکے آگرہ گیا تو اوسنے فرمان بھیجا کہ قلعہ آسیر میں مسجد جامع جسکی مثل عظیم شہروں میں بھی کمتر ہے ڈہائی جاوے اور اوسکی جگہ بتخانہ بنایا جائے مگر شاہزادہ دانیال نے اس فرمان کی تعمیل نہیں کی غرض یہ قلعہ آسیر جسکی برابر ہندوستان میں کوئی قلعہ مستحکم ومضبوط نہ تھا آسانی سے اکبر شہنشاہ کے ہاتھ آگیا اور سنہ ۱۰۰۸ھ ۱۵۹۹ء میں سلاطین فاروقیہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ بادشاہ نے بہادر خان کو لاہور مین بھیجدیا۔ پھر اوسکو حکومت کا منہ دیکھنا نصیب نہوا۔ اوسکے فرزندوں کو سرکار بادشاہی سے علوفہ ملتا تھا وہ سنہ ۱۰۳۳ھ دار الخلافہ آگرہ میں اجل طبعی سے مرگیا۔ اوسکی مدت حکومت ۴ سال کچھ زائد تھی۔ اوسنے دریاء تاپتی کے کنارہ پر برہانپور کے مقابل ایک شہر بہادرپور آباد کیا تھا فقط

تمت

تھا اوسکو نہب و غارت کی صرصر خزاں سے بے برگ و بار کیا حصار بہار کو فتح کیا یہاں کے باشندے
کے برہمنوں کے سر بریدہ تھے ڈاڑھی موچھ منڈاتے تھے اونکی مدرسہ یہاں بہت رہتے تھے سنسکرت میں بہار کے معنی مدرسہ کے
ہیں اسلئے اس ملک کا نام بہار رہا کہ وہ موضع معدن علم تھا بعد ازاں دہلی میں قطب الدین ایبک کی خدمت میں
محمد بختیار بہت اموال غنائم لیکر گیا اور عنایت و خلعت شاہانہ سے سرافراز ہوا اور اوس کا مرتبہ
ایسا بلند ہوا کہ اقران اور امثال کا محسود ہوا۔ ایکدن سلطان سے انہوں نے کہا کہ محمد بختیار
کو یہ دعوی ہے کہ وہ فیل مست سے لڑ سکتا ہے اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ وہ مست
فیل سفید سے لڑا سلطان قطب الدین نے اس خوف سے کہ کہیں وہ ہلاک نہ ہو جائے انکار کیا
کہ میں اوسکو ہاتھی سے نہیں لڑاؤنگا۔ مگر مقربوں نے مبالغہ سے کہا تو وہ بھی اون کا
ہمداستان ہوا۔ دربار عام میں ایک دن امرا ہاتھی کو لائے اور عرض کیا کہ سارے
ہندوستان میں کوئی ہاتھی ایسا نہیں ہے کہ وہ محمد بختیار کے حملہ کی تاب لا سکے سلطان
قطب الدین نے محمد بختیار سے کہا کہ این گوے این میدان اگر جنگ کا ارادہ ہو تو بسم اللہ
جب محمد بختیار نے یہ سنا تو غیرت و جرأت کے سبب سے انکار نہ کر سکا۔ اس مست ہاتھی کو
اپنے آگے فیل شطرنج سمجھا اور جا کر ایک گرز ہاتھی کے دانتوں پر ایسا جڑا کہ ہاتھی توک دم
بھاگ گیا۔ حاسدوں کے منہ سے بھی تحسین و آفریں کا آوازہ بلند ہوا سلطان قطب الدین
نے اس مجلس میں اوسکو بہت کچھہ نقد و جنس دئے محمد بختیار خلجی نے باہر آنکر جو کچھہ اوسکو
ملا تھا وہ بادشاہ کے ملازموں کو دیدیا۔ دوسرے روز بہار و لکھنوتی اور سراپردہ سرخ و
طبل و علم اوسکو ملے۔ لکھنوتی اصل لکشمن وتی ہے لکشمن زبان زد خلایق ہو کر لچھمن ہے کاف
سے چ بدل کر اور م گر کر لکھنوتی ہو گیا۔ طبقات ناصری میں لکھا ہے کہ چون محمد بختیار
آن مملکت را ضبط کرد شہر نودیہ (ندیا) را خراب بگذاشت و برموضعے کہ لکھنوتی است
دار الملک ساخت۔ اسکا نام گور بھی تھے قدیم کتابوں میں آتا نہیں اس لئے اس کی
وجہ تسمیہ بتانی مشکل ہے۔ ابو الفضل نے لکھا ہے کہ لکھنوتی زبان زد آفاق و بعضی زبان
بہ گور۔ بدایونی اوسکو غوری سے مشتق بتاتا ہے وہ لکھتا ہے کہ محمد بختیار معابد و بتخانہائے

دسویں صدی میں راجہ ادے سورسین ویدکوں کے خاندان کا تھا اوسنے پانچ برہمن قنوج سے بلاکر آباد کئے ان برہمنوں کے ساتھہ پانچ کایتھہ یا محرر آئے تھے۔ سو ہی یہاں کے برہمنوں اور کایتھوں کے باپ دادا ہیں۔ اودے سور کا جانشین بلال سین ہوا۔ اسکی ما ادے سور کی بیوی تھی مگر اسکا باپ دریاء برہم پترا اوتار برہما کا تہا۔ مدتوں کے بعد ہندؤنکی سلطنت کی شمع بجھہ گئی اور اوسکی جگہہ ترکوں کی سلطنت کا چراغ روشن ہوا +

ذکر استیلاے محمد بختیار خلجی ولایت بہار ولکھنوتی بنگال پر

جب شہاب الدین بن سام نے ہندوستان میں اپنی سلطنت کی مستقل کرنے کا ارادہ کیا تو اوسنے دہلی میں اپنا قائم مقام اور سپہ سالار سلطان قطب الدین ایبک کو مقرر کیا اور اپنا دار السلطنت غزنین میں رکہا جب جابجا ہند میں مسلمان حاکم مقرر ہوئے تو اونہوں نے اپنے علاقوں کی حدوں کو بڑہاکر اسلام کو شایع کرنا چاہا۔ محمد بختیار خلجی سپہ سالار اودہ نے ۵۹۹ھ میں اپنی قوت کا زور جنوب کی طرف لگایا۔ محمد بختیار بلاد غور وگرم سیر کے اکابر میں سے ہی۔ اول وہ غزنین وریہر ہندوستان میں آیا اور سلطان شہاب الدین کے امراء کبار میں سے ملک معظم حسام الدین بعلبک تھا۔ اوسکی خدمت میں وہ گیا۔ اور مساعی جمیلہ کے سبب سے اوسکو بعض پرگنات میان دوآب اور گنگا پار کے جاگیر میں ملے اوسکی شجاعت کے سبب سے کنبلہ اور بتیالی بھی اوسکو سپرد ہوئے۔ وہ نہایت شجاع وسخی وعاقل تہا اور اوسکی ہیئت بھی خالی غرابت سے نہ تھی۔ اوسکے ہاتھ ایسے لنبے تہے کہ اگر وہ اونکو چھوڑتا تو اوسکی اونگلیاں گھٹنوں سے نیچے جاتیں۔ وہ ہمیشہ ولایت بہار پر دست درازی کرتا۔ لوٹ میں بہت مال اوسکو ہاتھہ لگتا۔ تہوڑے دنوں میں اوسنے اپنا اسباب شوکت بہت بڑہالیا۔ ہندوستان میں جو غور وغزنین وخراسان کی جماعتیں آکر پراگندہ پڑی پہرتی تہیں اوسکی سخاوت کی شہرت سنکر اس پاس جمع ہوگئیں۔ جب سلطان قطب الدین ایبک کو اسکا حال کچھہ معلوم ہوا۔ تو اوسکی تربیت میں کوشش کی خلعت وتشریف شاہانہ اوسکے لئے بہیجا محمد بختیار کو اس التفات سے بڑا استظہار ہوا۔ مملکت بہار کیہ باغ وبستاں کی

سرحد بنگالہ پر ندیا کے عوض میں ایک شہر رنگپور آباد کیا اور اوسکو دار الملک بنایا۔ مساجد و
خوانقاہ و مدارس اس شہر میں اور ولایت میں بجائے معابد کفار شعار اسلام کے موافق بنائے
اور اس زمانہ میں جو غنائم اوسکو ہاتھہ لگیں وہ سلطان قطب الدین پاس بھیجکر اپنے حسن اعتقاد
اور نیک ذاتی کو عالم پر ظاہر کیا جب اس ملک پر اسکا کماحقہ قبضہ ہو گیا تو تبت و ترکستان
کی تسخیر کا سودا ہوا محمد شیر خان خلجی کہ اوسکا سپہ سالار تہا اوسکو اس ملک میں اپنا نائب
مقرر کیا اور اپنے بھائی کو اسکا مددگار بنایا۔ اور انتخابی بارہ ہزار سوار لے کر ان پہاڑ و نہر
گیا جو لکہنوتی اور تبت کے درمیان ہیں یہان کی خلقت تین قسم کی ہے ایک منج دوم
کوچ سوم تہار سب کے چہرے ترکوں کے سے ہتے اور اونکی زبان ترکی و ہندی کے درمیان
تہی۔ زمیندار منج کہ ہندوستان کا سرحد نشین تہا محمد بختیار نے اوسکو گرفتار کیا۔ وہ اوسکے
ہاتھہ پر مسلمان ہوا۔ وہ علی منج مشہور ہوا۔ اس کوہستان کی راہ جان ستان تہی۔ وہ
ایک شہر ابردھن پر پہنچا اوس کے سامنے دریاے تنکری بہتا تہا علی منج کی ہدایت سے
وہ قدیمی پل پر پہنچا اور اوسنے اس پل کے حفاظت کے لیے ایک ترک امیر اور دوسرا
خلج امیر مقرر کیا اور پل کو عبور کرکے تبت میں آیا۔ راے کامرود نے محمد بختیار کی زبردستی
کو سنا تہا تو وہ اوسکے ساتھہ رفق و مدارا سے پیش آیا تہا جب اوسکو محمد بختیار کے عبور کی
خبر ہوئی تو اوسنے اپنے معتمدوں کو بہیجکر خاطر نشان کیا کہ تبت کی راہ بڑی دشوار گذار اور
سرحد پر قلعے نہایت استوار ہیں اس سال ولایت تبت کی تسخیر کو موقوف کیجئے دوسرے
سال میں سپاہ اسلام کا پیشوا میں خود ہونگا۔ مگر محمد بختیار کا بخت برگشتہ ہو گیا تہا اوس نے
اوسکے کہنے پر ذرا خیال نہ کیا اور تبت کی طرف روانہ ہوا۔ پندرہ روز تک پہاڑوں میں
سفر کیا پہر سولہویں روز ایک مسطوح صحرا میں آیا تو ایک مملکت اوسنے آباد دیکہی لشکر اسلام نے
قلعہ و شہر کو جو نزدیک اور سامنے تہے پہر کر غارت کرنا شروع کیا۔ اہل تبت نے جمع ہو کر
مسلمانوں کو شہر اور قلعہ سے باہر نکال دیا اور لڑکر بہت مسلمانوں کو مجروح اور خستہ کیا
وہ جوشن و برگستوان و سپر و خود لگائے ہوئے ہتے سب تیر انداز تہے اور بڑی بڑی

کنار ویران ساختہ مساجد و خوانق و مدارس کردہ دار الملک بنام خویش تعمیر فرمود کہ
گور نام دارد - بعض نے یہ وجہ تسمیہ گھڑی ہے کہ ملک غیر آباد پانی اور درختوں سے بھرا رہتا
وہ قبر سے مشابہت رکھتا ہے اسلئے گور نام رکھا ہے - مگر البرونی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ وسط بنگال کا قدیمی نام گوڑ ہے اسلئے ملک کی نام پر اوسکی دار السلطنت کا نام گوڑ ہوا
جسکو مسلمانوں نے اپنی زبان میں گور بنایا - فرشتہ میں لکھا ہے کہ لکھنوتی عبارت گور اور
بنگالہ سے دریاے گنگ تک ہے - بعض کہتے ہیں کہ گور سے سرحد بہار تک لکھنوتی ہے اور گور
کے اس طرف سے بنارس تک اور دریاے گنگ کی کنارہ تک بنگالہ ہے جسکو بنگ بھی کہتے
ہیں - یہ ملک لکھمنہ ولد لکھمن پاس تھا اور اوسکا پایہ تخت نودیا تھا - لکھمن کی ایک حاملہ
منکوحہ تھی جب اوسکے بچہ پیدا ہونے کو ہوا منجموں نے بالاتفاق کہا کہ اگر اس ساعت میں بچہ
پیدا ہوگا تو ادبار میں اسکا زمانہ گذریگا اور اگر دو ساعت بعد پیدا ہوگا تو ایک مدت مسند شاہی
پر متمکن ہوگا تو اس عورت نے کہا کہ جب تک نیک ساعت آئے میری دونو ٹانگیں باندھ کر
الٹا لٹکا دو - اوسکو لٹکا دیا پھر ساعت مذکور میں اوسکو کھولا بیٹا پیدا ہوا مگر وہ اوسی وقت
مر گئی - اس لڑکے کا نام لکھمنہ رکھا گیا جب وہ بڑا ہوا تو باپ کے مرنے پر تخت نشین ہوا
اور اوسنے مدتوں عدالت سے سلطنت کی - قاضی منہاج السراج یہ لکھتا ہے کہ منجم پنڈت
اس زمانہ کے حکما ہوتے تھے اونھوں نے اس سے معروض کیا کہ پرانی کتابوں میں لکھا ہے
کہ فلاں تاریخ ترکوں یعنے مسلمانوں کے ہاتھ میں یہ سلطنت چلی جائیگی - اور ایک شخص
جسکے ہاتھ ایسے لمبے ہونگے کہ گھٹنوں سے نیچے لٹکتے ہونگے وہ یہ ملک لے لیگا - ایسا شخص
محمد بختیار خلجی موجود تھا - اس خوف سے بعض برہمن کامرود اور جگناتھہ کی طرف بھاگ
راجہ لکھمنہ مملکت موروثی کے ترک کرنے اور وطن اصلی سے نقل کرنے پر راضی نہیں ہوا
مگر جب محمد بختیار بہار سے ندیا کے سر پر آگیا تو وہ کشتی میں سوار ہوا اور جگناتھہ و کامرود
کی طرف چلا گیا اور مر گیا - محمد بختیار نے ندیا کو جو مابین لکھنوتی اور بنگالہ کے ہے ویران کیا
اور لکھنوتی اور بنگالہ کے بہت سے حصے پر متصرف ہوا - اور اوسنے خطبہ اپنے نام کا پڑھوایا

دہلی کے پادشاہ محمد تغلق کی طرف سے بنگالہ کا حاکم قدر خان تھا اسکا ایک سلاحدار ملک فخرالدین
تہا - قدر خان سنارگانو میں فوت ہوا - ۷۳۹ھ ۱۳۳۸ء مین فخرالدین ملک پر متصرف ہوا اور اپنا
خطاب فخرالدین سلطان رکہا اور اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا اور خیل وحشم کے جمع کرنے میں
کوشش کی جب سلطان محمد تغلق کو اوسکی خبر ہوئی تو اُسنے قدر خان حاکم لکہنوتی کو ایک
امرا کی جماعت کے ساتھہ ملک فخرالدین کی تنبیہ کے لیے بہیجا جب مقابلہ ہوا تو فخرالدین
منہزم ہوا - اور جنگل میں دور بہاگ گیا - اوس کے سب ہاتہی گہوڑے قدر خان کے
ہاتہہ آئے - قدر خان یہاں آیا اور باقی اور امرا اپنی جاگیروں میں گئے - برسات کا موسم
آگیا - قدر خان روپیہ جمع کرنے میں مشاغل اور سپاہ کے جمع کرنے سے غافل ہوا - اسکا
ارادہ یہ تہا کہ برسات کے ختم ہونے کے بعد سلطان پاس جاکر روپئے اشرفیوں کے ڈہیر اسکے
سامنے لگادونگا - فخرالدین کو بہی اس ارادہ کی خبر لگ گئی تہی - اوسنے مخفی آدمیوں کو سپاہیوں
پاس بہیجکر اس وعدہ پر سب کو اپنا بنا لیا تہا کہ جب قدر خاں پر فتح پاؤنگا تو سارے خزانے
اوسکے تم میں تقسیم کردونگا - جب فخرالدین اپنے لشکر سمیت جنگل سے سنارگانو میں آیا تو لشکر
عاصی اور امیراں باغی اوسکے ساتہہ ہوئے اور اونہوں نے قدر خان کو مارڈالا اور خزانہ
چہین لیا - فخرالدین نے وعدہ پورا کیا کہ سارا خزانہ سپاہ کو دیدیا - سنارگانو کو تخت گاہ
بنایا اور اس دیار کی حکومت میں مشغول ہوا - اور اپنے غلام مخلص خان کو بہت سا لشکر
دیکر لکہنوتی کے انتظام کے لئے بہیجا علی مبارک کہ قدر خان کے لشکر کا عارض (میر بخشی)
تہا اوسنے ہمت و مردانگی کہ کے اخلاص و دولت خواہی کی وجہ سے ایک جماعت کو اپنا یار
ویاور بنایا اور مخلص خان کو شکست دی اور سلطان محمد تغلق پاس فتحنامہ اور عریضہ
بہیجا کہ اگر حکم ہو تو میں ضابط لکہنوتی بنوں - سلطان اوس کو جانتا نہ تہا اسلئے جواب سے
ملتفت نہ ہوا - یوسف شحنہ دہلی کو لکہنوتی کا ضابط مقرر کرکے روانہ کیا - وہ وہاں
نہ پہنچنے پایا تہا کہ موت نے اوسکو آخر منزل میں پہنچا دیا - علی مبارک کے قبضہ میں لکہنوتی
آئی اسباب بادشاہی مہیا تہا اپنے تئیں سلطان علاءالدین کا خطاب دیا - اس عروج میں

لئے ہیں کہتے تھے۔ بہت ہی کم انمیں نیزہ دار تھے۔ محمد بختیار کو معلوم ہوا کہ یہاں سے پندرہ کو
پر ایک شہر کرم سین ہے کہ پچاس ہزار ترک خونخوار نیزہ باز اُس میں موجود ہیں اور ہر روز آ
بازار میں پندرہ سو گھوڑے فروخت ہوتے ہیں اور دربار لکھنوتی میں جو گھوڑے آتے ہ
وہ اوسی شہر سے جاتے ہیں۔ عساکر اسلام راہ کا تھکا ہوا اور لڑائی سے ہارا ہوا تھا ا
آدمیوں سے لڑائی کی جان نہیں رکھتا تھا اسلئے مراجعت کا عازم ہوا۔ اہل تبت نے راہ
بند کر رکھا تھا۔ آذوقہ کمتر پہنچتا تھا۔ بہت محنت و مشقت اُٹھا کر راے کمرود میں لشکر آیا
اتفاق کی بات ہے کہ پل کی محافظت کے لئے جو دو امیر چھوڑے تھے اونمیں کچھ جھگڑا
ہوا وہ چلدئے۔ اب دریا کے عبور کے سامان کی تیاری میں بہت کوشش کی کشتیوں کی تیاری کی
ایک بتخانہ میں رہنے کا ارادہ کیا۔ مگر اہل تبت نے یہ چاہا کہ مسلمانوں کو بت خانہ میں بند کر
بے آب و دانہ ہلاک کرنا چاہئے۔ محمد بختیار کو جب یہ خبر ہوئی تو نہایت حیران و پریشا
تھا تدبیر کیدہا تھا کہ اوسنے دیکھا کہ ایک سوار دریا سے عبور کر گیا جسے مسلمانوں نے جا
دریا پایاب ہے اہل تبت کے ہول کے مارے اس دریا میں چل پڑے وہ پایاب تھا ا
محمد بختیار اور سو آدمیوں کے سوا سب سوار بحر فنا میں غرق ہوئے محمد بختیار جب
ملک میں دیوکوٹ میں آیا تو رنج و غم کے مارے بیمار ہوا جب پریشانی کی خبر ملک میں پہ
تو خلجیوں کے فرزند اور عورتیں اپنے عزیزوں کا حال دریافت کرنے کے لئے دیوکوٹ
آئے جب عورتوں کو اپنے عزیزوں کے ڈوبنے کا حال معلوم ہوا تو سر راہ اور گلی کوچ
میں محمد بختیار کو وہ کوستی تھیں اور گالیاں دیتی تھیں۔ وہ اس حال کو دیکھکر اور زیا
رنجیدہ ہوا۔ سنہ ۶۰۲ھ میں اوسنے روح پر سے جسم کا پشتارہ اتار پھینکا۔ طبقات ناص
میں لکھا ہے کہ علی مرداں خلجی نے دیوکوٹ میں جا کر محمد بختیار کو خنجر مار کر کام تمام ک
جنازہ اوسکا بہار میں گیا اور وہاں وہ دفن ہوا۔ اوسکے بعد امرا اور بادشاہان
نے یہاں حکومت کی جسکا ذکر بادشاہوں کے حال میں مذکور ہوا +

سلطان فخرالدین کا دیار شرقی کی سلطنت پر سرفراز ہونا

متعرض ہوا۔ وہ کمال استقلال سے بادشاہی کرتا رہا۔ دہم شوال ۷۵۴ھ ۱۳۵۳ء میں دہلی سے
فیروز شاہ ایک لشکر گراں کے ساتھ لکھنوتی پر متوجہ ہوا۔ شاہ شمس الدین تمام ولایت بنگالہ
کو خالی چھوڑ کر اکدالہ میں چلا گیا حوالی اکدالہ میں سلطان فیروز شاہ آیا۔ جنگ صف ہوئی
طرفین سے آدمی کشتہ ہوئے شاہ شمس الدین بھاگ کر اکدالہ میں متحصن ہوا۔ جاج نگر سے جو
بڑے بڑے ہاتھی شمس الدین لایا تھا۔ وہ فیروز شاہ کو ہاتھ آئے۔ برسات کا موسم آیا۔
بارش کی کثرت ہوئی سلطان فیروز شاہ دہلی چلا گیا ۷۵۵ھ ۱۳۵۴ء میں شمس الدین نے ایسی پیشکش
ہمدان ایلچیوں کے ہاتھ بھیجی جو بادشاہوں کے لائق ہوتی ہے۔ بادشاہ نے ایلچیوں کو
رخصت کیا ۷۵۹ھ ۱۳۵۷ء میں اوسنے پھر ملک تاج الدین کے ہمراہ بھاری پیشکش سلطان دہلی
پاس روانہ کی بادشاہ نے ایلچی پر بڑی مہربانی کی اور ملک سیف الدین شحنہ کے ہمراہ تازی
و ترکی گھوڑے اور تحفے بادشاہ شمس الدین پاس بھیجی مگر یہ سفیر بہار ہی میں آیا تھا کہ سلطان
شمس الدین کا انتقال ہو گیا۔ اوس کی مدت سلطنت ۱۶ سال اور کئی ماہ تھی۔ حاجی پور
اوسی کا آباد کیا ہوا ہے۔

ذکر سلطنت شاہ سکندر بن شاہ شمس الدین شاہ

جب شاہ شمس الدین نے دنیا سے کوچ کیا تو سوم کے روز امیروں نے بڑے بیٹے کو بادشاہ
بنایا اور شاہ سکندر کا خطاب دیا۔ عدل و داد کی نوید اوسنے دی اور بادشاہ فیروز شاہ
کی استرضاء خاطر کے لئے پچاس ہاتھی اور اقسام اقمشہ برسم پیشکش بھیجیں۔ اس وقت فیروز شاہ
بادشاہ ۷۶۰ھ میں بنگالہ کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا۔ سلطان سکندر نے بقدر طاقت استعداد
مقاومت کی قلاع و بقاع کو مضبوط کیا۔ سلطان فیروز شاہ ظفرآباد میں آیا۔ سلطان سکندر
نے بھی باپ کی رسم اختیار کی حصار اکدالہ میں متحصن ہوا۔ مقاومت کی طاقت نہ تھی۔ ہر سال
پیشکش کا دینا قبول کیا جسکے سبب سے بادشاہ واپس گیا۔ بادشاہ ابھی رستہ ہی میں تھا کہ ۳۷
یا ۴۸ ہاتھی اور بہت سی امتعہ سلطان کی پیشکش میں بھیجی اور باپ کے آئین پر عمل کر کے تمام عمر
عیش سے بسر کی اوسکی مدت شاہی ۹ سال چند ماہ تھی بعض کہتے ہیں کہ وہ بیٹے کے ہاتھ جنگ میں مارا گیا +

ملک الیاس مستعد لشکر رکہتا تہا سلطان علاء الدین کو قتل کیا اور خود اپنا خطاب سلطان شمس الدین رکہا اور ۷۴۳ھ میں سنارگانو پر لشکر کشی کر کے فخر الدین کو زندہ گرفتار کیا اور لکھنوتی میں لا کر دار پر کہینچا اور خطبہ اور سکہ اپنے نام پر جاری کرایا۔ مگر طبقات اکبری میں یہ لکہا ہے کہ قدر خان کا سلاحدار فخر الدین تہا اوسنے عذر کر کے اپنے ولی نعمت کو مار ڈالا اور خود سلطنت کرنے لگا مخلص خاص اپنے غلام کو آراستہ لشکر کے ساتہہ اقصاء بنگالہ میں اوسنے بہیجا۔ علی مبارک عارض لشکر قدر خان نے مخلص سے جنگ کر کے شکست دی اسباب وحشم جو اس پاس تہا اوس پر متصرف ہوا فخر الدین کہ نو دولت تہا آدمیوں سے اطمینان خاطر نہ رکہتا تہا۔ وہ علی مبارک سے لڑنے نہ گیا۔ علی مبارک نے ساماں کر کے اپنا نام سلطان علاء الدین رکہا۔ ۷۴۱ھ مین فخر الدین لکھنوتی میں گیا۔ جنگ مین علی مبارک کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔ فخر الدین کا زمان سلطنت دو سال اور کئی مہینے تھی +

ذکر ایالت علی مبارک المخاطب سلطان علاء الدین

علاء الدین فخر الدین کو قتل کر کے اور لکھنوتی میں تہانہ مقرر کر کے بنگالہ کی طرف متوجہ ہوا ملک حاجی الیاس نے سلطان علاء الدین کے لشکر کو اپنے ساتہہ متفق کر لیا اور لکھنوتی اور بنگالہ کو اپنے اختیار میں کر لیا اور علاء الدین کو مار ڈالا اور خود شاہ شمس الدین بن بیٹھا سلطان علاء الدین کی مدت سلطنت یک سال و پانچ مہینے تہی +

سلطنت حاجی الیاس المشہور سلطان شمس الدین بھنگرہ

جب علاء الدین شاہ مارا گیا تو تمام لکھنوتی اور بنگالہ حاجی الیاس کے تصرف مین آیا۔ امرا نے اتفاق کر کے اوسکو شاہ شمس الدین شاہ بھنگرہ کا خطاب دیا۔ اوسنے اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا اسکا لقب بھنگرہ ہے مگر وجہ تسمیہ اوسکی معلوم نہیں محمد بختیار خلجی کے بعد مسلمانوں کی عملداری سے ولایت حاج نگر نکل گئی تہی — افسر اور سپاہ کی دل جوئی کر کے شمس الدین نے اوس پر لشکر کشی کی اور اس حدود میں بڑے بڑے ہاتہی اوسکے ہاتہہ آگئے اور اپنے دار الملک کو مراجعت کی تیرہ سال کئی مہینہ تک شاہان دہلی میں سے ایک بہی اس کا

کی حقیقت مجھ پر کھل گئی ہے - مجھے مسلمان ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں - اگر مجھے شاہی کے لئے نہیں قبول کرتے تو میں اپنے چھوٹے بھائی کو سلطنت دیتا ہوں مجھے معذور رکھئے سب اہل حل وعقد نے متفق ہو کر کہا کہ ہم بادشاہ کے تابع ہیں - امور دنیوی میں ہم کو مذہب و دین سے کچھ کام نہیں ہے جیت مل نے لکھنوتی کے علماء و فضلاء کو طلب کیے کلمہ شہادت پڑھا اور خود اپنا خطاب جلال الدین رکھ کر تخت حکومت پر قدم رکھا - داد اور عدل کے لوازم کو ایسا اختیار کیا کہ اپنے عہد کا نوشیروان ہوا - سترہ سال چند مہینے نہایت استقلال سے بنگالہ لکھنوتی میں سلطنت کرکے ۸۱۲ھ میں جان شیریں کو بہشت بریں کے خزانچی کے حوالہ کیا - اسکا بیٹا احمد سلطان تخت نشین ہوا +

سلطنت سلطان احمد بن سلطان جلال الدین

سلطان احمد شاہ اپنے باپ کا پیرو تھا - داد و دہش بہت کی ۸۳۰ھ کے آخر میں ۱۸ سال سلطنت کرکے مر گیا +

ناصر الدین غلام کا وارث ملک ہونا

جب سلطان احمد شاہ نے تخت کو خالی چھوڑا تو اوسکا غلام ناصر الدین جرأت کرکے تخت شاہی پر ہو بیٹھا اور بادشاہ کی تمام دولت اپنے ہم پیشوں میں تقسیم کردی تاکہ وہ اوسکے مددگار رہوں - امرا کو شمس الدین بھنگرا کی اولاد میں سے ایک شاہزادہ ہاتھ آگیا اوسکو تخت پر بٹھایا اور غاصب سلطنت کو کوئی کہتا ہے سات روز بعد کوئی کہتا ہے کہ دو دن پھر بعد قتل کر ڈالا -

سلطنت سلطان ناصر الدین بھنگرہ

یہ تعجب کی بات ہے کہ سلاطین بھنگرہ کی سلطنت چند سال بعد مردہ ہو کر پھر زندہ ہوئی - اقبال جو ادبار سے بدل گیا تھا پھر اسکے ہمائے اپنا سایہ اس خاندان پر ڈالا - ناصر شاہ کسانوں میں ملکر زراعت میں مشغول رہتا تھا اصلا اوسکو سلطنت کا خیال نہ تھا وہ عالی جاہ بادشاہ ہوگا - اخلاق حسنہ و صفات مستحسنہ رکھتا تھا - راجہ کنس اور جلال الدین

ذکر شاہ غیاث الدین بن شاہ سکندر شاہ

سکندر شاہ کے مرنے کے بعد وسکا بیٹا غیاث الدین تخت پر بیٹھا اور باپ دادا کے طریقہ پر عمل کیا اور تمام عمر عیش و عشرت میں بسر کی ۷۷۵ھ ۱۳۷۳ء میں اس دنیا سے کوچ کیا +

ذکر سلطان السلاطین شاہ بن غیاث الدین شاہ

جب شاہ غیاث الدین نے رحلت کی تو امرا نے اوسکے بیٹے سلطان السلاطین کا خطاب دیکر باپ کی جگہہ تخت پر بیٹھایا یہ بادشاہ شجاع و کریم و حلیم تھا اوسکے امرا و وزرا کار روان تھے. انیں اختلاف نہ تھا اطراف کے راے اوسکے مطیع رہے ۔ اور مال واجبی کے ادا کرنے میں تاخیر نہیں کرتے تھے ۷۸۵ھ ۱۳۸۳ء میں دس سال حکومت کرکے دنیا سے رحلت کی اوسکی مدت شاہی ، سال چند ماہ بعض بتاتے ہیں +

سلطنت شمس الدین ثانی بن سلطان السلاطین

جب سلطان السلاطین دار دنیا سے دار بقا کو گیا تو امرا نے اوسکے بیٹے کو شاہ شمس الدین کا خطاب دیکر اورنگ شاہی پر بٹھایا ۔ وہ اپنی خرد سالی کے سبب سے خفیف العقل تہا اوسکے عہد میں کنس ہندو نے کمال شوکت و استقلال حاصل کیا تہا ۔ وہ صاحب اختیار ملک و مال کا ہو گیا جب سلطان شمس الدین ۷۸۸ھ میں سریر حیات سے اُٹھا تو کنس نے اپنی حکومت کا علم بلند کیا شمس الدین نے تین سال چند ماہ حکومت کی +

حکمرانی راجہ کنس ہندو

راجہ کنس اگرچہ مسلمان نہ تہا مگر مسلمانوں سے ایسی آمیزش و محبت رکھتا تہا کہ بعض مسلمان اُس کے اسلام پر شہادت دیکر اوس کو دفن کرنا چاہتے تھے بہر حال اُس نے کلاہ خسروی کو سر پر رکھا ۔ چتر و اثاثہ سلطنت اوسکو ملا ۔ سات سال کمال استقلال سے کامرانی بوجہ احسن کی ۔ پہر عالم نیستی کی راہ ناگزیر پر چلا گیا اُسکا بیٹا مسلمان ہو کر تخت فرمانروائی پر بیٹھا +

حکومت جیت مل ولد کنس المخاطب بہ سلطان جلال الدین

کنس کے مرنے پر اوسکے بیٹے جیت مل نے ارکان سلطنت کو بلایا اور کہا کہ ملت احمدی

حکومت فتح شاہ

کہتے ہیں کہ فتح شاہ عالم و دانا تہا اوسنے سلاطین پیشیں کی رسوم کو اختیار کیا۔ ہر ایک امیر کی بقدر اوسکی لیاقت کے قدر و منزلت کی۔ باربک شاہ اور یوسف شاہ کے عہد میں جو خواجہ سرا اور حبشی بہت صاحب اعتبار ہوگئے تہے اور بے اعتدالیاں کرنے لگے تہے۔ تازیانہ عدل سے اونکی اصلاح کی اس زمانہ میں بلاد بنگالہ میں رسم تہی کہ ہر رات پانچہزار پایک نوبت بہ نوبت پہرہ دیتے تہے۔ علی الصباح بادشاہ تخت پر بیٹھکر انکا سلام لیتا تہا اور رخصت کرتا تہا تو دوسری جماعت حاضر ہوتی تہی۔ خواجہ سراؤں کو جب بادشاہ نے درست کیا تو وہ پریشان ہوکر خواجہ سرائے سلطان شہزادہ بنگالی پاس گئے۔ پہرہ دار آدمی سب اوسکے حوالہ تہے اور محلوں کی کنجیاں اوسکے پاس رہتی تہیں سلطنت کے صاحب داعیہ ہونے کے آثار ہی وہ ظاہر کرتا تہا لوگوں نے اوسکو سلطنت کی تکلیف دی۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ اس زمانہ میں خواجہ جہاں خواجہ سرا اور درمیان ملک اندیل امیر الامرا حبشی لشکر کے خلاصہ کو لیکر سرحد کی رایوں کے دفع کرنے کے لئے نامزد ہوئے تہے سلطان شاہزادہ نے فرصت پاکر خواجہ سراؤں کو ان پایکوں کی یاری سے ۸۹۶ھ میں فتح شاہ کو قتل کیا اور علی الصباح خود تخت پہ بیٹھ پایکوں کا سلام لیا فتح شاہ کی مدت حکومت ۷ سال ۵ ماہ تہی۔

ذکر حکومت سلطان باربک

جب خواجہ سرا اپنے صاحب کو کشتہ کرکے بادشاہ ہوا اور باربک شاہ خطاب کہا تو تمام خواجہ سرا اس پاس فراہم ہوئے اور اوسنے کمینے اور پست ہمت آدمیوں کو مال پر فریفتہ کرکے جمع کیا۔ روز بروز شوکت کو بڑہایا صاحب جمعیت امرا کی فکر میں ہوا مگر وہ امرا کا سر گروہ ملک اندیل حبشی تہا وہ سرحد پر گیا ہوا تہا جب اس بات کی اوس کو خبر ہوئی تو وہ اس فکر میں ہوا کہ کسی طرح سے پایتخت پہ پہنچے اور اپنے کام کو کفایت سے کرے۔ اس اثنا میں خونی خواجہ سرا کے دل میں آئی کہ ملک اندیل حبشی کو حیلہ و تدبیر سے بلاکر مقید کرے اوسکی طلب میں فرمان صادر کیا۔ ملک اندیل اوسکو لطیفہ غیبی سمجہا اپنی خوب جمعیت کے ساتہہ وہ اس پاس آیا۔ بڑی احتیاط سے

وراحمد کی سلطنت میں جو اوسکے خاندان کے لوگ چارون طرف پراگندہ ہوگئے تھے وہ سب اوسکے پاس جمع ہوگئے - سب چھوٹے بڑے اوسکی سلطنت سے خوشحال ہوئے - دہلی اور بنگال کے درمیان سلاطین جونپور حائل ہوگئے تھے اسلئے ناصرالدین نے ۱۶ سال بے کھٹکے سلطنت کی ۸۴۲ھ / ۱۴۳۸ میں اس جہان سے رخصت ہوا +

سلطنت باربک شاہ بن ناصر شاہ

ناصر شاہ کی وفات کے بعد اوسکے بیٹے باربک کو سریر سلطنت پر بٹھایا - اوسکے عہد میں عام ور سپاہ خوش رہی - ہندوستان میں اول ہی بادشاہ ہے جسنے حبشی غلامون کو تربیت کرکے بزرگ درجہ پر پہنچایا - اور آٹھ ہزار کے قریب حبشی جمع کئے اور خدمات بزرگ مثل وکالت و وزارت و امارت وغیرہ اونکو سپرد کیں گجرات اور دکن کے سلاطین نے بھی اوسکی تقلید کی اسی گروہ کا اعتبار اور اقتدار بڑہایا - باربک شاہ نے ۱۷ سال سلطنت کی ۹۴۵ھ / ۱۵۳۵ میں انتقال کیا +

حکومت یوسف شاہ ولد باربک شاہ

باربک شاہ کے بعد اسکا بیٹا یوسف شاہ بادشاہ ہوا - اسنے عدل وداد کا شیوہ اختیار کیا وہ علم وفضل وکاردانی کے زیور سے آراستہ تھا - امر معروف ونہی منکر میں مبالغہ کرتا تھا - اوس کے عہد میں کسی کا مقدور نہ تھا کہ علانیہ شراب پئے اور اوسکے حکم سے تجاوز کرے - چند روز بعد ہمیشہ صدور وعلما کو اپنے پاس بلاکر کہتا کہ اگر تم مہمات شرعی میں کسی کی جانب داری کروگے تو ہم میں اور تم میں [illegible] نہیں رہے گی میں تم کو بہت تکلیف دونگا وہ خود بھی علم سے بہرہ رکھتا تھا جن معاملات کو قضات فیصلہ نہیں کر سکتے تھے وہ خود فیصلہ کر دیتا ۸۸۶ھ / ۱۴۸۱ میں اوسکی زندگی پوری ہوئی - ۷ سال ۶ ماہ سلطنت کرگیا +

سکندر شاہ کا بادشاہ ہونا

یوسف شاہ کے مرنے کے بعد امرا و وزرا نے بغیر سوچے سمجھے شاہ سکندر کو تخت پر بٹھایا مگر سلطنت کا مستحق نہ تھا اسلئے دو پہر بعد اوسکو معزول کیا اور فتح شاہ کو بادشاہ کیا +

قصاص خون میں تلف ہوں تو بہتر ہے یعنرش خان نے آہستہ آہستہ چند زخم باربک شاہ کی پیٹھ پر مارے۔ اوسنے اپنے تئیں مردہ بنایا۔ ملک اندیل اور یغرش خان اور حبشی باہر آئے اور تواجی باشی حبشی سے اونہوں نے کہا کہ ہم نے نمک حرام کا کام تمام کیا۔ تواجی باشی حبشی نے شاہ باربک کی خوابگاہ میں چراغ روشن کیا۔ باربک شاہ ملک اندیل کا خیال کرکے خوف جان سے ایک مخزن میں پہلے اس سے کہ چراغ روشن ہوں جا چھپا تھا۔ جب تواجی باشی اس مخزن میں گیا تو باربک شاہ نے دم چرا کر اپنے تئیں مردہ بنایا یہی باشی نے فریاد مچائی کہ ہائے ہمارے صاحب کو غداروں نے مار ڈالا۔ باربک شاہ نے اوسکو خیرخواہوں اور صدیقوں میں شمار کیا اُسنے کہا کہ چپ ہو کہ میں ابھی زندہ ہوں ملک اندیل کہاں ہے تواجی پادشاہ نے کہا کہ وہ یہ سمجھ کر کہ بادشاہ قتل ہوگیا خاطر جمع سے اپنے گھر چلا گیا۔ باربک شاہ نے اوس سے کہا کہ باہر جا کر فلاں فلاں امرا کو جمع کرکے کہو کہ ملک اندیل حبشی کا سر کاٹ کے لائیں اور دروازوں کو نوبتی پیادوں کے سپرد کرکے کہدو کہ مسلح ہو کر ہوشیار رہیں تواجی نے کہا کہ بسرو چشم اب جاتا ہوں اور علاج کرتا ہوں باہر آنکر ملک اندیل کے کان میں چپکے سے سارا حال کہدیا۔ ملک اندیل نے پھر اندر آنکر باربک کا کام خنجر سے تمام کیا۔ اور اسی مخزن میں لاش کو مقفل کر دیا اور خانجہاں وزیر کو طلب کیا جب وہ آیا تو بادشاہ کے مقرر کرنے کے باب میں مشورہ کیا سواے دو سال کے لڑکے کے فتح شاہ کا وارث کوئی نہ تھا۔ وہ شاہی کے قابل نہ تھا کس طرح اوس کو تخت پر بٹھاتے سب متفق ہو کر فتح شاہ کی بیوی پاس گئے اور رات کی داستان سُنائی اور کہا کہ تیرا بیٹا ابھی بچہ ہے اوسکو کسی کے حوالہ کر کہ وہ بڑا ہو کر مہمات بادشاہی کے سرانجام دینے کے لایق ہو۔ شہزادہ کی ماں اُنکی بات کو سمجھ گئی اوسنے کہا کہ میں نے خدا سے عہد کیا تہا کہ فتح شاہ کے قاتل کو جو شخص مار یگا بادشاہی اوسکو سپرد کرونگی ملک اندیل حبشی نے اول بادشاہی سے انکار کیا۔ مگر امرا کے کہنے کو منظور کیا اور تخت پر بیٹھ کر فیروز شاہ اپنا خطاب رکھا بعض کہتے ہیں کہ باربک شاہ کی سلطنت آٹھ مہینے رہی

رہا بہی آمد شد کرتا جب خواجہ سرا اوسکے دفع کرنے مین عاجز ہوا تو ایک دن مجلس کو ترتیب
دیکر زیب و زینت سے آراستہ کیا اور دس بارہ ہزار آدمی اطراف و جوانب سے دارالامارۃ
مین جمع ہو گئے مجلس کمال شان و شوکت سے مرتب ہوئی تو اوسنے اول اندیل کو اپنے پاس
بلایا اور بہت التفات سے پیش آیا۔ اور فرمایا کہ سلطان کو اوسکی ایک جماعت کو مین نے
مار ڈالا اور تخت پر ہو بیٹھا تو میرے اس کام پر کیا کہتا ہے تو ملک اندیل نے یہ مصرع پڑہا۔
ع ہر چہ آن خسرو کند شیرین بود + سلطان شہزادہ کو یہ بات بڑی بھلی معلوم ہوئی فی الفور
خلعت و کمر و خنجر مرصع و چند اسپ و فیل اوسکو عنایت کئے اور قرآن کو درمیان مین رکھا
اوسنے ملک اندیل سے قسم دلائی کہ وہ اوسکو کوئی آسیب نہیں پہنچائیگا۔ ملک اندیل نے
قسم کہائی کہ جب تک تو تخت پر ہوگا مین مضرت نہین پہنچاؤنگا اس سبب سے کہ سب آدمی
خواجہ سرا سے خونین دل ہو رہے تہے۔ اور ملک اندیل حبشی بہی اپنے ولی نعمت کے خون کے
انتقام لینے میں بجد تہا۔ دربانون سے ملکر وہ فرصت کی تلاش مین رہتا تہا۔ ایک دن وہ
کافر نعمت شراب پی کر تخت پر سو گیا تو دربانوں کی رہنمونی سے حرم سرا مین ملک اندیل حبشی قتل
کے قصد سے گیا۔ وہ تخت پر سوتا تہا تو اوسکو اپنی قسم یاد آئی اس اثنا مین وہ اجل رسیدہ
تخت سے نیچے گر پڑا۔ ملک اندیل و سکو اپنی قوت طالع سمجہا چست و چالاک ہو کر اوس پر تلوار
ماری شمشیر کارگر نہ ہوئی۔ بارپک ہوشیار ہوا اور اپنے تئیں ننگی تلوار کے روبرو دیکہا۔ وہ ملک اندیل
حبشی سے لپٹ گیا وہ قوی اور عظیم الجثہ تہا۔ ملک اندیل حبشی کو کشتی مین نیچے لے آیا۔ ملک اندیل
حبشی نے اپنے ہاتہوں میں اوسکے سر کے بال خوب مضبوط پکڑے یغرش خان ترک کو کہ حجرہ سے
باہر کہڑا تہا غل مچا کر بلایا یغرش خان حبشیوں کی جماعت لیکر اندر آیا۔ ملک اندیل کو نیچے
دیکہہ کر اوسکو الم ہوا اسا ثناء تلاش مین اور ایک دوسرے کے پکڑنے مین شمعین ہاتہہ پاؤں کے
نیچے آ کر بجہہ گئی تہین وہ خاموش تہا۔ ہوا بہت تاریک تہی۔ ملک اندیل حبشی نے فریاد کی کہ
مین نے اسکے سر کے بال خوب مضبوط پکڑ رکہے ہیں اسکا جسم اتنا چوڑا چکلا ہے کہ میری پیٹہ مین
میرے سے تلوار گذر کر مجہہ تک نہین آئے گی۔ اگر مین اور مجہہ جیسے ہزار ولی نعمت کے

صاحب اختیار بنایا اوسکی رہنمونی سے سوار و پیادہ کی تنخواہ کو کم کیا اور خزانہ کو بھرا۔ ایک عالم اسسے متنفر ہوا۔ بہت سے امیر اسسے برگشتہ ہوکر ملک سے باہر چلے گئے مظفر شاہ پانچہزار حبشی اور تین ہزار افغان و بنگالی لیکر قلعہ میں متحصن ہوا۔ ایک قول کے موافق چاردن اور ایک قول کے مطابق چار ماہ اندر اور باہر کے آدمیون میں جنگ واقع ہوئی ہر روز بہت آدمیوں کے سر تن سے جدا ہوتے جو کوئی پکڑا ہوا سلطان مظفر کے سامنے آتا تو اوسکو قہر و غضب مین آنکر کشتہ کرتا۔ چار ہزار آدمی قتل ہوئے اور آخر روز مظفر شاہ شہر سے باہر نکل کر لڑا طرفین کے بیس ہزار آدمی مارے گئے۔ مظفر شاہ بہت سے امرا اور مقربوں کے ساتھ مارا گیا۔ حاجی محمد قندہاری کے قول کے موافق ان ایام میں سب لڑائیوں میں اول سے آخر تک ایک لاکھ بیس ہزار آدمی ہندو مسلمان مارے گئے سید شریف مکی نے علم شاہی بلند کیا۔ طبقات اکبری میں لکھا ہے کہ مظفر شاہ سے خلقت کو نفرت تھی سید شریف مکی اس بات کو سمجھ گیا اوسنے پائکوں کے سرداروں کو اپنا یار بنایا اور ایک رات کو تیرہ آدمیوں کے ساتھ لیکر حرم سرا میں جاکر شاہ مظفر کو قتل کیا اور خود علی الصباح تخت پر ہو بیٹھا اور سلطان علاء الدین اپنا نام رکھا اور ملک کے کام میں مشغول ہوا۔ مظفر شاہ کی مدت سلطنت ۳ سال ۵ ماہ تھی۔

سلطنت شریف مکی سلطان علاء الدین

سید شریف مکی اپنی وزارت کے دنوں میں اپنے تئیں نیک نفس لوگوں کو دکھلانا چاہتا تھا تو خلایق کے کانوں میں کہتا کہ مظفر شاہ حبشی برا اور بادشاہی کے قابل نہیں ہے ہر چند میں اوسکو سیاہ اور امرا کے باب میں نصیحت کرتا ہوں مگر سودمند نہیں ہوتی اسلئے امرا اوسکو مشفق و مہربان جانتے تھے جس روز شاہ مظفر کشتہ ہوا امرا نے بادشاہی کے باب میں مشورہ کیا اور سید شریف کی بادشاہی پر وہ راغب ہوئے اوسسے کہا کہ ہم تجھکو بادشاہ بنائیں تو تو ہمارے ساتھ کیا سلوک کریگا اوسنے کہا کہ جو کچھ تمہارا مدعا ہوگا اوسی کے موافق کام کرونگا اسوقت جو کچھ زمین کے اوپر ہے تمکو دیتا ہوں اور جو زمین کے اندر ہے وہ میں خود لیتا ہوں غرض خاص و عام

بعض تواریخ میں ماہ کی جگہ مہینے بتاتے ہیں۔ باربک شاہ کے مرنے کے بعد کچھ مدت تک بنگالہ میں رسم رہی کہ جو کوئی اپنے بادشاہ کو مار ڈالے وہی بادشاہ ہوا و سب آدمی اوسکے مطیع اور فرمان بردار ہوں اور اوسکے احوال معارض نہوں +

سلطنت ملک اندیل حبشی المخاطب فیروزشاہ

فیروزشاہ تخت بنگالہ پر متمکن ہوا طریقہ معادلت اور احسان کو اختیار کیا۔ خلایق کو امن امان میں رکھا۔ اپنی امیری کے دنوں میں بڑے بڑے کام کیئے تھے اوسکی سپاہ اور رعیت نے کان نہ ہلائے۔ تین سال کمال استقلال سے بادشاہی کی پہر مریض ہوکر ۸۹۶ھ میں اس دنیا سے رہائی پائی +

سلطنت محمود شاہ بن فیروزشاہ

فیروزشاہ کے بعد اوسکے بڑے بیٹے سلطان محمود شاہ نے سریر سلطانی پر جلوس کیا۔ ملک و مال کے امور کا متکفل غلام حبش خان ہوا۔ اور محمود شاہ برائے نام بادشاہ ہوا۔ ایک اور حبشی جسکو شیدی بدر دیوانہ کہتے تھے ان اوضاع سے تنگ آیا حبش خاں کو مار ڈالا۔ مہمات دولت کا خود متصدی ہوا پائکوں کے سردار سے متفق ہوکر سلطان محمود کو بھی قتل کیا۔ علی الصباح خود تخت پر بیٹھا اور مظفر شاہ اپنا خطاب کہا۔ اور ان ممالک کا حاکم ہو گیا۔ سلطان محمود نے ایک سال سلطنت کی حاجی محمود قندہاری کی تاریخ میں لکھا ہے کہ سلطان محمود کا بیٹا سلطان فیروزشاہ نہ تھا بلکہ فتح شاہ کا بیٹا وہ تھا۔ شاہ باربک کا غلام حبش خان تھا وہ فیروزشاہ کے حکم سے اوس کی تربیت کرتا تھا۔ فیروزشاہ کے مرنے کے بعد سلطان محمود تخت پر بیٹھا جب چھ سال سلطنت پر گذرے تو حبش خان کو شاہی کی ہوس ہوئی شیدی بدر دیوانہ نے حبش خان کو مار ڈالا اور خود بادشاہ ہوا

شیدی بدر حبشی مظفرشاہ

مظفرشاہ حبشی بڑا سفاک و بیباک تھا جو علما و صلحا و اشراف اوسکی بادشاہی سے رنجیدہ تھے انکو مار ڈالا۔ اور ہندوؤں کی رایوں کو کہ شاہان بنگالہ کی خصومت میں کمربستہ رہتے تھے اونپر بھی لشکر کشی کر کے قتل کیا۔ شیدی سیف کو منصب وزارت عطا کیا اور ملک و مال کا

تو اکثر امراء افغانی بھاگ کر نصیب شاہ سے ملتجی ہوئے تھے سلطان ابراہیم کا بھائی سلطان محمود
بنگالہ میں آیا تھا۔ ہر ایک شخص کو اوس کی لیاقت کے موافق پرگنات وقصبات بادشاہ نے دئے
سلطان ابراہیم کی بیٹی جو اس ملک میں آئی تھی نصیب شاہ کے عقد نکاح میں آئی۔
۹۳۵ھ میں بابر بادشاہ جونپور میں آیا اور اس ملک کو مسخر کیا اور بنگالہ پر قبضہ کرنے کا
قصد کیا تو نصیب شاہ نے بہت تحفے تحائف بھیجے اور عجز ونیازی ظاہر کی بابر نے وقت صلاح
دیکھ صلح کر لی اور الٹا چلا گیا۔ جب بابر کے بعد ہمایوں بادشاہ ہوا اور یہ شہرت ہوئی کہ
بنگالہ کی تسخیر کا ارادہ دہلی کے بادشاہ کا ہے تو نصیب شاہ نے ۹۳۹ھ ۱۵۳۲ء میں اخلاص وخصوصیت
ومحبت کے اظہار کے لئے ملک فرحان خواجہ سرا کے ہاتھ بہت نفیس تحفے سلطان بہادر
گجراتی پاس بھیجے۔ ایلچی کو قلعہ منڈو میں سلطان بہادر کی خدمت میں بھیجا جس کو
سلطان نے خلعت خاص عنایت کیا اس مدت میں نصیب شاہ باوجود دعوی سیادت کے ایسے
حمق وظلم کا مرتکب ہوا کہ جسکی شرح سے سب کی خاطر مکدر ہوئی ۹۴۳ھ ۱۵۵۸ء میں اوسکی عمر
تمام ہوئی یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ اجل طبیعی سے مرا یا کسی نے اوس کو مار ڈالا نصیب شاہ کے
بعد سلطان محمود بنگالی نے مملکت میں استیلا پایا۔ وہ نصیب شاہ کے امرا میں تھا ۱ سال
سلطنت کی شیر شاہ نے اوس پر لشکر کشی کر کے زخمی کیا۔ وہ بھاگ کر ہمایوں بادشاہ پاس
گیا۔ ہمایوں ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء میں شیر شاہ کو شکست دیکے بنگالہ کا بادشاہ ہوا اور گور میں اپنے
نام کا خطبہ پڑھوایا۔ پھر شیر شاہ نے یہ ملک اوس سے لے لیا محمد خان افغان کہ امرا شیر شاہ
میں سے تھا اوس کی جانب سے یہاں حاکم مقرر ہوا۔ جب محمد خاں مر گیا تو اوس کے
بیٹے سلیم خان نے سلیم شاہ سے مخالفت کی اور خود اپنا لقب سلطان بہادر رکھا
صاحب خطبہ وسکہ ہوا۔

سلطنت سلیم خان سلطان بہادر

چند روز سلطان بہادر نے سلطنت کی کہ سلیمان کرانی افغان نے بنگالہ کی حکومت
حاصل کی وہ بھی سلیم شاہ کے امرا میں سے تھا +

مال کی طمع میں آکر اُسے بیعت قبول کی اور شہر گور کو لوٹنا شروع کیا۔ سید شریف مکی کو بہت آسانی سے سر پر چتر رکہنا نصیب ہوا اوسنے اپنا خطبہ پڑہوایا اور بادشاہ باستقلال ہوا

بیت دولت آنست کہ بے خون دل آید بکنار ورنہ باسعی عمل باغ جہاں اینہمہ نیست

چند روز بعد تاراج کو منع کیا لوٹیروں نے اسکا حکم نہ مانا تو بارہ ہزار لٹیروں کو قتل کر ڈالا تو وہ لوٹ سے باز آئے۔ اُنکا مال تلاش کر کے اوس نے خود لے لیا۔ اُنمین ایک ہزار تین سو سونے کے تہال تھے۔ بنگالہ اور لکہنوتی کی رسم یہ تہی کہ جو مالدار ہوتا وہ سونے کے تہال بناتا اور اوس میں کہاتا کہاتا اور جشن طوی کے روز جو سونے کے تہال مجلس میں زیادہ لگاتا وہ زیادہ بڑا سمجہا جاتا بنگالہ کے زمینداروں میں یہ رواج اب بہی ہے۔ شاہ علاء الدین مرد عاقل و دانا تہا اصیل و نجیب امرا کی رعایت کی اور بندگان خاص کو بہی مراتب ارجمند و مناصب بلند پر پہنچایا۔ جو کی کے پاکلوں کو برطرف کیا تاکہ اونسے مضرت نہ پہنچے حبشیون کو اپنی قلمرو سے خارج کیا۔ اونکی شرارت اور مصاحبی مشہور ہو گئی تہی اس لئے اونکو جونپور اور ہندوستان میں کہیں جگہ نہ ملی وہ دکن اور گجرات میں چلے گئے سلطان علاء الدین نے مغلوں اور افغانوں کی دستگیری کی۔ اُنکو عمال اور کارکن جابجا مقرر کیا۔ جنسے ملک کو قرار ہوا۔ سلاطین ماضیہ کے زمانہ میں جو تزلزل و انقلاب ہوگئے تہے برطرف ہوئے اور مملکت کے گردن کشوں نے اطاعت کی اور اطراف میں راے مطیع ہوئے بلاد بنگالہ کی معموری میں کمال سعی اور اہتمام کیا اپنے اخلاق حمیدہ و سیر پسندیدہ کی برکت سے اور دفور عقل و کاردانی سے برسوں بادشاہی کی آخر سنہ ۹۲۷ھ میں موت آئی ۲۷ سال سلطنت کی +

نصیب شاہ بن سلطان علاء الدین

شاہ علاء الدین کے اٹھارہ بیٹے تہے انمیں سے سب سے بڑے بیٹے نصیب شاہ کو امرا نے بادشاہ بنایا اوسنے جو کام پسندیدہ کیا یہ تہا کہ اپنے بہائیوں کو باپ کے وقت سے چندے دو چند جاگیرین دے دین۔ بابر بادشاہ ابراہیم شاہ لودی کو مار کر ہندوستان میں بادشاہ ہوا تہا۔

تاریخ شاہان شرقی

جونپور اور ترہٹ میں جن بادشاہوں نے حکومت کی ہے وہ تاریخوں میں شاہان شرقی لکھے جاتے ہیں

حکومت سلطان الشرق خواجہ جہان

تاریخ مبارکشاہی سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ شاہ فیروز شاہ کے چھوٹے بیٹے محمد شاہ نے ملک سرور خواجہ سرا کو منصب وزارت اور خطاب خانجہان سے سرافراز کیا جب فیروز شاہ کا نبیرہ ناصر الدین محمود شاہ بادشاہ ہوا تو اوسنے ۷۹۶ھ ۱۳۹۴ء میں خواجہ جہان کو ملک الشرق کا خطاب دیا اور ولایت جونپور و بہار و ترہٹ اوس کو حوالہ کی۔ اوسنے اس ملک کا انتظام جیسا کہ باید و شاید کیا اور جونپور کو دار الحکومت مقرر کیا۔ اس حدود کے رایوں کو مطیع کیا۔ ہندوؤں نے مسلمانوں سے جو حصار چھین لئے تھے اور اونکو خراب و ویران کیا تھا اونکو اوسنے لیکر از سرنو اونکو تعمیر کیا۔ اور کام کے آدمیوں کو سپرد کیا۔ ملک کو آباد کیا جب بادشاہ ناصر الدین محمود کی شوکت نہ رہی تو اوسنے اپنے تئیں سلطان الشرق کا خطاب دیا۔ پرگنہ گورکھپور اور بہرائچ کو مغلوب کرکے اتربید گنگا جمنا کے درمیانی ملک اور بہار کی فتح کی طرف متوجہ ہوا۔ بنگالہ اور لکھنوتی کے حاکم جس طرح سے پہلے ہاتھی اور تحفے و ہدیے بادشاہان دہلی کو بھیجتے تھے اس کے پاس بھیجنے لگے جب اس کا کام [illegible] پر پہنچا تو موت نے ۸۰۲ھ ۱۳۹۹ء میں زمین سے اسکے اوس کا تنزل کیا اسکی مدت سلطنت چھ سال [illegible]

سلطنت سلطان مبارک شاہ شرقی

سلطان الشرق خواجہ جہان نے چند سال سلطنت کی اسکا ارادہ تھا کہ خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کرکے سلاطین پوربی کی طرح سر پر چتر رکھے لیکن اجل نے اسے فرصت نہ دی [illegible] مرگیا اسکا متبنے یعنی پسر خواندہ ملک قرنفل [illegible]

حکومت سلیمان کرانی بہادر

سلیم شاہ کے بعد بنگالہ اور بہار کا حاکم بالاستقلال سلیمان کرانی مقرر ہوا اور ولایت اڈیسہ کو بھی اوسنے فتح کرلیا - اگرچہ اپنے نام کا خطبہ نہیں پڑھواتا تھا مگر حضرت اعلیٰ اپنے تئیں کہتا تھا بحسب ظاہر جلال الدین اکبر بادشاہ کے ساتھہ ملائمت کرکے تحفے ہدیئے بھیجتا تھا ۱۶ سال حکومت کی سنہ ۹۸۱ھ میں مرگیا +

حکومت بایزید افغان بن سلیمان

باپ کے بعد مسند حکومت پر بایزید بیٹھا - ایک مہینے کے بعد چچازاد بھائی کے بیٹے ہانسو نے اوسے مار ڈالا اور خود بھی وہ کشتہ ہوا - اوسکا چھوٹا بھائی داؤد خان اس کا جانشین ہوا -

حکومت داؤد خان افغان بن سلیمان افغان

داؤد خان بعد بھائی کی وفات ولایت بنگالہ کو تصرف میں لایا اور فتنہ وفساد کو مٹایا - خطبہ وسکہ اپنے نام کا جاری کیا - شرب مدام اور اوباش مصاحبوں کے سبب سے ممالک اکبر بادشاہ کے حوالی میں مزاحمت پہنچائی (سارا حال داؤد خان کا اقبالنامہ اکبرشاہی میں لکھا ہوا ہے) کہ اسی پر سلطنت بنگالہ کا خاتمہ ہوگیا + پھر وہ جدا سلطنت نہیں رہی فقط

مالی میں اصلا سلطان محمود کی راے و روبیت کی طرف رجوع نہیں کرتا تہا تو سلطان محمود شکار کا بہانہ کرکے اپنے لشکر سے باہر آیا۔ بغیر اسکے کہ شاہ ابراہیم سے پہلے کوئی اپنے آنے کی تمنا کرتا۔ اس پاس اس خیال سے چلا آیا کہ وہ حق نمک کا خیال کرینگے اوسکی بادشاہی قایم کردے یا اوسکی کومک کرکے اقبال خان کو دفع کردے سلطان ابراہیم شرقی نے شاہی کی لذت ابہی چکہی تہی اور شاہی نے بہی اوسکی استحکام نہیں پایا تہا۔ محمود کے دونوں ارادوں میں سے کوئی اوسنے پورا نہ کیا بلکہ اوسکی پرسش اور دلجوئی میں ایسا تساہل کیا کہ سلطان محمود اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور بے خبر قنوج کی جانب چلا گیا حاکم قنوج امیرزادہ ہروی کو اسی بادشاہ نے مقرر کیا تہا اوس کو جبر و قہر سے باہر کیا اور اس بلدہ پر متصرف ہوا تو سلطان ابراہیم شرقی اور اقبال خان نے دیکہا کہ بادشاہ محمود شاہ نے مملکت قنوج پر قناعت کی تو اوس کو دونوں نے وہاں رہنے دیا اور ایک دہلی دوسرا جونپور پر چل دیا۔ بعض تواریخ میں یہہ مسطور ہے کہ سلطان محمود مبارک شاہ شرقی کی پاس آیا تہا۔ اونہیں دنوں مبارک مرگیا۔ اور ابراہیم شاہ بادشاہ ہوگیا ۸۰۵ھ میں واقعات بادشاہان دہلی میں بیان ہوا ہے کہ اقبال خان کشتہ ہوا اور بادشاہ محمود دہلی گیا۔ ابراہیم شاہ شرقی کو فرصت ملی کہ ۸۰۹ھ میں وہ قنوج کی تسخیر کے ارادہ سے چلا۔ اور محمود شاہ دہلی سے لشکر لیکر اوسسے لڑنے آیا۔ گنگا کے کنارہ پہ چند روز دونوں لشکر پڑے رہے پہر بغیر لڑے ایک نے دہلی کو مراجعت کی دوسرے نے جونپور کو سلطان محمود دہلی میں پہنچا تو اوسنے امیروں کو اپنی اپنی جاگیریں بہیجدیا۔ شاہ ابراہیم شرقی نے آنکر قنوج کا محاصرہ کیا جب چار مہینے تک دہلی سے کمک نہ پہونچی تو ملک محمود ترمتی حاکم قنوج نے امان مانگ کر قلعہ ابراہیم کو تسلیم کیا۔ اوسنے برسات وہیں بسر کی جمادی الاول ۸۱۰ھ میں دہلی کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ وہ عاقل اور عالی ہمت و سخی تہا اسلئے دہلی کے امراے کبار مانند تاتار خان ولد سارنگ خان و ملک خان غلام اقبال خان وغیرہ اس سے آنکر مل گئے سلطان ابراہیم شرقی کو قوت اور استظہار خوب ہوگیا تو سنبل پر متوجہ ہوا

اس زمانہ مین سلطنت دہلی کا حال پہلے سے اور زیادہ غیر منتظم وابتر ہو گیا تہا۔ اشراف اور سرداروں سے اتفاق کرکے قرنفل نے اپنے تئین شاہ مبارک شاہ کا خطاب دیا اور سریر شاہی پر بیٹھا۔ سلطان محمود شاہ دہلی کا وکیل مطلق العنان اقبال خان تہا۔ مبارک شاہ کے استیلا کی اور دعوی شاہی کی خبر سنکر آگ بگولا ہو گیا۔ ۸۰۲ھ میں اوسکے استیصال کے لئے لشکرکشی کی۔ جب قنوج میں آیا تو شاہ مبارک شاہ بہی افغان و مغل و تاجیک و راجپوت کی ایک جمعیت عظیم لیکر لڑنے کو آیا۔ گنگا کے کنارہ پر دونو لشکر فروکش ہوئے۔ خیمہ و خرگاہ کے عکس سے سطح آب قوس قزح کے رنگ دکہاتی تہی۔ درمیان میں دریا حائل تہا دو مہینے تک دونو لشکر آمنے سامنے پڑے رہے۔ کسی کی یہ جرائت و ہمت نہ ہوئی کہ دوسرے پر حملہ کرتا۔ آخر کو جانبین تنگ آکر بے مجادلہ ومحاربہ اپنے اپنے مقاموں کو چلے گئے جب شاہ مبارک شاہ جونپور میں آیا تو اوسنے سنا کہ سلطان محمود مالوہ سے پہرکر دہلی میں آیا۔ اقبال خان اوسکو ساتہہ لیکر جونپور کی تسخیر پر پہر متوجہ ہوا۔ شاہ شرقی لشکر و سفر کا سامان مہیا کر رہا تہا کہ اجل کے قومی دشمن نے اوسکے ملک وجود کو ۸۰۴ھ میں برباد کر دیا۔ اس کی بادشاہی کی مدت ایک سال اور چند ماہ تہی۔

سلطنت شاہ ابراہیم شرقی

مبارک شاہ کے مرنے کے بعد اوسکا چہوٹا بہائی بادشاہ ہوا اوسنے شاہ ابراہیم شاہ شرقی اپنا خطاب رکہا۔ یہ بادشاہ عقل و دانش سے متصف تہا۔ اسکے زمانہ میں ممالک ہندوستان کے فضلا اور ایران و توران کے دانشمند کہ آشوب جہان سے پریشان خاطر تہے اوراد جونپور مین آئے اور اوسکے خوان احسان سے متمتع ہوئے۔ اسکے نام پر کئی کتابیں اور رسالے لکہے گئے اوسکے دولتخانہ مین صاحب عقل و کیاست و شجاعت امرا و وزرا جمع تہے اوسکے ایام شاہی کے شروع میں اقبال خان محمود شاہ دہلی کو ساتہہ لیکر جونپور کی تسخیر کے ارادہ سے قنوج میں آیا۔ سلطان ابراہیم بہی لشکر کے ساتہہ بزم و پیکار کے لئے مستعد ہوکر گنگا کے کنارہ پر آیا۔ کچہہ دنوں دونو لشکر مقابل رہے۔ اقبال خان کی بہادت طلبی

بیمار ہوا اور مرگیا جیسا اوسکی حیات میں اوسے ہر شخص خوش تہا ایسا ہی اوسکے مرنیکے ہر شخص اسکا ماتمی تہا۔ اوسکی مدت سلطنت چالیس سال کچھ مہینے تھی +

اسکے زمانہ کے علماء میں سے قاضی شہاب الدین جونپوری ہیں جسکی بادشاہ تعظیم ایسی کرتا تھا کہ ایکدفعہ وہ بیمار ہوا تو اوسکے سر پر سے پانی کا پیالہ صدقے کرکے آپ پی لیا اور کہا کہ بار خدایا جو بلا کہ قاضی کی راہ میں ہو وہ مجھکو نصیب ہوے اسکے زمانہ کی تصنیفات یہ مشہور ہیں حاشیہ کافیہ مشہور بحاشیہ ہندی مصباح و متن ارشاد نحو میں۔ بدیع البیان و فتاوی ابراہیم شاہی و تفسیر فارسی جس کا نام بحر المواج ہے اور خود اوسکی مولفات سے رسالہ مناقب سادات و رسالہ عقیدہ الشہابیہ +

سلطنت سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی

جب سلطان ابراہیم زیر خاک ہوا تو اسکا پسر رشید سلطان محمود اسکا جانشین ہوا۔ اوسنے اپنے عہد شاہی کو بوجہ احسن انجام دیا۔ باپ کے وقت سے زیادہ سپاہ و رعایا کو خوش حال کیا ۸۴۴ھ ۱۴۴۰ء میں سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ پاس ایک ایلچی سخندان بھیجکر یہ پیغام دیا کہ نصیر خان ولد قادر خان قابض کالپی نے جادہ شریعت سے قدم باہر رکھا اور راہ ارتداد اختیار کی قصبہ شاہ پور کو کہ کالپی سے زیادہ معمور تھا خراب کیا مسلمانوں کو جلا وطن کیا مسلمانوں کی عورتوں کو کافروں کے حوالہ کیا۔ وہ خدا اور رسول سے نہیں ڈرتا۔ آپ کے ساتھ ہمارا سلسلہ مودت و رابطہ محبت سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے ابتک مستحکم ہے قاضی عقل کے حکم سے لازم ہوا کہ اس بات کو آپ کی ضمیر حق پذیر پر ظاہر کروں اگر آپ کو فرصت ہو تو خود اوسکی تادیب کرکے دین محمدی کو اس دیار میں مروج کریں اور نہیں اس کام کی مجھے اجازت دیں سلطان محمود خلجی نے جواب میں لکھا کہ میں پہلے اس قسم کی باتیں اوسکی ذمائم سے سنتا تھا لیکن اب آپنے اونکو لکھا تو مجھکو اس کا یقین ہوا۔ اگر میری فوج اس وقت میواڑ اور کوٹہ کے مفسدوں کی تادیب میں مصروف نہ ہوتی تو میں اوسکی دفع کے لئے عازم ہوتا مگر اب آپنے اسکا ارادہ کیا ہے تو مبارک ہو۔ ایلچی نے جونپور میں آنکر عرض کیا

اسد خان لودی سنبل کو چھوڑ کر بھاگ گیا سلطان ابراہیم نے سنبل تاتار خان کو حوالہ کیا اور خود آگے چلا۔ گنگا پار ہونے کو تھا کہ ناگاہ مخبر اس پاس خبر لائے کہ مظفر شاہ گجراتی نے سلطان ہوشنگ کو اسیر کر کے مالوہ کو تسخیر کر لیا اور اب محمود شاہ کی مدد کو آتا ہے اور جونپور کی تسخیر کا داعیہ رکھتا ہے سلطان ابراہیم نے اس خبر کو سنکر فسخ عزیمت کیا اور جونپور کو چلا گیا محمود نے دہلی سے آکر سنبل کو لے لیا۔ تاتار خان بھاگ کر سلطان ابراہیم پاس چلا گیا۔ اور یہاں لشکر درست کر کے سنہ ۸۱۶ھ ۱۴۱۳ء مین دہلی کی تسخیر کے ارادہ سے اپنی دار الملک سے روانہ ہوا۔ چند کوچ کے بعد اپنے دار العلم جونپور کو بازگشت کی اور مشائخ و علما کی صحبت مین و تعمیر ولایت و تکثیر زراعت میں مشغول ہوا۔ برسوں کسی طرف سوار نہ ہوا۔ اطراف سے آدمی جو پریشان خاطر تھے وہ جونپور میں جمع ہوئے۔ ہر ایک پر حسب حالت اوسکی عنایت کی۔ یہاں خادم مشائخ و علما و سادات و نویسندے ہر حیثیت کے ایسے جمع ہوئے کہ جونپور دہلی ثانی ہو گیا +

سنہ ۸۳۱ھ ۱۴۲۷ء میں سلطان ابراہیم پاس محمد خان حاکم میوات آیا۔ اوسکو آمادہ کر کے بیانہ کی فتح کے لئے لے گیا۔ مبارک شاہ دہلی بھی اوسکی ممانعت کے عزم سے نواحی بیانہ میں آیا۔ چار کروہ (۸ میل) کے فاصلہ پر دونو نے خندق کھود کر اپنے لشکرگاہوں کو محکم کیا۔ دونو لشکروں کے طلایوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں ایک دن سلطان ابراہیم خندق سے باہر لشکر دہلی سے لڑا صبح سے شام تک لڑائی رہی اور بازی جنگ قائم رکھکر دونو لشکر جدا ہوئے دوسرے روز گرگ آشتی کر کے سلطان ابراہیم جونپور چلا گیا اور مبارک شاہ دہلی

سنہ ۸۳۶ھ ۱۴۳۲ء سلطان ابراہیم نے کالپی کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اس اثناء میں خبر آئی کہ سلطان ہوشنگ غوری بھی کالپی کی تسخیر کے ارادہ سے آتا ہے۔ دونو کے لشکر قریب آئے آج کل میں لڑائی ہونے والی تھی کہ مخبروں نے خبر دی کہ بادشاہ سید مبارک شاہ بن خضر خاں دہلی سے جونپور کی فتح کو آتا ہے سلطان ابراہیم بے اختیار جونپور کو دوڑا گیا۔ [illegible] نے مبارک شاہ کے نوکر قادر شاہ سے کالپی لے لی سنہ ۸۳۸ھ میں سلطان ابراہیم کا

بتخانوں کو توڑا اور خراب کیا۔ بہت سی غنیمت لیکر جونپور میں آیا +

۸۵۶ھ میں محمود شاہ نے دہلی کا محاصرہ کیا اور لڑنا شروع کیا سلطان بہلول لودی
۱۴۵۲
دیبال پور سے دہلی میں آیا جب سلطان محمود نے دیکھا کہ دریا خاں افغان کہ بادشاہ دہلی سے
روگرداں ہو کر اسکا نوکر ہوا تھا اوسے میدان جنگ میں پیٹھ دکھائی تو توقف میں صلاح
نہیں دیکھی مراجعت کی۔ اہل دہلی نے اسکا تعاقب کر کے فتح خان ہروی کو کہ اوسکے امرائے
کلاں میں تھا مار ڈالا اور سات جنگی ہاتھی چھین کر لے گئے۔

۸۶۱ھ میں بہلول لودی اٹاوہ کے مغلوب کرنے کے لئے آیا۔ یہاں محمود شاہ شرقی
۱۴۵۶
سے اسکا مقابلہ ہوا جسکا حال بادشاہان دہلی کی تاریخ مین بیان ہوا حوالی شمس آباد میں
دونوں کے لشکر مقابل ہوئے۔ بہلول لودی کے چچازاد بھائی قطب خان نے سلطان شرقی
پر شب خون مارا اور وہ گرفتار ہوا۔ ابھی جنگ سلطانی نہ ہوئی تھی کہ شاہ محمود شرقی بیمار ہوا
۱۴۵۷ ۸۶۲ھ میں مرگیا۔ اوسکی مدت سلطنت بیس سال چند ماہ تھی۔

سلطنت سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ شرقی

سلطان محمود کے بعد اوسکا بڑا بیٹا بھیکن خاں بادشاہ ہوا اور سلطان محمد شاہ خطاب ہوا
اور اوسنے بادشاہ بہلول لودی سے صلح کر کے یہ عہد کیا کہ ولایت شاہ محمود شرقی کی محمد شاہ
کے تصرف میں ہو اور بادشاہ بہلول پاس جو ملک ہے وہ اس پاس رہے محمد شاہ شرقی جونپور
میں آیا۔ اوسکی عدم قابلیت کے سبب امرا دلگیر ہوئے۔ ملکہ جہاں بی بی راجی بھی بیٹے کی
خونخواری اور قہاری سے آزردہ ہوئی۔ اس اثنا میں سلطان بہلول حوالی دہلی سے
قطب خاں کے چھڑانے کے لئے اٹھا پھر سلطان محمود بھی جونپور سے رواں ہوا۔ ان حدود
کا زمیندار راے پرتاب کہ پہلے سلطان بہلول سے ملا تھا اب محمد شاہ کا غلبہ دیکھ کر اوس سے
مل گیا محمد شاہ سرستی میں آیا۔ سلطان بہلول بھی راپری میں جو سرستی کے قریب تھی آیا۔
سلطان شرقی نے سرستی سے جونپور کے کوتوال کو فرمان بھیجا کہ میرے بھائی حسن خاں اور
[illegible]

سلطان محمود شاہ شرقی نے مسرور ہوکر اونہیں بخیر فیل تحفہ کے ملو سلطان خلجی پاس بھیجے اور
کالپی کی طرف متوجہ ہوا۔ نصیر خاں اس امر پر مطلع ہوا اونسے سلطان محمود خلجی کو عریضہ لکھا
جسکا مضمون یہ تھا کہ ہم کو یہ دیار سلطان ہوشنگ نے مرحمت کیا تھا۔ اب سلطان محمود شرقی
چاہتا ہے کہ اسپر متصرف ہو۔ فقیر کی حمایت سلطان کے ذمہ پر لازم ہے سلطان محمود خلجی
نے علی خاں کو سلطان محمود شرقی کے پاس بھیجا اور اوسکو لکھا کہ نصیر خاں ضابط کالپی خوف
الٰہی سے اور اُس شوکت دستگاہی کے ترس سے تائب ہوا وہ تلافی و تدارک مافات کرکے
جادۂ شریعت سے قدم باہر نہیں رکھے گا اور احکام سماوی کے نفاذ میں تکاسل نہیں کرے گا۔
سلطان ہوشنگ نے اس دیار کو قادر شاہ کو عنایت کیا تھا اسکا خاندان ہمارا مطیع ہے اسلئے آپ
اسکے گناہ معاف کرکے اوسکے بلاد کو آسیب نہ پہنچائیں ابھی جواب مکتوب و عریضہ علی خاں
نہیں پہنچا تھا کہ پھر نصیر خاں کا عریضہ آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ فقیر سلطان ہوشنگ کے زمانہ
سے آپ کے خاندان کا مطیع چلا آتا ہے۔ حال میں سلطان محمود شرقی کینہ دیرینہ اور عداوت
قدیم کے سبب سے ولایت کالپی پر چڑھ آیا ہے اور اس دیار پر قبضہ کرلیا ہے مسلمانوں کی عورتوں
کو اسیر کرلیا ہے۔ اور جلاوطن کیا ہے اور چندیری کو چلا گیا ہے سلطان محمود خلجی نے باوجودیکہ
سلطان محمود شرقی کو نصیر خاں کی تادیب کی اجازت دی تھی مگر نصیر خاں کی عجز و انکسار
کے سبب سے ناچار ہوکر دوم شعبان ۸۴۸ھ میں اجین سے چندیری اور کالپی کی طرف متوجہ ہوا
چندیری میں نصیر خاں اس سے ملنے آیا۔ یہاں سے وہ ایرچہ میں گیا شاہ محمود شرقی اس
خبر کو سنکر ملا تو مقابلہ کرنے کے لئے دوڑا۔ دونو لشکر مقابل ہوئے۔ لڑائی ہوئی اور پھر
لشکر اپنے دائرہ کو چلے گئے۔ آخر کو شیخ جمال الدین کی معرفت صلح ہوگئی جسکے
موافق یہ قرار پایا کہ اب آیندہ بادشاہ کی اولاد کا سلطان شرقی متعرض نہ ہو اور پھر کبھی
یہاں اسکا لشکر نہ آئے۔ چار مہینے بعد کالپی اور ایرچہ نصیر خاں کے سپرد کیا جائے سلطان
محمود خلجی منڈو کو چلا گیا سلطان شرقی جونپور میں آیا یہاں سپاہ درست کرکے اوس نے
وہاں کے سرکش زمینداروں کی تنبیہ کی پھر ملک اڑیسہ کی طرف متوجہ ہوا اور اوسکو مغلوب کیا

گذرگاہ پر روکیں جب سلطان حسین شاہ کا لشکر قریب آیا تو بعض امرا کہ محمد شاہ شرقی کی ہمراہ
تھے جدا ہوگئے اور مخالف سے جاملے وہ چند سواروں کو لیکر باغ میں داخل ہوا۔ یہاں دشمنوں
نے اسکا محاصرہ کیا۔ محمد شاہ بڑا تیر انداز قادر تھا اوسنے تیر و کمان ہاتھ میں لئے ملکہ جہاں
بی بی راجی نے اوسکے سلاحدار سے ملکر اوسکے تمام تیروں کی پیکان نکال لئے تھے محمد شاہ
نے ترکش سے جو تیر نکالا وہ بے پیکان تھا ناچار شمشیر ہاتھ میں لی۔ کئی آدمیوں کو مارا۔
ناچار محمد شاہ کے گلے میں مبارک گنگ کے ہاتھ سے ایک تیر لگا اُسی کے زخم سے
مرگیا۔ سلطان حسین نے بہلول سے صلح کرلی۔ دونو نے عہد کیا کہ چار سال تک ہر ایک اپنے اپنے
اپنے ملک پر قائم ہو۔ اور کسی کو یہ تاب نہ ہو کہ اُسنے پہلے محمد شاہ سے ملا تھا وہ قطب الدین خاں
دلاسے دینے سے سلطان بہلول سے مل گیا۔ سلطان حسین نے قنوج سے کوچ کیا اور جب
حوض برمہ پر آیا تو اوسنے قطب خاں لودہی کو جونپور سے طلب کرکے اسپ و خلعت دیکر اعزاز و اکرام
کے ساتھ بادشاہ بہلول پاس بھیجدیا۔ بادشاہ بہلول نے اوسکے عوض میں جلال خان کو
تعظیم و تکریم سے خوشدل کرکے شاہ حسین شرقی کی خدمت میں بھیجدیا۔ پھر ہر ایک بادشاہ
اپنے اپنے مقاموں میں چلے گئے شاہ محمد شاہ شرقی کی مدت سلطنت پانچ مہینے تھی۔

سلطنت سلطان حسین شاہ بن محمود شاہ شرقی

اوپر بیان ہوا کہ سلطان حسین شاہ بھائی کی جگہ بادشاہ ہوا اور سلطان بہلول سے
صلح کرلی۔ اب وہ جونپور میں آیا۔ بھائی کے معاملہ سے متنبہ ہوکر تھوڑے دنوں میں جو سردار
صاحب داعیہ تھے اونکو حکمت و تدبیر سے قید کیا اور تین لاکھ سوار اور چودہ سو ہاتھی لیکر
ملک اڑیسہ کی طرف متوجہ ہوا۔ راستہ میں ترہت کو ویران کیا۔ اسمیں آبادی کا نشان نہ
چھوڑا۔ ولایت اڑیسہ میں آیا تو اطراف و جوانب میں سپاہ کو تاراج کے لئے مامور کیا۔ راےاڑیسہ
حیران تھا کہ کیا کروں بجز عجز و انکسار و بیچارگی کے ہکا فریاد رس کوئی نہ تھا۔ سلطان کی
خدمت میں وکیل بھیجا۔ اطاعت و مال گزاری کا اظہار کیا۔ سلطان نے اس ملک کی تسخیر سے

مخالفت ایسی کرتی ہیں کہ مجھے اون کے قتل پر دست قدرت نہیں جب محمد شاہ پاس نوشتہ آیا تو اوسنے
جونپور سے اپنی والدہ کو اس بہانہ بلایا کہ میرے بہائی حسن خان سے صلح کرلو کہ میں اوسکو ولایت کا کوئی
حصہ دیدوں بی بی راجی اس فریب میں آکے آگئی جونپور سے روانہ ہوئی۔ کوتوال محمد شاہ نے فرمان کے
بموجب حسن خان کو قتل کر ڈالا بی بی راجی نے حسن خان کی ماتم داری قنوج میں کی اور یہیں ٹہر گئی
محمد شاہ شرقی پاس نہ آئی محمد شاہ نے والدہ کو لکہا کہ اور شاہزادوں کی حالت بہی ایسی ہی ہوگی بہتر
یہ ہے کہ سب کی ماتم داری اکٹھی کرلیں۔ ایکدن محمد شاہ کے بہائیوں شاہزادہ جلال خان و حسین خان
نے سلطان شہ و جلال خان اجودہنی کے ساتہہ متفق ہوکر محمد شاہ سے عرض کیا کہ بادشاہ بہلول
کا لشکر شبخون مارنے کا ارادہ رکہتا ہے پس حکم شاہی سے شاہزادہ حسین خان و سلطان اجودہنی تیس ہزار
سوار اور ایک ہزار ہاتھی لیکر دشمن کی سر راہ روکنے کے بہانہ سے لشکر شاہ سے علیحدہ ہوئے
اور جہرنہ کے کنارہ پر جاکر ٹہیرے بادشاہ بہلول لودی نے اونکے آنے کی خبر سن کر
اونکے مقابلہ کے لئے فوج بہیجی۔ شاہزادہ حسین خان یہ چاہتا تہا کہ جلال خان کو جو لشکر
میں رہ گیا تہا ساتہہ لے لے اوسکی طلب میں آدمی بہیجے۔ اس اثنا میں سلطان شہ نے
کہا کہ توقف کرنا مصلحت نہیں ہے جلال خان پیچھے آن رہے گا وہ باگ موڑکر قنوج
کی طرف چلے اور سلطان بہلول کی فوج جو مقابلہ کرنے کے لئے آئی تہی وہ اونکی جگہ چلی گئی
شاہزادہ جلال خان جو حسین خان کی طلب کے موافق لشکر محمد شاہ سے آیا تہا وہ جہرنہ کی
طرف روانہ ہوا اور بہلول کی فوج کو حسین خان کی فوج سمجہا جب وہ نزدیک آیا تو بہلول
کی فوج نے اوسکو گرفتار کیا۔ اور سلطان کے روبرو لائی۔ اوس نے قطب خان کے عوض میں
اوسے قید کیا محمد شاہ میں تاب مقاومت نہ تہی وہ قنوج کو چلا سلطان بہلول نے آب گنگ
کے کنارہ تک اوسکا تعاقب کیا اور اوسکا کچہہ مال اسباب لوٹ لیا۔ اور دہلی مراجعت کی
جسوقت حسین خان بی بی راجی کے پاس آیا۔ اور والدہ اور اعیان دولت شرقیہ کی
سعی سے اوسنے تخت پر جلوس کیا اور سلطان حسین شرقی خطاب ہوا۔ اور اوسنے ملک مبارک
[illegible]

جب وہ دہلی سے تہوڑی دور رہا تو شاہ بہلول لودی نے پیغام بہیجا کہ اگر شاہ میری تقصیرات کو معاف کر دے اور اپنے حال پہ مجھے چھوڑ دے تو میں ایک دن بادشاہ کے کام و نگار
مگر دولت غرقیہ کا وقت آگیا تہا۔ شاہ شرقی نے شاہ دہلی کے عجز کی قدر نہ کی اور اس نعمت کو چشم حقارت سے دیکہا جواب ناصواب دیا۔ اور پیشتر سے بیشتر قدم بڑہایا جب سلطان بہلول نے مقابلہ و مقاتلہ کیا تو لڑائی کے بعد پہر شاہ جونپور کو شکست ہوئی اور پہر تیسری مرتبہ شاہ شرقی سامان کر کے آیا تو بھی ہزیمت پائی اور چوتھی مرتبہ میں تو یہ نوبت آئی کہ شاہ شرقی گھوڑے سے گرا اور بہاگا۔ اسکا حال بادشاہان دہلی کے طبقہ میں بیان ہوا کہ سلطان بہلول لودی کے قبضہ میں جونپور آیا۔ سلطان حسین اپنی ممالک کی غایت انتہا پر بہاگا اور تھوڑی سی ولایت پر جسکا محصول پانچ کروڑ دام تھے قناعت اختیار کی اور سلطان بہلول باوجود قدرت مروت کے سبب سے اوسکا متعرض احوال نہ ہوا جونپور کی حکومت اپنے بیٹے باربک شاہ کو سپرد کی اور تمام ان ممالک پر اپنا قبضہ کیا اور انکا انتظام کیا۔ جب بہلول لودی کا انتقال ہوا شاہ حسین شاہ شرقی نے فتنہ برپا کیا اور باربک شاہ کو لشکر کے ساتھ دہلی اس ارادہ سے لے گیا کہ سلطان سکندر لودہی سے سلطنت چہین لے لیکن جب لڑائی ہوئی تو باربک شاہ کو شکست ہوئی اور وہ جونپور بہاگا۔ بادشاہ سکندر لودی نے جونپور پر قبضہ کیا اور سلطان حسین شاہ شرقی کا تعاقب کیا۔ یہی خمیر مایہ فساد تہا لڑنے کے بعد اوسکو اس گوشہ سے بہی نکالا۔ جس میں وہ رہتا تہا۔ وہ پریشان حال شاہ جلال الدین شاہ فرمانروائے بنگالہ پاس گیا۔ علاء الدین نے اوسکے لئے اسباب فراغت مہیا کیا اور اوسکی خاطرجوئی میں تقصیر نہیں کی۔ پہر شاہ حسین نے کوئی تردد نہ کیا اس خاندان کا خاتمہ ۸۸۱ھ میں ہو گیا۔ ۱۹ سال سلطان حسین نے سلطنت کی بنگال میں چند سال زندہ رہ کر وفات پائی فقط

سلطان جونپور میں چلا آیا۔ اوسنے ۸۷۱ھ میں قلعہ بنارس کی مرمت کی وہ خراب ہو رہا تھا
اور اسی سال میں اوسنے بزرگ سرداروں کو گوالیار کی تسخیر کے لیئے بہیجا اونہون نے
جاکر محاصرہ کیا۔ راے گوالیار طول محاصرہ سے عاجز ہوا اور سلطان حسین کا مطیع ہو گیا۔
جب اوسکی شوکت واستقلال حد سے گذرے تو اوسنے اپنی بیوی کے اغوا سے ۸۷۸ھ میں
۱۴۷۳
دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ یہ بیوی اوس کی سلطان علاء الدین کی بیٹی تھی وہ دہلی کی سلطنت
کو اپنا حق سمجھتی تھی حسین شاہ ایک لاکھ چالیس ہزار سوار اور چودہ سو ہاتھی لے کر اوس طرف
متوجہ ہوا۔ بادشاہ بہلول نے سلطان محمود خلجی پاس ایلچی بہیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر آپ امداد کے
قصد سے تشریف لائیں تو قلعہ بیانہ آپ کو دیدیا جائیگا۔ ابھی شادی آباد منڈو سے جواب آیا
تھا کہ شاہ حسین شرقی حوالی دہلی پر بالتمام متصرف ہو گیا۔ سلطان بہلول نے عجز و زاری
کے ساتھ پیغام بہیجا کہ بلاد دہلی آپ سے تعلق رکھتی ہے اگر اصلی دہلی کے گرد ملک ہمارہ اہتمام
کر دہ میرے لئے چھوڑ دیجئے تو میں آپ کے نوکروں میں داخل ہوتا ہوں اور اس بلدہ میں
آپ کی طرف سے حکومت کرونگا سلطان حسین نے اپنے غرور و تکبر کے سبب سے اوس کی
عرض کو نہ سنا۔ بادشاہ بہلول ناچار ہو کر اٹھارہ ہزار سوار افغان لے کر دریا کے کنارہ
پہ سلطان حسین کے سامنے بیٹھا۔ دریا حائل تھا اسلیئے کچھ دنوں لڑائی نہ ہوئی۔ سلطان حسین
کی سپاہ ملک کو تاخت کرنے گئی ہوئی تہی۔ شاہ دہلی نے اوسکو غنیمت جان کر عین موسم گرما
میں جس جگہہ دریا پایاب تھا وہاں سے عبور کیا مخبرون نے شاہ حسین کو اوسکی خبر کی مگر وہ
غرور کے نشہ میں ایسا مست تھا کہ اوسنے کچھہ نہ سنا دہلی کا لشکر دریا سے اوترکر اوس کے لشکر
لوٹنے لگا حسین شاہ کی بے شعوری کے سبب سے امرا اور سپاہ نہایت غفلت میں تھے
وہ سراسیمہ ہوئے اور چھوٹے بڑے سب بہاگ نکلے سلطان حسین کو سوار بہاگنے کے کچھہ
اور نہ بن پڑا ملکہ جہاں اور تمام اہل حرم گرفتار ہوئے سلطان دہلی نے حق نمک کا خیال
کرکے ان سبکو اعزاز و اکرام کے ساتھ سلطان حسین پاس بھیجدیا۔ لیکن ملکہ جہان جب
حسین شاہ پاس گئی تو پہر اوسکو دہلی کی تسخیر پر آمادہ کیا وہ دوبارہ دہلی کی طرف متوجہ ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ دکھن یا دکن

کشور ہند کی سرزمین کا بیان کرکے ہم بتاتے ہین کہ مسلمان اسکے دو حصے ہندستان
اور دکن کس طرح کیا کرتے تھے اب تک ہماری تاریخ کا زیادہ تر حصہ ہندوستان مین
مسلمانون کی عملداری کو بیان کرتا ہے اب ہم جداگانہ دکن مین بتلائینگے کہ
مسلمانون نے اپنا عمل دخل کیونکر پیدا کیا اور ہندوستان کے پادشاہون سے کیا
کیا اسکے معاملات اکبر کے عہد تک ہوئے —

سرزمین ہند کا بیان

خلاصہ جہان ہندوستان عجب ایک نکیلا جوان ہے کہ شمال مین اپنے سر پر
کوہستانی کلاہ کج لگا رکھی ہے آسمین شکنین ایسی ڈال رکھی ہین جنمین سے غیر قومین آئین
آئین سے بعض نے تو اُسکے سر پر دھولین لگائین اور اسکے دولت و مال کو لوٹ کر سر پر
جوتیان لگاتی ہوئی پھر چلی گئین بعض قوم مین سر سہلاتی ہوئی آئین اور اس مین اپنے تئین
آباد کیا اور اسکو سرسبز و شاداب کیا۔ غرض کچھ نہ کچھ فائدہ اسکو پہنچایا۔ شمال مین [illegible]
یہ کلاہ پہن رکھی ہے اور جنوب مین اپنے پاؤن کی جوتی کی نوک سمندر مین ڈبو رکھی
اور اُس جزیرہ سے پابوسی کرا رکھی ہے جسمین چھوٹے سے چھوٹا وہ بھی پاؤن [illegible]
مغرب مین سمندر سے ہم آغوشی کر رکھی ہے جیسا کہ سر کی طرف سے وہ آدمیون [illegible]

گورنمنٹ کی توجہ اسپر جیسی اب ہے برابر چلی گئی تو وہ اس خیال کو حال [illegible] دیا
اس کشور ہند کو مسلمان دو حصون مین تقسیم کرتے تھے۔ ہندوستان۔ دکن۔
ہندوستان کے یہ حصے تھے۔ پنجاب جو سندھ اور ستلج کے درمیان ہے دہلی سے
بنارس تک ملک بہار۔ بنگال۔ اڑیسہ۔ انہین آخر ملکون کو مشرقی صوبے بھی کہتے
دکن شمالی ضلاع سے مشرق مین دریاے نربدا سے مغرب مین دریاے مہاندی سے
جدا ہوتا ہے اور اسکے دریاؤن کا نظام ہی جدا ہے وہ ایک مثلثی جزیرہ نما ہے
جسکی سطح ڈھلوان ہی مغرب مین وہ ایسی بلند ہے کہ اکثر دریاے عظیم اسکے مشرق کی طرف
بہکر خلیج بنگال مین بہتے ہین مغرب مین اسکے متصل پہاڑ ہین اور مشرق مین بھی پہاڑ
ہین مگر متصل نہین یہ دونو کوہستانی سلسلے مشرقی و مغربی اپنی چوٹی دود ابتابر
ملاتے ہین سلسلہ مشرقی جسکو مشرقی گھاٹ کہتے ہین اسکے پاؤن سے چند میل کے فاصلہ پر
بحر عرب ہے۔ دکن ایک وسیع ملک ہے وہ خط استوا سے آٹھ درجون مین پھیلا ہے
اسکا سب سے زیادہ عرض آٹھ سو میل ہے۔ اسمین دریاے نربدا آٹھ سو میل کے قریب
بہتا ہے مگر ایسا کوہستانی اور تیز روان ہے کہ نہ زراعت کے لئے نہ آبپاشی کے
واسطے انسان کے کام مین آتا ہے۔ نربدا کے جنوب مین اسکے متوازی ایک دریاے
تاپتی ہے اور اسکے جنوب مین ایک اور سلسلہ پہاڑون کا ہے جسکو ست پڑا کہتے ہین
یہی دو دریا دکن کے ہین کہ خلیج بنگال مین نہین گرتے۔ مہاندی غایت شمال مین ہے
گوداوری اور کرشنا بھیما۔ تنبدرا۔ کاویری یہ اور دریا ہین۔

ہندوؤن کی عملداری کا بیان

ہندوستان ہو یا دکن دونو کی قدیمی زمانہ کی تاریخین تاریکی مین ہین مگر [illegible]
سے کشور ہند کے کچھ تاریخی حالات معلوم ہوئے انسے معلوم ہوتا ہے کہ شمال ہند
مین موریا کا بڑا ابنس سلطنت کرتا تھا اور دکن مین ان بنسون کا راج تھا کہ مدورا مین
پانڈیان غایت جنوب مین حکومت کرتے تھے انکے شمالی اور مشرقی اضلاع مین

اپنی زمین مین آباد کرتا تھا۔ ایسا ہی اپنی ان بغلوں کے تلے سے اپنے باشندون کو نکال کر لنکا۔ برہما۔ سیام۔ کمبوڈیا اور جزائر منطقہ حارہ مین آباد ہونے کے لئے بھیجتا تھا۔

جغرافیہ دان کشور ہند کو ایک مثلث جزیرہ نما بتاتے ہین جسکا طول بلاد مشرقی ۶۸ درجہ و ۹۲ درجہ کے درمیان واقع ہے اور عرض بلاد شمالی ۳۶ درجہ ۸ درجہ کے درمیان ہے اس مثلث کا قاعدہ بڑا سلسلہ پہاڑون کا ہے جو بلندی مین دنیا مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور جسکی دو متوازی دیوارون مین و تیز رو دریا کے سلسلے مشرق اور مغرب مین بڑے جوش و خروش سے نکلتے ہین اور پہاڑون سے نیچے اُتر کر اپنی آہستہ شاہانہ رفتار سے ہرطرف بہتے ہین اور ایک ہاتھ کی طرف خلیج بنگال مین اور دوسرے ہاتھ کی طرف بحر عرب مین جا ملتے ہین۔ انکے طول اتنے لمبے ہین اور وہ اس قدر زمین کو سیراب کرتے ہین کہ انکا جواب دنیا مین نہین وہ بڑی بڑی فراخ زمینون کو اوپر سے مسالہ ڈھو کر بناتے ہین۔ ان دریاؤن کی جنم بھوم کا نام ہمالیہ (برف یا سردی کا گھر) ہے جسکے عرض کا تخمینہ دو سو میل اور طول کی غایت نہایت پندرہ سو میل ہے۔ ہمیشہ اسکی بلند چوٹیان برف سے پوشیدہ رہتی ہین۔ ہندوستان کے لئے یہ ہمالیہ نعمت عظمیٰ ہے۔ موسم گرما مین اسکی برف پگھلنے سے دریاؤن مین پانی بھرا رہتا ہے۔ یہ برف ہوا کی گرمی کو کم کرتی ہے۔ اسمین سے دریا بہتے ہین اور اس طرح بہتے ہین کہ اُن مین سے نہرین کٹ کٹ کر ساری زمینون کو سیراب کر سکتی ہین اور قحط کی آفات کو کم کر سکتی ہین۔ قحط سے زیادہ سخت بلا ہندوستان کے لئے کوئی نہین ہے۔ خیالی حساب یہ لگایا گیا ہے کہ ہندوستان مین قدرتی پانی اس قدر ہے کہ اگر انسان اُسکو اپنی صنعت کاری سے اپنے کام مین لائے تو اس ملک کی پیدا وار کو چودہ گنا کر سکتا ہے یہ پہاڑ ہین داتا ان داتا آپ ایسے ہو سکتے ہین کہ اپنے جیسے چودہ ملکون کو پال سکتے ہین۔

که کیونکہ انھون نے ابھی پھول کھاتے ایسی سلطنت پر ترقی کی مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ
دکنی سلطنتوں مین سے ایک عالیشان سلطنت سنہ [illegible] مین تھی۔ جب شمال ہند
چلوکا قوم نے نقل مقام دکن مین کیا ہے۔

شمالی ہند مین سنہ ۱۸۴ ق ع مین موریا بنس کے بعد سنگ بنس کا اقبال چمکا اور بعد اس کے
سنہ ۷۲ قبل از ع کنوکا بنس اقبالمند ہوا۔ ان راجاؤن کا آخر راجہ مارا گیا اندھرا
یا اندھر بیر بنا اسکا جانشین ہوا اور سنہ ۲۷ قبل از عیسیٰ سے سنہ ۲۳۶ ع تک سلطنت کی وہ
بودھ تھے اور انھون امراؤتی مین سنگ مرمر کا ستوپا بڑا شاندار بنایا اسی زمانہ کے
قریب یعنی پانچوین عیسوی صدی مین مغربی دکن مین چلوکا کی سلطنت کا اقبال چمکنا
شروع ہوا اور قدیمی چلوکا کے متعلقات مین ان قومون کا ذکر سننے مین آیا۔
نل (غالباً ساحل مغربی کی ایک قوم) اور موریا (قدیمی موریا کی اولاد) جو کونکو
کے ایک حصہ مین رہتی تھی۔ سندرک و مائنگ (بظاہر وحشی قوم ہین یعنی اصلی باشندے)
کیچ جور۔ میسور کے گنگا اور آلوپ یا آلودا ایک قوم یا بنس جو بظاہر حال کے بمبئی احاطہ
کے جنوب مغرب یا جنوب مین رہتا تھا۔ قدیمی چلوکا زمینین پن کیا کرتے تھے ان کے
ان عطیون مین ان قومون کا بھی نام آیا ہے لاٹ (بمبئی کے لاٹ دیس کے باشندے)
مالو (مالوہ) گرجر (گجرات) کی بعض اور قومین۔

ساتوین صدی کے شروع مین چلوکا نے اپنے تئین ان دو شاخون مین منقسم کیا۔ ایک شاخ
مشرقی دوسرے شاخ مغربی۔ مشرقی شاخ نے پالو راجاؤن سے وین جی کا ملک کہ
کرشنا اور گوداوری کے درمیان واقع ہے چھین لیا اور اس مین آباد ہو کر
سنہ ۱۰۷۰ تک فرمان روائی کرتے رہے۔ دوسری شاخ مغربی اپنے اصلی وطن مغربی
دکن مین آباد رہی۔

سنہ ۶۲۹ سے سنہ ۶۴۵ تک ایک چینی سیاح ہیون تھسانگ نے سیاحی کی وہ اس
ملک کا حال اپنے زمانہ کا اس طرح بیان کرتا ہے که کدمب نے آگے قدم بڑھاتا

چولا حکومت کر لیتے تھے اور شمال مغرب کے اضلاع مین چیرا (کیرل) سنہ ۲۰۰ پیشتر از
حضرت عیسیٰ دکن کی مملکت کی یہ صورت تھی - یہ تحقیق معلوم ہے کہ سنہ ۳۲۵ مین سہیا
فرمانروا تھے اور پانڈیان میگاس تھنیز کے زمانہ مین حضرت عیسیٰ
سے سنہ ۳۰۲ پہلے موجود تھے اور یہ امر تحقیق بھی ہے کہ چولا اور کیرل (چیرا) کا
ذکر اسوکا کی کتابون مین سنہ ۲۵۰ قبل از حضرت عیسیٰ موجود ہے تو اس سے ثابت ہوتا
ہے کہ وہ اس زمانہ سے پیشتر موجود تھے - مگر دکن کی سلطنت کی زبانی حکایات مین
پانڈیان و چولا و چیرا کی سلطنتون کے ذکر سے پہلے کسی اور قوم کی سلطنت کا ذکر نہین
آیا اور یہ تینون سلطنتون ہم زمانہ بیان کی جاتی ہین اور ہمکو تحقیق معلوم ہے سنہ ۳۰۲
قبل از حضرت عیسیٰ پانڈیان کی سلطنت تھی اسلئے ہم اس زمانہ مین چولا اور چیرا کی
سلطنت کو صحیح طور پر مقرر کرسکتے ہین - کل شرقی کنارہ پر گھاٹ کے نیچے چیرا آباد تھے -
اور غالباً یہ ہے کہ کل مشرقی کنارہ کا طول تقریباً انہی سے آباد تھا مگر اس زمانہ سے پہلے
کی کوئی شہادت ایسی نہین ہے کہ جس سے یہ بات ثابت ہو کہ دکن
مین کس سلطنت کا وجود تھا یہ ممکن ہے کہ تمام ملک ویران ڈنڈکا رنیا ہو یا
جس مین چند وحشی آدمی اپنے قبیلون کے سردارون کے ماتحت مین رہتے ہون
تاریخ کے طالب علمون کو یہ یاد رہے کہ جو رقبے کہ مزروعہ اور آباد ہین
وہ پہلے بالکل ویران اور غیر آباد تھے - صرف کوہستانی قطعات جنگلی اور وحشی جانورون
کے مسکن تھے - مگر یہ بھی بھولنا نہین چاہیئے کہ مذہبون کے افسانون مین سلطنت کلنگا
کے موجود ہونے کا ذکر آتا ہے -
اسوکا کے زمانہ سے کچھ عرصہ کے بعد مشرقی ساحل پر پلو قوم بہ تدریج ایسی بڑھی
کہ انھون نے اپنی بڑی سلطنت قائم کر لی اور تجارت کو غیر قومون کے ساتھ بڑھا لیا
چولا اور انکے ہمسایہ کی سلطنتین ایسی ڈرنے لگین کہ انکے پاس مشرقی ساحل کبھی ورم سے
زیادہ محدود و تنگ ملک تھا - زمانہ حال مین کوئی بھی شہادت نہین ہے کہ جس سے معلوم

حکومت کی جو بلیاتم کے ضلاع کے مشرق مین ساحل پر تھے اگرچہ وہ مطلق العنان اور
قوی تھے مگر ایک چھوٹی سی ریاست ہوئیسال بلال کی ایسی بڑھ گئی تھی کہ اُس کے
حملون کا اثر اسپر بھی پہنچنے لگا تھا اور اُس نے اپنے گرد نواح کی سلطنتون کو غارت
کرکے الٹ پلٹ کر دیا تھا۔

سنہ ۱۰۲۳ء مین چولا اور چلوکاؤن کے خاندان مین باہم شادی بیاہ کے ایسے
رشتے ہوئے کہ چولا کے فرمان دہ کو کل مشرقی چلوکاؤن کی سلطنت ہاتھ لگ گئی
اسکے بعد سنہ ۱۰۶۲ء اور سنہ ۱۱۱۳ء مین یہ ہوا کہ راجھندر کلوٹ ونگا جو راجہ مذکور کا جانشین ہوا تھا
اُسنے پلوون کی سلطنت کو بالکل مغلوب کرکے اپنی مملکت مین شامل کر لیا۔ راجھندر نے
پانڈیان کے ملک کو بھی فتح کر لیا اور فرمان رواؤن کا ایک نیا خاندان یعنی چولا
پانڈیان مدورا مین قائم کیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ہوئیسال بلالون نے کونگو
راجاؤن کے راج کو تیس نیس کر دیا اور انکا سارا ملک لے لیا۔ جس سے دکن مین معاملات
ملکی مین ایک زلزلہ پڑ گیا۔ جسکا آخر کو انجام یہ ہوا کہ تھوڑے عرصہ کے لیئے چولاؤن
کو سلطنت عامہ ہاتھ آگئی انکو ہوئیسل بلالون نے میسور مین گھاٹون مین روکا۔

تیرھوین صدی کے آخر مین اس آخر سلطنت نے کدمبون اور کال چوریون پر
فتح حاصل کرکے اپنی سلطنت کی شان و شوکت کو بہت بڑھا لیا۔ سنہ ۱۱۹۰ء مین مغربی
چلوکاؤن کی سلطنت کو کچھ تو کدمبوں کے ساتھ لڑائی نے اور کچھ بلالون کی ترقی
نے بالکل نیست و نابود کر دیا اس سبب سے بھی چولاؤن کی سلطنت کو رونق ہو گئی
کچھ تھوڑے عرصہ کے بعد چولاؤن کے ہاتھ تلے سے شمالی ملک نکل گیا اسکو ورنگل کے
گنپتیون نے لے لیا۔

تیرھوین صدی مین دکن مین تین بڑی سلطنتین تھین چولاؤن کی اور پانڈیاؤن
کی اور بلالون کی۔ اول دو سلطنتین ضعیف ہوتی جاتی تھین اور تیسری سلطنت
جلد جلد قوت پکڑتی جاتی تھی۔ گھاٹون سے بلال لوگ اترتے تھے اور میدا

شروع کیا۔ کانجی کے فرمان روایون کو لڑ لڑ کر شکستین دی تھین اور انہون نے ہمیشہ چلوکا کے [illegible] اور
ہمسایون سے فساد وعناد کا ہنگامہ گرم کیا انکا ملک دکن مین جنوب مغرب اور شمال مین مشہور
تھا۔ اس زمانہ کے راشٹر کوٹ نے چلوکا کی سخت مزاحمت کی۔ یہ تحقیق نہین معلوم کہ یہ
راشٹر کوٹ آریا چھتری یعنی راجپوت تھے جو شمال سے مثل چلوکا کے نقل مکان کرکے
چلے آئے تھے۔ یا دریوڈی بنس کے تھے جنکو چلوکا نے مغلوب کرنیکے بعد اپنے مین ملا لیا
تھا فقط راشٹر کوٹ جو لڑائیان لڑے انکا نتیجہ یہ ہوا کہ دو صدیون مین یعنی سنہ ۷۵۰ء
سے ۹۷۳ء تک) مغربی چلوکا بالکل مغلوب ہوگئے اور راشٹر کوٹ کی قوت و قدرت
بہت جلد زیادہ بڑھ گئی۔ تو راشٹر کوٹون نے جنوب مین فتح کرنے کی کوشش نہین کی
انکو سنہ ۹۷۳ء مین مغربی چلوکاؤن نے بالکل غارت و تباہ کر دیا۔ دفعتًہ ان مغربی
چلوکاؤن کا عروج ہوگیا۔ راشٹر کوٹون کے مغلوب و تباہ ہونے سے رٹ
مہا منڈلیسون کے بھی دن پھر گئے کہ انھون نے بھی اپنا جلوہ دکھایا۔ اور اپنے خاندانون کو
سنہ ۱۲۵۰ء تک صحیح و سالم رکھا اسی زمانہ کے قریب سلاہار اور سنڈا کی قومین نمودار ہوئین
اور رٹ کی طرح انھون نے بھی اپنے خاندانون کو مطلق العنان بنایا اور کئی صدیون تک
انکو قائم رکھا۔ سنہ ۱۲۶۰ء مین دیوگیری کے یدوون نے سلاہار کو تباہ کیا سنہ ۱۲۸۲ء و ۳ سے
سنڈا کا نام نہین سنا گیا۔

گیارہوین صدی کے وسط مین دفعتًہ جب چلوکاؤن کا اقبال یاور ہوا ہے اسکے
دو تین برس پہلے کا تاریخی حال دکن کا بہت کم معلوم ہے اس صدی کی ابتدا مین مشرقی
چلوکا بالکل اس ملک کے مالک تھے جو ساحل مشرقی پر حدود اڑیسہ سے جنوب مین پالو
ملک کی حد تک پھیلتا ہے۔ پالو کی سلطنت بڑی زبردست تھی۔ اسکا ساحل پر
قبضہ وہان سے تھا جہان وہ چلوکا سے ملتا ہے چولا کے ملک شمالی حد تک یعنی
شہر کانجی کے جنوب تک چولا اور پانڈیان مین سے ہر ایک اپنی حدود کے اندر رہا
تھے قدم باہر نہین نکالا۔ مگر کوکن کے فرمان روا ہون نے قدیمی چیرا کے ملک پر

ساتھ کی۔

دکن کو پھر ۱۳۰۹ء سنہ مین سلطان علاءالدین نے ملک کافور کو بھیجا کہ ورنگل کے کہتی راجہ رودر دیو کو مغلوب کرے۔ رودر کا عرف پرتاب رودر دوم ہے اس مہم مین ملک کافور کامیاب ہوا ورنگل کو اسنے فتح کر لیا۔ راجہ نے شرائط کے ساتھ صلح کر لی۔ اسکا بیان حضرت امیر خسرو نے تاریخ علائی مین بہت اچھی طرح کیا ہے۔ دوسرے سال پھر ملک کافور دوارسمدر کے مغلوب کرنے کے لیئے بھیجا گیا۔ یہ مستعد سپہ سالار بہت جلد دیوگری مین گذرتا ہوا ساحل ملیبار پر پہنچا۔ اس مہم کی یادگار مین سیت بن رامیشور مین مسجد تعمیر کی اسنے دوارسمدر کو حملہ کرکے لے لیا۔ نہایت مشہور بل بیدو کی مندر کو لوٹا اور دہلی چلا آیا۔

۱۳۱۲ء سنہ مین دیوگری کے ہندوؤن نے پھر فساد مچایا۔ رام دیو کا بیٹا سنکر یہان راج کرتا تھا اسکے مطیع کرنے کے لیئے ملک کافور پھر بھیجا گیا۔ لڑائی مین پھر مسلمانون کو فتح ہوئی اور اس مین راجہ کی جان گئی۔ چار سال بعد سلطان علاءالدین نے انتقال کیا اور ملک کافور قتل ہوا۔

۱۳۱۸ء سنہ مین دہلی کا بادشاہ مبارک خلجی ہوا اوّل کام اسکا یہ تھا کہ تیسری دفعہ دیوگری سے ہنگامۂ رزم کو گرم کرے۔ اسنے ہرپال دیو کو پکڑ لیا وہ رام دیو کا داماد تھا۔ اسکی زندہ کھال اتروائی۔ حضرت امیر خسرو نے نہ سپہر مین یہ حال مفصل لکھا ہے کہ خسرو خان عرف ملک خسرو نے کس طرح راجہ ورنگل کو شکست دی۔ مگر تاریخ فرشتہ مین اسکا ذکر نہین ہے مگر یہ لکھا ہے کہ راجہ تلنگ مین ورنگل مین گیا اور اطاعت اختیار کی۔ آخر مین یہ لکھتا ہے کہ مسلمانون کو فتح ہوئی اور وہ راجہ کا تمام مال اسباب منقولہ لے کر واپس چلے آئے۔

۱۳۲۱ء سنہ مین مبارک کو ملک خسرو نے قتل کیا اور ملک خسرو کو غازی خان تغلق حاکم لاہور نے مار ڈالا اور وہ ارکان سلطنت کے انتخاب سے غیاث الدین کے لقب سے بادشاہ ہوا

ساتھ مذاق کرتے تھے اور پرانے بتون کو تیس نیس کرتے تھے کہ دکن مین مسلمانون کی
قوت کا ظہور ہوا جسنے ہندؤن کی ساری سلطنتون کو خاک مین ملا دیا اس مختصر بیان کو غور
کے ساتھ پڑھو تو خوب سمجھ مین آئیگا ۔

دکن اور دہلی کے مسلمانون بادشاہون کا بیان اس زمانہ تک کہ مسلمانون کی جدا جدا
سلطنتین قائم ہوئین۔ اگرچہ ہمنے دہلی کے بادشاہون کے ذکر مین انکی مہمات دکن کا بیان
لکھ دیا ہے مگر اب ایک مختصر بیان ان مہمات کا تاریخ دکن مین مقدمہ کے طور پر لکھتے ہین۔
چلاچوری کے مغلوب ہونے کے بعد انکی سلطنت کا جنوبی حصہ ہوے سل بلالون کے اور دوار سمدر
کے یدوؤن کے ہاتھ آیا اور شمالی حصہ پر ایک اور یدو کا خاندان قابض ہوا جنہون نے آخر
مین اپنا دار القرار دیوگری (مسلمانون کا دولت آباد) ٹھیرایا۔ یہان رامچند جسکو رام دیو
بھی کہتے ہین ۱۲۷۱ سے ۱۳۰۹ء مین راج کرتا تھا اور اسکی مملکت مین زمانہ حال کی احاطہ بمبئی کا سارا
وسط وجنوب کا ملک شامل تھا۔ ۱۲۹۴ء مین دہلی کے بادشاہ سلطان جلال الدین خلجی کے بھتیجے
سلطان علاء الدین خلجی نے دکن پر حملہ کرنے کے لئے بسم اللہ پڑھی تھی اسنے رام دیو پر حملہ
کیا راجہ شکست پاکر قلعہ دیوگری مین بھاگ گیا۔ اسکا شہر سارا لٹ گیا۔ رام دیو نے صلح کا
پیغام بھیجکر علاء الدین کو مراجعت پر راضی کرلیا۔ مگر اسکا بیٹا بہت سا لشکر لیکر دار السلطنت
مین آگیا۔ پھر لڑائی ہوئی جس مین مسلمانون کو فتحیابی ہوگئی۔ پھر رام دیو نے پہلی کی نسبت
سخت شرائط پر صلح کرکے فتحمندون کو مراجعت پر راضی کرلیا۔ ۱۳۰۶ء مین رام دیو نے خراج
کے ادا کرنے سے انکار کیا۔ اب علاء الدین خود دہلی مین بادشاہ ہوگیا تھا۔ اسنے اپنے
ایک نہایت عمدہ غلام خواجہ سرا ملک کافور کو ایک لاکھ سوار دیکر بھیجا کہ دکن کو مفتوح کرے
وہ دیوگری مین آیا۔ رام دیو مین مقابلہ کی قوت نہ تھی اس لئے اسنے اطاعت اختیار کی
اور ۱۳۰۷ء مین خود دہلی گیا جہان اسکا اعزاز واحترام ہوا اور اسکے ساتھ یہ فیاضی
کی گئی کہ اسکا ملک اسی کو پھر دے دیا گیا وہ ابھی آخر عمر تک خراج دیتا رہا۔ ۱۳۰۹ء
مین ملک کافور جب ورنگل کو فتح کرنے آیا ہے تو اسکو مہمانداری بہت تپاک [illegible]

نمبر	اسمائے سلاطین	مدت سلطنت	تاریخ وفات
۱	علاء الدین حسن شاہ گانگوئی بہمنی -	۷۴۸ھ/۱۳۴۷ — ۱۳۵۸	۱۰ فروری ۱۳۵۸ء
۲	محمد شاہ اول -	۷۵۹ھ/۱۳۵۸ — ۱۳۷۵	۲۱ مارچ ۱۳۷۵ء
۳	مجاہد شاہ -	۷۷۶ھ/۱۳۷۵ — ۱۳۷۸	۱۴ اپریل ۱۳۷۸ء
۴	داؤد شاہ -	— ۱۳۷۸	۱۹ مئی ۱۳۷۸ء
۵	محمود شاہ اول	۷۸۰ھ/۱۳۷۸ — ۱۳۹۷	۲۰ اپریل ۱۳۹۷ء
۶	غیاث الدین -	+ — ۱۳۹۷	۱۵ نومبر ۱۳۹۷ء
۷	شمس الدین شاہ -	— ۱۳۹۷	۱۵ نومبر ۱۳۹۷ء
۸	فیروز شاہ -	۸۰۰ھ/۱۳۹۷ — ۱۴۲۲	۱۵ ستمبر ۱۴۲۲ء
۹	احمد شاہ ولی (خانخانان) -	۸۲۵ھ/۱۴۲۲ — ۱۴۳۵	۱۹ فروری ۱۴۳۵ء
۱۰	علاء الدین شاہ دوم -	۸۳۸ھ/۱۴۳۵ — ۱۴۵۷	۱۴۵۷ء
۱۱	ہمایون ظالم -	۸۶۲ھ/۱۴۵۷ — ۱۴۶۱	۳ ستمبر ۱۴۶۱ء
۱۲	نظام شاہ -	۸۶۵ھ/۱۴۶۱ — ۱۴۶۳	۲۹ جولائی ۱۴۶۳ء
۱۳	محمد شاہ -	۸۶۷ھ/۱۴۶۳ — ۱۴۸۲	۲۲ مارچ ۱۴۸۲ء
۱۴	محمود شاہ دوم -	۸۸۷ھ/۱۴۸۲ — ۱۵۱۸	۸ اکتوبر ۱۵۱۸ء
۱۵	احمد شاہ دوم -	۹۲۴ھ/۱۵۱۸ — ۱۵۲۰	۱۵۲۰ء
۱۶	علاء الدین شاہ سوم -	۹۲۷/۱۵۲۰ — ۹۲۷ھ/۱۵۲۰	معزول ۱۵۲۲ء
۱۷	ولی اللہ -	۱۵۲۲ — ۱۵۲۲	+
۱۸	کلیم اللہ -	۱۵۲۵ — ۱۵۲۷	

علاء الدین حسن گانگوی بہمنی

سلطان علاء الدین حسن گانگوئی بہمنی کی اصل و نسب کے باب میں اقوال مختلف ہیں

سنہ ۱۳۲۱ مین اس نے اپنے بڑے بیٹے الغ خان کو ورنگل کے فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے دار السلطنت کا سخت محاصرہ کیا۔ محصورین عنقریب فتح ہونے کو تھے کہ ایک جھوٹی بات لوگون نے شرارت سے مشہور کر دی کہ سلطان مر گیا جسکے سبب سے سپہ سالار بھاگ گئے۔ سپاہ کا انتظام بگڑ گیا محصورین نے سخت حملہ کر کے محاصرین کو بھگا دیا۔

سنہ ۱۳۲۳ مین سلطان پھر بتاریخ دسے لڑا اور کامل فتح پائی ورنگل فتح ہو گیا اور راجہ مقید ہو کر دہلی بھیجا گیا۔ سنہ ۱۳۲۵ مین سلطان غیاث الدین کی جگہ سلطان محمد تغلق بادشاہ ہوا سنہ ۱۳۳۸ مین دکن مین مسلمان سپہ سالار نے علم بغاوت بلند کیا اسکی سرکوبی کے لئے شہنشاہ دہلی نے لشکر کو روانہ کیا اسکے خوف سے سرکش سپہ سالار عیلی مین بھاگ گیا جو وجیانگر کے قریب تھا۔ یہ راجہ ایسا قوی تھا لشکر شاہی اسکا کچھ نہین کر سکتا تھا اسلئے وہ مجبوراً واپس آیا۔ سرکش سپہ سالار ہوس بلال راجہ تالور پاس میسور مین چلا گیا یہان کا راجہ آپ لشکر شاہی سے خوفزدہ رہا تھا اسلئے اس نے مغرور سرکش کی تواضع مدارات نہین کی اسکو گرفتار کر کے اسکے آقا کو حوالہ کیا جسنے بغاوت کی سزا یہ دی کہ اسکی زندہ کھال کھنچوا دی۔

سنہ ۱۳۳۸ یا سنہ ۱۳۳۹ مین سلطان محمد تغلق نے دہلی سے دار السلطنت کو دیوگری مین منتقل کیا اور اسکا نام دولت آباد رکھا۔ سنہ ۱۳۴۴ مین ملیبار مین بغاوت ہوئی جسکے مٹانے کے لیئے سلطان چلا مگر راہ مین ایسا بیمار ہوا کہ دار السلطنت کو واپس آیا۔ تین برس بعد دکن مین پھر بہت سی خرابیان پیدا ہوئین مسلمانون کے علاقون مین آپس مین جوتی پیزار ہونے لگی اسکا آخر کار نتیجہ یہ تھا کہ دولت آباد کے حاکم نے اپنے مطلق العنانی کا اعلان کیا اور شاہی لشکر کو شکست دی اور اول خاندان بہمنیہ کی سلطنت کی بنیاد کی افتاد پڑی جسکا بیان مفصل نیچے لکھتے ہین۔

وقائع شاہان حسن آباد گلبرگہ و احمد آباد بیدر یہ جو سلاطین بہمنیہ مشہور ہین۔

ریب ڈھونڈھتا۔ جب بادشاہ تغلق دکن مین گیا تو حسن نے قتلغخان کی رفاقت اختیار کی
نہین دکن مین رہ گیا جب سلطان محمد تغلق نے امراء صدہ پر عتاب اس سبب سے فرمایا
انکو گجرات مین بلایا تھا انہون نے آنے مین تاخیر کی اور دوم باغیان گجرات کو پناہ د
ی انکے قتل کا حکم دیا جب یہ آوازہ جان خراش امیران صدہ کے کان مین آئی تو انہو
ے اپنی انجمن بنائی اور آپسمین کہا کہ بادشاہ محمد تغلق بیگناہون کو بے پرسش قتل کرتا ہے
ور بزرگ گناہون سے منسوب کرتا ہے جب ہم اوسکی نظر کے سامنے جاوینگے تو وہ
گناہ گار اور بے گناہ مین تمیز نہین کریگا ہمارے قتل کا حکم دیگا۔ بس مناسب یہ ہے
کہ دکن سے کہین نہ جائین اور اپنے تئین گوسفند کی طرح دست و پابستہ قصاب کو نہ حوا
کرین اور جان کو مفت ورائگان نہ جانے دین وہ دولت آباد چلے گئے یہان کی
رعایا بادشاہ کے غضب و کشش سے جان سے عاجز ہو رہی تھی وہ امیران صدہ ہی
ملگئی۔ غرض ایک ایسا بڑا فتنہ اٹھایا کہ جسکے علاج سے سلطان عاجز آیا۔ ان تمام
فسادون کا نتیجہ یہ ہوا کہ تین مہینے کے عرصہ مین ملک دکن جو برسون مین فتح ہوا تھا
سلطان محمد تغلق کے قبضۂ اقتدار سے نکل گیا اسکا سبب امیران صدہ ہوئے تھے انہون
آپس مین مشورہ کرکے کہا کہ اس قسم کے امور بے سردار اور حاکم کے صورت پذیر نہین
ہوتے شرط عقل یہ ہے کہ اپنے ہی مین سے کسی کو بادشاہ بنائین تاکہ مہمات کی
صورت ورونق پیدا کرین۔

ـــہ

سران جملہ گفتند بالاتفاق	کہ بے شاہ سست است امر اتفاق
ہم از ما بگردد یکے مرد سر	بہ بندیم ما جملہ پیشش کمر

سب نے اسماعیل فتح افغان کو جو امرائے دو ہزاری سے تھا امیر الامراء سپہ سالار بنایا ناصر الدین
شاہ کا خطاب دیا۔ حسن گانگوئی کو خطاب ظفرخانی کا ملا۔ مکہی ورائے باغ و مرج
و قلعہ۔ و حسن آباد گلبرگہ۔ اسکو جاگیر مین ملے۔ حصار۔ گلبرگہ کا حاکم بھیرون رائے
تھا جو محمد تغلق شاہ کے معتبر نوکرون مین تھا اسکو مار کر حسن مستقل ہوا۔ ناصر الدین

انمین زیادہ تر جو مشہور ہین وہ نقل ہوتے ہین۔ دار الخلافہ دہلی مین گانگوہی برہمن
ایک منجم تھا جو شاہزادہ محمد تغلق کا مقرب تھا اسکا نوکر حسن تھا جو نہایت فلاکت سے گذران
کرتا تھا۔ ایک دن تنگی معاش سے تنگ ہوکر اسنے گانگوہی سے خدمت و شغل کی درخواست
کی۔ گانگوہی نے ایک بیلون کی جوڑی اور دو مزدور اور حوالی دہلی مین کچھ زمین غیر آباد دی
کہ اسمین زراعت کرکے وہ اپنی اوقات فراغت سے بسر کرے۔ حسن زراعت و قلبہ رانی مین
مشغول ہوا۔ اتفاق سے حسن کو قلبہ رانی مین طلائی اشرفیون سے بھرا ہوا ایک ظرف
زمین کے اندر سے ہاتھ لگا اوسکو وہ گانگوہی برہمن کے پاس لے گیا اور حقیقت حال کو
عرض کیا گانگوہی نے اوسکی امانت و دیانت پر تحسین و آفرین کی۔ یہ حال گانگوہی نے شہزادہ
محمد تغلق سے اور شہزادہ نے اپنے باپ بادشاہ غیاث الدین سے عرض کیا۔ بادشاہ
نے مرحمت خسروانہ سے امیران صدہ کے سلسلہ مین اسکو منتظم کیا۔ ایک دن حسن کے زائچہ
طالع کو گانگوہی نے ملاحظہ کرکے کہا کہ تو صاحب اقبال اور درجہ اعلی پر پہنچیگا لبس اب
مجھ سے تو یہ شرط کر کہ جب بخشندہ بے منت تجھے دولت عظمی ارزانی کرے تو تو میرے
نام کو اپنے نام کا ایک جزو بنائے۔ تاکہ تیرے نام کی برکت سے میرا نام بھی بقاء
دوام حاصل کرے حسن نے یہ بات قبول کی ۔ ابھی دولت ملی بھی نہ تھی کہ اُس نے
اپنی مہر مین اسکے نام کو اپنا جزو نام بنا کے کندہ کرایا اب وہ حسن گانگوہی بہمنی کے نام سے
مشہور ہوا یہ بھی نقل کرتے ہین کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کی دعوت مین
شاہزادہ محمد تغلق آیا تھا۔ جب دعوت ختم ہوئی اور دستر خوان اٹھ گیا تو وہ شاہزادہ
چلا گیا پیچھے حسن گنگوہی بہمنی حضرت کی خانقاہ کے دروازہ پر آیا تو حضرت نے فرمایا کہ
سلطانے رفت و سلطانے آمد۔ خدمت گار کو بھیجکر حسن کو بلایا اور شیخ نے اُس کے
حال پر بہت التفات کی اور خاص اپنی روٹی اسکو کھلائی اور کہا کہ چتر شاہی ایک
مدت دراز اور محنت کے بعد دکن مین تجھے نصیب ہوگا حسن گانگوہی بہمنی کو اس
بشارت سے حکومت دکن کا سودا اسکے سر مین پیدا ہوا اس لیئے وہ دکن مین سعی کی

دشاہ بنا ہیں ہم اوسکی اطاعت کو حاضر ہیں ناصرالدین نے کہا کہ حسن گانگوی تاج و تخت
لائق ہے یہ رائے اسکی سب خاص و عام کو پسند آئی ۷۴۸ھ میں تاج شاہی اسکے سر پر رکھا
گیا اور چتر سیاہ کہ جو خلفاء عباسیہ کا نشان ہے تیمناً و تبرکاً اسکے سر پر رکھا گیا اور
ملکت دکن میں اسکا خطبہ و سکہ جاری ہوا۔ علاء الدین حسن گانگوی بہمنی خطاب ہوا۔ گلبرگہ کا
نام حسن آباد رکھا۔ مگر اس چتر سیاہ کے سبب سے لوگ یقین کرتے ہیں کہ اسکا مذہب شیعہ تھا۔
باوجود کم آبی اور بے صفائی کے اس موضع کو اپنے لئے مبارک سمجھتا تھا اس لئے اسکو پایۂ تخت
بنایا اور اپنے ممالک محروسہ کا دفتر محاسبہ گانگوی برہمن کو سپرد کیا وہ سلطان محمد تغلق کی
ترک ملازمت کرکے اس پاس آگیا تھا۔ طغرائے فرامین و نقش نگین میں اس طرح سے اپنے اسم کا جزو
بنایا کہ کمترین بندہ حسن حضرت سبحانی علاء الدین حسن گانگوی بہمنی۔ مشہور ہے کہ اس سے پہلے
شہریاران اسلام کی ملازمت برہمن نہیں کرتے تھے۔ یہی پنڈت گانگوی پہلا برہمن تھا جس نے
مسلمانوں کی نوکری کی اور ۱۰۱۶ھ تک ممالک ہندوستان کے برخلاف دکن میں یہ رسم جاری
رہی کہ بادشاہان دکن کا دفتر اور ولایات کی محرری برہمنوں کو سپرد ہوتی تھی۔
علاء الدین حسن بہمنی نے حسن تدبیر و رائے صائب و ضرب شمشیر سے تھوڑی مدت میں اس قدر
ملک دکن کو فتح کرلیا جسقدر بادشاہ محمد تغلق کے آخر عہد میں اسکے امراء کے تصرف میں تھا۔
امرائے تغلق و افغان و راجپوت کہ سلطان تغلق کی جانب سے قلعہ بیدر و قندھار میں تھے انکو
لطف و ملائمت سے مطیع و منقاد کیا دونو حصاروں پر اپنا قبضہ کیا۔ کولاس مع مضافات
رائے ورنگل سے لے لیا۔ اور اسکے ساتھ محبت کا طریقہ مسلوک کیا گلبرگہ میں مسجد و قلعہ کو کہ شکستہ ہو رہی
تھی تھوڑے عرصہ میں انکو تیار کرالیا۔
اسمٰعیل فتح جو منصب امیر الامرائی سپہ سالاری کا رکھتا تھا وہ ملک سیف الدین غوری کی وکالت
و نیابت سے ناراض ہو کر علاء الدین کے جان کے درپے رہنے لگا جسکے سبب سے بادشاہ نے
بعد تحقیق کے اسکو قتل کیا مگر اسکے فرزندوں کی تعظیم و تکریم کی جسکے سبب سے بادشاہ کا استقلال و
استیلا ایک بہ ہزار ہوگیا رائے تلنگ کہ مدت سے سرکشی کر رہا تھا اور بادشاہ اس سبب سے کہ

اور محمد شاہ کی جنگ ہوئی جسمین ناصرالدین کو شکست ہوئی حسن گانگوئی اور تمام سرداران دکن کی
یہ صلاح ہوئی کہ جنگ صف مصلحت نہین ہے۔ بہتر ہوگا کہ ناصرالدین شاہ حصار دولت آباد
مین چلا جاے اور حسن گانگوئی بارہ ہزار سوار لیکر قلعہ گلبرگہ چلا جاے۔ تا کہ لشکر شاہی جس طرف
متوجہ ہو اسکی دفع مین کوشش کیجائے باقی امرا جا بجا اپنے اقطاع مین حفظ پرگنات
کرین اور ایک دوسرے کی مدد کرنے مین قصور نہ کرین۔ بادشاہ نے عماد الملک کو حسن
گانگوئی کے پیچھے بھیجا اور خود دولت آباد فتح کرنے گیا بادشاہ کو تو ایک ضرورت کے
سبب سے دولت آباد سے مراجعت کرنی پڑی اور حسن گانگوئی تیس ہزار سوار کار گذار لیکے
قلعہ احمد آباد بیدر کی طرف گیا یہان عماد الملک ترکمان المخاطب بہ سرتیز لشکر گراں کے
ساتھ پڑا ہوا تھا طرفین نے اپنے لشکر گاہون کے گرد خندق کھودی۔ بیس روز تک آمنے سامنے
لشکر پڑے رہے لڑنے پر کسی کی جرأت نہ ہوئی۔ مملکت تلنگ کے راجہ نے کہ سلطان محمد تغلق
کے خون کا پیاسا تھا۔ کہ اس سے پندرہ ہزار پیادہ حسن گانگوئی کی مدد کو بھیجے ناصرالدین
شاہ نے بھی دولت آباد سے پانچ ہزار سوار مع خزانہ کے اسکی کمک کو روانہ کئے غرض جب
یہ سامان جمع ہوا تو عماد الملک اور حسن گانگوئی کی جنگ عظیم ہوئی اور عماد الملک مارا
گیا اوسکا لشکر پریشان ہوا کچھ قلعہ احمد آباد بیدر مین آیا بعض قلعہ قندھار کو چلے گئے
کچھ منڈو کو بہزار خرابی سے پہنچے۔ حسن گانگوئی اس فتح کے بعد بہت سامان کے ساتھ
ناصرالدین شاہ کی امداد کے لیئے دولت آباد گیا جو امرا کہ سلطان تغلق کی طرف سے
دولت آباد کے محاصرہ مین مصروف تھے وہ عماد الملک کے کشتہ ہونے اور حسن گانگوئی
کے خوف سے دہلی اور گجرات کو چلدیئے ناصرالدین نے حسن گانگوئی کی طرف خلقت کی
رجوع دیکھی تو جمیع امرا کو بلایا اور انسے کہا کہ اب مین بادشاہی کے سزاوار نہین ہا
بوڑھا ہوگیا ہون عشرت و فراغت کی طرف میری رغبت ایسی ہے کہ مین ملک داری
کی پروا نہین رکھتا اول مینے میرون کی خاطر سے اس امر خطیر کو قبول کیا تھا اب مجھے
معذور رکھو اور دوسرے کی طرف رجوع کرو۔ امیرون نے عرض کیا کہ جسکو آپ فرماوین

ے خالی ہین انکی تسخیر کے لیے پادشاہ نہضت کرے۔ سلطان علاء الدین حسن نے ملک
سیف الدین غوری کی حسن رای کی تحسین کی اور عماد الملک تاشکندی و مبارک خان لودی کو
جو امراء عظام مین تھے۔ کرناٹک کی جانب روانہ کیا۔ اُنھون نے ابتا ولی و نکری تک ملک کو
تاراج کیا اور اس نواح کے راجاؤن سے یہ چیزین لین۔ دو لاکھ اشرفی طلائی جنکا
دو ہزار تولہ سونا ہوتا ہے۔ اور جواہر و مروارید اور بہت آلات اور اسباب اور دو سو
نامی ہاتھی اور ایکہزار کنیز رقاص و سازندہ۔

بعد ازان برسات کے شروع مین معاودت کی ملک سیف الدین غوری کے استصواب سے سلطان
نے اس لشکر کا سامان درست کرکے ۷۵۸ھ مین گلبرگہ سے دولت آباد روانہ کیا۔
مالاگھاٹ مین جب سپاہ کی موجودات لی گئی تو پچاس ہزار سوار نیزہ گذار شمار مین آئے
انکو ندربار اور سلطانپور کی طرف سے مالوہ بھیجا جاتا۔ اہل گجرات نے سلطان علاء الدین
کے بلانے کے لیے اصرار کیا۔ سلطان نے یہ خیال کرکے کہ مالوہ اور گجرات جانا برابر ہے
اپنے بیٹے شاہزادہ محمد کو پہلے گجرات روانہ کیا۔ اور خود آہستہ آہستہ پیچھے چلا۔ جب
یہ شاہزادہ قصبہ نوساری مین آیا تو شکار کے لئے جانور بہت دیکھے باپ کو بھی یہان بلا
لیا وہ یہان آنکر شراب و کباب مین ایسا مصروف ہوا کہ اوسکو ہیضہ ہوا جسکے سبب وہ چھہ مہینے
بیمار رہکر ربیع الاول ۷۵۹ھ کو ۶۷ سال کی عمر مین اس دنیا سے رحلت کی۔
گیارہ سال دو ماہ سات روز سلطنت کی۔

دکن مین ایک نئی سلطنت مملکت مسلمانون کی پیدا کر گیا جو ایک بین مرتفع کا
مربع تھا جسکا ہر ایک ضلع تین سو میل لمبا تھا وہ مہاراشٹر یعنی مرہٹون کے ملک کے مشابہ
تھا۔ اوسکا کوئی مخرج سمندر مین نہ تھا شمال مین دریاے نربدا اور مغرب مین غربی گھاٹ
جنوب مین دریاے کرشنا تھے مشرق مین گونڈوانہ کے جنگل اور مملکت تلنگ تھی اور مالوہ و
خاندیس کے واسطہ سے وہ ہندوستان سے بھی پیوند رکھتی تھی یہ دونون ملک بھی دہلی
کی سلطنت سے جدا ہو کر اپنی مطلق العنان حکومت جما رہے تھے۔ مالوہ نربدا کے

اس نے اسکی امداد کی تھی اسکی ساتھ مدارا اور مواسا رکھتا تھا وہ اخلاق پادشاہی سے سر منزہ ہو کر اخلاص و اطاعت کا اظہار کرتا تھا اور پادشاہ دہلی کو باج و خراج بھیجنے کا وعدہ کر لیا تھا ہر سال خزانہ عامرہ میں بھیجتا تھا جب علاء الدین حسن کا کوئی معاند و منازع کسی گوشہ میں نہیں رہا تو اس نے امرا اور ارکان دکن کو ایک انجمن میں جمع کیا اور کہا کہ حق سبحانہ تعالے نے مجھے ایسی بے قیاس دولت ارزانی فرمائی اور لشکر دہلی کا خلاصہ کہ ملک دکن کی حفاظت کیلیے اس طرف آیا تھا محض عنایت یزدانی سے میرے علم کے نیچے مجتمع ہوا۔ میرے دل میں یہ آتا ہے کہ میں جس طرف توجہ کرونگا افواج فتح و فیروزی میرا استقبال کرینگی اس صورت میں بہتر یہی ہے کہ ملکگیری میں مشغول ہون اور حسن آباد گلبرگہ سے اپنے سمند خوشخرام کو جلوہ دون اور آب پونہ سے قلعہ دولی تک اور سیت بن رامیشور سے ولایت ملیبار تک اپنے تصرف میں لاؤن اور بعد ازان گوالیار کی جانب اپنے لشکر کو لیجا کر عرصہ مالوہ و خطہ گجرات کو اپنے خطبہ و سکہ سے بلند مرتبہ کرون۔ ملک سیف الدین نے عرض کیا کہ ولایت کرناٹک اشجار و انہار سے پر ہے اور ہوا میں رطوبت کو غلبہ ہے خصوصاً ایام برسات میں ہمارے لشکر کے ہاتھی گھوڑے و شتر گاؤ اور جمیع حیوانات اس ولایت کے پرورش یافتہ ہیں کہ جنکی ہوا کرناٹک کی ہوا کی ضد ہے اگر مدتون تک اس ملک میں رہینگے تو انکو جینا نہایت دشوار ہوگا۔ پادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد میں دو تین دفعہ دھور سمندر پر لشکر کشی ہوئی تھی۔ حیوانات صامت و ناطق کے دس حصون میں سے ایک حصہ بھی سلامت نہیں گر نہ آیا تھا۔ یہ ولایت اس قابل نہیں ہے کہ پادشاہ خود جائے۔ بلکہ اول ایک جماعت کرناٹک کی اس سرحد پر بھیجے جس کی ہوا اس ملک کی ہوا سے فی الجملہ موافقت رکھتی ہو اور ان حدود کے گردونواح کے راجون نے ابتک تحفے و ہدیے اور ایلچی پادشاہ کی درگاہ میں نہیں بھیجے ہیں اور رابطہ اخلاص یکجہتی نہیں پیدا کیا ہے وہ غازیان اسلام کی ضرب شمشیر سے مطیع و منقاد کرے اور باج و خراج لے اور انکی طرف سے خاطر جمع کرے اور اس وقت کہ تخت گاہ دہلی کمال بے رونق ہو رہا ہے اور مالوہ و گجرات و گوالیار امرا کے حمایت

اسلحہ دار کہلاتے تھے۔ یکہ جوانان خاصہ چار ہزار تھے انکا نام خاصہ خیل تھا

طرف دار کے خطاب مقرر کیئے۔ دولت آباد کے طرفدار کا خطاب مسند عالی اور برار کے

طرفدار کا خطاب مجلس عالی اور بیدر و تلنگ کے طرفدار کا خطاب اعظم ہمایون اور حسن آباد

گلبرگہ اور بیجاپور کے طرفدار کو جو منصب وکالت رکھتا تھا ملک نائب و رجمیع ممالک

محروسہ کے سپہسالار اور امیر الامرا کا خطاب عنایت کیا۔ بلاد دکن مین یہ خطاب

مدتون تک جاری رہے جمعہ کے سوائے شب و روز وہ باپ کے تخت نقرہ پر وسط ایوان

مین پہرون بیٹھتا تھا اور تعظیماً پہلے باپ کے تخت کو سجدہ کرتا کمال شوکت و صلابت

سے بار عام کرتا۔ اور لوازم جہانبانی مین مشغول ہوتا۔ جب ظہر کی اذان موذن دیتا تو

وہ تخت سے اُٹھ جاتا اور مجلس ختم ہو جاتی طبیعت اسکی غیور تھی وہ تخت پدر کے سجدے

جو نقرئی تھا دلگیر ہوتا۔ رائے تلنگ نے ایک سونے کا تخت شاہ دہلی کے لیئے بنوایا تھا

وہ اُس نے محمد شاہ کو دیدیا اس خاندان مین یہ تخت سو برس تک رہا اور تخت فیروزہ کے

نام سے ساری دکن مین مشہور تھا اسکی پوشش فیروزہ رنگ کی تھی اس لیئے فیروزہ اُسکا نام

ہوا۔ وہ آبنوس اور سونے کا بنا ہوا تھا۔ ہر سلطان اپنی تخت نشینی مین اسکو

جواہر سے مرصع کرتا۔ وہ تین گز لمبا اور ایک گز چوڑا تھا۔ جب وہ آخر کو شکستہ ہوا تو چار

کروڑ روپیہ اسکی قیمت کا تخمینہ ہوا۔ محمد شاہ نے دربار عام مین اسے بچھوایا اور باپ کے

تخت کو کونے مین لگا کے رکھ دیا۔ کوئی امیر اسکے سامنے بیٹھنے نہین پاتا تھا سلطان فیروز شاہ کے عہد مین

یہ تخت مدینہ بھجوا لیا گیا جہان وہ ٹکڑے ہو کر سادات مین تقسیم ہوا۔

اس نے حکم دیا کہ زر پر سکہ لگائین اور ہر روز پانچ دفعہ نوبت بجائین بار عام کے وقت

سب آدمی زانو زدہ سر زمین پر رکھین۔ پادشاہ بہمنیہ کے انقراض کے بعد دکن

مین پادشاہون کے چند فرقے صاحب خطبہ و سکہ ہوئے مگر اصلاً کسی نے زر پر سکہ نہین

لگایا اس پادشاہ کے سونے کے سکے چار طرح کے تھے دو تولہ سے چند ماشہ تک ان کا

وزن تھا۔ ایک طرف کلمہ طیبہ شہادت اور چار یارون کا نام تھا اور دوسری طرف

شمال مین تھا اور خاندیس نربدا کے جنوب مین تھا مغرب و مشرق و جنوب مین اس کے ہندؤون کی سلطنتین تھین اسکی خود رعایا ہندو تھی اور دکن مین ہندؤون کا اثر و رعب داب بہت کچھ تھا۔

اس سلطنت جدیدہ کا دشمن جان مشرق مین تلنگ تھا جسکو سب جانتے تھے اور جنوب مین کرناٹک تھا جو ایسا مشہور نہ تھا ان دونو ہندؤون کی ریاستون سے ہمیشہ اسکو خوف لگا رہتا تھا کرناٹک اپنی جون بدل کر وجیا نگر یون بن گیا کہ ورنگل کے شاہی خاندان کی ایک شاخ نے جنوب مین اپنے خاندان کی ریاست کو جمایا اور تم بدرا ندی کے کنارہ پر وجیا نگر کو بسایا آخر اپنا نام کرناٹک کے نام کی جگہ زبان زد خلائق کرایا وہ اس جزیرہ نما مین سب سے زیادہ اعلی درجہ کی سلطنت ہوگئی اسکی مملکت کرشنا سے جنوب مین سمندر سے سمندر تک تھی۔ یہ ریاست اسلام کا ایک ہیبت ناک دشمن تھا

بہمنی سلطنت کا دار السلطنت گلبرگہ کا تھا جو ورنگل سے مغرب سے ایک سو پچاس میل پر تھا اور وجیا نگر سے شمال مین ڈیڑھ سو میل تھا۔ تحفۃ السلاطین و سراج التاریخ و بہمن نامہ دکنی مین حسن کو سلطان بہمن شاہ ایران کی نسل مین بتایا ہے اور شجرہ بھی بنا دیا ہے۔ یہی وجہ تسمیہ بہمنی ہونے کی بیان کی۔

فرشتہ نے اسکے خاندان کے لیئے جوتشی برہمن کی کہانی بنائی ہے جو دل لگی سے خالی نہین مگر شیخ سے خالی معلوم ہوتی ہے۔ اب ان دونو باتون مین فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ۔ شعرا اور مورخین نے خوشامد گوئی سے حسن کے سلسلہ نسب کو شاہان کیان تک پہنچایا فرشتہ نے اسکو ایک کہانی بناکے ایک برہمن کا مزدور بنایا

سلطنت محمد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن

سلطان محمد شاہ اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ وہ عقل و شجاعت و سخاوت سے اتصاف رکھتا تھا اس نے بادشاہ ہوکر اسباب تجمل و آلات شوکت بادشاہی مین اعلی [illegible]

شکر و حفظ مملکت کے لیئے سوائے خزانون کے موجود رکھنے کے چارہ نہین ہی اس لیئے مصلاح دولت
یہ ہے کہ بقدر کفاف روپیہ ملکہ جہان کو دیا جاے اور باقی پھر خزانہ مین داخل کیا جاے کہ امور
پادشاہی مین کام آئے۔ ملک سیف الدین نے کہا کہ جو کچھ ارکان دولت نے عرض کیا حق و صدق
ہے۔ پادشاہ کے لیئے مال اور خزانہ رکھنا ضرور ہے مگر جو نقود کہ اس نیت سے خزانہ سے نکالے
گئے ہین کہ راہ خدا مین خرچ ہون مناسب نہین ہے کہ وہ پھر خزانہ مین داخل ہون
محمد شاہ کو یہ راے پسند آئی اور اُسنے کہا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے میرے باپ کو بے مال و مملکت
کے ایسی پادشاہی کرامت فرمائی اگر وہ چاہیگا تو میرے بھی خزانہ بغیر نگہبانی کریگا
ملکہ جہان کو ان خزانون کے ساتھ روانہ کیا اور جب وہ واپس آئے تو خوشی کے مارے
ایک بڑا جشن کیا۔ سنہ ۷۶۶ مین جب ملکہ جہان کا انتقال ہوا شوہر کے پہلو مین اُسنے
آرام کیا۔ جو فرقہ اس روپیہ کے بھیجنے سے ناراض ہوا تھا اُسنے راے وجیانگر اور راے
تلنگ کو اپنے اتفاق سے تقویت دی اور محمد شاہ کے مخالفت پر ترغیب و تحریص
بعض امراے کبار ان رایون سے باطناً ہمزبان ہوگئے۔ راے وجیانگر نے
احمد شاہ پاس آدمی بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ قدیم الایام سے قلعہ رائچور و مدکل معہ
مضافات کے کنار آب کرشنا تک وجیانگر کے رایون کے ماتحت رہے ہین اگر آپکو
ہماری ہمسایگی کی اور اپنی بقاے شاہی کی آرزو ہو تو دوستی کے ساتھ آب کرشنا
کے کنارہ تک قلاع و پرگنات مجھے دیدیجئے تاکہ تمہارے ممالک شاہان دہلی کے صدمات
سے اور میرے عساکر نہب کی آسیب سے محفوظ رہین ایسی ہی راے تلنگ نے ایلچیون کو دارالملک
بہمنی مین بھیجا کہ میرا بیٹا وناک راؤ (ناگ دیو) مجھ سے سرکش ہو رہا ہے اور قلعہ کولاس
یہ قلعہ سلطان علاء الدین کو پیش کش مین راے تلنگ نے دیا تھا) کے اور اسکے مضافات
کے استرداد مین عازم جازم ہے۔ صلاح دولت اسی مین ہے کہ جنگ بغیر
اس محال کو مجھے دیدین۔ تاکہ مین آپکے ساتھ موافقت مین راسخ دم اور ثابت
قدم ہوکر آپکے دوستون کا دوست اور دشمنون کا دشمن ہون۔ محمد شاہ نے

بادشاہ عصر کا نام اور تاریخ وقت ارتسام - رایان وجیانگر (بیجانگر) و تلنگ کی تحریک سے ہندو صراف تعصب کے سبب سے سکہ زر محمد شاہی کو کہ بے غل و غش تھا گلا ڈالتے تھے اور چاہتے تھے کہ وجیانگر تلنگ کے زر مسکوک دکن مین رائج رہین - جب محمد شاہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو اُس نے چند دفعہ صرافون کو تنبیہ کی مگر انہون نے نہ مانا آخر صرافون کو قتل کرا ڈالا - مگر اسپر بھی مسلمانون کے سکون کا رواج دکن مین ہمیشہ نہین رہا بلکہ ہندؤن کے سکے جنکے نام ہون اور پرتاب تھے جاری رہے - غرض زر مسکوک پر دکن مین ہندو اور مسلمان فرمانروایون کے درمیان بڑے جھگڑے رہے ایک دوسرے کے سکون کو گلاتا اور اپنے سکے جماتا - محمد شاہ کو ترویج شریعت محمدی کا بڑا خیال تھا - اس نے ہندؤن کے زر مسکوک کو اپنی مملکت سے خارج کر دیا - رائے بیجانگر اور تلنگ اسکو صاحب داعیہ جانکر خائف ہوئے - ایک فرقہ امرائے اسلام کا مکہ معظمہ کو نقود خزانہ بھیجنے سے ناراض تھا - اس خزانہ بھیجنے کی حکایت یون بیان کی جاتی ہے -

مکہ معظمہ خزانہ بھیجنا

جب سلطان علاء الدین مر گیا تو محمد شاہ ہر شب جمعہ کو اسکی قبر پر جاتا اور ہمیشہ باپ کی تربت پر دو سو آدمیون سے قرآن پڑھواتا - ملکہ جہان والدہ سلطان محمد شاہ نے اپنے تمام نقود جواہر و زر خاصہ اپنے شوہر کی روح کی ترویح مین صرف کر دے - ایک سال بعد وہ حج کو روانہ ہوئی تو محمد شاہ نے چاہا کہ باپ نے جو بمصلحت دنیوی کے لئے خزانے جمع کئے تھے انکو ملکہ جہان کے ہمراہ اماکن شریفہ کو بھیجدے کہ روح پدر کی ترویح کے لئے وہ فقراء اور مساکین مین خیرات کر دے خزانچی نے حسب الحکم صندوق طلا و نقرہ سے بھرے ہوئے حاضر کیئے وہ تولے گئے تو دکنی وزن سے چار سو من سونا اور سات سو من چاندی وزن مین ہوا - بعض امراء اور ارباب حل و عقد نے معروض کیا کہ بادشاہ دہلی فیروز شاہ تغلق جیسا اس مملکت کی انتزاع کے فکر مین لگ رہا ہے اور بادشاہون کو بعد

ہین ہے کہ ملک ملک پھر کر ایسے گھوڑے بادشاہون کو دکھاؤ سوداگرون نے عرض کیا کہ ہم
بندگان بادشاہی کے لیئے نہایت عمدہ گھوڑے لائے تھے مگر ناگ دیو والی ولیمین
نے خواہ مخواہ عمدہ گھوڑے چھین لیئے ہر چند ہمنے اس سی کہا کہ ہم یہ گھوڑے محمد شاہ
بہمنی کے لیئے لائے ہین مگر اس نے ایک نہ سنی سلطان محمد شاہ پہلے ہی سے ناگدیو
اوضاع ناملائم سے آزردہ خاطر تھا اور اب اور زیادہ کدورت اس کی بڑھ گئی
اور ناگ دیو کے استیصال کے درپے ہوا تلنگ کو روانہ ہوا۔ ایک ہزار سوار کے ساتھ نواحی ولمپ
مین آگیا۔ افغانون کی ایک جماعت کو ان سوداگرون کا لباس پہنایا جنکا مال
لٹا تھا وہ دروازہ پر پہنچکر شہر مین داخل ہوئے دروازون کے محافظ انکے پاس
ہتھیار دیکھ کر انکا حال دریافت کرنے لگے تو انہون نے کہا کہ مال اسباب ہمارا
لٹ گیا ہے ہم حاکم شہر سے فریاد کرنے آئے ہین غرض یہان یہ حیص و بیص ہو رہی تھی
کہ محمد شاہ ایک ہزار سوار لیکر جا پہنچا اور اس نے شہر کے دروازہ کے بند کرنے کی محافظون
کو فرصت نہ دی اور محافظون کو قتل کر ڈالا اور سلطان سیدھا ارک پہنچا ناگدیو
کا اس طرح سلطان کے آنے کا سان گمان بھی نہ تھا ایک باغ مین عیش و عشرت اڑا رہا تھا
کہ ناگہانی یہ حادثہ پیش آیا وہ بہزار خرابی ارک مین گیا۔ سلطان نے حصار کا محاصرہ
کیا۔ توپ و تفنگ و کل آلات حصار داری سے حصار عاری تھا۔ غرض ناگ دیو سے
کچھ نہ بن پڑا۔ ناچار وہ بھاگا مگر دستگیر ہوا۔ محمد شاہ کے ساتھ گفتار ناہموار کی اسکی
زبان اسکی گدی کی طرف سے نکلوا کر منجنیق مین رکھوا کر جلتی آگ مین پھکوایا اور
خاکستر بنایا۔ پندرہ روز تک جشن اڑایا اور اس عرصہ مین اہل شہر سے بہت
روپیہ وصول کرکے اپنے گلبرگہ کو واپس آیا۔ جب اہل تلنگ کو خبر ہوئی تو انہون نے
مور و ملخ کی طرح ہجوم کرکے سلطان محمد شاہ کے لشکر کو آگے پیچھے گھیر لیا۔ محمد شاہ
لشکر کو حکم دیا کہ سوا اوزار و جواہر کے کچھ اور نہ لین اور خیمہ و اسباب کو چھوڑ دین
[illegible] انکو صحرا مین چھوڑ [illegible]

دانائی اور معاملہ کے ساتھ ان ایلچیون کی تعظیم و تکریم کی اور ڈیڑھ سال تک انکو یونہی ہی ایک محل مین لگائے رکھا اور ملک سیف الدین غوری کی صلاح سے مکاتیب محبت اساس رقم کرکے ہمراہ ان ایلچیون کے وجیانگر و تلنگ کو روانہ کیئے اور اس عرصہ مین جن امیرون سے وہ متوہم تھا اور مخالفت کا گمان رکھتا تھا مستاصل کیا اور انکی جگہ اور معتمد آدمیون کو مقرر کیا۔ غرض ہندؤن کو بھلاوے مین رکھکر اپنے تئین سب طرح سے قوی کیا اور بار عام کیا اور ایک پرشوکت و صلابت مجلس آراستہ کی اور وجیانگر و تلنگ کے ایلچیون کو غایت قہر و غضب و نہایت استیلا و تسلط ـ ـ سے کہا کہ ایک مدت سے تخت دکن میرے قدمون سے رونق پا رہا ہے میرا اقبال بلند ہو رہا ہے اب تا اطراف کے رایون نے پیشکش و ہدیے نہین بھیجے ہین انکو چاہیئے کہ انکی سرکار مین جتنے کارآمد ہاتھی ہون انکی پیٹھون پر زر و جواہر و کل امتعہ و اقمشہ لادکر جلد میری درگاہ مین بھیجدین اسلیئے کہ خزانہ عامرہ کے نقود مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین صرف ہوگئے ہین روپیہ کی ضرورت بہت ہے۔

جب ایلچیون نے سلطان محمد شاہ کے پیغام اپنے حاکمون کو لکھ بھیجے تو رائے تلنگ نے اپنے بڑے بیٹے ناگدیو اور نانک رام کو ورنگل سے بہت سپاہ کے ساتھ کولاس مین بھیجا اسکی مدد کے لیئے رائے وجیانگر نے بیس ہزار سوار و پیادے بھیجے۔ سلطان محمد شاہ نے بہادر خان ولد اسماعیل فتح کو سپہ سالار کیا اور اعظم ہمایون و صفدر خان سیستانی کو لشکر بیدر و برار کے ساتھ اسکے ہمراہ کیا۔ بہادر خان لشکر لیکر مخالف کے مقابل آیا طرفین مین جنگ عظیم ہوئی بہادر خان کو فتح ہوئی اور اسنے ورنگل تک تعاقب کیا اور وہان کے رائے سے ایک لاکھ ہون اور پچیس قوی ہیکل ہاتھی اور نفیس تحفے لیکر گلبرگہ مین

سنہ ۷۶۳ھ مین سلطان محمد شاہ کرسی پر بیٹھا وضو کر رہا تھا سوداگرون نے گھوڑے دکھائے جنمین کوئی گھوڑا اسکی سرکار و سواری کے لائق نہین تھا تو اسنے سوداگرون سے کہا کہ تمہارے گھوڑے پادشاہون کی سواری کے لائق و قابل نہین ہین انکو سزاوار

نہ بہت منت سماجت کرکے ان شرائط پر صلح کی تین سو ہاتھی اور تیرہ لاکھ ہون اور
دو سو گھوڑے محمد شاہ پاس بھیجدیے اور بلدہ گلکنڈہ کو مع مضافات کے پیشکش میں دیدیا
بادشاہ نے اس فتح کے بعد چالیس روز تک عیش و عشرت کے جشن کیے اور اپنے بیٹے
مجاہد شاہ کی شادی بہادر خان ولد اسمٰعیل فتح کی بیٹی سے کی ان عیش و نشاط کی مجالس میں تین
سو قوال دہلی سے آئے تھے وہ حضرت امیر خسرو کے اشعار بادشاہ کی تعریف میں گانے بیٹھے۔ ان
اشعار اور شراب سے محمد شاہ ایسا مست ہوا کہ ایک فرمان بیجانگر کے حاکم کے نام لکھوا کر بھیجا
کہ ان تین سو قوالوں کو وظیفہ وہ دیا کرے بیجانگر کا راجہ کرشن راؤ نہایت مغرور و شجاع
تھا وہ اس بات سے نہایت آشفتہ ہوا۔ اسنے جو شخص قوالوں کے وظیفہ کی برات لایا تھا
گدھے پر سوار کراکے بیجانگر کے تمام محلوں میں پھرایا اور نکالدیا اور لشکر کے حاضر ہونے کا حکم دیا
اور شاہان بہمنیہ کے ممالک کی تسخیر کے لیے تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادے اور تین ہزار فیل
لیکر دکن کی سرحد پر متوجہ ہوا اور دریائے تم بدرا سے عبور کیا کہ مدکل اور رائے چور قلعوں
کو تسخیر کرے اور تاخت و تاراج کے لیے آدمی بھیجے۔ برسات کا موسم آگیا تھا اور دریا
کشنا و کرشنا چڑھاؤ پر تھا۔ کرشن راؤ خاطر جمع سے حصار مدکل کے نیچے آیا سرحدون
کی قلعے اکثر مشرقی بادشاہوں میں جنگ کے سبب ہوتی ہیں یہ قلعے جن بادشاہوں کو ہاتھ
لگ جاتے ہیں انکا تسلط و استیلا اوروں پر زیادہ ہو جاتا ہے اور انکی بدولت وہ اوروں سے
خراج وصول کرتے ہیں بیجانگر کی طرف سرحدی قلعے مدکل اور رائچور تھے وہ دریائے کرشنا اور
دریائے تم بدرا کے درمیان واقع تھے اسکو رائچور دواب لکھتے ہیں۔ یہ دواب مع قلعوں
مدکل اور رائے چور کے بہمنیہ بادشاہوں اور بیجانگر کے راجاؤں کے درمیان مبدء
فساد رہا ایسے ہی تلنگ کی طرف قلعہ گلکنڈہ تھا جو حیدرآباد کے نزدیک ہے محمد شاہ نے
اسکو اہل تلنگ پر اپنا خوف جمانے کے لیے تسخیر کر لیا تھا عالمگیر نے بھی لوازم میں اسقدر سعی و کوشش کی
کہ طاقت بشری میں نہیں سماتی تھی۔ قلعہ میں آٹھ سو مسلمان تھے قلعہ کو رائے بیجانگر نے فتح کر لیا
[illegible] اتفاق سے [illegible]

صبح سے شام تک وہ سفر کرین اور جس قریہ مین پہنچے وہان سے بقدر کفایت آذوقہ
و علف لیکر صرف کرین اور رات کو صحرا مین اترین اور گھوڑون سے زین نہ اوتارین اور
ہر جماعت ہر رات کو باری باری سے ہشیاری و بیداری مین قیام کرے باوجود
اس حال کے سلطان کے چار ہزار سوارون مین سے پندرہ سو سوار سلامت اپنی مساکن
منازل پر پہنچے۔ کئی دفعہ تلنگون اور مسلمانون مین لڑائی ہوئی مگر مسلمانون کو فتح
حاصل ہوئی۔ لڑائی مین ایک دفعہ سلطان محمد کے بازو پر ایک گولی لگی مگر کارگر نہ ہوئی
۷۶۲ھ مین رائے تلنگ شکست سابق اور فرزند کے کشتہ ہونے سے غمزدہ ہوا
اور دہلی کے بادشاہ ملک فیروز شاہ باربک کو عرائض بھیجین محمد شاہ کے مخبرون نے دہلی سے
نوشتے بھیجکر یہ اسکو اطلاع دی کہ رائے ورنگل نے عرائض بادشاہ دہلی کے پاس اس
مضمون کے بھیجے ہین کہ بندہ جادۂ اطاعت پر ثابت قدم اور راسخ دم ہے اگر امرائے
مالوہ اور گجرات کے نام فرمان صادر ہو کہ وہ ملک دکن کو تسخیر کرلین تو مین بھی رائے
وجیانگر کو اپنے ساتھ متفق کرکے خدمت و جان سپاری کے لئے حاضر ہون۔
مجھسے بندگی اور دولتخواہی مین کوئی تقصیر نہین ہوگی اور تھوڑی مدت مین اس خطہ کو مخالفان
وقت سے لیکر تحف و پیشکش چندین سالہ کے ساتھ حضور کی پابوس سے مشرف
ہونگا۔ مگر اس سبب سے کہ یہہ امر مشہور ہو گیا تھا کہ دکن پر لشکرکشی شاہان دہلی کو مبارک
نہین ہے۔ ان عرائض کے جواب پر فیروز شاہ نے کچھ التفات نہین کیا۔ اس زمانہ
کے دکن کے مشرق مین تلنگانے اور جنوب مین وجیانگر کے رائے رو رہے تھے کہ کمند
دہلی کی سلطنت کے جوئے سے کندھا اس لئے نکالا تھا کہ دشمنون کو اپنے دروازہ
پر زور آور کرین۔

محمد شاہ نے مملکت تلنگ کے تسخیر کے ارادہ سے اپنے امرا کو مع لشکر بلایا اور سب
کو اس مہم مین گیا اس اثناء مین رائے وجیانگر مر گیا اسکا بھتیجا کرشن راؤ جانشین ہوا
رائے تلنگ اسکی کمک سے مایوس ہوا۔ غرض اسنے صلح [illegible]

ضائع کرتے ہین اسلیئے یہ تجویز ہوئی کہ وجیانگر کے ہاتھی گلبرگہ کو بھیجدیئے جائین اور سپاہ کا
اسباب ضروری ہمراہ رکھین اور باقی سب واپس بھیجدین اور طناب بطناب اٹھین اور توپخانہ کے
ارابون کا زنجیرہ بنا کے ہوشیاری اور بیداری کے لوازم بجا لائین بادشاہ تم بدرہ
سے اترا اور ولایت وجیانگر مین داخل ہوا۔ کشن راو نے بھوج راے مل کو سپہ سالار مقرر
کیا جسنے گھمنڈ مین آکر کشن راو سے کہا کہ اگر ارشاد ہو تو مسلمانون کے بادشاہ کو زندہ گرفتار
کرکے خدمت مین لاؤن یا اوسکے سر کو تلوار سے کاٹ کر پیش کرون کشن راے نے کہا کہ
ہر حال مین دشمن کا زندہ رکھنا منظور نہین اسکا مرنا ہر حال مین بہتر و خوشتر ہے بھوج راے نے
لشکر کو دلاسا دیا اور چالیس ہزار اور پانچ لاکھ پیادے لیکر بادشاہ سے لڑنے آیا اور حکم
دیا کہ امراء اپنی مجلس مین حکم دین کہ پنڈت کتابون کو پڑھ کر خلائق کو مسلمانون کے مارنے کا ثواب
بتلائین اور انکو مسلمانون کے یہ اعمال بتلا کر انسے لڑنے کی ترغیب و تحریص دین کہ گائے کو
ذبح اور اصنام کی ہتک کرتے ہین اور بتخانون کو ڈھاتے ہین اور ہندوؤن کو قتل کرتے
ہین۔ بادشاہ پاس پندرہ ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے تھے جنمین سے دس ہزار سوار
اور تیس ہزار پیادے اور سارے آتش بازی کے کارخانے لڑنے کو گئے ۱۴ ذی قعدہ کو
صبح سے سہ پہر تک خوب جوش و خروش سے لڑائی ہوئی اور توپخانہ نے مسلمانون کو
شکست سے بچایا۔ تفنگ توپ کی ضربون سے ہندوؤن کے لشکر کو متزلزل کیا اور ایسے
قریب نوبت آگئی کہ شمشیر و خنجر سے لڑائی ہوئی۔ بھوج مل راے زخمی ہو کر بھاگا
ہندوؤن کو شکست ہوئی مسلمانون نے قتل کا بازار ایسا گرم کیا کہ عورتون اور دودھ
پیتے بچون کو بھی نہ چھوڑا۔ محمد شاہ تو ہندوؤن کے قتل کی قسم کھائے ہوئے تھا کہ
وہ تین مہینے تک کشن راو کے لشکر کے پیچھے پڑا رہا اور اسکو قتل کیا۔ آخر کو کشن راو بھاگ کر
وجیانگر مین چلا گیا اور نو ہزار پیادے مداخل و مخارج کے بند کرنے کے لیئے مقرر کیئے
محمد شاہ نے وجیانگر کے نواح مین خیمہ ڈیرے ڈالے اور ہر روز شہر کے گرد جنگ ہونے
لگی۔ رات کو لشکر مین دشمن آن کر گالیان دیجاتے تھے۔ شہر کا تسخیر ہونا بڑا مشکل تھا۔

اسکا مکرر سارا حال سنایا تو اُسنے اس بیچارہ کو بھی مار ڈالا اور کہنے لگا کہ جس شخص نے اتنے آدمیونکا
مرنا دیکھا ہو اُسکو دیکھنا نہین چاہیئے - سنہ [illegible] مین محمد شاہ نے بھی انتقام لینے کا ارادہ کیا
گلبرگہ کی مسجد مین قرآن پر قسم کھائی کہ ان اٹھ سو مسلمانون کی عوض مین جب تک لاکھ ہندو
قتل نہین کر لونگا شمشیر جہاد کو نیام مین نہین کرونگا نو ہزار سوار لیکر وہ دریاے سے کرشنا پار
گیا اور راے بیجانگر کے تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادے تھے محمد شاہ دریاے کرشنا کے پار گیا اور
صبح کو راے کے لشکرگاہ پر پہنچا - مشرقی ملکون مین لڑائیان پہلے ایسی ہی ہوتی تھین
جیسے وحشی جانورون مین ہوتی ہین - جب وہ کرشن راے کے لشکر کے قریب آیا تو اسکے آدمیون
کو سواے فرار کے اپنی سلامتی نہ سوجھی تھی سلطان جہان راے کا لشکر پہنچتا تھا وہان
جاتا تھا اور خوب غارت اور قتل کرتا تھا اسنے ستر ہزار عورتین و مرد و جوان
پیر و بندہ و آزاد قتل کر ڈالے تحفۃ السلاطین مین لکھا ہے کہ دو ہزار ہاتھی تین سو ارابہ
توپ و ضرب زن و سات سو گھوڑے عربی اور ایک مرصع سنگاسن سرکار شاہی مین
داخل ہوئے - باقی غنائم پر امراء اور لشکری متصرف ہوئے - سلطان محمد شاہ نے
اس فتح کو اور فتوحات کا مقدمہ جانا - برسات کا موسم قلعہ مدکل مین بسر کیا -
جب خان محمد مع لشکر دولت آباد محمد شاہ سے مل گیا تو ایک جمعیت عظیم اسکے پاس ہو گئی اور
دشمنون کے قتل کے لیے قلعہ ادونی کی طرف روانہ ہوا - راے کشن راو نے دریاے تنگبدرہ
عبور کیا اور ادونی قلعہ کے باہر اُترا اور یہان اپنے بھانجے کو حاکم مقرر کر کے اپنی ولایت
کے وسط مین گیا اور اطراف و جوانب سے لشکر جمع کیا - اور بیجانگر سے خزانہ و ہاتھی اور
اثاثہ شاہی طلب کیا محمد شاہ نے اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ نہین کیا اور توپ و ضرب زن
مرتب سے سج گئی - کارخانہ آتشباری پر بڑا بھروسا کیا اب تک دکن کے اندر اس کا
رواج مسلمانون مین نہ تھا - ایک توپ خانہ بزرگ مرتب ہوا مقرب خان سیستانی
اور تمام رومیون اور فرنگیون کو جو بادشاہ کے ملازم تھے اسکا اہتمام سپرد ہوا
[illegible]

بے شعور نہین کیا اپنی قسمت پر اختیار نہین رکھتا اب جو ہو سو ہو ۔۔۔ اور اُن
یہ سمجھایا کہ تیرے باپ نے مسلمانون سے لڑائی چھوڑ کر سلطان علاء الدین سے صلح کی تھی تو تھی
مسلمانون سے صلح کرلی۔ کشن رائے نے یہ رائے پسند کی۔ محمد شاہ سے صلح کا پیغام دیا۔ بادہ
کشن رائے سے قوالون کے وظیفہ کا دینا قبول کرایا اور صلح کرلی اور ایلچیون نے اُسے
ادا کرا دیا۔ سلطان محمد شاہ نے کہا کہ جو بات میری زبان سے نکلی تھی مین یہ نہین چاہتا
تھا کہ وہ لغو و حشو ہو کر صفحۂ روزگار پر رہے الحمد للہ کہ جو کچھ کہا تھا اسکو کرکے چھوڑا۔
مشرقی بادشاہون کی یہ ادائین ہوتی ہین کہ اپنی ایک بیہودہ بات کے پورا کرنے کیلئے
ہزارون جانون کے جانے کا خیال نہین کرتے۔ جب ایلچیون نے بادشاہ کو خوش وقت
دیکھا تو کہا کہ ہم اس وقت بادشاہ کو بغایت مشفق و مہربان دیکھتے ہین اگر حکم عالی
ہو تو اخلاص کی راہ سے دو کلمے عرض کرین انکو اجازت ہوئی تو اُنہون نے کہا کہ کسی
دین مین روا نہین ہے کہ کسی گناہ گار کی عوض مین کوئی بیگناہ مارا جائے خصوصاً عورتین اور
بچے۔ اگر کشن رائے نے قلعہ مدکل مین مسلمانون کی ساتھ یہ بیراہی کی ہو مگر اسمین فقیر اور
مساکین کا کیا گناہ ہے۔ سلطان محمد شاہ نے کہا کہ قلم تقدیر یون ہی چلی تھی اسمین میرا
کچھ اختیار نہین تھا۔ ایلچیون نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے ممالک دکن کا خلاصہ آپ کو عنایت کیا ہے
اور ممالک کرناٹک کرشن رائے جو آپ کی مملکت کے ہمسایہ مین واقع ہین یقین ہے کہ آپ کو
اور آپ کی اولاد کو برسون تک اس سرزمین کے ساتھ ہمسائگی رہیگی۔ دنیا دارون کو شاید
پھر اس طرح کے قضایا واقع ہون تو خلائق کا حال کیا ہوگا۔ خیر اندیشی و رعایا کی صلاح
حال اسکا اقتضاء کرتی ہے کہ فقراء اور مساکین کے قتل کا طریقہ موقوف کیا جائے۔ سلطان
محمد شاہ اس کہنے سے متاثر ہوا اور اسلئے کہا کہ مین نے خدا سے عہد کیا ہے بعد فتح
اور معرکہ گذاری کے کسی کو قتل نہ کرونگا اور بعد میرے میرے فرزند بھی اسی شیوہ
مرضیہ پر عمل کرینگے۔ اس تاریخ سے دکن مین یہ دستور ہوگیا کہ جنگ کے بعد جو زندہ
گرفتار ہوتا وہ قتل نہین ہوتا۔ اور بے سبب رعایا و ضعفاء کا قتل عام نہین ہوتا

اسکے تین طرف فصیل تھی جسمین سخت پتھر بہت بڑے بڑے لگے ہوئے تھے اور یہی دیوار
تھی اور چوتھی طرف دریائے تم بدرا تھا جو ایسے جوش و خروش سے تیز بہتا تھا
جسمین عبور دشوار تھا - مطلع السعدین مین لکھا ہے کہ وجیانگر ایک مدور شہر تھا اسکے گرد
سات فصیلین مدور بہم مرکز تھین اور باہر کی فصیل کے باہر ایک میدان پچاس گز کا تھا
جسمین پتھر پاس پاس گڑے ہوئے تھے - آدھے زمین مین دبے ہوئے اور آدھے باہر اسکے سوا
اور پیادے بہت مشکل سے باہر کی دیوار تک جا سکتے تھے - سلطان محمد شاہ نے ایک مہینے خوب
کوشش کی کہ اس بلدہ کے اندر داخل ہو مگر کسی حمل سے میسر نہ ہوئی تو وہ حیلہ گری کو
کام مین لایا کہ اپنے تئین بیمار بنایا اور کوچ کا نقارہ بجوایا کشن رائے مسلمانون کے قتل کے
قصد سے اور ہندوؤن کے خون کی تلافی لینے کے لئے دار الملک وجیانگر سے نکلا - اور
مسلمانون کے لشکر کے پیچھے پڑا - راتون کو ہندو ارابون کے کنارہ پر آ کر کہتے کہ تمہارا
پادشاہ مردہ ہے ہمارے برہمنون کی دعا مستجاب ہوئی تم مین سے ایک آدمی کو
ہم زندہ نہ چھوڑینگے - پادشاہ کوچ کے وقت سنگاسن مین سو کر چادر سر پر ڈالتا تو اہل
اردو کو پادشاہ کی زندگی پر بدگمانی اور شک ہوتا اور وہ مضطرب ہوتے خان محمد و
مقرب خان جو راز دار تھے خلائق کی دلدہی کرتے اور کوچ پر کوچ کرتے - محمد شاہ کی تدبیر
تقدیر کے موافق ہوئی کشن رائے و ارکان دولت اسکے اپنے دشمنون کا حال نہایت بودا
سمجھ کر ساری رات شراب پیتے اور ناچ دیکھتے کہ ناگاہ سلطان نے ان پر شبخون مارا
دشمن کے ہوش اڑ گئے وہ بھاگا دس ہزار ان مین سے مارے گئے اور کشن رائے وجیانگر کو
بھاگا وجیانگر سے تیس چالیس کوس پر جہان مسلمان آبادی کا نام سنتے وہان غارت کرنے
دوڑے جاتے وجیانگر کے معتبرون اور زمیندارون نے جب یہ حال دیکھا تو انہون نے
کشن رائے پر سرزنش و ملامت کی اور کہا کہ تیری حکمرانی ہمارے لئے شوم ہے دیوتا تجھ
سے خفا ہوئے - ہمارا مال اور ناموس برباد گیا دس ہزار برہمنون کے قریب کشتہ ہوئے
عزت کا نام و نشان باقی نہین رہا - کشن رائے نے کہا کہ ہمین کوئی کام اجیان ملک

تو بیہودہ خواب مستی سے بیدار ہوے اور رات کو تغیر لباس کرکے شیخ زین الدین پاس آئے۔ اس شیخ نے انکو صلاح بتائی کہ سب کچھ چھوڑکر اپنے زن و فرزند کا ہاتھ پکڑکر گجرات چلے جاؤ۔ اسی مین تمہاری خیر ہے انہون نے یہی کیا۔ محمد شاہ جب اس امر سے آگاہ ہوا تو سرحد گجرات تک انکے تعاقب مین یلغار گیا۔ مگر انکو نہ پکڑ سکا۔ دولت آباد مین آیا۔ وکل مشائخ نے حاضرانہ و غائبانہ سلطان محمد شاہ سے بیعت کی تھی۔ مگر شیخ زین الدین نے اس سبب سے بیعت نہین کی تھی کہ وہ شراب پیتا تھا اور بعض اور مناہی کا مرتکب ہوتا تھا۔ شاہ نے شیخ کو حکم بھیجا کہ میری مجلس مین حاضر ہو یا میرے خلافت کی بیعت کا نوشتہ اپنے ہاتھ سے لکھکر بھیجدے۔ شیخ نے جواب دیا کہ کسی سبب سے کفار نے ایک دانشمند اور ایک سید اور ایک مخنث کو گرفتار کیا اور تینون کو بتخانہ مین بھیجا اور حکم دیا کہ جو کوئی بت کو سجدہ کرے اسکو جان کی امان دی جائے اور جو کوئی انکار کرے وہ قتل کیا جاوے۔ دانشمند نے آیہ کریمہ پر عمل کرکے سجدہ کیا اور سید نے بھی دانشمند کا طریقہ اختیار کیا۔ مگر مخنث نے کہا کہ مین ساری عمر اعمال ناشائستہ مین مشغول رہا ہون نہ مین عالم ہون نہ سید کہ ایسا کام کرون مجھے قتل ہونا قبول ہے اور بت کو سجدہ کرنا منظور نہین۔ میرا قصہ بھی اس قصہ کے مشابہ ہے کہ مین تیری جفا و ستم کا متحمل ہونگا۔ مگر تیری مجلس مین حاضر نہین ہونگا نہ تیری خلافت پر بیعت کرونگا۔ محمد شاہ نے خفا ہوکر شیخ کو شہر بدر کردیا۔ مگر شیخ کے ساتھ اس سختی کرنے سے بادشاہ شرمندہ ہوا صدر الشریف کے ہاتھ یہ مصرع لکھکر بھیجا ع۔ من زآن تو ام تو از آن من باش + شیخ نے کہا کہ اگر سلطان محمد شاہ غازی شریعت محمدی کے مراتب و مراسم کا حفظ کرے اور ممالک محروسہ مین سے شراب خانون کو دور کرے اور سنت پدر پر عمل کرے اور خلق کے روبرو شراب نہ پئے۔ و قضات و علماء و صدور کو حکم دے کہ امر معروف و نہی منکر مین کوشش کرین تو معاذ اللہ مین فقیر سے زیادہ کوئی اسکا دوست نہ ہوگا اور یہ بیت لکھی ؎

تا من بزیم بجز نکوئی نہ کنم + جز نیک دلی و نیک خوئی نہ کنم
آنجا کہ بجائے ما بدیہا کردند + تا دست رسد بجز نکوئی نہ کنم

محمد شاہ نے کلبرگہ مراجعت کی پانچ روز بستر راحت پر استراحت فرمائی تھی کہ وہ دولت آباد کو روانہ ہوا۔ اُسنے اپنے تئین بیمار بنا یا تھا اس لئے اُسکے مرنے کی خبر مشتہر ہو گئی تھی جس سے جا بجا فساد کھڑے ہو گئے تھے۔ دولت آباد لشکر و امرا سے خالی تھا۔ بہرام خان مازندرانی جسکو سلطان علاء الدین نے بیٹا بنا یا تھا۔ گونبہ دیو مرہٹہ سردار بگلان کے اغوا سے اُسنے علم مخالفت بلند کیا۔ برار کے بعض امرا نے بھی اسکے ساتھ اتفاق کیا راجہ بگلانہ نے بھی اسکو امداد کی امید دلائی۔ ان مقدمات خام پر بہرام خان فریفتہ ہوا۔ پرگنات و ولایت مرہٹہ کا چند سال کا خراج جو سلطان محمد شاہ کے حکم سے دولت آباد میں رکھا گیا تھا اس پر وہ متصرف ہوا۔ خیل و حشم میں اشتغال کیا اور اکثر بلاد و پرگنات مرہٹہ کو قبض و تصرف میں لایا اور اپنے اعوان و انصار میں اسکو تقسیم کیا۔ بارہ ہزار سوار اور پیادے جمع کر لئے۔ سلطان محمد شاہ نے اس خبر کو سُنکر بہرام خان کو لکھا کہ تو اپنی ان حرکات سے باز آ۔ ابتک جو کچھ تونے قصور ... کیا ہے میں اُسے معاف کرتا ہوں۔ بہرام خان گونبھ دیو سے اس امر میں مشورہ کیا تو اس نے کہا کہ سلطان محمد شاہ قہار و غیور ہے ہمنے جو اعمال ناشائستہ کئے ہیں۔ اُنسے ہم کو کسی طرح سے امن نہیں ہونا چاہیئے جس وقت کہ قلعہ دولت آباد پر ہم متصرف ہوں۔ اور راجہ بگلانہ اور برار کے بعض امرا معتبر ہماری ساتھ ہوں تو صلاح یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس مہم سے ہاتھ نہ اٹھائیں۔ بلکہ اتمام کو پہنچائیں غرض اُس نے بادشاہ کی نصیحت نہ سنی۔ پہلے سے زیادہ مقابلہ و مقاتلہ پر مستعد ہوا۔ جب محمد شاہ نے مسند عالی خان محمد کو اپنے سے پہلے اس طرف بھیجا اور خود شکار کرتا ہوا اس طرف متوجہ ہوا قصبہ پٹن کے حوالی میں بہرام خان و گونبھ دیو اور بعض متعلقین راجہ بگلانہ محمد خان سے مدافعت کے لئے آئے۔ پادشاہ بھی جب قصبہ پٹن سے چار کروہ پر آیا تو راجہ بگلانہ مع متعلقین فرار ہوا اور مخالفین سے ترک موافقت کی۔ بہرام خان و گونبھ دیو بھی بغیر قتال و جدال کے دولت آباد کے قلعہ میں بھاگ گئے خان محمد دولت آباد سے دو کروہ پر پہنچا اور محاصرہ کے فکر میں تھا تو بہرام خان اور

زبان خوب بولتا تھا ترکون اور فارسی زبانون سے مصاحبت ومجالست رکھ
ن سے تیر وکمان سے میل رکھتا تھا ہر وقت شمشیر ونیزہ وخنجر کا ذکر زبان پر رہتا تھا
ن مین رات کو باپ کا خزانہ توڑکر اشرفیون کی تھیلیان لے گیا اور اپنے ہمباز لڑکون مین انکو
ر دیا جسپر باپنے اوسکو بلاکر چند چابک مارے —
ن راے والی وجیانگر کو مجاہد شاہ نے لکھا کہ آب کشنا و کرشنا و تم بدرا کے درمیان جو
لک ہین وہ ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہین اور ہمیشہ فریقین کے درمیان نزاع
و گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ صلاح یہ ہی کہ ہم تم آپ تم بدرا کو سرحد بنائین دریا کے اس طرف
بت بن رامیشور تمہارے پاس رہے اور دریا کے اس طرف شرفا وغربا ہمارے پاس اس صورت
ن قلعہ بیکاپور اور اور قلاع وبلاد ہمارے ملازمون کو سپرد کرو کہ مادہ النزاع دور ہو اور
صت وموافقت کا طریق مسلوک ہو۔ کشن راے نے اسکے جواب مین لکھا کہ قدیم الایام سے
لعہ رائچور اور مدکل کنار آب کشنا تک وجیانگر کے رایون کے قبضہ مین رہے ہین مناسب یہ ہے
لہ آب کشنا سرحد ہو قلاع مذکور ہمکو حوالہ ہون اور ہاتھی جو سلطان محمد شاہ امراے کنہرہ سے لیے تھے
لے گیا ہے وہ واپس ہون تاکہ کدورت صفائی سے مبدل ہو۔ مجاہد شاہ یہ جواب سنکر
ن کی تیاری کرنے لگا اور پانچ سو ہاتھی اور خزانہ ہمراہ لیکر آب تم بدرا سے عبور کیا۔
شکار کھیلتا ہوا قلعہ ادونی پر پہنچا۔ یہ قلعہ دکن مین عدیم المثال ہے اسکی تسخیر پر ا[illegible]
صفدر خان سیستانی کو سپاہ برار کے ساتھ اسکے محاصرہ کے لیے مامور کیا امیر الامرا بہادر
اعظم ہمایون کو مقدمہ لشکر بنا کے روانہ کیا اسنے سنا تھا کہ کشن راے پرگنہ لنگاولی مین
آب تم بدرا کے کنارہ پر مقیم ہے اسکی طرف وہ خود آپ چلا جب کشن راے کو اسکے پاس آنے
کی خبر ہوئی تو وہ مقابلے ومقاتلے کے لیے مستعد ہوا۔ اس عرصہ مین زمینداران نے
مجاہد شاہ کو اطلاع دی کہ فلان جنگل مین ایک بڑا زبردست شیر ہے اسنے پیادہ پا جاکر
اس بہادری اور شجاعت سے شیر کو مارا کہ اسکی شہرت وجیانگر کے آدمیون تک پہنچی لوگون
مین ایسا خوف وہراس پیدا ہوا کہ باوجود اسکے کہ وجیانگر سے بہت بڑا لشکر مرتب ہوکر

[شیخ] نے سلطان کو غازی کہا اس سے وہ بہت خوش ہوا اور اس کو پہلے لقب میں زیادہ کیا
اور جب دولت آباد سے گلبرگہ میں گیا تو اپنے ملک میں شراب فروشی کی دکانیں بند کرا دیں
اور شریعت کی ترویج میں بڑی کوشش کی۔ پھر شیخ اور بادشاہ کے درمیان خط و کتابت
جاری ہو گئی۔ اب امن آمان تھا۔ محمد شاہ نے دکن کے جو مفسد فرد مشہور تھے انکی بیخ کنی میں
کوشش کی اس نے اپنے ملک کے حاکموں کو حکم بھیجا کہ جو رہزن فرد ہو اسکا سر کاٹ کر گلبرگہ بھیجو
گلبرگہ میں سات مہینے میں آٹھ ہزار سروں کا انبار لگا۔

وجیانگر و تلنگ اور سب زمینداران دکن محمد شاہ کی اطاعت میں ثابت قدم رہے مال معروضی کے
ارسال میں کچھ تخلف نہیں کیا۔ سلطان نے لشکر کشی کو موقوف کیا۔

ہر سال اطراف اربعہ میں سے ایک طرف جاتا۔ اور تین چار مہینے شکار میں مصروف رہتا
اہل دکن اس بادشاہ کو نعمت عظمیٰ سمجھتے اسکے عہد میں زندگانی عیش و کامرانی سے بسر
کرتے ۷۷۶ھ میں موت نے اسکی حیات پر پنجہ مارا۔ سراج التواریخ میں لکھا ہے کہ کارِ
محمد شاہی میں جسقدر خزانہ اور فیل جمع ہوئے اسکے بعد شاہان بہمنیہ میں سے کسی کے پاس
نہیں جمع ہوئے اسکی سرکار خاصہ میں سب قسم کے تین ہزار ہاتھی تھے کسی اور بادشاہ کی
سرکار میں دو ہزار سے زیادہ نہ ہوئے اور خزانہ بھی اس قدر تھا کہ اور بادشاہوں
کے پاس کبھی اس سے آدھا بھی نہ ہوا۔ بادشاہان دہلی اور شاہان بہمنیہ جو اس سے پہلے
پیچھے ہوئے۔ ان میں سے کسی نے رائے کرناٹک کو ایسا عاجز نہیں کیا جیسا اس نے۔ اول سے آخر
تک اس نے پانچ لاکھ آدمیوں کو قتل کیا ہوگا۔ اور ملک کرناٹک کو ایسا ویران کیا کہ قرنوں
میں بھی وہ اپنی اصلی حالت پر نہ آیا۔ اسکی سلطنت ۱۷ سال ۹ ماہ پانچ یوم رہی۔

سلطنت مجاہد شاہ بہمنی

ملک سیف الدین غوری کا دختر زادہ سلطان مجاہد شاہ تھا وہ باپ کے بعد تخت پر بیٹھا
[نوجوان] تھا۔ متناسب اعضا و چہرہ خورشیدی رکھتا تھا اور اپنی تمام اقوام
[illegible]

ین کشن رائے تھا۔ یہان پہاڑ پر ایک بڑا اتجانہ شبرنگ تھا اسکو مجاہد شاہ نے توڑا
شن رائے کو لوگ سوار کرا کے لڑنے کو لائے پہلے اس سے کہ دونو لشکرون مین تقارب ہو
یا بادشاہ تاج اوتار کر اپنے شبرنگ گھوڑے پر سوار ہوکر دشمنون کے ازدحام ہجوم
اشے کو گیا ایک ہندو نے اُسے پہچان کر سر پر تلوار ماری مگر وہ کارگر نہ ہوئی۔
سلطان نے اُسے مار ڈالا۔ بعد ازان ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین کشن رائے کو شکست
ہوئی۔ ابھی مسلمانون نے آسائش نہین کی تھی کہ کشن رائے کا بھائی آٹھ ہزار سوار چھ
لکھ پیادے لیکر اپنی جاگیر سے شہر وجیانگری مین آگیا اور کشن رائے نے اپنا پراگندہ
لشکر جمع کیا اور پھر دوبارہ ایسی لڑائی ہوئی کہ نہ کبھی دیکھی تھی نہ سنی تھی مقربان
اور بعض اور نامور بہادر قتل ہوئے۔ داؤد خان جسکو چھ ہزار سوار دیکر دھنہ سودرہ
کی حفاظت سپرد ہوئی تھی وہ اس لڑائی کا حال سُنکر کہ دشمن کو ہر وقت تازہ کمک
پہنچتی رہتی ہے اسلئے مغلوب نہین ہوتا ناعاقبت اندیشی سے دھنہ کو خالی چھوڑ کر تین
ہزار سوار لیکر معرکہ مین آن موجود ہوا اور ایسی کارزار کی کہ تین دفعہ اسکا گھوڑا زخمی ہوا
مسلمانون کو فتح ہوئی مجاہد شاہ نے داؤد خان کو گالی دیکر کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کہ
دھنہ کو خالی چھوڑ دیا اگر وہ کفار کے ہاتھ آجائے تو کوئی مسلمان اس شہر سے
جانبر نہین ہوسکتا بعض امرا کو اُسنے دھنہ کی حفاظت کے لئے بھیجا مگر مخالف اوس پر
قابض ہوگئے تھے وہ دفع نہ کرسکے اُنہونے مجاہد شاہ کو اسحال سے اطلاع دی مجاہد شاہ
نے توقف مین صلاح نہ دیکھی۔ سودرہ دھنہ کی طرف وہ متوجہ ہوا اسکے آنے سے
دھنہ خالی ہوا اور اپنے سارے لشکر کو دھنہ سے باہر نکالا۔ اس شخص نے اس ملک کو دیکھا
ہے وہ جانتا ہے کہ مجاہد شاہ نے کیا کام کیا۔ ولایت کنہرہ جسکو کرناٹک بھی
کہتے ہین طول اسکا شمالا وجنوبا دریائے کشنا سے سیت بن رامیشور تک ۶ سو کروہ ہے اور عرض
اس کا غربا وشرقا تخمیناً ڈیڑھ سو کروہ بحر عمان سے سرحد مملکت تلنگ تک ہے اور ملک زیادہ تر
جنگلون اور قلعون سے بھرا ہوا ہے اکثر آدمی یہان کے کنہری زبان بولتے ہین و

دفعہ کے لئے روانہ ہوچکا مگر وہ لڑنے کے ارادہ سے باز آئے اور یہ تجویز کی کہ دور دست
جنگلون مین چلے جائین اگر سلطان محمد شاہ تعاقب کرے تو۔ تو بھی اور کماندار مسلمانون
کے ہلاک کرنے مین کوشش کرین پس وجیانگر مین حاکم مقرر کرکے اسکے جنوبی جنگل کی طرف
متوجہ ہوئے مجاہد شاہ نے وجیانگر کی تعریف بہت سنی تھی وہ کوچ پر کوچ کرکے اسکی
طرف متوجہ ہوا مگر شہر کے استحکام کے سبب سے اسکی تسخیر وتخریب کے درپے نہ ہوا۔ کشن رائے
کے تعاقب مین گیا۔ کشن رائے کوہ وجنگل کے درمیان سیت بن رامیشور کی طرف روان
ہوا۔ سلطان مجاہد شاہ اسکے پیچھے چلا۔ جہان جنگل مین جاتا درختون کو کٹواکر ایک راہ
سو گز عرض کی بنواتا۔ پانچ چھ مہینے تک کشن رائے کے پیچھے اس طرح پھرا۔ کشن رائے
جا بجا نقل وتحویل کرتا اور اصلا مجاہد شاہ کا مقابلہ نہ کرتا۔ ہرچند دولتخواہون اور
امیرون نے مجاہد شاہ سے عرض کیا کہ اس تعاقب کا نتیجہ کچھ نہین ہے مگر اس نے کچھ نہ سنا
اور کشن رائے کا تعاقب نہ چھوڑا۔ کشن رائے اور اسکے فرزند وقرابتی اکثر بیمار ہوئے
اطبا نے کہا کہ درختون اور پانی کے اثر سے یہ بیمار ہوئے ہین کشن رائے نے کہا کہ مین
یہ سوچا تھا کہ مجاہد شاہ کو جنگل کی آب وہوا موافق نہین ہوگی وہ بھاگ جائیگا اب
قضیہ برعکس ہوا مجھے بھاگنا چاہیئے ناچار وجیانگر مین وہ آیا بادشاہ سیت بند
رامیشور گیا جو وجیانگر سے چھ سو کروہ ہے مسجد جو اسرائے علاءالدین خلجی نے بنائی
تھی اسکی تعمیر ومرمت کی اور بتخانون کو توڑا اور ویران کیا اور وجیانگر مین آیا۔
وجیانگر کی دو راہین تھین ایک وسیع دوسری تنگ وسیع راہ مین دشمن کی
تیر وتفنگ اندازی پہاڑون کی کمین گاہون وسرکوب کا خوف تھا اس لئے وہ تنگ راہ
سو درے سے آیا اور دھنہ سو درہ کو اپنے چچا داؤد کو چھ ہزار سوارون کے ساتھ سپرد کیا
کشن رائے۔ مجاہد شاہ کے جرأت پر واقف ہوکر لحظہ بہ لحظہ سوار وپیادون کو
مستعد کرکے لشکر اسلام کے مدافعہ کے لئے بھیجتا۔ مجاہد شاہ محلات مین داخل ہوا
اور اسکو توڑکر دریا کے اس کنارہ پر پہنچا جو اسکے اور اس حصار کے درمیان فاصلہ تھا

سبب سے اہل قلعہ مسلمانون کو قلعہ حوالہ کر دینگے مگر بارش ہو گئی اس سے امید بر نہ آئی۔
سلطان کے لشکر مین قحط غلہ کے آثار نمایان ہوئے اسہال و پیچش اسعا کا مرض شائع
ہوا خلائق جان سے تنگ ہوئی۔ مراجعت کے خواہان ہوئے۔ ملک نائب سیف الدین غوری
بھی اجازت لے کر یہان آیا اس نے بادشاہ کے خاطر نشان کیا کہ اس حصار کی فتح جلد
میسر نہ ہوگی۔ وہ پندرہ قلعے ایک دوسرے کے اوپر رکھتا ہے اور ایک بلند وسیع کوہ
پر واقع ہے۔ اس سے بہتر ہوگا کہ اول دوآب کے قلاع و بقاع و بندر گوہ
سے بنکاپور تک تصرف مین لائے جائین اور پھر اس قلعہ کی فتح مین کوشش کی جائے۔ اس سمجھانے سے
بادشاہ نے اپنے ملک کو مراجعت کی۔ داؤد خان جسکو سلطان نے دشنام دی تھی
آزردہ خاطر ہو کر آئین شاہی کے فکر مین ہوا اور مجاہد شاہ کو قتل کر ڈالا۔ مجاہد شاہ کے
کوئی فرزند نہ تھا اور داؤد خان وارث ملک تھا اس لئے سب نے داؤد خان کی
بادشاہی مسلم کر لی اُس نے بھتیجے کے جنازہ کو گلبرگہ مین دفن کرایا۔ یہ واقعہ ۱۷ ذالحجہ
۷۷۹؁ھ مین واقع ہوا۔ مجاہد شاہ کی فرمان دہی کی مدت تین سال تھی۔ حاجی
محمد قندھاری کی تاریخ سے یہ مستفاد ہوتا ہے۔ مبارک ایک شخص تھا جو تنبول داری کے
مرتبہ سے قرب امارت کے درجہ پر پہنچا تھا۔ مجاہد شاہ نے خزانہ کا دروازہ توڑ کر
چند بدرہ زر نکال کر اپنے ساتھ کے کھیلنے والون لڑکون کو دیدئے تھے مبارک
تنبول دار نے سلطان محمد شاہ سے یہ حال عرض کیا۔ سلطان نے غصہ مین آکر چند
چابک اپنے بیٹے کے لگائے۔ سلطان مجاہد شاہ مبارک سے کینہ رکھنے لگا مبارک
تنبول کو خوف ہوا کہ کہین اس سے وہ انتقام نہ لے۔ داؤد خان وغیرہ سے وہ
ملگیا اور سلطان کو قتل کیا۔ بعض کی زبان قلم یہ کہتی ہے کہ مسعود خان ولد مبارک خان
تنبول دار خاصہ نے یہ کام کیا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ مبارک بیس برس کا جوان
قوی تھا مجاہد شاہ نے اس سے کہا آؤ کشتی لڑو وہ اسے لڑکا سمجھ کر کشتی لڑا۔ مجاہد شاہ نے
جو دو برس کا تھا کشتی مین اسکی گردن توڑ ڈالی وہ مرگیا اسکے بیٹے مسعود نے باپ کا انتقام

بعض شکل اور وہ بہت شجاع و مردانہ ہوتے ہیں روز رزم میں وہ میدان میں تالیان بجاتے ہوئے اور ناچتے ہوئے آتے ہیں مگر آخر میں ثبات قدم نہیں رکھتے سپاہ اسلام کی صولت و شوکت انکے دل میں بیٹھی ہوئی ہے۔ سلاطین بہمنیہ باوجود قلت سپاہ کے انپر غالب رہتے تھے مملکت و سپاہ کے حساب سے رای بیجانگر شاہان بہمنیہ سے بمراتب زیادہ تھا خصوصًا اسوقت کہ سلطان مجاہد شاہ ترکتازی کر رہا تھا۔ مملکت تلنگ ہنوز بہمنیوں کے تصرف میں بالتمام نہیں آئی تھی۔ بندر گودہ قلعہ بلگام وغیرہ کہ کرناٹک میں داخل نہیں ہیں راے بیجانگر کے قبضے میں تھے اور ولایات تلنگ کا بہت سا حصہ اس نے تغلب کر لیا تھا اور مملکت جو یا غیون سے خالی تھی اسکے زیر حکم تھی۔ راے سیلون و ملیبار اور بنادر وجزائر کے حکام اسکے پاس اپنے سفیر بھیجتے تھے اور نفائس و ظرائف بھیجکر تقرب ڈھونڈھتے تھے اور کشن راے کے باپ دادا سات سو برس سے یہان راج کرتے تھے اور ایک دوسرے کے اندوختے کو خرچ نہیں کرتے تھے اور اس مدت دراز میں کوئی حادثہ بھی نہیں واقع ہوا تھا اس سبب سے اسکا خزانہ ساری دنیا کے بادشاہوں کے خزانہ کی برابری کرتا تھا۔ سلطان علاء الدین خلجی کے عہد میں کشن راے کے دادا نے جو بیجانگر کا بانی تھا آبا و اجداد کے خزائن کو ثواب و ذخیرہ آخرت کی نیت سے زمینوں میں مدفون کیا تھا اور انکے اوپر بتخانے بنائے تھے بعض خزانے کہ سرزمین سیت بند رامیشور میں دفن ہوئے وہ سلطان علاء الدین خلجی دہلوی کو نصیب ہوئے اس ولایت کے برہمنوں نے پہلے سے کہہ دیا تھا کہ یہ تمام خزانے پادشاہان اسلام میں سے ایک پادشاہ کو ہاتھ آئینگے جسکی تفصیل اپنی جگہہ پر مذکور ہے۔ جب سلطان مجاہد شاہ نے جانا کہ بیجانگر آسانی سے نہیں فتح ہوگا تو اس شہر سے کوچ کیا اور اپنے باپ محمد شاہ کے عہد کا پاس کیا عامہ ساکین کو قتل نکیا بلکہ قریب ساٹھ ستر ہزار دختر و پسر ہندوؤن کے اسیر کئے۔ قلعہ اودنی کو مجاہد شاہ کے ملازموں نے محاصرہ کر رکھا تھا وہان وہ خود گیا اور قلعہ کے ... دو مہینے ضائع کئے۔ گرمی کا موسم ختم ہوگیا تھا امید تھی کہ بے ...

کوئی فتور وقصور نہ واقع ہوا۔ رائی وجیا نگر نے رائے چور کا محاصرہ چھوڑ دیا اور باج وخراج دینا قبول کیا۔ سلطان محمود بڑا خوشخط تھا۔ قرآن خوب پڑھتا تھا۔ طبع ناظم تھی۔ علوم متداولہ سے باخبر تھا۔ عربی فارسی فصیح بولتا تھا۔ فتوح سے مسرور اور مکروہ سے غمگین نہیں ہوتا تھا۔ عمر بھر میں سوا ایک بیوی کے دوسری بیوی نہیں کی۔ خواجہ حافظ شیراز کو اُس نے بلایا۔ کشتی محمودی دکن سے اسکے لانے کے لیے بھیجی وہ ہرموز مین اس کشتی مین سوار ہوا ابھی کشتی چلی نہ تھی کہ ہوا مخالف چلنی شروع ہوئی کشتی سے اُتر پڑا پھر نہ سوار ہوا اور یہ ایک غزل لکھ بھیجی جسکا مطلع یہ ہی

دمے باغم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد + بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد

میر فیض اللہ انجوئی نے یہ غزل سلطان محمود کو سنائی تو اُس نے ہزار تنکہ طلا حافظ پاس بھیجدیئے۔ سلطان محمود ایوان بزم کو میدان رزم سے زیادہ پسند کرتا تھا۔

بسے سالہا درجہان کام یافت + براورنگ بزم آرام یافت

اسکے آخر عہد مین فقط یہ فساد ہوا کہ بہاء الدین تھانہ دار ساغر کے دو بیٹون محمد و مقرب نے بغاوت کی اور ایک ہزار سوار لیکر باپ سے جا ملے۔ سلطان محمود کے لشکر نے اسکو شکست دی اور بہاء الدین کا سر کاٹا گیا۔ اسکے دونو بیٹے لڑائی مین مارے گئے ۱۲ رجب ۷۹۹ھ کو سلطان تپ دق سے مرگیا ۱۹ سال ۹ ماہ ۲۰ روز سلطنت کرگیا۔ وہ شرع کا ایسا پابند تھا کہ کوئی کام خلاف شرع نہیں ہونے دیتا تھا اسکے زمانہ کی یہ حکایت مشہور ہے کہ ایک عورت زنا کی علت مین گرفتار ہوکر دار القضا مین قاضی کے روبرو آئی جب قاضی نے اس سے پوچھا کہ یہ برا کام کیون کیا تو اس نے کہا کہ اے قاضی مین یہ نہین جانتی تھی کہ یہ کام حرام ہے میرا گمان یہ تھا کہ جیسے مرد کے واسطے چار عورتین حلال ہین ایسی ہی عورت کے لئے چار مرد روا ہوں اب مجھے اصل حال معلوم ہوا پھر یہ امر ناشائستہ نہین کرونگی اس طرح حیلہ شرعی کرکے وہ عورت سزا سے بچ گئی۔

داؤد بادشاہ بن سلطان علاء الدین حسن گانگوئی

جب مجاہد شاہ کی شہادت کی خبر منتشر ہوئی تو ہر طرف فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا امرائے خودسری اختیار کی بعض امرا یہ چاہتے تھے کہ چھوٹا بیٹا سلطان علاء الدین حسن کا محمود بادشاہ ہو اور بعض امرا داؤد شاہ کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے آخر کو ملک نائب سیف الدین غوری کی سعی سے داؤد شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور شہر میں شاہی تخت فیروزہ پر بیٹھا۔ مگر محمد شاہ کی بہن روح پرور آغا اپنے بھائی کے خون کا انتقام لینا چاہتی تھی۔ اس لئے باکہ نامی جوان کو جو مجاہد شاہ کا مقرب تھا ترغیب دی۔ اور روز جمعہ یکم محرم ۷۸۰ھ کو داؤد شاہ کو جامع مسجد میں سجدہ کے اندر اسکے ہاتھ سے قتل کرا دیا۔ مسند عالی خان محمد نے اپنے عم زادہ کو کشتہ دیکھ کر باکہ کا بھی سر تن سے جدا کیا ایام حکومت داؤد شاہ بہمنی ایک ماہ پانچ روز تھے۔

ذکر سلطنت سلطان محمود شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن گانگوہی

داؤد شاہ بہمنی کے کشتہ ہونے کے بعد مسند عالی خان محمد نے یہ ارادہ کیا کہ داؤد شاہ کے بیٹے محمد سنجر کو کہ نو برس کی عمر رکھتا تھا۔ باپ کے جانشین بنائے۔ جب روح پرور آغا کو کیہ خبر ہوئی تو اُس نے یہ مشورہ پیش کیا اور کہا کہ ایسے ناخدا ترس ظالم کا بیٹا جس نے میرے بھائی کا خون کیا بادشاہی کے لائق نہیں ہے بلکہ محمود خان خلف سلطان علاء الدین ہے۔ محمود خان اپنے مقتول بھائی کی جگہ تخت نشین ہوا یہ بادشاہ سلیم النفس و کریم اخلاق خوش خلق و عدالت آثار تھا۔ امور دنیوی میں باریک نظر رکھتا تھا عدل و داد میں کوشش کرتا تھا ابتدائے سلطنت میں مسند عالی خان محمد کو خمیر مایہ فساد سمجھ کر قلعہ ساغر میں مقید کیا محمود خان ولد مبارک کو کہ مجاہد شاہ کے قتل میں شریک تھا دار پر کھینچا اور ملک نائب سیف الدین کو پھر وکالت سلطنت کا خلعت دیا اسکے مشورہ بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا۔ یہ وزیر اسکو ایسا مبارک ہوا کہ اسکی سلطنت میں اصلا تو اعد سلطنت میں

سات اور چھ سال کی تھی انکا چچا سلطان محمود شاہ دہ انکی تربیت جیسی کہ شاہزادون کی
ہونی چاہیئے کرتا تھا اس وقت تک سلطان محمود کے کوئی بیٹا نہین پیدا ہوا تھا اُن بھتیجون
سے اُسنے اپنی دو بیٹیان بیاہی تھین اور فیروز خان کو اپنا ولیعہد کیا تھا اور اپنے خاندان
مین سکو سب سے بہتر جانتا تھا جب اسکے بیٹے پیدا ہوگئے تو سلطان غیاث الدین کو ولیعہد
کیا اور مرنے کے وقت فیروز خان اور احمد خان کو وصیت کی کہ اُس کی اطاعت کرین
انہون نے بھی لوازم صداقت اخلاص مین کوئی تقصیر نہین کی مگر جب تغلچین نے سلطان غیاث الدین
کو نابینا کیا تو فیروز خان و احمد خان کی بیویون نے جو سلطان کی خواہر اعیانی تھین اپنے
شوہرون کو انتقام کی تحریص و ترغیب دی تغلچین اس بات کو سمجھ گیا وہ اسکے درپے ہوا کہ
سلطان شمس الدین انکی قید کا حکم دے۔ مخدومہ جہان سے کہا کہ ان دونو بھائیون کا دو تین روز
مین فکر نہین تو تیرے بیٹے کو معزول کرینگے اور تجھے کہ میری دوستی کے ساتھ متہم ہے بہت
تکلیف دینگے۔ مخدومہ جہان نے بیٹے کو چچازاد بھائیون کے قتل پر راغب و مائل کیا اس حال کی
فیروز خان و احمد خان اطلاع پاکر ساغر کی طرف بھاگ گئے یہان سدو حاکم تھا اس
خاندان کا غلام بڑا صاحب حشمت و شوکت تھا اُسنے انکو قلعہ مین اُتارا اور یہ حکم کیا

نظم

	چنین گفت سدھو بفیروز خان یکو شم کہ اورنگ کے خسروی		ندارم دریغ از تو مالے و جان ز فرق کلاہ تو گردد قوی	

سلطان شمس الدین کو اوّل فیروز خان و احمد خان نے لکھا کہ تغلچین کا دفع کرنا ہمارا مقصود ہے
ایسے اعمال ناشائستہ اسسے سرزد ہوئے ہین کہ اسنے غیاث الدین کو اندھا کیا اور اور
باتین اسکی کہ مخل ناموس ہین سب جانتے ہین اگر اسکو سزا دو تو ہم تمکو بادشاہ ماننے پر تیار
ہین اگر یہ نہوگا تو یقین جانو کہ جو کچھ ہم کرسکتے ہین اسمین تقصیر نہین کرینگے سلطان شمس الدین
نے تغلچین و مخدومہ جہان کے مشورہ سے جواب انکو ایسا لکھا کہ اسنے اور انکو بھڑکا دیا
دونو بھائیون نے سدھو کے اہتمام سے تین ہزار پیادے بہم پہنچائے امداد کا

ذکر سلطنت سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ

سلطان محمود شاہ کے بعد اسکا بڑا بیٹا غیاث الدین سترہ برس کی عمر مین تخت پر بیٹھا اور امور سلطنت مین اپنے باپکا پیرو ہوا۔ سلطان محمود کا بہت منہ چڑھا ترکی غلام تغلچین تھا وہ چاہتا تھا کہ منصب وکالت اسے ملجاے مگر سلطان غائبانہ و حاضرانہ کہتا تھا کہ میرے نزدیک یہ امر بہت قبیح ہی کہ خلائق کے سر پر جنمین بہت سے سید ہوتے ہین غلامون کو حاکم کرون اس سبب سے یہ غلام اسکے معزول کرنے کے درپے ہوا تغلچین کی بیٹی حسن و جمال مین مشہور اور ہندی علم موسیقی مین معروف تھی اسکے عشق مین سلطان کو پھنسا کر ایک دن دعوت مین اسکو بلایا اور تنہا کر کے اسکی آنکھین نکال لین اور جو بیس اسکے مقربون کو دغا سے قتل کیا اور اسکے چھوٹے بھائی شمس الدین کو بادشاہ بنا دیا اور اس اندھے کو قلعہ ساگر مین بھیجدیا۔ ۱۷ رمضان ۷۹۹ھ مین یہ واقعہ ہوا غیاث الدین کی مدت سلطنت ایک ماہ بیس روز سے زیادہ نہ تھی

سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی

بھائی کے عزل و حبس کے بعد شمس الدین پندرہ برس کی عمر مین مسند خلافت پر متمکن ہوا وہ بھائی کا حال دیکھ چکا تھا اس نے فقط نام کی سلطنت پر قناعت کی۔ ترکی غلام تغلچین کو ملک نائب کا خطاب اور امیر جملگی کا منصب دیا۔ سب امرا نے اسکی اطاعت قبول کی شمس الدین کی مان سلطان غیاث الدین کی لونڈی تھی اسکا خطاب مخدومہ جہان تھا وہ ہمیشہ بیٹے کو نصیحت کرتی تھی کہ تغلچین کی برابر کوئی تیرا دولتخواہ نہین تجھے چاہیے کہ اسکے کہنے مین چلے اور اسکے حق مین ارباب غرض کی کوئی بات نہ سنے تغلچین بھی مخدومہ جہان کو تحفہ تحائف بھیجکر شیرین دل بناتا تھا۔ داؤد شاہ مقتول کے تین بیٹے تھے ایک محمد سنجر جسکا اوپر مذکور ہوا کہ روح پرور آغا نے اسکو اندھا کیا دوم فیروز خان سیوم احمد خان یہ دونو سگے بھائی تھے۔ باپ کے قتل ہونے کے وقت انکی

ذکر سلطنت فیروز شاہ بہمنی

بہمن نامہ دکھنی و فتوح السلاطین منظوم سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ
اور شاہان بہمنیہ سے امتیاز رکھتا تھا اور اسکے سبب سے اس خاندان کی شہرت ہوئی جہانگیر
کی رائے اپنی لڑکی کو سوائے ابنائے جنس کے نہین بیاہتے تھے اسکی دختر سے بیاہ کیا -
اور اپنے ایام دولت مین چوبیس لڑائیان لڑا اور اسکے عہد مین سلطنت بہمنیہ زیادہ
وسیع ہوگئی قلعہ بنکاپور و خلاصہ مملکت تلنگانہ بابِ اسلام کا مسخر ہوا - یہی اوّل بادشاہ
دکن تھا جس نے تاج مرصع کو دستار کی صورت کا بنا کے سر پر رکھا - بادشاہون
کی خوشتر و بہتر صفت سخاوت ہے اسمین کوشش کر کے اسنے اپنا نیک نام یادگار
چھوڑا - محرمات سے سوا استماع نغمہ و شراب پوشیدہ پینے کے کسی اور محرمات کے پاس
نہین گیا - اکثر متبرک روزون مین وہ صوم و صلوٰۃ مین مصروف رہتا کوئی فریضہ اس
سے فوت نہوتا اور ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ ان دو منہی شرعی سے دلگیر و آزردہ ہون
مگر مجھے ذکر حق مین نغمہ مشغول کرتا ہے اور میرے نفس مین کوئی فتنہ شراب نہین برپا کرتی -
خدا سے امید ہے کہ وہ میرے ان دو گناہون کو معاف کردیگا اُسکو عورتون کے جمع
کرنے کا بڑا شوق تھا علماء و فضلاء سے اسنے کہا کہ چار اصیل عورتون سے زیادہ
نکاح نہین ہوسکتا اسکا علاج کیا ہے انمین سے بعض نے کہا کہ ہمیشہ چار بیویون مین
سے ایک کو طلاق دیکر دوسری کرلے بعض نے کچھ اور راہ بتائی مگر اسکی طبیعت کے
موافق کوئی نہ آئی - وکالت پناہ میر فضل اللہ نے متعہ کی بھلائی اسکو یہ بات بہت
پسند آئی - ایک روز مین آٹھ سو عورتون سے متعہ کیا - حاجی محمد قندھاری نے لکھا ہے
کہ یہ بادشاہ تشریع قرآن شریف کا پاؤ سپارہ ہر روز لکھتا تھا خدا کی پرستش کرکے
اعمال مخلوق کی پرسش مین مصروف ہوتا تھا رات کو دو دو تین تین پہر علماء و مشائخ
و شعراء و قصہ خوانون و افسانہ گویون و ندیمون و خوش طبعون مین اپنی طبیعت کو
شگفتہ رکھتا تھا وہ مراتب شاہی کو الگ رکھکے ایک جماعت کے ساتھ برادرانہ سلوک

تخت گاہ کے آدمی اُنسے ملجانیکے لیے گلبرگہ کو روانہ ہوئے جب وہ آب تھوڑے گذرنے تو تختگاہ کے آدمی آنکر انسے نہیں ملاوہ ٹھیر گیے اور اُنہوں نے فیروز خان کے سر پر چھتر رکھا احمد خان کو منصب امیر الامرائی دیا۔ سدھو کو میر نوبتی بنایا میر افضل اللہ انجو کو وکالت کا منصب دیا اور ایسے ہی اسنے ہمراہیوں کو منصب دیے اور آگے چلے۔ گلبرگہ سے چار کروہ پر پہنچے تغلچین نے خزانہ کا روپیہ سپاہ میں تقسیم کیا۔ سلطان شمس الدین کو لیکر فیروز خان کے مقابلہ کے لیے گیا سخت لڑائی ہوئی جسمین فیروز خان نے شکست پائی وہ ساغر کو روانہ ہوا۔ مخدومہ جہان و تغلچین کا استقلال اعلے درجہ پر پہنچا خلائق کی طبائع اُنسے متنفر ہوئیں اور اکثر بندگان شاہی کو فیروز خان کی طرف میل ہوا اُنہوں نے فیروز خان کو پیغام دیا کہ سلطان شمس الدین سے عہد نامہ لکھا کر تم گلبرگہ میں چلے آؤ اور فرصت کے وقت اپنا کام بناؤ تختگاہ کے آدمی تمھارے ساتھ یک دل و یک جہت ہیں۔ فیروز خان نے اپنے معتمد مخدومہ جہان اور تغلچین پاس بھیجا عرض کیا کہ ہم بعض آدمیوں کے بہکانے سے متوہم ہوئے تھے تو ایسے امور کے مرتکب ہوئے تھے اپنے کئے سے پشیمان و شرمسار ہیں اگر سلطان سے امان نامہ حاصل کرو تو ہم دونو بھائی دار الخلافہ میں آکر سایہ عاطفت شاہی میں زندگی بسر کریں۔ بادشاہ نے استمالت نامہ عہود و مواثیق کے ساتھ بھیجا۔ دونو بھائی گلبرگہ میں آگئے۔ فیروز خان اپنی حکمت و فطرت سے محل کے اندر گیا۔ اور سلطان شمس الدین و تغلچین کو پابزنجیر کیا باہر کچھ آدمیوں میں لڑائی ہوئی فیروز خان تغلچین لشکر اکان دولت دیوانخانہ میں آنکر تخت فیروزہ پر جلوہ افروز ہوا۔ سلطان شمس الدین کو اندھا کر کے قلعہ بیدر میں بھیجدیا۔ سلطان غیاث الدین کو بلا کر تغلچین کو اُسکے حوالہ کیا اُس نے باوجود نابینائی کے اپنے ہاتھ سے ایک ضرب شمشیر سے اُسے قتل کیا سلطان فیروز سے شمس الدین اجازت لیکر مکہ معظمہ گیا۔ پانچ ہزار فیروز شاہی اشرفیاں اور اور تحائف اُس پاس ہرسال بھیجے جاتے تھے مدینہ منورہ میں وہ ۸۱۲ھ میں فوت ہوا اسکی مدت سلطنت پانچ مہینے سات روز تھی۔

ن مین اگر کسی سیدون کو درس کی فرصت نہ ہوتی تو رات کو طالب علمون کو بلا
تا اسی بادشاہ نے اپنے خاندان اور سیدون مین باہ شادی کا رشتہ پیدا کیا
وزشاہ کو پری پیکر عورتون سے بڑی رغبت تھی اسنے بھو کے کنارہ پر ایک شہر
وزآباد آباد کیا اور اسمین باغات اور عمارات نہایت پرتکلف بنائے اور مشابہ محل شاہی
در ہر ایک محل ایک ایک حرم کو دیا۔ عورتون کی کثرت وازدحام سے اندیشہ کر کے [illegible]
رکیے کہ اپنے زندگی مین اُن سے تجاوز نہین کیا اسکے قوانین مین سے ایک قانون یہ تھا
مین محلون مین زنان خاصہ تھین انمین سے ہر ایک محل مین تین کنیز خدمتگارون سے زیادہ نہ ہوتی
ہین اور وہ اُنکی ہمزبان ہوتی تھین عربی کلام کا بڑا شوق تھا۔ کئی محل جسمین سلطان
محمود شاہ کی بیٹی رہتی تھی اسکا اول نمبر رہتا تھا بعد اس کے عربی محل کا جنمین نو عورتین
عرب وحجاز و یمن اور اسکے حدود کی رہتی تھین اور فصاحت و بلاغت مین کمال رکھتی تھین
اور تمام حبشی و حبشی زاد عورتین خوش شکل و عربی زبان انکو لازم رہتین اس محل مین جو عورت
کہ کہین اور زبانون کے مخلوط ہونے سے
عربی زبان نہین جانتی تھی جانے نہ پائی
عربی زبان مین خلل نہ پڑے جب انمین سے کوئی عورت مرجاتی تھی تو اسکی عوض مین
عرب سے اور عورت بلالی جاتی تھی۔ ایسی ہی عجم کی نو عورتین ہوتی تھین اور انکے نوکر چرکس و
ترک و روس و گرجی و فارسی زبان ہوتی تھین یہی حال ترک و فرنگ و خطا و افغان و راجپوت
و بنگالی و گجراتی و تلنگی و کنہری و مرہٹی وغیرہ عورتون کا تھا سلطان ان سب کی
زبانین جانتا تھا۔ ہر روز ایک محل مین جاتا اور انکے ساتھ زندگانی ایسی بسر کرتا کہ ہر محل کی
عورتین یہ سمجھتین کہ ہمکو ہی بادشاہ زیادہ دوست رکھتا ہے وہ انجیل اور توریت کو بھی پڑھ
سکتا تھا ہر مذہب کے علماء اس پاس رہتے تھے اور وہ انکی روش سے واقف تھا۔
جب فیروز شاہ نے خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا تو اپنے بھائی احمد خان کو خانخانان کا
خطاب دیا اور امیر الامرا مقرر کیا اور اپنے استاد میر فضل اللہ انجو کو وکیل السلطنت مقرر کیا
اور ملک نائب کا خطاب دیا اور بہت سے برہمنون کو مصاحب اختیار کیا پھر

سلوک کرتا تھا اُن سے کہتا تھا دیوانداری کے وقت میں تخت پر بیٹھتا ہوں پادشاہ ہوتا ہوں اور نا چار شاہانہ خلق کے ساتھ سلوک کرتا ہوں تاکہ شوکت و صلابت فرمانروائی دلوں میں جگہہ رہے اور مہمات سلطنت بے نظام نہ ہوں اور جب اور وقتوں میں تمہارے ساتھ مجالست کرتا ہوں تو اپنے تئیں تم میں سے ایک شمار کرتا ہوں جسطرح تم اس میں بے تکلفانہ صحبت رکھتے ہو اور باتیں کرتے ہو میرے ساتھ میں یہی طریقہ سلوک رکھو تاکہ میں پادشاہی اور غیر شاہی دونو سے حظ وافر اُٹھاؤں اور ان آدمیوں کو اجازت دیدی تھی کہ شب نشینی کے وقت جسوقت چاہیں آئیں جسوقت چاہیں جائیں مجلس میں جو کچھ کھانا پینا چاہیں وہ پادشاہی نوکروں سے طلب کریں سوار دو باتوں کے ہو جا ہیں کہیں و سنیں ایک کاروبار دنیوی کی کوئی بات نہ کہیں اسکو دیوانداری کے وقت پر موقوف رکھیں۔ دوم ایک دوسرے کی غیبت بدی نہ کریں۔

سلطان فیروزشاہ ہر سال بندر گوہ و دابل وچیول سے اطراف میں جہاز بھیجتا تھا اور حکم دیتا تھا کہ ہر ولایت کے تحف و امتعہ لاؤ۔ اور کہا کرتا تھا کہ سب تحفوں سے بہتر تحفہ ہر مملکت کا اسکے صاحب کمال آدمی ہوتے ہیں پس پادشاہ کو ایمین سعی کرنی چاہیے کہ ہر ولایت کے صاحبکمال اپنی سرکار میں جمع کرے اس وجہ سے بہت مشہور مشہور آدمی اسکے دربار میں جمع ہو گئے تھے اس بادشاہ کو اکثر زبانیں آتی تھیں ہر ولایت کی آدمیوں سے انکی زبان میں گفتگو کرتا تھا قوت حافظہ ایسی تھی کہ ایک دفعہ میں بات یاد ہو جاتی تھی اور پھر وہ بھولتی نہ تھی۔ متقدمین کے اشعار خوب سمجھتا تھا کبھی کبھی خود بھی شعر کہتا تھا کبھی عروجی کبھی فیروزی تخلص کرتا تھا۔ ملا داؤد بیدری نے تاریخ تحفۃ السلاطین اسکے نام پر لکھی ہے۔ اسکو اکثر علوم میں خصوصاً تفسیر اصول و حکمت نظری میں مہارت تمام تھی اصطلاحات صوفیہ سے باخبر تھا۔ ہفتہ میں تین روز شنبہ و دوشنبہ و چہارشنبہ کو وکتب ذیل کا درس دیتا تھا زاہدی۔ شرح تذکرہ دبانیہ میں ومتالیہ کلام میں۔ تحریر اقلیدس ہندسہ میں و مطول ملا سعد الدین علم معانی

جت کو مان لیا اور تھوڑی مدت مین دو سو کو کرنے گانے کے چرچے سے منڈھوا کے
رائے قاضی سراج نے سات جوان ساتھ لئے جو اسکے ساتھ تک ڈل و تک جہت
قیرون کا لباس پہن کے دریا سے عبور کیا اور دیورائے کے لشکر مین آئے اور خرابات خانہ
وکش ہوا اور ایک پاترہ پرعشوہ پر عاشق ہوئے۔ اتفاقاً اسی روز شام کے خوب
پاترہ آراستہ ہوکر جانے کو ہوئی تو قاضی نے اپنی بیصبری اور بیقراری ظاہر کی کہ اے
ب جفاکار کہان جاتی ہے اور اپنی جدائی سے میری رگ جان قطع کرتی ہے۔ پاترہ
کہا کہ رائے زادہ نے آج ایک بڑا جشن کیا ہے اور مجھ کو حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔ قاضی نے
کہا کہ مین تیری جدائی مین کیونکر زندہ رہونگا مجھے بھی ہمراہ لیچل اس نے کہا کہ اس مجلس مین سوا
اہل طرب و نغمہ کے کسی اور کو جانا نہین ملتا قاضی نے کہا کہ جو نغمہ ساز تیرے پاس ہین میری
پاس بھی ہین اور سوائے ان کے اور چیزین میرے پاس ہین کہ دیورائے کے سامنے
ظاہر کرونگا۔ پاترہ نے تمسخر سے اپنا مندل اسکے روبرو رکھ دیا کہ بجاؤ قاضی نے مندل
بجایا اور وہ گایا تو پاترہ نے کہا کہ تیرا ساتھ لے جانا میری عزت و حرمت کا سبب ہے۔
پس قاضی اور انکے یار پاترہ کے ساتھ رائے کی بارگاہ مین جاکر مجلس مین داخل ہوئے وہان
خوب ناچ گانا ہوا۔ قاضی نے ایک عورت کے ساتھ زنانہ لباس پہن کر خوب بازیگری
کی یہان کے دستور کے موافق مسخرون کے طور پر دو ننگی کٹارین لیکر بازی کرتے ہوئے
رائے زادہ کے پاس گئے اور جلدی سے قاضی نے رائے زادہ کے سینہ و شکم مین کٹار
بھونک دین اور پانچ چھہ ہمراہی اسکے جو باہر کھڑی تھے وہ داخل ہوئے۔ ہندو شراب
کے نشہ مین ایسے مست پڑے تھے کہ انہون نے انکو زخمی کیا اور چراغ بجھا دیے اور سراپردہ
کو شگاف کرکے باہر چلے آئے اور ایک گوشہ مین لشکر اسلام کے عبور کے انتظار مین کھڑی
ہوئے۔ دشمن کی انجمن مین اکثر آدمی شراب کے نشہ مین مست پڑے تھے وہ ہوش مین
نہ تھے سراسیمہ و حیران ہوئے لشکر مین غل شور پڑا۔ رات اندھیری تھی۔ کوئی کہتا تھا
کہ مسلمانون پادشاہ دس بارہ ہزار سوارون سے دریا سے عبور کرکے چلا

[illegible] سلطان [illegible] داؤد بیدری و صاحب برہان التواریخ [illegible]

[illegible] انہون کا حال صحیح و تحقیق سے لکھا ہے اور باقی مین خاموش ہین البتہ ایک جگہ
بیجانگر کے والی دیورائے تیس ہزار اور نو لاکھ پیادے کماندار اور تفنگ انداز کے ساتھ
اسلام کی طرف اس قصد سے متوجہ ہوا کہ مدکل اور رائچور اور دوآب اکرشنا [illegible]
مدبیانی ملک [illegible] کے مابین بعض پرگنات و قصبات کے تسخیر کرے جب سلطان فیروز
یہ خبر ہوئی تو ساغر مین اس نے بارہ ہزار سوار جمع کیے اول اس نے ساغر کے زمینداروں
مین سے ایک زمیندار کو اور سات آٹھ ہزار کولیون کو گرفتار کرکے قتل کیا یہان سے خاطر
جمع ہوئی برار اور دولت آباد کا لشکر اس پاس آگئے دیورائے کی مدافعت کے لیے
کوچ کرنے کو تھا کہ اس پاس ناگاہ یہ خبر آئی کہ نرسنگہ والی قلعہ کھرلہ نے حکام منڈو و
آسیر کی امداد سے اور رائے وجیانگر کی تحریک و تحریص سے مملکت برار مین آکر حوالی قلعہ
ماہور تک تاخت و تاراج کی ہے اور بہت مسلمانون کی اہانت کی اور انکو اذیت
دی اور انپر بیداد کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اس سبب دولت آباد اور برار کا
تمام لشکر اس فتنے کے دور کرنے کے لیے مامور کیا اور خود بارہ ہزار آدمیون سے
دیورائے کی تادیب کے لیے روانہ ہوا برسات کا موسم تھا آب کشنا طغیانی پر تھا
دیورائے دریا کے اس طرف خیمہ و خرگاہ لگا کر مسلمانون کے عبور کا مانع ہوا سلطان
فیروز شاہ نے ارکان دولت اور سران سپاہ سے مشورہ کیا تو کسی نے ایسا جواب
نہ دیا کہ سلطان کی تشفی خاطر ہوئی مگر قاضی سراج نے کہ نامور امیرون مین تھا اس نے معروض
کیا کہ اگر حکم ہو تو سراج اپنے معتمد اقارب کے ساتھ دریا سے عبور کرکے کسی حیلہ سے
جسکو مین جانتا ہون یا کر سکتا ہون اپنے تیئن رات کو دیورائے یا اسکے بیٹے
کی مجلس مین پہنچکر اسکو اپنے خنجر و کٹارہ سے مار ڈالون لیکن جب دشمن کی لشکر گاہ
مین غوغا بلند ہو تو چار پانچ ہزار سوار خاطر جمعی سے دریا سے عبور کرکے دریا کو بند کون
[illegible] ہنگامہ [illegible] دغا [illegible] بفراغت تمام دشمنون کا کچھ مرتبہ سلطان فیروز شاہ نے

ر کر دیا اور سلطان فیروز شاہ کو ناکام رہ گیا اسکی تفصیل ما بعد میں یہ لکھی ہے کہ دو
ل مین ایک نہایت مفلس و ذلیل زرگر کے گھر مین ایک لڑکی پرتھال نام نہایت حسین پیدا ہوئی
ن باپون نے چاہا کہ برادری مین اسکی چھوٹی عمر مین شادی کرین مگر لڑکی نے نہ مانا۔
اثنا مین ایک دانشمند برہمن کہن سال کہ وجیانگر سے کاشی جاتا ہوا گیا تھا یہان منزل کی
ھر مین مہمان ہوا اس پنڈت نے اس لڑکی کو جنتر و منتر و منڈل بجانا سکھا دیا اس لڑکی کو
س فن سے نہایت مناسبت تھی ایک سال کے بعد یہ برہمن وجیانگر گیا اور اس لڑکی
ے حسن و جمال و علم موسیقی کے کمال کا چرچا کیا دیورا ے نے سُنا۔ برہمن کو اس لڑکی کے
لانے کے لیے بھیجا مگر لڑکی نے وجیانگر کے جانے سے انکار کیا۔ برہمن وجیانگر واپس گیا تو
رام دیو نے پانچہزار سوار اور بہت سے پیادے بھیجے کہ زرگر کی لڑکی پرتھال کو پکڑ لائین مگر لڑکی
خبر پاکر ایک روز پہلے کہین بھاگ گئی دیورا ے کے لشکر نے اس جانے مین سلطان فیروز شاہ
کے مملکت پر بہت دست درازی کی اور بہت سے قریون و قصبون کو خاک سیاہ کیا
فولاد خان ان حدود کا ضابط اس لشکر سے لڑا اور اسکو شکست دیکر دو ہزار ہندو
کو قتل کیا اس خبر کو سُنکر موسم سرما کے آغاز مین سنہ ۸۰۹ مین بڑی شان و شکوہ سے سپاہ کو
لے کر وجیانگر کو روانہ ہوا۔ رام دیو متحصن ہوا۔ فیروز شاہ نے چاہا کہ شہر مین داخل ہو کر
اسکو فتح کرے۔ مگر کرناٹکیون نے مسلمانون کو شہر نہ لینے دیا اور سلطان فیروز شاہ کو تیر سے
زخمی کیا۔ خانخانان نے وجیانگریون سے جنگ کی بازی قائم اٹھائی اور فیروز شاہ وجیانگر
کے مقابلے سے ہٹ کر ایک ہموار اور مسطح میدان مین آگیا اور وجیانگر کی تسخیر سے قطع نظر
کی امیر الامرا خانخانان میان سدھو سر نوبت کو دس ہزار سوارون کے ساتھ
وجیانگر کے ممالک جنوبی کی تاخت و تاراج کے لیے بھیجا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو
ن ہزار کے ساتھ قلعہ بنکاپور پر مامور کیا وہ کرناٹک کے مشہور قلعون مین سے تھا
اور خود لشکر کے گرد حصار باندھے توپ و ضرب زن کا لگا کر کمال ہوشیاری سے دیورا ے
کے مقابل مین بیٹھا۔ اس مدت مین مسلمان اور ہندوئون کے درمیان اکثر لڑائیان

دیدے کہ تمام ممالک ہندوستان کو مسخر اور مفتوح کرے۔ اور اگر ضرورت ہو تو دا
خدمت بجا لائے۔ سلطان فیروز شاہ نے حزم و پیش بینی سے امیر تقی الدین محمد داماد میر
فضل اللہ انجو کو مولانا لطیف اللہ سبزواری کے ساتھ تحائف و نفائس دیگر دریا کی راہ سے امیر
تیمور کے پاس بھیجا اور ایک کتابت جو اتحاد و اخلاص سے خبر دیتی تھی روانہ کی جب
امیر تیمور کی آستان بوسی سے مشرف ہوئے تو اُسنے بہت انکا اکرام کیا۔ الیچیوں
نے امیر تیمور سے عرض کیا کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی درگاہ عالم پناہ کے یک جہتوں میں سے
ہے اور مخلص دولت خواہوں میں اپنے تئیں شمار کرتا ہے اسکا ارادہ ہے کہ جس وقت حضرت
دار الخلافت دہلی کی طرف توجہ فرمائیں یا کسی شاہزادہ کو اس دیار کے لیے نامزد کریں تو وہ
دکن سے دہلی کا عازم خدمت گذاری کے لیے ہو اور کوئی شائستہ خدمت بجا لائے۔
امیر تیمور اس حسن اخلاص سے خوش حال ہوا کہ اُسنے باوجود بعد مسافت کے اسکا اظہار کیا
اور زبان مبارک سے فرمایا کہ ہمنے دکن و مالوہ و گجرات کی شاہی فیروز شاہ کو دی اور
چتر اور جمیع لوازم شاہی کی اجازت دی اور اسی مضمون کا فرمان صادر کیا جسمیں اوس کو
فرزند خیر خواہ لکھا اور خلعت و گھوڑے بھیجے۔ گجرات و مالوہ و خاندیش کے بادشاہوں نے
فیروز شاہ کی اس ہوشیاری سے اندیشہ کر کے اسکی خدمت میں اپنے ایلچی بھیجے اور لکھا کہ
ہم سب بھائی ہیں چاہیئے کہ سب باہم متفق رہیں کہ بادشاہ دہلی کے صدمہ سے محفوظ رہیں
فرمان تیمور کچھ عمل میں نہ آیا مگر اُسنے ان بادشاہوں کو اکسایا کہ انہوں نے دیوائے وجیانگر
سے خصوصیت و آشنائی پیدا کی کہ مخفی پیغام بھیجا کہ جس وقت تم کو کمک کی احتیاج ہو تو
اطلاع دو حتی المقدور لوازم اعانت و امداد بجا لائینگے۔ اس سبب سے رای وجیانگر نے
سلطان فیروز شاہ سے اپنے سلوک کو متغیر کیا تین چار سال سے باج و خراج مقرری نہ ادا
کیا۔ ظاہر میں شاہان مالوہ و گجرات و خاندیس اطاعت برتتے تھے۔ مگر باطن میں مخالف
تھے فیروز شاہ نے صلاح وقت دیکھکر باج و خراج کی طلب میں شدت نہ کی اور
تحمل کیا اور موقع کا منتظر رہا۔ ایک سنار کی لڑکی سرمایۂ آشوب ہوئی اسکا قصہ یہ ہے

ونے سے بہت ضعیف کیا مریض ہوا۔ ملک کے سارے کام دو غلام ہشیار یعنی
دربیدار نظام الملک کے ہاتھ میں دیدیئے۔ اُنہون نے احمد خان کے اوضاع معلوم
یا کہ احمد خان خانخانان سلطنت کا داعیہ رکھتا ہے۔ انہون نے بادشاہ سے کہا کہ
بیٹے حسن خان کی دارائی اس وقت تک نہین قائم ہو گی کہ بڑے بھائی احمد خان کی
شوکت ہے ملک نہ خالی ہو گا سلطان کو گیسو دراز کا قول بھی یاد تھا اس لیئے احمد خان کے اندھا
کرنے کا ارادہ کیا احمد خان مطلع ہو کر اپنے فرزند علاء الدین کو ساتھ لیکر سید محمود
گیسو دراز کے گھر گیا اور اُن سے مشورت کی انہون نے اپنی دستار پھاڑ کے آدھی آدھی
اور بیٹے کے سر پر باندھ دی اور سلطنت کا مژدہ سنا دیا فاتحہ پڑھی اور تینون نے
ایک طبق مین کھانا کھایا۔ دوسرے روز احمد خان چار سو سلح جوان لے کر گھر سے نکلا کہ
راہ مین اسکے دوست خلف حسن بصری نے اس طرح سلام کیا جیسے کہ بادشاہون کو کرتے
ہین احمد خان نے کہا کہ تو جلد اپنے گھر مین چلا جا ایسا نہ ہو کہ میری آشنائی کے
سبب سے گزند پہنچے۔ خلف حسن بصری نے کہا کہ فراغت و آسائش کے وقت جلیس و ندیم
اور محنت و تعب مین بیوفا ہونا ارباب وفا کے مذہب مین پسندیدہ نہین ہے جبتک تن
مین جان اور بدن مین رمق باقی ہے قسم ہے کہ مین تیری رکاب سے جدا ہون گا

بیت

سرے کہ از تو بپیچد بریدہ باد چو زلف	دلے کہ از تو بگردد سیاہ باد چو خال

جیسی کہ بادشاہون کو بزرگ نوکرون کی ضرورت ہوتی ہے ایسی ہی بندگان
حقیر کی بھی حاجت ہوتی ہے۔ جو کام سوزن سے ہوتا ہے وہ نیزہ سے نہین ہو سکتا
جو کام کہ قلمتراش سے نکلتا ہے وہ شمشیر سے نہین ہو سکتا اگر آپ مجھی اپنے گزین
بندون مین داخل کرین تو خدمات شائستہ بجا لاؤن خانخانان نے اُسے
ہمراہ لیا اور کہا کہ اگر بادشاہی مجھے ہاتھ آئی تو تو میرا سہیم و قسیم ہو گا۔ جب شہر
مین الملک صدبیدار نظام الملک نین چار ہزار سوار اور چند فیل احمد خان کے

فرمایا عالم بالا سے گنج شاہی تیرے بعد تیرے بھائی احمد خان خانخانان کے
مقرر ہوا ہے اوروں کے واسطے کوشش کرنی بے فائدہ ہے سلطان نے رنجیدہ ہو
پیغام دیا کہ تیری خانقاہ قلعہ کے نزدیک ہے اور آدمیوں کا ہجوم رہتا ہے شہر سے باہر
جانا چاہیئے وہ شہر سے باہر چلے گئے۔

۸۲۰ھ میں فیروز شاہ نے رائے تلنگ سے کئی سال کا باج وخراج وصول کر
اور اسی سال کے وسط میں قلعہ پانگل کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ (جواب نلکنڈہ مشہور
اور وہ قلعہ ادونی سے اسی فرسنگ پر ہے) اور اس طرف لشکر کشی کی دو برس تک اس قلعہ
محاصرہ رکھا پھر اسکے لشکر میں وبا پھیلی۔ گھوڑے آدمی مرے۔ سپاہی اپنی جاگیروں کو
بھاگ گئے۔ غرض بادشاہ کا خزانہ زر و مال سے خالی ہوا مگر قلعہ دشمنوں سے نہ خالی ہو
اس زمانہ میں دیورائے نے فرصت پاکر بے حد وحساب سوار اور پیادے اطراف ممالک سے جمع
کیئے۔ کل راجاؤں کو یہانتک کہ راجہ تلنگ کو مدد کیلئے طلب کیا اور ایک حشر عظیم برپا
کیا اگرچہ بادشاہ جانتا تھا کہ میں اس معرکہ کا حریف نہیں ہوں مگر غیرت میں آکر جرا
میں لڑائی میں میر فضل اللہ انجو کو اسکے ایک کمتری ملازم نے اسکے سر میں زخم لگاکے شربت
شہادت چکھایا۔ اس ملازم کو دیورائے نے امارت کا وعدہ کرکے مرتبہ دیا تھا۔ فیروز شاہ
کو شکست ہوئی اور احمد خان خانخانان اسکی جان بچاکے نکال لایا۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کا
قتل عام کیا اور جنگگاہ میں انکے سروں کے چبوترے بنائے سلطان کا تعاقب کیا اور
اکثر اوسکے ممالک پر متصرف ہوئے اور ارباب اسلام کے قتل عام میں کچھ تقصیر نہیں کی
مساجد کو توڑا چندسال کا کینہ سینہ سے نکالا۔ فیروز شاہ نے عاجز ہو کر میر غیاث الدین
ولد میر فضل انجو کو گجرات امداد کے لئے بھیجا۔ احمد شاہ گجراتی ابھی تخت پر بیٹھا تھا
اسکی مہمات شاہی کو خود قرار نہ تھا۔ اس پیغام کا کوئی اثر مترتب نہیں ہوا۔ احمد خان
نے خزانوں کے منہ کھولدیئے اور لشکر جمع کرکے دیورائے کو مملکت شاہ سے باہر کردیا
پھر گھر میں بھائی کی خدمت میں آیا۔ بادشاہ کو پیری کے عالم میں اس شکست کا غم کھ

استحقاق اور قابلیت سلطنت تجھ ہی مین ہے یہ شفقت پدری کا سبب تھا کہ مین اپنے پسر کو ولیعہد گردانا اور اسمین حتی المقدور کوشش کرون اب مین تجھکو خدا کو اور حسن خان کو تجھے سپرد کرتا ہون جا کے اور مہمات سلطنت مین مشغول ہو مین چند روز کا مہمان ہون مجھے نہ بھولنا پانچوین شہر شوال سنہ کو تاج جو بھائی نے مخترع کیا تھا اُس نے سر پر رکھا اور تخت فیروزہ پر بیٹھا اور اپنا خطاب سلطان احمد شاہ بہمنی رکھا اور خطبہ و سکہ دکن مین اپنے نام کا جاری کیا۔ ۱۵ کو فیروز شاہ مرگیا اور سال ۲۵ ماہ ۵ روز سلطنت کر گیا۔ یہ بھی کتابون مین پڑھنے مین آیا کہ احمد شاہ نے شیر خان بھانجے کی تحریک سے فیروز شاہ کا دم گھونٹ کر مار ڈالا۔

ذکر سلطنت احمد شاہ بہمنی

احمد شاہ بہمنی نے بادشاہ ہو کر خلف حسن بصری کو وکیل سلطنت مقرر کیا اور ملک التجار کا خطاب اس لیئے دیا کہ وہ پہلے تجارت پیشہ تھا فیروز شاہ کے بیٹے حسن خان کو فیروز آباد مین بھیجا کہ وہ عیش و آرام مین زندگی بسر کرے مگر شہر سے چار کوس سے پرے نہ جائے وہ بھی عیاش تھا اسنے سوائے عیش کے دوسری طرف خیال نہ کیا۔ چچا کی حیات تک خوب اسکی زندگی بسر ہوئی مگر اسکے بعد وہ مکحول ہوا اور قلعہ فیروز آباد مین مقید ہوا اور وہین مرگیا۔
احمد شاہ لشکر کشی کے قوانین سے اور فرمانروائی کے آئین سے خوب ماہر تھا وہ تخت پر بیٹھتے ہی فیروز شاہ کی شکست کے جبر کے لیئے دیو راے سے انتقام لینے مین مصروف ہوا اور ساز و سامان تیار کیا چالیس ہزار سوار جرار نامدار معرکہ گذار لیکر کرناٹک کو چلا۔ دیو راے بھی بہت لشکر لیکر ارباب سلام کی مستیصال کے لیئے روانہ ہوا اور تنگ بھدرا (تم بدرا) کے کنارہ پر خیمہ زن ہوا سلطان بھی یہان دیو راے کے مقابل مین آیا۔ اس پاس دس لاکھ توپچی و کماندار تھے۔ عالم خان ولودی خان و لاور خان افغان دس ہزار سوار لیکر دریا سے پار آگئے یہ اتفاقی بات ہے کہ دیو راے ایک برہمن کے باغ مین سوتا تھا وہان بادشاہی آدمی باغ کو لوٹنے گئے اور وہان دیو راے کے سر پر پہنچ کر گٹھڑ کا لمبا کر لائے فرصت پاکر بھاگ گیا احمد شاہ کا بھاگا شکار کھو گیا تھا۔ دیو راے جان بچی ہزارون پائے سمجھ کر کچھ نہ بولا جب کچھ راہ چلا تو

تعاقب مین آئے ۔ اُس نے رفیقون کی قلت اور دشمنون کی کثرت کے سبب چاہا کہ وہ
ملک مین چلا جاے اور وہان امراء کو اپنا طرفدار بنائے۔ مگر خلف حسن بصری امیر اوسکا
مانع ہوا اور احمد خان کے سر پر تاج رکھا اور گلبرگہ و بیدر و کلیانی مین آدمیون کو
بھیجکر پادشاہی ملازمون اور اوباشون اور بیکارون کو ولغریب وعدے کرکے
احمد خان کے علم کے نیچے جمع کردیا اور احمد خان نے لڑائی سے پہلو تہی کرکے گلبرگہ کے
حوالی مین جا بجا گشت کیا ۔ ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک نے کمک منگا کر
احمد خان کو تنگ کیا سلطان کے آٹھ ہزار آدمی تھے اور احمد خان پاس ایک ہزار ۔
اتفاقاً بنجارے دو ہزار گاؤ غلّے کے لیکر ولایت برار سے حوالی کلیانی مین فروکش ہوئے
اور ایسے ہی سوداگران لاہوری آشوب راہ کے سبب کلیانی مین گھر بیٹھے ہوئے تھے
ان پاس تین سو گھوڑے تھے ۔ بنجارون کے بیلون اور سوداگرون کے گھوڑون
پر سپاہیون کو بٹھا کے حسن بصری نے احمد خان کے لشکر کی صورت بنا دی ۔ اور
میدان جنگ مین انکو اس طرح نمودار کیا کہ مخالفون کو یہ معلوم ہوا کہ احمد خان سے امراء
آن کر ملے ہین ۔ اس طرح نظام الملک اور عین الملک کو شکست دی ۔ پادشاہ خود بھی لڑنے
آیا ۔ مگر احمد خان کا کچھ بھی نہ کرسکا پادشاہ پر ضعف طاری ہوا اور بیہوش ہوگیا اسکی
مرنے کی خبر مشہور ہوگئی چھوٹے بڑے امیر احمد خان سے جا ملے ۔ عین الملک و نظام الملک
فیروز شاہ کو پالکی مین ڈال کر قلعہ مین لیگئے احمد خان نے قلعہ کو گھیر لیا ۔ قلعہ پر سے توپ کا
اسپر چلی ایک گولہ اسکے خیمہ مین آنکر پڑا جس سے اسکے بعض مقرب ہلاک ہوئے جب یہ خبر سلطان
کو ہوئی تو اس نے حسن خان سے کہا کہ پادشاہی لشکر و امراء کی موافقت سے ہوئی ہے
اب لائق تیرے چچا کی ساتھ گرویدہ ہے صلاح ملک یہی ہے کہ لہذا تنازع نہ کیا
جائے وہ خرابی اور فنا کا سبب ہے تجھکو اوسکی اطاعت کرنی چاہیے ۔ قلعہ کا دروازہ
کھولکر احمد خان کو بلایا وہ بھائی کے سرہانے آیا اور پاؤن پر سر رکھکر زار زار رویا
سلطان نے بشاش ہوکر کہا کہ الحمد للّٰہ کہ مین نے اپنی زندگی مین تجھے بادشاہ دیکھا پادشاہی کا

امداد کی علم شروع کی ان تھوڑے آدمیون اور پانچ چھ ہزار ہندؤن کی
ئی ہونے لگی کہ عبد القادر سلحدارون کا سردار دو تین ہزار رضا صخیص کے سپاہی لیکر اُن موجود
دا اُس نے ہندؤن کو مار کر بھگا دیا اور ایک ہزار کو قتل کیا پانچ سو مسلمان مارے گئے
ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + سلطان بیجانگر مین آیا اور اسکے تسخیر کی
بیر مین لگا او محصورین کا ناک مین دم کیا - دیو راے نے اپنی خلاصی عجز مین دیکھی -
ہاتھیون پر خراج چند سالہ لاد کر بھیجدیا اور اُس سے صلح ہو گئی - سلطان اپنی
دار السلطنت کو چلا گیا +

اس سال مین قحط عظیم پڑا جس سے احمد شاہ کی شاہی کو خلائق نے اپنے لئے شوم جانا
وہ استسقا کی نماز کو گیا تو بڑی شدت سے مینھ برسا - اس کرامت پر لوگون نے
اسکو ولی کا خطاب دیا - اُس نے اس قحط کے دور کرنے کے لئے اپنے خزانون کو خالی کیا
اور بھوکون کا پیٹ بھرا -

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ ۸۲۶ھ مین احمد شاہ کی خلاف راے تلنگانہ نے راے بیجانگر سے
اتفاق کیا تھا اسلئے شاہ نے کل ملک تلنگ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور گلکنڈہ مین آکر
خان اعظم عبد اللطیف کو برسم منقلا بھیجا اور خود ایک سو بیس فرسخ بعد روانہ ہوا اس اثناء مین
ورنگل کا فتحنامہ اُس پاس آگیا - راے ورنگل نے سات ہزار تلنگون کو ساتھ لیکر خان اعظم کا مقابلہ
کیا اور کشتہ ہوا ورنگل مسلمانون کے قبضہ مین آیا - سلطان ورنگل مین آیا - کل خزائن و دفاین
کہ راے کے باپ دادا نے جمع کئے تھے اور جنکو بڑی مشکل سے سلطان محمد تغلق کے ہاتھ سے بچایا تھا
وہ بے مشقت احمد شاہ کے ہاتھ آگئے وہ گلبرگہ چلا آیا - خان عالم عبد اللطیف نے تین چار مہینون
مین اکثر بلاد تلنگانہ پر تصرف کیا اور بادشاہ کی خدمت مین آیا -

سنہ مین قلعہ ماہور کہ سلاطین بہمنیہ کے قبضہ سے نکل گیا تھا ایک ہندو زمیندار کے پاس تھا صلح
اور پیمان سے لیلیا اور خلاف عہد کرکے زمیندار کو پانچ ہزار آدمیون سمیت مار ڈالا اور انکی لڑکیون
لڑکون کو پکڑ کر مسلمان کیا - حصار کلم کو لیکر معدن الماس جو یہان تھی تصرف کیا وہ حاکم گونڈوانہ کے

سلطان احمد شاہ کے عبور کرنے کا اور دیورای کی غائب ہونے کا غل مچا۔ ابھی کچھ رات باقی تھی کہ دیورائے کی سپاہ متفرق ہوئی اور بادشاہ کی سپاہ لوٹ پر جھکی پیشکر سے زیادہ تر شیرین اشیا لوٹنی لگی دیورائے کو فرصت ملی اور بھگوڑون کی طرح وہ بھاگا دوپہر کے بعد وہ ایکسا اپنے مقربان کے پاس پہنچا اور تاج سر پر رکھا جب اسکے آنے کی خبر مشہور ہوئی تو سپاہ پھر جمع ہوئی مگر دیورائے اُس واقعہ کو جنگ کے لئے نیک فال نہ سمجھا۔ قلعہ بیجانگر مین جاکر متحصن ہوا۔ احمد شاہ بیجانگر پر ملتفت ہوا اور رائے کے ملک کے اندر گھسا جہان گیا وہان بخلاف قرار داد سلطان محمد شاہ کے زن و فرزندون کو اسیر کر کے شمشیر تلے دیا اور رحم و شفقت کو ایکطرف رکھ دیا جب بیس ہزار ہندؤن کا قتل قلم بند ہوتا تو تین روز مقام کرتا اور بڑی بڑی جشن کرتا تا۔ شادیانے کے نقارے بجواتا۔ بتخانون کو توڑتا معابد کو ڈھاتا۔ گائی کو ذبح کراتا۔ چار بت رو مین گلبرگہ بھیجے کہ محمد گیسو دراز کے آستان خانہ مین زمین مین نصب کئے جائین۔ تاکہ وہ زائرون کی لگد کوب مین آئین۔ قضارا ایکدن سلطان لشکرگاہ سے شکار کو نکلا اور ایک ہرن کے پیچھے چھہ کروہ لشکرگاہ سے دور ہو گیا پانچ چھہ ہزار ہندؤن نے آپس مین عہد کر کے قسم کھائی تھی کہ عند الفرصت فدویانہ سلطان کے پاس پہنچکر اسکو ہلاک کرینگے اور انتقام لینگے وہ گھوڑون پہ سوار ہو کے سلطان کے پیچھے پڑے۔ سلطان کے ساتھ دو سو مغل تیر انداز جانورون کے پیچھے چلے گئے۔ یہ ہندؤن کا لشکر سلطان نے دیکھا تو وہ سیدھا اور اُسے ایک چار دیواری کہ اہل زراعت نے گاؤ و گوسفندون کے لئے جنگل مین بنائی تھی دکھائی دی سلطان بہت جلد اسطرف چلا کہ راہ مین آب شکستہ آیا ہے اُسپر سے گذرنے مین توقف ہوا کہ دشمن قریب آگئے اُنہون نے دو سو ہو کتی بادشاہی زخمی کئے قریب تھا کہ سلطان کے بھی بندوق لگی ہوتی کہ سو مغل تیر انداز سوار آگئے اور اُنہون نے اپنی تیراندازی سے دشمن کو روکا کہ سلطان آب شکستہ سے گھوڑا پھندا کر چار دیواری مین پہنچ گیا سوارون نے دیوارون پر چڑھ

علما سے کہا کہ جو مجھ پر واجب تھا وہ مین نے کیا اور اس بے ناموسی کو جیون لیا اور ان کا
دریا کے کنارہ پر مقیم ہوتا ہون جو میرے مقابل مین آئیگا اس سے لڑون گا بموجب حدیث کے غدر
اوسکی گردن پر ہوگا۔ علما نے اس تجویز کو پسند کیا اپنی فوج کو آراستہ کیا۔ ہوشنگ شاہ ہوکر
سپاہ لے کر ہوشنگ پاس آدمی بھیجا جس نے اس سے کہا کہ نرسنگ اس جانب کے متعلقین مین سے
محبت کا اقتضا یہ ہے کہ اپنی ولایت کو چلے جائے اور ہم بھی علما کے کہے سے اپنے
ملک کو جاتے ہین۔ دونو مین ایک جنگ عظیم ہوئی احمد ہوشنگ کو شکست ہوئی اسکے دو ہزار آدمی
... ہوئے —

...م مع دو لڑکیون کے مقید ہوئے جنکو احمد شاہ نے نہایت اعزاز سے ہوشنگ شاہ پاس
بھجوا دیا۔ نرسنگھ مع اپنے بیوی بچے احمد شاہ کی خدمت مین آیا اور شاہ کو کھیرلہ مین لے گیا
اور دعوت بڑی دھوم سے کی ایک نشو الماس و یاقوت و مروارید عدن پیشکش مین دئے
تاریخ مالوہ مین یہ لکھا ہے کہ احمد شاہ نے کھیرلہ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ نرسنگھ نے ہوشنگ شاہ
مالوہ کو امداد کو بلایا اس سبب سے ان دونو بادشاہون مین لڑائی ہوئی۔

اسی یورش مین جب سلطان حصار بیدر مین آیا تو اس نے یہان ایک پر فضا صحرا و میدان
دیکھ کر شہر آباد کیا جسکا نام احمد آباد بیدر رکھا اور قلعہ بنایا۔ یہان سے بہتر آب و ہوا
کہین اور ملک دکن مین نہ تھی۔ پانچ ہزار سال ہوئے کہ شہر بیدر راجایان دکن کا پایہ تخت تھا
یہان کا راجہ بھیم سین تھا جسکی بیٹی دمن پر مالوہ کا راجہ نل عاشق ہوا تھا۔ فیضی کی مثنوی نل دمن
مشہور ہے۔ ملا آذری جو اس بادشاہ کے عہد کا بڑا شاعر تھا اسنے اپنے بہمن نامہ مین اس
شہر و قلعہ کی بہت تعریف لکھی ہے —

احمد شاہ نے عاقبت اندیشی سے اپنے بیٹے علاء الدین کا عقد نکاح نصیر خان
حاکم آسیر کی بیٹی سے کیا۔ حاکم خاندیس کبھی اسے غنیمت جانا کیونکہ گجرات کے حاکمون
سے ہمیشہ خوف مین وہ رہتا تھا —

سنہ ۸۳۲ھ مین خلف بصری کو سپہ سالار دولت آباد مقرر کرکے حکم دیا کہ کوکن زمین کو

ماہپور میں رہا۔ قلعہ کاویل کو از سر نو بنایا۔ قلعہ نرنالہ کی مرمت کی اس سے مقصود اسکا یہ تھا
کہ مملکت خاندیس مالوہ و گجرات کہ صاحب قران امیر تیمور نے سلطان فیروز شاہ کو عنایت
کیے تھے ایلچپور میں رہ کر تدبیر و تزویر سے لے اور بعد اس کے بیجانگر کو تسخیر کرے
یہ بات ہوشنگ شاہ والی شادی آباد منڈو کو معلوم ہو گئی۔ نرسنگہ حاکم قلعہ کھیرلہ
بہمنیون کا باجگذار تھا اسکو ہوشنگ شاہ نے اپنی موافقت و متابعت کی ہدایت کی
نرسنگہ نے اسے قبول نہ کیا تو ہوشنگ شاہ نے اسپر دو دفعہ لشکر بھیجا اور دونو دفعہ شکست
پاکر پریشان حال واپس آیا۔ تیسری دفعہ ہوشنگ شاہ نے غصہ میں آکر اپنے معتمد امرا کی جماعت
کو روانہ کیا اور انہون نے اسکی مملکت میں بڑی خرابی مچائی اسکے بعض پرگنون پر
متصرف ہوا۔ نرسنگہ نے لشکر جمع کرنا شروع کیا تو ہوشنگ خود اس طرف کا عازم
ہوا۔ نرسنگ نے بے تابانہ سنہ ۸۲۳ھ میں احمد شاہ پاس ایلچی کے ہاتھ عرضداشت بھیجی کہ
ان دنون میں ہوشنگ والی مالوہ نے لشکر بیقیاس جمع کیا ہے اور اس و تخواہ کی مملکت کا
قصد کیا ہے اس زمانہ سے کہ میں فیروز شاہ کا مطیع ہوا ہون حکام اطراف مجھے آپکے
منسوبون میں سے جانتے ہیں۔ آپ اپنے بندون کی معاونت و امداد میں تامل
نہ فرمائیں اور فریاد رسی کرین۔ سلطان نے اس ساعت میں عبدالقادر حاکم برار کو حکم
بھیجا کہ لشکر برار کو جمع کرکے نرسنگہ کی کمک کرے اور خود شکار کے بہانہ سے ایلچپور
میں گیا۔ ہوشنگ شاہ نے بلا تاخت و تاراج کے کھیرلہ کا محاصرہ کیا اور لاف و گزاف بکنا
شروع کیا۔ احمد شاہ یہ خبر سنکر ایلچپور سے کھیرلہ کی طرف متوجہ ہوا۔ علماء نے سلطان سے
کہا کہ ابتک ایسا نہیں ہوا کہ شاہان بہمنیہ نے مسلمانون سے جنگ کی ہو آپ بدنامی سے ڈرین
کہ سب لوگ کہینگے کہ کفار کی حمایت کیلیے مسلمانون سے جنگ و محاربہ کیا سلطان ہوشنگ کے
لشکر سے بیس کروہ پر تھا کہ علماء کے اس کلام نے اسپر اثر کیا۔ ابھی یا بولون کے اردو
میں یہ ایلچی پہنچا تھا کہ دکھنیون نے کوچ کیا ہوشنگ شاہ اس پیغام سے آشفتہ ہوا اس سبب سے
کہ بادشاہی لشکر میں پندرہ ہزار سوار تھے اور اسکے پاس تیس ہزار وہ بھی روانہ ہوا۔ احمد شاہ نے

اس کی شمع حیات بجھ گئی۔ خلاصہ اسکی سلطنت کا یہ ہے کہ احمد شاہ تخت پر بیٹھتے ہی وجیانگر کے راجہ سے لڑا اور اسکو شکست دیکر باجگذار بنایا اور ورنگل کے راجہ سے لڑا جسکا انجام یہ ہوا کہ ملک تلنگانہ بالکل مسلمانون کی قبضہ مین آیا اس نے شہر احمد آباد بیدر کو آباد کیا اور ۲۰ فروری ۱۴۳۵ء کو مر گیا۔

ذکر سلطنت علاء الدین بن سلطان احمد شاہ

باپ کے پیچھے احمد آباد بیدر کے تخت پر سلطان علاء الدین بیٹھا۔ دلاور خان افغان کو وکیل شاہی اور خواجہ جہان الہ آبادی کو وزیر کل مقرر کرکے انکو امور مملکت شاہی مین قوی کیا امیر عماد الملک ایک کہن سال جسکی ساری عمر سلاطین بہمنیہ کی خدمت مین گذری تھی امیر الامرا مقرر کیا۔ رائے وجیانگر نے پانچ سال سے خراج نہین دیا تھا اسلئے عماد الملک اور اپنے بھائی شاہزادہ محمد خان اور خان جہان کو اسکے وصول کے لئے بھیجا۔ اُنہون نے جا کر ولایت کہنرہ مین تاخت و تاراج اور قید کرنا شروع کیا تو رائے وجیانگر نے مضطر ہوکر بیس ہاتھی اور آٹھ لاکھ ہون نقد اور دوسو لونڈیان رقاص و ہنرمند اور چیزین شاہزادہ محمد خان کو دیکر واپس کیا۔ دکن کے فتنہ پرداز شہرہ آفاق ہین اُنہون نے جب شاہزادہ قلعہ مدکل کے حوالی مین آیا تو اُسکو یہ سمجھایا کہ سلطان احمد شاہ نے تجھے شریک سلطنت کیا تھا۔ مناسب ہے کہ سلطان علاء الدین شاہ ان دو کامون مین سے ایک کام کرے یا تو تجھکو مسند فرماندہی پر اپنے پہلو مین برابر بٹھائے اور باتفاق امور سلطنت کو سرانجام دے یا ممالک کے دو حصے کردے ایک پر وہ متصرف ہو اور دوسرے پر تو قابض ہو۔ اب صلاح دولت یہی ہے کہ یہین بیٹھ کر آدھے ملک پر قبضہ کرلے۔ شاہزادہ اس فریب مین آگیا عماد الملک غوری اور خواجہ جہان کو اپنے ساتھ متفق کرنا چاہا جب وہ نہ ہوئے تو دونو کو قتل کر ڈالا اور وجیانگر کی دولت جو بیدر مین آئی تھی اُسے خرچ کرکے سپاہ بہت بھرتی کرلی مدکل و رائچور و شولاپور وغیرہ کو ملازمان شاہی سے چھین لیا۔ سلطان علاء الدین بھی لشکر لیکر بھائی سے لڑنے گیا دونو بھائیون مین لڑائی ہوئی۔ سلطان علاء الدین کو فتح ہوئی اور اکثر امراء دستگیر ہوئے

جو ساحل دریاے عمان پر واقع ہے باغیون سے پاک صاف کرے اس کے لیے
تھوڑے دنون مین کل مفسدون کا علاج آشتی سے کر دیا اور جزیرہ مہائم کو تسخیر
کیا وہ شاہان گجرات کے قبضہ مین تھا سلطان احمد شاہ گجراتی نے اس خبر کو سنکر اپنے
بیٹے ظفر خان کو لشکر کے ساتھ بھیجا۔ شاہ دکن نے اپنے بیٹے علاء الدین کو بھیجا خلف حسن
بصری سے شاہزادہ ظفر خان کی سخت لڑائی ہوئی طرفین کے دو ہزار آدمی مارے گئے
دکنیون کو شکست ہوئی۔ جب سلطان احمد شاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی وہ لشکر لے کر
گجرات پر چڑھا۔ گجرات اور دکن کے لشکر آمنے سامنے اترے مگر لڑائی نہ ہوئی علما
بیچ مین پڑکر صلح کرائی کہ دونو اپنے اپنے ملک پر قبضہ و تصرف رکھین اور ایک دوسرے
کے ملک کی طمع نہ کرین۔ تاریخ الفی مین ذکر ہوا ہے کہ گجراتیون کے فکر مین سلطان
احمد شاہ تھا اور جزیرہ مہائم مین دکنیون کی شکست سے پیچ و تاب کھاتا تھا کہ سنہ ۸۲۵ھ مین
خبر آئی کہ محمود خان ولد حاکم گجرات کسی تقریب کے سبب سے ولایت ندربار مین مقیم ہوا اسلیے
احمد شاہ دکنی اس طرف متوجہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی بھی ایلغار کر کے ادھر آیا دکنیون نے
صلاح مراجعت مین دیکھی چار منزل پیچھے ہٹے۔ گجراتی بھی معاودت کے عازم ہو کے تاپتی
کے کنارہ پر فرو کش ہوئے۔ جاسوس دوبارہ خبر لائے کہ دکنیون نے بغاوت کر کے قلعہ تھالنیر
محاصرہ کیا ہے گجراتی بھی تھالنیر پر الٹے آئے ایک دن صبح سے شام تک دونو لڑے پھر دوسرے
روز دونو اپنے ملک کو چلے گئے۔

سنہ ۸۳۰ھ مین ہوشنگ شاہ نے دکنیون و گجراتیون کو آپس مین لڑتے ہوئے دیکھا تو وہ فرصت
پا کر ولایت نرسنگہ پر لشکر کش ہوا اور نرسنگ لڑائی مین مارا گیا اور ہوشنگ شاہ کے قبضہ مین
قلعہ کھیرلہ آگیا جب سلطان احمد شاہ نے اسطرف لشکر کشی کی تو نصیر خان والی اسیر مانع
ہوا اور اس نے ان دو بادشاہون مین لڑائی نہ ہونے دی اور آپس مین ان کے یہ اقرار
ٹھیرا کہ قلعہ کھیرلہ ہوشنگ شاہ پاس رہا اور ملک برار سلطان احمد شاہ بہمنی پاس رہے
جب احمد شاہ کی سلطنت پر بارہ سال اور دو ماہ کی مدت گذر گئی تو ۲۸ رجب

اور حقیقت حال سلطان علاء الدین کو لکھی کہ یہان کے امرا نصیر خان سے ملگئے اور انہون نے
انھون نے خطبہ اسکا پڑھوایا اور قلعہ پرناکہ کا محاصرہ کیا۔ سلطان نے خلف حسن بصری ملک
دولت آباد کے سرلشکر کو اس یورش کے لئے متعین کیا خلف بصری نے عرض کیا کہ امراے
دکنی اور حبشی رشک و حسد کے سبب سے نہین چاہتے ہین کہ ہمارے ابناے جنس سے جنکو وہ غریب
(پردیسی) کہتے ہین خدمات شائستہ ظہور مین آئین اسلئے حضور امراے مغل پردیسی ہمراہ کرین
اور کسی ایک حبشی و دکنی کو اس کام مین دخل نہ فرمائین خدا سے امید ہے کہ سب کام اچھی
طرح سرانجام پائین سلطان نے تین ہزار مغل تیرانداز کہ سب خاصہ خیل تھے اور امراے عرب
اس خدمت پر مامور کیے۔ خان جہان قلعہ ترنالہ سے اس لشکر مین آملا۔ گھاٹ روہنکھیر پر
خاندیسیون کی ساتھ انکی لڑائی ہوئی نصیر خان کو شکست ہوئی وہ برہان پور بھاگ
گیا اور لشکر کے جمع کرنے مین مشغول ہوا۔ خلف حسن بصری بھی برہان پور پہنچا۔ نصیر خان کے
پاؤن اسکے سامنے نہ جمے وہ قلعہ تلنگ مین بھاگ گیا۔ خلف بصری نے خاندیس کو خوب غارت
کیا اور شہر برہانپور عمارات شاہی کو جلایا اور اکھیڑا اور تلنگ پر ایلغار کرکے چار ہزار
سوارون کے ساتھ پہنچا۔ نصیر خان بارہ ہزار سوار لیکر قلعہ سے دو کروہ پر لڑا۔ خاندیسیون
کو شکست ہوئی نصیر خان کے مردم معتبر اور برار کے امراء باغی کشتہ ہوئے خلف حسن بصری
ستر ہاتھی اور توپخانہ لیکر احمد آباد بیدر مین آیا۔ یہان سے دولت آباد گیا سلطان
نے حکم دیدیا کہ داہنی طرف غریبان (پردیسی) اور بائین طرف دکنی اور حبشی رہا کرین
اسلئے جب دکنیون کو موقع ملا انھون نے پردیسیون کو قتل کیا جسکی تفصیل آگے آئے گی۔
دیوراے نے پنڈتون اور ارکان دولت سے کہا کہ مملکت کرناٹک کچھ ممالک بھمنیہ سے کم
نہین ہے اور خیل و حشم ہمارا انکی جمعیت سے زیادہ ہے۔ پھر کیا سبب ہے کہ اکثر
ہندو مغلوب ہوتے ہین پنڈتون نے تواریخی کتھا کہانی کہ ہماری پوتھیون مین پہلے سے
لکھا ہوا ہے کہ مسلمانون کا تسلط ہوگا۔ یہ کل جگ ہے۔
بعض ارکان دولت نے کہا کہ مسلمانون کو فتح دو سبب سے حاصل ہوتی ہے اول یہ کہ انکے

شاہزادہ محمد خان کوہ و جنگل میں چلا گیا۔ سلطان نے احمد آباد بیدر میں آکر امراء کی جماعت کی تقصیرات معاف کی اور انکو بند و زنجیر سے آزاد کیا اور مکتوب نصیحت آمیز بھیجکر بھائی کو بلالیا۔ دوسرا بھائی داؤد خان ملک تلنگ میں مر گیا تھا اسکی اقطاع رائچور و مدکل محمد خان کو دیدی اس نے یہیں اپنی ساری زندگی چین و آرام سے بسر کی۔

سنہ ۸۴۰ھ میں دلاور خان کو کونکن کی سرکشوں کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ راے نیل و سنگیسر نے جزیہ و خراج دینا قبول کیا۔ دلاور خان نے راے سنگیسر کی لڑکی کو جو خوش شکلی و حسن صورت و موسیقی دانی میں مشہور تھی سلطان کے لیے لایا۔ سلطان کی وہ منظور نظر ہوئی اور زیبا چہرہ اسکا خطاب ہوا۔ دلاور خان اس علت میں ماخوذ ہوا کہ اُس نے رایان کوکن سے رشوت لے کر سرکشوں کا استیصال نہیں کیا اس نے انگشتر وکالت کو واپس کیا اور بلا سے اپنے تئین بچایا۔ دستور الملک خواجہ سرا کو اسکا منصب ملا جسکی درشت خلقی سے خلائق کی جان تنگ ہوئی بادشاہ کے بیٹے ہمایون نے اسکو کسی کام کو کہا تھا اسکا جواب اس نے یہ دیا کہ ایسے کام مجھسے تعلق رکھتے ہیں آپ کو اسکی سعی کرنی مناسب نہین ہے شہزادہ نے دستور الملک کو قتل کرا دیا اور قاتل کو اپنی سفارش و حمایت سے بچا لیا۔

سنہ ۸۴۱ھ میں زوجہ سلطان آغا زینت مخاطب بہ ملکہ جہان نے اپنے باپ نصیر خان کو زیبا چہرہ کی استیلا کی اور شوہر کی کم عنایتی کی شکایت کی۔ نصیر خان سلطان علاء الدین سے رنجیدہ ہو گیا۔ سلطان احمد شاہ گجراتی کے استصواب سے وہ مملکت برار کی تسخیر کا عازم ہوا مخفی آدمیون کو بھیجکر امراے برار کو طمع دیکر اپنی اطاعت کی ترغیب دی۔ انہوں نے متفق اللفظ والمعنی یہ کہا کہ نصیر خان حضرت عمر فاروق کی اولاد میں سے ہے اگر ہم اسکی نوکری کرکے مخالفوں سے شمشیر زنی کرینگے تو غازی یا شہید ہونگے۔ غرض انہوں نے نصیر خان کو بلایا وہ بے توقف دو ہزار سوار اور پیادے بیشمار کہ راجہ [illegible] بادشاہ نے اسکی امداد کے لیے بھیجے تھے ہمراہ لے کر کھنا برلہ میں آیا جو امراے برار نے چاہا کہ اپنے سرلشکر خان جہان کو مقید کرکے نصیر خان پاس لے جاویں کہ خان جہان کو انکے ارادہ سے اطلاع ہوئی تو وہ قلعہ نرناله میں جا کر متحصن ہوا اور

ت سرکشی نہین کریگا تو مین عہد کرتا ہون کہ ہر سال پیشکش لائق بھیجتا رہونگا اور فخر الملک کے بھائی کو حوالہ کر دونگا سلطان نے اسکے التماس کے موافق عہد نامہ لکھ کر بھیجدیا اس نے فخر الملک اسکے بھائی کو چھوڑ دیا۔ بعد ازان دونون نے علم مراجعت بلند کیا۔ سلطان نے کرناٹک پر لشکرکشی کی نذرانے دلوائے خراج کے ادا کرنے مین التوا کیا۔

سلطان نے احمد آباد بیدر مین ایک دار الشفا کمال لطافت و صفائی سے تیار کرایا اور چند قریہ وقف کئے کہ انکا محصول بیمارون کی دواؤن اور غذاؤن مین صرف کیا جائے۔ ہندو مسلمان طبیب علاج کرین۔ قضات امین و محتسب جابجا اس شہر مین مقرر کئے۔ باوجودیکہ وہ خود شراب پیتا تھا مگر حکم دیا کہ نہ کوئی شراب پئے نہ جوا کھیلے قلندرون دریوزہ خوارون کے گردن پر طوق آہنین پہنا کے ان سے شہر کا کوڑا موت اٹھوایا اور سنگ و گل کا کام کرایا اور تعذیب شاقہ فرمایا کہ لوگ متنبہ ہو کر معیشت مین مشغول ہون یا اسکی قلمرو سے باہر چلے جائین جو شراب پیتا اسکو سزا دیتا خواہ کوئی ہو۔ چنانچہ اسنے اس حرکت پر سید محمد گیسو دراز کے رشتہ دارون مین سے ایک کو سر بازار کھڑا کر کے دو سو تازیانے لگوائے وہ جمعہ کو منبر کے نیچے کھڑا ہو کر وعظ سنتا۔ بتخانون کو توڑ کر مسجدین بناتا تھا۔ اور زناردار و برہمن وغیرہ سے باتین نہین کرتا اور مہمات دیوانی مین انکو دخل نہ دیتا۔ جب بیجانگر کی یورش سے واپس آیا تو عیش و عشرت مین ڈوب گیا۔ امور کلی و جزوی و مہمات ملکی و مالی نوکرون کے حوالے کین۔ قریب ہزار کے حسین عورتین سراپردہ مین جمع کین اور دریا کے کنارہ پر ایک نعمت آباد باغ بنایا۔ ہر بادۂ لعل فام اور دلبران سیم اندام اور مطربان شیرین کلام سے رات دن شغل رکھتا تھا چار پانچ مہینے مین ایک دفعہ سلام عام لیتا۔ دکنیون نے اسے گھیر لیا میان من اللہ دکنی وکیل شاہی مستقل ہو کر شاہ فلاح ساحل کی تسخیر کا عازم ہوا۔ ساحل پر ملک کوکن جسکو اب کوکنی کہتے ہین وہان کے راجہ راہزنی اور بحری قزاقی کیا کرتے تھے۔ مغربی گھاٹ اور بحر ہند کے درمیان ملک انکے پاس تھا۔ انکا ملک بہت دشوار گذار اور بیماری کا گھر تھا وہ شمال مین مبئی بلکہ جنوب مین گوہ تک پھیلتا تھا خلف حسن بصری ملک التجار کو سات ہزار سوار دکنی اور تین ہزار سوار عرب کے

گھوڑے چالاک اور دوڑنے والے اور کمان بھی ہیں بر خلاف اسکے ہماری پایوریزہ اندام و کم قوت
دوم لشکر ہمیشہ میں تیر انداز بہت ہیں اور ہمارے لشکر میں کم یہ سُنکر دیورائے نے حکم دیا کہ
مسلمان نوکر رکھے جائیں اور انکو اقطاع و جاگیر خوب دی جائیں اور بیجانگر میں مسجد بنائی جائے
اور شعار اسلام کا مزاحم کوئی نہ ہو اور قرآن شریف رحل پر رکھ کر روز میرے سامنے لایا جاوے
تاکہ مسلمان اسکو سلام کریں اور ہندوؤن کو بھی حکم دیا کہ وہ تیر اندازی سیکھیں اسکے پاس چار لاکھ
سوار اور اٹھارہ ہزار پیادے تھے۔ اب اس نے آیندہ حکم دیا کہ ستر ہزار سوار اور تین لاکھ پیادے بھرتی
اس حکم کے بعد اسکے اہل دیوان دس ہزار مسلمان سوار اور سات ہزار ہندو سوار کہ علم تیر اندازی
سے خالی نہ تھے اور تین لاکھ پیادے ترتیب دیکر دیورائے کی نظر کے روبرو لائے۔ اب اسکو سلاطین
بہمنیہ کے ملک کی تسخیر کی ہوس ہوئی ۱۸۴۷ھ میں اُس نے آب تنگ بھدرہ سے گذر کر قلعہ مدکل کو فتح کر لیا
اور اپنے بیٹوں کو قلعہ رائے چور و بنکاپور کے محاصرہ کے لئے مامور کیا۔ خود اس نے آب کشنا۔
(کرشنا) پر قیام کیا اور ساغر و بیجاپور تک اسکے آدمیوں نے تاخت تاراج کی۔ سلطان علاء الدین
نے بھی اپنا لشکر پچاس ہزار سوار اور ساٹھ ہزار پیادوں کا جمع کیا جسکے ساتھ توپخانہ و آلات حرب
بہت باعظمت و شوکت تھا۔ دیورائے کوچ کرکے قلعہ مدکل میں آیا اور سلطان کی
جنگ کے واسطے سپاہ مامور کی۔ سلطان نے مدکل سے چھ کروہ پر مقیم ہو اخلف بصری ملک التجار کو
دیورائے کے فرزندون کی تادیب کے لئے بھیجا۔ خان زمان سر لشکر بیجاپور و خان اعظم سر لشکر
برار و تلنگ کو دیورائے کے لئے تعین کیا۔ ملک التجار نے دیورائے کے بڑے بیٹے کو زخمی
کرکے معرکہ سے بھگا دیا اور بنکاپور پر متوجہ ہوا ابھی وہ وہان آیا نہ تھا کہ دیورائے کا چھوٹا
بیٹا محاصرہ کو چھوڑ کر باپ پاس چلا گیا۔ دو تین مہینے تک مدکل کے قلعہ کے باہر مسلمانوں اور
ہندوؤن میں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اول دفعہ ہندو غالب ہوگئے پھر مسلمان بڑی محنت سے
غالب ہوئے دیورائے کے آدمی فخر الملک اور اسکے بھائی کو پکڑ کر لیگئے۔ سلطان علاء الدین
نے دیورائے کو لکھا کہ اگر ان میں کسی ایک کو مارو گے تو ایک ایک کی عوض میں لاکھ ہندوؤن کو
قتل کرونگا۔ دیورائے نے اپنے آدمی بھیجے کہ اگر سلطان عہد کرے کہ پھر میری ملک پر

کہ اس بیچ اتنا بسر کہان ایسے وقت مین کہ سپاہی اپنے حال مین گرفتار ہے سرلشکر
سر فروشی کی کہ خود درون مین سیماب کی طرح نایاب ہوا۔ سیالے سنگسیر کو پیغام بھیجا کہ مین نے
ایسا موشکار تیری دام مین پھنسا دیا ہے۔ اب جو کچھ تو کر سکتا ہے کر۔ راے سنگسیر نے
بیس ہزار توپچی و کماندار و خنجر گذار سب طرف سے جمع کیے اور سرکہ بھی اپنی جمعیت
کے ساتھ اُس سے ملگیا۔ آدھی رات گذری تھی کہ درون غارون کی اطراف و جوانب سے
جنگل مین وہ آئے اور انہون نے درختون کے نیچے سات آٹھ ہزار مسلمانون کو
چھری و خنجر سے گوسفندون کی طرح ذبح کیا۔ ہوا کے چلنے سے درختون کے پتون کی
ایسی کھڑکھڑ ہوتی تھی کہ مقتولون کے فریاد و نالہ کی آواز ایک دوسرے کے پاس نہین پہنچتی تھی
ہمسایے احوال سے ہمسایہ واقف نہ ہوتا تھا۔ شب کی ظلمت اپنی دہشت و وحشت ایسی
دکھا رہی تھی کہ ایک دوسری کی فریاد رسی نہین کر سکتا تھا۔ ملک التجار کے سر پر دشمن
جا پہنچے اسکو اور پانچ سو سیدون کو کہ مدنی و کربلائی و نجفی تھے قتل کیا جو تقدیر سے زندہ
بچے وہ بہت مشقت اٹھا کر جنگل سے باہر نکلے اور امراء دکن کی ایک جماعت جو ملک التجار
کے ساتھ جنگل مین نہین گیا تھا اُس نے کہا کہ تمہارا حال بہت پریشان ہے مناسب یہ ہے
کہ اپنی جاگیرون کو چلے جاؤ اور سامان کر کے جلد چلے آؤ۔ دکنی اور حبشی جو لشکر سے تھے وہ
اپنی اقطاع کو چلے گئے اور مغلون نے کہا کہ ہماری جاگیرین دور واقع ہین۔ ہم بے حکم
بادشاہی کے نہین جائینگے بلکہ قصبہ چاکنہ مین کہ ملک التجار کا نشیمنگاہ ہے اور بہت نزدیک
ہے وہان جائینگے اور قرض وغیرہ لے کر اپنا سامان کرینگے اور پھر جلد آئینگے وہ چاکنہ مین
چلے گئے۔ اس وقت بعض ناعاقبت اندیش مغلون کی زبان سے نکل گیا کہ دکنیون کی
امراء کے نفاق سے ملک التجار اور سادات وغیرہ کشتہ ہوے۔ جب ہم قصبہ چاکنہ مین
پہنچینگے تو حقیقت حال عرضداشت مین لکھ کر درگاہ شاہ مین بھیجینگے یہ خبر دکنیون کو
پہنچی انہون نے پیش دستی کر کے مکر و حیلہ کی راہ سے بادشاہ کو لکھا کہ ملک التجار ایک سید پیندار
کی رہنمونی سے اور سادات اور تمام مغلون کی ترغیب سے فلان بیشہ مین گیا۔

ساتھ اس خدمت پر مامور کیا۔ ملک التجار نے قصبہ جاکنہ مین کہ بلاد جنیر کے قریب تھا۔ اپنا
نشیمن بنایا اسکا قلعہ تعمیر کرایا اور دفعہ دفعہ کر کے کوکن کو لشکر بھیجا۔ اس طرف کے راجاؤن کو زیر
کرتا پھر جو اجل آئی تو خود اس صوبہ پر توجہ کی اور ایک حصار کو جو سرکہ کے پاس تھا محاصرہ
کر کے جبر و قہر سے سر کیا سرکہ کو مجبور کیا کہ کیا اسلام اختیار کرے یا تلوار کے نیچے سر رکھے سرکہ نے
مکر و عذر کا طریقہ اختیار کیا اور یہ معروض کیا کہ میرے اور رائے سنگہ کے درمیان ہمسری ہے
وہ قلعہ کند ہابہ کے حوالی مین رہتا ہے اگر مین حلقہ اسلام مین آجاؤنگا اور وہ اپنے قصر
دولت مین متمکن رہیگا تو آپ کی مراجعت کے بعد مجھپر زبان طعن دراز کریگا اور میرے ملک پر
جسمین میرے باپ دادا قرنون سے حکومت کرتے چلے آئے ہین متصرف ہوگا۔ سب عزیزون
اقارب میرے مجھہ سے منحرف ہو جائینگے۔ اگر آپ اس جانب تشریف فرما ہون تو تھوڑی
توجہ سے اسکا ملک آپکے قبضہ مین آجائیگا ان حدود کو مجھے عنایت کیجئے یا اُس کا سر تن
سے جدا کر کے اوسکی مملکت کو کسی اپنے امیر کو دیجیئے تو بندہ کلمہ طیبہ پڑھنے کو موجود
اور ہر سال خراج خزانہ عامرہ مین فلان مقدار کا داخل کرنے کو حاضر ہے۔ ملک التجار نے
کہا کہ وہان جانے کی راہ بہت تنگ ہے اور وہان تک پہنچنا نہایت دشوار
ہے سرکہ نے کہا کہ مین ایسی راہ پر لیجاؤنگا کہ جنگل مین کوئی خار دامن کو آزار
نہین پہنچائیگا۔ اور کل مقصود ہاتھ آجائیگا۔ ملک التجار نے دشمن کے قول کا اعتبار کر لیا۔
سنہ ۵۵ مین اس سمت کا عازم ہوا۔ اکثر دکنی و حبشی نفاق کے سبب جدا ہو گئے
اور ملک التجار کی ہمراہ جنگل مین نہ آئے۔ سرکہ ملک التجار کو دو روز تو فراخ راہ پر لایا لیکن تیسرے
روز وہ گمراہ ایسی راہ پر لے گیا ع کہ از ہول او شیر نر یاوہ بود۔ اس راہ سے گزرتے
ہوئے باہر نکل کر ایک جنگل مین آئے جسکے تین طرف پہاڑ اور ایک طرف خلیج۔ ملک التجار اسہال
خونین مین گرفتار تھا۔ ہر چند سعی کرتا تھا کہ آدمی ترتیب قاعدہ کے ساتھ مترددانہ و کمک
آپس مین چلین مگر اسکا کہنا کچھ سودمند نہ ہوتا تھا۔ ہارے تھکے شام کو جو آئے وہ کسی درخت کی
آڑ لیتا اترونگا درختون کے انبوہ سے اتنی جگہ نہ تھی کہ دو بھی ہم پہلو ایستادہ ہوسکین

بے شمار پیادے جمع کئے اور قصبہ چاکنہ کی طرف آیا اور اسکو احاطہ کرکے محصورین کا ناک مین دم
کیا دو مہینے تک لڑائی رہی اور دکنیون کی عرضداشتین برابر بادشاہ پاس پہنچتی رہین کہ پردیسی
مخالفت و حرامخوری مین راسخ و ثابت قدم ہین سلطان گجرات سے مدد طلب کرنی چاہتے ہین
قلعہ اسکو دیدین۔ دکنی صاحب دخل تھے وہ ان عرضداشتون کو اپنے حسب المدعا سلطان کے روبرو
پیش کرکے جواب مین متواتر فرامین بھجواتے تھے کہ باغی طاغی پردیسیون کی جماعت کے قلع و قمع
مین ایسی کوشش کرو کہ وہ اورون کی عبرت کا سبب ہو۔ پردیسیون کی عرائض اکثر بہت محنت
و شفقت سے دارالخلافہ مین پہنچتی تھین تو انکے جواب مین لکھ دیتے تھے کہ ہمنے سلطان کے پاس عرض
بھیجین وہ بسبب قہر و خشم کے جواب پر ملتفت نہین ہوتا۔ پردیسیون نے دیکھا کہ دولتخانہ کا حال
یہی ہے اور آذوقہ کم ہوگیا ہے تو یہ قرار دیا کہ اپنے زن و فرزند کو ایک جنگی جماعت کے ساتھ قلعہ مین چھوڑین
اور خود اتفاق کرکے باہر نکلین اور ایلغار کرکے احمدآباد بیدر کو روانہ ہون اور سلطان سے عرض
حال کرین۔ مشیرالملک و نظام الملک دکنی اور امرا جب انکے اس ارادہ پر مطلع ہوئے تو انہون
نے کہا کہ اگر پردیسی ایسا کرینگے اور ہم انکا تعاقب کرینگے تو ایک جماعت کثیر ہم مین سے جب تک
قتل نہ ہو جاے گی ہم انپر غالب نہ ہونگے اور مقصود ہمارا کہ صحرا مین اس جماعت کا قتل عام
کرین عمل مین نہ آیگا۔ پس انہون نے پیغام دیا کہ ہم پیغمبر کی امت ہین اور اسلام کا دعوی کرتے
ہین اور تم مین اکثر سادات ہین اس لئے ہمنے تمہاری اور تمہارے فرزندون کی بیکسی پر رحم کرکے
سلطان سے عرض کرکے یہ حکم دلا دیا ہے کہ وہ تمکو جانی اور مالی آزار نہین پہنچایگا۔ تم کو اجازت
دیتا ہے جہان چاہو چلے جاؤ اور اس مضمون کا جعلی فرمان بناکر کھولا اور اسپر واللہ باللہ
کرکے قرآن شریف اور خدا کی قسم کھائی اور عہد کیا کہ تمکو کوئی جانی و مالی آزار نہین پہنچایگی
پردیسیون نے جو ڈھائی ہزار تھے جنمین سے بارہ سو سادات صحیح النسب تھے دشمنون کے قول پر
اعتماد کیا اور اہل و عیال و اسباب مال کے لئے وہ مرکب بارکش نہین رکھتے تھے قلعہ سے باہر
انکی تلاش کرنے لگے۔ مشیرالملک دکنی و نظام الملک قلعہ مین آئے اور تین روز تک وفای عہد
کیا اور انکو ستم نہین پہنچایا۔ مگر چوتھے روز انہون نے پردیسیون کے امرا و رؤسا کو ضیافت مین

ہر چند ہم خیر خواہون نے اسکی قباحتین خاطر نشان کین مگر تعدد بیجا اسکی آنکھون پر ایسا
پردہ ڈالدیا تھا کہ اسنے اصلا ہم دولتخواہون کی بات پر التفات نہین کیا جسکے سبب سے
جو ہونا تھا سو ہوا۔ بعد ملک التجار کے مرنے کے ہمنے مغل و سادات و خاصہ خیل کے امراء سے
کہا کہ دولتخواہی کے لئے مناسب یہ ہے کہ بادشاہ سے سرلشکر ہم طلب کرین اور اتفاق کرکے
سرگروہان سنگیسر سے انتقام لین انھون نے قبول نہین کیا سرکشی کی اور گالیان دین
اور کلام ناخوش زبان پر لائے قصبہ چاکنہ مین چلے گئے انکے اوضاع سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ وہ چاہتے ہین قلعہ چاکنہ مین متحصن ہوکر راجایان کوکن سے موافقت کرین اور علم مخالفت
بلند کرکے فتنہ قوی اٹھائین۔ اس عریضہ کو مشیر الملک دکنی پاس کہ مغلون کا دشمن جانی تھا بھیجا
اسنے بادشاہ کے روبرو اسکی بدمستی کی حالت مین یہ عریضہ پیش کیا اور ملک التجار کے قتل ہونے کا
اور پردیسیون کے تمرد کا بیان قبیح صورت مین تقریر کیا۔ سلطان غیظ و غضب مین آن کر کنہ
معاملہ کو نہین پہنچا مشیر الملک دکنی و نظام الملک بن عماد الملک غوری کہ پردیسیون کے خون کا
پیاسا تھا اور اُن کے ہیلا و تفوق سے آزار اٹھایا تھا قصبہ چاکنہ کے امراء کے قتل کے لئے معین ہوا
اور وہ بہت لشکر لیکر اس طرف روانہ ہوا۔ سادات عرب و عجم وغیرہ کے امراء کو اس کی خبر
ہوئی تو وہ اتفاق کرکے حصار قصبہ چاکنہ مین متحصن ہوئے اور اپنی عرضداشت جو اخلاص و
یکجہتی کے اظہار پر مبنی تھی احمد آباد بیدر ارسال کی لیکن انکی عرضداشت اثناء راہ مین
مشیر الملک دکنی کے ہاتھ لگی اسکو پرزے پرزے کرڈالا اور دار الخلافت نہ پہنچنے دیا پردیسیونکو
جب اس حال کی اطلاع ہوئی تو انہون نے عرضداشتین دوسری راہون سے اپنے قدیمی ہندوستانی
نوکرون کے ہاتھ بھیجین مگر انہون نے بھی حماقت و جہل کے سبب سے مشیر الملک دکنی کو وہ عرضداشتین
دیدین اسنے اسکو بھی ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینکدیا اور راہون کا انتظام پہلے سے زیادہ کیا
اس حالت مین سادات حیران تھے۔ ناچار سب پردیسی امراء نے اتفاق کرکے غلہ و اذوقہ بقدر
امکان قلعہ کے اندر لے گئے اور مدافعت کے درپے ہوئے۔ جب یہ خبر مشیر الملک دکنی کو پہنچی تو جو امراے
دکنی ملک کوکن مین تھے اور انہون نے یہ فتنہ اٹھایا تھا انکو اپنی مدد کو بلایا اور جنیر و راس کے [illegible]

قریب ڈھائی ہزار سوارون کے اُس پاس جمع ہو گئے تھے وہ داؤد خان سے لڑا داؤد خان
کے دو تیر لگے اور وہ مر گیا۔ دکنیون نے یہ حال دیکھ کر اور مخالفون کے قتل مین کوشش کی
اور انکو تنگ کیا کہ اس اثنا مین حسن خان نزدیک آگیا تو دکنی داؤد خان کا جنازہ لیکر
قصبہ جاکنہ چلے گئے اور قاسم بیگ قصبہ بیر سے باہر آیا حسن خان سے اتفاق کرکے بادشاہ
کو عرضداشت لکھی بادشاہ نے اس عرضداشت کو سُنکر قاسم بیگ صف شکن کی طلب مین کان بھیجا ــــ غرض
اور پردیسی جو تلوار سے بچے تھے بادشاہ پاس گئے اس نے انکا حال دریافت کیا۔
فوراً مصطفیٰ خان کی گردن اُڑوائی جو پردیسیون کی عرضی بادشاہ پاس نہین
پہنچاتا تھا اور اسکی لاش کی تشہیر شہر مین کرائی۔ قاسم بیگ کو ملک التجار کی جگہ دولت آباد
و جنیر کا سرلشکر مقرر کیا اور قرا خان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز کو منصب ہزاری دیا
اور از سرنو بادشاہ پردیسیون کی تربیت پر متوجہ ہوا اور ان مین سے بہت سے
آدمیون کو مصاحب خاص کیا۔ شیر الملک دکنی و نظام الملک غوری کے گھرون کو ضبط کیا
اور حکم دیا کہ انکو مع بہت سے امراء دکن کے طوق و زنجیر ڈال کر پیادہ پا قصبہ جاکنہ سے
دار الخلافہ مین لائین اور اور پردیسیون کے مخالفون کو سخت سزائین دین۔ یہ حال ہمنے
تاریخ فرشتہ سے نقل کیا ہے جو خود پردیسی اور شیعہ تھا اسلئے اُسنے اس واقعہ کو نمک مرچ
لگاکے مبالغہ سے لکھا ہے۔

سنہ ۸۵۵ھ مین ملا آذری جو اس بادشاہ کا مقتدا تھا اور ایام شاہزادگی مین اعتقاد
بہت رکھتا تھا اسکی تحریر سے وہ ایسا موثر ہوا کہ اسنے شراب سے توبہ نصوح کی اور پھر از
سرنو اس دکنی جماعت کو جو پردیسیون کے قتل مین شریک تھی سیاست کی اور دولتخواہون
کی خدمات بزرگ سے دکنیون کو معزول کیا۔

سنہ ۸۵۸ھ مین شاہ کا ساق پا مجروح ہوا تھا اس سبب سے وہ گھر سے کمتر باہر آتا تھا
اکثر اوقات اسکے مرنے کی خبر منتشر ہو جاتی تھی یہانتک کہ سلطان احمد شاہ
بہمنی کا داماد جلال خان کہ سید جلال بخاری کی اولاد سے تھا اور تلنگانہ مین

قلعہ کے اندر طلب کیا۔ قاسم بیگ صف شکن و قراخان گرد و احمد بیگ یکہ تاز کے سوا پردیسیون کے سارے امرا اور مشاہیر قریب تین سو کے قلعہ مین حاضر ہوئے۔ جب دسترخوان پر بیٹھ کر کھانے لگے تو دکنیون کی جماعت کہ سلح کمین مین بیٹھی ہوئی تھی ان عہدشکنون کے اشارہ کرتے ہی کنارون سے ننگی تلوارین لے کر نکل پڑی سارے پردیسیون کو پانی کی جگہ شربت شہادت دکھایا چار ہزار دکنی زرہ پوش کہ جابجا کھڑے تھے اور غدر کے منتظر تھے پردیسیون کے خیمہ و خرگاہ پر آئے۔ از قسم مذکر ایک سالہ سے لے کر صد سالہ تک قتل کیا بارہ سو سید صحیح النسب اور ہزار مغل اور پانچ چھ ہزار معصوم طفل ان ظالمون نے قتل کر ڈالے مغلون کے طائفہ مین سے قاسم بیگ صف شکن و قراخان گرد و احمد بیگ یکہ تاز کہ پردیسیون کے اردو سے ایک گروہ جدا تھے دکنیون کے آشوب سے واقف ہو کر وجہ بہنا اور اپنی عورتون کو مردون کا لباس پہنایا اور احمدآباد بیدر کی طرف متوجہ ہوئے۔ مشیر الملک دکنی و نظام الملک غوری نے دو ہزار سوار بسر کردگی داؤد خان کے انکے تعاقب مین بھیجے اور رعایا اور جاگیردارون کو حکم بھیجا کہ انکی راہ روکین کہ یہ جماعت حرام خور ہین جو اخلاص و نمک خواہی کا دم بھرتے ہین انکو چاہیئے کہ وہ انکو قتل کرین اور انکے گھوڑے اور مال لوٹ لین اور کسی موضع پر آرام و قرار نہ لینے دین۔ قاسم بیگ صف شکن اور اور امرا تین سو آدمی چلے جاتے تھے اور دکنی جو ان سے لڑتے تھے اُن سے وہ بھی لڑتے تھے اور راتون کو جنگل مین اُترتے تھے قصبہ بیر کے حوالی مین داؤد خان نے انکے سر راہ کو نہایت تنگ پکڑا اور حسن خان جاگیردار بیر کو پیغام دیا کہ لوگ سلطان کے حرامخور ہین تجھے چاہیئے کہ اپنے لشکر کے ساتھ انکے دفع کے لئے متوجہ ہو اور ان حرامخوارون کے تن سے سر جدا کرکے ہم اور تم سلطان پاس بھیجین قاسم بیگ اور حسن خان مین سابق کی آشنائی کا سابقہ تھا اور معارک بیجانگر مین اس نے اسکی کمک کرکے دشمن کے ہاتھ سے خلاص کیا تھا اس نے جواب دیا کہ اگر یہ لوگ حرامخور ہوتے گجرات کی سرحد مین کہ تین روز کی راہ ہے کیون نہ چلے جاتے اُس لئے حسن خان کمک سے داؤد خان مایوس ہوا۔ پس ماندہ لشکر قاسم بیگ سے مل گیا تھا۔

امرائے عالیشان مین سے ایک کو مدد کے بہانہ سے سکندر خان کے ہمراہ کیا اور اُس سے کہدیا
کہ اگر سکندر خان پھر دکنیون سے لڑنے کا ارادہ رکھے تو تمام اسکے ہاتھی گھوڑے اور اثاثہ
شوکت لیکر منڈو مین چلے آؤ سکندر خان کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ مالویوان سے
جدا ہوکر نلکنڈہ کی طرف دو ہزار افغان اور راجپوتون کے ساتھ چلا۔ اس وقت خواجہ
جہود گاوان نے قلعہ نلکنڈہ کو گھیر رکھا تھا۔ سکندر خان کسی حیلہ سے قلعہ کے اندر پہنچ گیا۔
خواجہ جہان اسے یہ چاہتا تھا اس نے پہلے سے اور زیادہ اہل قلعہ کی جان ضیق مین کی۔
باپ بیٹون نے جلدی سے سلطان سے امان نامہ طلب کرکے قلعہ کو خواجہ کے حوالہ کیا
اور خواجہ کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین گئے اور انکو نلکنڈہ پھر جاگیر مین ملگیا سلطان
دار السلطنت مین چلا آیا۔
سنہ ۸۶۲ھ مین سلطان علاء الدین بہمنی نے اُسی درد پا کے مرض مین علم فنا بلند کیا
اسکی مدت سلطنت ۲۳ سال ۹ ماہ ۲۰ روز تھی۔
کہتے ہین کہ سلطان علاء الدین شاہ بہمنی بہت فصیح و بلیغ تھا فارسی خوب جانتا تھا
فی الجملہ تحصیل علوم بھی کی تھی کبھی کبھی روز جمعہ و عیدین کو مسجد جامع مین بھی جاتا تھا اور منبر
پر بیٹھکر خود خطبہ پڑھتا تھا اور اس القاب سے اپنی ستائش کرتا تھا کہ السلطان العادل الکریم
الحلیم الرؤف علی عباد اللہ الغنی علاء الدنیا والدین علاء الدین بن اعظم السلاطین احمد شاہ ولی
بہمنی۔ ایک تاجر عرب تھا اُس نے گھوڑے بیچے تھے جنکی قیمت ادا کرنے مین اہل دیوان بہانے
بناتے تھے۔ یہ تاجر سادات کے کشتہ ہونے سے بھی آزردہ تھا وہ منبر کے پایہ کے نیچے
آیا جب منبر پر سلطان کلمات مذکور زبان پر لایا تو عرب نے نزدیک جاکر کہا لا واللہ
لا عادل و لا کریم و لا رحیم و لا رؤف انت یا الظالم الکذاب تقتل الذریۃ الطاہرۃ و تتکلم بہذا
الکلمات علے منابر المسلمین۔ اس کہنے سے شاہ متاثر ہوا اور زار زار رویا اور اُسی وقت
گھوڑون کی قیمت دلائی اور کہا کہ وہ لوگ غضب الٰہی سے نجات نہ پائینگے جنہون نے
مجھے دنیا و آخرت کا یزید بد نام بنایا ہے۔ پھر وہ گھر مین جاکر باہر نہین نکلا اس کو

سپہ سالار تلنگانہ میں اطلاع رکھتا تھا۔ پادشاہ کی موت کا یقین کرکے گرد و نواح کے بہت سے ملک کو
دبا بیٹھا اور اپنے بیٹے سکندر خان کو جو سلطان احمد شاہ بہمنی کا دختر زادہ تھا تقویت دیکر اس
ولایت پر تسلط کیا۔ خان اعظم بھی مرگیا تھا اسلئے تلنگ کے اکثر امرا سکندر خان سے متفق ہوگئے
تھے اور اس مملکت کا پادشاہ اسکو بنانا چاہتے تھے سلطان علاء الدین باوجود دردمندی کے
سپہ سالار لشکر کو فرمان دیا کہ لشکر کشی کا تہیہ کریں۔ جلال خان کو جب پادشاہ کی حیات سے
پر آگاہی ہوئی تو وہ خود تلنگ میں آیا اور سکندر خان کو ماہور کی جانب بھیجا تاکہ سلطان محمود
جانب توجہ کرے اسکے دوسری طرف خلل عظیم پیدا کرکے دوسری کی کمک پر مستعد ہو
جو تاناگ اور برار کے درمیان ہے سکندر خان نے جمعیت کی سلطان ہرچند قولنامہ بھیجا تھا
مگر وہ موثر نہ ہوتا تھا۔ اسواسطے کہ شہزادہ محمد خان کی بغاوت میں سکندر خان دخل عظیم رکھتا
تھا اور یہ مخالفت بھی کسی وجہ سے سلطان سے مطلق خاطر نہیں ہونے دیتی تھی۔ یہانتک کہ سلطان
محمود شاہ خلجی مانڈوی کو پیغام دیا گیا کہ سلطان علاء الدین بیمار ہوکر مدت ہوئی کہ مرگیا اعیان
درگاہ نے اسکے مرگ کو اپنے مقاصد کی وجہ سے مخفی کر رکھا ہے وہ چاہتے ہیں کہ بزرگان
مملکت کو پایۂ بزرگی سے گرائیں اگر آپ اس طرف عزیمت کریں تو مملکت برار و تلنگ بے
نزاع و جنگ آپکے قبضہ میں آجائیں سلطان محمود شاہ خلجی نے اس بات کو یقین کرلیا
اور والی آسیر و برہانپور کے مشورہ سے دکن کا سفر کیا۔
سنہ ۸۶۱ھ میں بڑے شان و شکوہ سے روانہ ہوا سکندر خان ایک ہزار سواروں کیساتھ اسکے
شامل ہوگیا سلطان علاء الدین نے خود اپنے جانے کا عزم فسخ کیا اور خواجہ محمود دالشہو کو
اور والی کو جلال خان سے لڑنے کے لئے مقرر کیا لشکر برار کو حاکم برہانپور کی بازداشت
کے لئے رکھا۔ تو سہ بکیما صف شکن سرلشکر دولت آباد کو پہلے روانہ کیا اور خود چالیس
ہزار سوار خاصہ خیل کے ساتھ پالکی میں بیٹھ کر سلطان محمود سے جنگ و جدال کے لئے صحرائے
ماہور سے پانچ کروہ پر اترا۔ جب سلطان محمود شاہ کو معلوم ہوا کہ شاہ دکن حیات
ہے اور لشکر کے ساتھ مستعد ہے تو وہ آدھی رات کو اپنے ملک کو چلا گیا اور

یون خود نلکنڈہ کے باہر آیا سکندر خان نے اسپر شب خون مارا اور نقصان پہنچایا
بج کو ہمایون قلعہ کی تسخیر مین مصروف ہوا۔ سکندر خان سات آٹھ ہزار افغان جنگ
لنی سوار مقابل لایا۔ ہمایون شاہ نے کہلا بھجوایا کہ ولینعمت سے لڑنا مبارک نہین ہوتا مجھ
جیسے بہادر کا خراب ہونا حیف ہے مین تیرا گناہ بخشتا ہون دولت آباد مین جس
پرگنہ کو کہے گا مین جاگیر مین دونگا۔ سکندر خان نے جواب دیا کہ اگر تو پسر زادہ
حمد شاہ ہے تو مین بھی اسکا دختر زادہ ہون مملکت مین تیرے ساتھ شریک ہون
نگ مجھے دیدے یا آمادہ جنگ ہو۔ لڑائی ہوئی سکندر خان نے ہمایون کے ہر حملہ کو ہٹا دیا لیکن
ملک التجار گاوان لشکر بیجاپور اور خواجہ جہان لشکر تلنگ لیکر آ گئے کہ ان سب نے ملکر
سکندر خان کو مار ڈالا اور اسکے لشکر کو بھگا دیا خواجہ جہان نے نلکنڈہ کا محاصرہ کیا
جلال خان نے بیٹے کے مارے جانے کے ایک ہفتہ کے بعد جانا کہ اب ان سے زیادہ کوئی میرا
فریاد رس نہین ہے۔ بادشاہ کا پابوس ہو کر محبوس ہوا اس نے چند روز کی حیات کو
غنیمت جانا۔

ہمایون شاہ کو جب اس جھگڑے سے فرصت ملی تو قلعہ دیورکنڈہ کی تسخیر کے درپے ہوا
وہ تلنگی زمینداروں کے پاس تھا خواجہ جہان نے اسکا محاصرہ کیا۔ مردم تلنگ
بہ تنگ ہو کر رائے اڑیسہ و رصاحب شوکت رایون کے پاس چلے گئے اور انسے مدد لیکر
پھرے امداد ایک طرف سے رائے اڑیسہ و اوریا کی سپاہ نے دوسری طرف سے لشکر
تلنگ و قلعہ نے خواجہ جہان کی سپاہ پر حملہ کیا اور لشکر اسلام کو شکست دی اور خواجہ
جہان اور امرا بھاگ کر ورنگل مین ہمایون شاہ پاس پہنچے خواجہ جہان نے ہم
جہان سے سچ نہ بولا اور اپنی مصلحت کے لیے جھوٹ بولا اور اسنے کہا کہ نظام الملک
غوری کے سبب سے یہ واقعہ ظہور مین آیا ہمایون نے اسی وقت نظام الملک کو
مار ڈالا اسکے اقارب و عشائر محمود خلجی مالوی کے پاس چلے گئے اور خواجہ جہان
ترک کو ایک قلعہ مین محبوس کیا اسکا ارادہ تھا کہ دیورکنڈہ پر پھر لشکر کشی کرے

جنازہ ہی نکلا۔
جب سلطان علاء الدین مرنے کو ہوا تو امراء و وزراء کی توقع کے خلاف ہمایون شاہ ظالم کو جسکے اوضاع سے خلائق تنفر تھی اپنا ولیعہد کیا۔ ابھی بادشاہ مرا نہ تھا کہ ولیعہد کے خوف سے نظام الملک و ملک دولت آبادی وکیل السلطنت اور اسکا بیٹا دونو گجرات بھاگ گئے۔ اور سلطان ہمایون کے غیظ سے بچ گئے۔

ذکر سلطنت ہمایون شاہ ظالم ولد سلطان علاء الدین بہمنی

جب سلطان علاء الدین تخت سے تختہ پر آیا تو اسکا بڑا بیٹا ہمایون شاہ مشہور ظالم گھر میں تھا امرائے کبار سیف خان و ملو خان نے سلطان کی وفات کو مخفی رکھا اور بے توقف اسکے چھوٹے بیٹے حسن خان کو تخت پر بٹھایا۔ خلائق ہمایون شاہ کے گھر لوٹنے اور اسکے قتل کے لئے گئے۔ شور و غوغا مچا۔ ہمایون شاہ اسی سوار جبہ پوش لیکر نکلا جنمیں سکندر خان بھی تھا اور لشکریون کو مار کر بھگایا اور حسن خان کی حمایت میں گئے یہ انکے پیچھے گیا اور ایک جمعیت عظیم کے ساتھ دیوانخانہ میں گیا چھوٹا بھائی تخت سے اترا بدن میں رعشہ آگیا اسکو پکڑ لیا سیف خان کو ہاتھی کے پانو میں باندھ کے شہر و بازار میں پھرایا اور امیرون کو قید کیا۔ ملو خان لڑتا ہوا نکل گیا۔ اور کرناتک میں پہنچا۔ ہمایون شاہ تخت پر بیٹھ کر بالاستقلال بادشاہ ہو گیا۔ باپ کی وصیت کے موافق خواجہ محمود گاوان کو ملک التجار کا خطاب ملا اور وکیل الشاہی و طرفدار بیجاپور مقرر ہوا ملک شاہ کو خواجہ جہان کا خطاب ملا اور تلنگ کا طرفدار ہوا اور عماد الملک غوری کی برادر زادہ کو نظام الملک کا خطاب و منصب ہزاری ہوا اقطاع تلنگ سے مخصوص کیا گیا اس سبب سے سکندر خان بن جلال خان نہایت دلگیر ہوا وہ ایام شاہزادگی میں شاہ کا مصاحب تھا سپہ سالاری تلنگ کا امیدوار تھا۔ وہ بے حکم باپ پاس نلکنڈہ میں چلا گیا۔ اور جلال خان نے ناچار بیٹے کے سبب سے علم مخالفت بلند کیا۔ بادشاہ نے خانجہان جاکر اسکو اسکے دفع کے لئے مامور کیا۔ تلنگ میں سکندر خان نے اسپر فتح پائی۔ پھر

سو لیان بھاگ سیاہی لقب کرائین اور جا بجا مست ہاتھیوں اور سب قسم کے درندون کو چھوڑا اور کئی جگہ دیگون مین تیل اور پانی کو جوش دیا اور خود قصر دیوانخانہ پر بیٹھا ان کو شیر سے پھڑوایا ۔ پھر اور امیرون کی گردن اُڑوائی اور انکے زن و فرزند کی وہ فضیحت کی کہ جسکا بیان حسن ادب سے دور ہے پھر شاہزادہ کے سات سو متعلقین کو جنکو اس معاملہ کی اصلا خبر نہ تھی یہان تک کہ اسکے بورچی و دیگر شولی نوباز ہین بھیجا کہ کسی کو بھوکے شیر نے پھاڑا کسی کو مست ہاتھی نے مسلا ۔ کوئی جلتے ہوئے پانی اور کھولتے ہوئے تیل مین ابلا ۔ صاحب تاریخ محمود شاہی لکھتا ہے کہ مین نے ہمایون بادشاہ کے مقربون سے سنا ہے کہ جب و زنگل مین شہزادہ حسن کی خبر ہمایون نے سنی ہے تو اسپر خشم و غضب ایسا مستولی ہوا تھا کہ کبھی اپنے کپڑے پھاڑتا تھا کبھی زمین اور فرش کو دانتون مین ایسا پکڑتا تھا کہ لب و دہن اوسکے مجروح ہو جاتے تھے اور جب احمد آباد بیدر مین آیا جسکے جور و جفا کے سامنے حجاج ظالم نوشیروان معلوم ہوتا تھا ۔ اکثر عورات شاہزادے اور وارثان مملکت کہ قلاع و گوشہ و کنار مین پڑے ۔ فقر و فاقہ پر قناعت کرتے تھے ان سب کو گرفتار کر کے مار ڈالا ۔ وہ تمام خلائق سے بدگمان تھا اصلا ظلم مین تخفیف نہین کرتا تھا ہمیشہ اسکے غضب کا شعلہ مسلم و کافر کو ایک طرح جلاتا تھا اور اسکے قہر کا جلاد مجرم و بے گناہ کو ایک نرخ پر بیچتا تھا اسکی سیاست کا جلاد ایک جرم پر ایک قبیلہ کو قتل کرتا تھا اسکے خشم و کینہ کی آگ خشک و تر کو جلاتی تھی ۔ آدمیون کے عیال و فرزند کو وہ گرفتار کر کے نفس امارہ کا اسیر ہوتا تھا ۔ انھون کو راستہ مین سے اپنے پاس پکڑوا کر بلواتا تھا اور اپنا مُنہ کالا کر کے انکو شوہرون کے پاس بھیجتا تھا ۔ ارکان دولت جب اس پاس جاتے تھے تو اپنے زن و فرزند سے رخصت ہو کر جاتے تھے ۔ اور ضروری وصیت کر جاتے تھے ۔ آخر کو یہ ظالم بیمار ہوا اور اپنے بڑے بیٹے نظام شاہ کو ولیعہد کیا جس کی عمر آٹھ برس کی تھی وہ ۸۶۵ھ مین مر گیا ۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ ہمایون شاہ نے مرض سے شفا پائی شہباز خان خواجہ سرا نے

کہ انہوں نے یہ خبر دی کہ یوسف ترک کجل شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ کو
زندان سے نکالکر قصبہ بیر کی طرف لے گئے ہین۔ اس شہزادہ نے جاکر بیر پر قبضہ کر لیا۔
جمادی الآخر سنہ ۸۶۲ ہمایون دارالخلافہ مین آیا اور ظلم برپا کیا اور جو کچھ دل مین آیا
وہ کر گذرا اول آٹھ ہزار آدمیون کو قتل کیا جنکو شہر کی حفاظت سپرد تھی کہ انہون نے کیون
شہزادہ کو قیدخانہ سے باہر جانے دیا اور کوتوال شہر کو قفس آہنین مین بند کرکے ہر روز
ایک عضو کو کاٹتا تھا اور اسکو کہلاتا تھا وہ اسی قفس مین فوت ہوا۔ پھر آٹھ ہزار سوار اور
پیادے بے شمار بھائی کے دفع کرنیکے لیئے متعین کیئے۔ صحرائے بیر مین خانقاہ کے قریب جنگ واقع
ہوئی۔ شاہ حبیب اللہ وزیر جملۃ الملک کے سبب سے شہزادہ حسن خان کو فتح نصیب ہوئی اب
ہمایون شاہ کے غضب جبلی نے جلوہ دکھایا۔ تمام امرا اور سلحدارون جو یورش تلنگانہ مین
ہمراہ تھے خزانہ اور جنگی ہاتھیون سمیت قصبہ بیر کی جانب روانہ کیئے اور انکے زن و فرزند
موکلون کے حوالہ کیا کہ مبادا وہ روگردان ہون اور شہزادہ حسن سے نہ ملجائین اس دفعہ
حسن خان کو شکست ہوئی وہ بیجانگر کا عازم ہوا۔ وہ خستہ و بدحال سات آٹھ
سو سوارون کے ساتھ حوالی بیجانگر مین پہنچا۔ یہان کے تہانہ دار سراج خان جنیدی
نے جسکا خطاب خواجہ معظم خان تھا یہ مکر و دغا کی کہ حسن خان کو پیغام دیا کہ یہ مملکت آپ
سے تعلق رکھتی ہے ان حدود کا طرف دار خواجہ جہان گاوان تلنگ مین ہے اور یہ مملکت
خالی ہے اگر اس دیار مین آپ تشریف لائین تو مین متعہد ہوتا ہون کہ بیجانگر راجگوکل کی رعایا
اور سپاہ آپ کی مطیع و منقاد ہوگی حسن خان نے اپنے امرار کی صلاح سے اس بات کو
منظور کر لیا وقلعہ مین جسکی دیوار گلی تھی چلا آیا سراج خان جنیدی نے سلام چراغ
کے بہانہ سے اس کو خلک کو جسمین یہ سب حضرات تھے محاصرہ کیا دوسرے روز ارادہ کیا
کہ انکو پکڑکر ہمایون شاہ پاس بھیجے شاہ حبیب اللہ تو لڑکر شہید ہوا باقی سب پیادہ تک
وہ بولی سقو تھا کروب بھی گرفتار کئے ہمایون شاہ پاس احمدآباد بیدر مین بھیجدیئے
اب ہمایون شاہ نے بازار سیاست گرم کیا۔ احمدآباد بیدر کے بازارون مین

ن کرکے راجمہندری کی راہ سے تسخیر دکن کے عازم ہوئے اور ولایت اسلام پر
ارت کی جاروب سے رفت وروب شروع کی - ولایت کو اس تک متعدی کا
ن نہین باقی رکھا - والدہ نظام شاہ وخواجہ جہان ترک وملک التجار محمود گاوان نے
ق کرکے انکے دفع رفع مین توجہ کی اور چالیس ہزار لشکر پایے تخت مین جمع کیا احمدآباد
دس کوس پر طرفین کے لشکر مقابل ہوئے راے اڑیسہ کا ارادہ تھا کہ مملکت کو
انون کے قبضہ سے نکال کر شاہ دکن سے خراج وباج لے اور مراجعت کرے مگر
ن اس لیے اس بات کو ظاہر نہین کیا تھا کہ ارکان دولت نظام شاہیہ نے آدمی بھیجکر راے
سیہ کو پیغام دیا کہ شاہ جوان تخت چاہتا ہے کہ دیار جاجنگر واڑیسہ اور یار لشکر کشی
کے انکو مسخر ومفتوح کرے اب تم نے خود کام کو آسان کر دیا کہ اس جانب مین آگئے
خوب بات ہوئی - اس صورت مین تم خوب جان لو کہ جبتک خراج نہ قبول کروگے اور
د اسلام سے جو زر لیا ہے واپس نہ دوگے ایک آدمی تمہارا سلامت نکل کر جانے
ر پائیگا اس پیغام کے ساتھ ہی محب اللہ بن شاہ خلیل اللہ کہ جہاد کے قصد سے ہمراہ
وا تھا ایک سو ساٹھ سواروں کا مسلح ومردانہ لشکر ساتھ لیکر نظام سے جدا ہوا اور
اے اڑیسہ واوریا کے مقدمہ پر جسمین دس ہزار پیادے اور چار سو سوار تھے حملہ کیا صبح سے
دو پہر تک مردی اور مردانگی کی داد دی مسلمانون کو فتح ہوئی راے اڑیسہ واوریا بھاگ کر
اپنے لشکر مین گئے - رات کو لشکر سمیت بھاگ گئے - خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود
گاوان نے تعاقب کیا اور دو تین ہزار ہندو مار ڈالے - آخر کو بعد بہت سی قیل وقال کے
راے اڑیسہ واوریا نے پانچ لاکھ ٹنکہ خزانہ شاہی مین داخل کئے نظام شاہ مظفر ومنصور
احمدآباد بیدر مین آیا ——

ابھی بیدر مین اسنے اچھی طرح آرام نہین لیا تھا کہ خبر آئی کہ نظام الملک غوری کے اغوا سے
سلطان محمود خلجی پے درپے کوچ کرکے دیار دکن مین چلا آتا ہے امراے دکن نظام شاہ کو
لے کر منڈو کے لشکر سے لڑنے چلے - جب تین فرسخ کا فصل وہ نوبین رہا تو نظام شاہ دھوان

حبشی نے عورتون سے سازش کی۔ ایک رات وہ شراب کے نشہ مین ہوتا تھا کہ ایک حبشن نے اسکے سر پر لاٹھی ایسی ماری کہ وہ اسی ضرب سے ہلاک ہوگیا نظیری شاعر نے جسکو اسنے قید کیا تھا اسکی تاریخ مین یہ قطعہ کہا ہے۔

قطعہ

ہمایون شاہ مرد و رست عالم	تعالی اللہ زہی مرگ ہمایون
جہان پر ذوق شد تاریخ فوتش	ہم از ذوق جہان آرید بیرون

مدت شاہی پر شور و شر او سہ سال و شش ماہ و شش روز بود۔ ایسے ظالم کی سلطنت کا تین سال تک رہنا تعجبات سے ہے۔

ذکر سلطنت نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی

ہمایون شاہ فوت ہوا۔ اسکا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی جو بہت خوبصورت تھا آٹھ سال کی عمر مین تخت دکن پر جلوس فرما ہوا۔ اسکی مان زن عاقلہ تھی اور معاملات ملکی اور مالی سے واقف تھی۔ ہمایون کے وصیت کے موافق وہ خواجہ جہان ترک اور ملک التجار گاوان کی بے مشورت کوئی کام نہ کرتی تھی اور ان دو شخصون کے سوا وہ کسی کو دخل نہین دینے دیتی تھی۔ ملک التجار محمود گاوان کو جملۃ الملک و وزیر کل اور طرفدار بیجاپور مقرر کیا تھا اور خواجہ جہان ترک کو منصب وکالت اور طرفداری تلنگ پر سرافراز کیا۔ ایک عورت ماہ نو کی معرفت تمام معاملات کی گفتگو والدہ شاہ سے ہوتی یہ تینون آدمی ہمایون کی ظلم و ستم کی تلافی کرتے تھے لیکن اطراف کے ہندو مسلمان حاکمون نے جب سُنا کہ تخت گاہ دکن پر ایک طفل نے تاج شاہی سر پر رکھا ہے اور ہمایون شاہ کے ارتکاب ظلم و ستم سے امرا اور اہل سپاہ کی خاطر خستہ و مجروح ہے اور اسکی اصلاح نہین ہوئی تو راے مملکت اوڑیسہ اور راے تلنگ نے زمیندارون کے ساتھ اتفاق

اسلئے اسکا نتیجہ سوا ر شامت کے کچھ اور نہوا جب وہ محمد آباد مین آیا تو گونڈوانہ کے ان
کو جنہوں نے شائستہ خدمات کین تھین بے گناہ مار ڈالا۔
سنہ ۸۶۷ھ مین سلطان محمود خلجی نوے ہزار سوار لیکر پھر دکن کی تسخیر کے ارادے سے سوار ہوا۔
نظام شاہ جنگ کے لیئے مستعد ہوا اور سلطان محمود گجراتی سے مدد مانگی جب سلطان
خلجی دولت آباد کی سرحد مین آیا تو۔ جاسوسون نے خبر دی کہ سلطان محمود گجراتی
آتا ہے تو لشکر منڈو نے اپنی راہ چھوڑ کر نالکنڈہ کی طرف کوچ کیا اور گونڈوانہ کی راہ سے
منڈو مین مراجعت کی۔ نظام شاہ نے محمود شاہ گجراتی کی عنایتون کا شکریہ ادا کیا
سلطان راہ سے پلٹ کر احمد آباد گیا۔ اسی سال کی ذیقعدہ کے مہینے مین نظام شاہ
مریض ہوا اور مرگیا اس کی مدت شاہی دو سال ایک ماہ تھی۔

ذکر شاہی محمد شاہ بن ہمایون شاہ

ہمایون شاہ کے تین بیٹے ملکہ جہان سے تھے ایک نظام شاہ جسکا اوپر بیان ہوا دوم
محمد شاہ سوم احمد شاہ نظام شاہ نوجوان مرگیا اس کی جگہ محمد شاہ دس سال کی
عمر مین تخت پر بیٹھا باوجود صغر سن کے وہ لوازم عدل و انصاف مین سعی کرتا تھا
اسکی فرمان روائی کے زمانہ مین کافہ خلائق امن امان مین آسودہ رہی امور جہانبانی
مین ارباب دول سے مشورت کرنے کا طریقہ اسنے اختیار کیا اسمین ظاہری بزرگی کے
ساتھ باطنی بزرگی بھی تھی اسنے اپنا خطاب محمد شاہ رکھا اور اپنی رائے صائب و فکر
ثاقب پر کار کا مدار رکھا جو کچھ ملہم دولت اسکے صحیفہ خاطر پر نقش کرتا تھا اسکو صواب سمجھکر مقدم
جانتا تھا اس لیئے انتظام مملکت اور اسباب حشمت اسکے ایام دولت مین اس مرتبہ
پر پہنچا کہ پہلے کسی پادشاہ کے عہد مین وہ نہ پہنچا تھا اسنے ہزار ترکی غلامون کو تربیت
کیا اور انمین جو بڑے لائق تھے انکو مرتبہ بلند اور مناصب ارجمند پر سرافراز کیا انمین سے
عماد الملک کو کابل اور نظام الملک کو جنیرا اور خداوند خان کو ماہور اقطاع مین دیے

سوار میمنہ میں نامزد کیے اور اسکا سرانجام خواجہ محمود گیلانی کو سپرد کیا۔ فوج میسرہ ملک نظام الملک
کو حوالہ کی اور خود گیارہ ہزار اور سو ہاتھی لے کر قلب میں ٹھیرا اور فوج کا اہتمام خواجہ جہان کی
ملک شہ ترک کو تفویض کیا۔ سلطان محمود خلجی اپنی اٹھائیس ہزار سپاہ کی تین فوجیں بنا کر
معرکہ جنگ میں آیا۔ صفوں کا آپس میں مقابلہ ہوا ملک التجار نے پیش دستی کر کے خلجی کے میسرہ پر تاخت
کی اور اسکے سردار ظہیر الملک کو مار ڈالا۔ منڈو کے لشکر کو شکست عظیم ہوئی۔ دو گروہ ہوا ان نے
اسکا تعاقب کیا اور لشکر خلجی کو لوٹ لیا اس وقت کہ سپاہی لوٹ میں مصروف تھے۔
سلطان محمود دو ہزار سوار لے کر نظام شاہ کی فوج کے عقب سے نمودار ہوا۔ خواجہ جہان ترک
کہ فوج کے قلب کا سردار تھا اس نے یہ کھوٹا کام کیا کہ نظام شاہ کی باگ موڑ کر بیدر کی طرف
متوجہ ہوا۔ باوجودیکہ ملک التجار نے فتح حاصل کی تھی مگر نظام شاہ کی عنان تابی سے یہ
فتح شکست ہو گئی اور جو سپاہی لوٹ میں مصروف تھے وہ وہیں مارے گئے ملکہ جہان نے خواجہ جہان
کے مکر و غدر کو ملاحظہ کر کے قلعہ بیدر کی حراست ملو خان کو سپرد کی اور خود نظام شاہ کو لیکر
فیروز آباد میں چلی گئی۔ سلطان محمود نے بیدر کے دروازہ تک تعاقب کیا اور بیرون قلعہ کو
بالکل غارت کیا اور قلعہ کے اسباب تسخیر میں مشغول ہوا۔ نظام شاہ جس وقت جنگ سے گیا
تو حقیقت واقعہ کو صحیفۂ اخلاص میں لکھ کر سلطان محمود گجراتی کی خدمت میں بھیجا جب وہ
فیروز آباد میں دم لیا تو بھاگی ہوئی سپاہ اس پاس جمع ہوئی خواجہ جہان کو ایک انبوہ
لشکر کے ساتھ سلطان محمود کے دفع کرنے کے لئے بھیجا اور اسی حال میں یہ خبر آئی کہ سلطان
محمود گجراتی سرحد دکن پر اسی ہزار سوار لیکر پہنچا ہے۔ سلطان محمود نے اپنے میں مقاومت
کی قوت نہ دیکھی تو وہ سترھویں دن گونڈوانہ کی راہ سے منڈو کی طرف متوجہ
خواجہ جہان نے تین چار منزل تعاقب کر کے بازگشت کی۔ شاہ مالوہ کی مراجعت کے
وقت راہ گونڈوانہ قلب بھی ہر منزل میں اسپر دست درازی ہوتی تھی۔ کم آبی
کی وجہ سے بھی چند ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔ پانی کا پیالہ اگر دو تنکہ کو بھی ملجاتا
[illegible] سلطان محمود خلجی کی یہ حرکت بیداد سے خالی نہ تھی

حسن تدبیر سے مخالفون کے قبضہ سے نکال لیا یہان سوارون کا کچھ کام نہ تھا اسلئے
بہت سا لشکر اسنے واپس کر دیا اور سعید خان گیلانی جو محمود گاوان کا ہم قوم تھا اور
خوشقدم اسکا غلام لشکر سمیت اس پاس آ گئے اور تھوڑے دنون مین جنگل کھینہ کو جس سے
گذرنا دشوار تھا کاٹ کر اور جلا کر سطح کر لیا۔ پانچ مہینے اسکا محاصرہ رکھا۔ برسات آئی
تو گھاٹ کے سرون کو دس ہزار پیادہ توپچی و کماندار کو حوالہ کیا اور گھاٹ سے اتر کر کولاپور
مین آیا اور یہان چھپر چھا کر لشکر کو آرام دیا اور اس موسم مین بھی بیکار نہین بیٹھا قلعہ رام گنہ کو
تھوڑی مدت مین فتح کر لیا۔ برسات کے بعد تدبیر و حیلہ سے اور درم و دینار کی
پاشش سے قلعہ کھینہ کو تسخیر کیا۔ یہ قلعہ ایسا تھا کہ کسی قلعہ کشا کی تدبیر کا تیر اسکی تسخیر کی ہوا مین
پہنچا ہی نہ تھا۔ جب برسات آئی تو سال گذشتہ کی طرح چار مہینے گذار کر ولایت سنگسیر مین
آیا اور سہل طرح سے اسکو مفتوح کیا اور حسن بصری کا انتقام زمیندارون سے لیا اور رعیت
کو مطیع کیا اور خود جزیرہ گوہ کی طرف گیا کہ وہ بیجانگر کے مشہور بنادر مین سے تھا ایکسو بیس
جہاز مین کار آمد آدمیون کو بٹھا کر دریا مین بھیجا اور خشکی کی طرف سے خود لشکر لے کر آیا۔ اور
لڑائی شروع کی پہلے اس سے کہ رائے بیجانگر کو اسکے آنے کی خبر ہو اسنے اپنا مقصد حاصل کر لیا
محمود گاوان جزیرہ گوہ کو اپنے معتمد آدمیون کو سپرد کر کے دارالخلافہ احمد آباد بیدر
مین تین سال بعد آیا۔ اسکی خدمات کو سلطان نے مستحق جانا اور اسکو عظیم ہمایون خواجہ جہان کا
خطاب دیا انتظام ملکی مین اسکا اقتدار بڑھایا۔ اسکے غلام خوش قدم کو جو اس عرصہ
مین تین سال تک خدمات شائستہ بجا لایا تھا کشور خان کا خطاب دیا اور امرائے کلان
مین داخل کیا اور قلعہ گوہ و بیدوہ و کوندوال و کولاپور اسکے اقطاع مین اضافہ کئے کہتے
ہین کہ جب سلطان محمد شاہ خواجہ کے گھر مین ایک ہفتہ رہ کر اپنے دولتخانہ کو گیا تو خواجہ
اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے خود بیٹھ رہا اور سارا مال اسباب خیرات دیدیا اور لباس
درویشی اختیار کیا گلی گلی مین پھرتا اور محتاجون اور بیکسون کی مدد کرتا تھا
سنہ [illegible] مین خبر آئی کہ رائے اوریا بیمار ہو کر مر گیا اس کا چچا زاد بھائی ہمیر [illegible]

سابق کی طرح قلعون کی فتح پر مجبور و اظہار اطاعت اور ارسال تحف و ہدایا پر اکتفا نہ کرتا تھا - بلکہ اسکی ساری توجہ اس طرف ہوئی تھی کہ وہ قلعے خاص تصرف مین آجائین فی الحقیقت طبقہ بہمنیہ کی سلطنت کا خاتمہ اسی پر ہو گیا - سلطان ہمایون شاہ اور نظام شاہ کے عہد مین مملکت مین جو فتنہ و آشوب اٹھا تھا اسکو اُس نے مٹا دیا - امور مملکت اور سلطنت مین جسجگہ کوئی فتور راہ پاتا وہ اسکی توجہ سے صلاح پذیر ہو جاتا جب مملکت کا انتظام کر چکا تو ارکان دولت کے التیام قلوب پر متوجہ ہوا - خواجہ جہان نے سلطان محمود خلجی کے واقعہ مین اس خاندان کی بنار دولت کی تخریب مین سعی کی تھی اس کے سوا اس نے خزانون مین دست تصرف و تغلب دراز کیا تھا - بادشاہ نے اُن کو اپنے دولتخانہ کے آگے قتل کرایا اور ملک نظام الملک حاکم جنیر کو قلعہ کھیرلہ کی تسخیر کے لیے بھیجا کہ وہ منڈو کے حکام سے تعلق رکھتا تھا - نظام الملک جاکر لڑا - مخالف بھاگ کر قلعہ مین گئے اسکے سپاہیون نے قلعہ کے دروازہ تک تعاقب کیا اہل قلعہ کو جب نظام الملک کی شوکت پر اطلاع ہوئی تو اُنہون نے امان مانگی - نظام الملک نے آدمیون کو امان دی تھی اور انمین سے ہر ایک کو رخصت کے پان دیتا تھا کہ ایک شخص نے اسکو خنجر لگا کے شہید کیا اسکی اولاد ارشد عادل خان و دریا خان تھے - اُنہون نے تھانہ دارا اور تمام اہل قلعہ کو قتل کیا اور اپنے ایک معتمد کو قلعہ حوالہ کیا اور باپ کی نعش لیکر محمد شاہ پاس آگئے بادشاہ نے انکو باپ کا منصب و اقطاع دیدیے -

۸۷۶ھ کے شروع مین رای سنگیسر کھمنیہ کی تعذیب تادیب اور کوکن کی قلعون کی تسخیر کے لیے محمود گاوان بھیجا گیا - ان لوگون نے مسلمانون کے مارنے اور لوٹنے کے لیے تری مین تین کشتیان مقرر کر رکھی تھین اور خشکی مین بھی مسلمانون کی ایذا اور مضرت کے لیے بہت فسادی اٹھاتے تھے جب اُنھون نے سنا کہ محمود گاوان انکی خبر لینے آتا ہے تو انھون نے اپنے عہد کیا اور مسلمانون کے قتل کرنے کو بہشت مین جانا جانا اور بڑے گھمنڈ سے گھاٹ [illegible] کو بند کیا - محمود گاوان نے گھاٹ کے نیچے آن کر اس کو

یوسف عادلخان بادشاہ کی خدمت مین آیا اسکا مرتبہ ایسا عالی ہوا کہ اقران امثال
سنہ ۸۷۵ھ مین وجانگر کے راجہ اجی راے کی تحریک سے کیتنہ قلعہ بلگون کا راے اور بنکاپور
سپالا جزیرہ گوہ کی تسخیر کے لئے عازم ہوئے۔ محمدشاہ نے سران سپاہ کو حکم دیا اور
خود شکار کھیلتا ہوا گیا اور راے پرکتنیہ حصاری ہوا یہ حصار نہایت استوار برج و سنگ سے
بنایا گیا ہے۔ خندق اس کی پرآب ہے اور دیوارین ایک دوسری کے سامنے کھچی ہوئی ہین ہر ایک ایسی
محکم ہین کہ کوئی آفریدہ آسانی سے قلعہ کے اندر نہین جا سکتا۔ سلطان محمدشاہ نے اس قلعہ کا
محاصرہ کیا۔ راے پرکتینہ نے امان مانگی اور کہا کہ مین بندۂ پرگناہ درگاہ ہون عذرخواہ
آتا ہون۔ سلطان نے اپنی اظہار قدرت اور راؤن کی عبرت کے سبب سے اسکی التماس
کو نہین قبول کیا اور عزم جزم کیا کہ اس حصار کو جبر و قہر سے مسخر کرے آتش بازون کو اپنے
پاس بلایا اور حکم دیا کہ اگر تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو دو ہفتہ مین اس قلعہ کے برج و بارہ
کو اڑا دو اور لشکر کے جانے کی راہ پیدا کر دو۔ خواجہ یوسف عادل خان سے کہا کہ خاکریز
کرنا اور خندق کا بھرنا تیرا کام ہے جس روز کہ ہنرمند دیوار حصار کو توپ و ضربزنان
سے ڈھائین اس روز خندق بھری ہوئی ہو کہ لشکر فراغت سے جائے اور رخنہ سے
قلعہ مین آئے۔ خواجہ دن کو چوب و سنگ و خاک خندق مین ڈالتا رات کو اہل قلعہ نکالکر
لے جاتے خواجہ نے مداخل و مخارج کے روکنے کے لئے ایک دوسری دیوار حصار کے دو
دیوارون کے آگے کھڑی کی اور مورچل تقسیم کئے سرکوب بنائے و نقب لگائے۔
اب تک دکن مین انکا رواج نہ تھا نقب کے اڑانے سے قلعہ مین رخنے ڈالے۔
راے پرکتنیہ کے آدمیون نے ان رخنون پر کھڑے ہو کر لڑنا شروع کیا۔ دو ہزار بادشاہی
آدمی مارے۔ محمدشاہ نے خود جا کر ان رخنون پر سے دشمن کے سپاہی ہٹائے
اور حصار اول پر متصرف ہوا۔ قلعہ دوم کے لئے مشغول تھا کہ راے پرکتنیہ تغیر لباس
کر کے قلعہ کے اندر سے سلطان محمدشاہ کے مورچل مین آیا اور اس پاس پہنچا زمین خدمت
پر بوسہ دیا اور گردن مین دستار ڈالی۔ معروض کیا کہ راے پرکتنیہ ہون

[illegible] جنہون نے قوت سے اتار دیا [illegible] سلطان [illegible] شاہ کو خلیفہ لکھا
لے اور یا فوت ہوا اور جب وقت ہو کر آپ اس بار مین لشکر بھیجکر اس ولایت کو لے لین اور ہم مجھے دین
مین سالانہ خراج اس قدر ادا کیا کرونگا۔ سلطان محمد شاہ بہمنیہ ملک اودیا راجمہندری و کنداپیر کی
تسخیر کی فکر مین رہتا تھا یہ منصوبہ اسکے حسب دلخواہ تھا۔ اسنے ملک حسن بحری کو جو شاہان احمدنگر
کا جد ہے اور شاہان بہمنیہ کے غلامون مین سے ہے نظام الملک کا خطاب دیکر اور یا بھیجا بہیر
اسطے ان دونو کی منگل راے سے خوب لڑائی ہوئی۔ بہت کوشش و کشش کے بعد منگل راے کو
شکست ہوئی دوسرے روز بہیر کو اور یا کا تخت و تاج ہاتھ لگا اور مملکت موروثی پر متصرف
ہوا۔ راجمہندری اور کنداپیر کو نظام الملک فتح کرتا ہوا بادشاہ کی خدمت مین آیا اسکو
خلعت خاص عنایت ہوا اور تلنگ کا سرلشکر مقرر ہوا۔ شاہان بہمنیہ کا داب سلطنت یہ تھا
کہ طرفداران اربعہ کے سوا کسی کو خلعت خاص عنایت نہین ہوتا تھا انہین دنون مین فتح اللہ
عماد الملک کہ شاہان عماد الملکیہ کا جد ہے برار کا سرلشکر ہوا اور یوسف عادل خان
سوائی دولت آباد کا سرلشکر مقرر ہوا۔

یوسف عادل خان کو بادشاہ نے قلعہ ویراکھرہ کی تسخیر کے لئے اور قلعہ انتور کے
استخلاص کے لیے بھیجا کہ وہ سلاطین لودھیون کے زمانہ مین ایک مرہٹہ کے تصرف مین آگیا
تھا۔ یوسف عادل خان نے قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ انتور کے محاصرہ کے لیے مقرر کیا
اور دریا خان اپنے منہ بولے بھائی کو ویراکھرہ کو بھیجا۔ انتور کے ہندوؤن نے تو جنگ سے
امان مانگ کر قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ حوالہ کیا۔ جبنک راے راجہ ویراکھرہ پانچ
مہینہ تک لڑا اور پھر اپنے تئین دریا خان کے حوالہ کیا یوسف عادل خان ایلغار کرکے
قلعہ مین آیا قلعہ کے خزائن و دفائن و امتعہ و تحف نفیسہ پر متصرف ہوا۔ یہان سے
کلان ترون و متعدمون پر نوازش کی پھر قلعہ ایجی پر متوجہ ہوا یہان کے دای را
لے جسکا باپ بھی مرا تھا اطاعت اختیار کی قلعہ اور سارا اپنا اسباب حشمت عادل خان
[illegible] زادہ کو قلعہ اور سارا مال و اسباب و البرد دیا اور وہ امرا و شاہ

والی مین آیا تو جب اسنے صلاح جنگ مین نہ دیکھی وہ قلعہ کندنیر مین حصاری ہوا اور راے اڈیسہ
راجہندری سے گذر کر اپنی ولایت کی طرف دریا کے کنارہ پر بیٹھا کشتیان اسکے تصرف
مین تھین اور پانی کا عرض بہت تھا اسلیئے محمد شاہ کنار آب پر خیمہ و خرگاہ مرتفع کرکے چلا
عبور نہین کر سکتا تھا جب اسنے عبور کا سامان کشتی و ٹوکرون کا کر لیا تو راے اڈیسہ اپنے
دار الملک کو چلا گیا۔ سنہ ۶۲ھ مین محمد شاہ دریا سے عبور کرکے دار الملک اڈیسہ مین گیا۔ اور
بی مملکت مین کوئی بات اٹھا نہین رکھی۔ راے اڈیسہ اپنے ملک کی انتہا پر سارے ملک کو
لی چھوڑ کر چلا گیا تھا اس لئے محمد شاہ نے چھ مہینے یہان توقف کیا اور رعایا وغیرہ سے
قدر امکان دلاسا دیکر اور شکنجہ سے بہت مال تحصیل کیا۔ راے اڈیسہ نے پیغام دیا کہ مین جہد و
شرط کرتا ہون کہ پھر تلنگ کے زمیندارون کی کمک و مدد نہین کرونگا اور بہت سے تحفے
اور ہاتھی نذر کے لئے بھیجے۔ سلطان محمد شاہ نے کہا کہ ان ہاتھیون کے سوا جو تم نے بھیجے ہین اپنے
اب کے خاص جس ہاتھی بھیجدو تو مین تیری التماس کو قبول کر لونگا۔ راے کو اگرچہ یہ
ہاتھی جان سے زیادہ عزیز تھے مگر مجبوراً بھیجدیئے۔ سلطان نے مراجعت کی راہ مین ایک
قلعہ کوہ پر دیکھا اہل قلعہ سے پوچھا کہ یہ کس کا قلعہ ہے تو انہون نے جواب دیا کہ یہ راے
اڈیسہ کا قلعہ ہے کسی کی کیا مجال ہے کہ جو اسپر نظر ڈال سکے بادشاہ کو اس کہنے
پر غصہ آیا۔ جنگ پر آمادہ ہوا بہت سے اہل قلعہ کشتہ ہوئے راے اڈیسہ نے محمد شاہ
سے کہلا بھجوایا کہ یہ جماعت صحرائی ہے انکی بے ادبی پر مین معافی مانگتا ہون آپ یون
تصور فرمائین کہ قلعہ فتح کرکے مین اپنے کسی سپاہی کو عطا کرتا ہون۔ سلطان کو اس کا
حسن پیغام خوش آیا ڈیڑھ مہینے کے محاصرہ کے بعد وہ کندنیر مین آیا اسکو محاصرہ
کیا پانچ چھ مہینے کے بعد راے نے قلعہ و شہر امان مانگ کر سپرد کیا۔ بادشاہ نے شہر و قلعہ
کی سیر کی اور ایک بڑا بتخانہ توڑا اور چند برہمنون کو اپنے ہاتھ سے مارا بتخانہ
کی جگہ مسجد اسی روز بنوانی شروع کی اور ایک منبر چوبی بنوا کے اسپر خود اذان دی
اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور دوگانہ شکریہ ادا کیا۔ غازی کا لفظ اپنے

مع فرزندون کے خاکبوس ہونے آیا ہون۔ اب چاہو مجھے بخشو یا مارو۔ آپکو اختیار ہے۔ بادشاہ نے
اسکا جرم معاف کیا اور امان دی اور سالک امرا مین منتظم کیا۔ سلطان قلعہ دیکھکر اور راجہ
دیگرا ہی دار السلطنت کو روانہ ہوا۔ بادشاہ کی والدہ مخدومہ جہان اس یورش مین ہمراہ
تھی اسی کے سبب سے کل کاروبار شاہی کو رونق تھی وہ مرگئی اسکا جنازہ بیدر کو بھیجا گیا
بادشاہ بیجاپور آیا۔ یہان کی آب ہوا اسکو خوش آئی عیش و عشرت مین مشغول ہوا۔ برسات
یہین کاٹنی چاہتا تھا اتفاقاً اسی سال مین تمامی دکن مین امساک باران ہوا۔ بیجاپور کے
کنوئین تمام خشک ہوگئے اس لئے ناچار سلطان دار الملک احمد آباد بیدر مین آیا دوسرے
سال بھی مینھ نہ برسا اکثر آدمی مرگئے۔ ملک بہت جگہ ویران ہوگیا۔ تلنگ و مالوہ و مرہٹ
و جمیع قلمرو ہمنیہ مین ہیچ تک نہ بویا گیا سال سوم مین بارش ہوئی۔

بہمن نامہ مین مسطور ہے کہ جب قحط اور وبا سے آدمیون کو نجات ہوئی اور دکن کی آبادی
کے آثار نمودار ہوئے۔ کندنیر کے اہل قلعہ نے اپنے حاکم کو مار ڈالا وہ ظالم و فاسق تھا اور
ہمیر رائے اوریا کو قلعہ دیدیا جو سلطان محمد شاہ کا دست گرفتہ تھا۔ ہمیر اوریا نے اپنے
معتبر آدمی رائے اڑیسہ پاس بھیجے اور پیغام دیا کہ مملکت تلنگ کے استرداد کے تم درپے رہتے
ہو اور چاہتے ہو کہ وارثون کے تصرف مین ملک موروثی آجائے ایسا وقت پھر نہین ہاتھ
آئیگا ہمارے ملک کا حق بجالاؤ اور ان حدود مین آجاؤ۔ دکن مین بسبب سالہ قحط کے کوئی
لشکر باقی نہین رہا۔ مملکت تلنگ آسان طور سے لیکر اس مخلص کو عنایت کرو اور جو کہ ابھی
مین قلعہ کندنیر مع مضافات کے آپ متصرف ہو۔ رائے اڑیسہ اسکے دم مین آگیا
اور اسنے اپنی حد سے باہر قدم رکھا دس ہزار سوار اور آٹھ سات ہزار پیادے جمع
کئے اور رائے جاجنگر کو بھی کمک کے لئے ساتھ لیا اور مملکت تلنگ مین آن موجود ہوا
نظام الملک بحری حاکم راجمندری اس جماعت کا مقابلہ نہین کرسکتا تھا اس لئے متحصن ہوا
یہان حالات کی کیفیت و چگونگی کو لکھ کر بادشاہ پاس بھیجا۔ محمد شاہ سپاہ کو
جمع کرکے خواجہ جہان وزیر اور اسکے ساتھ لے کر اس طرف روانہ ہوا وہ راجمندری کے

دخل و بیتا اور بادشاہ کو دلائل معقول سے سمجھا کر اسپر عمل کراتا انمین سے ایک یہ تھا کہ پہلے
ملک کی چار قسمتین تھین اب خواجہ نے اسکو آٹھ قسمتون مین منقسم کیا اور آٹھ سرلشکر جنکو یہان کی
اصطلاح مین طرفدار کہتے تھے مقرر کیے۔ مملکت برار کی دو قسمتین کین گاویل فتح اللہ خان
عماد الملک کو دیا ماہور خداوند خان حبشی کو سپرد کیا۔ دولت آباد یوسف عادل خان
کو جنیر اور بہت سے محال آنندا پور اور ماہین دمان دابل و بندر گووہ و بلگوان فخر الملک
کو کہ خواجہ جہان ترک کے خویشون مین تھا و بیجاپور و بہت سے اسکے ممالک آب بہورہ تک
و رائیچور و مدکل خواجہ جہان گاوان کو ارزانی کیے حسن آباد و گلبرگہ و ساغر تا نلدرگ
شولاپور دستور دینار کو حوالہ کیا وہ حبشی خواجہ سرا تھا اور بالتمام مملکت تلنگانہ کہ ملک
حسن نظام الملک بحری پاس تھی۔ اسکی دو قسمتین کین راجمہندری و نلکنڈہ و مچھلی پٹن و اودیا
اور دیگر مواضع بہت سے نظام الملک کو دیے اور ورنگل کی حکومت اعظم خان ولد
سکندر خان بن جلال خان کو دی۔ ہر یک اطراف ثمانیہ مین سے بہت سے قصبات
و پرگنات کو خاصہ خزانہ شاہی کے تحت و تصرف مین بنایا۔ دوم سلطان حسن علاء الدین
گانگوئی کے زمانہ مین دولتخانہ کی رسم یہ تھی کہ جو شخص مملکت پر سرلشکر ہوتا تھا تمام قلعے
اس طرف کے اسکے تصرف مین رہتے تھے اور جس شخص کے مقرر کرنے کی صلاح وہ دیکھتا تھا
اسکے حوالہ کرتا تھا۔ طرفدار مثل کونڈ دیو و بہرام خان و سکندر خان تین قلعون کے سنبھالنے کی
بر سرکشی کا داعیہ کرتے تھے اسلئے خواجہ نے اسکو شرائط حزم سے بعید سمجھکر مقرر کیا کہ قلعون
مین سے ایک قلعہ طرفدار پاس رہے اور قلعون کے امرا او منصبدار بادشاہ کی طرف سے
مقرر ہون چنانچہ قلعہ دولت آباد جنیر و بیجاپور و حسن آباد و گلبرگہ و ماہور و گاویل و ورنگل
و راجمندری پر ان حکام کو تفویض ہوئے جو بادشاہ نے مقرر کیے۔ سوم ضوابط گانگوئی مین سے
یہ تھا کہ ملک تلنگ پہلے زمانہ مین جہان بہمنیہ کے قبضہ مین نہین آیا تھا یہ مقرر تھا کہ پانصدی کو ایک لاکھ ہون
اور ہزاری کو دو لاکھ ہون نقد خزانہ سے دیا جاتا یا جاگیر ملے۔ تمام ملک تلنگ کی تسخیر کے بعد یہ مقرر ہوا کہ پانصدی
کو ایک لاکھ [illegible] ہزار ہون اور پنجہزاری کو دو لاکھ پچاس ہزار ہون پہنچا کرین —

لقب مین بڑھایا۔ خاندان بہمنیہ مین یہی بادشاہ پہلا تھا جسنے برہمنون کو اپنے ہاتھ سے
قتل کیا۔ پہلے بادشاہون نے کمتر برہمنون کے قتل کا حکم دیا ہے چہ جائیکہ خود قتل کیا
محمد شاہ نرسنگہ کے ملک کی تسخیر پر متوجہ ہوا۔ یہ راجہ قوی ہیکل و عظیم الجثہ تھا۔
لشکر و مال کی کثرت مین مشہور تھا ولایت کرناٹک و تلنگ کے درمیان اسکا مقام تھا
اس طرف کے سواحل سمندر پر مچھلی پٹن تک ملک اوس کے ماتحت تھا اور اسنے فرصت پاکر
ضرب شمشیر سے راے وجیانگر کا بہت سا ملک دبا لیا تھا۔ بہت مستحکم قلعے بنائے تھے۔ اکثر
زمیندارون کو برانگیختہ کرکے مدد کرتا اور شاہان بہمنیہ کی سرحد مین شور و غوغا مچوا
امراے سرحد اوسکا مقابلہ نہین کرسکتے تھے اس لیے اکثر بادشاہ کو اسکی شکایت لکھ
کرتے۔ بادشاہ نے اثناے سفر مین پہاڑ پر ایک قلعہ ویران دیکھا جو بادشاہان دہلی
آثار مین سے تھا اسکو خواجہ نے ایسا جلد بنوا دیا کہ بادشاہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا
اوسنے کہا کہ یہ خدا کا فضل و کرم محض ہے کہ ایک شاہی اور ریاست خلق دی۔ دو
بھیجا تو کربس اپنا جامہ اتار کر اسکو پہنایا اور اسکا جامہ خود پہنا۔ آجتک یہ کسی کتاب
مین پڑھنے مین نہین آیا کہ کسی بادشاہ نے نوکر کے ساتھ یہ سلوک کیا ہو اس قلعہ کو کسی معتمد
سپرد کرکے ہر جگہ قتل و غارت کرتا ہوا چلا جب کونڈاپلی مین آیا تو ایک جماعت نے اس سے
عرض کیا۔ یہان سے دس روزہ راہ پر ایک بتخانہ ہے کنچی اسکا نام ہے در و دیوار
زر و جواہر سے آراستہ ہین اور لآلی و گوہر سے پیراستہ۔ اب تک شاہان اسلام
مین سے کسی نے اسکو دیکھا بھی نہین بلکہ اسکا نام بھی نہین سنا غرض محمد شاہ نے اس بتخانہ کو
و قہر آ لے لیا اور اسکو تاراج کرکے شہر کنچی مین ایک ہفتہ قیام رکھا۔ ملک حسن نظام الملک
بحری و یوسف عادل خان و فخر الملک کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ نرسنگہ سے ا
کو بھیجا خود مچھلی پٹن مین جو نرسنگہ کے ملک مین تھا گیا اور ان حدود کو تسخیر کیا اور کنا
مین مراجعت کی۔ خواجہ محمود گاوان کی اب کم بختی آئی۔ محمد شاہ کے عہد مین ملک

یہ واقعہ ۵ ماہ صفر ۸۸۶ھ کو ہوا اسکے قتل کی تاریخ یہ ہے ~

سال قتلش گر کسے پرسد بگوئے + بے گنہ محمود گاوان شد شہید

اسکی عمر ۷۰ برس کی تھی احمد آباد بیدر مین اُس نے ایک مدرسہ بنایا تھا وہ علم ریاضی خوب جانتا تھا نظم دلکش و نثر و انشا و حساب مین اپنے زمانہ مین بے نظیر تھا خط سیاق خوب لکھتا تھا مولانا عبد الرحمان جامی سے اسکی خط و کتابت تھی اسکا مارا جانا بہمنیہ کا زوال آنا تھا - خبر آئی کہ سیورائے حاکم وجیانگر نے لشکر عظیم بندر گوہ مین تعین کیا ہے اور عنقریب وہ اسکو لینے کو ہے یہان یوسف عادل خان کو لشکر بیجاپور کے ساتھ بادشاہ نے بھیجا اور خود کوچ کر کے فیروز آباد مین آیا - اُسنے تین مہینے شراب غوانی کے مزے اڑائے مگر دل مین اُسکے غم و اندوہ متولی تھا - دن بدن دُبلا ہوتا جاتا تھا - اُس نے شاہزادہ محمود خان کو ولیعہد اور ملک حسن نظام الملک بحری کو وکیل السلطنت مقرر کیا - احمد آباد بیدر مین آیا شراب نے اُسے تباہ کیا شراب زدہ را علاج شراب است کے غلط مقولہ کے فریب مین آیا - بیمار رہا - حالت سکرات مین جب ہوش مین آتا تھا تو کہتا تھا کہ باطن مین خواجہ مجھے ہلاک کرتا ہے - غرہ صفر ۸۸۷ھ مین اقلیم عدم مین قدم رکھا اسکے مرنے کی تاریخ یہ ہے ~ دکن چون شد خراب از رفتن او + خرابی دکن تاریخ او شد

سلطنت محمود شاہ بہمنی

محمد شاہ کے بعد اسکا بیٹا محمود شاہ بادشاہ ہوا نظام الملک بحری اسکا وزیر ہوا - یوسف عادل شاہ دربار مین آیا - مگر جب اسکے مارنے کا قصد یہان ہوا تو وہ بیجاپور مین چلا گیا محمود شاہ مہم تلنگانہ مین گیا تو اسکا وزیر نظام الملک مارا گیا اسکے بیٹے احمد نے جنیر مین اپنی مطلق العنانی کا اشتہار دیدیا - عماد الملک نے برار مین سرکشی کی بادشاہ نے اپنے لڑکے کی منگنی ۸۹۵ھ مین یوسف عادل خان سے کی - بیدر مین قاسم برید ایک ترکی غلام وزیر تھا وہ ۹۱۰ھ مین مرگیا -

[illegible] ۹۱۲ھ [illegible] قطب الملک

...لیے جو اصلاح دی جائین اگر انکا حاصل ایک لاکھ سے کم ہوتا تو خزانہ بادشاہی سے
...کو غلام پہنچائین اور اگر امراء تعداد مقرری سے ایک سپاہی کم رکھین تو ان...
...بازیافت کرین ان ضوابط سے لشکر و ولایت کا انتظام و رفاہیت خلائق کما ینبغی
...آئی امور سلطنت مین دونو عظیم منودار ہوئی مگر یہ ضوابط اس جماعت کے موافق
...کہ صاحب واعیہ تھے انھون نے خواجہ پر کمر عداوت چست کی خواجہ اسکو سمجھتا تھا مگر
اپنے صاحب کی دولتخواہی پر اس کی توجہ تھی اس لئے وہ پروا نہین کرتا تھا۔ خواجہ کو
یوسف عادل خان مین پدری اور فرزندی کی نسبت تھی۔ آپس مین نہایت اخلاص
رکھتے تھے اس وقت یوسف عادل خان نرسنگہ سے لڑنے کو گیا ہوا تھا۔ دشمنون کو یہ وقت
غنیمت تھا ظریف الملک و مفلح حبشی اور ہندی غلامون نے خواجہ کے ایک حبشی غلام
جو اسکا مہر دار تھا دوستی و خصوصیت پیدا کی اسکو بہت دولت دیکر یار بنایا شراب
کے نشہ مین اس سے ایک سفید کاغذ پر مہر کرا لی پھر یہ دونو ملک حسن نظام الملک بحری کے
پاس گئے اس نے ایک سفید کاغذ پر راے اڑیسہ کو خواجہ کی طرف سے یہ لکھا کہ سلطان محمد شاہ کے
شراب پینے سے اور ظلم سے تنفر ہین آپ کی ادنی توجہ سے دکن مسخر ہو جائیگا اس لئے
کہ راجمندری اور اس سرحد مین کوئی سردار لائق نہین ہے جب آپ اپنے لشکر کے ساتھ
بے مانع و مزاحم ولایت دکن مین آئین اکثر امراء میرے کہنے سے باہر نہین مین بھی
ہر طرف علم خلاف بلند کرونگا۔ شاہ کے دفع کرنے کے بعد مملکت دکن کو ہم تم
برابر تقسیم کر لینگے۔ یہ جعلی کتابت ملک حسن نظام الملک بحری نے بادشاہ کی نظر کے
سامنے گذرانی۔ سلطان خواجہ کی مہر کو پہچانتا تھا سراسیمہ ہوا ملک حسن نظام الملک
نے اور مفسدون نے باتین بنا کر اسکے غصہ کو ایسا بھڑکایا کہ وہ بے اختیار ہو گیا حقیقت
حال دریافت کئے بغیر خواجہ کو بلا کر قتل کروا دیا۔ خواجہ کو لوگون نے جا...
...تھا تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

بیت

شہزادہ جانتا تھا کہ شراب نے میری خاندان کی سلطنت کو برباد کیا ہے اس نے شراب پیچھے کیا ہوش سے کام کیا امیر برید کی جان کا قصد کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دو سال تین ماہ کی شاہی کے بعد معزول و محبوس ہوا اور جلدی سے مر گیا۔

شاہ ولی اللہ بہمن بن سلطان محمود شاہی

شاہ ولی اللہ بادشاہ ہوا تین سال تک امیر برید کی مٹھی مین رہا اور نان و جامہ پر قناعت کرتا رہا۔ گھر مین قید تھا امیر برید نے اسکی منکوحہ سے میل کیا۔ بادشاہ کو مار ڈالا منکوحہ پر متصرف ہوا۔

کلیم اللہ بہمن

جب کلیم اللہ تخت پر بیٹھا تو بجز نام کے خاندان بہمنیہ مین بادشاہی نہین رہی تھی سنہ ۹۳۳ھ مین بابر کابل سے ہندوستان مین آیا تو اسمٰعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری اور سلطان قلی قطب شاہ نے عرائض اخلاص آمیز اس پاس بھیجین شاہ کلیم اللہ نے بھی عرضی بھیجا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ حسب تقلب یا عدم تدبیر سے قدیمی نوکرون نے اطراف و جوانب دکن کو غصب کر لیا ہے اور اس نے تنخواہ کو محبوس رکھتے ہین اگر حضرت اس طرف قدم رنجہ فرمائین تو بندہ با اخلاص اس گرفتاری سے نجات پائے مملکت برار و دولت آباد سندگی درگاہ کو سپرد کرون مگر اسکا اثر اس سبب سے کچھ مرتب نہ ہوا کہ ابھی بابر بادشاہ کو ہند مین استقلال نہین حاصل ہوا تھا منڈو و گجرات درمیان مین تھے یہ راز فاش ہوا سنہ ۹۳۴ھ کلیم اللہ بیجاپور مین آگیا وہان اسکے ماموں اسمٰعیل نے اسکے گرفتار کرنے کا قصد کیا تو وہ احمدنگر گیا یہان برہان نظام شاہ نے اسکا اعزاز و اکرام اس خیال سے کیا کہ اسکو پیش کش بنا کے احمدآباد بیدر کو مسخر کرے جس وقت کلیم اللہ اسکی مجلس مین جاتا تو دست بستہ اسکے سامنے کھڑا ہوتا اسپر شاہ طاہر نے لعنت ملامت کی نظام الملک نے اسکا بلانا مجلس مین موقوف کیا وہ انہین سالون مین اجل طبعی سے یا زہر سے مر گیا بعد کلیم اللہ کے کوئی شخص خاندان بہمنیہ مین سے برائے نام بھی بادشاہ نہین ہوا اُس کے

...نے اپنے تئین مطلق العنان گول کنڈہ مین کیا۔ بعض لڑائیان بیجاپور اور برار کے
...سے بھی بادشاہی لشکر سے ہوئین۔ ۱۰ ذی الحجہ ۹۲۴ھ کو سلطان محمود شاہ کی زندگی
ختم ہوئی۔ اسکی سلطنت بڑی پر اختلال تھی باوجود تزلزل و انقلابات کے ۳۷ سال ۴ روز
رہی اسکی سلطنت مین چار فریق۔ ترکی حبشی۔ دکنی۔ مغل تھے جنکے سردار آپس مین کٹ کٹ کر
مرے اور تمام فسادون کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ خاندانون کی سلطنت کی بنیاد پڑی مسلمانون
کی جو ایک سلطنت تھی وہ نہ رہی اسکے پانچ ٹکڑے ہو گئے وہ سب اپنی زورون کو ہندوؤنکے
مقابلہ مین یکجا نہین جمع کرسکتے تھے۔ یون سمجھنا چاہیئے کہ اس زمانہ مین دکن ایک مربع تھا
جسکے مرکز مین ایک چھوٹی سلطنت تھی اور اسکے چارون کونون پر بڑی بڑی سلطنتین تھین
بیدر سلطنت کے مرکز مین تھی اور بیدر کے شمال مین احمد نگر اور برار اور بیدر کے جنوب مین
بیجاپور و گول کنڈہ اسکا مفصل حال آیندہ آتا ہے۔

سلطنت احمد شاہ

محمود شاہ کے بیٹے احمد شاہ کو ۹۲۴ھ مین ملک برید نے اس خیال سے بادشاہ بنایا کہ
اسکے پاس مملکت قلیل تھی اور اسکے نوکر تین چار ہزار سے زیادہ نہ تھے حکام اطراف کا خوف
تھا کہ وہ احمد آباد کی طمع نہ کرین۔ احمد شاہ نے باپ کا طریقہ اختیار کیا کہ نرگس و لالہ کی طرح
بے قدح و پیالہ نہ رہتا۔ امیر برید نے اسکے لیے شراب پینے کا سامان شاہانہ تیار کر دیا تھا اور
کسی کو اسکے پاس پھٹکنے نہین دیتا تھا جتنا خرچ اسکو دیتا تھا وہ اس کو کفایت نہین کرتا تھا
اسلیئے اسنے تاج بہمنیہ جو چار لاکھ ہون قیمت کا تھا ٹکڑے کر کے بیچ ڈالا۔
امیر برید نے بہت آدمیون کے ٹکڑے اڑائے کہ تاج کے ٹکڑون کا پتا لگے مگر اس کا ذرہ
بھی ہاتھ نہ آیا۔ احمد شاہ دو سال ایک ماہ کے بعد ۹۲۷ھ مین ہیضہ یا اجل طبعی سے
مرگیا۔

سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ

امیر برید نے احمد شاہ کے مرنے کے بعد دو ہفتہ تک مہمات سلطنت کو معطل رکھا۔
...مگر کسی سبب سے جو اوپر مذکور ہوا علاء الدین کو تخت پر بٹھایا۔ یہ

فرشتہ کی داستان پیرایہ صدق سے معرا معلوم ہوتی ہے خواجہ عماد الدین نے اس بچہ شاہزا
نے وطن سا وہ میں اپنے بچون کے ساتھ تربیت و تعلیم کیا۔ اس کی ماں نے اپنے بیٹے کی خبر پاکر اس پاس
قضنفر کو بھیجدیا۔ یوسف سولہ برس کی عمر تک ساوہ میں رہا اسلیئے وہ ساوی کہلاتا ہے عوام الناس
ا ہی بیان اور وجہ تسمیہ اس کی یہ بتاتے ہین کہ وہ ملک اور تلوار مین دکن مین سب سے سوا یا تھا
شہ مین یوسف سفر ہند کا عازم ہوا اور ہرمز مین کشتی مین سوار ہوا اور بندر مصطفیٰ آباد ابل
ن پر اترا۔ یہان عماد الدین کرجستانی تجارت مین مشغول تھا یوسف اسکے ساتھ احمد آباد و
ر کی طرف گیا۔ ہم اقلیمی کے سبب سے وہ خواجہ محمود گاوان گیلانی سے خصوصیت رکھتا تھا
ئے کہ اعمال گیلان سے کرجستان ہے خواجہ محمود نے یوسف کی حسن صورت و سیرت اور خط و سواد
سیقی دانی و آداب سپاہگری مین لیاقت دیکھ کر اسکا حال نظام شاہ بہمنی اور اس کی والدہ
دومہ جہان سے عرض کیا اور اسکی اور ایاز و چرکس غلام کی قیمت خواجہ عماد کو بادشاہ
سے دلوا دی۔ خلاصہ یہ ہے کہ یوسف عادل شاہ ترکی غلام تھا۔ جس نے اپنے خاندان مین
غلامی سے شاہی پیدا کر دی۔
محمود گاوان نے مخدومہ جہان کے استصواب سے اسکو عزیز خان میر آخور کے حوالہ کیا وہ اس
خاندان کا ترکی غلام تھا۔ عزیز خان بوڑھا تھا اس نے میر آخوری کے تمام کام اس کو
سکھا دیئے وہ فوت ہوا تو یوسف کو اسکی جگہ بادشاہ نے مقرر کر دیا اور منصب صدی پایا
اور اصطبل کی ریاست پر سرافراز ہوا اسکی اور بہمن نویسندہ کی نہ بنی تو اس عہدہ سے
وہ استعفا دیکر نظام الملک کی مجلس مین گیا کوئی ترک امیر اس سے بڑا نہ تھا اور اپنے حسن سلوک سے
اس جگہ پر پہنچا کہ نظام الملک اس کو اپنا بھائی کہتا تھا اور بغیر اسکے ایک لمحہ اس کو چین نہین
پڑتا تھا۔ جب برار کا طرفدار نظام الملک مقرر ہوا تو یوسف کا منصب پانصدی ہوگیا
اور عادل خان کا خطاب اس کو ملا۔
ہمنے تاریخ شاہان بہمنیہ مین لکھا ہے کہ نظام الملک نے ایک سال مین قلعہ کھرلہ فتح کیا تھا کہ
وہ ایک راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا اور یوسف عادل شاہ نے اپنی شجاعت کی کمر ستوار

بعد یہ پانچ فرقے نمودار ہوئے۔ عادل شاہیہ۔ نظام شاہیہ۔ قطب شاہیہ۔ عماد شاہیہ۔ برید شاہیہ۔ جنکا آگے مفصل بیان آتا ہے۔

تاریخ سلاطین عادل شاہیہ بیجاپور

یوسف عادل شاہ ۸۹۵ھ ۔ اسمٰعیل عادل شاہ ۹۱۶ھ ۱۵۱۰ء ۔ ملو عادل شاہ ۹۴۱ھ ۱۵۳۴ء ۔ ابراہیم عادل شاہ ۹۴۱ھ ۱۵۳۵ء ۔ علی عادل شاہ ۹۶۵ھ ۱۵۵۷ء ۔ ابراہیم عادل شاہ ثانی ۹۸۷ھ ۱۵۷۹ء ۔

یوسف عادل شاہ۔

یوسف عادل شاہ کے خاندان کی داستان اسکے شاہ نژاد ثابت کرنے کے لیے تاریخ فرشتہ مین یہ لکھی ہے کہ عادل شاہون کا خاندان روم کے سلاطین عثمانیہ کی نسل سے ہے۔ یوسف کا باپ سلطان مراد ۸۵۵ھ مین مرگیا اور اسکا بڑا بیٹا سلطان محمد تخت نشین ہوا اسکے جلوس کے بعد ہی ارکان دولت نے متفق اللفظ والمعنی یہ کہا کہ سلطان مراد کے عہد مین ایک شخص مصطفی پیدا ہوا اور اُس نے دعوی کیا کہ مین سلطان ایلدرم بایزید کا بیٹا ہون جسکے سبب سے ایسے فتنے برپا ہوئے کہ آل عثمان کے ارکان دولت مین تزلزل آگیا ہوتا اس لئے مناسب ہے کہ اولاد ملوک مین سے سوالے ولی عہد کے کوئی قید حیات مین باقی نہ رہے تاکہ اس فتنہ سے اور فتنے نہ پیدا ہون سلطان محمد نے اسلئے حکم دیا کہ اسکے بھائی شاہزادہ یوسف کا دم گھونٹ کر اسکا جنازہ خاص و عام کی اطلاع کے لئے باہر لے جایئن۔ جب مان سے یوسف کو مانگا تو اس نے ایک دن کی مہلت اسکے حوالہ کرنے کے لیے حاصل کی خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی تاجر ساکن ساوے مان نے ایک غلام جو یوسف کا مشابہ تھا خریدا اور دوسرے دن یوسف کی جگہ اسکو حوالہ کیا جسکا دم گھونٹ کر یوسف کا جنازہ بنایا گیا اور خواجہ کو یوسف غلامی مین دیا گیا مگر تاریخ روم شہادت دیتی ہے کہ سلطان مراد کا ایک ہی بچہ تھا وہ قتل کیا گیا اور جب اسکی مان کی مامتا بھڑکی تو قاتل اسکے پاس بھیجا گیا ان تینون نے مل کر کتون کو کھلا دیا لیکن یہ واقعہ یقین کے قریب معلوم ہوتا ہے

اور گیلانی نے بھی فرصت پاکر جامکھنڈی کو یوسف عادل شاہ کی علداری مین
سے نکال کر تصرف کر لیا اس زمانہ مین ایک جماعت نے جو محرم اسرار تھی عادل شاہ کے
سوں کے خیالات اسکے کان مین پہنچائے اور اضطراب ظاہر کیا اس نے ان کی تسلی
ں کہ جمیع امور مین مین نے ارواح مقدسہ ائمہ معصومین اور شیخ صیفی سے استعانت کی ہے
ور کرتا ہون یقین ہے کہ اعدا پر مظفر و منصور ہونگا اور اس نے عہد کیا کہ اگر اس عقدہ مشکل
نجات پاؤن تو ائمہ اثنا عشریہ کا خطبہ پڑھواؤن اور مذہب شیعہ کو رواج دون
حسن تدبیر سے قلعہ رائے چور و مدکل کا خیال چھوڑ کر ہمراج اور رائے. راو سے صلح کی
وہ اور ممالک کی تسخیر و نہب و غارت سے دست کش ہو کر بیجانگر کو چلے گئے اور اس نے بہادر
گیلانی کو جبر و قہر سے حواشی مملکت سے نکال دیا اور بمقتضاء وقت وہ جام
کھنڈی کے استرداد کے درپے نہ ہوا اور قاسم برید ترک کی تادیب کے سر ہوا الغرض
ہزار سپاہ جسمین اکثر مغل اور ترک تھے لیکر احمد آباد بیدر کی طرف کوچ کیا قاسم برید ترک
ملک احمد نظام الملک بحری سے مدد چاہی وہ خواجہ احمد دکنی حاکم پرندہ کے ساتھ
اتفاق کر کے دار الخلافہ کی طرف متوجہ ہوا۔ قاسم برید ترک سلطان محمود شاہ بہمنی کو
لیکر شہر سے نکلا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی سے میمنہ و میسرہ
و قلب کو آراستہ کر کے یوسف عادل شاہ کی جانب جو دار الخلافہ سے پانچ کروہ پر تھا
روانہ ہوا یوسف عادل شاہ صف آرا ہوا میمنہ مین دریا خان تھا۔ میسرہ مین فخر الملک
ترک اور قلب مین وہ خود اور غضنفر بیگ اور رضا علی ایک ہزار مغل تیر انداز کے
ساتھ طرح مین تھا یعنی جہان کمک کی ضرورت ہو وہان جائے۔ لڑائی ہوئی
مگر اس لڑائی مین قاسم برید نہ تھا تو غضنفر بیگ نے کہا کہ جنگ کا سبب قاسم برید تھا
جب وہ خود معرکہ مین نہین ہے تو اس حال مین آپس مین جنگ کرنا اپنے تئین خراب کرنا ہے
چاہیئے کہ باہم صلح کر لی جائے۔ طرفین کے آدمیون نے آ جا کر صلح کرا دی اور
لشکرون نے اپنے اپنے مقام مین مراجعت کی لیکن عادل نامہ کا ناظم عامی جس نے

لشکر حسن عادم کو منتشر کیا اور قلعہ کو مضبوط کر کے ماتحتون اور خادمون کو محمود بادشاہ
کی خدمت مین لایا۔ شاہ کو اسکی خدمت پسند آئی اسنے ہزاری امرا مین داخل کیا
بڑھتے بڑھتے امرائے عظیم الشان مین ہوگیا اور بیجاپور کا طرفدار ہوگیا اس نے
لشکر خوب جمع کیا۔ سلطان محمود شاہ بہمنی کی وفات کے بعد بہمنیہ تختگاہ مین بہت
زیادہ ہرج مرج ہوا تو اس نے سپاہ کی ترتیب مین کوشش کی اور اکثر مغلون اور ترکون کو
پایۂ تخت احمدآباد و بیدر سے شاہانہ وعدے کر کے بلایا اور مناصب ارجمند پر مقرر
کیا روز بروز اسکی قوت و مکنت زیادہ ہوئی ۸۹۵ھ مین یا ۸۹۶ھ مین بحکم
السیف لمن ضرب الملک لمن غلب بیجاپور مین اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور چھتر شاہی
لگایا اور تمام پردیسیون اور ترکون نے جو پانچ چھہ ہزار تھے اسکی شاہی کو تسلیم کیا۔
یوسف عادل شاہ نے بہت سے قلعے جو امرائے سلطان محمود کے تصرف مین تھے اپنے زور بازو
سے فتح کئے اور آب بھورہ (بہیما) سے بیجاپور تک اور دریائے کرشنا سے رائچور تک اپنے
قبضہ مین لایا اور اپنے نام مین لفظ خانی کو شاہی سے تبدیل کیا اور اپنا نام عادل شاہ
یوسف عادل شاہ کے خطبہ پڑھوانے اور سر پہ چھتر لگانے سے قاسم برید ترک کے سینہ مین
حسد پیدا ہوئی وہ بیجاپور کی شاہی کے فکر مین رہتا تھا۔ ۸۹۸ھ مین جیانگر کا حال یہ
تھا کہ ہیراج (تراج) وزیر وجیانگر نے سلطنت کو غصب کر لیا تھا۔ سیوا راے کی
اولاد برائے نام راجہ کہلاتی تھی اسکو قاسم برید نے لکھا کہ سلطان محمود شاہ بہمنی
نے قلعہ رائچور اور مدکل کو جمیع مضافات کے ساتھ تم کو پیشکش کیا تم کو چاہئے
کہ لشکر کشی کر کے اسکو تسخیر کر لو اور ایسے ہی بہادر گیلان کو جو بندر گوہ اور تمام
جسکو دکنی اپنی اصطلاح مین کوکن کہتے ہین مستولی ہوا تھا نامہ بھیجکر یوسف عادل
کے ملک کی تاخت و تاراج کی ترغیب دی۔ نامہ کے پہنچتے ہی ہیمراج اور رائے زادہ
(کم عمر راجہ) سپاہ لیکر روانہ ہو اور دریائے تنگ بھدرہ سے عبور کیا اور قلعہ
رائچور و مدکل گھیر لیا اور ملک کے خراب کرنے مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا۔

ساری سپاہ کو جمع نہ کر سکا ساٹھ ہزار سوار اور بہت سے پیادے اور تین ہاتھی
لڑنے کے لئے کھڑا ہوا۔ اس پر عادل شاہ نے ایسی تیز دستی سے حملہ کیا کہ ہیمراج کے پاؤں اکھڑ
گئے اور بھاگ گیا۔ دو سو ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور سات لاکھ ہون اور دو کروڑ روپیہ نقد
اور بہت سے جواہر اور قیمتی غنائم فتحمندوں کے ہاتھ آئے۔ ہیمراج اور رائے تیمراج دونو
نگر کو بھاگے لڑائی میں رائے اگرچہ زخمی ہوا تھا وہ تو راہ ہی میں مر گیا اور ہیمراج سلطنت کا مالک ہو گیا
اس غضب پر امرائے فساد برپا کیا اس سبب سے عادل شاہ کو فرصت ملی کہ اس نے رائے چور اور مدگل کو
آسانی سے تسخیر کر لیا اور اپنے معتمدوں کو سپرد کر کے مظفر و منصور بیجاپور کو چلا آیا۔ دستور خان کہ ایک
جمال اسمعیل عادل شاہ کی خدمت میں رہتا تھا یہ بیان کرتا ہے کہ جب رائے بیجانگر سے عادل شاہ کو شکست ہوئی
وہ ایک بلندی پر چڑھ گیا اور طبل جنگ پھر بجوایا جس سے پراگندہ سپاہ جمع ہوئی۔
تین ہزار پردیسی ترک جمع ہو گئے اس وقت اسنے براہ حیلہ ہمراج کو پیغام دیا کہ رائے بیجانگر
و بادشاہی میں اپنی جنگ سے پشیمان ہوں اگر میری تقصیر کا عذر قبول ہو اور مجھے اپنے منسوبوں میں
دستور فرمائے اس ملک کو مجھے حوالہ کریں تو میں ہمیشہ جادہ اطاعت پر چلونگا۔ ہمراج اسکے دم
میں آگیا اور اسکی درخواست کو قبول کر لیا وہ صلح اور ایفاء عہد کے لیے رائے زادہ اور دو
تین ہزار آدمیوں کو ہمراہ لے کر دریا کے کنارہ پر بیٹھا۔ یوسف عادل شاہ چار سو منتخب آدمیوں کو
ساتھ لے کر اسکے نزدیک گیا مقصد کی چند باتیں کیں اور جھوٹے ظاہری لوازم بجا لایا اور
رائے کے آگے چلا۔ اور بغیر سرنج جو جنگ کے روز کے سوا کسی دن نہیں بجائی جاتی اس کو
بجوایا اسکی آواز کو سنکر عادل شاہ کا لشکر ہیمراج کے لشکر پر ٹوٹ پڑا۔ امرائے بیجانگر یوسف
کے فریب سے غافل تھے کچھ تیغ ہو کر لڑے اور اپنے بیٹوں کو بلا کے تیروں کا سپر بنایا ستارہ زادوں
اس بھاگنے میں بیجانگر کے ستر امیر مارے گئے۔
اور ہیمراج کو بھاگنے کی صلاح دی
عادل شاہ نے دشمنوں کے چھ نفر کو اپنے ہاتھ سے مجروح و بے روح کیا۔ دشمن کو جمع ہونے
کی فرصت نہ دی وہ خزانہ و ہاتھی گھوڑے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ فتح کے بعد سو تکلف بہادر کو
بہادر خانی کا خطاب امارت سے سرافراز کیا اور پچاس ہاتھی اور ایک لاکھ ہون عطا
کیں۔ قلعہ مدگل و رائے چور کی فتح کے لئے مامور کیا اسنے چالیس روز میں جس تدبیر سے ان کو

[illegible] یوسف عادل شاہ [illegible]

عادل شاہ ملکا نام امیری اور شاہی کی تاریخ لکھی ہے بطریق اجمال پانچ تاریخ میں لکھا ہے کہ
لڑائی حوالی نلدروگ میں واقع ہوئی۔ ملک احمد نظام الملک بحری اس معرکہ میں تھا اور سلطان محمود
بہمنی کے ساتھ خواجہ جہان دکنی تھا۔ شاہ اور قاسم برید کو فتح ہوئی۔ یوسف عادل شاہ بیجاپور کی جانب
چلا گیا اور ملک نظام الدین بحری اور بہادر گیلانی سے اسنے مصالحت کرلی۔

تخت گاہ وجانگر میں امرا میں آپس میں فساد ہوا جس سے ہرج مرج واقع ہوا یوسف عادل شاہ
بیجاپور سے انتظام کے عزم سے رائچور کی جانب روانہ ہوا اثنائے راہ میں عیش و عشرت اور
مستانہ نوشی میں ایسا مصروف ہوا کہ دو مہینے تک سخت بیمار رہا اس کی جگہ غضنفر بیگ دیوانخانہ
میں سلطنت کا کام کرتا تھا۔ خلائق میں اس کا مرنا مشہور ہو گیا۔ جب یہ خبر اطراف میں پہنچی
تو ۹۰۸ھ ہیمراج وراے زاد سپاہ کثیر لے کر رائچور کی طرف روانہ ہوئے۔ غضنفر بیگ اور تمام
سرداران سپاہ اس خبر کو سنکر خائف ہوئے اور عادل شاہ کے لئے دعائیں مانگنے لگے وہ اچھا ہو گیا
اُس نے ساٹھ ہزار روپیہ خیرات میں تقسیم کئے اور بہت سا روپیہ سادات میں مسجد تعمیر کرنے کے لئے
اور خیرات کرنے کو بھیجا۔

اس اثنا میں خبر آئی کہ ہیمراج تنگبھدرا سے اتر کر بیجاپور کو چلا آتا ہے۔ عادل شاہ نے اپنی
سپاہ کو جمع کیا تو وہ آٹھ ہزار سوار دو اسپہ اور دو سو ہاتھی چھوٹے بڑے تھے۔ غضنفر بیگ
مرزا جہانگیر۔ داؤد خان لودی اسکے بڑے شمشیر زن امرا تھے۔ اسنے انکی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ
خدا اس سپاہ جنگجو و تندخو کو فتح دیگا۔ بہتر ہوگا کہ دشمن سے لڑنے چلوں اسنے سفر کیا۔ اور
ہیمراج کے لشکر پاس آ گیا۔ میمنہ کو امرا پر تقسیم کیا۔ حزم و احتیاط کے سبب لشکر کے گرد خندق
بنائی کئی روز تک لشکر یونہی آمنے سامنے پڑے رہے جب ۹۰۸ھ کو لڑائی شروع ہوئی عادل شاہ
کے پانچ سو آدمی مارے گئے اور باقی لشکر پراگندہ ہوا۔ عادل شاہ حیران تھا کہ کیا کروں کہ
سو قشقا بہادر اوزبک نے کہ کلاروں میں تھا عرض کیا کہ میں اثنائے جنگ میں دشمنوں کے چنگ میں
گرفتار ہو گیا تھا وہاں سے بھاگ کر آیا ہوں سارا لشکر لوٹ میں مصروف ہو رہا ہے اگر شب
خون ہو تو نہایت سودمند ہوگا بادشاہ نے بھی سپاہ کو اکٹھا کر کے لڑائی شروع کی ہیمراج

واس فرید سے بمقتضاء اس مصرعہ کے ع گرچہ یقین نیست گمان ہم خوش است معرو
ف عادل شاہ نے پوشیدہ رخصت کے وقت شاہ پاس پانچ ہزار ہون پہنچا دین قاسم
برید ترک و قطب الملک ہمدانی کو لائق پیش کش دیکر خوش کر کے واپس کیا۔

اپنے وہ مین دستور دینار خواجہ سراے حبشی گلبرگہ ساغر (ساگر)۔ الندا اور دریاے بھیودا
یا) اور تلنگانہ کے درمیان اور قلعے اور پرگنے تصرف مین رکھتا تھا اُس نے یہ چاہا کہ
ن بھی اوروں کی طرح صاحب سکہ ہو جاؤن اس لیے اُس نے ملک احمد نظام الملک
سے رابطہ آشنائی استوار کیا اور پیغام بھیجا کہ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل شاہ
کے استظہار سے مملکت برار کو اپنے قبضہ اقتدار مین رکھتا ہے اور شاہی کر رہا ہے کیا ہو اگر آپ
کی عنایت و اعانت سے یہ دوست صادق الاخلاص منصب شاہی پر فائز ہو کر بلند آوازہ
ہو۔ ملک حسن نظام الملک نے دستور دینار کو اپنا فرزند بنایا تھا امداد اسکی لازم جانی۔
دستور دینار نے ان ممالک مین خطبہ اپنے نام کا پڑھوایا اور دار الخلافہ کے تصرف سے
قصبات و مواضع نکال لیے اور قاسم برید کے آدمیون کو نکال باہر کیا قاسم برید نے مضطرب
ہو کر شاہ سے کہکر یوسف عادل شاہ سے کمک طلب کی۔ یوسف عادل شاہ نے
غضنفر بیگ آغا کو امراے معتمد کے ساتھ مدد کو بھیجا اور شاہ کو لکھا کہ اگر مین خود آتا تو ملک
نظام الملک بحری بھی دستور دینار کی مدد کے لیے لشکر کشی کرتا اور جھگڑا طول پکڑتا۔ میں اس
سبب سے نہین آیا جو کچھ در پیش ہے اس اثنا مین خبر آئی کہ خواجہ جہان دکنی احمد نگر کا خلاصہ
لشکر لیکر بہت جلد آتا ہے اور ملک احمد نظام الملک بحری بھی سرانجام سفر کر رہا ہے اگر
ضرورت ہو تو دستور دینار کی کمک کو جاے۔ یوسف عادل شاہ بھی یلغار کر کے اپنے لشکر
سے جا ملا اور قاسم برید ترک کو جلد بلا کر ساتھ لیا اور دستور دینار سے لڑنے پر متوجہ ہوا
دستور دینار اپنے آٹھ ہزار سوار خاصہ اور ملک احمد نظام الملکی و خواجہ جہان دکنی کے بارہ ہزار
سوار لیکر میدان جنگ مین آیا اور بہادرانہ لڑا مگر شکست پائی اور مقید ہوا۔ بادشاہ
اسے قتل کرتا مگر یوسف عادل شاہ نے سفارش کر کے جان بچا دی اور جاگیر گلبرگہ

دستور دینار کا [illegible] یوسف عادل شاہ سے لڑنا اور مارا جانا۔

کو مسخر و مفتوح کیا۔ عادل شاہ اپنے مرکز دولت مین آیا۔ اس فتح سے عادل شاہ کی ہیبت و شوکت کی بہت شہرت ہو گئی۔ ان غنائم مین سے بعض نہایت عمدہ تحائف اسنے شاہ محمود بہمنی کی خدمت مین بھیجے۔

اب یوسف عادل شاہ اس فکر مین تھا کہ قلعہ جام کھنڈی کو بہادر خان گیلانی کے ہاتھ تلے سے نکالے اس ارادہ سے کوچ کرنے کو تھا کہ شاہ محمود گجراتی نے ایک ایلچی تیز زبان خبر رو شاہ محمود بہمنی پاس بھیجا جسنے آنکر کہا کہ ایک جہاز نامہ معظمہ جاتا تھا اسکو بہادر گیلانی کے آدمیوں نے گرفتار کر لیا ہے۔ اگر تم اس قطاع الطریق کو دفع نہین کر سکتے تو ہمکو اطلاع دو کہ ہم اپنے کسی سردار کو بھیجکر اسکو نیست و نابود کرین۔ محمود شاہ نے قاسم برید کی رہنمونی سے یوسف عادل شاہ سے بہادر گیلانی کے دفع کرنے کے لئے کمک مانگی یوسف عادل شاہ تو یہ خود چاہتا تھا اسنے پانچ ہزار انتخابی سپاہ بسرکردگی کمال خان دکنی شاہ کی مدد کو بھیجی۔ بہادر گیلانی جام کھنڈی کے حوالی مین اسلئے آیا ہوا تھا کہ وہ عادل شاہ کے ارادہ سے واقف تھا۔ شاہ بہمنی دریاء کرشنا سے پار ہو کر اسطرف متوجہ ہوا۔ بہادر گیلانی بلگوان کو گیا گا شاہ محاصرہ مین مشغول ہوا۔ دو تین مہینے کے بعد قلعہ امان دیکر مسخر ہوا۔ قاسم برید کی صلاح سے وہ قلعہ کمال خان دکنی کو اس سبب سے دیدیا کہ وہ یوسف عادل شاہ کا تھا۔ بہادر گیلانی ادھر اُدھر بھاگتا پھرا اور ایک لڑائی مین مارا گیا۔ یوسف عادل شاہ نے پادشاہ کو بیجاپور مین بلا کر دس روز تک مہمان رکھا اسکی ضیافت شاہانہ کی اور بڑی پیش بہا پیشکش دی جسمین پادشاہ نے ایک ہاتھی لیلیا اور باقی پیشکش واپس کی اور مخفی کہلا بھیجا کہ یہ چیزین میرے پاس نہین رہینگی سب قاسم برید لے لیگا بہتر ہے کہ بطریق امانت اپنے رکھو جب مجکو اسکے تسلط سے خلاص کروگے تو مجھے وہ دینا۔ اگرچہ یوسف عادل شاہ اس امر پر قادر تھا کہ قاسم برید کو دفع کر دے مگر اسنے اپنی صلاح دولت دیکھکر یہ جواب کہ یہ کار ملک نظام الدین بحری و فتح اللہ عماد الملک کی معیت پذیر نہین ہو گا جب حضور کو مرا تعلیق فرما ہون وہ دونو کو متفق کیجے مین بھی وہان حاضر ہونگا اور علاج کرونگا

احمد نگر میں چلا گیا۔ دوسرے سال یوسف عادل نے یہ سوچا کہ نظام الملک سے دوستی پیدا کرکے توسیع
ملک میں سعی کرے اسنے نظام الملک کے پاس ایلچی بھیجا کہ مملکت دکن ایک چھوٹی سی سرا ہے
اسمیں ان سب حکام کی گنجایش نہیں ہے جب تک فرصت ہے آپ پرندہ و دولت آباد و دھرور و
کالنہ و پونہ و چاکیہ پر قابض ہوں اور میں اقطاع دستور دینار و عین الملک پر متصرف ہوں
اور عماد الملک جاگیر خداوند خان حبشی کو ہاتھ میں لے اور قطب الملک ہمدانی مملکت تلنگ پر
متصرف ہو اور تخت گاہ بیدر مع مضافات قلیل کے قاسم برید ترک سے متعلق ہو ہم سب اسمیں
کمال اتحاد و یگانگی رکھیں اور کوئی جھگڑا نہ ہونے دیں حکام دکن کا حال اس وقت یہ تھا کہ دولت
بہمنیہ میں تزلزل آگیا تھا۔ صوبہ داران دکن اپنے اپنے استحکام اور تقویت میں کوشش کرتے تھے
جو جہاں تھا وہاں اپنی گرد آوری میں سعی کرتا تھا اور اپنے سوا دوسرے کو نہیں سمجھتا تھا اور
دوسرے کے آگے سر نیچا نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ دس امیر جدا جدا اپنی اپنی سلطنت جمائے تھے
(۱) یوسف عادل شاہ بیجاپور میں (۲) ملک احمد نظام الملک جنیر میں (۳) فتح اللہ عماد الملک
برار میں (۴) قطب الملک ہمدانی تلنگ میں (۵) بہادر گیلانی بیجاپور کی جانب غرب میں
دریائے شور تک پرگنات بزرگ مانند مرچ و کلر و کلہر و قلاع متین مثل پنالہ و گووہ اسکے مرنے
کے بعد محمود شاہ بہمنی کے حکم سے یہ ملک الیاس عین الملک کو دیئے گئے اسکے بعد اسکے بڑے
بیٹے میاں محمد عین الملک کے لیے مقرر ہوئے (۶) دستور دینار اپنے قبضۂ قدرت میں یہ ملک رکھتا
تھا۔ بیجاپور کے جنوبی طرف میں نہر بہوارہ اور پائے تخت بیدر کے درمیان۔ ان دونوں کو
خارج کرکے اسکے ملک پر یوسف عادل شاہ مالک ہوگیا تھا۔ ملک احمد نظام الملک بحری کے
ہمسایہ میں دو آدمیوں نے علم استقلال بلند کیا تھا (۷) ایک خواجہ جہان دکنی نے دو اسکے بھائی
زین خان نے کہ قلعہ پرندہ و شولاپور اور ان دونوں قلعوں کی نواح کا ملک رکھتے تھے دوسرا زین الدین علی
جو کہ پونہ و چاکیہ و چار کونڈہ اور قلعہ دیدا راجپوری پر متصرف تھا قلعہ و ولایت دولت آباد
رکھتا تھا (۸) دو بھائیوں ملک وجیہ و ملک اشرف کے پاس تھے اس ولایت کے حکام کو ملک احمد
نظام الملک بحری نے خارج کر دیا تھا جسکا ذکر کیا جائیگا اور برار میں (۹) خداوند خان

دلوادی اور خود پادشاہ سے بغیر ملے وہ بیجاپور چلا آیا اور باقی امرا اپنی اپنی سرکار کو گئے
ہو ہشتہ میں یوسف عادل شاہ کی بیٹی بی بی ستی سے کہ ابھی گہوارہ میں جھولتی تھی اپنے
بیٹے شاہزادہ احمد سے بیاہ کی خواستگاری کی اور یہ قرار پایا کہ شادی گلبرگہ میں ہو
محمود شاہ اور عادل شاہ دونوں اس طرف چلے ان حضرت کے آنے سے دستور دینار متفکر
ہوا اس وقت عادل شاہ نے شاہ پاس مخفی پیغام بھیجا کہ میری اور پادشاہ کی ولایتوں
میں دستور دینار کے پرگنات کے سبب فاصلہ ہو گیا ہے اگر جناب کو قاسم برید ترک
کا دفع کرنا منظور ہے تو ان پرگنات کو میری جاگیر میں دیدیجئے کہ اس بہانہ سے اپنی جمعیت
سپاہ وہاں رکھوں کہ بوقت فرصت ایلغار کرکے پہلے اس سے کہ ملک احمد نظام بحری خبردار ہو
قاسم برید ترک کا کام تمام کروں شاہ نے اسکی درخواست منظور کی اور انکے اس محال پر
تصرف کیا اور قاسم برید کی پناہ میں دستور دینار چلا گیا۔ جب یوسف عادل شاہ کے ساتھ
قطب الملک ہمدانی متفق ہوا تو قاسم برید خائف ہو کر دستور دینار اور خواجہ جہان دکنی
اور ایک اور جماعت امراء ہندی کو ساتھ لیکر اور شاہ کی رفاقت چھوڑ کر الند میں چلا گیا
عادل شاہ قطب الملک ہمدانی کو ساتھ لیکر انکے سر پر چڑھا اور کنجوتی میں سخت لڑائی لڑ
اور غالب ہوا۔ امراء منہزم و منکسر اطراف کے قلعوں میں بھاگ گئے۔ جنگ گاہ میں ایک
غالیچہ پر محمود شاہ اور عادل شاہ نے بیٹھ کر یہ قرار دیا کہ سال آئندہ میں نظام الملک بحری
و عماد الملک سے اتفاق کرکے لشکر کشی کریں اور قاسم برید ترک کو مستاصل ۔ ملک الیاس اس
لڑائی میں مارا گیا تھا۔ یوسف نے اسکی جاگیر اور اسکا منصب اسکے بڑے بیٹے میاں محمد
دیا اور عین الملک کا خطاب دیا اور شاہ کو وداع کرکے دار الخلافہ بیجاپور میں آیا
دوسرے سال یوسف عادل شاہ دستور دینار کے استیصال کے درپے ہوا اور
لشکر کشی کی ملک احمد نظام الملک بحری برق و باد کی طرح دستور دینار کی کمک پر آ
یوسف عادل شاہ بیدر چلا گیا اسی قطب الملک ہمدانی و فتح اللہ عماد الملک سے
کہ ملک احمد نظام الملک بحری اس اندیشہ سے کہ فساد طول نہ پکڑے نزاع کو د

یوسف عادل شاہ کا شیعہ مذہب کا رواج دینا

ارے قلعون پر قبضہ کیا اور بیجاپور مین آیا۔ جہانگیر و حیدر بیگ کو اعلی درجہ پر پہنچایا۔ انہو
اس لڑائی مین بڑی مردانگی اور شجاعت دکھائی تھی۔
عد اس فتح کے یوسف عادل شاہ کا استقلال درجہ اعلی پر پہنچا ایک بات جو مدت سے
دل مین تھی اسکا ظہور ہوا۔ سنہ ۹۰۸ھ مین ایک مجلس عظیم ترتیب دی اور مرزا جہانگیر قمی و
یدر بیگ وغیرہ کو کہ شیعہ مذہب کے امرا تھے سید احمد صدر اور اور اسی مذہب کے اور
کو بلایا اور انسے کہا کہ عالم رویا مین آنحضرت نے مجھے مژدہ سلطنت سنایا تھا اور
مایا تھا کہ جب تجھے سلطنت نصیب ہو تو ہمیشہ سادات اور اہلبیت کے محبون کو معزز و
رم رکھنا اور مذہب ائمہ عشرہ کو تقویت دینا۔ مین نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ مجھے
کرامت کریگا تو مذہب شیعہ کو رواج دونگا اور منابر کو القاب ہمایون ائمہ سے مزین
رونگا۔ جس وقت کہ ہمراج (تمراج) اور بہادر گیلانی نے میری مملکت کے دونو طرف
شورش و غوغا مچایا تھا اور قریب تھا کہ مملکت میری ہاتھ سے نکل جاتی تو مجھے اپنے عہد کے
فا نہ کرنے کا اثر معلوم ہوا تھا تو پھر مین نے واقف الضمائر سے عہد کیا کہ مہمات سے
ارغ ہونے کے بعد مذہب شیعہ کی ترویج مین کوشش کرونگا۔ اب آپ صاحب
س باب مین کیا کہتے ہین بعض نے کہا کہ مبارک ہی بسم اللہ۔ بعض نے حزم و احتیاط کی
شرائط کی رعایت کر کے یہ کہا کہ ابھی سلطنت کی بنا تازی پڑی ہے۔ شاہ محمود
ہمنی کہ وارث ملک ہی موجود ہی پاک اعتقاد سنی ہی ملک احمد نظام الملک بحری و فتح اللہ
عماد الملک و امیر برید سنی موجود ہین اور سپاہ کے اکثر سردار حنفی مذہب رکھتے ہین
اس لئے اس امر سے اندیشہ ہے کہ کوئی حادثہ ایسا برپا نہ ہو کہ اسکا تدارک نہ ہو سکے
یوسف عادل شاہ نے متامل ہو کر کہا کہ جب مین اپنے وعدہ کو ایفا کرتا ہون۔ تو
خدا تعالی میرا حامی و حافظ ہوگا۔ اسی زمانہ مین ایران سے خبر آئی کہ شاہ اسمعیل صفوی
نے ائمہ عشرہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور شیعہ مذہب کا رواج دیا یوسف عادل شاہ
اس خبر کو سنکر بڑا خوش ہوا۔ روز جمعہ ماہ ذی الحجہ سال مذکور کو مسجد جامع قلعہ

خان حبشی فتح اللہ عماد الملک کا شریک تھا مہکر و نو مار و کلم و قلعہ ماہور اپنے تصرف میں لیکر
تھا اسکو عماد الملک نے مستاصل کیا (۱) پائے تخت بیدر میں خود قاسم برید ترک استیلا و استقلال
رکھتا تھا + القصہ بعد رسل و رسائل قرار و مدار کے یوسف عادل شاہ نے اول فرمان شاہی
عین الملک کی طلب میں بھیجا وہ چھہ ہزار سواروں کے ساتھ بیجاپور میں آیا اور یوسف عادل شاہ
کو اس نے سلام اصطلاح کیا جیسکہ بادشاہوں کو کرتے ہیں عادل شاہ نے بھی اسکو خلعت دیا۔
غرض عین الملک نے یوسف عادل شاہ کی بادشاہی کو مان لیا۔
اس تقسیم ملک کی قرار و مدار میں دستور دینار اپنی تباہی سمجھا۔ اس نے امیر برید کو جو اپنے باپ
قاسم برید کا جانشین وزارت محمود شاہ پر ہوا تھا لکھا کہ آپ بھی باپ کی طرح میری امداد میں
حتی المقدور کوشش فرمائینگے اس سبب امیر برید نے تین ہزار سوار اسکی مدد کے لیے بھیجے
دستور دینار دریائے بھیماندی (بیما) کے کنارہ پر فروکش ہوا تھا۔ خواجہ جہان دکنی اپنی بھائی
زین خان اور پانچہزار سواروں سمیت خواجہ دینار سے مل گیا۔ جب یہ خبر یوسف عادل شاہ
کے کان میں پہنچی تو اس نے وہ خزانہ جو وجیانگر سے حاصل کیا تھا لشکر میں بیدریغ خرچ کیا۔
اور سارا لشکر لیکر ملک دینار کی طرف روانہ ہوا اور دشمن کے لشکرگاہ سے ایک فرسخ
آن پہنچا اور ایک دانشور ملازم دستور دینار پاس بھیجا کہ وہ اسکو اطاعت و انقیاد کی ترغیب
دے اور سمجھائے کہ وہ عین الملک کی طرح ہماری اطاعت کرے تو وہ مسند امارت و حشمت پر
متمکن ہوگا اور اگر نادانی اور تیرہ کاری سے ہمارا کہنا نہیں مانے گا تو ذلیل و خوار ہوگا۔
دستور دینار نے اس پیغام کو نہیں مانا اور اس نے چھہ ہزار سوار حبشی یوسف عادل شاہ کے
لشکر ہراول سے لڑنے کو بھیجے۔ انہوں نے شکست پائی اور بہت سپاہی ان میں مارے گئے۔ اور
سارے ہاتھی دشمنوں کے ہاتھ میں گئے دوسرے روز صبح کو یوسف عادل شاہ خود لڑنے کیا
سخت لڑائی ہوئی دستور دینار کشتہ ہوا اور لشکر شکستہ۔ غضنفر بیگ بھی اس لڑائی میں
تیر سے زخمی ہوا اور تین روز کے بعد مر گیا۔ یوسف عادل شاہ کو اس جنگی بھائی کے
مرنے کا نہایت رنج ہوا۔ دستور دینار کے تمام ملک گلبرگہ و ساغر و ساگر و اور

اور امیر برید کہ مذہب سنت میں کمال تعصب رکھتے تھے اس معاملہ کے سبب یوسف عادل شاہ
سے رنجیدہ ہوئے اور دونوں نے متفق ہوکر اسکے ملک پر لشکر کشی کی اور اول امیر برید
پرگنہ گنجوتی اور بعض اور پرگنات و قصبات پر جو بدستور دنیار سے لئے گئے تھے متصرف ہوا
ملک نظام الدین نے بیجاپور میں آدمی بھیجکر قلعہ نلدروگ کو کہ ایک حصار کہنہ تھا مانگا۔
یوسف عادل شاہ نے باوجودیکہ وہ بعض سرداران سپاہ سے مطمئن نہ تھا ملک کو سخت جواب
دیا۔ گنجوتی کو جاکر اچھی طرح قبضہ میں کرلیا محمود شاہ بہمنی نے امیر برید کی تعلیم سے اپنے آدمی
حکام پاس بھیجے قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک و خداوند خان حبشی و ملک نظام
احمد بحری سے مدد چاہی۔ خداوند خان اور عماد الملک آپس میں ایک دوسرے سے بیم و ہراس
رکھتے تھے انہوں نے تو عذر لکھ بھیجے۔ قطب الملک ہمدانی باطن میں شیعہ تھا اور اس
مذہب کا رواج خدا سے چاہتا تھا مگر اقتضاء وقت اور امرائے تلنگ کی تکلیف کے سبب سے
بید رنگ ریگا دشاہی کی طرف متوجہ ہوا۔ ملک احمد نظام الملک نے خواجہ جہان دکنی
حاکم پرندہ و زین خان حاکم قلعہ شولاپور سے اتفاق کیا اور بارہ ہزار سوار اور توپخانہ
لیکر احمد آباد بیدر کو روانہ ہوئے اور دار الملک سے محمود شاہ بہمنی بھی لشکر تلنگ کے
ساتھ اور امیر برید کی ہمراہ چلا۔ جب یہ جمعیت عظیم ہوئی تو یوسف عادل شاہ نے اپنے بیٹے
شہزادہ اسمٰعیل کو کہ پانچ برس کا تھا کمال خان دکنی اور اور امرا کے ساتھ بیجاپور بھیجا اور
دریا خان و فخر الملک ترک کو گلبرگہ کے انتظام کے واسطے روانہ کیا اور خود عین الملک
گیلانی اور چھ ہزار سوار لے کر بیدر کی طرف گیا۔ جہاں گیا وہاں تباہ و خاک سیاہ کرکے
اٹھا۔ ملک احمد نظام الملک نے دیکھا کہ میرا ملک برباد ہو رہا ہے تو اس نے شاہ کو مع کل
سپاہ کے ساتھ لیا اور یوسف عادل شاہ کے پیچھے پڑا۔ یوسف عادل شاہ ملک کو غارت
کرتا ہوا دولت آباد گیا اور یہاں سے برار میں آیا۔ فتح اللہ عماد الملک آن حضرت
کے تعاقب سے گھبراتا تھا اس نے کہا کہ اور ملک احمد نظام الملک حنفی مذہب ہیں وہ دین
بہانہ بناکے مجھے برباد کرینگے۔ مجھ میں شاہ سے لڑنے کی تاب و توانائی نہیں ہے مصلحت

ارکہ بیجاپور مین حاضر ہوا یعقوب خان کہ مدینہ کے سادات عظام مین سے تھا منبر پر چڑھا اور اذان
مین اس نے ان اشہد علیاً ولی اللہ پڑھایا اور بعد ازان ائمہ اثنا عشریہ کے نام کا خطبہ پڑھا
اور باقی صحابہ کا نام نکال ڈالا۔ اول شخص یوسف عادل شاہ ہی جسنے کشور ہند مین ائمہ اثنا عشر
کا خطبہ پڑھوایا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا۔ باوجود اس حال کے کمال ضبط و ہوشیاری تھی
کہ جہان شیعہ کی یہ مجال نہ تھی کہ صحابہ کرام کی نسبت کوئی حقارت کا لفظ صراحۃً یا کنایۃً
زبان پر جاری ہوتا اس سبب سے شیعون اور سنیون کے درمیان تعصب بالکل زائل ہو گیا تھا علما
مذہب جعفری و فضلاء حضرت حنفی و شافعی شیر و شکر کی طرح ملے رہتے تھے انہون نے بحث
مباحثت و منازعت کا تہ کر کے اٹھا رکھا تھا۔ اس بیت کے مضمون پر عمل کیا۔

اگر آن بہتر و این بہتر تراچہ + چو حلقہ ماندہ بر در تراچہ

مساجد و معابد مین ہر ایک اپنی طرز و آئین کے موافق اپنے اپنے معبود کی عبادت کرتا اور
اپنے مذہب کی فضیلت پر زبان دراز نہ کرتا۔ اکابر دین و مشائخ اہل یقین و عابدین اس
سجادہ نشین کو کرتے اور اس نظام اور انتظام کو دیکھکر تعجب کرتے تھے۔ جب یوسف عادل شاہ
نے مذہب شیعہ کو رواج دیا بمقتضاء الناس علی دین ملوکہم بہت سے امرا نے مذہب شیعہ
اختیار کیا بعض پاک سنیون نے مثل میان محمد عین الملک و دلاور خان حبشی و محمد خان سیستانی
نے کدورت و نفرت کا اظہار کیا قریب تھا کہ وہ فتنہ اٹھائین کہ یوسف عادل شاہ نے
رفق و ملائمت لکم دینکم ولی دین تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا
دین ہے کی آیت انکے خاطر نشان کی اور فتنہ کو دفع کیا۔ سنہ ۹۰۹ مین عین الملک ناخوش
ہو کر سپہ سالاری سے معزول کیا جاگیر قدیم اسکی لے لی اور اسکی عوض مین پرگنہ
ربکوی۔ بیلگام دیدیا۔ امیران حنفی مذہب کو مطلع کر دیا کہ وہ اپنی اقطاع مین اپنے
طریق پر اذان دین لیکن بعد کوئی شخص اہل سنت کے مذہب کا مزاحم نہ ہو باوجود اسکے
اسکے حزم و ہوشیاری سے ہر امیر و بہتر و منصبدار کے لیے مخبر مقرر کر رکھے تھے کہ ان کا
حال پر مطلع ہو کر اسکو خبر کرتا رہے۔ اس زمانہ مین ملک احمد نظام الملک بحری اور

و فخر الملک ترک کو طرح طرح کے الطاف سے سرافراز کیا۔ سید احمد ہروی کو تحفے و ہدایا کے ساتھ شاہ اسمٰعیل صفوی پاس بھیجا۔

۹۱۵ھ میں بندر گووہ میں پرتگیز بے خبر چلے آئے۔ یہان حاکم کو غافل پایا وہ قلعہ کے اندر آئے۔ بہت مسلمانون کو قتل کیا جب یہ خبر یوسف عادل شاہ کو پہنچی تو وہ دو تین ہزار خاصہ خیل و دکنی و پردیسی ساتھ لیکر بیجاپور سے ایلغار کرکے پانچوین دن صبح کو قلعہ گووہ پر آیا اور پرتگیزون کو جو دروازہ کے محافظ تھے قتل کیا اور قلعہ کے اندر داخل ہوا تو پرتگیز جو کمال غفلت مین پڑے تھے بیدار ہوگئے اور فرصت پاکر کشتیون مین بیٹھکر بھاگ گئے اور جنکی اجل آئی تھی وہ مسلمانون کی تلوار تلے آئے گووہ پر مسلمانون کا قبضہ ہوا۔ بادشاہ نے قلعہ معتمد آدمیون کو سپرد کیا۔

یاقوت نے جو فیراسوز پرتگیز اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ البوکوئرک نے گووہ پر حملہ کیا۔ جو الیجاجار جیا کا رہنے والا تھا مقابلہ کیا اور آخر کو امیر علی نے ۲۰ فروری ۱۵۱۰ء کو گووہ حوالے کیا پرتگیزون نے توپون کا ذخیرہ وہان خوب پایا۔ مگر مئی مین کمال خان جو اسمٰعیل عادل شاہ کا جرنیل تھا سپٹمبر وز محاصرہ کرکے لے لیا۔ معلوم نہین کہ ان دونو بیانون مین کون سچا ہے۔

یوسف عادل شاہ نے بیس سال و دو ماہ باستقلال سلطنت کی بیجاپور مین عارضہ سوء القنیہ مین مبتلا ہوا ۹۱۶ھ مین اس زندان فانی سے ریاض جاودانی مین گیا۔

تاریخ وفات اسکی ہے بگفتا نماندہ شہنشاہ عادل۔

شاہ طاہر ہروی جسنے یوسف عادل شاہ کی خدمت مین اپنی عمر عزیز صرف کی تھی وہ کہتا ہے کہ یوسف عادل شاہ کو روزگار کا تجربہ بہت تھا۔ سخاوت و حلم مین موصوف شجاعت و عدالت و انواع احسانات مین معروف۔ خط نستعلیق خوب لکھتا تھا علم عروض و قافیہ مین وقوف رکھتا تھا۔ علم موسیقی مین سرآمد روزگار تھا طنبورا اور عود خوب بجاتا تھا۔ اہل فن کا اعزاز و اکرام کرتا تھا۔ ہمیشہ اس کی مجلس مین متقدمین کے اشعار

انگریزون کا گووہ فتح کرنا اور یوسف عادل شاہ کا پھر ان سے لینا۔

یوسف عادل شاہ کی وفات اور خصائل و عادات

یہ ہوکہ یوسف عادل شاہ اپنے کئے سے پشیمان ہوا اور مذہب رفض سے احتراز و اجتناب
کرے اور بظاہر مجھ سے رنجیدہ ہوکر برہان پور چلا جاے۔ تاکہ مجھے فرصت ملے کہ میں قطب الملک
ہمدانی کی معرفت اس معاملہ کی صلاح کروں یہ راے یوسف عادل شاہ کو پسند آئی اس نے
بیجاپور پر پروانہ بھیجا کہ خطبہ اثنی عشر موقوف ہوکر خطبہ چار یار پڑھا جاے۔ اور خود عماد الملک
سے بظاہر رنجیدہ ہوکر برہانپور چلا گیا فتح اللہ عماد الملک نے اپنے خویشوں میں سے کسی
ایک کو ملک احمد نظام الملک بحری پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر برید کو یہ داعیہ ہے کہ عادل شاہ کو
ہٹا کے ولایت بیجاپور پر خود متصرف ہو اب تو وہ پانچ چھہ فرسنگ زمین پر مالک ہے
سلطان کی پناہ میں خزانہ بہمنیہ سے کام کرتا ہے تو کوئی شخص اس سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا
اگر ولایت بیجاپور اسکو نصیب ہوگئی تو ہم کو اور ہماری اولاد کو دکن میں تمکن ممکن نہ ہوگا
ہم سپاہی ہیں ہمکو اوروں کے ملت و مذہب سے کیا کام ہے قیامت کو ہر شخص اپنے اعمال
میں گرفتار ہوگا۔ باوجود اس بات کے یوسف عادل شاہ نے میرے کہنے سے رافضیوں کے مذہب باطل
سے استغفار کی ہے اور آدمی بیجاپور بھیجا ہے کہ وہ انکے شعار کو منع کرے۔ میرے نزدیک صلاح
یہ ہے کہ بادشاہ کو لشکر کشی کرنے کی اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کی تعلیم نہ سکھائیں اور ہر شخص اپنے
مسکنوں کو چلا جاے۔ ملک احمد نظام الملک اور قطب الملک ہمدانی نے عماد الملک کی صوابدید سے
آدھی رات کو اپنے ممالک کو کوچ کیا۔ وہ اس جماعت کی ریش سفید تھا۔ جب صبح ہوئی تو شاہ و
امیر برید زمانہ کی شعبدہ بازی کو دیکھ حیران رہ گئے۔ فتح اللہ عماد الملک پاس آدمی
بھیجکر بیجاپور کی تسخیر کے لئے مدد طلب کی اس نے ان کو تو چند روز لیت و لعل میں رکھا اور
یوسف عادل شاہ کو مخفی پیغام بھیجا کہ اب وقت معاودت ہے وہ عماد الملک پاس ہوا کی
طرح اور لشکر آیا۔ دونو سردار فوجیں آراستہ کرکے شاہ اور امیر برید سے لڑنے کو تیار ہوے تو مخالف
ڈر کر سب اسباب چھوڑ احمد آباد بیدر کو بھاگے۔ یوسف عادل شاہ نے شاہ کے لشکر
لوٹا اور عماد الملک کو رخصت کیا اور خود بیجاپور میں آیا اور پہلی طرح سے خطبہ اثنا عشریہ
الامر مذہب شیعہ کے رواج میں کوشش کی۔ عین الملک گیلانی اور کمال خاں دکنی

جب یوسف عادل شاہ دنیا سے اٹھ گیا تو اسکا بیٹا اسمعیل عادل شاہ تخت پر بیٹھا
ابھی اسکی عمر ایسی نہ تھی کہ وہ مہمات سلطنت کا انصرام کر سکتا اسلئے اختیار امور رعایت
جمہور کمال خان دکنی میر نوبت کو مفوض ہوئے اور تمام کام سلطنت کے اسکے قبضۂ اقتدار مین
آئے - کمال خان وزیر دکن سلطان محمود بہمنی کے امرائے کبار مین سے تھا یوسف عادل شاہ
نے اوسکو عہد و پیمان مواسا و دلاسا سے اپنے پاس بلا کر میر نوبت کے منصب سے سرفراز
کیا تھا اور جنگ ہمراج (تمراج) مین نہایت شجاعت و مردانگی ظہور مین آئی تھی جس سے
اسکی عزت زیادہ ہو گئی تھی اور وہ امیران بزرگ مین سے ہو گیا تھا اور یوسف عادل شاہ
نے اپنے مرض الموت کے زمانہ مین وکالت کا عہدہ اسکے پہلے منصب پر اضافہ کر دیا تھا
دریا خان و فخر الملک و مرزا جہانگیر و حیدر بیگ اور امرا کو موافقت و مصادقت کے باب مین
مبالغہ سے وصیت کی تھی اسلئے ان امراء نے اسکو بزرگ جانا اور مطلق العنان کیا سب
مہمات ملکی و مالی مین اسکی طرف رجوع کرتے کمال خان نے ابتدا مین نیک افعال و اعمال
اختیار کیے خلفاء کا خطبہ پڑھوایا اور مذہب شیعہ کے شعار کو برطرف کیا وہ خواص و عوام
دلون کو ہاتھ مین رکھتا اور امرائے صاحب احتشام کی تعظیم و تکریم مین تقصیر نہ کرتا اور خاندان
نظام شاہیہ و عماد شاہیہ و قطب شاہیہ و برید شاہیہ سے مدارا و مواسا رکھتا - اور جیسے کہ دانا
عاقل کام کرتے ہین ایسے ہی امور شاہی مین وہ انتظام کرتا -
گووہ سے جب یوسف عادل شاہ چلا آیا تو پرتگیزون نے قلعہ گووہ کا محاصرہ کیا
اور تھانہ دار کو بہت روپیہ رشوت کا دیکر اسکو اسمعیل شاہ کی ابتدائے سلطنت مین فتح
کر لیا - کمال خان نے پرتگیزون سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ قلعہ پر اکتفا کرین اور
ان حدود کے قصبات و قریون کے مزاحم نہ ہون - پرتگیزون نے اس شرط کا ایفا کیا کہ
سلطنت عادل شاہیہ کے حوالی مین کوئی مزاحمت انہون نے نہین کی -
دوسرے سال مین دریا خان و فخر الملک نے انتقال کیا انکے جاگیرین کمال خان نے اپنے فرزندان
اور قرابتیون کو دیدین اور ہر ایک کے واسطے ایک در اور درگاہ بنا دی مرزا جہانگیر

پڑھے جاتے تھے۔ وہ کبھی کبھی خود بھی شعر کہتا تھا۔ ہمیشہ اور امور مرتب کو بمع ملحقات امور شاہی
کے ساتھ جمع رکھتا تھا اور ایک لحظہ احوال مملکت سے غافل نہ ہوتا۔ ہمیشہ ارکان دولت کے عدل
و داد امانت و دیانت کی ستائش کرتا تاکہ ان کو ان صفات کی طرف میل ہو اور ان کی
نسائم اخلاق سے مملکت کو صفا و طراوت ہو۔ صولت و سطوت میں اور قوی ہیکل ہونے میں
ابنائے روزگار میں ممتاز و مستثنیٰ تھا حسن و جمال میں کمال رکھتا تھا۔ وہ ایران و توران و عربستان
و روم میں نامے بھیجکر ہنرمندوں و جوانوں و شجاعوں کو اپنے پاس بلاتا تھا اور اتنی رعایت
انکی کرتا تھا کہ وہ راضی و شاکر ہو کر اسکے سایۂ حمایت میں زندگی بسر کرتے تھے۔ قلعۂ ارک بیجاپور
کو کہ پہلے مٹی کا بنا ہوا تھا توڑ کر گچ و سنگ کا بنایا۔

یوسف عادل شاہ ایک دفعہ حوالی پرگنہ اندا پور میں گیا وہاں اس نے سنا کہ امرائے
شاہ بہمنی میں مکند رائے مرہٹہ اور اسکا بھائی تھا اور لشکر کے آسیب سے وہ رعیت کی ساتھ
بھاگ کر فلاں کوہستان میں چلے گئے ہیں وہ شاہ کے حکم سے دو ہزار سوار یا پنجہزار پیادے
لے کر اس جماعت پر متوجہ ہوا انہوں نے اطاعت نہیں اختیار کی تو انپر دست درازی کیگئی
سارا اسباب و اموال انکا غارت کیا عیال و اطفال عورت و مرد اسیر کیئے انمیں ایک عورت
مکند رائے مرہٹہ کی بہن تھی نہایت زیرک و عاقلہ اسکی صورت نہایت خوب و حسن بغایت مرغوب
یوسف عادل شاہ نے اس عورت سے کہ سولہ برس کی تھی مسلمان کرکے نکاح کیا اور بوبوجی خانم
کا خطاب دیا۔ اس سے چار لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ بیٹا اسمعیل تھا۔ تین بیٹیاں تھیں ایک
مریم سلطان منکوحہ برہان نظام شاہ دوم خدیجہ سلطان زوجہ شیخ علاء الدین عماد الملک
سوم بی بی ستی جو محمود شاہ بہمنی کے نکاح میں آئی۔

ملکوں کے ان لینے سے اسکی سلطنت کی وسعت کا خیال ذہن میں آتا ہے کہ بھیما و کرشنا
دریا اسکی مشرقی حد تھی۔ جنوبی سرحد پر تم بدرا ندی تھی اور گوودہ سے بمبئی تک سمندر
مغرب میں تھا اور غالباً دریائے نیرا اسکے شمال میں تھا۔

اسمعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ

شاہ محمود شاہ بہمنی کو اپنے گھر مین محبوس کیا اور لشکر کو مرتب کرکے احسن آباد گلبرگہ
وہ روانہ ہوا اور کمال خان دکنی میر نوبت نے اسمٰعیل عادل شاہ کو مع اسکی ماں
دیوجی خانم کے قلعۂ ارک بیجاپور مین محبوس کیا اور انکی محافظت اپنے فرزندون کے سپرد
کی اور خود عظمت و شوکت کے ساتھ شولاپور کی طرف چلا۔ تین مہینے محاصرہ پر گذر گئے
ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی نے کمک نہ بھیجی تو زین خان نے جان و
مال کی امان مانگ کر قلعہ اور ساڑھے پانچ پرگنے کمال خان کو حوالہ کئے اور اس ساڑھے
پانچ پرگنے کا قصہ اس طرح ہے کہ جب امرائے دکن نے احمد آباد بیدر کے بادشاہ پر چڑھائی
کی ہی تو ہر ایک اُن مین سے ایک ولایت پر متصرف ہوا گیارہ پرگنے جو گیارہ پرگنون سے
عبارت ہی خواجہ جہان حاکم پرندہ کے تصرف مین آئے اسکے بھائی زین خان کہ شولاپور کا
حاکم تھا بلدہ احمد آباد بیدر مین گیا اور ایسا تردد کیا کہ محمود شاہ بہمنی نے فرمان جاری
کیا کہ قلعہ شولاپور اور آدھی ولایت کہ خواجہ جہان دکنی کے تصرف مین ہی اسکو دی جائے
مگر خواجہ جہان دکنی نے احمد نظام الملک کی حمایت کے سبب سے نیمہ ولایت زین خان کو نہ دی
وہ صرف قلعہ شولاپور مین متصرف رہا جب احمد نظام شاہ مرگیا تو یوسف عادل شاہ نے زین خان
کی کمک کرکے فرمان شاہی کے مطابق ساڑھے پانچ پرگنے خواجہ جہان سے اسکو دلوائے جنکا محاصل
تین لاکھ ہون تھا۔ یہ پرگنے نظام شاہیون اور عادل شاہیون مین مادہ نزاع و فساد رہے
اور اکثر انپر منازعت رہی (صدلاپور کا سولاپور پھر شولاپور ہوا)
امیر قاسم برید قلعہ گلبرگہ کا محاصرہ کر رہا تھا کہ شولاپور کی فتح کی خبر اسکو پہنچی اُس نے تہنیت نامہ
کمال خان دکنی میر نوبت کو بھیجا جس سے اسکا غرور اور تکبر اور بڑھا وہ بیجاپور مین آیا امرائے
مغل کو اُسنے معزول کیا اور تین ہزار جمعیت مغل مین سے تین سو کو نوکر رکھا اور باقی کو
جواب دیا اور یہ تجویز کی کہ اگر معزول مغل ایک ہفتہ کے بعد یہان نظر آئین تو انکا مال و اسباب
سبیل ہی۔ جو چاہے لوٹ لے اس سبب مغل پریشان ہوکر ادھر اُدھر چلے گئے۔ اب کسی طرف
سے کمال خان دکنی کی خاطر جمع ہوئی کوئی اسکا معاند و مزاحم باقی نہ رہا اُسنے تمام ہوس کی

مرزا حیدر بیگ کی اقطاع مین سے بھی چند پرگنے کتر کر اپنے اعوان و انصار کو حوالہ کرے
غرض جو کوئی فوت ہوتا یا کسی گناہ مین متہم ہوتا تو اسکی جاگیرین اپنے منسوبون کو دیتا
اس طرح اپنی مکنت و قوت کو بڑھا کر فرمان روائی کا سودا ہوا - یہ زمانہ ایسا آگیا تھا کہ بعض
شاہان دکن کے امرا اس طرز کو نیک جانتے تھے کہ بادشاہون کو دور کرکے خود بادشاہ بن
ان سنون مین یہ حرکت دکن کے حکام عظام پر مبارک ہوئی کہ اکثر اپنے خداوندون پر مسلط
ہوگئے اور آہستہ آہستہ فرمانروائی کی عنان اپنے ہاتھ مین لیتے - سب سے اول اس بات
کی ابتدا ہمراج (ہیمراج) نے کی کہ راجہ وجیانگر کے راجہ سیورائے کے بیٹے پر استیلا پیدا
کیا اور جب وہ بالغ ہوا تو اسکو زہر دیکر ہلاک کیا اور اسکے چھوٹے بھائی کو اپنی دولت کا آلہ
بنایا اور جب یوسف عادل شاہ سے اسنے ہزیمت پائی تو اسکو بھی مار ڈالا اور اکثر امرا کو
مطیع کیا اور اپنے دل کی تمنا پوری کی قاسم برید ترک نے اور امیرون نے محمود شاہ بہمنی
کو مار کر بتدریج خطبہ و سکہ کو تغیر کرکے اپنے نام کا کیا - ان باتون کو کمال خان اپنی
آنکھون سے دیکھ چکا تھا تو اس نے یہ سبق سیکھا کہ جب اسکا اسباب شوکت و حشمت مرتب ہوگیا
تو امیر قاسم برید کا متوسل و ہمداستان ہوا اور اس کو پیغام دیا کہ اس نے آپ کی دوستی
ایک طرح کی استعداد شاہی حاصل کی ہے احمد نگر مین ایک لڑکا تخت پر بیٹھا ہے اور
فتح اللہ عماد شاہ والی برار بمقتضائے جوانی عیش و طرب مین مشغول ہے آپ کو چاہیے
کہ اس مخلص کی اعانت کرکے حکام دکن کی سلک مین منتظم کرین اور بندہ کو فرمان بردار
تصور کرکے اپنی توسیع ملک مین کوشش کرین اس سے بہتر فرصت کا وقت پھر نہ آئیگا -
امیر قاسم برید ترک مدتون سے اس بات کو چاہتا تھا انمین عہد و پیمان کے بعد یہ بات
قرار پائی کہ قاسم برید تو وہ ولایت لے لے جو دستور دینار پاس تھی اور باقی محالات
بیجاپور کو کمال خان دکنی میر نوبت اپنے تصرف مین لائے اور اسمعیل عادل شاہ کو محبوس
یا بیرون کرے اور قلعہ شولاپور کہ خواجہ جہان دکنی کے بھائی زین خان پاس ہے
[illegible] کمال خان دکنی متصرف ہوا مقصد کی ابتدا یون ہوئی کہ امیر قاسم برید

روا ڈالا۔ اور اپنے آدمیون کو قتل و استیصال سے منع کیا۔ کمال خان کو زندون کی طرح غرفہ قصر مین تخت پر بٹھایا اور جمیع حشم ناصیہ کو قصر کے نیچے کھڑا کیا اور اپنے بیٹے صفدر خان کو بلایا اور اسکو سمجھایا کہ اسمٰعیل عادل شاہ اور اسکی مان کو قتل کرکے باپ کا انتقام لینا چاہیے اور تخت شاہی پر جلوس کرنا۔

صفدر خان کی عمر اُس وقت پچیس سال کی تھی جو آدمی قلعہ مین موجود تھے وہ اسکے ساتھ لیے اور قلعہ کا دروازہ بند کیا۔ لولوجی نے یہ گمان کیا کہ یوسف ترک کا کام کچا رہا اور کمال خان کو حقیقت حال سے اطلاع ہوگئی اور وہ اسکے درپے ہوا اُس کے دفعہ کرنے کے لئے دلیرانہ ہمت کی۔ دیوانخانہ کے پہرہ چوکی مین دو سو مغل موجود تھے جنکا اوپر مذکور ہوا اور تین سو دکنی و حبشی بھی تھے ان کو خواجہ صندل خواجہ سرا کو بھیجکر بلایا اور بولوجی نے پردہ آن کر سمجھایا کہ اسمٰعیل خان کو کمال خان مارنا چاہتا ہے اور خود بادشاہ بننا۔ اس صورت مین جس کسی کو دولتخواہی اور نمک حلالی منظور ہو حتی المقدور دشمنوں کے دفع مین کوشش کرے اور دشمنون کی کثرت سے اندیشہ نہ کرے۔ عنقریب کفران نعمت کے سبب سے انکی جماعت متفرق ہو جائیگی۔ جس کسی کو جان عزیز ہو اور وہ اس دولت عظمیٰ کو نہ چاہتا ہو وہ مختار ہے کہ جہان چاہے چلا جائے۔ الغرض ڈھائی سو مغل اور سترہ حبشی دکنی از روے صدق و اخلاص عمارت شاہی مین داخل ہوے اور باقی نے بیوفائی کی اور صفدر خان سے جا ملے۔ بولوجی اور شاہزادہ آغا عمہ اسمٰعیل عادل شاہ نے مردانہ لباس پہنا اور تیر و کمان ہاتھ مین لئے اور شاہزادہ کے ساتھ پشت بام محل پر کہ بہت مرتفع تھا آئین اور مغلون کو اوپر بلایا اور اُن کو قوی دل کیا اس اثنا مین صفدر خان جمع عظیم کے ساتھ نزدیک آیا دروازہ توڑنے کا حکم دیا مغل تیر پھینکتے تھے اور عورتین پتھر تو قلعہ کے اندر ایک بڑا غوغا ہوا اور عین گیرو دار مین مصطفیٰ آغا رومی بیجاپوری تفنگچی لیکر محل کے نیچے آیا انکو سیان ڈال عورتون نے اوپر کھینچ لیا صفدر خان کا ہنگامہ جنگ گرم ہوا تو اسکی مان نے توپخانہ بھیجا۔ ابھی توپخانہ آیا نہ تھا کہ محل کی عورتون نے مغلون کو چھپا دیا تو صفدر خان نے یہ گمان کیا کہ وہ بھاگ گئے

برخلاف اسکے ہر رقم کو شستہ چند کر دیا۔ جو ہزاری تھا اسکو سہ ہزاری کر دیا حکم دیا کہ گورہ راوت کو
[illegible] گورہ راوت دکنیوں کی اصطلاح میں اس لشکر کو کہتے ہیں کہ جب اسکی ضرورت ہو تو
وہ گھوڑوں پر سوار مسلح موجود ہوں اس طرح سے دس ہزار سوار دکنی و حبشی اس پاس موجود
اسلئے اپنے اعوان و انصار کو بلا کر اپنی تخت نشینی کی لیے مشورہ کیا۔ سب نے متفق اللفظ کہا کہ اس کا
کوئی مانع نہیں ہے۔ جسقدر اس میں جلدی ہو بہتر ہے۔ کمال خان دکنی میر نوبت نے منجموں کو طلب کیا
اور جلوس کی ساعت کا استفسار کیا۔ منجموں نے بہت تامل کے بعد کہا کہ اس مہینے کے پندرہ روز نحس
[illegible] نہیں آپ پر بہت سخت ہیں سولھویں روز آپ تخت پر بیٹھیں۔ کمال خان ان منجموں
کے کہنے سے ڈر گیا اور قلعہ ارک میں چلا گیا۔ اس سے زیادہ تر کوئی مکان محفوظ نہ تھا اور بخار اور درد سر کا
بہانہ کیا اور حکم دیدیا کہ جسکو کچھ کام ہو وہ میرے بیٹے صفدر خان پاس جائے۔ یہ خبر مشہور ہو گئی کہ پندرہ
روز اسمعیل عادل شاہ معزول ہوگا اور کمال خان تخت نشین ہوگا
یہ خبر سنکر بوبوجی خانم نے یہ تدبیر کی کہ محل میں ایک بڑھیا رہتی تھی وہ کمال خان کو سارے
محل کی خبر جا کر سنایا کرتی تھی اسکو بلایا اور شفقت اور دلسوزی سے کمال خان کی نسبت
محبت کی باتیں بنائیں اور اسسے کہا کہ مینے سنا ہے کہ وہ دو تین روز سے بیمار ہے اس سبب سے
میری خاطر مشوش و بیقرار ہے بارہ ہزار ہون لے جا اور اسکے سر پر سے صدقے اتار کر فقیروں
میں تقسیم کر دے۔ جب یہ بڑھیا چلی تو اسکو بلا کر کہا کہ میرے بیٹے یوسف ترک کا ارادہ حج کا ہے اسکو
ہمراہ لے کر جائیو ایسا کر کہ کمال خان اسکو پان دے کر رخصت کرے اور پروانہ اپنی مہر لگا کے
دیدے کہ کوئی حاکم بندر اسکا مزاحم نہ ہو اور اس خدمت کی عوض میں [illegible]
بڑھیا کو دیدیا۔ بڑھیا یوسف ترک کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی۔ کمال خان کی خدمت میں
پہنچی۔ خاتون جہان کی مشفقانہ باتیں اسنے دوہرائیں اور ان ہونوں کو تصدق کیا
اور یوسف ترک کے حج کی اجازت کا ذکر کیا۔ کمال خان بوبوجی کی عنایت سے بہت
خوش ہوا اور یوسف کو بلایا جب وہ اسکو پان دینے لگا تو اسنے ایک ایسا خنجر ایسا مارا کہ وہ اسی
وقت مر گیا۔ کمال خان کی ماں نے اس حال پر اطلاع پا کر بڑھیا کو اور یوسف ترک کو

اور امیر برید کے بھائیوں کو کہ دکن میں شجاعت میں مشہور تھے قتل کیا۔ امیر بریداس خبر
سنکر زخمی سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتا تھا۔ محمود شاہ بہمنی کی زبان سے خود اس نے
والیان دکن کو نامے لکھے اور ان میں اس قدر مبالغہ اور الحاح کیا کہ نظام شاہ بحری و سلطان
قلی قطب شاہ و علاء الدین عماد شاہ نے لشکر کمک کے لیے مقرر کیا۔ امیر برید نے ان لشکروں
کے جمع ہونے کے بعد امیر برید سنہ ۹۱۵ھ بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا جہاں گیا وہاں بلا کیا
کیا۔ شاہ محمود بھی امیر برید کے ہمراہ تھا اسمٰعیل نے استقبال نہیں کیا اور دم بخود تھا کہ بادشاہ
اللہ پور میں آگیا۔ اللہ پور کو یوسف عادل شاہ نے بیجاپور کے قریب آباد کیا تھا اور اس
محاصرہ کا ارادہ کیا۔ اسمٰعیل عادل شاہ بارہ ہزار سواروں کے ساتھ جنمیں اکثر مغل تھے
شہر سے باہر آیا ایک سخت جنگ ہوئی۔ امیر برید اور اسکے کمکی لشکروں نے ہزیمت
پائی اس بلاء عظیم میں شاہ محمود بہمنی اور اسکا بیٹا شہزادہ احمد اپنے گھوڑے سے گر کر گرفتار
ہو گئے اسمٰعیل عادل شاہ نے تواضع کے سبب سے چند گھوڑے و پالکی حاضر کیے اور ان
کو سوار کرا کے چاہا کہ بیجاپور میں لے جائے اور امیر برید کے تسلط سے نجات دلائے۔ مگر
بادشاہ نے یہ بات قبول نہ کی اور اللہ پور میں رہ کر اپنے زخموں کا علاج کیا اور
اچھا ہونے کے بعد بی بی ستی سے جسکی منگنی یوسف عادل شاہ کے زمانہ میں ہو گئی تھی
اپنے بیٹے احمد شاہ کا نکاح کیا اور اسمٰعیل نے بادشاہ کو پانچ ہزار مغلوں کو حفاظت کے
لیے ساتھ کر کے بیدر پہنچا دیا۔ امیر برید نے جانا کہ یہ سوار مجھ سے ہی لڑنے آئے ہیں وہ
اسباب شاہی و خزانہ لیکر اپنے قلعہ کو چلا گیا۔ محمود شاہ بہمنی نے ناچ و رنگ و شراب میں
چند دن بسر کیے۔ جب اسمٰعیل بادشاہ کا لشکر بیدر سے چلا گیا تو امیر برید نے تین چار
ہزار سواروں کے ساتھ ایلغار کر کے شہر میں آ کر بدستور سابق اپنے سارے
اختیارات حاصل کر لیے۔ محمود شاہ بہمنی کو تو امراء کے تسلط کی خو ہو گئی تھی یعنی تھا
وہ چنداں آزردہ نہ ہوا اور جو اسباب عیش و عشرت امیر برید نے مہیا کر دیا
اس پر قانع ہوا۔

اس نے دروازہ کو توڑنا شروع کیا۔ اندر سے کوئی مزاحم نہ ہوا۔ صفدر خان خوشی خوشی اندر آیا
تو مدرون کے اشارہ سے مغلون نے اللہ اللہ کا نعرہ مارکر تیر و تفنگ چھوڑی۔ صفدر خان کی آنکھ
میں تیر لگا۔ سراسیمہ ہوکر اس دیوار کے نیچے آیا جہان اسمٰعیل عادل شاہ کھڑا ہوا تھا اُس نے
ماں کی اشارہ سے ایک پتھر صفدر خان پر پھینکا جس سے اُسکا بھیجا نکل پڑا۔ مخالفون نے اپنے
سردار کو کشتہ دیکھا تو وہ کمال خان کے گھر گئے اسکو مرا ہوا دیکھا تو وہ قلعہ کا دروازہ کھولکر
بھاگ گئے۔ اور کمال خان کے دوست آشنا رشتہ دار یہ حال دیکھکر صرصر کی طرح اُڑ گئے۔
اسمٰعیل نے اپنے کاکا یوسف کو دفن کیا اور بہت روپیہ صدقہ خیرات مین دیا۔ اسکے قتل کے
روز ہر سال بادشاہ قبر پر جاتا۔ دوسرے روز اسمٰعیل نے تخت پہ جلوس فرمایا اور اس ہنگامہ کا
حال لکھکر شاہان اطراف پاس بھجوایا۔ بلوچی نے کمال خان کے سب متعلقین کے جرمون کو معاف کر دیا
اور خلعت و زر دیکر معزز کیا۔ اور جن لوگون نے اس ہولناک واقعہ مین اسکا ساتھ دیا تھا بقدر
حالت ہر ایک پر نوازش فرمائی۔ اور جو سردار کہ کمال خان کے جور و جفا کے سبب سے دور چلے گئے
تھے انکو استمالت نامے بھیجکر بلوایا۔ اس حادثہ عظمی مین اسمٰعیل نے قسم کھائی تھی کہ سوا مغل کے کسی
کو نوکر نہین رکھونگا۔ اس قسم کو اسنے پورا کیا۔ اپنے عمال اور کارکنون کو حکم دیا کہ ہماری دولت
مغلون کی بدولت ہے۔ دکنی و حبشی و مغل زادہ کو نوکر نہ رکھین بارہ برس تک اس حکم کی تعمیل
ہوئی۔ کچھ تغیر و تبدل نہین ہوئی۔ مغلون نے اتفاق کرکے اپنے فرزندون کے لئے کہا۔
انکی درخواست قبول ہوئی اور یہ بھی حکم ہوا کہ راجپوت اور افغان نوکر رکھے جائین۔
مگر حبشی و دکنی کسی طرح نوکر نہ ہون یہ قاعدہ ابراہیم عادل شاہ کی سلطنت تک جاری
رہا۔ بعضے ذکر کیا ہے کہ امیر برید نے کمال خان کی حیات مین عادل خان کے بہت سے
ممالک اپنی تصرف مین کر لئے تھے۔ کمال خان نے قتل کے بعد مرزا جہانگیر کو جو احمد نگر سے
برگشتہ ہوکر یوسف عادل شاہ کی خدمت مین آیا تھا اور اقطاع حسن آباد گلبرگہ
پائی تھی اُس نے امیر برید کے چار سو آدمیون کو تیر و شمشیر سے ہلاک کیا اور قلعہ نصرت آباد
ساغر اور قلعہ اکیر کو لے لیا اور ان حدود کو جیسا کہ چاہیے مخالفون سے پاک صاف کیا

خلاص کے لئے بیجاپور سے کوچ کیا۔ رامراج کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ دریائے کرشنا کی کنا
(ر)ے آیا اور اس نے یہاں پچاس ہزار سوار اور چھ لاکھ پیادے جمع کئے۔ اسمٰعیل عادل شاہ بھی دریا کے
مقابل سات ہزار تاج پوش سوار و کچھ ساتھ خیمہ زن ہوا باوجود غنیم کی روز کے مقابلہ و مجادلہ کے
اس نے تغافل کیا۔ جس وقت مینھ برستا شراب کا دور چلتا۔ ایک ندیم نے نشہ میں دلکش آواز سے یہ شعر
پڑھا ؎ خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز ✦ پیش ازان دم کہ شود کاسۂ سر خاک انداز
بادشاہ نے فوراً بزم عیش مرتب کی اور پری پیکروں کا ناچ شروع کرایا۔ شراب کے نشہ میں
بدمست ہوا۔ اس میں دریا سے عبور کرنے کا فکر ہوا۔ ارکان دولت سے پوچھا کہ اس درنگ کا
سبب کیا ہے انہوں نے معروض کیا کہ تین سو کرے چمڑے چڑھے ہوئے موجود ہیں باقی اور
بندروز میں موجود ہو جائینگے۔ غرض وہ اپنی بے عقلی اور نشہ کی حالت میں کشتیوں اور ہاتھیوں پر
دریا سے پار لشکر کو لے گیا اور صف جدال کو گرم کیا۔ ۲ دو ہزار آدمی اسکے لشکر میں تھے۔ اور
دشمن کی جمعیت تیس ہزار اور پیادے دو لاکھ سے کم نہ تھے دشمنوں میں سے ایک ہزار آدمی مرے
اور سنگت رائے سپہ سالار وجیانگر نے شربت فنا پیا۔ مگر مسلمانوں کا لشکر ضرب و توپ و تفنگ اور
آلات آتشبازی سے عاجز ہوا اسکے پندرہ سو آدمی مارے گئے اور جو بچے وہ سراسیمہ ہو کر بھاگے
معبر نہ تھا کہ دریا سے اتریں۔ انہوں نے دریا میں گھوڑے ڈالے ترسوں بہادر اور ابراہیم بیگ
اسمٰعیل عادل شاہ نے ہاتھی دریا میں ڈالے۔ اسمٰعیل کا فیل پانی سے پار اترا باقی ہاتھی اور گھوڑے
اور آدمی بحر فنا میں غرق ہوئے۔ ایسا کمتر تاریخ میں دیکھنے میں آیا ہے کہ بادشاہ لشکر پر بلغت
اور ایسے قوی خصم کے مقابل میں جا کھڑا ہوا اور کل ولیخواہوں کو قتل کرا آپ اس خرابی سے
نجات پائے۔ اسد خان کے مشورہ سے شاہ بیجاپور گیا اور قسم کھائی کہ جبتک قلعہ رائے چور و
مدکل کے کنگرہ پر کمند تسخیر نہ ڈالونگا مجلس نشاط کے پاس نہ جاؤنگا۔ اُس نے اس قسم کو پورا کیا رائچور
اور مدکل کو فتح کرکے شراب پینا شروع کیا اب اُسے وجیانگر کے مغلوب کرنے کے لئے نظام شاہ
بحری سے محبت و وداد ہوا اور سلطان یوسف عادل شاہ کی بیٹی یعنی اپنی بہن کا نکاح
نظام الملک سے کیا قرار یہ پایا تھا کہ صدلاپور جو سولاپور مشہور ہوا اور ساڑھے پانچ

سنوات سابق مین شاہان ہند کی خدمت مین شاہ صفوی کے ایلچی آئے تھے
علائے بیجانگر اور شاہ گجرات نے انکی تعظیم وتکریم کی اور انکو تحفے دیکر ایران کو روانہ کیا۔ شاہ
محمود بہمنی نے بھی ایلچی کو شہر مین بہت عزت کے ساتھ اُتارا تھا اور حسب دلخواہ اُسکو رخصت کرنا
چاہتا تھا لیکن امیر برید ترک نے مذہب کی مخالفت کے سبب سے دو برس تک ایلچی کو رخصت نہ کیا
ایلچی نے بہ تنگ ہو کر غائبانہ اسمٰعیل عادل بادشاہ کو شکایت نامہ لکھا اسمٰعیل عادل شاہ نے
محمود شاہ بہمنی اور امیر برید کو لکھا کہ ایلچی کو اتنے دنون تک رخصت نہ دینا حسن ادب سے
بعید ہے۔ اگرچہ امیر برید کو یہ لکھنا شاق گذرا۔ مگر ایلچی کو رخصت کیا وہ اسمٰعیل عادل شاہ پاس آیا
اس نے الہ پور مین اُتارا اور اسکو بندر مصطفےآباد دابل سے روانہ کیا۔ شاہ ایران نے اپنا ایلچی
ابراہیم ترکمان کو بھیجا اور اسکے ہاتھ ایک مکتوب ارسال کیا جسمین القاب مجد السلطنۃ والحشمۃ والشوکۃ
والاقبال اسمٰعیل عادل شاہ تھا لفظ وخطاب شاہی سے کہ بادشاہ عجم کی زبان سے نکلا اسمٰعیل عادل شاہ
نہایت شادمان ہوا اور کہا کہ اب ہمارے خاندان مین شاہی آئی اور ایلچی کو بیجاپور
مین اوتارا موافقت لباس کے لیے حکم دیا کہ تمام مغل زادہ سپاہ دوازدہ ترک کا تاج سرخ
سر پر رکھیں جو کوئی تاج پوش نہ ہوگا اسکا سلام نہین لیا جائیگا اس سے بارہ گوسفند جرمانہ
لیا جائیگا تاکہ وہ شخص دوبارہ ایسی حرکت نہ کرے اسکے سر پر سے بازار مین دستار اوتارین
اور بازاری آدمی اسکو برا کہین اس سبب سے کسی مسلمان سپاہی کا یارا نہ تھا کہ بے تاج
شہر مین آتا جاتا اور یہ بھی حکم تھا کہ جمعہ اور عیدین کے دن اور تمام متبرک ایام مین منابر پر
اسمٰعیل شاہ صفوی کے لئے فاتحہ سلامتی پڑھی جاے۔ یہ حکم ستر برس تک جاری رہا

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ رائے چور اور مدگل دوآب کو یوسف عادل شاہ نے راجہ
بیجانگر کے قبضہ سے نکال کر اپنے تصرف مین لایا تھا مگر کمال خان دکنی کی فساد انگیزی کے
سبب ہمراج (تمراج)، پھر دوآب رائچور پر متصرف ہوا ۹۲۱ھ تک اسمٰعیل عادل شاہ
نے استخلاص کی کچھ فکر نہ ہوئی مگر جب اطراف وجوانب سے امرا اُسکے پاس جمع ہوگئے۔ اور
غیرون کے تصرف سے ممالک کو نکال لیا تو برسات مین قلعہ رائے چور اور مدگل کے

قسمت کرون اس لئے اسمٰعیل عادل شاہ نے امیر برید کی تادیب کا ارادہ کیا۔
سنہ ۹۳۰ھ میں برہان نظام شاہ بحری پاس کاروان ایلچی بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ امیر برید کا
مکر و کید حد سے زیادہ گذرے آپ خوب جانتے ہیں کہ اُس نے کئی دفعہ سلطان قلی قطب شاہ
سے اور وجیانگر کے رائون سے دمساز ہو فتنے برپا کئے ہیں اور اس مخلص نے تغافل کرکے اس کے
گناہون کو معاف کر دیا ہے لیکن ان ایام میں اسکے دفع شر کو واجبات عقلی و مہمات شرعی
سے جانتا ہون۔ گرگ سے ملائمت کرنی مار سے مدارا کرنا عقل سے بعید ہے۔

قطعہ

نہ کند از درندگی توبہ	گرگ تا نہ شکنند دندانش
کے کند مار ترک زخم زدن	تا نہ کوبند سر بہ سندانش

میری رائے یہی ہے اگر آپ بھی اسکے ہمداستان ہون تو تادیب کی رخصت دیجئے تاکہ
اسکی تنبیہ احسن وجہ سے کی جائیگی۔ اس مدت میں برہان نظام شاہ اسمٰعیل عادل شاہ کی
امداد کا شرمندۂ احسان تھا اور ابھی بہادر شاہ گجراتی کے خرخشہ سے خاطر جمع نہ ہوئی
تھی اسلئے اُس کی موافقت کی اور کہا کہ جسمین آپ کی خوشی ہو اس میں میری خوشی ہے
پس ایلچی یہ جواب باصواب سنکر مسرور آئے۔ اسمٰعیل عادل شاہ دس ہزار سوار لیکر احمدآباد
کی طرف دوڑا۔ امیر برید ترک بہت بوڑھا ہوگیا تھا۔ آنکھون سے بھی کم دکھائی دیتا
تھا تاجی برہمن اسکا وزیر تھا اس کے مشورہ سے قلعہ کی محافظت اپنے بڑے بیٹے علی برید
اور فرزندون کو سپرد کی اور خود قلعہ اودگیر میں چلا گیا۔ اسمٰعیل عادل شاہ نے بیدر کو چارون
طرف سے گھیر لیا اور سب سمتون میں نقب و مورچے لگائے امیر برید کے آدمی بھی انکو
خوب لڑتے۔ امیر برید کے بیٹے نے پانچہزار دکنی مسلح و مکمل کئے اور قلعہ سے نکل کر صف قتال
آراستہ کی۔ مادر علی برید کے تین بھائی تھے جنمیں سے ہر ایک ایک لشکر کی برابر سمجھا جاتا
تھا انمیں سے ایک تو مرزا جہانگیر تھی کی لڑائی میں گلبرگہ میں مارا گیا تھا دو یہان بہادرانہ
لڑکر کام میں آگئے۔ اس اثناء میں اسکی طرف سے سلطان قلی قطب شاہ کی افواج نمودار

جو زین خان سے لئے گئے ہیں وہ مریم سلطان کے جہیز میں دئے جائیں مگر اسمعیل عادل شاہ نے
انکے دینے میں تغافل کیا اس سبب سے اس خویشی کا اثر کچھ مرتب نہ ہوا بلکہ دشمنی بڑھ گئی۔

دوسرے سال نظام شاہ نے علاء الدین عماد شاہ والی برار سے اتفاق کرکے لشکر کشی کی
اور شولاپور میں آنکر قلعہ کا محاصرہ کیا اور امیر برید کو بھی کمک کے لیئے بلایا۔ اسمعیل شاہ اگرچہ
جانتا تھا کہ دشمنوں پاس چالیس ہزار سوار ہیں مگر وہ دس ہزار سوار لے جاکر لڑنے گیا۔ دونوں
لشکروں میں جنگ ہوئی۔ نظام شاہ کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ گیا۔ اسد خان لاری
نے اسکا تعاقب کیا اور اسکا علم دولت چھین لیا۔ سارا بھگاہ لوٹ لیا۔ چالیس ہاتھی اور توپخانہ
عادل شاہیوں کو ہاتھ لگا یہ اول لڑائی تھی جو خاندان عادل شاہیہ اور دودمان نظام شاہیہ
کے درمیان ہوئی۔ مابہ النزاع شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنے تھے۔

سنہ ۹۲۳ میں برہان نظام شاہ بحری نے علاء الدین عماد شاہ سے جنگ کی اور شکست دی
دوسرے سال امیر برید سے متفق ہوکر پہلے شکست کے خبر کرلینے کے لئے بیجاپور آیا اسمعیل عادل شاہ
اسکے بیس کروہ پر لڑنے گیا سخت لڑائی ہوئی۔ اس دفعہ بھی نظام شاہ نے معرکہ جنگ میں
پیٹھ دکھائی۔ اسد خان لاری نے حوالی قلعہ پرندہ تک اس کا تعاقب کیا اور بیس نامی
فیل چھین لیے۔

سنہ ۹۳۰ میں علاء الدین عماد شاہ سے اپنی چھوٹی بہن خدیجہ سلطان کا نکاح کردیا جس کے
سبب سے انکے درمیان دوستی و یگانگت ہوگئی۔

سنہ ۹۳۵ میں ولایت برہان نظام شاہ پر بہادر شاہ گجراتی مستولی ہوا حسب الالتماس
برہان نظام شاہ کے اسمعیل عادل شاہ نے چھ ہزار سوار اور دس لاکھ ہون ہمراہ امیر برید
کے اسکی کمک کو بھیجے۔ جب بہادر شاہ گجراتی دکن سے چلا گیا اور لشکر مذکور نے بیجاپور میں
مراجعت کی تو اثنا سے اسمعیل عادل شاہ کو سنایا کہ امیر برید ترک ان امراء سے جو
برہان نظام شاہ بحری کی رفاقت میں لڑائی میں گئے تھے کہتا تھا کہ میری اطاعت
کرو تاکہ میں بیجاپور جاکر اسمعیل عادل شاہ کو مقید کروں۔ اور ولایت کو برادرانہ

بے ہوش پڑے ہیں ہم انکی تلواریں اور دستاریں اپنی اس قول کے سچ ثابت کرنے کو
لائے ہیں۔ اسد خان لاری پانچ سوار اور پچاس پیادے لیکر امیر برید کے دربار میں گیا
وہان دیکھا کہ شراب کے سبو ہر طرف لوٹے پڑے ہیں اور پاسبان بنگ و بوزہ و شراب
میں مست ہوکر سو رہے ہیں۔ خود وہ امیر برید کے خیمہ میں گیا وہان اندر باہر سے
بھی بدتر حال تھا۔ امیر برید پلنگ پر مست و مدہوش پڑا تھا اور گویون ناچنے والیون
نے تسکین کیں تھیں انہیں سے وہ اوندھے سیدھے پڑے تھے اسد خان اتنے جہاندیدہ
و عاقل کاردان ان کی چارپائی اٹھاکر لے چلا اور اپنی فوج میں آیا۔ ابھی آدھی رات
باقی تھی اسنے کہا کہ اگر قتل و تاراج میں مشغول ہوتے ہیں تو مسلمان اور کافر کی تمیز
نہیں ہوگی۔ صبح تک مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر ضائع ہوگی اب گوہر مقصود
ہاتھ آگیا ہے مناسب یہ ہے کہ شبخون نہ ماریں اس شکار کو بادشاہ پاس لیچلیں غرض
وہ امیر برید کے پلنگ کو لے کر چلے۔ رستہ میں اوسکو کچھ ہوش آیا تو اسنے جانا کہ
جن مجھے اٹھاکے لئے جاتے ہیں فریاد مچائی۔ اسد خان لاری نے اسکو تسلی دی کہ یہ
جن کی سپاہ نہیں ہی۔ بندہ اسد خان لاری ہے پھر اسنے تمام قصہ بیان کرکے اسکو
سرزنش و ملامت کی۔ کہ تیرے سر پر دشمن پڑا ہوا ور تیرا یہ سن و سال ہو اس سلوکی
سے شراب پینے کے کیا معنے ہیں؟۔ اسنے کچھ جواب نہیں دیا۔ اسمٰعیل عادل شاہ کے دربار
میں وہ دست و گردن بستہ پیش کیا گیا اور دو گھنٹے تک دھوپ میں کھڑا رکھا گیا۔
متقدمین و متاخرین کی تصنیفات میں ایسا واقعہ عجیب پڑھنے میں نہیں آیا کہ کسی
شخص صاحب سکہ و خطبہ کو خوابگاہ میں سے اس حال سے دشمن لے جائیں اور اس کی سپاہ
اور خیل غفلت سے کچھ کام نہ کریں۔ اسمٰعیل عادل شاہ اس سے نہایت آزردہ تھا
اسکے قتل کا اشارہ کیا۔ جلاد تلوار نکالے ہوئے اس کی طرف گیا وہ بہت
گڑگڑایا اور کہنے لگا کہ میں نے تمہارے اور تمہارے باپ کی خدمت میں بے ادبیان
اور گستاخیان بہت کیں ہیں۔ اب میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں لہذا اپنے

جو مع اسد خان لاری ان سے لڑنے کے لئے ما مور ہوا سید حسن عرب امیر برید کی
سپاہ کے سامنے سید حسن عرب بڑا خوب جنگ ہوئی - اسمعیل عادل شاہ کو فتح ہوئی -
دشمن کے چار سو آدمی مارے گئے اسد بیگ لاری نے قلعہ کا محاصرہ پیشتر سے بیشتر کیا اور
اسکے دخول و خروج کی راہ مسدود کی امیر برید اس خبر کو سُنکر مضطر ہوا علاء الدین
عماد شاہ سے متوسل ہوا کہ وہ آن کر میری سابق و لاحق تقصیرات کو معاف کرائے -
علاء الدین عماد شاہ اس سبب کہ ماہری اور ماہور اسکے ہاتھ سے نکل گئے تھے اسکے کہنا
کی طلب و اسمٰعیل عادل شاہ کی ملاقات کا وسیلہ بنایا - وہ اسمعیل عادل شاہ کی نظر
سے اودی نگر میں جہان امیر برید تھا نہیں گیا بلکہ لشکر عادل شاہیہ سے ایک فرسخ پر
اوترا - عماد شاہ نے اسمٰعیل سے ملاقات میں کہا کہ میری غرض یہاں آنے سے صرف آپ
کی ملاقات تھی اب مجھکو امید ہے کہ امیر برید کے تقصیرات جو اندازہ سے باہر ہیں آپ
معاف فرمائینگے - اسمعیل عادل شاہ نے کہا کہ اس جنگ میں میری قدیمی بہادر بہت مارے
گئے ہیں جبتک میں انکا انتقام نہ لے لون آپ صلح کے لئے تکلیف نہ فرمائیں بعد ازان
یہ دونو پادشاہ ایک ہفتہ تک جشن کرتے رہے پھر عماد شاہ اپنے ملک کو چلا گیا - جب
امیر برید نے دیکھا کہ عماد شاہ کی ملتمس رد ہوئی تو وہ اودی گیر سے دوڑ کر عماد کے
پاس گیا کہ اب جس طرح ہو سکے صلح کرا دے مگر اُس نے کہا کہ جبتک حصار احمد آباد بیدر حوالہ
نہ کرو گے صلح نہیں میسر ہوگی - امیر برید کو یہ بات گران معلوم ہوئی وہ اپنے لشکر
میں گیا اور قوی دشمن سے نہ ڈرا عیش و طرب میں مشغول ہوا - چند آدمیوں کے سوا
کوئی پاسبانی نہیں کرتا تھا سب نوکر اپنے خیمے میں آرام کرتے تھے جب اسمٰعیل عادل شاہ
کو یہ خبر ہوئی کہ ابھی لشکر میں امیر برید آگیا ہے تو اُس نے اندھیری رات میں اسد خان
لاری کو حکم دیا کہ شب خون مارے جب امیر برید کے لشکر کے حوالی میں وہ آیا - اور
کسی شخص کی آواز نہ سُنی تو اُسنے چند جاسوس خبر لانے کے لئے بھیجے اُنہوں نے خبر دی
کہ کوئی شخص غفلت و ہوشیاری سے نہیں کرتا امیر برید اور اس کے پاسبان مست

احمد آباد بیدر مجھے دیکے مین میرزا وارد ولت یہ ہی کہ میری کہنے سے آپ باہر نہوں جاں اور مستقبل کو ماضی پر خیال نکرکے گوشہ نشینی اور سلامتی کو بہترین امور جانین اسمعیل عادل شاہ نے ایلچی کو رخصت کیا اور کہلا بھیجا کہ میدان جنگ مین آؤ غرض برہان نظام شاہ بیس ہزار سوار اور توپخانہ اور امیر برید کو ساتھ لیکر اسمعیل بادشاہ کی سرحد پر آیا۔ اور یہ بھی بارہ ہزار سوار لیکر اس سے لڑنے گیا اسد خان لاری نے صف جنگ کو آراستہ کیا نہایت سخت جنگ ہوئی قاعدہ ہے کہ ایک غالب دوسرا مغلوب ہوتا ہے اسمعیل عادل شاہ کو فتح ہوئی پھر ان دونو مین آپس مین صلح ہوگئی کہ سلطان قلی قطب شاہ و برہان نظام شاہ بحری و علاء الدین عماد شاہ اپنی اپنی ولایت پر متصرف ہون اور باہم یکدل و دوست رہین سنہ ۹۴۲ھ مین اسمعیل بادشاہ نے امیر برید کو اپنا طرفدار بنالیا اور اسکو ساتھ لیکر تلنگ کو روانہ ہوا۔ نلکنڈہ تلنگ کے مشہور قلعون مین سے ہے اور سرحد پر واقع ہی اسکا محاصرہ کیا۔ سلطان قلی قطب شاہ خود تو اپنی دارالحکومت گلکنڈہ سے نہین ہلا مگر اہل حصار کی حمایت کے لئے بہت پیادے اور سوار بھیجدیے۔ اسد خان لاری اور اہالی تلنگ کے درمیان کئی لڑائیان ہوئین ہر دفعہ اسد خان کو فتح ہوئی قریب تھا کہ حصار فتح ہو کہ اسمعیل عادل شاہ بیمار ہوا گلبرگہ کو روانہ ہوا کہ روز چہارشنبہ ۱۶ ماہ صفر سنہ ۹۴۱ھ کو موت آگئی۔

امیر سید احمد ہروی سے منقول ہی کہ اسمعیل بادشاہ حلیم و کریم و سخی تھا وہ اپنی علو ہمت سے ملکات کے دخل وخرچ کو نہ دیکھتا اور اغماض کا طریقہ رکھتا کبھی فحش لفظ زبان پر نہ لاتا۔ ہمیشہ علماء و فضلاء و شعراء سے صحبت رکھتا انکی مراعات کو واجب جانتا۔ علم موسیقی و علم شعر مین مہارت رکھتا۔ وفائی تخلص کرتا۔ کسی نے سلاطین دکن مین سے اسکی برابر شائستہ لطافت سخن نہین کہا۔

ملو عادل شاہ ابن اسمعیل عادل شاہ

اسمعیل عادل شاہ کی وصیت کے موافق ملو عادل خان اسکا جانشین ہوا۔ وہ تخت پر بیٹھتے ہی اشتر بے مہار اور استماع نغمہ مین مصروف ہوا اور ہزل و بازی مین رات دن

اور اپنے وجہ قتل ہونے پر خود گواہی دیتا ہون اگر آپ مجھے جان کی امان دین تو قلعہ احمد آباد بیدر دیتا ہون جسکے کنگرے پر کسی صاحب قدرت نے ابتک تسخیر کی کمند نہین ڈالی ہو اور اسکے ساتھ خزانے اور دفینے حوالہ کرتا ہون اسمعیل شاہ نے بحکم العفو زکاۃ الظفر امیر برید کی بات کو مان لیا امیر برید نے اپنے بیٹون پاس آدمی بھیجا کہ قلعہ حوالہ کردو۔ انہون نے باپ کو جواب دیا کہ تو بڈھا سترا بہترا ہو گیا ہے چند روز تیری زندگی کے باقی ہین انکے لئے ایسا قلعہ ہاتھ سے نہین دیا جا سکتا۔ غرض انکی یہ تھی کہ دفع الوقت کرین انکے بھیجے باپ پاس ایک معتمد بھیجا کہ اگر اُس کی جان بغیر قلعہ دئیے کسی طرح نہ بچ سکے تو ہم اس قلعہ کو اُس کی جان پر سے صدقہ کرینگے امیر برید دل مین تو مطمئن ہوا۔ مگر ظاہر مین بیٹون کی شکایت کی تو پھر دوبارہ اسکے قتل کا حکم صادر ہوا اور مست ہاتھی آیا کہ اسکے پانؤن تلے اُسے ڈالین تو امیر برید نے کہا کہ مجھے اس برج پاس لیجا کر کھڑا کرین کہ مین اپنے بیٹون سے خود باتین کرون۔ غرض اس نے بیٹون سے باتین کرکے اس شرط پر قلعہ حوالہ کرا دیا کہ انکی عورتین اور فرزند دروازہ سے باہر بغیر کسی زد و کوب و تلاشی کے چلی جائین یہ عورتین اپنے برقعون مین بہت دولت و جواہر شاہان بہمنیہ چھپا کے لے گئین۔ قلعہ مین اسمعیل عادل شاہ آیا اور شکر الٰہی بجا لایا۔ اور شاہان بہمنیہ کی مسند پر بیٹھا۔ شاہزادہ [illegible] اور ابراہیم خان کو اسد خان لاری کے ہمراہ علاء الدین عماد شاہ پاس بھیج دیا اور جو کچھ دولت اس کے ہاتھ آئی تھی وہ سب تقسیم کر دی۔ اسمعیل عادل شاہ نے بیجاپور مین جاکر امیر برید کو احمد آباد بیدر اس شرط سے دے دیا کہ قلعہ کلیان قندھار اسکے اہل کارون کو سپرد کر دے۔ امیر برید نے ان قلعون کی کنجیان نہ حوالہ کین تو ۹۳۳ھ مین اسمعیل عادل شاہ ان قلعون کی تسخیر کا عازم ہوا مگر برہان نظام شاہ کی سفارش سے وہ اس ارادہ سے باز رہا۔

جب برہان نظام شاہ کی سلطان بہادر سے خاطر جمع ہوئی اور خطاب شاہی کا اسکو مل گیا تو اس نے اسمعیل عادل شاہ کو پیغام دیا کہ بہادر گجراتی نے مملکت برار اور

وہ پراگندہ ہوکر گجرات و دکن و احمدنگر مین چلے گئے - ایک اور بڑا تغیر یہ تھا کہ حساب کا دفتر جو فارسی زبان مین تھا اوسکو موقوف کیا اور اسکی جگہ مرہٹی مین حساب مقرر اس خیال سے کیا کہ تمام دہات کے محاسبین اور مال کے کامون کے افسرون و خزانچیون کی زبان مرہٹی تھی - اس بادشاہ کے عہد کا واقعۂ عظیم یہ ہی کہ سنی و شیعہ کے باہمی فساد کے سبب مرہٹونکا اقبال چمکا - ہندو بالکل احمدنگر اور بیجاپور کے شاہون کے ایسے مغلوب ہوگئے کہ سر نہین اٹھا سکتے تھے - انکا راج دیوگیری کا بالکل محکوم اور رعیت بنگیا تھا - مگر مرہٹون کی ملازمت پر مسلمان اعتماد کرتے تھے - یوسف عادل شاہ نے بارہ ہزار پیادون کا افسر ایک مرہٹی کو مقرر کیا - بعد اسکے ان کو دیسیون مین ملازمت کے صیغہ مین بڑا حصہ ملا - مسلمان انکو برگی کہتے تھے - انکے لڑنے کی وضع ایسی تھی کہ وہ دشمنون پہ تاخت و تاراج خوب کرتے تھے - رات کو دشمنون کے لشکر مین چورون کی طرح جا کر جاندارون کی جانون کا نقصان بہت کرتے تھے - اس بادشاہ نے بہت دفعہ دشمنون کی غارتگری کے لیئے انکو مامور کیا

رام راج والی وجیانگر بھی آدمیون کو بھیجکر اکثر مغلون کو ہستمالت کے ساتھ اپنے پاس بلاتا تھا

ابراہیم عادل شاہ کی عہد سلطنت مین وجیانگر کی سلطنت تہ و بالا ہوئی - اس مین بڑی بڑی سازشین اور بہت خونریزیان ہوئین - جنکی داستان بڑی ہولناک ہے اس تہ و بالا ہونے سے وہ انقلاب ہوا جو ہندوون کی سلطنت مین اکثر ہوتا ہے کہ راجہ کے خاندان سے وزیر کے خاندان مین سلطنت منتقل ہوتی ہے نہایت قدیمی زمانہ سے ایشیائی شاہی خاندان مین عملدرآمد یہ چلی آتی ہی کہ ارکان سلطنت آپس مین بیوفا اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوتے ہین اور وہ سلطنت کو برباد کر دیتے ہین - کبھی آپ ملک کے مالک ہو جاتے ہین - کبھی غیرون کو ملک دلا دیتے ہین -

وجیانگر کی سلطنت مین انقلاب عظیم -

دیورائے کا وزیر تما (تیما) تھا - جب دیورائے مرگیا تو اسکا بیٹا کوئی اتنا بڑا نہ تھا کہ وجیانگر کے راج کا کام کافی کر سکتا - تما نے اسکے ایک چھوٹے بچے کو تخت پر بٹھایا اور اسکے نام سے خود سلطنت کرنے لگا جب اس لڑکے مین سلطنت کرنے کی قابلیت پیدا ہوئی تو وہ

وزیر کی سازش

کرنے لگا وہ کام کرنے لگا کہ پادشاہوں کو سزاوار نہین ہیں ساری خلقت اُسکے متنفر ہوگئی شرفی و بزرگ آدمیون کے پسرون کو خواہی نخواہی پکڑوا بلواتا ایک دن یوسف ترک شحنہ دیوان کے بیٹے کو طلب کیا۔ باپ بیٹے کے جانے کا مانع ہوا تو ملو ایسا غضب مین آیا کہ کہا کہ توسمجھا کہ اسکے بیٹے کو قہر و جبر سے پکڑ لائین اور اگر یوسف شحنہ دم مارے تو سر اسکا تن سے اُڑا دین یوسف شحنہ امرائے تاج پوش مین سے تھا اس لئے ملو کا آدمیون کی خوب تادیب کی عوض پوبوجی دادی اور اسدخان لاری اور یوسف شحنہ کی کوشش سے ملو عادل شاہ کحل ہوا اور ابراہیم عادل شاہ اسکا بھائی فرمان روا ہوا۔

ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ

لکھتے ہیں کہ ابراہیم عادل شاہ بڑا شجاع تھا۔ اور بے باک ایسا تھا کہ سیل کی طرح نشیب و فراز سے نہین ڈرتا تھا۔ جیسا قہر و غضب مین اُسکا شہرہ تھا ویسا ہی حلم و خلق مین وہ بلند آوازہ تھا۔ جب سے خزانہ شاہی کی کنجی اسکے ہاتھ مین آئی تھی اجل تک لشکر کشی اور صف آرائی مین مشغول رہا ؎ ملک را گر قرار خواہی داد ✦ تیغ را بے قرار باید کرد ✦ پر اسکا عمل تھا۔ اس دفعہ وہ نظام شاہیون سے لڑا اور ہر لڑائی مین وہ موجود تھا اُس نے اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑ دیا خطبہ سے ائمہ اثنا عشریہ کے نام نکال ڈالے اور حضرت امام ابو حنیفہ کے مذہب کو رواج دیا۔ طائفہ امامیہ کے شعار کو برطرف کیا تاج دوازدہ ترک کہ اس زمانہ مین سپاہ شیعہ کا شعار تھا اسکو حکم دیا پھر کوئی سر پر نہ رکھے اور پردیسی امرا مین سے سوا اسدخان لاری اور خوش کلای آقا رومی اور شجاعت خان کردی کے سب کو موقوف کر دیا۔ اور امارت سے معزول دکنی و حبشی انکی جگہہ مقرر کئے۔ نظام شاہیون اور پادشاہیون کی طرح کو وہ برداشت کیا

تین ہزار پردیسی نوکر خاصے کہ ہمیشہ ملازم قدمگاہ رہتے تھے انمین سے چار سو کو نوکر رکھا باقی سب کو موقوف کیا وہ پراگندہ ہو کر گجرات و دکن و احمدنگر مین چلے گئے

اجی بیلاے کو گھر سے نکال کر راجہ بنایا اسکے ماموں ہوج ترمل راج کو اپنے ساتھ متفق کر کے اپنے تئین وزیر بنایا اور خیل و حشم کے تیار کرنے میں مشغول ہوا - وہ راے کہ رام راج سے خائف تھے بہت جلد آن کر وارث ملک سے مل گئے - بیجانگر میں ایک جمعیت غلام حبشی کی ہوج ترمل راج نے اس غلام کو اس بہانہ سے مار ڈالا کہ وہ رام راج کا یار و یاور ہے اعتماد کے قابل نہیں ہے رام راج سے صلح چاہی - رایوں نے بیچ میں پڑکر یہ تجویز کی کہ پائے تخت بیجانگر تو راے نژاد پاس رہے اور جو ولایت کہ رام راج کے تصرف میں بالفعل ہے وہ اس پاس رہے اسپر رام راج دم بخود ہو رہا - راے اپنی اپنی ریاستوں کو گئے راے نژاد کے دیوانہ ماموں کو سروری کا خبط ہوا اسنے خواہرزادہ کا دم گھونٹ کر مار ڈالا اور خود مسند شاہی پر ہو بیٹھا - اور غرور و نخوت کو اپنا پیشہ بنایا اور چھوٹی بڑی امیروں کے ساتھ بدمعاشی شروع کی - امرا نے اس سے متنفر ہو کر رام راج سے ابواب دوستی کشادہ کئے اور اسکے آنے کی درخواست کی - جب ہوج ترمل راج کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اُسنے چھہ لاکھ ہون نقد اور تحائف ابراہیم عادل شاہ پاس ایلچی کے ہاتھ بھیجے اور کمک کی التماس کی اور وعدہ کیا کہ ہر منزل پر ایک لاکھ ہون نذر دونگا -

سنہ ۹۴۲ھ ۱۵۳۵ء میں ابراہیم عادل شاہ بیجانگر کی طرف روانہ ہوا - رام راج نے ابراہیم عادل شاہ کی لشکر کشی کا سبب معلوم کر کے مکر و تزویر سے یہ تدبیر کی کہ ایک نامہ ہوج ترمل راج کو لکھا جسمین اپنی اطاعت کا اور اپنے کئے کی پشیمانی کا اظہار تھا اور یہ پیغام تھا کہ اگر سپاہ اسلام اس مرز بوم میں قدم رکھیگی تو انکے گھوڑوں کے سموں کے صدمہ سے ہماری گھر اور معابد منہدم ہونگے اور شاہان بہمنیہ کے زمانہ کی طرح سب امیروں اور غریبوں کے بچے اسیر و دستگیر ہونگے مناسب یہ ہے کہ معتمد آدمی ابراہیم عادل شاہ پاس بھیجکر مراجعت کے لئے التماس کرو اسکے بعد بندہ آئندہ فرمان بری کے لئے موجود ہے ہوج ترمل راج بچہ کا باوا تھا - وہ رام راج کے دم میں آگیا اور چوالیس لاکھ ہون نقد اپنے وعدہ کے موافق ابراہیم عادل شاہ کی خدمت میں بھیجکر معاودت کی التماس کی

[illegible] اسی طرح تین بھون کو بعد ایک دوسرے کے تخت پر بٹھایا اور مار ڈالا۔ کسی کا مقدور نہ تھا جو کچھ دخل دیتا۔ تماکی مٹھی میں سارا خزانہ تھا سپاہ پر وہ حکمران تھا۔

اسی اثنا میں تما نے اپنے بیٹے رام راج کا بیاہ دیورائے کی پوتی سے کیا جس سے رام راج کو تخت نشینی کا حق ایک طرح کا پیدا ہوا۔ تما کی ساری سازشوں کا جزو اعظم یہ امر ہوا آخر کو رام راج راجہ ہوا۔ اور محل کے تاریک مکانوں میں بیگناہوں کا قتل ہوا شاہی خاندان کے تمام ذکور قتل ہوئے۔ مگر سادہ لوح نربل اور ایک بچہ جس کی ننھیال اس خاندان میں تھی بچ گئے۔

رام راج تخت پر بیٹھ گیا اور کوئی اسکا مانع و مزاحم نہیں ہوا۔ اگر وہ امرا اور اعیان سلطنت کے ساتھ وہ سلوک برتتا جو راجاؤں کو چاہیے تو عمر بھر راج کرتا مگر اسکا دماغ ایسا آسمان پر چڑھا کہ امرا کے ساتھ نخوت سے پیش آیا۔ جس سے انکو ایسی نفرت پیدا ہوئی کہ انہوں نے اس غاصب کو معزول کر کے راجہ کے خاندان میں سے کسی کو راجہ کرنا چاہا۔

اب رام راج کی سلطنت اور جان دونو معرض خطر میں آئیں اس لیے اپنی تئیں اس طرح بچایا کہ امرا کی درخواست کے موافق راجہ کے خاندان میں سے ایک بچہ کو تخت پر بٹھایا اور لڑکے کے ماموں کو جسکا نام ہوج نربل راج تھا اور جنون سے خالی نہ تھا امارت کے درجہ پر مقرر کیا اور اس طفل کی پرورش اسکے سپرد کی اور اس سے عہد و پیمان کر لیے خود اس نے امرائے سرکش کو تباہ کیا اور کوئی اثر انکا باقی نہیں رکھا اور اپنے غلاموں میں سے ایک کو قوی کر کے بیجانگر اور رائے زاد کو اسکے حوالہ کیا اور خود ان رایوں کے استیصال میں مصروف ہوا جو اسکی شاہی کے مانع تھے اور آراستہ سپاہ لے کر اطراف ممالک میں گیا اور انہیں کئی ایک رایوں کو مستاصل کیا۔ ان اطراف کے حصاروں میں سے ایک حصار کا محاصرہ کا کھا کہ محاصرہ کو طول ہوا جو روپیہ ساتھ لایا تھا وہ سب اٹھ گیا اس لیے اپنے غلام کو لکھا کہ پچاس لاکھ ہون وہ بھیجدے۔ غلام نے جو خزانہ کھولا تو اسکی آنکھیں کھل گئیں کہ مال اور خزانے بے شمار نظر آئے۔ دل میں اسکے علم بغاوت بلند کیا اور نبیرہ

زن و فرزند کو خلاص کرنے کی غرض سے اسنے اسد خان سے صلح کر لی۔ ابراہیم عادل شاہ کے جو
ہاتھی جو لڑائی مین ہاتھ لگے تھے وہ اسد خان لاری کو دیدیئے اور اسکے قدر و جاہ کے پایہ کو
بلند کیا۔ اس سے یوسف شحنہ دیوان کہ منصب وکالت اور میر جملگی رکھتا تھا اسکو اسد خان
لاری پر رشک و حسد پیدا ہوا اُسنے پادشاہ سے خلوت مین عرض کیا کہ اسد خان
لاری اتحاد مذہبی کے سبب سے برہان نظام شاہ سے اخلاص رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ
قلعہ بلگوان (بلگام) اسکو دیکر اسکا حلقہ بگوش بنے۔ ابراہیم عادل شاہ نے جھوٹ
سچ کی تحقیق بغیر حاسد کی بات کا یقین کر لیا اور یہ ٹھیرایا کہ شاہزادہ علی کی ختنہ مین
اسکو بلگوان سے بلا کر مقید کرنا چاہیئے مگر یہ بات کھل گئی جب اسکی طلب کا فرمان
جاری ہوا تو اسنے بیماری کا بہانہ بنایا اور نہ آیا تو پھر اسکے مسموم کرنے کا ارادہ ہوا
اسکا اثر بھی کچھ مرتب نہ ہوا پھر یوسف ترک شحنہ کو بلگوان کے ہمسایہ مین جاگیر دی گئی
کہ بوقت فرصت وہ اسکو تزویر و حکمت سے اسیر و دستگیر کرے۔ غرض اس طرح اسد خان
لاری اور یوسف ترک شحنہ مین سخت جنگ ہوئی جسمین اسد خان لاری کا پلہ بھاری
رہا۔ یوسف ترک شحنہ ابتر و پریشان بھاگا۔ اظہار التفات کے لیئے ابراہیم عادل شاہ نے
یوسف ترک شحنہ کو مقید کیا اور اسد خان لاری کو لکھا کہ اس کی بے ادبی سے ہماری
خاطر نہایت آزردہ ہے۔ تم اسکو جو چاہو سزا دو۔ اسد خان لاری معاملہ سے خبر
رکھتا تھا اس نے لکھا کہ تقصیر بندہ سے واقع ہوئی ہے امید عفو ہے۔

اسد خان لاری کی حکایت۔

سنہ ۹۴۹ھ مین برہان نظام شاہ امیر برید کو ہمراہ لیکر احمد نگر سے چلکر حوالی پرندہ مین
خواجہ جہان دکنی سے ملا اور ساڑھے پانچ پرگنے زین خان کے کہ شولاپور کے تحت مین
تھے عادل شاہیہ آدمیون کے قبضہ سے نکالے گئے اور خواجہ جہان دکنی کے آدمیون کو
حوالہ کیئے جب برہان نظام شاہ بلگوان (بلگام) کے حوالی مین آیا تو اسد خان چھ
ہزار سواروں کے ساتھ اس سے ملا جس سے برہان نظام شاہ مستظہر ہوا اور اسنے فتنہ
کی آگ مملکت عادل شاہیہ مین بھڑکائی۔ علاء الدین عماد شاہ نے اسد خان لاری کی

برہان نظام شاہ و اسد خان لاری کی جنگ

ابراہیم عادل شاہ کی غرض فقط ہوج نربل راج کی رفاہیت تھی اس لئے اسنے مبالغ زائد
بطور امداد کی ابھی وہ دریاے کرشنا سے اُترنے نہ پایا تھا کہ رام راج اور کل امرا نقض عہد
کرکے باد و برق کی طرح بیجانگر مین آئے اور تمام اندرونی خیل وحشم کو جو شہر کی محافظت کرتے
تھے بعض کو طمع زر دیکر اور بعض کو تہدید کرکے ہوج نربل راج سے برگشتہ کیا اور یہ مقرر کیا کہ
اسکو گرفتار کرکے اسکے حوالہ کرین تاکہ اُس سیہ رائے زادہ کے خون کا قصاص لیا جائے۔ اس
صورت مین ہوج نربل راج نے دیکھا کہ کام ہاتھ سے نکل گیا اور فرار کی راہ مخفی مسدود ہے
اسلئے تمام گھوڑون کی کونچین کاٹین اور ہاتھیون کو اندھا کیا۔ جواہر جو از قسم یاقوت و
الماس و زبرجد وغیرہ قرنون کے اندوختہ تھے چکیون مین انکو پیس کر آٹا بنایا اور خاک مین
ملا یا جسوقت دروازہ بانون نے دروازون کو کھولا اور رام راج شہر مین آیا ہوج نربل راج
نے اپنے سینہ مین خنجر مارکر اپنے تئین ہلاک کیا تو رام راج بے منازعت وجیانگر کے تخت پر بیٹھا

ابراہیم عادل شاہ نے حقیقت حال پر آگاہ ہوکر اسد خان لاری کو تمام لشکر کے ساتھ
قلعہ ادونی کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ اس اثنا مین رام راج کا بھائی وینکٹادری سوار اور
پیادے لیکر اسد خان لاری کے مدافعہ کے لئے آیا۔ اسد خان محاصرہ چھوڑ کر اس سے
لڑنے گیا۔ جنگ صعب کے بعد اسد خان نے معرکہ سے عنان موڑی اُسکا تعاقب سات
فرسنگ تک دشمنون نے کیا اتنے مین رات ہوگئی لشکر منہزم و منکسر سے ایک فرسنگ پر
وینکٹادری آن کر سو رہا کہ اسد خان لاری نے چار ہزار سوار لیکر اُسپر شبخون مارا۔
اول دشمنون نے بہت ہاتھ پاؤن مارے مگر مسلمانون کے تیرون کی ضرب سے
دشمنون نے فرار پر قرار اختیار کیا۔ بیجانگریون کے بڑے ہاتھی وینکٹادری کے زن و
فرزند وغیرہ اسد خان کے ہاتھ آئے۔ وینکٹادری نے اپنے پراگندہ سوار و پیادہ جمع
کرکے اسد خان کے لشکر سے چھ فرسنگ پر اپنا خیمہ گاہ بنایا اور اپنے عریضہ مین کیفیت
واقعہ لکھکر رام راج پاس بھیجکر کمک طلب کی اس نے لکھا کہ ابھی مجھے اطراف کے راجاؤن
سے فرصت نہین ہے جس طرح سے ہو سکے اسد خان لاری سے صلح کرکے اپنے

منازعت کرنے کو بھیجے ہیں وہ مصالحہ کریگا۔ جب اسکا خرخشہ مٹجائیگا تو جمشید قلی کا دفع کرنا بہا
کام ہے۔ اسد خان لاری کی تدبیرون پر عمل ہوا اور وہ سب چل گئیں۔

اسد خان لاری کی اور جمشید قلی قطب شاہ کی لڑائی۔

اب ابراہیم عادل شاہ نے اسد خان لاری کو بہت لشکر کے ساتھ جمشید قلی قطب شاہ کی خبر
لینے کے لئے بھیجا۔ اسد خان نے اول قلعہ کاکنی کو جسے قطب شاہ نے بنایا تھا محاصرہ کیا۔ اور بجبر و قہر
سے لیا اور بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا اور کوئی نشان اسکا باقی نہ رکھا۔ پھر وہ قلعہ
تینگیر کی طرف متوجہ ہوا۔ جمشید قلی نے حوالی قلعہ گلکنڈہ میں اسد خان لاری سے مقابلہ کیا اور لشکر
تلنگ کو شکست ہوئی اور جمشید قلی اسد خان کی تلوار سے زخمی ہوا اسد خان لاری فتح پا کر بیجاپور
میں آیا۔

برہان نظام شاہ اور ابراہیم عادل شاہ ...

سنہ ۹۵۱ ہجری ۱۵۴۴ء میں رام راج کی تحریک سے برہان نظام شاہ حسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کا عازم ہوا اور
اسکا محاصرہ کیا۔ ابراہیم عادل شاہ لشکر جمع کرکے اسکے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا اور بھیورہ ندی
ندی کے کنارہ پر پہنچا۔ برہان نظام شاہ کی سپاہ کنارہ پر ایسی محیط تھی کہ اس کو دو تین مہینے
تک عبور کرنے نہ دیا ابراہیم عادل شاہ نے بہ تنگ ہوکر برسات کے آخر میں جبراً و قہراً دریا سے
عبور کیا اور فریقین میں سخت لڑائی ہوئی اور ابراہیم کو فتح ہوئی اور دشمن کے گھوڑے ہاتھی ہاتھ
آئے اس فتح سے ابراہیم کا دماغ عرش پر پہنچا اور شراب کے نشہ میں برہان نظام شاہ
اور اسکے ایلچیون کو گالیان دیتا اور ارباب دخل کو تھوڑے سے قصور پر مارتا باندھتا۔
سنہ ۹۵۲ ہجری ۱۵۴۵ء میں برہان نظام شاہ و لایت علی برید میں قلعہ اوسہ اور قندہار کی دار و گیر میں
مشغول ہوا۔ علی برید نے عادل شاہ کو قلعہ کلیان دیکر اس سے کمک چاہی۔ ابراہیم عادل شاہ
اسکی مدد کو دوڑا گیا اور چھ مہینے میں دو دفعہ شکست فاحش پائی اور اثاثہ سلطنت کھویا۔ ابراہیم
عادل شاہ نے ان شکستون کا سبب یہ خیال کیا کہ اسکے نزدیک مقربون ارباب دخل دو رنگی
اس نے دو تین مہینے میں چالیس برہمنوں اور ستر مسلمانون کو مار ڈالا۔ خلائق اسکے اوضاع
سے متنفر و خائف ہوئی۔ بعض نے یہ قرار دیا کہ اسکے بھائی شہزادہ عبد اللہ کو تخت پر بٹھائیں
یہ خبر پہلے اسسے کہ ارادہ قوہ سے فعل میں آئے اسکے کان تک پہنچ گئی تو اس نے اور

سلطان ابراہیم عادل شاہ سے کرائی وہ اس بات سے چلا گیا۔ سلطان ابراہیم نے اسکو گلے
لگایا اسکا منصب و جاہ زیادہ کیا پھر لڑائی شروع ہوئی۔ امیر برید کا انتقال ہوا شاہ طاہر
نے واسطہ بن کر صلح کرا دی نظام شاہ نے ساڑھے پانچ پرگنے شولاپور کے عادل شاہیون
کے حوالے کیے اور پھر اپنے اپنے مقام کو چلا گیا۔

سنہ ۹۴۸ھ مین ابراہیم عادل شاہ نے عماد شاہ کی بیٹی رابعہ سے نکاح کیا۔ برہان نظام شاہ
شولاپور کے ساڑھے پانچ پرگنون کے نکلجانے کی غیرت کے مارے استراحت اور آرام کو
اپنے اوپر حرام کیا تھا۔ اُس نے رامراج و جمشید قلی قطب شاہ سے لطائف الحیل کے ساتھ اتفاق
کیا اور علی برید اور خواجہ جہان دکنی کو ساتھ لیا اور ساڑھے پانچ پرگنون پر متصرف ہوا
قلعہ شولاپور کا محاصرہ کیا اور ولایت کی سرحد کو خراب کیا۔ کئی دفعہ ابراہیم عادل شاہ
کی سپاہ کو شکست دی جمشید قلی قطب شاہ نے بھی برہان نظام شاہ کی تحریک سے ولایت
بیجاپور پر لشکر کشی کی اور پرگنہ کاکنی مین ایک حصار نہایت مستحکم بنا کے ولایت گلبرگہ تک مادہ
متصرف ہوا اور قلعہ اتکیر کا محاصرہ کیا۔ اور ایسے ہی برہان نظام شاہ کی دلالت سے رامراج
اپنے بھائی وینکٹادری کو سپاہ گران کے ساتھ قلعہ رائچور کی تسخیر کے واسطے تعین کیا ابراہیم
شاہ نے دیکھا کہ اسکی مملکت کی کشتی چار موجہ بلا مین گرفتار ہوئی سب سمتون سے طوفان بلا نے
آنکھیں کھولی تو حیرت مین غوطہ کھایا۔ اسد خان لاری کو بلوان (بلگام) سے بلایا اُسنے بتایا
کہ حقیقت مین برہان نظام شاہ دشمن ہوا اور سب اسکے طفیل سے اس ملک کے متعرض ہوئے
ہین۔ اول برہان نظام شاہ کے فتنہ کا انتظام کرنا چاہیے پھر اورون کے دفع کرنے کی
علاج کرنا چاہیے۔ برہان نظام شاہ کا علاج یہ ہے کہ ساڑھے پانچ پرگنے جو مایہ نزاع
ہین اسکو دیدئے جائین۔ پھر نہایت فروتنی اور تواضع کے ساتھ ایک نامہ رامراج
بھیجنا چاہیے اور پھر اوسکے پاس بھی تحائف ایلچیون کے ہاتھ بھیجنے چاہئین کرناٹک کی
راے تھوڑی سی تواضع سے بہت خوش ہو جاینگے اور دوستی کا دم بھرنے لگینگے خصوصاً
جبکہ اسکا اپنا ملک ابھی تک خلل سے خالی نہین۔ اور اطراف کی راے انکی سے

عبداللہ کے سر پر چتر رکھا اور برہان نظام شاہ و جمشید قلی قطب شاہ نے اسدخان لاری پاس پیغام بھیجا کہ ابراہیم عادل شاہ کی ناہنجاری حد سے گذری اور آپ بھی اس سے دلگیر ہین ہم چاہتے ہین کہ اسکی جگہہ عبداللہ کو تخت پر بٹھائین اور آپکو اسکا اتالیق بنائین آپ ہمارے پاس آئین۔ اسدخان لاری اس درخواست سے نہایت خفا ہوا تو برہان نظام شاہ اس کی مدد سے مایوس ہوا مگر تھوڑے دنون مین یہ خبر آئی کہ اسدخان بیمار ہے تو برہان نظام شاہ نے ایک برہمن کو مخفی بہت سا روپیہ دیکر بیلگام مخفی بھیجا کہ وہ اہل قلعہ سے ایسی سازش کرے کہ اسکے مرنے پر یہ قلعہ اسکو حوالہ کردین۔ اسدخان لاری اپنی حالت بیماری مین اہل قلعہ کے ارادہ سے واقف ہوا تو اس نے اس برہمن اور ستر اور اسکے ساتھیون کو جنھون نے روپیہ لیکر قلعہ دینے کا اقرار کیا تھا مار ڈالا۔ اس سبب سے یہ شہرت ہوگئی کہ سلطان لاری ابراہیم عادل شاہ کا طرفدار ہے لوسب نے شہزادہ عبداللہ کی خدمت کا عزم فسخ کیا۔ بندرگوہ کے پاس جو شاہزادہ کی جمعیت ہوئی تھی وہ اس خبر سے درہم و برہم ہوگئی اور اکثر آدمی اس سے جدا ہوگئے۔ جب اسدخان نے اپنے مرض کو مرض الموت جانا تو ابراہیم عادل شاہ کو بلایا وہ اس سے ملنے چلا۔ راہ ہی مین تھا کہ اسدخان کے مرنے کی خبر اس پاس آگئی۔ شاہ اسی رات بیلگام مین گیا اسکے پسماندون پر نوازش کی اور اسکی سب متروکہ پر متصرف ہوا۔ پرتگیزون نے شاہزادہ کی جمعیت کو پریشان ہوتے دیکھا تو وہ اسکو پھر گوہ مین لے گئے اور بادشاہون نے بھی اپنے مقام مین کوچ کیا——

اسدخان

اسدخان لاری مین فراست و کاردانی کے اوصاف تھے وہ ضبط و ربط و حل و عقد مین بے مثل تھا اسکے ساتھ بیجانگر کے رائے اور اورنگ شاہ یاری رکھتے تھے۔ مکاتبات اور ہدایا بھیجے تھے اسباب جاہ و حکمت و زر و جواہر اس قدر اس کی سرکار مین تھے جنکا حساب کرنا دشوار ہے سو من چاول اور پچاس بھیڑین و ایک سو مرغ روز کا دسترخوان تھا اسنے قبا و زین و خنجر کو ایجاد کیا۔ ہاتھی پر زین رکھکر اور اسکے منہ مین لگام دیکے سوار ہوتا اسی کا

[illegible] کو گرم کیا اور بہت آدمیون کو قتل کیا شہزادہ عبداللہ قتل سے بھاگ کر
بندر گووہ مین گیا اور پرتگیزون سے پناہ مانگی انہون نے اسکی عزت و احترام مین کوشش کی
ابراہیم عادل شاہ کسی ظاہری تقصیر بغیر اسد خان لاری سے بدگمان ہوا اور سمجھا کہ یہ شکستین اسکی
نفاق سے ہوئی ہین۔ اس پاس پروانہ التفات و میوہ بھیجنے کی جو رسم تھی اسکو برطرف کیا
اسد خان لاری نے یہ عریضہ اپنے ہاتھ سے لکھکر ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین بھیجا۔
چہ شد چہ شد کہ بدینسان رمیدۂ از من + چہ کردہ ام چہ شنیدی چہ دیدۂ از من
اس بے اعتنائی کا سبب کیا ہے اور اس بے التفاتی کی وجہ کون ہے
اگر گناہے کردہ ام اینک سر و تیغ و کفن + ور نہ بے موجب نشاید دوستان آزردنی
ارباب غرض نے جو کچھ میری تقصیرات کو آپ کے کان تک پہنچایا ہے مین ہر ایک بات کو
سو دفعہ اعتراف کرون مگر تہمت سے بیخبر ہون اور گرگ یوسف کی طرح بے گناہ ہون بوجہ
وہ میری نسبت کہتے ہین نہ وہ میری زبان پر گذرا نہ میرے دل مین آیا نہ میرے عقیدہ مین
ہے مصلحت اعدا سے بچنے کے لیئے بندہ اپنے حصن مین رہا اور حضور کی خدمت مین نہین حاضر
ہوا اس بات کو کوتاہ نظر آدمیون نے میری حرامخوری بتلایا اگر حضور مراحم و عواطف
حاضری کے لیئے اشارہ فرمائین تو مین دشمنون کی مخذولی و شرمندگی کے لیئے حضور کی خدمت
مین حاضر ہون ابراہیم عادل شاہ نے پھر اسپر التفات کیا اور اسکے متعلقین کو اچھی طرح
بلکا بھیجنا چاہتا تھا کہ شاہزادہ عبداللہ کا فساد کھڑا ہوا جسکے سبب انکے بھیجنے مین التوا ہوا
شہزادہ عبداللہ کا قصہ اس طرح ہے کہ جب وہ بھائی کے جلال و غضب سے بھاگ بندر گووہ
مین گیا اور پرتگیزون نے اسکو اپنے سر پر بٹھایا تو بیجاپور کے بعض آدمیون کے اغوا سے ان
سلطانان نظام شاہ بحری و جمشید قلی قطب شاہ سے خصوصیت پیدا کی اور مدد کی التماس کی
وہ ابراہیم عادل شاہ اور اسد خان لاری کی رنجش سے واقف تھے یہ اسکے معزول کرنے
اور شہزادہ عبداللہ کے نصب کرنے پر متفق ہوئے اور ولایت بیجاپور پر متوجہ ہوئے
پرتگیزون پاس آدمی بھیجکر شہزادہ عبداللہ کو بلایا کہ بیجاپور کے تخت پر بٹھائین پرتگیزون نے

شولاپور کے استخلاص کا کرین براہیم ہوا۔ اُس نے رام راج سے موافقت پیدا کی۔ سیف
عین الملک سپہ سالار برہان نظام شاہ بحری سے متوہم ہو کر برہان عماد شاہ
برار پاس چلا گیا تھا۔ اسکو بھی دلفریب وعدے کرکے ابراہیم عادل شاہ نے اپنے پاس
بلا لیا اور اسد خان لاری کی جگہہ اسکو تفویض کی اور نقد و جاہ و منصب و جاگیر سے
سرفراز کیا۔ اسی ہنگام میں خواجہ جہان دکنی نے شاہزادہ علی بن برہان نظام شاہ
کے سر پر تاج رکھا وہ اسکی پناہ میں آیا تھا۔ اُس نے ارادہ کیا کہ اول اسکو احمد نگر کے تخت
پر بٹھائے اور پھر شولاپور کی تسخیر کو جائے۔ سپاہ بیجاپور کوچ کر کے شاہزادہ علی کو ہزار
سوار نظام شاہی کے ساتھ سرحد کی طرف روانہ کیا یہ سوار حسین نظام شاہ کے غضب سے
ڈر کر بیجاپور میں آئے تھے اور احمد نگر کے اکابر اور اشراف کو نامے بھیجکر شاہزادہ علی کی
شاہی قبول کرنے پر ترغیب دی مگر نظام شاہی آدمیوں میں سے کسی ایک نے اس طرف
توجہ نہیں کی۔ حسین نظام شاہ برہان عماد شاہ کا کمک لیکر سرحد کی طرف متوجہ ہوا
ابراہیم عادل شاہ نے برخلاف عادت چھہ ہزار ہون سپاہ میں تقسیم کیے اور
سیف عین الملک کے استظہار پر جنگ کا عازم ہوا۔ شولاپور کے میدان میں ایسی لڑائی
ہوئی کہ اُس زمانہ میں ایسی نہیں ہوئی۔ کسی نے ابراہیم عادل شاہ سے جاکر کہہ دیا
کہ سیف عین الملک نے گھوڑے سے اُتر کر اپنے صاحب قدیم کو سلام کیا اور بیڑہ پان کا
لیا کہ مجھے گرفتار کر کے اسکے حوالے کرے۔ ابراہیم عادل شاہ نے کچھ جھوٹ سچ کی تحقیق نہیں
کی میدان جنگ سے چلا گیا۔ سیف عین الملک نے بھی لڑائی سے ہاتھ کھینچا اور ابراہیم
عادل شاہ کے پیچھے گیا۔ جب اس نے سیف عین الملک کو دیکھا کہ وہ پیچھے آیا تو یہ جانا
کہ وہ مجھسے لڑنے آتا ہے۔ جلد بھاگ کر بیجاپور میں داخل ہوا۔ سیف الملک کو موقوف
کر دیا اور کہدیا کہ جہان چاہو چلے جاؤ۔ اسلئے سیف عین الملک ور ابراہیم عادل شاہ
کی لڑائی ہونے لگی۔ ابراہیم عادل شاہ کا لشکر اس سے تین دفعہ لڑا اور تینوں دفعہ
شکست فاحش پائی۔ تیسری دفعہ میدان جنگ میں وہ خود چتر لگائے موجود تھا

اختراع تھا۔ اتنی وہ تنہ آہنی سے جیسا کہ چاہیے مطلع نہین ہوا اس لئے اس اختراع نے شہرت
نہین پائی اور اسکا رواج نہ ہوا۔ ابراہیم عادل شاہ نے اپنی بیٹی مہتاب بی بی کا نکاح
علی برید سے کرکے اسکو اپنا دوست بنالیا۔

برہان نظام شاہ اور رام راج کے درمیان دوستی ہوگئی۔ اس سبب سے ابراہیم عادل شاہ
نے رام راج کے ایلچیون کے ساتھ جو اس پاس تھے ایسا سلوک کیا کہ وہ پریشان ہوکر بیجانگر
کو بھاگ گئے اور انہون نے رام راج سے کہا کہ برہان نظام شاہ سے جو آپ کی دوستی ہوئی
تھی اس وجہ سے ابراہیم عادل شاہ نے ہمکو قتل کیا ہوتا ہم بڑی کوشش سے یہان بچکر آئے ہین
رامراج ان اوضاع سے آشفتہ ہوا۔ برہان نظام شاہ کو پیغام بھیجا کہ علی برید نے اپنے
باپ کے خلاف انکی دوستی سے زیادہ ابراہیم عادل شاہ کی دوستی کو پسند کیا ہے مناسب
یہی کہ اسکی تادیب کی جائے اور قلعہ کلیان پر تصرف کیا جائے۔ برہان نظام شاہ نے
قلعہ کلیان کو جاکر محاصرہ کرلیا۔ مگر یہان قحط کے غلبہ کے سبب محاصرہ کو چھوڑکر
احمد نگر چلا گیا اسکا حال واقعات نظام شاہیہ مین بھی بیان ہوگا۔

۹۵۹ھ رام راج رائے چور کی طرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ بھی اس سے
جاکر ملا۔ دونو بادشاہون نے رائچور کو امان دیکے لے لیا۔ مدکل کے قلعہ والون نے یہ خبر سنکر قلعہ
کی کنجیان رام راج پاس بھیجدین اس نے یہ قلعے اپنے معتمد آدمیون کے سپرد کرکے اپنے چھوٹے
بھائی کو لشکر گران کے ساتھ برہان نظام شاہ کی ہمراہ کیا کہ قلعہ شولاپور کو تسخیر کرین
رام راج اپنے دار الملک کو گیا۔ برہان نظام شاہ نے قلعہ شولاپور کو ضرب توپ کی
توڑ پھوڑکر لے لیا اور پھر اسکو تعمیر کرکے ایک معتمد کو سونپ دیا اور خود احمد نگر مین آیا۔
برہان نظام شاہ بحری کی وفات کے بعد اسکا جانشین حسین شاہ ہوا اور اسمین
اور ابراہیم عادل شاہ مین دوستی ہوگئی اور سرحد پر ملاقات ہوئی اور عہد و پیمان
ہوئے اور اپنے گھرون کو گئے مگر یہ محبت جلد خصومت سے بدل گئی حسین نظام
شاہ کے خوف سے خواجہ جہان دکنی بیجاپور مین آیا اسکی سلسلہ جنبانی سے قلعہ

طریقہ کے موافق خطبہ ائمہ اثنی عشری کا پڑھوایا اور اذان مین لفظ علی ولی اللہ کا بڑھایا
اُسکی اور ولایتوں سے علماء و فضلاء اور ارباب کمال کو بلایا اسکو باپ سے ورثہ مین خزانہ
ڈیڑھ کروڑ ہون کا ہاتھ آیا تھا وہ تھوڑے دنون مین خلق کو دیدیا۔
اوّل سال جلوس مین اس نے قلعہ شولاپور اور کلیان کو نظام شاہیون کے ہاتھ سے نکالنا
چاہا اسلئے اس نے رام راج سے اتحاد کو ایسا بڑھایا کہ جب رام راج کا بیٹا مرگیا تو اسکی
تعزیت کے لئے خود گیا۔ ۹۶۲ھ مین بیجاپور مین واپس آیا اور حسین نظام شاہ پاس ایلچی
بھیجکر پیغام دیا کہ دونو قلعے شولاپور اور کلیان کے عنایت کیجیے اور دوستی و اتحاد کو قائم
رکھیئے۔ نہین تو میرے لشکر کے کوچ سے رعایا خراب ہوگی اور فتنہ عظیم برپا ہوگا۔
حسین نظام شاہ نے اس پیغام پر درشت سخن کہے۔ علی عادل شاہ نے اپنے علم کا رنگ زرد
بنایا تھا جو نظام شاہیون کی طرح اُسکا رنگ سبز بنایا اور ۹۶۵ھ مین رام راج کو کمک کے لئے
بلایا۔ احمدنگر کی طرف اُس نے کوچ کیا حسین نظام نے قلعہ کلیانی دیکر علی عادل شاہ سے
صلح کرلی۔ رام راج اور علی عادل شاہ اپنے اپنے دارالملک کو چلے گئے۔ حسین نظام شاہ نے
قطب الملک سے اتحاد پیدا کیا تو علی عادل شاہ نے پھر رام راج سے استعانت لی اور
وہ پچاس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے لے کر بیجاپور کو چلا۔ قطب الملک کا قاعدہ تھا
کہ وہ جانب غالب کا طالب تھا وہ رام راج اور علی عادل شاہ سے جاملا۔ یہ دیکھکر
حسین نظام شاہ احمدنگر کو چھوڑکر بھاگا۔ علی عادل شاہ نے اسکا تعاقب کیا تو وہ جنیر مین
چلا گیا۔ تینون بادشاہون نے احمدنگر کا محاصرہ کیا اور چارون طرف ملک غارت کرنے
کے لیئے آدمی بھیجے۔ بیجانگر کے ہندؤن نے ملک کو خوب لوٹا۔ عمارات کو اکھیڑا اور جلایا
مساجد مین گھوڑے باندھے اور انکی چھتون کو جلایا۔ مصاحف کو جلایا۔

ابیات

ہمہ شہر و بازار احمدنگر
شد از صدمۂ قہر زیر و زبر

ہمہ گشتہ شد طعمۂ جابرے
نماند اندران جز خیری بجاے

سیف عین الملک نے کہا کہ جس فوج مین چتر ہو اس سے لڑنا نہین چاہیئے تو ایک سید معزز
نے کہی انہون نے کہا کہ چتر جنگ نہین کرتا اس لیے لڑنے کے لیے گھوڑا اٹھایا اور دشمن کو
شکست دی اور ابراہیم عادل شاہ کو سوا اسکے کچھ نہ بن پڑی کہ رام راج کو ساتھ لا کر
ہوا بھیجین اسنے اپنے چھوٹے بھائی دینکٹادری کو دشمنون کے دفع کرنے کے لیے بھیجا
سیف عین الملک نے اسپر شبخون مارنے کا ارادہ کیا۔ دینکٹادری کو جب یہ ارادہ معلوم
ہوا تو اسنے سب چھوٹے بڑون کو حکم دیا کہ ایک پارچہ چوب جسکا طول ساڑھے دس گرہ ہو لیکر
اسکے سرے پر لتے تیل مین بھگو کر لگاوا ور رات کو جسوقت غوغا برپا ہو سب بتیون کو روشن
کردین سیف عین الملک کو اسکی خبر نہ ہوئی اوسنے صلابت خان کو اور دو ہزار سوارون کو
لیکر شبخون مارا تو ہجانگریہ نے ان فلیتون کو روشن کرکے رات کا دن بنادیا اور ہزار آدمیونکو
مار ڈالا اور سیف عین الملک و صلابت خان کو بھگایا۔ سیف عین الملک لشکر نظام شاہیہ کی طرف
انہین دنون مین ابراہیم عادل شاہ امراض متضاد۔ ناسور۔ بواسیر۔ وزلق الامعا
تپ مطبقہ۔ و دوران سر مین گرفتار رہا جس طبیب کے علاج سے کچھ اثر مرتب نہ ہوتا اسکو
مار ڈالتا۔ اس سبب سے یہان تک نوبت پہنچی کہ اسکی ولایت کے سارے حکیم جلا وطن ہوئے
اور دوا فروشون نے اپنے پیشہ کو ترک کرکے دکانین بند کردین وہ دو سال تک بیمار
رہا ۹۶۵ھ مین مرگیا۔ اس کی شاہی ۲۴ سال چھ ماہ تھی اسکی اولاد مین دو بیٹے
علی و طہماسپ تھے۔ علی ولیعہد تھا اور طہماسپ کا بیٹا ابراہیم عادل شاہ ثانی ہوا۔ ایک
بیٹی مہتاب بی بی علی برید کی زوجہ اور دوسری بیٹی ہدیہ سلطان مرتضی نظام شاہ
کی منکوحہ تھی۔

ابو المظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ

ابراہیم عادل شاہ باپ کا مذہب چھوڑ کر شیعہ سے سنی ہوا تھا۔ علی عادل شاہ باپ
کا مذہب ترک کرکے سنی سے شیعہ ہوا وہ باپ کے مرنے کے بعد جانشین ہوا۔ وہ بیجاپور
کا اول جوان پادشاہ ہوا تھا وہان قصبہ شاہ پور آباد کیا۔ اسنے دادا پردادا کے

اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ جب وہ تم بعدرہ پر آیا تو اس نے اپنی سپاہ کثیر
دنیکلنا ورنی کے ماتحت عادل شاہیہ و قطب شاہیہ ممالک کی تسخیر کے لیے بھیجی اس وجہ
سے کہ دونو نظام شاہ کو اپنا دشمن جانتے تھے اور اسکی مقاومت کی طاقت نہین
رکھتے تھے ناچار ہر ایک نے اپنے ملک کا کچھ حصہ اسکو دیا اور نہایت فروتنی کے ساتھ
صلح کی علی عادل شاہ نے تو ولایت اتگیر اور باگری کوٹ دیکر صلح کی اور ابراہیم
قطب شاہ نے قلعہ کویل کنڈہ اور پانگل اور گنبوا۔ وشکنا دری کو دیکر سر پر سے بلا کو
ٹالا۔ کامراج کا استیلا بڑھتا گیا اور وہ عادل شاہیہ ملک کو دباتا رہا۔ علی عادل شاہ
انتقام کے درپے ہوا۔ خردمندان صاف رائے اور وزرائے عقدہ کشا مثل محمد کشور خان
و شاہ ابو تراب شیرازی نے معروض کیا کہ آپ نے جو بیجانگر کے ہندوؤن کے زیر کرنے
کا ارادہ کیا ہے وہ عین صواب ہے لیکن یہ بات جبتک ہاتھ نہین آئیگی کہ اہل اسلام کے شاہان
دکن باہم اتفاق نہ کرینگے۔ رامراج پاس لشکر و حشم بہت ہی اور اس کی مملکت کا محصول
ساٹھ بندرگاہون سے اور بہت سے قلاع و بلاد سے قریب بارہ کروڑ ہون کے آتا
ہے اور اسکی صولت و سطوت لوگون کے دلون مین بیٹھی ہوئی ہے ایسے شخص سے تنہا
مقابلہ کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہے۔ ان بادشاہون کے درمیان آپس مین ایلچی
دوڑے اور سب کے نزدیک یہ امر مسلم ہوا کہ سلاطین اسلام متحد ہو کر طریق موافقت
اور اتحاد کو مسلوک رکھین تاکہ قوی دشمن کے ہاتھ سے بچین اور سلطنت محفوظ رہے
اور کرناٹک کے سارے راجہ جو بیجانگر کے رائے کے مطیع ہین انکا دست استیلاء ممالک اسلام
کے دامن سے کوتاہ ہوا اور بہت قوی اور دلیر رام راج کے شر سے رعیت کو جو
خدا کی امانت ہے محفوظ رکھین۔ وہ بار بار اس ملک مین آنکر نہایت خیرہ ہو گیا ہے
غرض سب نے اسپر اتفاق کیا حسین نظام شاہ بحری نے علی عادل شاہ سے اپنی
بیٹی چاند بی بی کا نکاح کیا اور قلعہ شولاپور جہیز مین دیا۔ غرض شاہان دکن مین
باہمی اتحاد پر قسم و عہد ہو گیا۔ اب علی عادل شاہ نے رام راج پاس ایلچی بھیجا

محاصرہ نہایت سختی سے ہوا۔ محاصرین نے خوب اسکا مقابلہ کیا۔ وہ اس امید مین تھے کہ برسات دشمنون کو پرے ہٹا دیگی۔ انکی امید پوری ہوئی کہ جب مینہہ برسنے لگا تو آذوقہ اور غلہ مین کمی ہوئی۔ قطب شاہ محصورین کی مدد غلہ سے کرتا تھا۔ علی عادلشاہ نے محاصرہ کو چھوڑا اور پانچ چھہ منزل چلا تھا کہ کشور خان نے بیجانگر کے ہندؤن کا تسلط دیکھ کر علی عادل شاہ سے کہا کہ شولاپور کا محاصرہ اس وقت مناسب نہین ہی اسلیے کہ اگر وہ مفتوح ہوگا تو یقین ہی کہ رام راج ہمکو نہین دیگا بلکہ وہ ممالک مین تصرف کرکے فتنہ عظیم اٹھائیگا بہتر ہوگا کہ شیخ عزیمت کرکے نلدرک مین قلعہ نہایت مستحکم بنایین اور اسکے استظہار سے بتدریج قلعہ شولاپور کو فتح کرین۔ علی عادلشاہ نے اس تجویز کو مان لیا اور قلعہ کی دیوارین گچ و سنگ سے برسات مین بنالین اور اسکا نام شاہ درگ رکھا۔ یہان سے تینون بادشاہ اپنے اپنے ملک کو رخصت ہوے۔

دفعہ اول مین عادل شاہ نے جو حسین نظام شاہ بحری سے بہ تنگ آکر رام راج سے مدد طلب کی تھی تو یہ عہد تھا کہ عداوت دینی کے سبب سے اہالی اسلام کو مضرت جانی نہ پہنچائین اور دستبرد اور دستگیر نہ کرین اور مساجد کو خراب کرین مومنون کے ننگ و ناموس کے متعرض نہ ہون لیکن اسکے خلاف ان سے ظہور مین آیا کہ احمد نگر مین ہندؤن نے مسلمانون کی تخریب و تعذیب مین اور انکی حرمت کی ہتک مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا۔ جسکا اوپر بیان ہوا انہون نے مسجدون مین اگر کریت پرستش کی۔ باجے بجاے گانے گاے۔ علی عادل کو یہ باتین ناگوار ہوئین مگر منع کرنے کی قدرت نہ تھی وہ تغافل کرتا تھا سوا اسکے رام راج مسلمان بادشاہون کو ضعیف جانتا تھا انکے ایلچیون کو بیٹھنے نہ دیتا تھا اگر عنایت کرکے انکو بلاتا تو بیٹھنے نہ دیتا تھا۔ انکو خود سوار ہوکر پیدل پا برکاب کچھ دور لے جاتا تھا۔ اور بہت عرصہ کے بعد انکو رخصت ہونے کا حکم دیتا دوسری دفعہ جب لشکر کا کوچ نلدرگ کی طرف ہوا ہے تو رام راج کے سپاہی مسلمانون سے استہزا اور تمسخر کرتے تھے

ابراہیم قطب شاہ کی برابر کھڑا کیا۔ اور میسرہ مین دینکٹادری کو علی عادل شاہ کی مواجہ
مین مقرر کیا اور قلب مین خود حسین نظام شاہ بحری کے روبرو کھڑا ہوا اور دو ہزار ہاتھی اور
ایک ہزار ارابہ توپخانہ کو جابجا ترتیب و قاعدہ سے لگایا۔ جب دوپہر ہوئی سنگاسن پر
رام راج بیٹھا جب اسکو لوگون نے گھوڑے پر سوار ہونے کے لئے کہا تو اُسنے کہا کہ ان بچے
اطفال مین سواری اسپ کی احتیاج نہین ہی یہ جماعت اب بھاگتی ہی غرض ہر
اسلام و ہنود کے لشکر تیغ و تیر و نیزہ سے ایکدوسرے کو ہلاک کرنے لگے لڑائی کے
لگی ہلے کھائے۔ مگر آخر کار مسلمانون کو فتح ہوئی اور رام راج کو ایک فیلبان پکڑ
لایا اور نظام شاہ نے اُسکا سر اُڑا دیا۔ رام راج کا لشکر بھاگا مسلمانون کے لشکر نے اسکا
تعاقب کیا۔ اس قدر ہندون کو مارا کہ کئی کوس تک زمین انکے خون سے سُرخ ہو گئی اور
بیجانگر سے دس کروہ تک اسکا پیچھا نہ چھوڑا اس قدر زر و جواہر ہاتھ آیا کہ بحر و کان کی طرح
اس سے لشکر اسلام مستغنی و بے نیاز ہو گیا ہر شخص کو غنیمت مین جو کچھ ہاتھ لگا تھا وہ
اُسکو دیدیا۔ مگر ہاتھی اس سے لے لیا گیا۔ منشیون نے فتحنامے لکھ کر اطراف مین قاصدون کے
ہاتھ بھیجدیئے۔ حوالی بیجانگر تک لشکر اسلام نے جا کر بڑی بڑی عمارات کو مسمار کیا اور بتخانون
اور کاشانون کو ڈھا کر زمین کا پیوند بنا دیا۔ بہت سے بلاد اور قریون کو ویران کیا بعد
ازان دینکٹادری برادر رام راج جو معرکہ سے جان سلامت لے گیا تھا اور ایک کونے مین
چھپا ہوا تھا اسنے آدمی بھیجکر اپنی زاری اور عاجزی کو ظاہر کر کے تمام قلاع و بقاع
عادل شاہیہ و قطب شاہیہ واپس کئے اور نظام شاہ بحری کو سب طرح خوش کیا بادشاہون
نے اپنی مسند دولت کو مراجعت کی۔

غرض سنہ ۱۵۶۵ع میں سے تالی کوٹ پر ایسی لڑائی ہوئی کہ اس نے دکن مین ہندوؤن کی
سلطنت کو مُردہ کر دیا۔ وجیانگر کا راج پھر نہ پنپا۔ اس مین یہ سکت کبھی نہ آئی کہ
وہ مسلمانون کی سلطنت کی مزاحمت کرتا۔ بلدہ وجیانگر ایسا خراب و ویران ہو گیا

بہانہ ایلچی سے ...نار کوٹ اور قصبہ رائے چور و مدکل کو طلب کیا۔ رام راج نے ایلچی کو درشتی سے
... سے نکالدیا تو علی عادل شاہ نے حسین نظام شاہ بحری اور ابراہیم قطب شاہ و علی برید
کو ہمراہ لے کر جہاد کا ارادہ کیا ۹۷۲ھ مین وعدہ کے موافق چارون پادشاہون نے
حوالی بیجاپور مین ملاقات کی اور ۲۰ ماہ جمادی الاوّل کو یہان سے لڑنے کے ارادہ سے
کوچ کیا اور کئی روز مین تالی کوٹ مین پہنچے۔ اس لڑائی کا نام مسلمانون کی تاریخ مین
تالی کوٹ کی لڑائی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اکثر پادشاہون کا صدر مقام یہان
ورنہ لڑائی کرشنا کے جنوبی کنارہ پر یہان سے بیس کوس پر واقع ہوئی ہے۔ راجہ
بیجانگر کو ان سلاطین کے اتفاق کی اور انکے لشکر کے آنے کی خبر ہوئی تو اصلا اس کو تزلزل
نہ ہوا اور کوئی بات فروتنی کی زبان پر نہ لایا۔ بلکہ ان کے ساتھ جنگ کو بہت
آسان کام سمجھا۔ اوّل اپنے چھوٹے بھائی تمراج کو بیس ہزار سوار و پانچ سو ہاتھیون اور
ایک لاکھ پیادون کے ساتھ بھیجا کہ آب کرشنا پر پہنچ کر گھاٹون کو بند کرے اور پھر منجھلے
بھائی وینکٹادری کو بہت لشکر کے ساتھ روانہ کیا انہون نے اہل اسلام کے گذرنے
کے لئے گھاٹون کو روکا۔ رام راج نے اطراف کے رایون کو اپنی ساتھ لیا۔ اور
سپاہ بیکران کے ساتھ روانہ ہوا۔ ہر معبر پر دیوار کھینچ کر آتشبازی لگا رکھی تھی۔ اہل
اسلام نے یہ تجویز کی کہ اپنے مقام سے تین منزل پرے ہٹے تو ہندوون نے جانا کہ وہ
کسی اور معبر سے عبور کرینگے تو وہ اپنے مقام سے ہٹ کر انکے سامنے آئے۔ مسلمانون
نے پھر کر اس معبر سے جہاں سے گئے تھے عبور کیا اور یہان سے پانچ کروہ پر رام راج
کا لشکر تھا وہان لشکر اسلام آیا شاہان اسلام نے دوسرے روز بارہ علم بارہ
اماموں کے کھڑے کئے اور صفین با صفا آراستہ کین میمنہ مین علی عادل شاہ و میسرہ
مین علی برید و ابراہیم قطب شاہ اور قلب مین حسین نظام شاہ بحری نے زینت دی
... آتشبازی کے ارابون کا زنجیرہ باندھا اور قاعدہ و دستور کے موافق
... کو جابجا کھڑا کیا رام راج نے بھی صف آرائی کی میمنہ مین تمراج کو

ممالک حسین نظام شاہ بحری نے مجھے عنایت کی تھی مگر اب علی عادل شاہ اسکی طمع کرتا ہی
ور چاہتا ہے کہ خود لے لے۔ اب مین امیدوار ہون کہ آپ حمایت کر کے دستگیری
فرمائین اور اس بلا سے چھڑائین۔ خونزہ ہمایون نے باستدعا اب ملا عنایت اللہ مرتضی
نظام شاہ کو لیکر بیجاپور کی طرف لشکر کشی کی اور جا کر محاصرہ کر لیا۔ ناچار علی عادل شاہ نے
الکدی سے بازگشت کی اور بیجاپور مین چلا آیا جسکے سامنے دشمن کا لشکر موجود تھا۔
...نہ تک اس شہر سے باہر لڑائیان ہوئین۔ آخر کر خونزہ ہمایون نے مصلحت دیکھی کہ
بیٹے کو لیکر احمدنگر چلی گئی۔

اوسی سال ۹۷۵ھ خونزہ ہمایون کے التماس سے علی عادل شاہ نے نظام شاہ متعہد
ہو کر ولایت برار پر لشکر کشی کی اور اس ملک کو لوٹ مار کر کے بیجاپور مین آیا اور اس شہر
کا حصار گچ اور سنگ سے بنانے کی تیاری کی۔ محمد کشور خان کے اہتمام سے وہ تین سال
مین تمام ہوا۔ اس سبب سے کہ خونزہ ہمایون کی حکومت سے اور اسکے بھائیون کی
بداعتدالیون سے نظام شاہ کی سلطنت کی رونق شکستہ ہوئی تو علی عادل شاہ کو
بعض ممالک نظام شاہیہ کی ہوس ہوئی۔ محمد کشور خان کو اسد خان لاری کا منصب و علم دیا۔
اس علم پر شیر شرزہ کی صورت منقش تھی اور ۹۷۵ھ مین اسکو بیس ہزار سوارون کے ساتھ
بحد نظام شاہیہ کی طرف مامور کیا۔ اس نے سرحد پر بعض پرگنات قصبہ کیج تک قبضہ کیا۔
امرائے نظام شاہی اسکی مدافعت کے لئے آگے انکو اس نے قصبہ مذکور مین شکست دی اور
یہان پرگنات کے ضبط کے لئے ایک قلعہ نہایت مضبوط بنایا اور اسکا نام دارور (دھارور)
رکھا اور اسکو توپ و ضرب زن و بان و تفنگ سے بھر دیا اور اس مملکت سے دو سال
محصول اٹھایا اور قلاع و بقاع کی تسخیر مین کوشش کر رہا تھا کہ ناگاہ مرتضی نظام شاہ ۹۷۶ھ
مین اپنی ماں کے استیلا سے خاطر جمع کر کے دفع مضرت پر متوجہ ہوا۔ محمد کشور خان نے قلعہ کو
آلات آتشبازی سے درست کیا۔ عین الملک اور اخلاص خان و نور خان کو علی عادل شاہ
نے اسکی مدد کے لئے بھیجا تھا وہ ان سے متفق ہو کر اسباب رزم کے تہیہ مین مصروف ہوئے

سیزر فریڈرک جو شہر وجیانگر مین اس لڑائی کے دو برس بعد آیا وہ یہ بیان کرتا ہے
کہ رام راج کو جو شکست ہوئی تو اسکا سبب یہ تھا کہ دو مسلمان سپہ سالار و نیز ...
جنگ مین اس سے دغا کرکے اُلٹے اسے لڑنے لگے (ان سردارون کا نام نہ بتانا ...
بیان کو پایۂ صداقت سے گراتا ہے) شہر کو چھ مہینے تک مسلمان لوٹتے رہے ...
سب جگہ گڑے دبے خزانے ڈھونڈھتے رہے۔ مکان کھڑے تھے مگر خالی ...
وجیانگر سے پن کنڈہ مین منتقل ہو گیا تھا۔ شہر مین باشندون کا پتا نام نہ تھا ...
چلے گئے تھے۔ شہر کے گرد ملک مین چورون کا ایسا غلبہ ہو گیا تھا کہ سیزر فریڈرک ...
بمجبوری چھ مہینے وجیانگر مین مدت مقررہ سے اور زیادہ رہنا پڑا۔ جب وہ گووہ کو
چلا تو اسکو ہر روز چورون کو کچھ بھینٹ دینی پڑتی تھی۔

رام راج کی وفات کے سو برس بعد وجیانگر کی تاریخ کو برہمنون نے بالکل معکوس کر ...
انہون نے ایسی کہانیان گھڑ دین جنمین مسلمانون کی فتح کا کہین ذکر نہین ...
بلکہ یہ بیان ہوتا ہے کہ وجیانگر کے راجہ کے وہ ملازم تھے اور اسکے حکم سے اپنی
ریاستون مین حکومت کرتے تھے انمین سے ایک ہاتھیون کا دوسرا گھوڑون کا تیسرا
پیلون کا جو تھا چھتر کا سردار تھا۔ مگر آگے اسکی کچھ تفصیل نہین۔ یہ بھی عجیب ربط اور
بے تکی کہانی ہے۔

حسین نظام شاہ ... ہجری فوت ہوا اسکا ولیعہد بڑا بیٹا مرتضی نظام بحری جانشین ہوا
علی عادل شاہ کو فرصت ملی کہ وہ جنوب مین اپنی سلطنت کو وسعت ...
پاہ لیکر قلعہ اناکندی کی طرف چلا تاکہ اناکنڈی مین تراج پسر رام راج کو پن کنڈہ
مسند نشین کرے۔ اور وینکٹادری کو معزول کرے جو قوی ہو کر رام راج کا
جانشین اسکے بیٹے کو محروم کرکے ہو گیا تھا یون اپنا مطلب حاصل کرے کہ اناکنڈی
... حاصل کرے اور وجیانگر پر خود متصرف ہو وینکٹادری کو جب اس امر پر اطلاع
... تو اسنے مرتضی نظام شاہ ...

ملاقات کرکے یہ قرار دیا کہ مرتضیٰ نظام شاہ بحری تو ولایت برار پر متصرف ہو اور
علی عادل شاہ ممالک بیجانگر ملک برار کی مقدار کے موافق اپنے تصرف مین لائے
تاکہ ایک دوسرے کی ولایت باعتبار وسعت کے مزیت نہ پائے۔
سنہ ۹۸۱ھ مین قلعہ طور کل پر لشکر کشی کی۔ جو رام راج کے حملون مین اسکے ہاتھ سے نکل
گیا تھا اور رامراج کے مرنے کے بعد وجیانگر کے ایک سپاہی ونکٹی پیسو رائے نے اسکو
اپنے لئے فتح کیا تھا سات مہینے تک محاصرہ رہا اسکے بعد ونکٹی پیسو رائے نے قلعہ کو اور
اپنے تئین حوالہ کیا علی نے اسکو بہت بری طرح سے مارا پھر شاہ قلعہ دھاروار کی تسخیر کا
عازم ہوا یہ کرناٹک کے مشہور قلعون مین سے ہے اس وقت رام راج کے ایک
امیر کے پاس تھا ہر سال کچھ ہاتھی پلتم راج کو دیتا تھا اور اب اس نے بہت قوت
و شوکت حاصل کی تھی مصطفیٰ خان اردستانی امیر جملہ وکیل السلطنت تھا اسکی سعی سے
۶ مہینے مین یہ قلعہ فتح ہو گیا اور بادشاہ نے سات مہینے یہان قیام کرکے اسکے حواشی و
حوالی کو باغیون کے خس و خاشاک سے پاک کیا اب مصطفیٰ خان کی تجویز سے بادشاہ نے
بنکاپور کی تسخیر کے لئے جنبش کی یہان رامراج کا تنبول وار ملیہ رائے حاکم تھا جس نے
قلعہ بنکاپور پر غلبہ پاکر قلعہ جیرہ اور چندر کوٹی کرور کے رایون کو اور قلعون کو اپنا
محکوم بنایا تھا تو وہ بادشاہ کے آنے کی خبر سنکر قلعہ مین متحصن ہوا اور اپنے بیٹے کو
ایک ہزار سوار اور دس ہزار پیدے جنگل اور کوہستان کی طرف بھیجا تاکہ فرصت کے
وقت لشکر اسلام کے آگے پیچھے تاخت کرکے انکے پاس غلہ اور آذوقہ نہ پہنچنے دے اور ونکٹادری
برادر رامراج کو عریضہ بلگوان کو بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ مینے جو اپنے ولی نعمت سے
مخالفت کی اس سے نادم و پشیمان ہون اور اپنے گناہ کا مقر و معترف ہون اس
وقت کہ بادشاہ اسلام بنکاپور کی تسخیر کا عازم ہوا ہے اگر آپ میری جرائم کو معاف
فرمائین اور خود میری امداد کو اس طرف آئین یا بعضے امرائے کبار کو میری کمک کے لئے
بھیجین تو یقین ہے سپاہ اسلام کی دستبرد سے مین امین رہون اور مین عہد کرتا ہون

... شجاعت کمال نامردی سے یا نفاق کے سبب جانکو محمد کشور خان سے تھا بغیر لڑے متوق
ہو گیا اور محمد کشور خان سے کہا کہ ہم کو مرتضیٰ نظام شاہ بحری سے جنگ کرنے کی تاب نہین
ہم احمد نگر مین جاکر پایہ تخت نظام شاہیہ مین خلل ڈالتے ہین تاکہ مرتضیٰ نظام شاہ ...
ہو کر قلعہ داری سے ہاتھ کھینچے اور ہمارے پیچھے دوڑے۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے قسم کھائی
تھی کہ وہ رکاب سے پانون نہین اتاریگا۔ جبتک قلعہ نہین فتح کر لیگا۔ اُس نے قلعہ پر تیر و تفنگ
مینھ برسایا۔ ایک تیر محمد کشور خان کے لگا اور اسی وقت ہلاک ہوا اور قلعہ مرتضیٰ کے
... کیا اور علی عادل شاہ سے اُس نے اپنے تمام پرگنے چھین لیے۔ خواجہ میرک ...
اصفہانی کہ جسکو آخر مین خطاب چنگیز خانی ملا وہ عین الملک اور نور خان کی جانب احمد نگر
آیا۔ اس نواح مین سخت جنگ ہوئی جس مین خواجہ میرک فتحیاب ہوا اور عین الملک قتل
اور نور خان دستگیر ہوا اور لشکر ابتر ہو کر بیجاپور مین آیا اس سال مین عادل شاہ کے
لشکر کو صدمہ عظیم پہنچا اور اس کی تمام سعی و کوشش نابود ہو گئی۔

انہین مہینون مین علی عادل شاہ نے قلعہ گودہ کی استخلاص کے لیے اور پرتگیزون کے
برباد کرنے کے لیے کوچ کیا بہت سے آدمی مارے گئے اور بے نیل مرام بازگشت کی
شاہ ابوالحسن کی رہنموئی سے قلعہ ادونی کی تسخیر کا عازم ہوا اور انکس خان کو آٹھ ہزار سوار
اور پیادے و توپ خانہ دیکر اس طرف روانہ کیا۔ اس قلعہ کا والی رام راج کی
طرف سے تھا مگر وہ خود مختار صاحب سکہ ہو گیا تھا وہ مدافعت کے درپے ہوا۔ کئی
دفعہ انکس خان سے لڑا۔ لڑائیون مین مغلوب ہوا۔ غلہ و آذوقہ قلعہ مین لے گیا اور حصار
جب محاصرہ کو طول ہوا تو امان مانگ کر قلعہ حوالہ کیا۔ یہ قلعہ ایک قلہ کوہ پر واقع تھا۔
بہت رفیع و وسیع تھا۔ خوش گوار پانی کے چشمے اس مین تھے۔ بیوبلے کے باپ دادا
سے ... وجیا نگر پر راجہ قدم رکھتا تھا و شاہان اسلام کے خوف سے اس کا
استحکام کرتا تھا چنانچہ ایسے گیارہ حصار تھے۔ علی عادل شاہ اس قلعہ کو فتح کر کے اور
... و بقاع کی تسخیر مین لگا اور خواجہ میرک چنگیز خان سے سرحد پر اس نے

اور چورون کا علاج اس طرح کیا کہ امرائے برگی کو چھ ہزار سوارون کے ساتھ مامور کیا
کہ وہ دشمن کے لشکر کے مقابل ہوکر کسی کو لشکر اسلام کی راہون کی مزاحمت نہ کرنے دین۔
اور آٹھ ہزار پیادے لشکر مین ایک ایک گز کے فاصلہ پر مقرر کر دیئے کہ جہان تک طاقت بشری ہو
لشکر کی محافظت مین قیام کرین اور کہین غفلت کے سبب سے چور لشکر مین گھس آئین تو اور
لشکر مین غل غپاڑہ ہو تو کسی چور کو زندہ باہر نہ نکلنے دین رات کو کوئی سپاہی لشکر
سے باہر نہ جاتا۔ جو چور لشکر مین داخل ہوتا وہ جان سلامت باہر نہ لے جاتا۔ اسطرح
چورون کی شرارت سے بالکل عافیت ہوئی اور مخالف کے لشکر کے آسیب سے نجات ہوئی۔
اور غلہ اور لشکر کی تمام ضروریات اطراف و جوانب سے اس قدر آئین کہ سب چیزونکی
نہایت ارزانی ہوگئی ایک سال تک امرا برگی اور پسر بلب اور راور رایون سے سخت
لڑائیان ہوتی رہین۔ طرفین سے بہت آدمی مارے گئے۔ ارباب اسلام خاطر جمع سے
قلعہ کو گھیرے رہے۔ ہر روز لڑکر قلعہ کے ابواب دخول و خروج کے بند کرنے مین تقصیر نہین
کرتے اور اہل قلعہ بھی آلات آتشباری مین کچھ کسر نہین رکھتے۔ اس اثنا مین پسر بلب اجل طبعی
سے مرگیا۔ اس سبب سے اہل قلعہ دل شکستہ ہوئے اور بلب غمناک ہوا محاصرہ پر ستر ہ
مہینے گذر گئے۔ ذخیرہ مین کمی ہوئی۔ ان حدود کے رائے بھی بہ تنگ ہوکر اپنے اپنے گھر
چلے گئے اہل حصار نے شاہ سے جان و مال و اہل و عیال کی امان مانگکر قلعہ حوالہ کیا۔
بلب کرناٹک مین گیا بادشاہ قلعہ مین آیا اُس نے اذان بطریق مذہب امامیہ دلوائی
ہوا ایک بتخانہ عظیم توڑکر اُسکی جگہ مسجد کی بنیاد کا پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا مصطفیٰ کو خلعت خاص عنایت
کیا اور اس طرف کے بہت سے پرگنے اور قصبات اس کی جاگیر مین دیئے۔
بادشاہ بنکاپور کی فتح کے بعد چار مہینے مین مملکت بنکاپور کا جیسا کہ چاہیئے انتظام کیا۔
اور بعد ازان قلعہ مین انکرشاط و انبساط مین مشغول ہوا مصطفیٰ خان کو بیس ہزار
سوار و خزانہ و توپ خانہ و قورخانہ دیکر قلعہ جرہ و چندر کونی کی تسخیر کے لیئے بھیجا جب
یہ سید قلعہ جرہ پر آیا تو یہان کے رائے نے اطاعت قبول کی اور باج و خراج دینا قبول کیا

انسکے ہمیشہ مطیع رہونگا اور کبھی نافرمانی نہین کرونگا اور ہر سال فلان مقدار کا مال
خزانہ مین داخل کرتا رہونگا دینکتاوری نے جواب دیا کہ تو رام راج کے مقربون مین سے
تھا تیری سرکشی و تمرد کی شامت سے اور امراء مخالف اور سرکش ہو کر ممالک پر متصرف
ہوئے شاہان اسلام نے بلدہ پن کنڈہ (بلکنڈری) اور چندرگری مجھے دیے ہین جن کے
حفظ و ضبط سے عاجز ہون۔ اگر تو جانے کہ سونے چاندی و جواہر و مروارید دینے سے
صلح ہو جائیگی تو اسمین بخل نہ کرنا اور اگر صلح کسی صورت سے نہ ہو تجھے چاہیے کہ جنجی کے
بن کے حوالی و حواشی کے رایون کو اپنے سے ایسا راضی و خوشنود کرے کہ وہ تیرے بیٹے
کے ساتھ اتفاق کر کے وقت بیوقت مسلمانون کے لشکرگاہ کے گرد تاخت و غارت کر کے
انکو چین نہ لینے دین اور راتون کو اپنے پیادون کو چورون کے طور پر انکے لشکرگاہ مین
بھیجین کہ جوان کو انسان حیوان ہاتھ لگے اسکو کٹارون سے بیجان کرین مین نے اس
باب مین فرامین ان رایون کے نام لکھے ہین جو تیرے ہمسایہ ہین ۔۔۔ رہتے ہین
اگر وہ انکو مانینگے تو تیری تقویت اور مدد مین سعی کرینگے فہو المراد وہ اپنے لیے کام کرینگے
ورنہ یقین ہے کہ قلعہ جنجا پور چھین جانے کے بعد ارباب اسلام اور قلعون کو تسخیر کرینگے
اگرچہ اس جواب سے لب کو بالکل مایوسی ہوئی مگر ضرورت کے سبب سے اس نے
والدہ ملکات کے ارشاد کے موافق قلعہ جرہ۔ چندرکوٹی اور قلعون کے رایون کو اپنے
ساتھ متفق کیا کہ اسکے بیٹے کی ہمیت نہج مذکور کے موافق عمل مین لائین۔ اس سبب سے
عادل شاہ کے لشکر مین غلہ کا قحط ہوا ہر رات کو فریاد مچتی کہ چورون نے ان ان
آدمیون کو مارا کرناٹک کے پیادے کہ انہ جنگلی کچھ تدبیر نہین کرسکتے اور گھوڑے
کی طبع مین برہنہ ہوتے تھے اور اپنے بدن پر تیل ایسا ملتے تھے کہ کوئی انکے بدن کو
پھسلنے کے سبب سے پکڑ نہین سکتا تھا جہان انکو فرصت ملتی وہ جا کر گھوڑون اور
آدمیون کو جو سامنے آتا قتل کر ڈالتے اور باہر بھاگ جاتے ہر چند شاہی لشکر کے آدمی
انکو دفع کرتے مگر کامیاب نہ ہوتے۔ محاصرہ او گھیرنے کو تھا کہ مصطفے خان نے قحط کا

اور بعض والیان ملک شنکرناٹک کے کہنے سے پادشاہ کی خدمت مین آئے۔ اور
پیش کش مین ساڑھے سات لاکھ ہون دیئے اور ہر سال ساڑھے تین لاکھ ہون خراج
دینا قبول کیا ہر ایک کو خلعت شاہانہ دیا گیا اور وہ اپنے گھرون کو رخصت ہوئے
اور خراج معمولی ادا کرتے رہے اور مخفی مصطفی خان کو بھی اپنی سلامتی اور نجات کے لئے
اسکی عنایت اور توجہ پر موقوف تھی تیس ہزار ہون نقد اور مروارید اور یاقوت و زبرجد
اور جواہر دیتے رہے۔ کہتے ہین کہ عادل شاہ نے ان رایون کو رخصت کے وقت
خلعت دیئے تھے۔ تورا لی ہردیوی و بھردیوی اور رانی باسلور کے لیئے زنانہ خلعت دیئے
تو ان سورما عورتون نے ان خلعتون کو قبول نہین کیا اور کہا کہ اگرچہ ہم صورت مین
عورت ہین لیکن اپنی مملکت کو ضرب شمشیر سے اپنے تصرف مین رکھتی ہین جو مردون کا
لازمہ ہے۔ شاہ انکی اس بات سے نہایت خوشحال ہوا اور ان کو مردانہ خلعت عطا
کیئے یہ دو نو رانیان قرنون اور مدتون تک بطنًا بعد بطن اس دیار مین حکومت کرتین
اور اس دیار کی یہ رسم ہو گئی کہ عورتین ہی بادشاہ ہوتین۔ شوہر انکے امرا اور خدمتگارون
مین ہوتے اور بادشاہی امور مین کچھ دخل نہین دیتے۔
علی عادل شاہ نے اپنے ایک معتمد بدری پنڈت کو اسطرف کا دیوان مقرر کیا اور مصطفی خان
کو اس صوبہ مین صاحب اختیار کیا اور سارا ملک اسکو اقطاع مین دیا اور منصب وکالت و
امیر جملگی افضل خان شیرازی کو دی اور وہ بیجاپور مین آیا مصطفی خان بادشاہ کا خیرخواہ تھا
ہمیشہ اسکی مملکت بڑھانا چاہتا تھا ان حدود کا انتظام کرکے بادشاہ کی خدمت مین اسنے
اپنا ایک معتمد علی خان بھیجا کہ بن کنڈہ دارالسلطنت رائے کرناٹک کی تسخیر کی ترغیب دے یہ التماس
اسکی عین مدعا شاہ کا تھا۔ اس نے لشکر کے جمع ہونے کا حکم دیا۔ نہایت تجمل سے بیجاپور سے
چلا اور اس سے مصطفی خان مع لشکر کرناٹک و امرائے برگی کے حوالی نبکاپور مین ملا اور
بلکنڈہ (بن کنڈہ) کی سمت چلا۔ وینکٹادری مین بادشاہ سے لڑنے کی سکت نہ تھی وہ اس
مقام کو اپنے ایک معتمد کو سپرد کر اور خزانہ ہاتھی و اثاثہ سلطنت لے کر چندرگیری مین چلا گیا

یہان سے وہ چندر کوٹی گیا۔ یہان کا راجہ مقابلہ کو تیار ہوا مصطفی خان نے قلعہ کا محاصرہ
کیا اور امراے برگی کو بھیجا کہ جو لوگ اہل قلعہ کی مدد کے لئے آتے ہین انکا مقابلہ کرے۔ چودہ مہینے
مین قلعہ کو سلسلہ مین طرح گاؤ کر کے تسخیر کیا اور علی عادل شاہ بنکاپور سے اس قلعہ مین آیا۔
یہان تین مہینے رہ کر بیجاپور مین آیا مصطفی خان چندر کوٹی مین سرحد کی حفاظت کے لئے
رہا۔ بادشاہ نے اپنی مہر اوسکو حوالہ کی اور حکم دیا کہ جسوقت کسی فرمان پر اہل دیوان
کا سکہ لگایا جاوے تو وہ بیجاپور سے چندر کوٹی مین بھیجا جاے اگر اسکا مضمون مصطفی خان
کے نزدیک معقول ہوا اور وہ تجویز اسکو مقبول ہو تو وہ مہر بادشاہ کی کرکے دارالملک
مین بھیجدے ورنہ موقوف و معطل رکھے۔
دوسرے سال مصطفی خان کی عرضداشت آئی کہ پہلے پہاڑ پر قلعہ چندر کوٹی بنا ہوا تھا
اور اب وہ دامن کوہ پر سطح بنایا گیا ہے بادشاہ قلعہ کے پرانے مقام کو آنکر ملاحظہ فرمائے
اگر قدیمی مقام پسند کرے تو قلعہ وہان بنایا جاے بادشاہ آیا اور اُس نے وہ مقام پسند
کیا قلعہ ایک سال مین تیار ہوا اور بادشاہ پھر اسکو دیکھنے گیا۔ شنکر نایک بادشاہ کی
ملاقات کو آیا اور اُس نے درخواست کی کہ میرے ملک کی سیر فرمائے علی عادل شاہ
نے اسکی درخواست قبول کی اور چندر کوٹی مین اپنی سپاہ چھوڑ کر مصطفی خان اور
پانچ ہزار سپاہ کو لیکر قلعہ کر ور مین گیا۔ یہ قلعہ کوہستان مین واقع ہے جسمین درختون کا
ہجوم ہے کہ آنے جانے کی راہ ایسی تنگ ہے کہ ایک سوار سے زیادہ نہین جاسکتا۔
اس جیسے ہولناک مین اکثر آدمی دلگیر ہو کر مراجعت کے خواہان ہوئے بادشاہ
نے لوگون کے کہنے سے اس جگہ کا قلعہ شنکر نایک کو دیدیا اور خود چندر کوٹی
مین چلا آیا مصطفی خان نے دولتخواہی کے سبب کہا کہ مینے بڑی مشکل سے شاہ سے
بازگشت کی اجازت دلائی ہے اگر اپنی سلامتی اور بھلائی چاہتے ہو تو سب
اہلکار سے اتفاق کرکے باج و خراج دینا قبول کرو تاکہ بادشاہ کی خاطر سے ان

بادشاہ نے ان امراء پر مہربانی کی پھر بموجب اس مضمون کے

سنگ در دست و مار بر سر سنگ		نے ز دانش بود سکون و درنگ	

عمل کیا اور انہیں سے اکثر امرا کو مار ڈالا۔

۹۸۷ھ میں اس سبب سے کہ بادشاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا۔ اپنے بھائی طہماسپ بیٹے ابراہیم عادل شاہ ثانی کو ولیعہد کیا۔ اس بادشاہ کو ایک خواجہ سرا نے جسکو خلوت میں اس بات کے لیئے بلایا تھا ۲۳ صفر ۹۸۸ھ کی رات کو مار ڈالا۔ شاہ جہان شد شہید تاریخ وفات ہے۔ بیجاپور میں اسکو دفن کیا اسکا مقبرہ روضہ علی کے نام سے مشہور ہوا خواجہ سرا قصاص میں مارا گیا۔

علی عادل شاہ کے عہد میں اکبر شہنشاہ کے ایلچی دو دفعہ آئے۔ ایک ایلچی اسکے مارے جانے کے وقت موجود تھا۔ بیجاپور میں جامع مسجد۔ حوض شاہ پور اور فصیل شہر اور بہتی ہوئی نہر کہ سب آدمیون پر سبیل تھی اسکے زمانہ کی یادگار ہین

ابراہیم عادل شاہ ثانی

علی عادل شاہ کی وفات کے بعد ابراہیم عادل شاہ ثانی تخت پر بیٹھا۔ اس وقت اس کی عمر نو برس کچھ مہینون کی تھی۔ کامل خان اور چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ کو تمام اختیارات سلطنت ملے۔ کامل خان نے کچھ دنون کام اچھا کیا مگر پھر چاند بی بی کو اپنی بی ادبی سے خفا کر دیا اسلیے کشور خان ولد کمال خان کو اسکے عہدہ کے لیئے بلوایا۔ جسنے بیخبر کامل خان کو آنکر مار ڈالا۔ چاند بی بی کی امداد سے حاجی کشور خان کل سلطنت کے کام کرنے لگا۔

انہین دنون میں بہزاد الملک ترک میر نوبت مرتضیٰ نظام شاہ نے پندرہ ہزار سوار لیکر عادل شاہ کے سرحد کے بعض پرگنون کو فتح کیا۔ حاجی کشور خان نے بعد سخت جنگ کے اسکو شکست دی بہزاد الملک بھاگ گیا۔ ہاتھی اور اسباب غنیمت بہت ہاتھ لگے۔ حاجی کشور خان نے چاند بی بی سے مشورہ لے کر سو ہاتھیون کے قریب جو

علی عادل شاہ پن کنڈہ مین پہنچا اور قلعہ اور شہر کی اطراف کو گھیر لیا تین مہینے کے بعد
قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو جاوے کہ وینکٹا دری نے اٹھ لاکھ ہون اور پانچ بڑے ہاتھی
ہندیا ہتم نائک امیر اعظم برگی پاس بھیجدیئے اور اسے پیغام دیا کہ تو اپنے ولی نعمت سے
مخالفت کر — ہندیا ہتم نائک نے یہ حرامخوری کی کہ چار ہزار سوار لیکر اپنے مورچہ چلا گیا
اور اردوے شاہی کے حوالی مین مزاحمت کرنے لگا اور اسکے اشارہ سے اور چار امراے برگی
نے بغاوت کی اور اپنے پانچہزار سوار اس پاس بھیجدیئے انہون نے اب لشکر شاہی کی بیجان
نہایت تنگ کیا۔ چورون کی طرح آدمیون کا مارنا شروع کیا۔ غلہ کی رسد کی راہ بند
کین ناچار بادشاہ الٹا بیجاپور مین آگیا۔ جب بادشاہ نے سنا کہ امراے برگی سرکشی کر کے
اپنے اقطاع پر متصرف ہوئے جو سرحد بیجانگر پر واقع تھے تو اس نے مرتضی خان انجو جو
سیف عین الملک کا جانشین تھا بھیجا۔ وہ تین ہزار سوار تیرانداز اور کچھ دکنی اور حبشی امراو کو ساتھ
لیکر چلا۔ ایک سال مین مرتضی خان و برگیون مین کئی مرتبہ جنگ واقع ہوئی غالب مغلوب
متمیز نہین ہوتا تھا طرفین سے بہت آدمی مارے گئے۔ آخر الامر مصطفی خان نے جو بنکاپور
مین تھا علیخان کو بھیجکر بادشاہ پاس زبانی پیغام بھجوایا کہ چورون کے مقابل لشکر کو بھیجنا اس کو
خراب کرنا ہے اور حزم سے دور ہے اب مناسب یہ ہے کہ بلطائف الحیل برگیون کو
بیجاپور مین بلائے اور جس بات کے وہ سزاوار ہون وہ انکے ساتھ کیجیے بادشاہ نے
اسکی یہ راے پسند کی اور بسو پنڈت اور اسکے دوستون کو بھیجا کہ وہ انکو بلا لائین
ہندیا ہتم نائک نے امراء کو بہت سمجھایا کہ تم نے اس وقت کہ ساری سلطنت راماراج
کی علی عادل شاہ پاس منتقل ہو جاتی مخالفت کی ہے اور اسکو دولت سے محروم
کیا ہے اب محال ہے کہ ایسا بڑا گناہ بادشاہ کی خاطر سے محو ہو جاوے اور پھر ہمکو
ہماری خدمتین اور جاگیرین ملجائین۔ غالباً مسلمان ہمکو فریب دے کر بیجاپور لیجا ئینگے
اور اپنا انتقام لینگے۔ اس سمجھانے پر بھی اکثر امراء بیجاپور چلے گئے اور ہندیا ہتم نائک
انکی رفاقت سے جدا ہو کر بلدہ پنکنڈہ مین وینکٹا دری کا ملازم ہو گیا۔ کچھ دنون

لشو خان سنے جاتا کہ خاص و عام کی طبیعت اس سے متنفر ہو گئی ہے اور امرای حبشی بھی
ایک منزل پر آ پہنچے ہین تو وہ بادشاہی جواہر اور خزانہ اور چار سو سوار لیکر اس طرح احمد
کی طرف بھاگا جیسے کوئی جانور دام سے نکل کر بھاگتا ہے یہان آنے پر معلوم ہوا کہ
ارکان دولت نظام شاہی اسکے رہنے کو پسند نہین کرتے ہین تو وہ گلکنڈہ دار السلطنت
قطب شاہیہ کی طرف چلا گیا - یہان ایک شخص نے سید مصطفی کے انتقام مین اسکو خنجر سے مار ڈالا
امرای حبشی بادشاہ کی خدمت مین آئے - ان مین سے اخلاص خان حبشی منصب وکالت پر
سرفراز ہوا اور ملکی و مالی اختیارات اسکو ملے - چاند سلطان ستارہ سے بیجاپور مین آئی
اخلاص خان نے بادشاہ کی محافظت اور ترتیب بدستور اسکے سپرد کی اور چاند بی بی
نے پیشوائی کا منصب افضل خان شیرازی کو سپرد کیا اور پنڈت بسیو کو منصب استیفا کا
دیا اور مستوفی ممالک بنایا - چاند بی بی کو غریبون یعنی پردیسیون پر توجہ تھی اس لئے
اخلاص خان نے متوہم ہو کر افضل خان اور بسیو پنڈت کو مار ڈالا اور بعض اور پردیسی
امرا کو مار کر حمید خان اور دلاور خان کے اتفاق سے مہمات سلطنت کے سرانجام مین
مصروف ہوا - عین الملک کو اوسکی جاگیر سے بلایا جب وہ آیا تو امرای ثلاثہ مذکور
اسکے استقبال کو گئے جنہو اس نے تنہا سمجھ کر قید کیا مگر جب شہر مین آیا تو ایسا رنگ دیکھا
کہ وہ خود اپنی جاگیر کو بھاگا اور ان قیدیون کو چھوڑ گیا - ان باتون سے تختگاہ
مین ہرج مرج واقع ہوا - شاہان دکن یہ حال دیکھ کر عازم تسخیر مملکت ہوئے
بہزاد الملک نے سید مرتضی امیر الامرای برار سے اتفاق کر کے اول قلعہ شاہ درک کا
محاصرہ کیا - صبح سے شام تک لڑائی رہتی اور قلعہ کی فتح کے لئے ہر طرح کے حیلہ و تزویر
کی تدبیر ہوتی - مگر محمد آقا پردیسی تھانہ دار قلعہ کے آگے کچھ تدبیر نہ چلتی اس نے بہت سے
محاصرین کے مار ڈالے - چار مہینے محاصرہ مین لگ گئے - اور کچھ نہ ہوا تو اسے چھوڑ کر
چالیس ہزار سوار لے کر بیجاپور کے باہر خیمہ زن ہوا لڑائی شروع کی بیجاپور مین اس وقت
دو تین ہزار سوار خاصہ خیل کے تھے مگر فرمان شاہی سے عین الملک اور اخلاص خان

امراء کو نظام شاہ کے لشکر سے مانگے تھے طلب کئے۔ سب امیرون نے ہاتھیون کے
پہنچنے سے انکار کیا اور مشورہ کرکے چاند بی بی کو عریضہ بھیجا کہ وہ مصطفی خان کو بنکاپور سے
بلاکر مہمات سلطنت اسکو حوالہ کرے۔ جب حاجی کشور خان کو یہ اطلاع ہوئی تو اُسنے
سازش کرکے بنکاپور مین سید مصطفی کو شہید کرادیا۔ جب یہ خبر چاند بی بی کو پہنچی تو وہ سادات
کو جان کی برابر عزیز رکھتی تھی اسنے کشور خان کی عداوت پر کمر چست کی۔ کشور خان
نے چند روز بعد چاند سلطان کے حق مین یہ بہتان و افترا باندھے کہ وہ ہمیشہ اس ملک کے
اخبارات اپنے بھائی مرتضی نظام کو لکھ بھیجتی ہے اور ملک عادل شاہ کی ملک کی تسخیر کی
ترغیب دیتی ہے اسلئے اُس کو زبردستی پالکی مین ڈال کر قلعہ ستارہ مین بھیجدیا اسکے بعد وہ
حد سے زیادہ مغرور ہوگیا اور میان بدو دکنی کو جسکے اخلاص و یکجہتی پر اسکو بڑا بھروسا
تھا سرحد کا سر لشکر مقرر کیا اور اسکو یہ ہدایت کی کہ لشکر کے حبشی افسرون کو دغا سے
گرفتار کرکے شاہ درگ مین قید کرے یہ خبر ان امیرون کو بھی ہوگئی جنکے پکڑنے کے لئے
جال بچھایا گیا تھا اُنہون نے میان بدو کے پکڑنے کا ارادہ کیا۔ اخلاص خان حبشی نے
یہ بہانہ بنایا کہ بیجاپور سے یہ خوشخبری آئی ہے کہ خدا نے مجھکو بیٹا دیا ہے اس خوشی
مین جشن شادی مرتب کیا۔ اور تمام امراء میان بدو کو بلایا۔ میان بدو اخلاص خان
کے خیمہ مین گیا اور گرفتار ہوگیا۔ چاہ کن را چاہ درپیش۔ جس جال سے وہ اورونکو
پکڑنا چاہتا تھا اُسی جال سے وہ خود پکڑا گیا اور اُس کے پاؤن مین زنجیرین پڑین
اسی روز سارے امراء بیجاپور کو روانہ ہوئے۔ عین الملک اور انکس خان بھی جاگیرون
کو چلے گئے۔ جب کشور خان نے سُنا کہ یہ سازش اُسکے برخلاف ہوئی ہے تو اُس نے
مقابلہ کرنے کا خیال بالکل چھوڑا۔ لوگون کے دلون مین وقر پیدا کرنے کے واسطے اُسنے
بادشاہ کی دعوت اپنے گھر مین کی مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جب وہ بیجاپور کے
بازارون مین جاتا تو عوام عورتین اور بڑھیا مین پکار پکار کر اسکو نفرین کرتین کہ
یہ فرزند رسول کا قاتل ہے اس نے چاند بی بی کو قلعہ مین قید کیا ہے۔ جب

ہاتھ ایسا کوتاہ کیا کہ کوئی اُسکو نہ پوچھتا تھا اور مذہب امامیہ کی جگہ مذہب اہل سنت
رواج دیا۔ سنہ ۹۹۰ھ سے ۹۹۸ھ تک آٹھ سال کچھ دنون سارے اختیارات شاہی اپنی
ہاتھ مین رکھی۔ جب اس نے مہمات کو حسب دلخواہ دیکھا کسی طرف کوئی معاند اور مزاحم
نہین رہا تو بلبل خان کو ملیبار بھیجا کہ وہان سے مال اور خراج مقرری وصول کرے وہ
اسیو نائک حاکم جرہ کو ساتھ لے کر شنکر نایک ضابطہ قلعہ کرور کے سر پر جا چڑھا وہ اطاعت
نہین کرتا اور خراج نہین دیتا تھا اسکے آدمیون نے بلبل خان کو قید کر لیا۔ جب شنکر نے
سر شنکر گرفتار دیکھا تو وہ بھی پریشان ہوا۔ بلبل خان ایک گھسیاری کے گھاس کے
گٹھے مین چھپ کر قید سے نکل آیا۔ دلدار خان نے خراج و باج کی تحصیل کو اور وقت
پر چھوڑا اور نظام شاہیون سے خصوصیت اور آشنائی پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔
سنہ ۹۹۲ھ مین مرتضیٰ نظام شاہ کے بیٹے میران حسین کا نکاح بی بی خدیجہ سے ہوا جو
ابراہیم عادل شاہ کی سوتیلی بہن تھی اپنی دلہن کے ساتھ چاند بی بی بھی اپنے بھائی
مرتضیٰ نظام شاہ سے ملنے گیئن —

سنہ ۹۹۵ھ مین جب بادشاہ بالغ ہوا تو اسکی شادی ملکہ جہان ہمشیرہ محمد قلی قطب شاہ سے
ہوئی۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی دیوانگی کے آثار نمایان تھے
اس نے اپنے بیٹے میران حسین شاہ کو قتل کرنا چاہا مگر بعض امرا نے ابراہیم عادل شاہ
ثانی کو احمد نگر بلا کر اسکی حمایت سے اسکے بہنوئی میران حسین شاہ کو تخت پر بٹھایا اور
مرتضیٰ نظام شاہ کو قید کیا۔ میران حسین شاہ نے یہ نادانی کی کہ اپنے باپ مرتضیٰ
نظام شاہ کو مار ڈالا جس پر ابراہیم شاہ خفا ہو کر احمد نگر سے بے ملے بیجاپور چلا آیا۔
بلبل خان حبشی کو دو ہزار سوارون کے ساتھ راجایان ملیبار سے باج و خراج کی
تحصیل کے لئے بھیجا تین سال کا محصول اکتیس لاکھ پچاس ہزار ہون اسیر چڑھ گیا تھا
جمال خان مہدوی دولت خانہ نظام شاہیہ پر مسلط ہوا اور بدعتی مذہب مہدویہ
کو رواج دیا اور پردیسیون اور اورون کی استمالت کی۔ جب ابراہیم عادل شاہ

ساٹھ ہزار سوار خاصہ خیل لیکر آموجود ہوئے لڑائیان ہوئین۔ قلعہ کی دیوار بھی بہت گر گئی
بہزاد الملک سے سید مرتضیٰ سپہ سالار نہایت آزردہ تھا وہ اسکے کامون مین اپنی تدبیر سے
خلل ڈالتا تھا بیجاپور کے لوگون کو اتنی فرصت دلا دی کہ انہون نے قلعہ کی دیوار
بنا لی۔ اس سبب سے کہ ملک کے اشراف اور امراء حبشی غلامون کی حکومت سے
راضی نہ تھے اور انکے قول و فعل پر اعتماد نہین کرتے تھے اور بیجاپور مین نہین آتے تھے
تو صاحب دخل حبشیون نے مصلحت وقت دیکھ کر چاند بی بی سلطان سے عرض
کیا کہ ہم غلام ہین اور اشراف و اعیان ملک ہماری حکومت و ریاست سے آزردہ
ہین تو صلاح دولت ہمارے نزدیک یہ ہے کہ کسی اہل نجیب کو مہمات ملکی و مالی حوالہ
کی جائین چاند بی بی نے شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر کو امیر جملگی کا منصب عطا کیا اس نے
امراء کی سپاہ بلاکر امراء عظام کو ایسا خوف دلایا کہ وہ بیجاپور سے اپنے اپنے ملکو
محمد قلی قطب شاہ نے مصطفیٰ خان کو سپاہ دیکر عادل شاہی ملک پر ٣ تاخت کرنے کی
لیے بھیجا اس نے چند پرگنے اور قصبے لے لئے۔ مگر اخلاص خان اور دلاور خان حبشی
نے آنکر گلبرگہ مین ایسا ہنگامہ جنگ برپا کیا کہ مخالفون کو شکست دی اور ایکسو
پندرہ ہاتھی چھین لئے۔ اس فتح سے دلاور خان کو یہ خیال ہوا کہ منصب وکالت
اور امیر جملگی حاصل کیجیے اس خیال سے وہ اخلاص خان سے خوب لڑا اور شہر
مین خوب توپ و تفنگ چلے۔ حیدر خان تھانہ دار دلاور خان کا طرفدار ہوا
اور بلیل خان نے اخلاص خان کی حمایت کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دلاور خان نے
اخلاص خان کو گرفتار کرکے اندھا کر دیا۔ غرض اب دلاور خان صاحب
اختیار ہو گیا اور اسنے اپنے بیٹون کو بادشاہ کے بڑے بڑے کامون مین
لگا دیا اس نے ایک لاکھ پردیسی اور ساٹھ ہزار حبشی سپاہ مین رکھ کر باقی
کو عادل شاہ کی قلمرو سے نکال دیا اور شاہ ابوالحسن جو اخلاص خان کے
حکم سے محبوس ہوا تھا۔ اول معزول کیا۔ پھر شہید کیا اور امور ملکی و مالی مین چاند بی بی کا

امنون کو لگنے لگے۔ وضیع و شریف یکسان ہوگئے۔ جمال خان مہدوی نے جلاف و
اوباشون کی جماعت جمع کی وہی امور مالی اور ملکی کا متصدی ہوا۔ برہان نظام شاہ
اپنے بھائی مرتضی نظام شاہ کی قید سے بھاگ کر جلال الدین محمد اکبر پادشاہ کی ملازمت
مین چلا گیا تھا۔ اُس نے اپنے بیٹے کی جلوس کی خبر سنی تو انتزاع سلطنت کے درپے
ہوکر یہ چاہتا تھا کہ پادشاہ دہلی کا لشکر دکن مین جاکر ....
بخواہی ملک موروثی اسکو دلائے مگر اب رائے اوسکی بدل گئی اس نے اکبر شاہ سے
عرض کیا کہ اگر لشکر پادشاہی اپنے ہمراہ لیجاؤنگا تو اس سبب سے امرائے نظام شاہی مجھ سے
رمیدہ خاطر ہو جاوینگے اور میرے پاس نہین آئینگے اگر حکم ہو تو تنہا اس حدود مین جاؤن
اور ان امرا کو مطیع بناؤن اور ملائمت و ملاطفت سے ولایت موروث پر متصرف ہون
پادشاہ نے اس بات کو معقول جان کر رخصت فرمائی اور یہ شرط ٹھہرائی کہ جب ممالک آبا
و اجداد پر تم کو استیلا ہو تو ملک برار جسکو ۹۸۲ھ مین تفال خان نے ہماری پیشکش مین دیا تھا
وہ تم بھی دیدو۔ برہان شاہ نے طوعاً و کرہاً اسکو قبول کیا اور دکن کی طرف روانہ ہوا اور
راجہ علی خان والی خاندیس کے استصواب سے اسنے خواجہ نظام استرابادی کو قلندرون کا
لباس پہنا کے امرا و جرار کے پاس بھیجا کہ انکو اطاعت پر دلالت کرے اور عہد و پیمان کر کے اور
قسم لے۔ وہ ان امرا کے پاس آیا تو بعض نے اطاعت کا اقرار کیا اور بعض نے انکار جہانگیر خان
حبشی حاکم سرحد برار مذہب مہدویہ کی ترویج سے جمال خان کی دولت کا زوال
چاہتا تھا اسنے عریضہ خواجہ نظام کی معرفت برہان شاہ کی تشریف آوری کے لئے
لکھا اسکے مرا... سے برہان شاہ چند آدمیون کے ساتھ برار مین آیا جب وہ مسکن جہانگیر مین آیا
تو ملاقات کے وقت بسبب اتفاق یا از رہِ نفاق انمین جنگ واقع ہوئی۔ جہانگیر خان کو
واقع ہوئی۔ برہان شاہ جس راہ سے آیا تھا اُسی راہ سے ہند کی طرف بازگشت کر کے
ہنڈیا مین آیا۔ راجہ علی خان کو حقیقت واقع پر مطلع کیا اور جمال خان اور سرکش
امراء کے دفع کرنے کے لئے اور مملکت احمدنگر کی تسخیر کے واسطے مشورہ کیا تو اُس نے بہ

اسکی جستجو کی تو اس نے دلاور خان کے استصواب سے دولتخانہ نظام شاہیہ کی
اصلاح کے لیے سنہ ۹۹۷ میں سفر کیا اور بیل خان کو تاکید سے طلب فرمایا۔ دلاور خان
قلعہ شاہ درگ سے باہر قریب ایک ماہ کے پڑا رہا مگر بیل خان نہ گیا تو وہ احمد نگر
کی جانب روانہ ہوا۔ جب جمال خان کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ پندرہ ہزار سپاہ
اور توپ و تفنگ لیکر اسمعیل نظام شاہ کے ساتھ لڑنے آیا اور قصبہ شیتی کے حوالی میں ایک
قلب جگہ میں اترا۔ بیس روز گذرے مگر برسات کے سبب لڑائی نہیں ہوئی۔ جمال خان
مضطرب و پراگندہ ہوا اس نے صلح کو جنگ سے بہتر جانا اور ایک جماعت کو واسطہ بنا کر
اس شرط پر صلح ہو گئی کہ اس نے خدیجہ جہان زوجہ میران حسین مقتول کو جو ابراہیم عادلشاہ
کی بہن تھی مع پچھتر ہزار ہون کے بھیجدیا۔ بیل خان بھی آگیا اور باج و خراج جو ان
حدود سے لایا تھا پیش کیا دلاور خان کو بیل خان سے اسکے دیر آنے کے سبب سے
عداوت ہو گئی تھی۔ بیل خان نے ایک دن موقع پاکر بادشاہ سے عرض کیا کہ میں نے
جو اس ملک میں توقف کیا وہ بالضرورت تھا۔ جسوقت فرمان طلب پہنچا میں رعایان
کرناٹک سے باج و خراج وصول کر رہا تھا اگر چلا آتا تو سارا روپیہ محصول کا مارا جاتا
اور یہ مبلغ گرانقدر نہ وصول ہوتے اگر دلاور خان شاہ درگ میں پندرہ روز توقف
کرتا تو اسکا کچھ حرج نہ تھا پھر وہ میرے لشکر کے ساتھ ولایت نظام شاہ میں داخل
ہو اکثر قلاع و بقاع فتح ہو جاتے۔ باوجود اسکے میں اپنے گناہ کا معترف ہوں حضور
معاف فرمائیں۔ بادشاہ نے اسکا عذر قبول کر لیا دلاور خان بھی اس پر لطف ظاہر
کرنے لگا مگر آخر کو اس نے بیل خان کو اندھا کر دیا جس سے بادشاہ آزردہ ہوا۔
جب میران حسین نے باپ کی مکافات میں شربت ممات پیا تو اسمعیل بن برہان نظام
شاہ احمد نگر کے تخت پر بیٹھا تو چھوٹوں طرف سے لشکر مغل و حشر مغل نے ملک کو گھیر
امن امان کی جگہ کو آفت و مخالفت نے لے لیا یہاں سے رقابت کے فتنے
دربار کے کاروان چل پڑے۔ فتنہ جات ہند کے شرارے غریب دکھوں کے

پھر اُس نے دلاور خان کو نامہ بھیج کر صلح کے باب مین مبالغہ کیا جب اسکا اثر کچھ اس پر مرتب
نہ ہوا تو اُسنے نظام شاہیہ خزانون کا منہ کھول دیا اور زر و سیم کے مقناطیس سے خواص و عوام کی
کو جذب کرلیا اور بڑا جنگی لشکر جمع کیا اور بعض نظام شاہ کی ملازمت مین احمد نگر سے جنگ کے قصد
سے دارسنگ کی طرف کوچ کیا اور لشکر عادل شاہی سے سات کروہ پر آن پہنچا پھر دلاور
پاس اپنے آدمی بھیجکر نہایت تضرع اور تملق اور چاپلوسی کی دلاور خان نے پھر اسکے مدعا کو بعد
کیا۔ جمال خان اپنے کام مین سراسیمہ تھا کہ دلاور خان سے خوشامد گویون نے کہا کہ جمال
چاہتا ہے کہ مہدیون کی جماعت لے کر بھاگ کر ناک دون کے جنگل مین چلا جاے۔ اسنے اس
بات کو باور کرلیا اور یہ ارادہ کیا کہ جمال خان کو جا کر پکڑ لے یا بھگا دے۔ اسی زمانہ مین
جمال خان سے امراے حبشی بے آہنگ خان برگشتہ ہو کر عادل شاہی لشکر مین آیا اور
ابراہیم عادل شاہ سے رخصت لے کر بیر کی راہ سے برہان شاہ پاس گیا۔ جمال خان نے
جانا کہ روز بروز امرا اُسے چھوڑ کر چلے جاتے ہین تو وہ اور زیادہ مضطر ہوا اور کوچ کیا۔
اور کہین قریب وہان اترا جہان آب گندہ پہاڑون کے درمیان تھا اور جہان کم تھی اور
لشکر کا انتظام ہو سکتا تھا دلاور خان اس کوچ کو فرار سمجھ کر اپنے پادشاہ کی اجازت
کے بغیر تیس ہزار سوار لیکر جمال خان کے لشکر کے پاس پہنچا۔ پادشاہ کے آدمی نے آنکر اُس سے
کہا کہ سامان جنگ درست نہین ہے آج نہ لڑ تا کل لڑنا۔ مگر اسکو اپنی سپاہ کی کثرت اور
ہاتھیون پر ایسا غرور تھا کہ اُس نے پادشاہ کی بات ماننے مین عذر کیا اور کہا کہ مین ابھی
جمال خان کے ہاتھ پانون باندھ کر لاتا ہون یہ کہہ کر اُس نے جمال خان کے لشکر کو سب
طرف سے گھیر لیا اب جمال خان نے دیکھا کہ اسکا فریاد رس کوئی تلوار کے سوا نہین ہے
پانچوین جمادی الاول کو لشکر کو مرتب کر کے میدان جنگ مین آیا۔ ہنگامہ جنگ گرم ہوا
امراے کبار عین الملک ورانکس خان و عالم خان جانتے تھے کہ بلبل خان نے اندھا کر دی
ہے اور اسکے بے حکم جمال خان سے لڑنے سے دلاور خان پادشاہ کے دل سے اترا ہوا
ہے تو وہ شکست کا بہانہ بنا کے دارسنگ کو بھاگ گئے اور دلاور خان کو تنہا کے

مصلحت بتلائی کہ اگر اکبر شاہ سے لشکر کی مدد طلب کیگا تو سلاطین دکن تجھ سے بدگمان ہو جائینگے
جمال خان سے مشغول جسسے کام کو طول ہو جائیگا اور معلوم نہین کہ یہ معاملہ دس برس تک
مین بھی فیصلہ ہو یا نہ ہو اور مجھ مین اتنا مقدور نہین کہ جمال خان سے جنگ کے لیے لشکر آراستہ
کرون اور تجھکو احمدنگر کے تخت پر بٹھاؤن میری نزدیک صلاح کار یہ ہی کہ تو اپنے سب کامون کو
ابراہیم عادل شاہ کے مفوض کرے کہ یہ امر بغیر اُس کی توجہ کے صورت پذیر نہوگا۔ پس برہان شاہ
نے ابراہیم عادل شاہ سے خط و کتابت شروع کی۔ ابراہیم عادل شاہ مہربان ہو کر اسکے
درپے ہوا ۵ ربیع الاول ۹۹۹ھ مین جمال خان مہدویہ کے استیصال کے لیئے اور
برہان شاہ کو احمدنگر کے تخت پر بٹھانے کے لیئے روانہ ہوا۔ شاہ درگ مین آیا اشراف
اور اعیان مملکت کے نام فرامین جاری کیئے کہ ہمارا ارادہ ہی کہ برہان شاہ کو احمدنگر کے تخت
پر بٹھائین اور اسمعیل کو اٹھائین۔ باپ کے ہوتے کم عمر جاہل بیٹے کے امر پادشاہی کا متکفل ہونا
ارباب جاہ کو مستحسن نہین معلوم ہوتا۔ تم کو چاہیئے کہ برہان نظام شاہ کی دولتخواہی سے عدول
نکرو جب پادشاہ شاہ درگ سے دارسنگا مین کہ برار کی سرراہ ہے آیا برہان شاہ اور
راجہ علی خان کو اپنے آگے بڑھنے کی اطلاع دی اور لکھا کہ ہم نے امراء برار کو برہان شاہ
کی اطاعت کے لیئے بمقتضاء وقت نوشتے بھیجے ہین اب تم دونو سرحد برار پر آ انکو
انکو بلالو۔ وہ جمال خان سے ٹوٹ کر تم سے ملجائینگے جمال خان جانتا تھا کہ یہ مشورہ کیا
ہو رہی ہین اسنے امجد الملک مہدوی کو کہ برار کا سرلشکر تھا لکھا کہ سلاطین اطراف [illegible]
میرے استیصال کے درپے مین ایک پادشاہی و مہمات دنیوی کے سبب سے دوم دینی سبب کہ وہ یہ
ہین کہ مذہب مہدویہ کو جس نے مشقت سے رواج پایا ہے درہم برہم کرین بس ہر دینی برادر
کی جانبازی کی شرط یہ ہی کہ شجاعت کر کے امراے برار کو جسطرح جانو دلاسا دیکر برہان شاہ سے
ملنے دو اور سرحد برار پر بیٹھ کر برہان شاہ کو مملکت برار مین نہ داخل ہونے دو اور اگر
راجہ علیخان اُسکے ساتھ سرکشی کرے تو ہم بھی اعلام جنگ بلند کر کے اسمعیل نظام شاہ کی
[illegible] تقصیر نکرین مین عنقریب عادل خان سے صلح کر کے تمہاری مدد کو آؤن گا

تو دلاور خاں نے ابراہیم عادل شاہ کے پاس آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ آپکے دشمن قوی ہو گئے ہیں آپ کو جلد اسکا علاج کرنا چاہیئے۔ پادشاہ نے یہ جواب دیا کہ اب تک میں مردم خیز کی قدر نہیں جانتا تھا اب مجھ کو معلوم ہوا کہ تیرے بغیر مہمات سلطنت کسی وجہ سے رونق نہیں پائیگی اور معاملہ برہان شاہ سے مجھے فراغ تیری رائے عقدہ کشا کے بغیر نہیں ہو گا۔
غرض دلاور خاں حبشی اس وعدہ سے بادشاہ کی خدمت میں آیا کہ کوئی جانی یا مالی نقصان اسکو نہ پہنچایا جائیگا پادشاہ نے اسکو آتے ہی اندھا کیا اور اپنے وعدہ کے ایفا کی یہ حجت شرعی گھڑی کہ آنکھو نکا نکالنا مالی اور جانی نقصان نہیں ہے بعد ازاں ابراہیم عادل شاہ نے امرا بر گی بر سیم منقلاے چھ سات ہزار سواروں کے ساتھ برہان شاہ کی طرف بھیجے اور شعبان میں رومی خاں کو سر لشکر بنا کر دس ہزار سواروں اور بہت خزانوں کے ساتھ نظام شاہیہ لشکر کے دفعہ کرنے کے لیئے روانہ کیا بعد اسکے الیاس خاں میر نوبت کو تین ہزار سوار خاصہ خیل کے ساتھ بھیجا۔ امراء برگی سے برہان شاہ نے کئی دفعہ شکست پائی۔
برہان شاہ کے لشکر میں قحط و وبا سے بہت آدمی مر گئے۔ برہان شاہ نے شولاپور کے قلعہ لینے کا ارادہ کیا ابراہیم عادل شاہ نے رومی خان اور الیاس خان کو اس طرف روانہ کیا لڑائی ہوئی اور سپاہ عادل شاہیہ کو فتح ہوئی برہان شاہ کو شکست ہوئی۔
اس واقعہ کے بعد برہان شاہ کی سرکار میں خلل عظیم واقع ہوا۔ سفر کثیر الضرر کی تمادی ایام اسکی سپاہ بھاگنے لگی اور امرائے حبشی و دکنی اسکے بیٹے اسمٰعیل کو اسکی جگہ پادشاہ بنانے کا ارادہ کرنے لگے۔ برہان نظام شاہ کو احمد نگر جانا جب نصیب ہوا کہ ابراہیم عادل شاہ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ برہان نظام شاہ نے جو قلعہ منگلسر میں بنایا تھا اُس کو خود اُس نے مسمار کیا۔
سنہ میں بادشاہ نے منجھی خان ولد بزرگ کمال خان کو ملیبار کی جانب تحصیل باج و خراج کے لیئے بھیجا۔ کنک راے جو سب رایوں میں بڑا تھا اور آٹھ ہزار پیادے و سوار اسکے زیر حکم تھے وہ منجھی خان سے آکر ملا اور رایوں نے بھیو کر دینگلنا دری اور ارسب[illegible]

سنہ مین چھوڑکے بہت جنگ ہوئی۔ جمال خان کو فتح ہوئی اور تین سو ہاتھی ہاتھ آئی دلاور خان
بھی دارسنگ کو اور جمال خان بھی دارسنگ کی جانب روانہ ہوا اتنے عرصہ مین راجہ بیجانگر
اور برہان شاہ اور امراے برار ملک احمدنگر کی طرف آگئے جمال خان انکی طرف گیا جس سے وہ
بڑے پریشان ہوئے اور امجد الملک و بعض اور امراء مہدویہ کو جنکے مکر سے امین نہ تھے مقید
کرکے قلعہ آسیر مین بھیجدیا اب لشکر عادل شاہی نے بھی جمال کے پیچھے کوچ کیا اور آٹھ ہزار سوار
برگی کو جمال خان کے لشکر پر تاخت و تاراج کرنے کے لیئے روانہ کیا اس سفر مین ملا [illegible]
بادشاہ کے ساتھ بہت بیباکانہ اور گستاخانہ باتین کرتا تھا اسلیئے بادشاہ نے اسکے ہاتھ سے
فراغت پانے کا ارادہ کیا۔ وہ لڑ بھڑکر صحیح سلامت احمدآباد بیدر کو چلا گیا وہ حنفی مذہب تھا
کوئی بادشاہ کو حنفی مذہب جانتا تھا کوئی اسکو علی عادل شاہ کا بھتیجا جانکر شیعہ مذہب جانتا
تھا عوام نے اسکو شیعہ سمجھا اور اہل سنت نے جو کمال تعصب رکھتے تھے اپنے تئین شیعہ بناکے
موذنون سے یہ اذان دلائی کہ اشہد ان علیاً ولی اللہ اسپر بادشاہ خفا ہوا بیجاپور
مین پھر تو اہل سنت کی طرح اذان ہوتی۔ انہین دنون مین برہان شاہ کی فتح کی اور
جمال خان کے کشتہ ہونے کی خبر آئی بہت نامے لکھے گئے۔

دلاور خان حبشی احمدآباد بیدر سے برہان نظام شاہ پاس چلا گیا اور اُسنے برہان
شاہ کو سمجھایا کہ شاہ درگ اور شولاپور کے قلعون کو تسخیر کرے۔ سنہ۔ ابراہیم عادل شاہ کے
بیٹا پیدا ہوا اور دو مہینے کا زندہ رہ کر مرگیا۔ مگر برہان نظام شاہ نے نہ تہنیت دی نہ
تعزیت کی اس سبب سے ابراہیم عادل شاہ کو برہان نظام شاہ سے ایک گونہ کدورت
پیدا ہوئی۔ دلاور خان کی تحریک و تجویز سے غرہ جمادالثانی سنہ مین برہان نظام شاہ
نے عادل شاہ کے ملک مین نہیب غارت شروع کی اور قصبہ منگلسرین جو بیجاپور سے تیس
کروہ ہے قلعہ بنایا جسکو ابراہیم شاہ نے یہ کہا کہ یہ قلعہ بنانا اسکا ایسا ہے کہ جیسے لڑکے
کھیل بازی مین عمارت بناتے ہین اور خود ڈھاتے ہین غرض اس بادشاہ نے برہان نظام شاہ سے
لڑنے کا کچھ سامان نہین کیا اور موسم برسات مین کہ اس ملک کی خیر الفصول ہے مہم کو ملتوی

چھہ ہزار سوارون کے ساتھ بلگوان روانہ کیا اس نے قلعہ کو جاکر گھیر لیا۔ پادشاہ کے
حکم سے عین الملک نے بھی جاکر وہان اپنا مورچہ جمایا مگر پوشیدہ پوشیدہ شہزادہ کو غلہ
اور آذوقہ پہنچایا جب یہ حال اسکا پادشاہ کو معلوم ہوا تو اسکو بہانہ بناکے اپنے پاس بلایا
اور اسکی بہت خاطر کی اور اسکو اپنی جاگیر پر رخصت کیا وہ رہکری مین آیا یہان آنکر
شہزادہ کی امداد غلہ اور آذوقہ سے کی۔ ان دنون مین حیات خان کوتوال بیجاپور
الیاس پاس گیا تھا اسنے مراجعت کے وقت پرگنہ رہکری مین عین الملک کو بہتے ہاتھون
ہاتھون لیا اور حرامخوری کا الزام لگایا جس سے عین الملک نے حیات کو پابزنجیر کیا اور یہ
سمجھکر کہ آگ کو دامان کے نیچے نہین چھپا سکتے اسنے چارون طرف احکام بھیجے کہ شہزادہ
کی اطاعت کرو اور برہان شاہ کو بھی اسلئے بلایا کہ بغیر آپ کی توجہ کے اسمعیل کے سر پر
تاج نہین رکھا جا سکتا برہان شاہ نے پہلے حقوق اور عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھا
اور امداد کا نامہ مہر لگاکے بھیجدیا چارون طرف ملک مین بدنظمی نے پاؤن پھیلائے
کیا۔ چند رایون نے سرکشی کی۔ الیاس خان و رومی خان دشمنون کے ساتھ موافقت
کرنے سے متہم ہوئے اور امارت سے معزول اور مقید ہوے۔ پادشاہ نے امرا کی
طلب مین چارون طرف فرمان جاری کیے۔ عالم خان دکنی آیا۔ عین الملک نے بلگوان کو
پادشاہ کے لشکر سے خالی پایا۔ الخش خان کو بہت روپیہ دیکر دس ہزار سوار اور بیس ہزار
پیادے جمع کیے اور بلگوان مین گیا۔ برہان نظام شاہ کا بھی انتظار نہ کیا اور اسمعیل شاہ کے
سر پر چتر رکھ دیا۔ ابراہیم عادل شاہ نے حمید خان حبشی کو سرلشکر کیا۔ حمید خان
بہت جلد بلگوان گیا عین الملک نے اس سے درخواست کی کہ وہ شاہزادہ کی اطاعت
کرے حمید خان نے کہا کہ مین جنگ کے ارادہ سے نہین آیا بلکہ شہزادہ کی اطاعت کے
لیے آیا ہون اگر اب برہان شاہ کا انتظار نہ کرکے شہزادہ کو لیکر میرے پاس چلے آؤ
تو یقین ہے کہ گوہر مقصود بے زحمت و مشقت و بے منت غیر ہاتھ لگ جاے
حمید خان کی جلد مین عین الملک آگیا اسنے برہان شاہ کا انتظار نہ کیا جو پوشیدہ

امرا بھی دلیری اور گستی وزیر تھے وہ ملک نہ لاسکے مکر و حذر سے متوحش تھے اور لشکر
سے بہر دلیری نہین کرتے تھے بیس ہزار آدمیون کو ساتھ لیکر ان حدود کے کوہستان
مین بیٹھے کھیلنا اور باج و خراج دینے سے انکار کیا۔ ربیع الثانی سنہ [illegible] مین انسے لڑائی ہوئی
تین روز تک معرکہ جنگ گرم رہا۔ غالب و مغلوب کی تمیز نہ ہوتا تھا لیکن ان راؤن مین آپس
مین تفرقہ ہوا ہر ایک اپنے دار القرار مین گیا اول فوج شاہی نے قلعہ جرہ کو محاصرہ کرکے
ایسے ناتگ کو مطیع کیا دو تین روز مین قلعہ سواری کو دینکنادری کے قبضہ مین نکال لیا
قلعون کی تسخیر اور راؤن کی تادیب ہو رہی تھی کہ بلگوان کے فتنے کی خبر منتشر ہوئی اور
تفہیم خان میمارز سے بیجاپور بلایا گیا۔

طفال کے دو بیٹے اسمعیل و ابراہیم تھے جنمین شہزادہ ابراہیم بادشاہ ہوا۔ اسمعیل تین
برس کا تھا بھائی کے ساتھ رہا کرتا تھا جب بڑا ہوا تو قلعہ بلگوان مین مقید ابراہیم عادلشاہ
نے اسکے پاؤن کو زنجیر سے نکال دیا اور قلعہ مین اسکے لئے سامان عیش مہیا کر دیا ہزار ہون
ماہوار کر دیا اور ہمیشہ اس پر طرح طرح کی عنایتین کرتا رہا اسکے لئے دنیا کے سارے عیش
موجود تھے مگر وہ قلعہ سے باہر نہین جانے پاتا تھا۔ اب اس نے کوتوال و قلعہ کے لشکر اور
بعض امرائے شاہی کو اپنا طرفدار بنا کر کھلی بغاوت اختیار کی بھائی نے اسکو لکھا کہ
انکسار کے ساتھ اعتذار کرو اور اپنی تقصیرات کے تدارک مین مشغول ہو تو حقوق برادرانہ
اور مراحم خسروانہ تم پر کرونگا نہین لشکر سے تیرا سر کچلونگا جب بادشاہ کا رسول نو عالم
کریم الشلح قطب عالم کی اولاد مین تھا بلگوان مین آیا تو اسمعیل نے اسے قید کیا جب
سراب کی مانند بے صواب سمجھا اور برہان شاہ سے اعانت چاہی وہ تو یہہ
چاہتا تھا اس نے اسمعیل کو لکھا کہ تم کو یہ کام کرنا چاہیے کہ اول امرائے کبار بیجاپور
کو کسی ڈھب سے اپنا یار بنانا چاہیے خصوصاً عین الملک کو جسکی جاگیر بلگوان کے
قریب ہی عین الملک نے نفاق کا پیشہ اختیار کیا ظاہر مین شاہ کا خیرخواہ معلوم
ہوتا تھا اور باطن مین وہ شہزادہ کی مدد کرتا تھا بادشاہ نے الیاس خان کو بھیج

تاریخ سلاطین نظام شاہیہ احمدنگر

احمد سنہ ۸۹۶ہ / ۱۴۹۰ برہان سنہ ۹۱۴ہ / ۱۵۰۸ حسین سنہ ۹۶۱ہ / ۱۵۵۴ مرتضی سنہ ۹۷۲ہ / ۱۵۶۵ میران حسین سنہ ۹۹۶ہ
اسمعیل سنہ ۹۹۷ہ / ۱۵۸۸ برہان دوم سنہ ۹۹۹ہ / ۱۵۹۰ ابراہیم سنہ ۱۰۰۳ہ / ۱۵۹۴ احمد دوم سنہ ۱۰۰۳ہ / ۱۵۹۴ —
بہادر سنہ ۱۰۰۴ہ / ۱۵۹۵ —

احمد شاہ - ملک نائب نظام الملک بحری کا بیٹا تھا اور ملک نائب بیجاپور کے برہمنون کی اولاد مین تھا۔ نام اسکا اصلی تیما بھٹ تھا اور اسکے باپ کا نام بھیرو تھا۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کے زمانہ مین بیجانگر مین وہ مسلمانون کے ہاتھ مین اسیر ہوا اور ملک حسن اسکا نام ہوا اور پادشاہی غلامون مین شمار ہوا۔ سلطان احمد شاہ نے اسکو یہ دیکھ کر کہ ہندی کی نوشت خواند مین لائق اور قابل ہی اسکو اپنی بڑے بیٹے محمد شاہ کے حوالہ کیا۔ اس شہزادہ کے ساتھ اسنے تھوڑے دنون مین فارسی لکھنا پڑھنا سیکھ لیا یہ عوام مین ملک حسن بھیرو مشہور ہوا۔ مگر شاہزادہ کے منہ سے اچھی طرح بھیرو کا تلفظ نہین ہوسکتا تھا اس لئے اسنے بھیرو کی تحریف کرکے بحری کر دیا اس لئے خاص و عام مین اسکا لقب بحری ہوگیا۔ بعض کہتے ہین کہ شاہزادے نے اپنی خاص بحری (شکاری پرند) سپرد کی تھی اور قوش بیگی یعنی کل شکاری جانورون کی افسری دی تھی اسلئے بحری اسکے لقب مین داخل ہوا آہستہ آہستہ اسکے القاب خطاب بڑھتے بڑھتے وہ نظام الملک بحری ہوا اور خواجہ جہان گاوان کی عنایت سے وہ تلنگ کا طرفدار ہوا۔ خواجہ جہان کے مرنے کے بعد اسکا قائم مقام ہوا اور ملک نائب کا خطاب اور سرلشکر کا منصب پایا پھر وہ سلطان محمود بہمنی کا وکیل السلطنت ہوا۔ سلطان محمود نے اسکی سابق جاگیر پر بیر اور پرگنون کو اضافہ کیا جنکو ملک نائب نے اپنے بیٹے ملک احمد کو حوالہ کیا اور خواجہ جہان دکنی کی ہمراہ جنیر بھیجا اب جنیر حاکم نشین ہوگیا تھا یہان ملک احمد نے اقامت اختیار کی اور ضبط و نسق مین مشغول ہوا ہر چند ملک نظام الملک بحری پادشاہ سے فرامین حاصل کرکے بھیجتا تھا کہ قلعہ بیر اور جوند ملک احمد کو حوالہ کرین مگر ایک برہمنون کی جماعت کو جنیر خواجہ جہان گاوان نے اعتماد کرکے ان قلعون کو حوالہ کیا تھا وہ ان فرامین پر عمل نہین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہمارا

میں آیا تھا چند منزلوں کے طے کرنے کے بعد ایک میدان میں حمید خان و امرا سے ملاقات
ہوئی جنھوں نے اسکو بادشاہ بنایا وہ خاطر جمع اور دلشاد شراب میں مشغول ہوا کہ حمید خان نے
نزدیک آن کر توپ ضرب زن و تفنگ سے آتشباری شروع کی جسکا انجام یہ ہوا کہ عین الملک کا
سر کاٹا گیا اور بادشاہ کے پاس بھیجا گیا اور وہ توپ میں اڑایا گیا اور شہزادہ اسمعیل سنگیر ہوا
برہان نظام شاہ جو پرندہ میں شہزادہ کی اعانت کو آیا تھا احمد نگر واپس گیا۔

جب بادشاہ کو ملکوان کے سرکشوں سے فراغت ہوئی تو اور سرکشوں کی فکر ہوئی اور جن
میں سے کسی کو محبوس کسی کو معزول کیا۔ گھر کے چوروں کو نکالا اور آستین کی آگ کو بجھایا۔ ایام فتور میں
کرناٹک کے کسی راجہ نے قلعہ چندر کوتی کو ابراہیم عادل شاہ کے اہلکاروں سے چھین لیا تھا۔
وجیانگر کے راجہ کو یہ فکر تھا کہ ابراہیم عادل شاہ ضرور اس قلعہ پر لشکر کشی کریگا۔ علی شاہ
پسر عین الملک باپ کے مرنے کے بعد اس راجہ پاس آیا تھا اُس نے رائے کو صلاح دی کہ
برہان شاہ والی احمد نگر سے اتفاق کیجیے اور آپ اس طرف سے اور وہ اس طرف سے
عادل شاہ کے قلعوں اور ملکوں پر متصرف ہوں رائے نے یہ رائے پسند کی یہ برہان شاہ
اور رائے میں یہ امر قرار پایا کہ رائے قلعہ بنکاپور و مدکل پر متصرف ہو اور برہان شاہ قلعہ شولاپور
شاہ درگ کو اپنے تصرف میں لائے۔ برہان شاہ نے مرتضی خان انجو کو سپہ سالار بنا کر شولاپور
اور شاہ درگ کے فتح کرنے کے لیے بھیجا۔ جب یہ سپہ سالار پرندہ کے قریب آیا تو معلوم ہوا کہ
ابھی رائے وجیانگر نے جنبش بھی نہیں کی اسلیے یہاں توقف نہیں کیا اور قریہ ہائے صوبوں
کو لوٹا۔ ازبک بہادر نے زیادہ دست درازی کی تھی وہ مارا گیا اس عرصہ میں برہان
نظام شاہ تپ محرقہ میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ اسکی جگہ ابراہیم نظام شاہ جسکی ماں حبشی تھی بادشاہ
ہوا اس سبب سے امرائے حبشی کا اعتبار زیادہ ہوا ابراہیم عادل شاہ اور ابراہیم نظام شاہ
کے لشکروں میں سخت جنگ ہوئی جس میں ابراہیم نظام شاہ مارا گیا۔ ان دونوں خاندانوں
میں ہمیشہ چوٹ برابر رہی۔ باقی حال اس بادشاہ کا اور اسکے خاندان کا تاریخ نظامیہ
شاہ کے بیان میں لکھا جائیگا۔

چاہتا ہے تو وہ لشکر نصیر الملک اور زین الملک کو حوالہ کرکے قصبہ جاکنہ میں جو زین الدین علی کا مسکن
مقام تھا یلغار کرکے رات کو پہنچا وہاں کوئی آدمی محافظت میں مشغول نہ تھا اور قلعہ کی دیوار پر
زینے لگائے اور سب اول قلعہ میں وہ آیا اور ستر آدمی اسکے پیچھے آئے پھر چاروں طرف سے قلعہ میں
اسکے سوار آئے اہل قلعہ غافل اور خواب آلودہ تھے زین الدین علی اور اسکے سپاہی سات سو تلوار سے
قتل ہوئے اور قلعہ جاکنہ مفتوح ہوا نصیر الملک بھی تین ہزار آدمیوں سے شیخ مودی سے دو دفعہ
لڑا اور اسکو شکست دی مگر تیسری دفعہ میں شکست فاش پائی اور ظریف الملک پاس بھاگ
گیا۔ احمد نظام شاہ نے جاکنہ سے فارغ ہوکر شیخ مودی کے لشکر پر کشت و خون مارا
جسمیں شیخ مودی عرب بہت دکنیوں اور حبشیوں کے ساتھ مقتول ہوا اسکا خیمہ و خرگاہ و بہیر
انتقال نظام شاہیہ کی گئی کچھ اسباب بغی کا سبب بنا احمد نظام جنیر میں آیا اس خبر کے سننے سے سلطان
محمود آشفتہ ہوا عظمت الملک کے ساتھ سترہ امراے نامدار اور لشکر جرار کو جنیر کے لئے نامزد
کیا۔ احمد نظام احمد آباد بیدر ایلغار کرکے اور دروازہ بانوں سے سازش کرکے شہر میں رات
کو گیا اور اپنے باپ کے سب متعلقین کو پالکیوں میں سوار کرکے جنیر کو روانہ کیا اور خود تمام امرا کے
زن و فرزند کو پکڑ کر باہر چلا آیا اور قلعہ پرینده کو چلا امرا کے زن و فرزند کے حفظ و ناموس میں
نہایت کوشش کی۔ امرا حوالی قصبہ بیر میں اسکے نزدیک آئے اور پیغام دیا کہ ہم اس سبب کہ تو نے
ہمارے حفظ ناموس میں سعی کی اور اپنی اولاد کی طرح انکو رکھا تیرے ممنون ہیں لیکن شرط مردی کا
مقتضا یہ نہیں ہے کہ اوباشوں اور چوروں کے طور پر ہمارے سامنے سے بھاگ کر عورتوں کا
متعرض حال ہو اور جو کام گبرو فرنگی کے مذہبوں میں درست نہ ہو تو اسکا مرتکب ہو۔ احمد
نظام نے اس پیغام پر امیروں کے اہل و عیال کو تعظیم و تکریم کے ساتھ بھیجدیا اور خود قلعہ
پرینده کی طرف چلا اس اثناء میں سلطان محمود کا فرمان آیا جس میں امراء کو یہ سرزنش کی گئی
کہ ملک احمد بحری تو بحری کی طرح دراز پرواز کرتا ہے اور تم اسکے خوف سے خیمہ و خرگاہ کے آشیانوں
میں اسکے چنگل سے مرغ جان کے بچانے کے لئے گھستے ہو۔ اگر تم اس باغی کو گرفتار کرکے درگاہ
میں لائے تو فبہا ورنہ یقین جانو کہ تم قہر و غضب شاہی میں گرفتار ہوگے اور اپنے

بادشاہ محمود بہمنی بالغ ہوگا تو اسکو حوالہ کر دینگے لیکن ملک احمد نے اہل بیر کے قلعے کا محاصرہ کیا
چھ مہینے محاصرہ رہا اہل قلعہ نے تیغ و کفن گلے میں ڈال کر اپنے تئین ملک احمد کے حوالہ کیا ملک احمد
نے ان سے پنج سالہ خراج وصول کیا اور بعد ازان قلعہ جوند۔ لوہ گڈھ۔ تونگ۔ تکوری
کوہ سنگ ہاتہ سنگھو پور ندھر بھروپ۔ جودھن۔ مر بجن۔ تکھ درگ۔ ماہولی۔ پالی کو
جبراً و قہراً مسخر کیا اور کانکن پر بالکل قبضہ کر لیا۔ قلعہ ڈنڈا راجپوری کی تسخیر میں مصروف تھا کہ اپنے
باپ کے قتل کی خبر سنی تو وہ محاصرہ چھوڑ کر جنیر میں آیا اور اپنے باپ کا لقب اپنے اوپر اطلاق
کیا تو وہ احمد نظام الملک بحری مشہور ہوا اور تھوڑے دنون مین قصبہ بیر اور سیوگانو و
پٹن وغیرہ کے حوالی کا ایسا ضبط کیا کہ اس کی مملکت مین مقناطیس نے مذہب آہن کا تعرض چھوڑ
دیا۔ اور کاہ ربا نے کاہ پر سے دست تصرف اُٹھا لیا تھا (ان تشبیہات سے مطلب یہ ہے کہ کوئی
شخص دوسری چیز کو اپنی طرف نہین کھینچ سکتا تھا گو وہ مقتضاء طبع ہو یعنی کوئی کسی پر دست
درازی نہین کر سکتا تھا) ایام شباب مین اور راجہ کے ساتھ گندہیل و راجمندری مین لڑنے
سے اسکی شجاعت و مردانگی ایسی عالمگیر ہو گئی تھی کہ ہر چند سلطان محمود امیرون منصبدارون
و عہدہ دارون کو اُسکے تسلط و استیلا کے دفع کرنے کے لئے نامزد کرتا تھا مگر ان مین بعض قوت و
توانائی نہ ہونے کے سبب سے اور بعض عاقبت اندیشی اور دوربینی کی وجہ سے اس سلسلہ
قبول نہین کرتے تھے احمد نظام الملک نے ظریف الملک افغان کو امیر الامرا کیا نصیر الملک گجراتی
کو امیر جملہ بنایا اور زین الدین علی طالش حاکم چاکنہ پاس اپنا آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ مجھے تم
ہمسائگی منظور ہے اسلئے مین آپ کو اپنی دولت مین شریک غالب کرتا ہون اُس نے اسبات
کو قبول کر لیا اور اسکا مطیع ہو گیا۔

احمد نظام شاہ کے استیصال کے لئے شیخ موودی عرب بہادر الزمان بارہ ہزار سوار لیکر جنیر
کی طرف متوجہ ہوا اور احمد نظام نے اپنی اہل و عیال کو جنیر کے قلعہ سنیر مین بھیدیا اور خود لشکر گاہی
قریب آیا اور اپنی سپاہ کی قلت اور دشمن کے لشکر کی کثرت کے سبب جنگ سے محترز ہوا۔
شیخ زین الدین علی نے اکناف و اضلاع و اطوار سے یہ دریافت کیا کہ وہ موودی عرب لشکر سے ملتا

جیہ دولت آباد کا تھانہ دار تھا اور ملک اشرف حاکم ولایت تھا انہون نے ان حدود کا ایسا
انتظام کیا تھا کہ دولت آباد کے متمرد اور قطاع الطریق جو شہرۂ آفاق تھے انکو سلطان پور
و نندربار کی سرحد تک اور باگلانہ گجرات تک ایسا صاف کیا کہ سوداگر بے کھٹکے آتے جاتے تھے۔
رعیت ان سے راضی اور انکی شاکر تھی اور ولایت معمور و آبادان تھی۔ جب سلطنت بہمنیہ
مین خلل پڑا تو مرہٹون کے ایک امیر نے قلعہ کالنہ تغلب سے لیلیا تھا اُس نے بھی راہزنی سے احتراز
کرکے اطاعت قبول کی یہ دونو بھائی ملک نائب کے حق تربیت کا پاس لحاظ کرکے احمد نظام شاہ
سے دوستی رکھتے تھے اُس نے بھی اپنی بہن بی بی زینب کو ملک وجیہ کے ساتھ بیاہ دیا جسکے
سبب سے مصادقت مواصلت سے مستحکم ہوئی۔ جب انکے لڑکا پیدا ہوا تو احمد نظام شاہ نے اسکا
نام موتی رکھا جو خود اسکا نام لڑکپن مین تھا ملک اشرف کو بھائی سے ایسی عداوت ہوئی
کہ اُس نے اسکو و بھتیجے کو مار ڈالا اور حکام برہانپور و برار سے محبت و وداد پیدا کیا سلطان محمود
گجراتی سے عرائض اور تحائف بھیجکر اپنے تئین منسوب کیا زینب فریاد کرتی ہوئی بھائی پاس جنیر
گئی بھائی نے اسکو دلاسا دیا اور سنہ ۸۹۹ھ مین جنیر سے لشکر و جمعیت کے ساتھ دولت آباد
کی طرف روانہ ہوا۔ جب نیکاپور کے حوالی مین اپنے باغ مین آیا تو قاسم برید کے ایلچی اس پاس آئے
کہ یوسف عادل خان نے احمد آباد بیدر کا محاصرہ کر رکھا ہے اگر آپ دولت آباد کے ارادہ کو ترک
کرکے اس طرف آئین تو مین آپکے ساتھ دولت آباد کی تسخیر مین سعی کرونگا۔ احمد نظام شاہ
احمد آباد بیدر چلا گیا اور جو کچھ کام اُس نے کیا وہ واقعات سلطان محمود مین بیان ہوا پھر
احمد نظام شاہ دولت آباد آیا دو مہینے تک محاصرہ رکھا جب اسکا جبر و قہر سے لینا دشوار
معلوم ہوا تو جنیر کو چلا گیا۔ اثناء راہ مین قصبہ نیکاپور (بنگار) مین جو دولت آباد اور جنیر کے
ما بین ہے ایک شہر بنانے کا ارادہ کیا کہ اسکو دار الملک بنائے اور ہر سال جب خریف و ربیع
مین غلہ کے کاٹنے کا وقت آئے تو دولت آباد و لشکر بھیج کر تاخت و تاراج کرے۔ اور
دولت آباد کے اندر آدمیون کو قوت لایموت سے عاجز کرے سنہ ۹۰۰ھ مین منجمون سے
نیک ساعت پوچھ باغ نظام کے مقابل سین ندی کے کنارہ شہر کی بنیاد ڈالی اور اپنے نام پر

باپ دادا کی آبرو کو خاک مین ملاؤگے امراء نے اس فرمان کے جواب مین لکھا کہ ہم سپاہی ہین اور
تلوار مارنا اور دشمن کو مستاصل کرنا ہمارا کام ہے اگر غفلت ہے تو عظمۃ الملک دبیر کی ہے اگر دوسرا
دبیر آئے تو دشمن اچھی طرح دفع ہو جائیگا بادشاہ نے عظمۃ الملک کو اپنے پاس بلالیا اور جہانگیر خان
کو اقطاع تلنگ سے تین ہزار سواروں کے ساتھ کو اس سے بلا کر سرلشکر مقرر کیا۔ جہانگیر خان
شجاعت و حسن تدبیر مین دکن مین یکتا تھا غرض دونو لشکر چل کر نبکاپور مین چھ کوس کے فاصلے سے
خیمہ زن ہوئے ایک مہینے تک ایک دوسرے کے مقابل بے حرکت پڑے رہے۔ برسات کا موسم
آگیا تھا اور احمد نظام کے حال کو جہانگیر خان نہایت زبون جانتا تھا تو وہ عیش و عشرت مین
مشغول ہوا اور مے روح پرور کے پینے مین اور نغمات دلکش کے سننے مین مصروف ہوا غنیم کا
وجود اصلا نہ جانا اس گروہ کی بیخبری کی خبر احمد نظام کو پہنچی تو ۳ رجب ۸۹۵ھ مین تارون
کی چھاؤن مین وہ دشمن پر حوادث روزگار کی طرح جا پہنچا۔ کسی کو پیکار و قتال کی مجال
نہ ہوئی بعض نے خواب مستی مین آخرت کی راہ لی بعض نے آنکھین کھولین تو اجل نظر پڑی
عدم آباد کو چلے جہانگیر خان و سید اسحق و سید لطیف اللہ و نظام خان و فتح اللہ خان کشتہ
ہوئے اور اسکے سوائے باقی امرا اسیر ہوئے احمد شاہ نے انکو بھینسے پر سوار کرکے اور انکے جامہ کو زانو
تک پارہ کرا کے اپنے لشکر مین پھرایا اور جان کی امان دیکر دار الملک کو روانہ کیا اس لڑائی کا
نام جنگ باغ مشہور ہوا اسلیئے کہ احمد نظام نے یہان فتح ہوئی تھی ایک باغ لگایا تھا اس
باغ کو نظام کی اولاد بڑا مبارک جانتی تھی۔ احمد نظام جنیر مین گیا اور یوسف عادل خان کے
استصواب سے خطبہ مین سے سلطان محمود کا نام نکال ڈالا اور اپنا نام داخل کیا اور چتر سفید جو
اس زمانہ مین بادشاہ دہلی اور شاہ گجرات و شاہ منڈو کا نشان شاہی تھا سر پر رکھا
اب احمد نظام شاہ نے بندر راند راج پوری کی تسخیر کا ارادہ کیا وہ بندر جیول کے
پاس تھا دو مہینے یا ایک سال تک محاصرہ کرکے مصالحت سے اُسے لے لیا اور قلعہ دولتاباد
کی تسخیر کا ارادہ کیا وہ جانتا تھا کہ اس قلعہ کو روک نہین سکتا اسلیئے اسنے [illegible] ملک وجیہ ملک اشرف
و اصحاب [illegible] کا اتفاق تھا کیا وہ دونو بھائی تھے اول ملک وجیہ جبکہ ان کا باپ اسکے نوکر تھے پھر امرا مین داخل ہوئے

اس کی مظاہرت اور معاونت کے لیئے آیا ہو آپ از روے اخلاص و دولتخواہی سلطان سے
عرض کرین کہ صلاح دولت اس مین ہے کہ یہان منازعت کو تاہ کرین نصرت و ہزیمت قسمت
حق مین ہوتی ہے اگر سلطان کو نصرت نصیب ہوئی تو خلقت کہیگی کہ سلطان محمود نے جنود معدود
سے چھوٹے آدمی پر غلبہ پایا اور اگر معاملہ منعکس ہوا تو یہ بے ناموسی قیامت تک رہیگی - یہ نوشتہ جب
سلطان کے روبرو پیش ہوا تو وہ صلح و جنگ مین متردد ہوا. نظام شاہ نے سلطان گجرات کے فیل
بحری سال کے فیلبان کو بہت سیم و زر دیکر یہ قرار دیا کہ فلان اندھیری رات مین کہ شاہ سپاہ
اپنے خیمہ و خرگاہ مین آرام کرین تو اس ہاتھی کو لشکر مین چھوڑ دینا اور شب موعود مین نظام شاہ
نے کچھ اعوان کے لشکر کی طرف پانچہزار پیادے و توپچی و کماندار و باندار اور پانچہزار سوار تیرانداز
روانہ کیئے کہ کمین گاہ مین بیٹھین اور جب لشکرگاہ مین شور و غوغا ہو تو اطراف سے آنکر تفنگ اور بان
دشمنون پر چلائین - یہ لشکر دشمن کے لشکر کے حوالی اور اطراف مین چھپ کر جا بیٹھا جب آدھی
رات ادھر اور آدھی رات اُدھر ہوئی تو فیل بحری سال کو چھوڑا جسنے لشکر مین غل غپاڑہ ہوا
کمین گاہ سے پیادہ اور سوار نے نکل کر اور نفیر و نقارہ بجا کر تیر و تفنگ و بان چلانا شروع کیئے -
امراے گجرات لشکر دکن و خاندیس کو غرور کے سبب سے خاطر مین نہین لاتے تھے خیمون مین خواب غفلت
مین پڑے سوتے تھے وہ اس غل و شور سے بیدار ہوئے اور سراسیمہ ہو کر سواری پر آمادہ ہوئے
فیل بحری سال نے سراپردہ شاہی کے پرچے اڑا دیئے اہل سراپردہ نے شیون و غوغا کیا تو سلطان
محمود چند معدود آدمیون کے ساتھ تین کروہ پر بھاگ گیا امراے گجرات نے فوجون کو آراستہ
کرکے جنگ کی. دکنیون نے اپنی لشکرگاہ مین مراجعت کی - اعیان لشکر سلطان کو فتح کی مبارکباد
دینے آئے تو اسکو سراپردہ مین نہ پایا تو سب امرا یہ بہانہ بنا کے کہ ہوا مین تعفن ہی پادشاہ
پاس چلے گئے پھر فریقین مین صلح ہو گئی اور انہون نے اپنے اپنے مسکنون کو کوچ کیا -
گجرات کے مورخون نے اس جنگ کا حال شرح و بسط سے نہین لکھا اس مین انکے سلطان
کی ہیٹی ہوتی تھی یہ بھی معلوم نہین کہ یہ بیان جھوٹا ہے یا سچا ہے -
نظام شاہ نے دولت آباد کا پھر سختی کے ساتھ محاصرہ کیا اور ملک اشرف نے سلطان محمود

اسکا نام احمدنگر رکھا اور وہ دو تین سال مین بڑا شہر ہو گیا اور ہر سال دو دفعہ لشکر نظام شاہی
دولت آباد پر تاخت و تاراج کرکے زراعت کو خراب غلہ کو غارت کرتا اور رعایا کے گھر جلا کر
خاک سیاہ بناتا۔

وقائع نظام شاہ بحری مین جسکو سید علی سمنانی نے برہان نظام شاہ کے عہد مین تصنیف کیا
ہے اور تمام کرنے سے پہلے مرگیا ہے وہ لکھتا ہے کہ احمد نظام شاہ بحری کی دولت کا آوازہ
جب دور و نزدیک حکام نے سنا تو عادل خان بن مبارک خان فاروقی والی برہانپور نے
احمد نظام شاہ سے اتحاد پیدا کیا دو ہزار آدمیون کی کمک ہر سال مقرر کی کہ وہ ہمیشہ دولت آباد
کے سفر مین نظام شاہ کے لشکر کے ہمراہ ہوا کرین اور اس کی تسخیر مین کوشش کرین اور اسنے فتح اللہ
عماد الملک سے بھی دوستی کرکے برخلاف اپنے آبا و اجداد کے سلطان محمود گجراتی سے مخالفت
کی اور ہر سال جو مال بھیجا کرتا تھا وہ موقوف کیا سلطان محمود بیگڑہ ۹۰۳ھ مین سیر کو نکلا تو
ملک اشرف حاکم دولت آباد نے فرصت پاکر اپنے آدمی اسکی خدمت مین بھیجے اور احمد نظام شاہ
کے تسلط کی اور قلعہ کے محاصرہ کرنے کی اور خرابی ولایت کے شکایت کی اور اسکو بلایا۔

سلطان محمود قلعہ دولت آباد کی طمع مین لشکر عظیم جمع کرکے دکن کی طرف متوجہ ہوا جب وہ
سلطان پور اور ندربار کے قریب آیا تو عادل خان فاروقی نے احمد نظام شاہ کو کمک کے لیے
بلایا وہ دولت آباد کا محاصرہ چھوڑکر پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ برہانپور مین آیا اور
عماد الملک بھی برار کا لشکر لیکر کمک کو آن موجود ہوا سلطان گجرات قلعہ آسیر کے قریب آیا تو
احمد نظام شاہ کے حکم سے میان احمد نصیر الملک نے اس سے مراسلت شروع کی اور ایک
مقرب کو لکھا کہ ہر چند احمد نظام شاہ کا ملازم بندہ ہے۔ مگر میری نانول نال گجرات ہی
مین گڑی ہے اور مین وہین پلکر بڑا ہوا ہون اس نمک کی دولتخواہی میری گھٹی مین ہے
ہمکو تعجب ہے کہ سلطان کشورستان امور جزئیہ کے لئے اپنے نفس نفیس سے ایسی مہمات خفائم
کا مرتکب ہو حاکم برہانپور جنکے ایک امیر کی برابری لشکر و جمعیت مین نہین کرسکتا ہے
اسکے لئے آنا خصوصاً اس وقت کہ دکن کا جوان بخت بادشاہ سپاہ صف شکن لیکر ساتھ

طرف کوچ کیا اس عرصہ مین ملک لادن تیسرا تخت کا دعویدار کھڑا ہوا اسکے پاس قلعہ آسیر تھا اُس نے دونون شاہون کی اطاعت سے انکار کیا احمد نظام شاہ اور عماد الملک حاکم کاویل برہان پور مین آگئے اور حقیقت حال پر آگاہ ہوئے اور اُنھون نے سُنا کہ سلطان محمود گجراتی تال نیر مین تاپتی کے کنارہ پر آگیا ہی تو ان مین سی ہر ایک نے چار چار ہزار سوار ملک حسام الدین کی کمک کے لیئے مقرر کرائے اور خود دونون گاویل مین چلے گئے اور یہان سے احمد نظام شاہ دولت آباد کو چلا گیا خانزادہ عالم خان خاندیس سی بھاگ کر احمد نظام شاہ پاس چلا آیا۔ جب سلطان محمود نے مراجعت کی تو نظام شاہ نے سلطان محمود سے بذریعہ کتابت درخواست کی کہ خانزادہ عالم خان میری جانب مین التجا لایا ہے مین متوقع ہون کہ آسیر و برہان پور کی ولایت کا کچھ حصہ اسکو بھی عنایت ہو۔ سلطان پہلی ہی سی نظام شاہ سی آزردہ تھا اس نے ایلچی سے درشتی کی۔ اور کہا کہ سلاطین بہمنیہ کے غلام زادہ کی کیا مجال ہے جو سلاطین سی برابر کی کتابت کرتا ہے اور اپنی گلیم سے قدم باہر رکھتا ہے اگر اپنے اوضاع سے نادم و تائب نہ ہوگا تو عنقریب گوشمالی پائیگا۔ احمد نظام شاہ اس بات کو سن کر چپکا ہو رہا اور عالم خان کو ساتھ لیکر احمد نگر چلا گیا۔

سنہ ۹۱۴ھ مین نصیر الملک کہ اسکی دولت کا کارکن تھا مر گیا اور اس کی جگہ کمل خان حبشی مقرر ہوا دو مہینے کے بعد وہ خود بیمار ہوا اور شاہزادہ برہان کو اُس نے ولیعہد کیا جسکی عمر سات برس کی تھی۔ امرا سے اسکی اطاعت کا عہد و پیمان لیا پھر وہ مر گیا۔ اُنیس برس سلطنت کر گیا اس بادشاہ کی عادت تھی کہ جب سوار ہوتا تو داہنی بائین طرف نہین دیکھتا کہ مبادا کسی نامحرم عورت پر نگاہ جا پڑے۔ قلعہ کاویل کی فتح مین ایک عورت نہایت حسین قیدیون مین تھی جب یہ رات کو ہمصحبت ہونے کے لئے اس پاس آئی تو اسکی زبانی جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ اسکا شوہر اور مادر و پدر اسیر ہین تو انکو چھوڑکر اس عورت کو حوالہ کیا یہ اسکی عادت تھی کہ جو شخص میدان رزم مین لوازم شجاعت

گجرات کو عریضہ لکھا کہ احمد نظام شاہ کا تسلط و استیلا بڑھتا جاتا ہی اگر حضور تشریف لائین اور
اسکا استیصال بجا لائین تو مین قلعہ مین آپکا خطبہ پڑھواؤن اور سال بہ سال باج و خراج خزانۂ عامرہ
مین داخل کرون۔ سلطان اہل دکن کی تادیب و گوشمالی کرکے پہلے اپنی گریز کا انفعال مٹانا چاہتا
تھا وہ دولت آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ احمد نظام شاہ محاصرہ کو چھوڑکر احمدنگر کی طرف چلا
ملک اشرف نے محاصرہ کی ضیق سے نجات پائی اور سلطان محمود کا خطبہ پڑھوایا اور ہر سال خراج
بھیجنا قبول کیا۔ سلطان نے عادل خان سے بھی چند سال کا خراج وصول کیا اور اپنے دیار
مین گیا۔ جب نظام شاہ نے یہ خبر سنی تو سال کے آخر مین دولت آباد کی طرف بجری کی تیزی
سے گیا۔ ملک اشرف نے جو سلطان محمود کا خطبہ پڑھوایا تھا اور اُس سے ملاقات کی تھی تو اہل حصار
اُس سے متنفر ہو گئے تھے اور احمد شاہ نظام کو مخفی عرائض بھیجتے تھے کہ ہم آپ کے بندے ہین اور آپکو
خداوندی کے لئے لائق جانتے ہین۔

معتقد اور دولت خواہ ہین آپ تشریف لائیے اور ہماری جانفشانی دیکھیے احمد نظام شاہ دو
تین ہزار سوار لیکر دولت آباد مین آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ ملک اشرف کو قلعہ کے لشکر کا حال معلوم ہوا
جسمین مرہٹے تھے غم و غصہ سے بیمار ہوا اور پانچ چھ روز مین مرگیا۔ اہل قلعہ نے قلعہ کی کنجیان احمد نظام شاہ
کو حوالہ کین اُس نے قلعہ کی سیر کی اور اُس کی ضروری مرمت کی اسکو اپنے معتمد کو سپرد کرکے احمدنگر
کو مراجعت کی اور باغ نظام مین ایک حصار گل و سنگ سے بنایا اور اُس کے اندر عمارات عالیہ
کی بنیاد ڈالی اور اسمین دلکش تصویرین سرخ و زرد آبگینہ کی مانند بنائین اور ان سنوات مین
سمندر کے کنارون کے قلعون کو بالکل مسخر کیا۔ راجہ کالنہ و بگلانہ سے پیشکش لی اور اپنا
باجگذار بنایا۔

سنہ ۹۱۱ھ مین داؤد خان فاروقی مرگیا اسکی جانشینی کے لئے ایک جھگڑا اٹھا ہوا ملک حسام الدین
مغل جو اسیر و تھالنیر کا ایک عمدہ امیر تھا اسنے احمد نظام شاہ کی مدد سے عالم خان کو تخت
سلطنت پر بٹھانا چاہا اور محمود شاہ گجرات نے اپنے بھانجے میران عادل خان پسر حسن خان
کو مسند شاہی پر جلوہ افروز کرنا چاہا۔ اس مطلب کے لیئے شاہ گجرات نے خاندیس کی

مشاہدہ کیا کہ سید مرتضیٰ و سید حسن کہ دو بھائی صحیح النسب تھے اور ریش سفید رکھتے تھے اور ابراہیم عادل شاہ
کے سامنے انکی عزت تھی اور دکن کے معقول آدمیون مین اُن کو لوگ جانتے تھے انکے وقت مین جھ ہیو
سے جو دکنی تھے اور ریش سفید رکھتے تھے اور دکن مین مردم روشناس مین شمار ہوتے تھے کسی
ادنی بات پر بازار کے درمیان کچھ جھگڑا ہوا اول سید مرتضیٰ کا بیٹا کہ بیس سال کا جوان تھا
باپ کی حمایت مین ایک دکنی سے یکبیک لڑا اور قتل ہوا۔ سید مرتضیٰ نے بیٹے کو کشتہ دیکھا تو
دوسرے دکنی سے لڑا وہ بھی بیٹے کی طرح عدم کو گیا۔ جب سید حسن نے بھائی اور بھتیجہ کا حال
دیکھا تو وہ بھی ان تینون دکنیون مین سے ایک سے لڑا اور فنا ہوا ان تینون سیدون
کی لاش بازار سے نہین اُٹھی تھی کہ وہ تین دکنی جنکو مقتولون کے ہاتھ سے زخم کاری لگی تھی
انہون نے قالب خاکی کو روح سپرد کی غرض بسیاسی بقہ عداوت ایک لحظہ مین چھہ گھر
ماتم خانہ بنگئے۔ فی الواقع دکن کے مسلمان شمشیر بازی اور یکہ بازی مین بےنظیر و بیمثل تھے اور
انکے ساتھ کوئی شمشیر بازی نہین کر سکتا تھا۔ جب تک اسکو اس فن مین مشاقی نہ ہو۔ اسکی
غایت یہ ہوئی کہ اکثر دکن کے آدمی رو زمین پر شمشیر کی ورزش کرتے تھے جسکے سبب سے
اسپ سواری۔ تیر اندازی و نیزہ بازی اور چوگان بازی سے عاری تھے۔ پس جنگ
فوج مین تخصیص کہ مخالف دکنی نہ ہو عاجز ہو کر ہر زبونی سے زبون تر ہو جاتے تھے
اور خانہ و کوچہ و بازار کی جنگ مین شیر درندہ کی مانند مردانہ ہوتے تھے۔
پادشاہان بہمنیہ کی دولت کے جاتے رہنے کے بعد کل سلاطین نے جنہون نے دکن مین حکومت
کی اس فعل شنیع کے دفع کرنے مین کوشش نہین کی بلکہ اسکی ترویج مین سعی کی لیکن ابراہیم
عادل شاہ ثانی کے عہد مین معاملہ یکبیک کی تخفیف ہوئی تھا یہ عمل زشت کسی مملکت مین اور
کسی عہد مین نہ تھا اب امید ہے کہ پادشاہان کامل اور حاکمان عادل کی برکت سے
بالکل زائل ہو جائیگا۔ عادل شاہ اور قطب شاہ نے اس مین تخفیف کر دی۔

برہان نظام شاہ بن احمد شاہ بحری
برہان نظام شاہ بحری جسکو مروّج مذہب اثنا عشری کہتے ہین سات سال کی

کچھ فرو گذاشت نہ کرتا تو سب سے زیادہ اُس کی قدر کرتا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ پادشاہ شمشیر کا
بھوکے ہین انکو دشمنون کے شکار کے واسطے جوان بہم پہنچانے چاہئین پادشاہ کو شمشیر بازی کا
شوق تھا اور شمشیر بازی کا علم خوب جانتا تھا قاعدہ ہے کہ پادشاہ کے ہنر کی طالب خلق ہوتی
ہے چھوٹے بڑے سب اس فن مین وقت صرف کرتے جیسے کہ بلاد اسلام مین مکتب خانے ہوتے
ہین ایسے سارے دکن مین شمشیر بازی کے ورزش خانے بن گئے لوگ کسی کام کو اس سے بہتر
نہین جانتے تھے ہر مجلس و انجمن مین سوا اسکے کسی اور بات کا چرچا نہ تھا آب و ہواے دکن کا قبضہ
فتنہ خیزی ہے۔ ہر ایک شمشیر زنی مین شیخی بگھارتا اور اپنی برابر دوسرے کو نہ جانتا
جب آپس مین جھگڑا ہوتا تو احمد نظام شاہ پاس مرافعہ ہوتا اور وہ حکم کرتا کہ میری سامنے
مدعی اور مدعا علیہ شمشیر بازی کرین جو اول شمشیر حریف کو لگائے وہ بہتر ہوگا دیوانخانہ
مین روز جماعت کی جماعتین آنے لگین دو دو تین تین آدمیون کی لاشین روز دیوانخانہ سے جانے لگین
تو پادشاہ اس سے متنفر ہوا اور اسنے کالا چبوترہ مقرر کر دیا۔ اس رسم کو انگریزی
مین ڈیول کہتے ہین جسکا رواج تمام یورپ مین کثرت سے تھا مگر ایشیا مین کہین نہین
اسکی ابتدا یہین ہوئی اور اسکا نام یکیک رکھا گیا پادشاہ کا حکم تھا کہ جب دو آدمیون
مین یکیک ہو تو کوئی اسکا ہوادار اس مین دخل نہ دے انکو حسب دلخواہ باہم شمشیر زنی
کرنے دے تاکہ ان مین ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہو اور جو کوئی اس جنگ یکیک کی
ہوس کرے اور کشتہ ہو تو اسکا قصاص نہ لیا جائے۔ نہ اسکی کچھ پرسش ہو یہ بدعت دکن کے
مسلمانون کو ایسی مرغوب ہوئی کہ احمد نگر سے سلاطین ہند کی وساطت سے جمیع بلاد
دکن مین اُسنے سرایت کی بلکہ شائع و رائج ہو گئی اور اس عمل شنیع کی برائی دلون سے
ایسی محو ہو گئی کہ اب ممالک دکن کے طالب العلم و مشائخ و ملوک و امرا و خوانین اس
یکیک کو کرتے ہین اور اسکو حیثیت اور قابلیت مین علم جانتے ہین اور اگر انکے
فرزند یکیک نہ کرین تو ہمسرون مین نہین داخل ہوتے اور انپر سرزنش کرتے ہین
محمد قاسم مصنف تاریخ فرشتہ لکھتا ہے کہ سنہ ۱۰۰۰ مین بلدہ بیجاپور مین میری

ل خان لیکر عماد الملک سے لڑنے آیا سنہ ۹۱۶ھ میں قصبہ راہوری میں فریقین نے سپاہ آراستہ
کے لڑنا شروع کیا۔ اس لڑائی میں برہان نظام شاہ اپنی صغر سنی کے سبب اپنے اتالیق
ر خان کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوا اور نہایت سخت لڑائی ہوئی عماد الملک کو شکست
ہوئی اور وہ بے توقف ایلچپور کو ٹوک دُم بھاگا تمام مال و منال و اسپ و فیل نظام شاہی
لشکر کو ہاتھ آیا کمل خان نے آن کر برار کو خوب لوٹا مارا۔ عماد الملک خان برہانپور فرار
ہوا۔ یہاں کے حاکم نے علماء و مشائخ کی معرفت صلح کرادی کہ ہر ایک اپنے اپنے مقام
میں گیا۔ کہتے ہیں کہ نظام شاہیہ کے اجداد میں سے کوئی پاتری کا کلکرنی (موروثی محاسب
موضع) تھا کسی سبب سے وہ جلائے وطن ہوکر اپنی ولایت بیجانگر میں چلا گیا تھا اور وہیں
رہتا تھا جب انکے خانوادہ میں سلطنت آئی تو برہمن جو نظام شاہ سے خویشی اور قرابت
رکھتے تھے سب بیجانگر سے احمدنگر میں آئے اور وطن کا اشتیاق انپر غالب ہوا کمل خان نے
برہان نظام شاہ کی زبان سے عماد الملک کو لکھا کہ مجھکو پرگنہ پاتری سے نسبت
ہے اور اب وہ تجھ سے متعلق ہے اور ہماری سرحد میں واقع ہے دوستی و یاری کا مقتضا
ہے کہ وہ مجھکو دیدو اور اسکی عوض میں کوئی اور پرگنہ میرے ملک کا جو اس سے محصول
میں زیادہ ہو لے لو۔ عماد الملک نے یہ بات نہیں قبول کی اسوجہ جانتا تھا کہ اسمیں
خراج ہوگا۔ اُس نے اس پرگنہ میں احتیاطاً ایک قلعہ کی بنیاد ڈالی کمل خان نے اس قلعہ
[illegible] اس سبب سے عماد الملک کو منع کیا کہ اسی جگہ قلعہ بنانے سے تمہارے اکثر آدمی ہماری
سرحد پر مزاحمت کرینگے مناسب یہ ہے کہ اسکا بنانا موقوف کرو عماد الملک نے اسکی
پروانہ کی اور قلعہ پورا بنا لیا اتفاقاً کمل خان بالاگھاٹ دولت آباد اور منازل الوم
کی سیر کر گیا اور سنہ ۹۱۸ھ ایلغار کرکے پاتری گیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور قلعہ کشا دلیروں
نے خندق میں جاکر کمندیں و زینے لگائے اوپر چڑھ گئے اور قلعہ تسخیر کیا اور ولایت پاتری
پر متصرف ہوئے میاں محمد غوری کو جس نے اس قلعہ کشائی میں سب سے زیادہ مردانگی
دکھائی تھی۔ کامل خان کا خطاب دیکر قلعہ اور اسکے حدود و انتظام کے لئے سپرد کئے

میں دو ایک جنگین ہوا۔ تکمل خان دکنی پیشوا وزیر بدستور رہا اور اسکے بیٹے میان جمال الدین کو
سرلشکری کا منصب عزیز الملک کا خطاب ملا۔ دونو باپ بیٹے دولتخانہ کے مالک بنے امور ملکی و
مالی مین انکو کمال استقلال ہوا۔ تین سال اسی حال مین رہے مگر جب عزیز الملک کی بے اعتدالی حد سے گذری
تو مصاحبان وزراء مثل رومی خان وکرم خان وشیر خان کو اُن پر رشک پیدا ہوا۔ بی بی
عائشہ سے انہون نے خصوصیت پیدا کی یہ بی بی والدہ برہان شاہ کی مرضعہ تھی اور کمال اعتبار
رکھتی تھی۔ اور یہ تجویز کی کہ وہ فرصت کے وقت مین برہان شاہ کے چھوٹے بھائی راجہ
جیو کو قلعہ سے نکال کر اُنکے حوالہ کرے اور وہ اسکو بادشاہ بنائین اور برہان شاہ کو
سے معزول کرین اور یون تکمل خان اور عزیز الملک کے تسلط سے نجات پائین۔ ایک دن دوپہر کو
بی بی عائشہ راجہ جیو کو کہ چار سال کا لڑکا تھا لڑکیون کے کپڑے پہنا کے پالکی مین سوار کر کے ساتھ
لے گئین اتفاق سے والدہ برہان شاہ کو اپنا بچہ یاد آیا اور اُس کو نہ پایا تو اسکی ڈھونڈھا
مچوائی۔ حوض اور چاہ مین بانس ڈالے گئے۔ بعض بی بی عائشہ کے پیچھے دوڑے گئے۔ ابھی
وہ رومی خان کے گھر تک نہ پہنچنے پائی تھی کہ لوگون نے راجہ جیو کو اُس سے لے لیا اور محل مین
لے آئے وہ اس لڑکے کو اپنے گھر مین کبھی کبھی لیجاتی تھی اُس لیے گھر لے جانے کا بہانہ بنا دیا
مگر جب یہ فاش ہوا تو تکمل خان نے برہان شاہ اور راجہ جیو کی محافظت کی برہان شاہ
کی تربیت و پرورش مین ایسی کوشش کی کہ وہ دس برس کی عمر مین کافیہ و متوسط پڑھتا
تھا اور خط نسخ خوب لکھتا تھا ایک علم اخلاق کا رسالہ بہت خوشخط اُس نے اپنے ہاتھ سے
لکھا تھا۔ جب امرائے ثلاثہ اور میان تکمل خان کی خصومت و عداوت حد سے زیادہ
گذری تو ناچار اُنہون نے پانچ چھ روز وزیرون کے ساتھ اتفاق کیا اور رات
کو احمد نگر سے نکلے اور آٹھ ہزار سوار لے کر چلے اور علاء الدین عماد الملک کو مجلس مین
بیجاپور و احمد نگر کی تسخیر کو نہایت سہل طور پر زبانی مقدمات مین بیان کیا عماد الملک
ان ارباب غرض کے فریب مین آگیا اور گاویل و ماہور سے سرحد نظام پر جا کر قصبات
و پرگنات پر قابض ہوا۔ خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ اور برہان نظام شاہ کو

پاتری کی لڑائی

۹۳۳ھ میں اسمعیل عادل شاہ کی تحریک سے عماد شاہ نے سلطان قلی قطب شاہ کو ساتھ لیکر قلعہ پاتری
نظام شاہیہ کے تصرف سے نکال لیا مخدوم خواجہ جہان اور امیر برید کو برہان شاہ ساتھ لے کر
پاتری کی طرف گیا اور دو مہینے میں توپ و ضرب توپوں کی ضرب سے قلعہ کو گرا دیا اور اسکو فتح
کر لیا اور اس قلعہ کی بنیادیں تک کھدوا کر پھینکوا دیں اور پاتری پر دوبارہ متصرف ہوا اور اپنے
برہمن بھائی بندوں کو پرگنہ پاتری دیدیا اس پرگنے سے شہنشاہ اکبر تک بطناً بعد بطن انکا
تعلق رہا۔ برہان نظام شاہ نے یہاں سے جا کر قلعہ ماہور کو خداوند خان حبشی سے چھین لیا۔
پھر ایلچپور کی تسخیر کا عازم ہوا پھر عماد الملک میں لڑنے کی سکت نہ تھی برہان پور گیا۔

عماد الملک اور برہان نظام شاہ کی لڑائی

سلطان محمد شاہ فاروقی اس کی کمک پر آمادہ ہوا اور اس کے ساتھ وہ نظام شاہ کی جنگ
پر متوجہ ہوا جب دونوں پاس آ گئے تو ایک جنگ صعب ہوئی عماد الملک اور محمد شاہ پریشان
برہان پور کو بھاگ گئے اور نظام شاہ انکے تین سو ہاتھیوں و خیمہ و خرگاہ اور سلطنت کے تمام
کارخانوں پر متصرف ہوا اور اکثر ممالک برار کو اپنے اختیار میں کر لیا۔ عماد الملک اور
محمد شاہ نے سلطان بہادر بادشاہ گجرات سے مدد طلب کی سلطان بہادر نے انکی امداد
کو فتوحات غیر متناہی سے تصور کیا۔

۹۳۵ھ میں وہ سلطان پور اور نذربار کی راہ سے دکن کیطرف متوجہ ہوا نظام شاہ
نے مضطرب ہو کر دہلی کو بابر بادشاہ پاس عریضہ بھیجا جس میں یہ فقرہ تھا کہ رجا بلطائف
عواطف الٰہی واثق است کہ عنقریب منہیان اقبال مژدہ توجہ جنود نصرت قرین سعادت
قران باستیصال عادی این حدود بہ مسامع بیچارگان برسانند و بشران فرح بخش
مسرت رسان بشارت قل جاء الحق و زہق الباطل از اطراف و اکناف این دیار منتشر
گردانند تا منتظران امیدوار و معتقدان خدمت گار باقبال تمام استقبال نمودہ مقصود
حاصل نمایند۔ ایسے ہی خطوط اس نے اسمعیل عادل شاہ و سلطان قلی قطب شاہ کو
لکھے سلطان قلی تو کچھ کے ہندوؤں سے لڑ رہا تھا اس نے عذر کیا اور اسمعیل عادل شاہ
نے چھ ہزار سوار غریب غریب زادہ اپنے لشکر سے منتخب کر کے ساتھ لئے اور امیر برید کو

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احمد شاہی ہندو تراوہ نجو سے شرماتے نہ تھے۔ پاتر جی پر اس لیے
مہربانی تھی کہ انکے باپ دادا برہمن اسکے کلکرنی تھے اس فتح کے بعد برہان نظام شاہ نے احمدنگر
مین مراجعت کی اور بمقتضاء جوانی آمنہ ایک کنچنی پر عاشق زار ہوا اور اس سے نکاح کیا اور
حرم مین اسی کو بزرگ بنایا اس نے اسکو شراب پر لگایا۔ کمل خان مرد کامل اور عاقل تھا اس نے
وزارت سے استعفا دیا اور بادشاہ نے منظور کیا اور اسکے بیٹے کو امیر کبیر بنایا اور شیخ جعفر
دکنی کو پیشوائی کا منصب دیا۔ کمل خان نے اپنی باقی عمر گوشہ نشینی مین صرف کی۔ ۹۲۸ھ مین احمدنگر
مین شاہ طاہر تشریف لائے اور اس نے مذہب امامیہ کی جڑ گاڑی اسکا رواج بہت ہو چلا تھا۔
بادشاہ نے اپنی بیٹی کا نکاح اسکے خاندان مین سے کسی ایک کے ساتھ کر دیا۔

۹۳۰ھ مین قلعہ شولاپور سے باہر برہان نظام شاہ اور اسمعیل عادل شاہ کی ملاقات
ہوئی اور بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ کا نکاح برہان نظام شاہ سے ہوا۔ اسد خان
بلگامی نے عہد کیا کہ قلعہ شولاپور بی بی مریم کے جہیز مین دیا جائیگا اسلیے برہان شاہ نے اس قلعہ کا
مطالبہ کیا اسمعیل عادل شاہ نے جواب دیا کہ مجھے اس بات کی اصلا خبر نہین۔ اگر کسی آدمی نے
نادانستہ ایسی بات کی ہو تو وہ قابل اعتبار نہین۔ برہان نظام شاہ خاموش احمدنگر مین
چلا آیا۔ بی بی آمنہ والدہ حسین نظام شاہ نے بی بی مریم کے ساتھ سلوک ناہموار کیے کچھ مدت
اس طرح گذری کہ اسمعیل عادل شاہ نے نظام شاہ کے سفیرون کو جو بیجاپور مین رہتے تھے کہا کہ
ایسی پاتر کو سلاطین کے فرزندون پر مسلط کرنا حزم و اصالت سے بعید ہے برہان نظام شاہ
کے کان مین یہ بات پہنچی تو مباحثہ نے ایک طول کھینچا اور اس نے امیر برید اور عماد الملک کو اپنے
ساتھ متفق کیا۔

۹۳۵ھ مین انکا وبیس ہزار سوار اور توپ خانہ لیکر قلعہ شولاپور کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا اسمعیل عادل شاہ
ہزار سوار تیر انداز لیکر لڑنے آیا۔ سرحد پر فریقین ملے اور ایسی لڑائی ہوئی جسکے تصور سے دل ڈر
جاتا ہے۔ اول علاء الدین عماد الملک اسد خان بلگامی سے شکست پاکر بے توقف کاویل کو
بھاگا برہان نظام شاہ بھی ہوا کی گرمی کی شدت سے بھاگ کر احمدنگر کو سدھارا

نظام شاہ نے اسمٰعیل عادل شاہ پاس یہ پیغام بھیجا کہ اے برادر آپ امداد کے باب مین مروت
و یاری کی شرط بجا لائے لیکن جبتک خود اس طرف تشریف نہین لائینگے مجھکو اس ورطہ سے خلاصی میسر نہ
ہو گی عادل شاہ نے جواب دیا کہ رائچور کے حوالی مین بیجانگر کے ہندو گھات لگائے بیٹھے ہین
جہان مین نے بیجاپور سے حرکت کی تو وہ دریا کرشنا سے عبور کرکے میری مملکت پر تاخت
کرینگے اب مین پانچ سو بہادر مسلح سوار دو اسپہ بسرکردگی حیدر الملک قزوینی کی پہلی کمک پہونچا
کرکے روانہ کرتا ہون۔ امید ہے فتح سے مسرور ہوگے اب برہان شاہ کو عادل شاہ کے آنے
کی امید نہ رہی تو اس نے شیخ جعفر کو معزول کیا اسکی پیشوائی سے رعیت و سپاہ آزردہ و
دلگیر تھی۔ کنورسین برہمن کو جو عقل و فراست و امانت و دیانت سے متصف تھا پیشوائی کا
خلعت دیا اور اسکی صوابدید سے جو نئے احمد نگر مین آیا۔ بقدر قدرت و امکان سپاہ
لشکر فراہم کیا اور اس کے ساتھ لشکر دکن لیکر دولت آباد کی طرف چلا اور لشکر گجرات کے
مقابلہ مین دو میل پر کوہستان کے اندر تین مہینے نہایت ہوشیاری سے پڑا رہا اور دشمن کے
لشکر کو شبخونون اور چھوٹی چھوٹی لڑائیون سے ستاتا رہا پھر ایک بڑی لڑائی ہوئی برہان
نظام شاہ کو شکست ہوئی۔ اس لئے میران محمد خان فاروقی اور عماد شاہ کی معرفت صلح
چاہی اور ہاتھیون اور قلعون کو جو اس نے لڑائی مین لے لئے تھے واپس دینے کا وعدہ کیا
یہ دونو شاہ خداوند خان کی منزل مین گئے اور اس سے کہا کہ ہمارا مقصود سلطان کی
مدد سے یہ تھا کہ پاتری اور ماہور کو نظام شاہ کے قبضہ سے نکال لین اور اسکی عوض مین عماد
اور احمد نگر مین اسکا خطبہ پڑھوائین اور ہر سال تحف و ہدایا بھیجا کرین اب یہ معلوم ہوتا
ہے کہ سلطان کو یہ طمع ہے کہ اس ملک کو ہمارے ہاتھ سے نکال لے۔ خداوند خان نے جو کریم الطرفین
نیکخواہ خلائق نے کہا کہ یہ کام تمنے خود کیا ہے۔ جس وقت شاہان دکن یک جہت ہوکر اپنی
منازعت کو دور کرینگے تو انکا بھلا ہوگا۔ یہ شاہ اسکے مقصود کو سمجھ کر مجلس سے آئے اور عماد
نے اپنے مورچہ سے بہت غلہ اور آذوقہ قلعہ دولت آباد کے اندر منجنیق پاس بھیجا اور برسات شروع
ہوا اور جب لشکر میں برسات کے آنے سے سلطان بہادر نے میران محمد شاہ فاروقی اور امرا ہی

ہمراہ لیا برہان نظام شاہ کی مدد کو چلا سلطان بہادر نے قلعہ ماہور اور پاتری کی جو
ولایت برار میں تھی طمع کی اور انکے لئے کچھ توقف کیا انکو عماد الملک نے اپنی زوال سلطنت
کے خوف سے سلطان بہادر سے کہا کہ یہ ولایت حضور ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر
آپ قدم بڑھا کر برہان شاہ کو مستاصل کریں اور اس کی ولایت میں سے مجھے بھی کچھ حصہ
دلائیں میں اپنے زن و فرزند کو قلعہ کاویل میں بھیجدونگا اور اس ولایت کو بالتمام تسلیم کرونگا
اور ہمیشہ ملازم رکاب ہونگا۔ سلطان بہادر نے اس کی التماس کو قبول کیا اور نظام شاہ کے
لشکر کی طرف جو کوہستان بیر میں اقامت رکھتا تھا متوجہ ہوا اور امیر برید نے چھ ہزار سوار
عادل شاہیہ اور تین ہزار سوار خاصہ اسکے لڑنے کو بھیجے۔ پٹن اور بیر کے درمیان کوچ کیا گجراتیون
کی فوج پر تاخت کی۔ دو تین ہزار سوار قتل کئے اور اموال و اسباب انکا مع [illegible]
گجرات کے لے لئے سلطان بہادر نے یہ خبر سنکر خداوندخان وزیر کو بیس ہزار سواروں کے
ساتھ انتقام کے لیئے نامزد کیا اس لشکر نے بھی امیر برید سے شکست پائی۔ مگر جب خداوندخان
کی کمک کو عماد شاہ بیس ہزار سوار لیکر آیا اس نے برہان نظام شاہ کو مجبور کیا کہ اول وہ
پرینده گیا اور پھر جنیر۔

سلطان بہادر احمدنگر میں آیا۔ باغ نظام کے احاطہ میں اترا اسنے ایک چبوترہ بنوایا
جسکا نام کالا چبوترہ مشہور ہوا اوسپر بیٹھکر چالیس روز تک ہاتھیوں اور اور جانوروں
کی لڑائیوں کا تماشا دیکھتا رہا یہاں اور زیادہ ٹھیرنے کا ارادہ تھا مگر امرائے نظام شاہ
نے غلہ اور مایحتاج اسکے لشکر میں فراغت سے نہ پہنچنے دیا اور اس سبب لشکر میں قحط
پڑا اور بہت آدمی اور گھوڑے اور ہاتھی ہلاک ہوئے۔ خداوندخان اور امرائے کبار
گجرات نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر اس ولایت کی تسخیر کا ارادہ حضور کا ہے تو اول
دولت آباد کو کہ گجرات کی راہ کے [illegible] فتح کیجئے پھر احمدنگر میں آنکر اور قلاع
[illegible] کیجئے دو تین روز بعد وہ دولت آباد کو گیا اور عماد الملک ہزاری اور
[illegible] کو محاصرہ کے لیئے مامور کیا۔ خود بالاگھاٹ دولت آباد میں اترا

لوگوں کے سمجھانے سے اس نے جانا منظور کیا اور سات ہزار سوار اور شاہ طاہر کو ساتھ لیکر
برہان پور چلا اور اُس نے خواجہ ابراہیم اور بھاجی شب نویس (چٹھی نویس) کو اپنے سے پہلے
میران محمد شاہ پاس بھیجا کہ وہ یہ مقرر کریں کہ پیشکش کیا دی جائیگی اور ملاقات کیونکر ہوگی
موضع مانک دوی میں برہان پور کے نزدیک برہان شاہ اور میران محمد شاہ کی ملاقات
ہوئی اسنے کہا کہ یہ مقرر ہوا ہے کہ سلطان تخت پر بیٹھے اور ہم سلام کھڑے ہو کر کریں -
برہان شاہ نے شاہ طاہر کو خلوت میں بلایا اور کہا کہ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ فلان تخت پر
بیٹھے اور ہم سلام کرکے کھڑے رہیں بہتر ہے کہ فسخ ارادہ کیا جائے۔ شاہ طاہر نے کہا
کہ دنیاداری کی شرط یہ ہے کہ ایک روز صلاح دولت کے لیئے نہایت فروتنی اختیار
کی جائے جسے برسوں کامرانی کی مسند پر فراغت وشوکت سے بیٹھ کر زندگانی بسر کیجائے
شاہ طاہر نے یہ تدبیر بھی عروض کی کہ ایک قرآن شریف میرے پاس امیرالمومنین علی کے
ہاتھ کا لکھا ہے جسکی خبر سلطان بہادر کو جب سے ہوئی ہے وہ بہت اسکا خواہان ہے خداوندخان
سے اسی بات کا ذکر کرکے ملاقات کے روز قرآن شریف کو ساتھ لیچلینگے تو سلطان بے اختیار
ہو کر تخت سے اُتر کر استقبال کریگا۔ برہان شاہ اس سے نہایت خوش ہوا۔ دوسرے روز
صبح کو میران محمد شاہ اور شاہ طاہر ملاقات کے لئے چلے جب مسکن شاہی کے قریب آئے
تو شاہ طاہر نے قرآن شریف کو سر پر رکھا اور برہان شاہ کے ساتھ سراپردہ میں داخل ہوئے
کہ سلطان کی نظر دور سے اُنپر پڑی تو خداوند خان سے پوچھا کہ یہ شاہ طاہر کے سر پر
کیا ہے خداوند خان نے عرض کیا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے ہاتھ کا مصحف لکھا ہوا
ہے۔ سلطان بے اختیار تخت سے اُتر کر استقبال کو دوڑا اور اول مصحف پر تین مرتبے بوسے
دیئے اور آنکھوں کو لگایا پھر کھڑے ہو کر برہان شاہ کا سلام لیا اور گجراتی زبان میں
پوچھا کہ کیسے ہو اور کیا حال ہے اس نے فارسی میں جواب دیا کہ جناب کا نیازمند ہوں اور
دولت بادشاہ سے خوشحال۔ سلطان تخت پر آیا اور برہان شاہ و شاہ طاہر و
محمد شاہ سامنے کھڑے ہوئے۔ سلطان بہادر شاہ طاہر کے کھڑے رہنے سے

مصلحت توقف کے باب میں مشورہ کیا۔ سب نے کہا کہ ندی تاپتی کی اور دریاؤں کی
طغیانی سے گجرات اور خاندیس سے غلہ و آذوقہ کی رسد بند ہو جائیگی اور احتمال کلی ہے کہ
سلاطین دکن بالضرورت باتفاق متوجہ ہونگے اور صحبت طولانی ہوگا اسمین صلاح دولت یہی
کہ نظام شاہ و عماد شاہ کو یہ ملک تسلیم کرکے ان کو اطاعت اور فرمان برداری سے تخصیص
دیجائے اسلئے یہ امر کیا گیا کہ برہان شاہ و عماد شاہ نے میران محمد شاہ کی تجویز سے سلطان بہادر کے نام کا خطبہ پڑھوایا سلطان بہادر
گجرات چلا گیا جب برہان شاہ احمد نگر میں آیا تو میران محمد شاہ نے اسکے پاس پیغام بھیجا کہ اپنا وعدہ پورا کر دکھایا تھی جو
جگہ [illegible] جو چھینی تھی انکو واپس کرو۔ یہ بھی سچ تھا لیکن ان باتوں مین بہت دیر لگی مگر جب عماد شاہ نے قلعہ [illegible]
اور [illegible] لگا تو اسکو جواب [illegible] نہین کا نہ دیا گیا بالکل اس سے ناآشنا بن گیا میران محمد شاہ کا مقصد حاصل ہوا
[illegible] شاہ و الملک کی بات نہ بوجھی تو برہان شاہ سے خصومت پیدا کی برہان شاہ نے دو چار سال شاہ [illegible]
ہاتھ سلطان بہادر کی خدمت میں بھیجے بہادر شاہ نے شاہ طاہر سے ملنے میں توقف کیا اور
میران محمد شاہ کو لکھا کہ مین نے ایسا سنا ہے کہ برہان الملک نے صرف ایک مرتبہ میرے نام کا
خطبہ پڑھوایا۔ میران محمد شاہ نے جواب لکھا کہ برہان الملک مخلص یک جہت ہے آپ
اسکے ایلچی سے ملاقات فرمائین سلطان شاہ طاہر سے اچھی طرح نہین ملا مگر جب اسکو اس کی
دانشمندی اور سجادہ نشینی کا حال معلوم ہوا تو ملاقات مین تلافی مافات کی اور تین مہینے
کے بعد رخصت کیا

سنہ [illegible]ھ مین سلطان بہادر نے مالوہ فتح کیا تو اس پاس برہان شاہ نے تہنیت فتح کے
لیے شاہ طاہر اور کنور سین کو بھیجا برہان پور مین میران محمد شاہ نے بہ
کی ملاقات کرائی اور دلائل کے ساتھ برہان شاہ کے اخلاص کا یقین کرایا اور کہا کہ خاندان
تیموریہ کا اقبال بلند ہو رہا ہے صلاح دولت یہ ہی کہ آپ برہان شاہ کو اپنا بنا لین
سلطان کو بادشاہ دہلی کے ساتھ ہمسری کا دعوی تھا۔ اس نے شاہ طاہر سے بہت
عنایت کی اور اسکی معرفت برہان شاہ کو برہان پور مین بلایا
شاہ طاہر نے آخر برہان نظام شاہ سے کہا کہ برہان پور چلے اول اسنے انکار کیا مگر

لیوز سین مین نیرنگی حُسن تدبیر سے پانچ مہینے کے عرصہ مین تین قلعے بے جنگ کے ان ہاتھون
سے لے لئے جو اب تک کبھی نظام شاہیون کے مطیع نہ ہوئے تھے۔

۹۳۰ھ مین اسمٰعیل عادل شاہ نے قلعہ کلیان (کلیانی) مقند حصار کی فتح کے ارادہ سے بیجاپور
سے کوچ کا حکم کیا امیر برید نظام شاہ سے ملتجی ہوا اور حمایت کا طالب نظام شاہ نے
مغرورانہ خط عادل شاہ کو لکھا جس مین ان قلعون کی فتح سے منع کیا۔ عادل شاہ نے اسکو سخت
و سُست جواب لکھا کہ اس طرح کا سلوک تم سے ہرگز مشاہدہ نہ ہونا چاہیئے تھا سبب کیا ہے
کہ احمدنگر کی ویرانی کو اور واقعات سابق کو فراموش کرکے ایسے نامناسب فقرے مرقوم کئے
ہین۔ اگر پادشاہان مانڈو کے چتر پر اور کہنہ سراپردون پر اتنا غرور کرتے ہو تو اسکی
گنجایش نہین اور اگر خطاب شاہی پر تفاخر کرتے ہو تو تم سے زیادہ مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ
مجھکو شہنشاہ ایران نے کہ فرزند پیغمبر آخر الزمان ہے خطاب شاہی دیا ہے تم کو خلجی گجراتی
سے مرتبہ ملا ہے۔ اگر ایسے امور سے تو پشیمان ہو تو یہ ہی سعادت ہے ورنہ ننگی تلوارین لے کر
باغ نظام شاہی سے میدان مین آؤ اور عادل شاہی ہاتھون کا زور دیکھو نظام شاہ جنگ کا
سامان تیار کرکے عادل شاہ کی سرحد پر آیا اور فریقین مین نائرہ قتال بالا ہوا طرفین کے
مردان مرد اور معرکہ نبرد کے دلیر میدان مین آگئے اور شمشیر بران اور سنان جان ستان
سے معرکہ کی خاک کو خون سے کیچڑ بنا دیا۔ احمدنگر کے لشکر کو شکست ہوئی اسکے دو تین ہزار
آدمی مارے گئے۔ سارا اسباب غارت ہوا طرفین سے آدمیون نے بیچ مین پڑکر دونون
پادشاہون کی ملاقات سرحد پر ۹۳۷ھ (۱۵۳۱ع) مین کرادی اور یہ مقرر ہوا کہ نظام شاہ ملک
برار کو اور عادل شاہ ولایت تلنگانہ کو فتح کرے اور دکن کو دونو مشاورت سے آپس مین
مین تقسیم کرلین انہین سنون مین اتفاق سے اسمٰعیل عادل شاہ کی اجل آگئی کل مقدمات
یون ہی لکھا رت گئے۔

۹۴۴ھ مین شاہ طاہر کی دلالت و ارشاد سے برہان شاہ کو اہل بیت کی محبت
مین غلو ہوا خطبہ مین سے اصحاب ثلاثہ کا نام خارج کیا۔ بارہ اماموں کے علم کا

بیٹھنے کو کہا تو شاہ نے معذرت کی کہ بندہ کو نظام الملک کے ساتھ نسبت نوکری
آقا کی ہو شرط ادب یہ نہیں کہ وہ کھڑا رہے اور میں بیٹھ جاؤں سلطان نے ناچار ہو کر برہان
نظام کو بھی بیٹھنے کی اجازت دی شاہ طاہر نے اوسکو ہاتھ پکڑ کر اوپر بٹھایا اور خود نیچے
بیٹھا برہان شاہ سے فارسی زبان میں سلطان بولا کہ اس عرصہ میں انقلاب ایام کی سختی کو
کس طرح گذرا اور روزگار کی ناسازگاری کو انتہا پر پہنچایا۔ برہان نظام شاہ نے عرض کیا
کہ جس دربار کا خاتمہ اقبال پر ہوا اور جس فراق کا انجام وصال پر ہو اسکے اہتمام کی حلاوت
بے پایاں ہے اور ابتدا فراموش ہے الحمد للہ کہ جو کچھ سالہا سال دراز میں مجھ پر گذرا اسکی تلافی اس
لحظہ کی حلاوت کرتی ہے۔ سلطان نے میران محمد شاہ سے کہا کہ تو نے سنا کہ برہان الملک
نے کیا جواب دیا اس نے کہا کہ میں دور تھا اس لئے نہیں سنا سلطان بہادر نے پھر ان سوال
جواب کو بہ آواز بلند کہا شاہ طاہر نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ اثر سلطان کی التفات کا
ہے امید ہے کہ روز بروز عنایت و شفقت زیادہ ہوتی رہیگی سلطان بہادر نے کمر و خنجر و
شمشیر مرصع کہ اپنی کمر میں باندھے ہوئے تھا کھول کر برہان نظام شاہ کی کمر میں اپنے
ہاتھ سے باندھی۔ اس وقت تک برہان نے اپنے نام میں لفظ شاہ کا اطلاق نہیں کیا تھا
سلطان نے کہا کہ خطاب نظام شاہی مبارک ہو پھر اس کو اپنے اسپ خاصہ پر سوار کرایا
اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تجھکو گھوڑے پر چڑھنا خوب آتا ہے تو ذرا سراپردہ کے گرد
پھرا اسنے دکن کی روش پر گھوڑے کو سراپردہ کے گرد پھرایا۔ سلطان بہادر نے
اس کی تعریف کی اور کہا کہ ایسا سوار بے چتر کے خوشنما نہیں معلوم ہوتا اسی
چتر سفید آفتاب گیر جو بادشاہ منڈو سے لیا تھا وہ اسکے سر پر رکھا اور میران محمد
شاہ خداوند خان کو حکم دیا کہ اسی طرح سوار سر پر چتر رکھے ہوئے سراپردہ سے
باہر اسکے دائرہ میں سلطان محمود خلجی کا جو سراپردہ ہے وہ لگا کے اس میں اسکے
تمن بزور شوق سے ملاقات کا جشن ہوا پھر برہان نظام شاہ کو احمد نگر کو رخصت
کیا۔ جب بادشاہ گجرات اور برہان شاہ میں ما لا کلام مناقشت کا غبار دور ہوا تو

جب احمد نگر میں شیعہ مذہب پھیل گیا اور تبرا ہونے لگے خلفائے راشدین پر لعن طعن کی زبان دراز
کی تو سلطان محمود گجراتی و میران مبارک شاہ فاروقی و ابراہیم عادل شاہ و عماد الملک نے
مذہبی خیال سے آپس میں یہ قرار دیا کہ لشکر کشی کرکے مملکت احمد نگر کو آپس میں تقسیم کرلیں
جب برہان نظام شاہ کو اس جماعت کی لشکر کشی کی خبر ہوئی تو اُس نے ہمایوں
بادشاہ پاس اپنے ایلچی راستی خان کے ہاتھ عرضداشت بھیجی کہ حضور گجرات پر
لشکر کشی فرمائیں بندہ خدمت کے لیے حاضر ہے لیکن شیر شاہ کا جھگڑا اُٹھ کھڑا ہو گیا
اِس لئے اس درخواست کا اثر کچھ نہ ہوا۔ راستی خان پھر آیا برہان شاہ نے سلطان
گجرات اور شاہ برہان پور کو تو اصناعات رسمی اور ارسال تحائف سے راضی کرلیا
اور ابراہیم عادل شاہ نے جسقدر پردیسی ملازم برطرف کئے تھے انکو نوکر رکھ لیا اور انکو
اقطاع خوب دیئے اور انکا استظہار پر بیجاپور پر لشکر کشی کی تیغ و سنان کی تحریک کے
بعد برہان شاہ غالب آیا۔ عادل شاہی ہو فیل اور چند توپخانوں پر متصرف ہوا اور
احمد نگر چلا آیا اس فتح سے اوسکی بڑی شہرت ہو گئی چار سال میں ان دونو بادشاہوں
میں تین لڑائیاں واقع ہوئیں اور ہر دفعہ برہان شاہ غالب رہا۔
جب ۹۴۹ھ میں بیجاپور میں اسد خان بلگوانی اور ابراہیم عادل شاہ کے درمیان
رنجش ہوئی برہان شاہ اور امیر برید اتفاق کرکے بیجاپور کی طرف چلے۔ برہان شاہ
نے اس بات کو خوب مشہور کر دیا کہ اسد خان نے یگانگی مذہب کے سبب مجھے طلب
کیا ہے تاکہ قلعہ بلگوان مجھے حوالہ کردے یہ بات کچھ لگتی لگا لی تھے اس لئے ابراہیم عادل شاہ
کو اسد خاں کی طرف سے .... وہم زیادہ ہو گیا
اور وہ بیجاپور سے باہر نہ نکلا برہان شاہ نے شولاپور کے حوالی میں زین خان کے
ساڑھے پانچ پٹہ (پرگنے) پر قابض ہوا اور خواجہ جہان دکنی کو وہ دیئے۔ اور
آگے بڑھا اور بلگوان کی جانب متوجہ ہوا اور ولایت مرچ و کلہرہ بان و باس
کو لوٹا اور چلا آیا اور آبادی کا نشان مٹا یا۔ اسد خان نے تہمت کی شہرت سے

رنگ سبز تھا اسنے بھی اپنے علمون اور چتر کا رنگ سبز کیا تبرائیون کا وظیفہ مقرر کیا کہ کوچہ
و بازارون و مساجد و معابد مین خلفاء راشدین اور انکے پیروؤن پر لعن طعن علی الاعلان
کرین امراء کبار حنفی مذہب رافضی کیشون کے خوف سے یوسف عادل شاہ اور اسمعیل عادل شاہ
جو آرزوئین اپنی ساتھ قبر مین لے گئے تھے اور کسی طرح نہ بر لا سکے تھے اس مین برہان نظام
کامران ہوا۔ گو ان اطوار کے مشاہدہ سے ملا پیر محمد اُستاد اور بعض علماء برآشفتہ
ہوگئے اور احمد نگر مین غوغا و شور مچا بہت سے متعصب سنی ملا پیر محمد کے گھر مین گئے اور
شاہ طاہر کی نسبت کہا کہ ع ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ۔ اس سید کو کہ دل
و دین کی بلا ہے۔ کہان سے لایا اُس نے بادشاہ کو گمراہ کیا اب تدبیر یہ ہے کہ شاہ طاہر
کو مارنا چاہیے اور برہان شاہ کو معزول کرکے شاہزادہ عبدالقادر کو بادشاہ بنانا چاہیے
غرض یوسف عادل شاہ کے فتنہ کی طرح دین کے واسطے خلائق کا ہجوم ہوا ملا پیر محمد کی ہمراہ
بارہ ہزار سوار و پیادہ قلعہ کے نزدیک پہنچے۔ محاصرہ کا قصد کیا اور شاہ طاہر کو مع
فرزندون کے موکلون کے سپرد کیا برہان شاہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے حکم دیا
کہ قلعہ کے دروازے بند کئے جائین اور قلعہ کے برج و بارہ سے توپین ماری جائین۔
مگر شاہ طاہر نے رمل سے دریافت کیا کہ باہر جا کر لڑنے مین فتح ہے۔ بادشاہ باہر آیا
اور اسکے نقیبون نے بآواز بلند کہا کہ جو دولتخواہ ہے وہ شاہ کے چتر و علم کے نیچے آئے
اور جو حرامخور ہے وہ ملا پیر محمد پاس جا کر قہر و سیاست شاہی کا منتظر رہے غرض نتیجہ
اسکا یہ ہوا کہ ملا پیر محمد مقید ہوا اور فتنہ فرو ہوا برہان شاہ نے مذہب کی ترویج
کے لیئے اہل سنت کے وظائف شیعہ مذہبون کو دیئے اور قلعہ احمد نگر کے مقابل مین
چار دیواری گچ و سنگ سے بنائی اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکھا اور
چند دیہات اسکے خرچ کے لیئے وقف کیے ہر روز وقت چاشت پختہ آش
مسکینون کو ملتی تھی۔ شاہ طاہر نے اطراف واکناف سے محبان اہلبیت بہت
[illegible]

اور انکو شکست دی وہ چتر و علم و فیل و توپخانہ چھوڑکر احمد نگر کو بھاگے ڈھائی سو ہاتھی اور
ایک سو ستر توپین ابراہیم عادل شاہ کو ہاتھ آئین اُس نے دشمنون کو اپنے ہاتھ سے مارا
وہ اس فتح کو اسد خان کے سبب جانتا تھا اسلئے اُس نے اسکی جاگیر بڑھائی اور منصب زیادہ
کیا ✤ اب برہان نظام شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید کے پاس بھیجا اور اپنی موافقت
پر دلالت کی۔ علی برید نے موافقت سے انکار کیا۔ اس سبب سے برہان نظام شاہ نے
قلعہ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور قلعہ اسکا محاصرہ کیا۔ علی برید اس خطر پر قلعہ خیانی ابراہیم عادل شاہ کو بند
کیا کہ وہ اسکی امداد کرے عادل شاہ لشکر علی برید پیلا اور ان دونون کی برہان نظام شاہ اودھے ایک کوس کی لڑائی ہوئی
اور ان دونو کو شکست ہوئی برہان نظام شاہ قلعہ اودگیر کو امان دیکر لے لیا اور قلعہ اودگیر......
کو جا کر محاصرہ کیا اسکو تسخیر کرکے قلعہ قندھار کو محاصرہ کیا۔ ابراہیم عادل شاہ اور علی برید پھر
برہان نظام شاہ سے لڑے اس دفعہ بھی دونو کو شکست ہوئی انکے بہت سے ہاتھی اور گھوڑے
احمد نگریون کے ہاتھ آئے۔
۹۵۵ھ میں قلعہ قندھار کو فتح کرکے برہان نظام شاہ احمد نگر میں آیا تو ابراہیم عادل شاہ کے
مقربون نے اس سے درخواست کی کہ بادشاہ کی قہاری اور بدخوئی سے ہماری جان عذاب
میں آرہی ہے۔ ہم چاہتے ہین کہ عبد اللہ بن اسمٰعیل عادل شاہ کو جو بندر گوہ میں پرتگالیون
کے پاس ہے بادشاہ بنائین اور یہ کام حضرت کی توجہ بغیر میسر نہین ہوگا۔ برہان شاہ جمشید
قطب شاہ کو ساتھ لے کر عادل شاہ کی ولایت پر متوجہ ہوا حسب اتفاق اس زمانہ میں اسد خان
بلگانی بیمار ہوا۔ برہان شاہ نے اصل مقصود کو تعویق میں ڈالا اور اس فکر میں ہوا کہ اس
قلعہ پر کسی حیلہ سے متصرف ہو۔
ہم نے اسکا حال پہلے لکھا ہے کہ اسد خان مرگیا اور ابراہیم عادل شاہ قلعہ پر قابض ہوا
جب یہ قلعہ برہان شاہ کو ہاتھ نہ آیا تو وہ احمد نگر میں آیا۔ ۹۹۱ھ میں شاہ طاہر کا انتقال
اسکی جگہ قاسم بیگ حکیم اور بھوپال رائے کو صاحب دخل اور محل اعتماد بنایا اور عادشاہ سے اسی
بات میں بنائین کہ عادل کی امداد سے اس کی رائے منحرف ہوگئی اور پھر وہ خواجہ جہان

سبب سے برہان شاہ سے موافقت کی اور چھہ ہزار سوار لے کر برہان شاہ سے مل گیا۔ اور
عادل شاہ پاس نہ گیا برہان شاہ کی تدبیر چل گئی وہ بیجاپور گیا۔ عادل شاہ مین تاب
مقاومت نہ تھی وہ آب بہورہ (بھیما) سے عبور کرکے گلبرگہ چلا گیا۔ برہان شاہ نے بیجاپور کا
محاصرہ چند روز کیا مگر جب اسکو معلوم ہوا کہ اس سے کچھ فائدہ نہین ہوگا تو وہ اُٹھ کر گلبرگہ مین
چلا گیا تھوڑے عرصہ مین عماد شاہ حاکم برار اسکی کمک کو آگیا جب برار کی سپاہ
برہان نظام شاہ کے لشکر کے قریب آئی تو چند روز مین اسد خان کو موقع ملا کہ وہ برہان شاہ
کو چھوڑ کر عماد شاہ سے جا ملا جس وقت اسد خان برار کی سپاہ سے ملا اسی وقت برہان نظام شاہ
مع امیر برید احمد نگر کو بھاگا۔ برار اور بیجاپور کے سپاہیون نے احمد نگر تک اسکا تعاقب کیا
تو انہون نے اپنے مین مقابلہ و مقاتلہ کا مقدور نہ دیکھ کر دولت آباد حصن حصین مین پناہ
لی۔ یہان امیر برید شاہ کی اجل آگئی تو برہان نظام شاہ نے صلح کر لی اور شولاپور کے
ساڑھے پانچ پرگنے جو اس یورش مین لئے تھے ابراہیم عادل شاہ کو دیدیے۔

سنہ ۹۵۰ھ مین جمشید قطب شاہ کے پاس شاہ طاہر کو تخت نشینی کی تہنیت کے لئے گولکنڈہ بھیجا
تو جمشید نے اسکی بڑی خاطر تعظیم کی برہان شاہ نے انتقام کے سبب سے نقض عہد کیا اور رام راج
والی وجیانگر اور قطب شاہ کو ممالک عادل شاہیہ کی تسخیر کی تحریص کی اور خود شولاپور کو جا
لی۔ عادل شاہ نے جب دیکھا کہ چارون طرف سے اس کے ملک پر یہ طوفان آنیوالا ہے تو اس نے
ساڑھے پانچ پرگنے نظام شاہ کو دیدیے اور رام راج کو بھی صلح پر راضی کرکے اپنا بچاؤ کیا

سنہ ۹۵۲ھ مین برہان نظام شاہ رام راج کے استظہار سے گلبرگہ کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔
اور ابراہیم عادل شاہ اسکے مقابلہ کے لئے بیجاپور سے روانہ ہوا۔ قصبہ بہور چاپل کے نزدیک
اسکو معلوم ہوا کہ بہیما ندی کے مشرقی کنارہ پر ایک مستحکم مقام مین برہان نظام شاہ مقیم ہے۔
ندی کا اسکے پار جانا ناممکن ہے وہ مقابل کے کنارہ پر خیمہ زن ہوا۔ بارش کے سبب سے تین مہینے تک
دونون لشکر آمنے سامنے بیحرکت پڑے رہے ندی انکے درمیان حائل تھی آخر کو ابراہیم عادل شاہ

فتح حاصل کرین عین الملک نے قبول کیا اور بھوپال رائے نے مبلغ مذکور اسکو دیئے کہ عید کے
خرچ کے بہانہ سے لشکر کو دیدیجے یہی ہوا کہ لشکر اپنے دیوار و در کو توڑ کر باہر گیا۔ اور
دشمن کے لشکر کے قریب پہنچ کر اوسکی دیوار کو بہ گرز ہاتھیون سے ڈھایا اور ایک دفعہ قتل
اور کشش مین کوشش کی۔ عادل شاہی آدمی کمال غفلت مین پڑے تھے۔ سب جنگ
پڑے بھاگ گئے۔ عادل شاہ عید کا غسل کر رہا تھا کپڑے پہننے کی بھی فرصت نہ ملی کہ بھاگ
گیا۔ اُسکے چتر و علم اور بہت اسپ و فیل و توپ خانہ نظام شاہیون کے ہاتھ آیا اور پچھلی
شکست کی تلافی ہوئی۔ اسی روز قلعہ کلیان بھی آسانی سے فتح ہو گیا۔ اس شکست کے بعد
عادل شاہ اپنے ملک کے بچانے کے لئے دشمن کے ملک مین آیا۔ بیر اور پرینڈہ کو خراب کیا۔ اوس
نے برابیون کے قلعہ پرندہ کو لے لیا اور خواجہ جہان کے آدمیون کو قتل کیا اور قلعہ پر متصرف
ہوا ایک دکنی کو یہ قلعہ سپرد کر کے بیجاپور کو مراجعت کی۔ جب نظام شاہ کو اسکی خبر ہوئی
تو قلعہ کلیان اپنے کسی معتمد کو حوالہ کر کے پرندہ کی طرف کوچ کیا۔ جب وہ دو منزل پر
پہنچا تو ..... یہان کے تھانہ دار کو مچھر کی آواز یہ معلوم ہوئی کہ نظام شاہ کے نفیری
آواز ہی تو قلعہ چھوڑ کر وہ بھاگا اور آدمی بھی بھاگ گئے۔ نظام شاہ نے دو روز بعد قلعہ
لے لیا اُس نے خواجہ جہان دکنی کو حوالہ کیا۔ پرندہ و پرنیدہ سے ایک ہی تلفظ نکلتا ہے
۹۵۹ھ۔ برہان نظام شاہ کی سپاہ نے ولایت بیجاپور کے بڑے حصہ مین گشت کیا اور
کسی نے اسکا مقابلہ نہین کیا اور قلعہ رائے چور کے حوالی مین رام راج اور برہان نظام شاہ
کی ملاقات ہوئی اور یہ آپسمین قرار پایا کہ دونون اپنی سلطنت کو بیجاپور کے ملک کو
فتح کر کے بڑھائین۔ رامراج دریاء کرشنا کے جنوب مین رائچور اور مدگل اور اُن کے
مضافات کو فتح کرلے اور برہان نظام شاہ شولاپور اور گلبرگہ کو تسخیر کرے۔

شولاپور کا محاصرہ کیا گیا اور تین مہینے کے بعد جبر و قہر سے فتح ہوا۔ برہان نظام شاہ
گلبرگہ کو کوچ کرنے کو تھا کہ اُس نے سنا کہ رام راج نے رائے چور اور مدگل کو فتح کرلیا اور بیجانگر
چلا گیا تو برہان نظام شاہ بھی احمد نگر مین چلا آیا۔

دکن کے اتفاق سے قلعہ کلیان کی تسخیر کے لیے لشکر آرا ہوا اور اس حصار کا جا کر محاصرہ کیا
ابراہیم عادل شاہ نے امرائے برگی (مرہٹہ) کو آگے بھیجا اور پیچھے خود روانہ ہوا امرائے برگی
تعدادہون کو ایسا روک لیا کہ غلہ و آذوقہ کا دشمن کے لشکر میں پہنچنا دشوار ہوا اور وہ گاہ و
بیگاہ بطریق دزدی یا بطریق شب خون برہان شاہ کے لشکر پر جا گرتے اور آدمیوں کو
سونے نہ دیتے۔ برہان نظام شاہ نے حکم دیا کہ لشکر کے گرد ایک حصار تین گز بلند اور عریض
جگہ چار گز بلند بنایا جائے۔ یون قلعہ کلیانی ایک اور قلعہ کے اندر آ گیا۔ ابراہیم عادل شاہ
بھی قلعہ کلیانی کے پاس پہنچا اور برہان نظام شاہ کے لشکر کے پہلو میں اترا اور اپنے لشکر کے
گرد دیوار کھینچی۔ جب ماہ رمضان آیا اور غلہ اور کل مال احتیاج کی رسد میں کمی واقع ہوئی تو
لشکر احمد نگر میں ایک عجب قحط نمودار ہوا۔ فوجون میں دو دو تین تین فاقے آدمیون پر
ہونے لگے۔ برہان شاہ نے دلگیر ہو کر ارکان دولت سے مشورہ کیا۔ بعض نے صلاح دولت
مراجعت میں بتائی بعض نے کہا کہ دیوار سے نکل کر دشمن سے لڑنا چاہیے اگر فتح ہوئی تو
پھر محاصرہ آنکر کرنا چاہیے اگر شکست ہوئی تو اپنے ملک کی راہ لینی چاہیے برہان شاہ نے کہا
کہ گھوڑون کا پتلا حال ہو رہا ہے وہ کوئی کام نہیں کر سکینگے بہتر یہی ہے کہ لڑائی کو چھوڑ کر احمد نگر
جائین مگر بھوپال رائے سے جب برہان شاہ نے مشورہ لیا تو اُس نے کہا کہ کل عید ہے آپ
خزانچی کو حکم فرمائین کہ جو کچھ مین طلب کرون وہ مجھے بے عذر دے دے۔ نظام شاہ نے
حکم دیدیا وہ رات کو ایک لاکھ ہون خزانہ سے لے کر امیر کبیر عین الملک کی منزل مین
گیا اور کہا کہ کل حال کو آپ دیکھ رہے ہین بے جنگ ترک محاصرہ کرنا اور اپنے ملک کا راہ
لینا فساد اور خرابیان پیدا کریگا اور ایسے پریشان لشکر کو اور بد حال پادشاہ کو
جنگ صف مین لیجانا بہت دشوار نظر آتا ہے اس باب مین آپ کی کیا صلاح ہے
سیف الدین عین الملک نے کہا کہ ہم تو صاحب شمشیر ہین جو آپ کی رائے ہو اس پر عمل
کرنے کو موجود ہین بھوپال رائے نے کہا کہ مین ایسی صلاح دیکھتا ہون کہ عید کی صبح
[illegible] لشکر کے اندر جسمین عید کے سبب سب لوگ غافل ہونگے حملہ کر

تسخیر کیا تھا اس اثناء میں حسین نظام شاہ نے عماد شاہ والی برار سے اتحاد پیدا کیا
اس نے سات ہزار سوار اسکی امداد کو بھیجدئیے وہ اس لشکر کو لیکر شولاپور کو ابراہیم عادل شاہ
کے محاصرے اٹھانے کے لئے چلا دونوں لشکر خوب لڑے سیف الدین عین الملک جو نظام شاہ
کی نوکری چھوڑکر عادل شاہیوں کا نوکر ہوگیا تھا اس نے عماد الملک اور بعض امرای
نظام شاہی کے لشکر کو پراگندہ کردیا اور فوج خاصہ نظام شاہیہ پر حملہ کرکے اس کے بیشتر کو
منتشر کردیا اور اس کے چتر و علم کی طرف متوجہ ہوا۔ بہادران نظام شاہی اسکی
مدافعت پر متوجہ ہوئے۔ چارسو نامی سواروں کو قتل کیا۔ عین الملک کا قاعدہ تھا
کہ جب اسکا کام تنگ ہوتا تو وہ معرکہ میں پیادہ ہوکر لشکریوں کو جنگ پر تحریص و
ترغیب دیتا اس لڑائی میں بھی وہ گھوڑے سے اترکر مقابلہ کے لیئے اپنی سپاہ کو ترغیب
دیتا تھا کہ کوتاہ بین آدمیوں نے ابراہیم عادل شاہ سے کہا کہ سیف عین الملک مکر و
حیلہ کی راہ سے بیجاپور میں آیا تھا۔ اب اس نے گھوڑے سے اُترکر نظام شاہ کو سلام
کیا تھا۔ عادل شاہ نے اس بات کو یقین کرلیا۔ سپاہ کو یہاں لڑائی میں چھوڑا اور
خود بیجاپور چلا گیا۔ باقی حال وقائع عادل شاہیہ میں لکھا ہے کہ کس طرح اس کا
گلا گھوٹ کر مارا ہے۔ قبول خان عین الملک کی عورات کو لیکر ابراہیم قطب شاہ
پاس گلکنڈہ میں گیا اسکے ساتھ پانسو سوار تھے اس نے کئی جگہ امراء نظام شاہی کو لڑکر
شکست دی۔

جب ابراہیم عادل شاہ کا انتقال ہوا تو حسین نظام شاہ اور قطب شاہ نے گلبرگہ میں
ملاقات کی اور یہ قرار دیا کہ اول متفق ہوکر گلبرگہ کو مسخر کریں اور پھر اتگیر کو انہوں نے
گلبرگہ کا محاصرہ کیا اور توپوں کی مار سے قلعہ کے برج و بارہ کو ہلا دیا مصطفی خان
اردستانی نے جو قطب شاہ کا جملۃ الملک تھا اپنے شاہ سے کہا کہ حسین نظام شاہ
جبار اور بے اعتدال و عہد شکن ہے اگر قلعہ گلبرگہ کو وہ فتح کرلیگا تو ہم کو قلعہ اتگیر کے
فتح کرنے سے منع کریگا۔ بہتر ہے کہ اس کی تقویت میں کوشش نہ کرو اور ایسا نہ کرو

[illegible] میں برہان نظام شاہ نے رام راج سے دوستی پیدا کی اور بیجاپور کی طرف
چلا۔ ابراہیم عادل شاہ میں اُس سے مقابلہ کرنے کی سکت نہ تھی اس لئے وہ پشالہ
میں چلا گیا۔ برہان شاہ نے بیجاپور کا محاصرہ کیا اور قریب تھا کہ اسکو فتح کرے [illegible]
ہوا اور احمد نگر میں آیا اور مر گیا۔ زندہ اولاد یہ چھوڑ گیا حسین و عبدالقادر۔ جبشی الاصل
امینہ تھی شاہ علی جبشی والدہ بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ جبشی اور شاہ حیدر
کہ خواجہ جہان دکنی کا داماد تھا۔ میران محمد باقر بیجاپور میں اور شہزادہ مسلمان [illegible]
بندہ بنگالہ میں فوت ہوا۔ مدت سلطنت قریب ۲۸ سال۔

حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ بحری

حسین نظام شاہ اپنے باپ کا جانشین [illegible] سال کی عمر میں ہوا اسکا سگا بھائی عبدالقادر
اور بھائیوں کو لے کر دار السلطنۃ سے چلا گیا اور دولتخانہ کے آدمیوں کے دو فریق ہو گئے
ایک فریق میں غریبان (پردیسی) اور حبشی حسین نظام شاہ کے طرفدار تھے دوسرے فریق
میں دکنی ہندو مسلمان عبدالقادر کے جانب دار ہوئے مگر آخر کو عبدالقادر کا فریق ٹوٹ کر
حسین نظام شاہ سے مل گیا اور عبدالقادر بھاگ کر عماد الملک والی برار کی پناہ میں چلا گیا۔
شاہ علی اور میران محمد باقر اپنے ماموں ابراہیم عادل پاس بیجاپور چلے گئے اور شاہ حیدر
پرندہ میں اپنے خسر خواجہ جہان دکنی کے پاس چلا گیا خسر یہ چاہتا تھا کہ عادل شاہ
کے استظہار سے داماد کو احمد نگر کا بادشاہ بنائے اس نے نہ بادشاہ کی تعزیت کی
نہ مبارکباد دی اس لئے حسین نظام شاہ نے غصہ میں آن کر اوسکو عتاب آمیز خط لکھا وہ
حیران تھا اس میں نہ اظہار مخالفت کا حوصلہ تھا نہ ملازمت میں اپنی سلامت جانتا تھا
جواب نا صواب لکھا تو حسین نظام شاہ نے جا کر قلعہ پرندہ کو محصور کیا اہل حصار تمام [illegible]
لڑے مگر آخر کو نظام شاہ نے اسے فتح کر لیا اور وہ قلعوں کے رخنوں کو بند کر کے
احمد نگر چلا گیا اس واقعہ سے ابراہیم عادل شاہ نے شاہ حیدر اور خواجہ جہان کی [illegible]
[illegible]

پادشاہون کو اور اہل دنیا کو اس قسم کے امور بہت پیش آتے ہین حسین نظام شاہ اس معرکہ
سے آشنا نہ ہوا- یہان تک لڑا کہ ان تین پادشاہون کی سپاہ ایک لاکھ سوار اور
دو لاکھ پیادے احمدنگر کے گرد جمع ہوگئے- نظام شاہ نے قلعہ احمدنگر جو مٹی کا بنا ہوا تھا
اور خندق اُس کے گرد نہ تھی آذوقہ اور آلات آتشبازی اُسکے گرد دھر دیا مردم جنگی کو
حوالہ کرکے خود خزانہ و اہل عیال لیکر پیٹن کی جانب روانہ ہوا تاکہ دریا عماد الملک و میران
مبارک شاہ فاروقی اور علی برید کو اپنی ساتھ متفق کرکے دشمنون سے مصاف کرے- اتفاقاً
خان جہان برادر امیر برید نے کہ عماد الملک پاس جاکر مدارعلیہ ہوگیا تھا عادل شاہ کی
تحریک سے عماد الملک کو نظام شاہ کی مدد کرنے سے منع کیا اور خود پانچہزار سوار اور پیادے
لیکر ولایت نظام شاہ کی تخریب کے درپے ہوا حسین نظام شاہ نے ملا محمد نیشاپوری کو
تین ہزار سوارون کے ساتھ اُسسے لڑنے کے لیئے بھیجا- حملہ اول مین خان جہان نے ایسی
شکست پائی کہ عماد الملک کو منہ دکھلانے کو جگہہ نہ رہی عادل شاہ کی خدمت مین گیا
اب سب شاہون نے احمدنگر کا محاصرہ کیا ابراہیم قطب شاہ اپنی عاقبت اندیشی سے
یہ نہین چاہتا تھا کہ علی عادل شاہ اس قلعہ کو لیکر نظام شاہ پر فائق ہوجائے- اُس نے اپنے
مورچل سے قلعہ کے آدمیون کے لیئے آنے جانے کی راہ کھول رکھی تھی اور اہل قلعہ پاس سارے
مایحتاج پہنچنے دیتا تھا- اور ملا عنایت اللہ کہ اس وقت قطب شاہ کا ملازم تھا اور اس قسم کے
امور مین بڑا دخل رکھتا تھا وہ اہل قلعہ سے دوستی رکھتا تھا اور اپنے اخلاص و دولتخواہی
کی عرائض حسین نظام شاہ پاس بھیجتا تھا اس قسم کی باتین مخفی نہین رہ سکتین امراء اور عادل شاہ
مطلع ہوئے اور انہون نے قطب شاہ سے پرخاش شروع کی وہ بہت جلد گلکنڈہ مین اور ملا
عنایت اللہ قلعہ احمدنگر مین چلا گیا اور یہان سے پٹن مین حسین شاہ کی ملازمت مین گیا-
خان جہان کی شکست کے بعد عماد الملک نے جہانگیر خان دکنی کو پیشوا بناکر خوب جمعیت کے
ساتھ نظام شاہ کی کمک پر بھیجا تھا وہ عادل شاہ کی سرحد پر پہنچا اور اُس نے غلہ و
آذوقہ کی رسد کو بند کردیا امراء اور عادل شاہ کے لشکرون مین غلے کا قحط پڑا- دونون

کر عادل شاہ پر اسکو ہزیمت حاصل ہو ابراہیم قطب شاہ نے مصطفیٰ خاں کے لئے یہ عمل کیا
اور دولت کو اپنے خیمہ و خرگاہ آگ پر کر اپنی مملکت کی راہ لی اس سے حسین نظام شاہ کو
لڑائی میں ایسی دقت پڑی کہ اس نے احمد نگر میں مراجعت کی۔ ملا عنایت اللہ نظام شاہ
اور قطب شاہ کے درمیان اتحاد اور انقطاع کا واسطہ تھا وہ حسین نظام شاہ کی جباری
اور قہاری کے سبب سے گلکنڈہ میں بھاگ آیا۔ ابراہیم عادل شاہ کے جانشین علی عادل شاہ
نے رام راج اور ابراہیم قطب شاہ سے دوستی پیدا کی۔ ادھر حسین نظام شاہ نے عماد الملک
والی برار سے از سر نو اتحاد پیدا کیا۔ یہ دونوں ۹۶۶ھ میں گوداوری کے کنارہ پر
سنیت میں ملے۔ عماد الملک کی بیٹی کا نکاح حسین نظام شاہ سے ہوا۔

اسی سال میں حسین نظام شاہ نے محمد استاد نیشاپوری اور چلبی رومی خان کو
قلعہ ریوڈنڈا (ریگاندہ) کی فتح کے لئے بھیجا۔ یہ قلعہ پرتگیزوں نے سمندر کے کنارہ
پر بنایا تھا اور یہاں سے وہ اپنی حد سے قدم باہر رکھ کر مسلمانوں کو ستاتے تھے
پرتگیزوں نے اپنے کئے پر پشیمانی ظاہر کی اور آیندہ کے لئے عہد و پیمان کئے۔ کہ
مسلمانوں کی مزاحمت نہیں کرینگے۔ حسین نظام شاہ نے اس سال کے آخر میں
...... تین چار مہینے کے اندر قلعہ گالنہ خاندیس میں اور
کئی قلعے اور فتح کئے اور اپنے آدمیوں کے حوالہ کئے۔

اس اثنا میں بیجانگر اور گولکنڈہ اور بیجاپور کے والیان نے مل کر نظام شاہ
کے ملک پر تاخت کی اور قلعے کلیانی اور شولاپور طلب کئے۔ شاہ حسن عالم بیگ
نے حسین نظام شاہ کو صلاح دی کہ ہم میں ان تین بادشاہوں سے لڑنے
کی تاب و توان نہیں ہے اسلئے عادل شاہ کو قلعہ کلیانی کو دیکر صلح کرلیں۔
حسین نظام نے کہا کہ جس قلعہ کو میرے باپ نے ضرب شمشیر و مردانگی سے لیا ہو
اسکو دشمن کو دیتے ہوئے ننگ و عار آتا ہے۔ شاہ حسن نے کہا کہ ہر وقت
ایک تقاضا ہوتا ہے وہ وقت لینے کا مقتضی تھا یہ وقت دینے کا مقتضی ہے

بنت حسین نظام شاہ کا نکاح ابراہیم قطب شاہ سے ہوا اور دونو بادشاہ قلعہ کلیانی
کے محاصرہ مین مصروف ہوئے۔ پہلی طرح عادل شاہ اور رام راج بڑا لشکر لیکر اس
طرف ہوگئے اور برہان عماد الملک کو حسین نظام سے بہ سبب جہانگیر خان کے مارنے
کے رنجش ہوگئی تھی وہ علی برید سے اتفاق کرکے عادل شاہ سے ملا حسین نظام شاہ
نے محاصرہ چھوڑکر قلعہ اوسہ مین اپنے بیٹے اور داماد کو بھیجا اور سات سو ارابہ توپ
ضرب زن اور پانچ سو ہاتھی لیکر قطب شاہ کے ساتھ دشمن سے چھ کوس پر آیا
دوسرے روز رام راج کی طرف متوجہ ہوا اور قطب شاہ عادل شاہ اور برید شاہ
سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ برسات کا موسم نہ تھا مگر ایسا ابر آیا اور ایسا برسا کہ
صحرا اور دشت مین پانی پانی ہوگیا اور ندی و نالے چڑھ گئے۔ آدمی اور ہاتھی
اور گھوڑے اور گائین ایسے حیران ہوئے کہ لشکرون نے ہتھیار پھینک دئے ارابے کیچڑ
مین پھنسا رہ گئے دوسرے روز صبح کو برگی کے گھوڑون نے قطب شاہ کو بھگا دیا۔
اور مرتضی نظام بھی سات سو توپون مین سے جو میدان جنگ مین لایا تھا تین
لیکر بھاگا اس شکست سے احمد نگر کی سلطنت کی بڑی شان معلوم ہوتی ہے اس لئے ۹۶۰
توپین ایک جگہ مین چھپوائین انمین ایک برنجی توپ تھی جو اب بیجانگر مین ہے۔
ایسی بڑی برنجی توپ دنیا مین کہین نہین ہے اسکا وزن ۱۱۲۰ من ہے اور محیط
قطر چار فیٹ ۸۔ انچ ہے اور پندرہ فٹ عمیق ہے اور اس کے سوراخ کا قطر ۲ فیٹ ۴۔ انچ ہے
اس کو رومی خان نے برہان شاہ کے عہد مین ڈھالا تھا اسکا سانچا رومی خان
کے مقبرہ مین پڑا ہوا ہے۔ تیسرے روز وہ توپین بھی جو چند باقی رہی تھین
چھوڑکر احمد نگر کو بھاگا اگرچہ اسکے ساتھ ایک ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے۔ مگر وہ چتر و علم
مرتفع کئے ہوئے کمال تحمل و وقار سے جاتا تھا اسکی چارون طرف پانچ چھ ہزار
سوار حملہ آور جاتے تھے مگر انکا یہ حوصلہ نہ ہوتا تھا کہ اسپر حملہ کرین اور اس چتر
شاہی پر نظر ڈالین وہ نقارہ کا ایسا مقید ہوگیا تھا کہ وقت برنماز بجتا تھا ظہر کی

[illegible] قصبہ بھنبی مین گئے اور یہان یہ ٹھیری کہ ایک دستہ سپاہ پرندہ کو اور دوسرا [illegible] اور وہان سے آذوقہ کا سامان کرکے احمدنگر کا محاصرہ کرے۔

حسین نظام شاہ نے قاسم بیگ اور ملا عنایت اللہ کو رامراج پاس صلح کے لیے بھیجا۔ ان تین شرطون پر صلح منظور ہوئی۔

اول حسین نظام شاہ علی عادل شاہ کو قلعہ کلیانی دے۔

دوم جہانگیر خان کو جس سے ہمارے لشکر کو بڑی مضرت پہنچی ہے اور ہمارا دشمن ہے مار ڈالے۔

سوم حسین نظام شاہ رام راج پاس ملنے آئے اور اسکے ہاتھ سے پان لے (جب پان ہاتھ سے دیا جاتا ہے تو دینے والا بڑا سمجھا جاتا ہے اور جب وہ سونے چاندی کے تھالی میں دیا جاتا ہے تو مساوات مراد ہوتی ہے۔) حسین شاہ نے اپنی حفظ دولت کے لئے ان شرائط کو منظور کیا اور اس نے یہ بیمروتی کی کہ مصلحت ملک کے لئے اپنے جانی دوست کو قتل کیا۔ عماد الملک کو اپنے ملک کو وداع کیا۔ حسین نظام شاہ اور خود رام راج کے لشکر مین آیا۔ رام راج نے اسکی کچھ تواضع نہ کی اور بیٹھے بیٹھے نظام شاہ سے دست بوسی کی۔ حسین نظام شاہ اسکے غرور سے نہایت برآشفتہ ہوا اور اس کی ایذا کے لیے اپنا طشت و آفتابہ منگا کر اپنے ہاتھ دھوئے۔ رام راج نے یہ دیکھ کر پیچ و تاب کھائے اور کنہری زبان مین کہا کہ اگر یہ مہمان نہ ہوتا تو اس کی سرانگشتون کو کاٹ کر اسکی گردن مین لٹکاتا۔ رام راج نے بھی اپنا طشت آفتابہ منگا کے ہاتھ دھوئے۔ حسین نظام شاہ نے قلعہ کلیان رام راج کی پیشکش مین دیا۔ اس نے کلیان علی عادل شاہ پاس بھجوا دیا۔

حسین نظام شاہ نے احمدنگر مین جاکر قلعہ کہ اینٹ اور مٹی کا بنا ہوا تھا توڑا اور اسکا دائرہ بڑا بنا کر گچ و سنگ سے بنوایا اور ایک خندق وسیع و عمیق اسکے گرد کھدوائی۔

[illegible] مین اپنی بیٹی خدیجہ کا نکاح جمال الدین حسین بن شاہ حسن سے کیا۔ دریا عماد الملک مر گیا۔ اسکا بڑا بیٹا برہان عماد الملک چھوٹی عمر مین باپ کا قائم مقام ہوا۔

[illegible] حسین نظام شاہ اور ابراہیم قطب شاہ کلیانی کے ہمسایہ مین ملے یہان بڑی

کسی طرح نہ پہنچنے دین اور خود جتیر سے ایک ندی کے پل کی طرف کہ کوہستان مین واقع
تھی روانہ ہوا۔ رستم خان قصبہ کالونکے نواح مین مخالفون کے پاس پہنچکر غلہ و آذوقہ کے
وصول کا مانع ہوا اس اثنا مین کہ علی عادل شاہ شکار مین مشغول تھا اور اس کی فوج اسکے
خالو کی ہمراہ جاتی تھی رستم خان نے برخلاف قرارداد کے افواج عادل شاہی پر کہ مصاف
سے ضعیف تھی حملہ کیا اور علی عادل شاہ کے خالو کو قتل کیا اور خود بھی دو ہزار آدمیون سمیت
کشتہ ہوا جو زندہ رہی وہ پریشان حال بھاگ گئے لیکن رستم خان کی جرأت دیکھ کر بیجاپوری
اور بیجانگریون کے بھی ہوش اڑ گئے برسات کا موسم نزدیک آگیا تھا رام راج اور
عادل شاہ پھر احمد نگر گئے۔ رامراج ندی سین کے کنارہ اور اُس کے اطراف مین اترا تھا
اور علی عادل شاہ اسسے دور خیمہ زن ہوا۔ دونو اس مین متردد تھے کہ اپنے ملکون کو جائین
یا احمد نگر کا محاصرہ کرین اس اثناء مین احمد نگر کے شمال مین مینہ برسا اور رات کو ایک
سیل عظیم آئی بیس ہیرون کو اور تین سو ہاتھیون کو جن کے پیرون مین زنجیرین بندھی ہوئی
تھین اور بارہ ہزار آدمیون کو جنکا نام رامراج کے دفتر مین درج تھا بہا کر لے گئی
اور بحر فنا مین غرق کیا رام راج اسکو بدشگونی سمجھ کر اپنے ملک کو گیا۔ علی عادل شاہ
کے قلعہ نلدرگ کو از سر نو تعمیر کرایا رامراج سے کہا کہ اس قلعہ کا نام پسند ہو تو
رام درگ رکھون اُس نے منظور کیا۔ رامراج نے برسات کا بہانہ بنا کے قصبہ ونگی مین
مقام کیا اور عادل شاہ اور قطب شاہ کے چند پرگنون کو دبا لیا اور بیجانگر چلا گیا
علی عادل شاہ نے قلعہ نلدروک میر مرتضی خان انجو کے حوالہ کیا اور اپنی جگہہ پر
چلا گیا۔ میر مرتضی خان قرب جوار کے سبب گاہ و بیگاہ ولایت شولاپور کو تاخت و
تاراج کرتا تھا۔ حسین نظام شاہ اس بات کو عادل شاہ کی تحریک سے سمجھا اُس نے قلعہ
شولاپور کو مستحکم کیا اور غلہ کی بارہ ہزار گونین قلعہ کو روانہ کین۔ مرتضی خان کو جب یہ خبر
لگی تو اس نے امراء برگی کو لے کر ایلغار کی اور پرینده اور شولاپور کے درمیان آتش
قتال روشن ہوئی امراء نظام شاہی کو شکست ہوئی اور ایکسو دس ہاتھی چھین گئے

نماز کا وقت آیا تو اس نے ارادہ کیا کہ اتر کر نماز پڑھوں تو ارکان دولت نے کہا کہ اس وقت
گھوڑے سے اتر کر نماز پڑھنی شرعاً درست نہین ایما و اشارہ سے سوار ہی نماز پڑھو تو
اسنے کہا کہ خدا نہ کرے کہ مین اس وضع سے نماز ادا کرون اسنے اتر کر نہایت اطمینان
سے نماز پڑھی۔ دشمنون کی سپاہین کہ اضعاف و مضاعف تھین فوج در کھڑی دیکھتی تھین
لیکن نہ آئی تھین حسین نظام شاہ نماز سے فارغ ہوا تو اپنی کمر کو چست بندھے ہوئے دیکھا
سمجھا کہ ایسے لباس سے نماز درست نہین تو کمر کھول کر پھر نماز دوبارہ پڑھی اور پھر
کس کر سوار ہوا اہل تعاقب نے کہا کہ جب ہمنے اس وقت مین کچھ کام نہین کیا تو اور وقت
کیا کام کرینگے پس سب نے ایک آدمی اس پاس بھیجکر کہا کہ شجاعت تجھے مسلم ہے ہم
تعاقب سے باز رہے کہ ذات اشرف کو کوئی گزند نہ پہنچے حسین نظام شاہ اد[illegible]
بھیجا اور مرتضیٰ شہزادہ کو ساتھ لیکر احمدنگر مین آیا اور قطب شاہ کو وداع کیا جب
احمدنگر مین آیا تو اس نے سنا کہ عادل شاہ و رام راج و برہان عماد الملک و
علی برید کوچ بر کوچ کرتے ہوئے اس طرف آتے ہین تو اپنے قلعہ کو ذخیرہ و مرد جنگی
و آلات آتشبازی سے مضبوط کیا اور خود جنیر چلا گیا۔ کل دشمن احمدنگر مین آئے
بیجانگر کے ہندوؤن نے مساجد اور منازل کو ویران کیا۔ جن مسجدون کی چھتین لکڑیون
کی تھین انکو ویران کیا مسلمانون کو آزار پہنچایا اور عورتون اور بچون کی بے ناموسی کی
عادل شاہ ان باتون کے سننے سے غمزدہ ہوا مگر منع کرنے کی قدرت نہین رکھتا تھا
آخر رام راج سے کہا کہ اس قلعہ کا محاصرہ اول سے بھی زیادہ سخت ہو گیا ہے بہتر ہے
کہ یہان سے کوچ کر کے نظام شاہ کے پیچھے پڑین رام راج اس پر راضی ہوا
علی برید و برہان عماد الملک کو معاودت کی اجازت دی۔ عادل شاہ اور
رام راج جنیر کی طرف گئے حسین نظام شاہ جب انکی توجہ سے واقف ہوا تو بارہ
امیرون کو جیسے کہ رستم خان حبشی دینداجی وغیرہ تھے انکو حکم دیا کہ مخالف کے لشکر
مین غارتگری کرین اور غلہ و رسد اور اسباب معیشت کو دشمنون پاس

راے وجیانگر کے استیصال کے لئے اتفاق کیا۔ دکن مین یہ راے انا و لاغیری کا ڈنکا
بجا رہا تھا۔ ان چارون بادشاہون کے لشکر نے متفق ہوکر دریاے کرشنا سے عبور
کیا اور قصبہ بیکری مین جو کرشنا سے بارہ میل پر ہے خیمے ڈالے۔ رام راج ستر ہزار
سوار اور نوے ہزار نو لاکھ پیادے جنگی جنمین اکثر توپچی و تیرانداز تھے بیجانگر سے
ساتھ لیکر چلا مسلمانون کو اسکے لشکر کی حشمت و شوکت سے وہم پیدا ہوا اور
اس پر راضی تھے کہ عادل شاہ اور قطب شاہ کا ملک جو اس نے لیا ہے واپس
دیدے اور آیندہ عہد کرے کہ پھر مسلمانون کی مزاحمت نہ کریگا۔ مگر رام راج
ہستی اپنی آگے کیا سمجھتا تھا اُس نے اس طرح صلح کرنے سے انکار کیا۔ اُسنے اپنے بھائی
دینکٹادری کو دو لاکھ پیادون اور پانچہزار سوارون کے ساتھ بھیجا کہ وہ میسرہ مین
علی عادل شاہ سے مقابلہ کرے اور اپنے دوسرے بھائی یلتم راج کو بیس ہزار
سوارون اور دو لاکھ پیادون کے ساتھ ابراہیم قطب شاہ اور علی برید کے
میمنہ مین لڑنے کو بھیجا اور خود پندرہ ہزار منتخب سوارون کے ساتھ جو اُس کی
کمک کو ہمسایہ کے رایون نے بھیجے تھے اور ایک ہزار ہاتھی اور پانچ لاکھ پیادون
کے ساتھ قلب مین حسین نظام شاہ سے لڑنے کے لئے مقیم ہوا اُس نے اپنے بھائی کو
حکم دیا کہ عادل شاہ و قطب شاہ کو زندہ گرفتار کرے کہ انکو ساری عمر لوہے کی
زنجیرون مین جکڑا رکھون اور ہراول مین و یسار کو حکم دیا کہ نظام شاہ کا سر تن
سے جدا کرکے لائے۔ سلاطین اسلام نے غزا و جہاد کے قصد پر کمر باندھی اور
کثرت اعدا سے خوف نہین کیا۔ عادل شاہ نے میمنہ مین اور قطب شاہ
و علی برید نے میسرہ مین اور نظام شاہ نے قلب مین قیام کیا اور ہر ایک نے
دوازدہ امام کے اعلام مرتفع کئے اور نقارہ جنگ بجایا۔ حسین نظام شاہ
نے چھ سو ارابہ توپ تین قطارون مین اپنے آگے رکھے۔ اول قطار دو سو
بڑی توپون کی دائین بائین طرف سب سے آگے تھی اور اسکے پیچھے دوسری

اور شاہ تقی اسیر ہوا۔ امراء بریدی اس فتح سے مغرور ہو کر تاراج مین مشغول ہوئے
اور غلہ کی گونیون کو آگ لگائی یا لوٹ کر لے گئے۔ مرتضیٰ خان نے ہاتھی بیجاپور کے دیکھے
اس اثنا مین ایک حبشی غلام بچہ قیدیون مین تھا اور وہ ایک شخص کے ساتھ ہاتھی
پر بیٹھا ہوا تھا اُس نے رونا شروع کیا۔ مرتضیٰ خان نے اُس سے پوچھا کہ تو کیون
روتا ہے اگر تو یہان رہنا چاہتا ہے تو ہم تیری خاطر کرینگے اور اگر اپنے صاحب
پاس جانا چاہتا ہے تو ہم تجھے قید سے آزاد کرتے ہین اُس نے کہا کہ مین اپنے
صاحب پاس جانا چاہتا ہون۔ وہ رہائی پا کر شاہ محمد باقر اور بھاگے ہوئے
امیرون پاس گیا اور اُن سے کہا کہ سارے عادل شاہی آدمی لوٹ مین
ہوئے ہین۔ مرتضیٰ خان تھوڑے آدمیون کے ساتھ فلان مقام پر کھڑا ہے اُس کو
اپنے ہاتھیون کی عوض مین پکڑ لو۔ شاہ محمد باقر نے دو تین ہزار آدمی لیجا کر مرتضیٰ خان
کو نرغہ مین زندہ دستگیر کر لیا اور پاؤن مین زنجیرین ڈال کر احمد نگر بھیجدیا۔
حسین نظام شاہ دوبارہ غلہ کی بارہ ہزار گونی خود لیکر شولاپور کے قلعے مین آیا
یہ آنا جانا اسکا دس روز مین ہوا۔ پھر صلح ہو گئی طرفین کی سرحد پر قیدیون کو
لاکر چھوڑ دیا۔ اس طرف سے شاہ تقی اور اس طرف مرتضیٰ خان رہا ہوئے۔ پہلا
احمد نگر دوسرا بیجاپور گیا۔

بعد ان واقعات کے حسین نظام شاہ نے لڑائی جھگڑون اور خودرائی کو
چھوڑا۔ ملک و سلطنت کو صائب رایون کے حوالہ کیا۔ وقائع عادل شاہی
مین جیسے ذکر کیا ہے کہ دولتخواہون کی سعی سے سلاطین ثلاثہ کے درمیان
عداوت صداقت سے بدل گئی اور علی عادل سے چاند بی بی بنت حسین
نظام شاہ کا عقد نکاح بندھا۔

[illegible] مین جسطرح سے کہ علی عادل شاہ کی داستان مین بیان ہوا کہ
سلطان شاہان احمد نگر و بیجاپور و بیدر و گولکنڈہ نے رام راج

فیلبان سمجھ گیا اور اُس نے رام راج کو ہاتھی کی سونڈ سے اوپر کھینچ لیا اور رومی خان پاس لے گیا۔ رومی خان نے نظام شاہ پاس بھجوایا نظام شاہ نے اُسے پہچان کر سرکو تن سے جدا کیا اور نیزہ پر سر کو چڑھا کر ہاتھی پر مرتفع کیا اور دشمن کے لشکر کے سامنے بھیجا۔ بیجانگر کے لشکر نے یہ سر دیکھا تو اُسنے فرار کیا اور سلاطین اسلام نے انی کندی تک جو بیجانگر سے دس کوس پر ہی تعاقب کیا۔ کہتے ہین کہ ہندؤن کے ایک لاکھ آدمی مارے گئے اور غنیمت بے حساب مسلمانون کے ہاتھ آئی۔ سلاطین اسلام نے فقط ہاتھی اس غنیمت مین سپاہیون سے لئے باقی مال جو جسکے ہاتھ آیا وہ اسکے پاس رہنے دیا۔ سلاطین نے اپنے اپنے مقامات کو مراجعت کی حسین نظام شاہ نے احمدنگر مین گیارہ روز اسکے بعد افراط شراب اور کثرت مجامعت سے اس دُنیا کو وداع کیا اس کی تاریخ وفات ع آفتاب دکن شدہ پنہان + حسین نظام شاہ کے چار بیٹے اور چار بیٹیان چار بیویون سے تھین۔ بی بی خونزہ ہمایون سے دو بیٹے مرتضیٰ و برہان تھے اور دو لڑکیان چاند بی بی زوجہ علی عادلشاہ اور بی بی خدیجہ منکوحہ جمال الدین حسین انجو اور سریہ کے دو بیٹے شاہ قاسم و شاہ منصور اور دو لڑکیان آقا بی بی زن میر عبدالوہاب اور بی بی جمال زوجہ ابراہیم قطب شاہ تھین۔ مدت سلطنت ۱۱ سال۔

مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ۔

ابوالمظفر مرتضیٰ حسین بن حسین نظام شاہ پادشاہ ہوا اس کی مملکت کا دائرہ فراخ ہوا اور مذہب اثنا عشری کا رواج کمال کو پہنچا۔ سادات اور اہلبیت کے محب پہلے سے زیادہ معزز و مکرم ہوئے۔ برار کو فتح کرکے اسکے دماغ مین خبط ہوا اور سولہ برس تک گوشہ نشین رہا ایک دو خدمتگارون سے زیادہ اپنے پاس وہ نہین رکھتا مہمات شاہی ارکان دولت کو سپرد تھین جب کوئی عمدہ کام ہوتا تو عریضہ لکھکر خادم کے ذریعہ سے اندر وہ بھیجتے پادشاہ اسکا جواب معقول لکھکر بھیجدیتا ایسی مثال کسی تاریخ مین دیکھنے مین نہین آئی کہ کسی پادشاہ کو سولہ برس تک کوئی نہ دیکھے اور اس کی مملکت مین خلل نہ پڑے

قطار دو سوار ایہ ضرب زن جو عبارت درمیانی توپون سے ہوتی ہے ایستادہ
کی اور اسکے پیچھے دو سو اراہ زنبورک جو تفنگ سے بڑی اور ضرب زن سے چھوٹی
ہوتی ہے قاعدہ موافق کھڑی کی اور چلبی رومی خان کو جو فنون آتشبازی مین بے نظیر
تھا اُسکو ان توپون کا اہتمام سپرد ہوا اُس نے سب کو گولہ و باروت سے مہیا کیا۔ اس
اثنا مین دو ہزار غریب (پردیسی) نظام شاہی کہ قراول ہوئے تھے افواج رام راج کو
آہستہ آہستہ بروش و قاعدہ سپاہگری توپخانہ کے نزدیک لائے۔ رومی خان نے کلان
توپین مارنی شروع کین اور جب وہ خالی ہوگئین تو ضرب زنون کی باڑھ ماری اور پھر
زنبورکین چھوڑین جس سے رام راج کے بہت پیادے اور سوار کشتہ ہوئے۔ رامراج
کے لشکر نے پھر زور کیا رومی خان نے پھرتی اور مردانگی سے توپون اور ضرب زنون
مین بجاے گولون کے تانبے کے پیسے بھرے اور رامراج کے لشکر پر مارے۔
مگر ایک دفعہ مین پانچ چھ ہزار سوار اور آدمی اور چند فیل اور گھوڑے جل کر بیجان ہوئے
اُس وقت نظام شاہ اپنی افواج کے ارابون کے عقب سے نکلا اور کشور خان
لاری پاس آٹھ سات ہزار سوار عادل شاہی تھے۔ ان دونون نے متفق ہوکر
دشمنون پر حملہ کیا جس وقت طرفین اس طرح مشغول تھے نظام شاہی ہاتھیون سے
ایک ہاتھی جسکا نام غلام علی تھا اور رومی خان کے پاس تھا اُسنے رامراج کے ہاتھیون
مین سے ایک پر حملہ کیا اور اسکو بھگایا اور اسکا پیچھا کیا اور رام راج کے سامنے ہاتھی کی
طرف گیا۔ رام راج ہاتھیون کے خوف سے کرسی پر سے اُٹھا وہ بڈھا تھا اور
گھوڑے پر سوار ہو نہین سکتا تھا وہ سنگاسن پر سوار ہوا ہاتھی وہان بھی پہنچے
سنگاسن کے کہارون نے جنکو دکنی زبان مین بوئی کہتے مین سنگاسن (تخت) کو
زمین پر پٹکا اور بھاگ گئے۔ نظام شاہی فیلبانون نے مرصع تخت کے پاس
ہاتھی کو کھڑا کیا اور ہاتھی کو اشارہ کیا کہ سونڈ مین تخت کو اٹھالے تو رام راج
کا کھٹو گرنے جو اس پاس تھا دوڑ کر بہت تضرع و زاری کی جسکا سبب

سو اُس نے جدا رکھا اور لشکر نظام شاہی احمد نگر مین آگیا۔

سنہ ۹۷۵ھ مین علی عادل شاہ نے نظام شاہ کی بعض ولایات کی تسخیر کا ارادہ کیا قلعہ کندالہ کو کہ بیس کوس پر قصبہ جاکنہ سے تھا اسکے لشکر کو ملاکر فتح کرلیا پھر کشور خان کو سرحد پر بھیجا خونزہ ہمایون نے دکنی سردارون کو اسکی مدافعت کے لئے مامور کیا اُنھون نے حوالی قصبہ گنج مین شکست پائی پریشان حال ہوکر احمدنگر مین آئے کشور خان نے رعایا کو دلاسا دیکر خریف و ربیع کا محصول جو بیس لاکھ ہن کے قریب تھا وصول کیا اور فتح کی جگہ پر ایک قلعہ گنج اور سنگ کا بنایا۔ خونزہ ہمایون نے اپنے بھائیون اور منسوبون کو نظام شاہی آدھا ملک جاگیرون مین دیدیا تھا اور وہ سپاہیون کے حال پر متوجہ نہین ہوتے تھے تو کشور خان کا تسلط کم نہین ہوتا تھا۔ اسلئے شاہ جمال الدین حسین انجو اور قاسم بیگ حکیم و شاہ احمد و مرتضیٰ خان جو مرتضیٰ نظام شاہ کی مصاحب تھے دولتخانہ کے اوضاع و اطوار کو دیکھکر دلگیر ہوے اور خلوت مین خونزہ کی شکایت کی شاہ نے جواب دیا کہ دولتخانہ کی کل خلائق والدہ کی جانب سے ہے مین اکیلا تسلط کو کس طرح دور کرسکتا ہون اُنھون نے کہا کہ اگر حکم ہو تو فرہاد خان و حبشی خان کہ حبشیون کے امراے کبار ہین اپنے ساتھ متفق کرکے اسکے تسلط کا علاج کیا جاے۔ نظام شاہ نے اس امر کو قبول کرلیا۔ امراے مذکور ہمداستان ہوکر سلام کے بہانہ سے قلعہ مین آئے اور عرض کیا کہ ہم فلان فلان حاضر ہین اگر فرمان ہو تو عورتون اور خواجہ سرایون کو بھیجکر خونزہ ہمایون کو مقید کرین نظام شاہ اس بات پر راضی ہوا۔ شاہ جمال الدین حسین و شاہ احمد و مرتضیٰ خان اس کام کے سرانجام کے لئے تیار ہوئے بحسب اتفاق خونزہ ہمایون نے کسی کام کے واسطے نظام شاہ کو حرم مین طلب کیا۔ نظام شاہ کو گمان ہوا کہ اسکی ماں کو اس مشورہ پر اطلاع ہوگئی ہو وہ مجھے سلطنت سے معزول کرنے کے لئے بلاتی ہے اس لئے اُس نے ماں پاس جاکر اپنی خلاصی کے لئے کہدیا کہ فلان فلان اتفاق کرکے تجھے قید کرنا چاہتے ہین

خونزہ ہمایون کے اعتبار کا سلب ہونا۔

بادشاہ و عنفوان جوانی مین ملک و مال کے کامون مین مشغول ہوا چھہ سال تک مہمات
شاہی کی ذمہ وار اسکی مان رہی اُس نے اپنے بھائیون عین الملک اور تلخ خان کو
اور اپنے خواجہ سراے اعتبار خان کو امراء کبار بنا دیا۔ ملا عنایت اللہ کو پیشوا بنایا
وہ ہر روز پردہ کے پیچھے بیٹھتی اور قاسم بیگ حکیم کے استصواب سے امور ملکی و مالی کا
سرانجام کرتی۔ مرتضی نظام شاہ اپنے لہو و لعب مین مشغول تھا مہمات سلطنت مین مطلق
دخل نہ دیتا خونزہ ہمایون شاہ قراقوئیلو پادشاہ آذربائیجان کی اولاد مین سے تھی
مرتضی نظام شاہ کا حال یہ تھا تو علی عادل شاہ نے بلدہ انی گندی و بیجانگر پر
لشکر کشی کی اور یہ چاہا کہ تراج ولد رام راج کو بن کنڈہ دارالملک کرناٹک
مین راجہ بنائے اور انی گندی اور بیجانگر کو مع مضافات اپنے فرمان روائی کا
ماتحت بنائے۔ اس سبب دستگشا دری حاکم بن کنڈہ نے مضطرب ہو کر مرتضی نظام
شاہ و خونزہ ہمایون کو عریضہ لکھا اور کمک طلب کی۔ خونزہ سلطان نے لشکر اور
جوان بیٹے کو لیکر بیجاپور پر لشکر کشی کی اور علی عادل شاہ کو مجبور کیا کہ وہ انا گندی
کو چھوڑ کر اپنے ملک کی حفاظت کو آیا۔ لڑنے کا ارادہ تھا کہ طرفین سے خیر اندیش آدمیون نے
صلح کرانے مین کوشش کی کہ دو ہم مذہب بادشاہون مین باہم منازعت مروت سے
دور ہے شرط انصاف یہ ہے کہ مصالحت ہو۔ صلح ہو گئی۔ خونزہ ہمایون احمدنگر میں
آئی۔ دوسرے سال مرتضی نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ نے اتفاق کرکے
تفال خان سے کہ وہ بیجانگر کی یورش مین شریک نہین ہوا تھا عوض لینا چاہا۔ وہ برہان
نظام شاہ کا وزیر اعظم تھا اور برار کی سلطنت کو اُس نے غصب کر لیا تھا۔ ان دونو کا
لشکر برار مین گیا اور ملک کو غارت و تباہ کرکے برسات کے موسم کے سبب سے اُلٹا چلا
آیا۔ اس مراجعت مین علی عادل شاہ نے فریب سے احمدنگر کے نوجوان شاہ کو گرفتار
کرنا چاہا تھا مگر خونزہ ہمایون کو اسکی اطلاع ہو گئی تو وہ دفعۃً رات کو خیمہ اکھیڑ کر چلی گئی
... دونو کے درمیان حائل تھا وہ ایسی ... بر آیا کہ دونون لشکرون

و مرتضیٰ خان نے معروض کیا کہ قلعہ کشائی کا طریق یہ نہین ہے کہ ابھی گرد راہ کو جھاڑا نہ ہو
کہ ایسے محکم قلعہ کو فتح کرین ۔ نظام شاہ نے کہا کہ خدا کی توفیق سے دروازے کے
پاس جاکر اسکو تیغ و تبر سے توڑکر قلعہ مین داخل ہوتا ہون اگر میری اجل نہین آئی
تو مجھکو کوئی گزند نہین پہنچیگا اور اگر آئی ہے تو اس سے کنارہ کرنا بے فائدہ ہے۔ جب
دولتخواہون نے یہ حال دیکھا تو اسکو ہتھیار لگانے کو کہا کہ سنت آنحضرتؐ ہے تو اسنے
جوشن پہنا اور تیر و کمان کو ہاتھ مین لیا اور روانہ ہوا۔ غرض توپ تفنگ تیر اندازی
کا ہنگامہ گرم ہوا۔ کشور خان کے ایک تیر لگا اور وہ فوت ہوا نظام شاہ کو قلعہ ہاتھ
آیا وہ شکر الٰہی بجالایا۔
کشور خان کے واقعہ کے بعد عین الملک اور نور خان امرار بزرگ عادل شاہی
احمد نگر کی طرف چلے ۔ امرائے نظام شاہی مثل فرہاد خان اور اخلاص خان کے
پانچ چھہ ہزار سوارون کے ساتھ بسر کردگی خواجہ میرک دبیر کے انسے لڑنے کو چلے جب
فریقین مین معرکہ جنگ گرم ہوا تو خواجہ میرک نے چالیس پادشاہی ہاتھیون پہ علم سبز بلند
کیئے اور چار سو خاصہ خیل کو علم سبز دیکر یہ شہرت دی کہ نظام شاہ آگیا۔ عین الملک اور
نور خان نے مرتضیٰ نظام شاہ کے آنے کو یقین کیا اور بھاگ گئے خواجہ میرک نے تعاقب کرکے
عین الملک کو قتل کیا اور نور خان کو زندہ دستگیر کیا اور مظفر و منصور نظام شاہ کی خدمت
مین آیا اس عرصہ مین قطب شاہ بھی نظام شاہ پاس آگیا تھا اب دونو پادشاہ
بیجاپور کی تسخیر کے ارادہ سے عادل شاہ کی ولایت مین آئے شاہ ابوالحسن کہ
عادل شاہ کا میر جملہ تھا اُس نے نظام شاہ سے ملاقات کرکے اسکو سمجھایا کہ ابراہیم
قطب شاہ کی موافقت ظاہری پر اعتماد کرنا اور عادل شاہ سے خشونت کرنی حزم
و دوراندیشی سے بعید ہے اگرچہ بظاہر قطب شاہ تمہاری ساتھ ہے لیکن خفیہ وہ اور و
سے ملا ہوا ہے ایک کتابت نفاق آمیز اسکی کہ عادل شاہ کو اسنے لکھی تھی دکھائی۔
غرض باتین بناکر اوسکو ایسا بھڑکایا کہ نظام شاہ نے امرا اور سرداران کو قطب شاہ کی

خونزہ ہمایون کو یہ معلوم ہوا تو شام کے وقت پردہ کے پیچھے سے حبشی کو اور شاہ جلال الدین حسین کو قید کیا اور امیر جو سازش میں شریک تھے یہ حال دیکھ کر بھاگ گئے پھر اونکو خونزہ ہمایون نے بلا بھیجا لیکن وہ نہ آئے۔

کشور خان کے فتنہ دور کرنے کے واسطے خونزہ ہمایون اپنے بیٹے مرتضیٰ نظام شاہ کو لیکر احمد نگر سے باہر آئی پھر امرای خونزہ ہمایون کی شکایت کرکے اسکے مقید کرنے کی منظوری شاہ سے حاصل کی حبشی خان حوالی سرا پردہ میں پہنچا۔ خونزہ ہمایون واقف ہوئی کہ یون وہ آتا ہے اس نے برقع پہنا اور ترکش وشمشیر وخنجر کمر سے باندھی اور گھوڑی پر سوار ہوئی۔ حبشی خان نے آگے جاکر کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ تو اور عورات کیطرح گھر میں بیٹھکر مہمات میں دخل نہ دے۔ خونزہ ہمایون نے کہا کہ ای غلام تیری کیا مجال ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے حبشی خان نے چاہا کہ اسکا بازو پکڑکر گھوڑے سے نیچے اتارے کہ اس نے خنجر نیام سے نکال کر اس پر حملہ کرنا چاہا کہ حبشی خان نے اسکا ہاتھ ایسا مروڑا کہ خنجر گر پڑا عین الملک اور تاج خان نے اپنی بہن کے چھڑانے کی کوشش نہین کی وہ آگے چلے گئے حبشی خان نے خونزہ کو پالکی میں ڈال کر بادشاہ پاس بھیجا اس نے موکلون کے حوالہ کیا امرا جو بھاگ گئے تھے وہ اپنے منصب وجاگیر پر بحال ہوئے اور عین الملک اور تاج خان پکڑے گئے۔

قلعہ دہارور (دھارور) کی طرف شاہ کشور خان کے استیصال کے لئے گیا اور ابراہیم قطب شاہ سے امداد طلب کی مگر ہنوز یہ کمک نہ آئی تھی کہ کشور خان کشتہ ہوا اور قلعہ مفتوح ہوا۔ اس قلعہ کا فتح ہونا بھی ایک عجیب واقعہ ہے اس لئے اسکی شرح کی جاتی ہے جب مرتضیٰ نظام شاہ دھارور سے ایک منزل پر پہنچا کھانے پکوانے میں مصروف تھا کہ اس اثناء میں کشور خان کا جاسوس آیا اور ایک کاغذ سربمہر دیا جسکو نظام شاہ پڑھکر بہت آشفتہ ہوا اور اسی گھڑی سوار ہوکر کہا کہ میں اس گھوڑے پر سے نہین اتروں گا جب تک قلعہ سر نہ ہو۔ جب قلعہ کے نزدیک آیا تو دروازہ پر خانخانان

پہنچا دیتا اور دفعہ مظنہ کے لئے چوبین نردبانین حصار کی دیوار پر لگا کے لڑنے کا
حکم دیتے تھے اور پرتگیز آلات آتشبازی سے مسلمانون کو مار کر پرے ہٹاتے تھے
شاہ جمال الدین حسین وکیل سلطنت جوانی کی مستی مین مہمات ملکی اور مالی مین دل نہ لگاتا
اور عیش و عشرت مین مشغول رہتا۔ مرتضیٰ نظام شاہ طول ایام محاصرہ و محنت سفر سے
اکتا گیا۔ اس اثنا مین مسلمانون کی ایک کشتی پرتگیزون نے پکڑ لی اور اوسکے اسباب
واموال پر متصرف ہوے اور مسلمانون کو اسیر کر لیا۔ انمین دو جوان غریب حبشی تھے
ایک رستم خان دوسرا شمشیر خان انکو سپاہی سمجھکر قلعہ کے برج و بارہ پر کھڑا کرتے
اور مسلمانون سے لڑنے کا حکم کرتے وہ بھی مجبور ہوکر لشکر اسلام پر تیر و تفنگ لگاتے
وہ ایک تدبیر سے قلعہ سے بھاگ آئے۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے انکو خلوت مین بلا کے
اہل قلعہ کی قوت و ضعف کا حال پوچھا ان دو عزیزون نے بلا لحاظ جو کچھ حال نفس الامر مین تھا
تفصیل سے عرض کیا کہ پرتگیز کمال فراغت سے رہتے ہین۔ یہ معلوم ہی نہین ہوتا کہ وہ
گھرے ہوے ہین اس لئے کہ اسباب معیشت انکو پہنچتا رہتا ہے ہر شب اطراف قلعہ
سے امرائے حبشی۔ دکنی۔ ان سے زر کے صندوق لیکر غلہ و روغن و برنج
و گوسفند اور جو کچھ اہل قلعہ کی خواہش ہوتی ہے پہنچاتے رہتے ہین اور دن کو۔۔
جنگ زرگری کرکے نامراد آدمیون کو لڑواتے ہین۔ یہ رک و بیر انکا ہمزبان
نہین ہے۔ نظام شاہ دیون مخالف و موافق پر مطلع ہوا اس نے خواجہ میرک سے
مشورہ کرکے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا اور احمد نگر مین آیا تو خواجہ میرک کو خطاب چنگیز خان
اور وکیل السلطنت کا منصب دیا چنگیز خان کی سعی سے نظام شاہ اور عادل شاہ
کی ملاقات سرحد پر ہوئی اور یہ مقرر ہوا کہ علی عادل شاہ کرناٹک مین اس
قدر ممالک فتح کرے کہ وہ محصول مین برابر ملک برار۔ و بیدر کے محصول کے ہون
اور مرتضیٰ نظام شاہ ولایت برار کو تفال خان کے قبضہ سے اور بیدر کو علی برید
کے تصرف سے نکال لے اور قطب شاہ کو اپنی حالت مین رہنے دے اور کسی جانب

اور تادیب کے لیے نامزد کیا۔ قطب شاہ گولکنڈہ مین بھاگ گیا اسکا لشکرگاہ نظام شاہیون نے لوٹ لیا۔

پرتگیزون نے قلعہ ریواڈنڈا (ریکنڈہ) کو بہت مستحکم بنالیا تھا اور اسپر مغرور ہوکر اپنی حد سے قدم باہر رکھا تھا۔ مسلمانون کو حقارت سے دیکھتے تھے اور اُن کی اہانت کرتے تھے اور اذیت پہنچاتے تھے۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے سنہ مذکور مین قلعہ ریواڈنڈہ کی کہ بندر چیول کے قریب ہی کوچ کیا اور جاکر اسکا محاصرہ کیا۔ پرتگیزون نے مدافعہ و مجادلہ کے علم اٹھائے۔ دو سال تک گاہ و بیگاہ پرتگیزون اور مسلمانون مین لڑائیان ہوتی رہین اور توپ و تفنگ اور حقہ باروت سے اکثر فوج مسلمان کشتہ ہوتی رہی۔ ہر لشکر کے ہر گوشہ مین آوازہ نوحہ وزاری بلند ہوتا اور کفن و تجہیز سے فرصت نہ ملتی اسکا سبب یہ تھا کہ امرائے دکنی سوء تدبیر اور کمال جہل سے شرائط قلعہ کشائی نہ بجا لاتے اور خاک ریز و نقب و سا باط نہ بناتے۔ یہ چاہتے تھے کہ نزدبانون کو لگا کے قلعہ پر چڑھ جائین اور اندر کے آدمیون کو زبون کرکے تسخیر کرین۔ پرتگیزون کو آتشبازی مین مہارت کامل تھی وہ بھلا یہ صورت کب واقع ہونے دیتے تھے۔ اس قدر وہ باروت کے حقے مارتے تھے کہ مسلمان الامان پکارتے تھے آخر الامر یہ تجویز ہوئی کہ اہل قلعہ کے ابواب دخول و خروج مسدود کئے جائین کہ اسباب معیشت ان پاس نہ پہونچنے پائے۔

اس سے پرتگیزون کو اضطراب ہوا کہ قلعہ کو خالی کرکے اور بنادر کی طرف بھاگ جائین لیکن بعض پرتگیز اسکے مانع ہوئے اور اُنہون نے کہا کہ سلطان کا مال جو ہمارے پاس قلعہ کے اندر ہی اسکو قلعہ کی محافظت مین خرچ کرین اگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہو تو اور بنادر مین فرار اختیار کرین۔ امرائے نظام شاہی خصوصاً اخلاص خان و فرہاد خان حبشی کو بہت نقد و جنس اور مندیلہای شراب پرتگالی رشوت مین دیتے ہر شب کو ایک افسر آذوقہ اور کل جناس پرتگیزون کو

نسب پوچھا چنگیز خان و امین الملک کو اشارہ کیا کہ اس سید کو بارہ ہزار ہون
دیدین چنگیز خان نے عرض کیا کہ خزانہ پیچھے ہی منزل پر پہنچ کر ہون دیدونگا
یہان تک توقف کرنا مصلاح نہین ہی کہ اس لحظہ مین تفال خان اور شمشیر الملک مع
خزانہ اور اسپ و فیل کے گرفتار ہو جاینگے نظام شاہ نے کہا کہ اگر تفال خان
مجھے مملکت ہماری ہاتھ سو ملک ملجائین تو مین دوازدہ امام کے لئے جو مجھ سے مانگا گیا ہے
بے دیئے قدم نہ اٹھاؤنگا۔ چنگیز خان نے سید سے کہا کہ بہت مشقت کے بعد آج کا دن
نصیب ہوا ہے کہ غنیم گرفتار ہوا ہی خفیۃً بادشاہ سے کہئے کہ روپیہ مجھے پہنچ گیا
یہ میرا کام ہو کہ گھر بیٹھے ہی آپ کو روپیہ بھیجدونگا سید نے کہا کہ کبھی برسون کے بعد
دامن مقصود ہاتھ آیا ہے باوجود دیوانگی کے مین اس قدر جانتا ہون کہ نقد
کو نسیہ پر فروخت کرنا نہین چاہیئے چنگیز خان نے جلدی کے لئے گھوڑے ہاتھی
بڑی بڑی قیمتی پیش کرکے سید صاحب سے کہا کہ آپ انکو رہن رکھئے روپیہ بھیجکر
آپ سے چھڑا لیے جاینگے سید صاحب نے کہا کہ ان کو خود بیچکر مجھے عنایت کیجئے
آیندہ نہ مین تجھے دیکھونگا نہ تو مجھے دیکھیگا چنگیز خان نے عقیدون کے ہاتھ
ان کو بیچ کر سید کو قیمت دی مگر اس توقف مین تفال خان فرصت پاکر اسی
روز برہان پور کو چلا گیا۔ نظام شاہ نے سرحد خاندیس مین میران محمد شاہ
حاکم ولایت خاندیس کو لکھا کہ تفال خان ہمارے لشکر سے بھاگ کر تمہاری پناہ
مین آیا ہے اسکو آپ پناہ نہ دین اور اپنے ملک سے نکال دین تو آپ کی
دانائی اور دوراندیشی ہے ورنہ ہمارا لشکر آپ کے دیار مین اسکے تعاقب
مین آئیگا جس سے وہ زیر و زبر ہوگا۔ میران محمد شاہ نے اس نوشتہ کو بجنسہ تفال خان
کو دکھایا تو اسکا مضمون سمجھ کر وہ دوسری راہ سے ولایت برار مین آیا۔ اور
جلال الدین محمد اکبر شاہ کو عریضہ لکھا کہ مین حضور کے لشکریون مین سے ہون
ان دنون مین حکام دکن نے اپنی مذہبی موافقت کے سبب سے اتفاق کرکے

مچنہ ہونے دونو پادشاہ اپنے دار الملکون میں گئے۔ قلعہ پواڈنڈا میں جو نقصان ہوا
تھا اس کی اصلاح یہ کی گئی کہ تین ہزار غریب (پردیسی) ترکش دار نوکر رکھے گئے
سنہ ۹۸۲ھ میں ملا حیدر کاشی تفال خان پاس بھیجا گیا اور اسکے ہاتھ نوشتہ گیا کہ عماد الملک
ہمارا پیر اور طریقت تھا اسکے مرنے کے بعد اسکا بڑا بیٹا برہان عماد الملک وارث ملک
ہوتا ہے جب تک وہ لڑکا تھا تجھ پر واجب تھا کہ سرانجام ملک کا متعہد ہو کر اسکی
پرورش کرتا اب وہ بالغ ہو گیا ہے اسکو گھر میں محبوس رکھنا اور خود صاحب اختیار ہونا
کیا معنی یہ امن نامہ کے پہنچتے ہی اسکے کہنے اور حکم سے تجاوز نہ کرے اور مہمات ملکی اور
مالی کو برہان الملک سے رجوع کرکے اپنے تئین بالکل بیدخل کرے اگر یہ نہ کریگا تو پھر
دیکھو گا کہ کیا برا حال ہوتا ہے تفال خان نے مضطرب ہو کر اپنے بڑے بیٹے شمشیر الملک
سے صلاح لی اسنے باپ کو ایسی صلاح دی کہ وہ حرف صلح و سخن ملائمت زبان پر
نہ لایا اور ملا حیدر کو رخصت کیا۔ نظام شاہ نے ایلچپور کی طرف کوچ کیا۔ ایک سخت
لڑائی ہوئی جنگیز خان کی بہادری سے تفال خان اور شمشیر الملک دونوں
شکستہ سلاح و شکستہ کمر۔ ایلچپور کو بھاگے جنگیز خان دو سو ستر ہاتھی بڑے لیکر
مظفر و منصور نظام شاہ کے پاس آیا اسنے رعایا کے لئے استمالت نامے مملکت برار
کی چاروں طرف بھیجے۔ سب نے اطاعت کا اظہار کیا زمینداروں اور مقدموں اور
قانونگویوں نے دربار میں آن کر خلعت پائے۔ نظام شاہ موضع فتح سے آگے
بڑھا تفال خان اور شمشیر الملک جنگ کے پاس نہ آئے جنگل میں گئے نظام شاہ نے
انکا تعاقب کیا جنگل جنگل پہنچ کر معلوم آیا کہ تفال خان اور اسکا بیٹا ایسے جنگل میں آئے
کہ کوئی راہ گریز نہ تھی قریب تھا کہ وہ گرفتار ہوں کہ ناگاہ میر موسی مازندرانی کہ سید
مجذوب تھا نظام شاہ کی راہ روک کر کھڑا ہو گیا کہ تجھے بارہ اماموں کی قسم ہے
کہ دوازدہ امام کی محبت میں جب تک ہم کو بارہ ہزار ہون نہ دے لے تب
آگے قدم بڑھانے۔ نظام شاہ نے اپنے ہاتھی کو انکس مارکے ٹھہرایا سید کا اہل

مین تقصیر نہ کرے جس وزوہ قلعہ مین جانے کو ہوا تو اُس نے اپنے معتمد کو لباس تجارت پہنا کے او
اوسکو مبلغ خطیر دیکر اُس کے ہمراہ کیا کہ قلعہ کے عمدہ محافظون کو روپیہ دیکر نظام شاہ کا
طرفدار بنائے اور اُن سے کہے کہ قلعہ کو چھوڑ کر نظام شاہ پاس چلے جاؤ غرض اس حکمت سے
کوئی تفال خان پاس نہ رہا اسد خان ورومی خان نے قلعہ کا ایک برج اڑا دیا۔
سنہ ۹۸۲ھ مین قلعہ مین چنگیز خان گیا۔ تفال خان بھاگ گیا اس فتح کی تاریخ فتح ملک
برار ہوئی غرض نظام شاہ نے عماد الملک کو جو تفال خان کی قید مین قلعہ برنالہ مین تھا
مع تفال خان اور اُسکے فرزندون اور برار کے ملک کے کل وارثون کو ایک قلعہ مین مقید کیا
تھوڑے زمانہ مین یہ سب اجل طبعی سے یا دوسری طرز سے عالم فانی کو چلے گئے اور انکا
کوئی نام ونشان باقی نہین رہا۔ مرتضیٰ نظام شاہ بحری نے ملک برار کو اپنے آدمیون
مین تقسیم کیا اور بیدر کی فتح کو چلا۔ محمد شاہ فاروقی نے فرصت پاکر برہان عماد الملک کے
دایہ زادہ کو دریا عماد الملک کا فرزند قرار دیکر چھ ہزار سوارون کے ساتھ برار روانہ کیا
جب وہ حوالی سرحد مین آیا تو سات آٹھ ہزار قدیمی نوکر کہ گوشون مین چھپے پڑے تھے اُس پاس جمع
ہوئے اور اُنہون نے نظام شاہی تھانون کو اُٹھا دیا۔ مگر نظام شاہ نے سید مرتضیٰ کو
بھیجا جس نے برہان عماد الملک جعلی کا نام نشان تک مٹا دیا میران محمد شاہ فاروقی جو
سرحد پر لشکر لیے بیٹھا تھا آسیر مین چلا گیا۔ نظام شاہ نے برہان پور تک بہت خرابی مچائی
چنگیز خان قلعہ آسیر کی سیر کو دو ہزار سوار خاصہ کی ساتھ جنمین اکثر پردیسی تھے روانہ ہوا
محمد شاہ نے اپنے امرا کو سات آٹھ ہزار سوارون کے ساتھ اسکے مدافعت کے لیے بھیجا۔
لشکر خاندیس چنگیز خان سے لڑا اور اسکو شکست دی نظام شاہ بھی برہان پور سے یہان
آیا اور مملکت خاندیس کو خوب لوٹا مارا۔ قلعہ آسیر کا محاصرہ کیا محمد شاہ نے چھ لاکھ مظفری
شاہ کو اور چار لاکھ چنگیز خان کو دیکر سر سے بلا کو بیدر پر ٹالا۔ شاہ مرزا اصفہانی
صاحب ابراہیم قطب شاہ نظام خان کے لشکر گاہ مین اس مقصد سے گیا کہ وہ بیدر پر جو حملہ
کرنے کو ہے نہ کرے اس مطالب کے حاصل ہونے کے لیے اُس نے چنگیز خان کو دو لاکھ ہون حوالہ کئے

اس مملکت کو میرے تصرف سے نکال لینا چاہتے ہین بندہ ولایت برار کو حضور کی پیشکش
مین دیتا ہے امراے سرحد کو مامور فرمایئن کہ ان حدود مین آنکر اسپر قابض ہون
تاکہ مخلص سر کو قدم بنا کر حضور کا قدمبوس ہو۔ اور انکے شر سے مصئون ہو عریضہ کا
جواب نہین آیا تھا کہ تفال خان قلعہ پرنالہ مین اور شمشیر الملک قلعہ کاویل مین چلا گیا
نظام الملک نے قلعہ پرنالہ کا محاصرہ کیا تفال خان کا عریضہ اکبر شاہ پاس گجرات
مین پہنچا اُس نے نظام شاہ کو لکھا کہ تفال خان بندگان درگاہ مین سے ہے اور
برار کی ولایت ہمارے ملازمون سے متعلق ہے تم کو چاہیے کہ اس ولایت کے
تسخیر سے اور پرنالہ کے محاصرہ سے ہاتھ اٹھاؤ اور تفال خان کے متعرض حال
نہ ہو۔ نظام شاہ نے اس تحریر پر التفات نہ کیا۔ اکبر بادشاہ کی توجہ اسوقت
مہم بنگال کی طرف تھی وہ اس طرف متوجہ نہ ہوا۔ بارے نظام شاہ سے قلعہ فتح
نہ ہو سکا بہت اسپر سر مارا اسکے بیٹا پیدا ہوا اسکی صورت کے دیکھنے کا
اشتیاق ہوا صاحب خان کے عشق مین گرفتار ہوا اُس نے مراجعت کی صلاح
دی۔ طول سفر سے بھی دلگیر تھا غرض قریب تھا کہ تین سال کی محنت برباد جائے
کہ اس اثنا مین ایک افغان تاجر ہندوستان سے آیا چند گھوڑے اور متاع
لاہور سے لایا چنگیز خان سے کہا کہ لاہور سے یہ گھوڑے تفال خان کے
لیئے لایا ہون۔ اگر اجازت ہوون تو قلعہ کے اندر جاکر ان کو بیچون یہ اجازت
دینا آپ کی مروت سے بعید نہ ہوگا چنگیز خان نے کہا کہ مین ایک شرط سے
اجازت دیتا ہون کہ قلعہ سے مراجعت کرکے نظام شاہ کی نوکری کر
اور تجارت چھوڑ دے تیرے چہرہ سے عقل و کیاست و شجاعت کے آثار
مین اور تو اس لائق ہے کہ بادشاہ کا نوکر ہو۔ تاجر طمع خام مین آگیا اُس نے
کہا کہ یہ بات ہو تو میری بڑی سعادت ہے چنگیز خان نے کہا کہ نظام شاہ کی
اجازت تیری پیشانی پر لکھی ہوئی ہے تجھے چاہیے کہ نظام شاہ کی

کہ بندہ کو اپنے بندگان دولتخواہ مین شمار کرکے جو دستور العمل مین نے اپنے خط سے لکھکر بھیجا ہی اسپر عمل کرین اور اس خیرخواہ کے کالبد کو کربلا بھیجین سید مرتضی وشاہ علی وصلابتخان و میر محمد تقی نظیری و امین الملک نیشاپوری و قاضی بیگ طہرانی کار آمد آدمیون مین شمار کرین اور انکے احوال سی غافل نہون اور جسقدر کہ پردیسی میری سرکار مین ہین انکو اپنے سلحدارون مین جمع کرین۔ یہ عریضہ اور دستور العمل سید حسین کے ہاتھ میر مرتضی نظام شاہ پاس بھیجا اور پلنگ پر تکیہ لگایا اور دوسری دن صبح کے وقت جسم سی جان کا تعلق جدا کیا۔۔
دکن کی فتنہ انگیز زمین دولت خواہون کو سازگار نہین عماد الدین محمود خواجہ جہان گاوان خواجہ میرک چنگیز خان اور مصطفی خان اردستانی جو اکثر ہاتون مین ہمقرین تھے ناحق اس مملکت مین ضائع ہوئے۔
چنگیز خان کے ترکہ مین شاہ مرزا کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تین چار خط نکلے جن سے چنگیز خان کا ملک سے صاف ہونا ثابت ہوا تو نظام شاہ کو چنگیز خان کے تلف ہونے سے ندامت ہوئی مگر اب اس سی کیا ہوتا تھا اُس نے غصہ مین آکر شاہ مرزا کو لشکر سے باہر نکلوا دیا اور احمد نگر مین آکر اُس نے دنیا کے ترک کرنے کا ارادہ کیا۔ اسنے احمد نگر کے امرا اور رؤسا کو بلا کر کہا کہ تم آگاہ ہو اور جانو کہ مجھ مین بادشاہی کی قابلیت نہین ہی مین اپنے مین اس قدر حالت نہین دیکھتا کہ عدل کو ظلم سی اور ظلم کو عدل سی تمیز کرسکون۔ اکثر اوقات ظلم کو عدل کی صورت بناتا ہون جسکی حقیقت مجھی آخر مین معلوم ہوتی ہے مین اپنی حکومت اور بادشاہی سے بیزار ہون اب مین تم سب کو گواہ کرتا ہون کہ فردائے قیامت کو کہ روز جزا ہے تم سے شہادت طلب کرونگا کہ قاضی بیگ کو کہ رسول آخر الزمان کا فرزند ہے وکیل مطلق اپنے اپنا کیا ہے کہ بمقتضاء شریعت و عدالت خلائق سے سلوک کرے اور اصلاح معاملات اور معاملات مین قوی کی جانب کو ضعیف پر ترجیح نہ دے اور حق کو منظور رکھے۔ اگر کسی پر اسکے عہد مین کوئی ظلم سہو کی جہت سے ہوا اور کل قیامت کو مجھسے پوچھین کہ تیرے عہد مین ایسا ستم واقع ہوا تو غافل اور بیخبر تھا تو مین جواب دونگا کہ مجھے اس طرح کے کامون مین دخل نہ تھا۔

کر اپنے سپاہیون مین خرچ کرے۔ مگر چنگیز خان نے انکے لینے سے انکار کیا اور کہا نظام شاہ
حضرت جو مجھ سے تعلق رکھتا ہے اسکی بدولت مجھے کسی چیز کی کمی نہین۔ میرا مقصود یہ ہے کہ اس
سر راہ کے خار کو دور کرون تمہاری مملکت اور نظام شاہ کی مملکتون مین فصل نہ رہے اور
شاہان دکن کہ محب اہلبیت ہین ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ سلوک کرکے بادشاہ دہلی
کے لشکر کے دغدغہ اور تہیب سے محفوظ ہون۔ جب چنگیز خان سے یہ جواب ناصواب مرزا نے
سنا تو مایوس ہوا۔ صاحب خان کو جو نظام شاہ کا معشوق تھا نقود اور جواہر سے محظوظ کیا
مرزا نے مجلس شراب مین ایک دن صاحب خان سے کہا کہ چنگیز خان چاہتا ہے کہ برار
کی حکومت لے کر اپنے نام کا خطبہ پڑھائے۔ اس وقت نظام شاہ کا آدھا لشکر اسی کا
تربیت یافتہ ہے وہ اچھی طرح اپنے مقصد مین کامیاب ہو سکتا ہے اسی لئے تم کو جنگل جنگل
پھراتا ہے کہ فرصت پاکر اپنا مقصد حاصل کرے۔ صاحب خان مرزا کے کلام کو سچ جان
چنگیز خان کی بربادی کے درپے ہوا اور بادشاہ سے یہ حال کہا کہ ایک دن بادشاہ شراب
پئے ہوئے ناز و نیاز کی باتین کر رہا تھا کہ اسنے مرزا کو بلاکے اپنے قول کی تصدیق کرائی
جس سے بادشاہ کو صاحب خان کی بات کا یقین ہوا بادشاہ نے احمد نگر جانے کو چنگیز خان
سے کہا تو اسنے کہا کہ یہ ملک نیا ہاتھ آیا ہے چھ مہینے اور توقف کیجئے اور بعد ازان مجھے اس
ملک کو دیجئے کہ مین اسکا خاطر خواہ انتظام کرون۔ اس سے بادشاہ کو اور شبہ پیدا ہوا
اور اسپر بے التفاتی کرنے لگا چنگیز خان نے دربار مین جانا چھوڑا۔ بیماری کا بہانہ بنایا۔
نظام شاہ نے معالجہ کے لئے حکیم محمد مصری کو شربت مسموم دیکر بھیجا کہ اسکو پلائے چنگیز خان نے
اوسکو پیا حالت نزع مین یہ عریضہ لکھا کہ مخلص و دولتخواہ میرک دبیر جسکی عمر کا آفتاب ساٹھ
برس کو پہنچ کر ڈھل چکا ہے اور بستر مرگ پر سر آستانہ پر رکھ کر عرض کرتا ہے کہ شربت جو
بھیجا آب حیات ہو کر اس دولتخواہ کو مرحمت کیا تھا نہایت ذوق و شوق سے اس
تمام ہی پئے بادشاہ کا نقد وفا اور اخلاص مجھ پر ... نعمت نے اپنے ...
... سے حق پوشی کی جبتک میری خاک ... بادشاہ کو بقا ہو

کوشش کرتا رہا۔ جب قاسم بیگ نے اس سے پوچھا کہ پادشاہی نفرت کا سبب کیا ہے
تو اُس نے کہا کہ اس دنیاے فانی سے نفرت کا سبب ظاہر ہے اس کی محبت و الفت کا
سبب پوچھنا چاہیے۔ جب اس نے دیکھا کہ ارکان دولت اسکے مانع ہین تو وہ احمدنگر مین
باغ بہشت مین عزلت نشین ہوا صاحب خان نے بے اعتدالی شروع کی اکثر اوقات
مست دو تین ہزار دکنی اوباشون اور ہاتھیون کو لیکر احمدنگر کے کوچہ و بازار مین
پھرتا اور لڑکون اور لڑکیون کو زبردستی بھلے مانسون کے گھرون سے نکال لاتا۔
اور افعال قبیحہ کرتا ایک دن سید صحیح النسب میر مہدی کی لڑکی کو زبردستی پکڑ لیا
جسکی حفاظت مین اس سید کی جان گئی۔ صاحب خان کا نام حسینی تھا کبھی کبھی
لوگ اور پادشاہ اسکو حسین خان کہتے تھے اس نے حسین خان سخت کمان ترشیزی
سے جو برار کے امرا مین سے تھا کہا کہ اپنا نام بدل ڈالے اور نہین گوشمالی کیجائیگی حسین خان
نے اس بات کو نامنظور کیا جسپر ایک نزاع شروع ہوئی اور صاحب خان فیل مست پر سوار
ہوا اور پانچ چھ ہزار پیادے لے کر حسین خان کے گھر پر چڑھ گیا حسین خان نے
ایک تیر ایسا صاحب خان کے ہاتھی کی پیشانی پر مارا کہ سوفار تک بیٹھ گیا۔ ہاتھی
چنگھاڑتا ہوا درختون مین بھاگا۔ صاحب خان باغ مین گیا اور باہر آیا اور اس نے
کہا کہ پادشاہ نے حکم دیا ہے کہ کل غریبون (پردیسیون) کو مار ڈالو۔ واقعہ طلب
حبشی دکنی تو یہ بات خدا سے چاہتے تھے ایک ہنگامہ جنگ برپا ہو گیا صاحب خان
نے پادشاہ سے جاکر کہا کہ پردیسیون نے ہجوم حضور کے قصد سے کیا ہے وہ شہزادہ ابراہیم شاہ
کو پادشاہ بنانا چاہتے ہین نظام شاہ جھوٹ سچ کی تحقیق کے لئے باغ سے باہر آیا
افواج غریب کو مسلح و مکمل دیکھا تو اُس نے صاحب خان کے کہنے کو سچ جانا تو وہ ہاتھی
پر سوار ہوا اور اُس نے لشکر کو حکم دیا کہ غریبون کو قتل کرو۔ یہ غریب پادشاہ کو دور سے
سلام کر کے قطب شاہ پاس چلے گئے۔ جو کچھ پردیسی چھپے چھپائے باقی رہے انکو حبشیون
اور اُس کے بھائیون نے مار ڈالا۔ جب اسکی پادشاہ کو خبر ہوئی اس نے صلابت خان کو

پھرے وکیل مطلق قاضی بیگ سے پوچھا جاے اور اگر وہ اس مشکل کام کو تنہا نہ کرسکے
تو اس میں امین الملک مرزا محمد تقی و قاسم بیگ کو اپنے ساتھ متفق و شریک کرلے اور
مہمات کو سرانجام کرے۔ میں قہر اور عذاب الہی سے ہراسان ہون اور چنگیز خان کی نسبت
جو امر وقوع میں آیا اس سے پشیمان ہون میں چاہتا ہون کہ مدۃ العمر گوشہ عزلت میں
بیٹھون اور عبادت حق میں مشغول ہون۔ یہ کہہ کر وہ احمد نگر میں عمارت بغداد میں
گوشہ نشین ہوا۔ صاحب خان کے سوا کوئی اس پاس نہیں جا سکتا تھا۔ دو تین مہینے کے
بعد عزلت کا ست ایسا چڑھا کہ بدیہ سلطان والدہ میران حسین اور سب عورتون کو قلعہ
سے باہر نکال دیا۔ شاہ قلی کو جو شاہ طہماسپ نے برہان نظام شاہ پاس بھیجا تھا اور صلابت
خان کا خطاب تھا قلعہ کا دروازہ اسکو سپرد کیا۔

۹۸۴ھ میں اکبر بادشاہ شکار کھیلتا ہوا سرحد مالوہ میں آیا۔ صلابت خان نے صاحب خان
کی معرفت بادشاہ کو خبر دی کہ اکبر بادشاہ دکن کی جانب چلا آتا ہے تو نظام شاہ بے
توقف پالکی میں سوار ہو کر سو آدمیون کے ساتھ دولت آباد کی جانب روانہ ہوا۔ یہان
چند روز توقف کیا کہ احمد نگر کا لشکر پانچ چھ ہزار خاصہ خیل آگیا اس لشکر کو لے کر وہ اکبر بادشاہ
سے لڑنے چلا امرا اسکو بہت منت کرکے روکنا چاہتے تھے کہ اکبر بادشاہ مالوہ کی سرحد میں
شکار کھیل کے اپنے دار الملک کو اُلٹا گیا۔ نظام شاہ اس خبر کو سن کر مسرور ہوا اور دولت آباد
میں آیا اور پھر احمد نگر میں جا کر عزلت نشین ہوا۔ صاحب خان کے خویش و قرابتی منصب امارت
پر پہنچے اونکو بڑی بڑی جاگیرین ملگئین بادشاہ کو برسات کے موسم میں صاحب خان
دولت آباد لےگیا۔ یہان مشائخ کی قبرون کی زیارت سے بادشاہ کو اور جوش مذہبی
اٹھا۔ جامہ درویشانہ پہن کر صبح کو وقت امام رضا کی زیارت کے قصد سے روانہ ہوا۔
صاحب خان کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی جب وہ تین کوس نکل گیا تو ایک سپاہی نے اسکو
پہچان کر ارکان دولت کو خبر کی وہ اسکے پیچھے دوڑے گئے اور بڑی منتین کرکے اوس کو
پھیرے لائے۔ چھ مہینے تک پہنتا فقیری لباس نہین اوتارا اور تاج و تخت کے ترک کرنے میں

احمدنگر پہنچ گیا۔ صاحب خان نے جو دس بارہ ہزار آدمی بہم رکھے وہ اکٹھول کر
اس سبب نظام شاہ نے مضطر ہو کر صلابت خان کو بلایا جس سے صاحب خان پھر
بدظن ہو گیا نظام شاہ نے شہزادہ برہان کو لشکر برہانپور بھگا دیا اور آپ قلعہ میں
احمدنگر کے گوشہ نشین ہوا سید مرتضیٰ سر لشکر برار کو حکم دیا کہ صاحب خان کو تسلی دیکر عزت
کے ساتھ ہمارے پاس بھیجے اور اگر وہ آنے سے انکار کرے تو اسے مار ڈالے اور اسکا
گھوڑا اور ہاتھی ہمارے پاس بھیجدے۔ صاحب خان نے بحری خان قزلباش کی بیٹی
سے نکاح کی درخواست کی تو بحری خان نے کہا کہ مرغ فروش کے لڑکے کو کیا مناسب
کہ امراء سے رشتہ و پیوند پیدا کرے اس سبب اس نے بحری خان پر حملہ کیا وہ بھاگ
کر جالنہ میں چلا آیا۔ سب امراء نے ملکر صاحب خان کو مار ڈالا اور سید مرتضیٰ نے
نظام شاہ کو لکھ بھیجا کہ میں نے ایک جماعت کو بھیجا کہ وہ صاحب خان کو تسلی دیکر حضور میں
روانہ کرے وہ بیوقوف لڑنے کھڑا ہو گیا اور کشتہ ہوا بعد اسکے صلابت خان بغیر
کسی معارض و معاند کے مہمات سلطنت کا متکفل ہوا اور چند سال استقلال سے گذری
اس مدت میں دو تین دفعہ اکبر بادشاہ کے ایلچی احمدنگر میں آئے اور ہر دفعہ خوشنود
گئے۔ صلابت خان کے عہد میں امنیت و ضبط کمال کے مرتبہ کو پہنچ گیا تھا تمام
بہ فراغت آمد و رفت کرتے تھے اس نے خواجہ نعمت اللہ طہرانی اور خواجہ عنایت اللہ
اصفہانی اور آدمیوں کو لشکر و حشم دیکر حکم دیا کہ ساری ملکوں میں گشت کیا کریں اور
جس پر دزدی کا اطلاق ہو خواہ وہ ایک کوڑی کی ہو بے پرسش قتل کر ڈالیں خود
اس نے آبادی ملک و رباغ و بوستان و قصبات کے احداث میں کوشش
کی اور عالی شان عمارات بنائیں۔ کہتے ہیں کہ اسکے عہد وکالت میں پانچ لاکھ
درخت انبہ و املی کہ مدتوں رہتے ہیں مملکت نظام شاہ میں زیادہ ہوئے اور
باوجود اسکے ذکر خیر کے ہوئے صلابت خان نے ملا ملک قمی اور ملا ظہوری کی بڑی
قدرشناسی کی اور وظائف اور انعامات دیئے۔

حکم دیا کہ وہ صاحب خان کو خواہی نخواہی شہر سے باہر کر کے خوبیون کو آزار نہ پہنچاوے
صلابت خان نے صاحب خان کو اہانت کے ساتھ شہر سے باہر نکال دیا تو وہ
صلابت خان کی جان کے درپے ہوا۔ اعیان سلطنت مین سے ایک جماعت اس کی
[illegible] ہوئی کہ صاحب خان نے دو لاکھ ہون نقد اور ایک لاکھ ہون کے جواہر خزانہ سے
نکال لئے ہین حکم ہو تو اس سے باز یافت کیجائے نظام شاہ نے اپنی خواص سے کہا کہ
جس وقت کسی نے خیانت کی ذلت کو اپنے لئے قرار دیا ہوا اور ہمارے خزانہ سے اس قدر
[illegible] دنیا کی لی ہو تو اسکا واپس لینا اس سے کمال بیمروتی ہے ہمنے اس کو یہ
بخش دیا ہے اور پھر اس کو مع اہل و عیال و مال کشتی مین بٹھا کے وطن کو روانہ کر دو
عہدہ دارون نے اس حکم کی تعمیل کی صاحب خان پر صلابت خان نے ایسی سختی
کی کہ وہ احمدنگر سے باہر چلا گیا اور بیدر کے حوالی مین پہنچا وہان کے آدمیون کی
ایک جماعت کو پریشان کر دیا۔ بادشاہ کو اسکی مفارقت کا [illegible] خود باہر مین
[illegible] اسکو منانے گیا [illegible] الحسن نے کہا کہ میرا وصال بادشاہ کو ان دو شرطون سے حاصل
ہو سکتا ہے ایک یہ کہ صلابت خان کو حضوری درگاہ سے دور کرین۔ دوم شہر بیدر
علی برید سے لے کر میری جاگیر مین دے دین۔ نظام شاہ اس پر والہ و شیدا تھا
یہ دو نون شرطین منظور کر لین۔ صلابت خان کو تو بیر اسکی جاگیر مین بھیجدیا اور بیدر کی
[illegible] مصروف ہوا۔ علی برید نے عادل شاہ سے کمک مانگی اس نے ہزار سوار مدد کو
بھیجے۔ اسی عرصہ مین خبر آئی کہ شہزادہ برہان جو قلعہ مین محبوس تھا اس کا خروج
[illegible] احمدنگر متوجہ ہوا ہے۔ نظام شاہ نے مرزا یادگار کندی اور [illegible] ابراہیم
[illegible] کو سات آٹھ ہزار سوارون کے ساتھ بیدر کے محاصرہ کے لئے چھوڑا۔
[illegible] صاحب خان کے ساتھ احمدنگر کو روانہ ہوا۔ چند روز بعد لشکر عادل شاہی
[illegible] بیدر کے حوالی مین [illegible] قطب شاہ کے آدمی جو [illegible] گلکنڈہ
[illegible] محاصرہ مین مشغول تھا [illegible] شہزادہ [illegible] الی

پہونچی۔ صلابت خان نظام شاہ کو باغ ہشت بہشت سے باغ فرح بخش مین لے آیا اور عمارت بغداد کو اسکی عبادت کے لئے مقرر کیا۔ فتح شاہ پاتری کو کہ حسن و جمال مین آراستہ تھا اور نرد و شطرنج خوب کھیلتا تھا۔ خدمت کے بہانہ سے قلعہ مین داخل کیا اور نظام شاہ اسپر فریفتہ ہوا اور اپنا ہمخواب بنایا سید مرتضی لشکر لیکر احمد نگر کے حوالی مین آگیا۔ صلابت خان نے لڑنے کی اجازت نظام شاہ سے لی اور شاہزادہ میران حسین کے ہمرکاب سید مرتضی کے مقابلہ مین آیا اور جنگ کے بعد غالب ہوا سید مرتضی برار کو بھاگا اور صلابت خان کے لوگون نے تعاقب کیا تو وہ اکبر بادشاہ کی خدمت مین چلا گیا۔

سنہ ۹۹۲ھ مین نظام شاہ نے علی عادل شاہ کی بہن خدیجہ بی بی سے اپنے بیٹے میران حسین شاہ کی نسبت بھیجی وہ منظور ہوئی اور بی بی خدیجہ احمد نگر مین آئی بعض مردم فتنہ انگیز شہزادہ برہان کو درویشون کے لباس مین احمد نگر مین لائے اور انہون نے یہ قرار دیا کہ صلابت خان کو غفلت کی حالت مین مار ڈالین اور بعد ازان نظام شاہ کو معزول کرین اور برہان شاہ کو احمد نگر کے تخت پر بٹھائین مگر صلابت کو اسکی اطلاع ہو گئی کام نہ چلا تو شاہزادہ برہان اکبر بادشاہ کے پاس چلا گیا۔ اکبر بادشاہ نے اس سال مین دکن کی فتح کا ارادہ کیا اور خان اعظم کو کہ حاکم مالوہ کو سپہ سالار بنا کر برہان نظام شاہ اور سید مرتضی اور کل سرداران دکنی کو جو اسکے پاس تھے ہمراہ کر کے ولایت نظام شاہ کو روانہ کیا اس جلدی مین چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ بھی اپنے بھائی نظام شاہ کے دیکھنے کو احمد نگر مین آئی صلابت خان نے دلاور خان وکیل السلطنت عادل شاہ پاس پیغام بھیجا کہ حسین نظام شاہ نے چاند بی بی کے جہیز مین قلعہ شولاپور دیا تھا اب وہ بیوہ ہو کر یہان آگئی ہے چاہیئے کہ یہ قلعہ نظام شاہ کے گماشتون کے حوالہ کر دو دلاور خان نے اسکے جواب
[illegible] اپنے بغض کا اظہار اس طرح کیا کہ علی عادل شاہ کو

[illegible] مین علی عادل شاہ شہید ہوا اور اسکا بھائی ابراہیم عادل شاہ نو برس کی
عمر مین نائب مناب ہوا اس حال مین صلابت خان نے نظام شاہ کو سمجھایا کہ اسکی تسخیر بہت
آسان ہی - نظام شاہ نے اپنے چرکس غلام بہزاد الملک کو سپہ سالار بناکے اور امیرالامرا
سید مرتضیٰ کو لشکر برار کے ساتھ سرحد عادل شاہ پر روانہ کیا - جب قلعہ شاہ درگ پاس
آگئے تو امرائے عادل شاہی پانچ چھ کوس پر انکے مقابلہ کو آگئے ایک مہینے تک لشکر دونو کے ایک
دوسرے کے سامنے پڑے رہے جب امرائے عادل شاہی کو معلوم ہوا کہ سپہ سالار بہزاد الملک
سے سید مرتضیٰ آزردہ خاطر ہی وہ اپنی فوج سے اسکی کمک نہین کریگا تو کچھ رات باقی تھی وہ
روانہ ہوئے صبح کو ترشح باران تھا دشمن کے آنے کی کمال غفلت سے اپنے ڈاہرون مین
بیٹھے تھے بہزاد الملک خوش گوار ہوا مجلس شراب کو آراستہ کئے ہوئے تھا جب اس نے دشمنون کی
دمامہ و نفیری کی آواز سنی تو وہ گھبرا کر لشکر سے باہر گیا امرا اور لشکر اس پاس جمع ہوکے وہ
ابتر حال سے منہزم ہوا - سید مرتضیٰ نے صلابت خان کو لکھ بھیجا کہ بہزاد الملک نے جنگ مین
جلدی کی اور دوستون کے آنے کا انتظار نہ کیا اس لئے اسپر صدمہ پہنچا - انشاء اللہ تعالیٰ اس
وجہ سے تدارک کیا جائیگا - صلابت خان نے اسکے نام پر سر لشکر ہونے کا فرمان بھیجدیا
جس سے وہ خوش ہوگیا اور حسن و حشم کے جمع کرنے مین کوشش کی - اس اثنا مین ابراہیم قطب شاہ
مرگیا اسکا بڑا بیٹا محمد قلی قطب شاہ جانشین ہوا اس لئے اس مہم مین قطب شاہ کا لشکر جو
نظام شاہ کی ہمراہ تھا وہ متفرق ہوگیا - سید مرتضیٰ نے شاہ مرزا اصفہانی سے جو قطب شاہ کا
وکیل السلطنت تھا موافقت کرکے محمد قلی قطب شاہ کو بلایا اور قلعہ شاہ درگ کا محاصرہ
کیا چار پانچ مہینے تک چارون طرف سے جنگ کی مگر جب یہان جنگ مین ناکامی ہوئی
تو محاصرہ چھوڑ کر بیجاپور کی راہ لی - اور وہان جاکر انہون نے اسکا محاصرہ کرلیا - پھر کچھ
مدت کے بعد وہ بیجاپور کی فتح سے بھی مایوس ہوگئے تو قطب شاہ اپنے ملک کو چلا گیا
اور سید مرتضیٰ بہزاد الملک چونکہ ملک کو آگئے اسکا مفصل حال پہلے بیان ہوچکا ہے -
مرتضیٰ اور صلابت خان مین باہم ایسی عداوت ہوئی کہ لشکر کشی کی نوبت

جب جواہر رکھے گئے اور بادشاہ آیا اور ان میں کوئی مالا اون کو نہ پایا تو کل جواہرات کو فرش میں لپیٹ کر آگ لگا دی اور چلا گیا امرا نے فوراً آگ بجھا کے تمام جواہر نکال لئے صرف موتیوں کو نقصان پہنچا اس حرکت کو شاہ کی دیوانگی اور جنون پر حمل کیا اس تاریخ سے شاہ کا لقب دیوانہ مشہور ہوا۔

صلابت خان کا قید ہونا

نظام شاہ سے لوگوں نے یہ عرض کیا کہ ارکان دولت حضور کی پردہ نشینی سے دلگیر ہیں چاہتے ہیں کہ ...... آپ کے بیٹے میران حسین کو بادشاہ بنائیں اسلئے بیٹے کے مارنے کا ارادہ نظام شاہ نے کیا۔ مگر صلابت خان کے سبب سے بیٹا کسی طرح ہاتھ ہاتھ نہ آتا تھا کہ اس اثنا میں ابراہیم عادل شاہ نے دلاور خان حبشی کے مشورہ سے لشکر رزم خواہ سرحد نظام شاہ میں بھیجا اور پیغام دیا کہ شہزادہ میران حسین کو عروس تسلیم کیجائے یا وہ پالکی میں سوار کرا کے واپس بھیجدی جائے۔ صلابت خان نے جواب دیا کہ ان دونوں باتوں میں سے ایک بات نہیں ہوگی جبتک قلعہ شولاپور حوالہ نہ کیا جائیگا صلابت خان کی اس بات سے عادل شاہ دشمن ہوگیا اور اوسکا محاصرہ کیا۔ نظام شاہ نے جانا کہ صلابت خان کے سبب سے یہ ہوا اس لئے اس سے رنجیدہ ہوا اور اس سے کہا کہ تو حرام خور ہے یا حلال خور صلابت خان نے کہا کہ میں آپکا بندہ با اخلاص ہوں نظام شاہ نے کہا کہ میں تیری نافرمانی سے آزردہ ہوں اور تیری حبس و قید کی قدرت نہیں رکھتا ہوں صلابت خان نے معروض کیا کہ آپ جس قلعہ میں مقرر کیجیے میں خود پا بزنجیر ہو کے قلعہ میں جا کر خاطر اقدس کا غبار مٹاتا ہوں نظام شاہ نے کہا کہ قلعہ ڈنڈا راجپور میں جانا چاہیئے اس سادہ ترک نے فی الفور گھر میں اپنے پاؤں میں زنجیر ڈالی اور پالکی میں بیٹھ کر اپنے متعلقوں کو مامور کیا کہ مجھے قلعہ ڈنڈا راجپور میں محبوس کرو ہرچند دوستوں اور رشتہ داروں نے منع کیا۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ صلابت خان کی قید کے بعد نظام شاہ نے وکالت قاسم بیگ حکیم کو اور وزارت مرزا محمد تقی نظیری کو دی اور حکم دیا کہ عادل شاہ سے صلح کریں۔

بھیج دولت آباد میں بھیجدیا کہ جس وقت عادل شاہ قلعہ شولاپور ویدی تو جس ملکی کو لیکر عروس داماد پاس جاسے اور نہیں یہ کام عمل موقوف رہی - اس اثنا میں اکبر بادشاہ کے لشکر کی خبر مالوہ میں آنے کی پہنچی صلابت خان نے اس بیت پر عمل کیا ؎

کار نہ این گنبد گردان کند چہ کند ہمت مردان کند

دشمن کی مدافعت پر کمر باندھی مرزا محمد تقی نظیری کو سپہ سالار کیا اور بیس ہزار سوار دیکر مقابلہ کے لئے بھیجا - مرزا محمد تقی برہان پور گیا اور راجہ علیخان سے ملاقات کی اور اسکو اپنے ساتھ متفق کیا - جب عزیز کوکہ نے یہ سنا تو شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خان پاس بھیجا تاکہ وہ دکن کے لشکر کی ساتھ موافقت نہ کرے اور اکبر شاہ کے لشکر سے متفق ہو - یہ بات نہ ہوئی - شاہ فتح اللہ بے نیل مقصود عزیز کوکہ پاس گیا ان دونوں میں عزیز کوکہ اور شہاب الدین احمد خان حاکم اجین کے درمیان عنادِ فی البین اعلیٰ درجہ کا نفاق تھا مرزا محمد تقی اور راجہ علی خان لشکر دکن کی ساتھ ہنڈیہ مین عزیز کوکہ کے مقابل آئے چند روز لشکر مقابل رہے - عزیز کوکہ نے صف جنگ مین صلاح نہ دیکھی ہیر کی راہ سے وہ برار میں آیا - اور ایلچپور و بالاپور کو غارت کیا اور جب مرزا محمد تقی اور راجہ علیخان ہنڈیہ سے اُسکے تعاقب میں گئے تو اُسنے برار سے ولایت مالوہ کو مراجعت کی - راجہ علیخان برہان پور چلا گیا - اور مرزا محمد تقی احمد نگر میں آیا -

ان سنون میں منتھی شاہ لولی نے کہ صلابت خان کا دست گرفتہ تھا بادشاہ کی مزاج میں بڑا دخل پیدا کیا اور بادشاہ سے دو مالائین کہ امراج کی غنائم کی ساتھ آئین تھین طلب کین بادشاہ نے صلابت خان کو ان کے دینے کا حکم دیا اُس نے اصلی مالائین نہ دین انکی نقلی مالائین بناکر دے دین تو خان نے اُس کی شکایت بادشاہ سے کی - بادشاہ نے صلابت خان کو لکھا کہ میرے تمام جواہر فلان مکان مین میرے ملاحظہ کے لئے سجائے جائین

جب مرزا خان کی رہنمونی سے میران حسین باپ کو مار کر صاحب اختیار ہوا اُس کی
عمر سولہ برس کی تھی اسکو مرزا خان چاہتا تھا کہ گھر مین بیٹھا رہے اور جمیع مہمات کا خود
بیرو کار ہو لیکن میران حسین شوخ طبیعت اور اجلاف پیشہ اور بے اعتدال اور نا عاقبت اندیش
تھا اس لئے یہ صورت نہ ہوئی دایہ زادون اور ہمسایون کو اسنے امارت کے منصب دیکر
مقرب بنایا اور لہو و لعب مین لگا رہا تون کو اوباشون اور رذالون کے ساتھ احمد نگر
کے کوچہ و بازار مین پھرتا اور حالت مستی مین تیر و تفنگ و شمشیر سے جو نظر آتا اُسی مارتا بعض
مقربون نے میران حسین سے کہا کہ مرزا خان نے شاہ قاسم برادر مرتضیٰ نظام حسین کو قلعہ
شنیر سے طلب کیا ہے اور اپنے گھر مین چھپا رکھا ہے تاکہ فرصت کے وقت تجھکو معزول کر کے
اس کو بادشاہ بنائے میران حسین نے خائف ہو کر مرزا خان کو موکلون کے حوالہ کیا
دوسرے روز اسکو معلوم ہوا کہ شاہ قاسم کی حکایت غلط تھی پھر مرزا خان کو مقرب و
معزز کیا مرزا خان نے اپنی طرف سے مظنّہ دور کرنے کے لئے میران حسین سے کہا کہ
وارثان مملکت فتنہ و فساد کا سبب ہوتے ہین صلاح دولت یہ ہے کہ شاہ قاسم کو
مع آل و اولاد کے قتل فرمائے میران حسین نے اس درخواست کو قبول کر کے ایک آن مین
پندرہ شہزادون کا خون اپنی گردن پر لیا - انکس خان و طاہر خان کہ میران حسین
کے برادر رضاعی تھے میران حسین سے اسکی مستی و ہوشیاری کی حالت مین مرزا خان
کی شکایت کرتے وہ پرحذر ہو کر کبھی کہتا کہ مین اسکو پکڑ کر اس تلوار سے مار ڈالونگا
اور کبھی کہتا کہ مین فلان ہاتھی کے پاؤن تلے اسکو مسلواؤنگا - مرزا خان نے اپنے تئین
بے تاج و تخت بادشاہ سمجھا اور میران حسین کے قلع و قمع مین مصروف ہوا اُس نے
بادشاہ کو اس بہانہ سے کہ بادشاہ کے مصاحب آقا میر کا برا حال ہے عیادت کی
لئے اُسکو بلایا وہ تنہا چلا آیا - مرزا خان نے اسکو مقید کیا اور برہان نظام شاہ
کے دو بیٹون اسمٰعیل و ابراہیم کو لوہ گڈھ کے قلعہ سے احمد نگر مین بلایا اور ان مین
اسمٰعیل کو جو بارہ برس کا تھا بادشاہ بنایا کہ ایک بارگی قلعہ کے باہر جمال خان

انھون نے حکم کی تعمیل کی اور عادل شاہ سے صلح ہو گئی اور عادل شاہ کی بہن جو اتابک
داماد میران حسین سے جدا تھی اُسکے حوالہ ہوئی۔ نظام شاہ نے میران حسین کے قتل کرنے
کا ارادہ کیا اور اُس کو اپنا اشتیاق ظاہر کرکے اپنے پاس بلایا اور ایک حجرہ مین گھاس
اور بالا پوش مین لپیٹ کر بند کیا اور اُسکو آگ لگا دی فتحی شاہ نے رحم
کرکے دروازہ کھول کر شہزادہ کو نکال لیا۔ اور مرزا محمد تقی و قاسم بیگ نے اُسکو پالکی مین سوار
کرکے دولت آباد مین بھیجدیا۔ پادشاہ نے دو تین روز بعد حجرہ مین جاکر دیکھا تو بیٹے کے
استخوان کو نہ پایا اصل حال کی تحقیقات کے بعد مرزا محمد تقی اور قاسم بیگ کو محبوس کیا
مرزا محمد صادق کو مہمات سلطنت سپرد کین اُسنے بھی شاہزادہ کے قتل سے انکار کیا
تو نو روز کے بعد اسکو بھی مقید کیا اور سلطان حسین سبزواری کو وکالت کا عہدہ
اور مرزا خان کا خطاب دیا اور پیشوائی کا منصب اُس نے دلاور خان حبشی
پاس مخفی بیجاپور آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ یہ پادشاہ بالکل دیوانہ ہو گیا ہے اور اپنے
بیٹے کو قتل کرنا چاہتا ہے اگر آپ سرحد پر آجائین تو مین پدر کو برطرف کرکے پسر کو
تخت پر بٹھا دون۔ دلاور خان نے اس بات کو قبول کیا مرزا خان نے نظام شاہ
سے کہا کہ عادل شاہ بہت سپاہ کے ساتھ ولایت احمدنگر کی تسخیر کے ارادہ سے
آتا ہے اس باب مین حکم کیا ہے نظام شاہ کو اصل مقدمہ سے خبر نہ تھی اُسنے اور امرا
کو قید کیا مرزا خان مع کل امرا کے دولت آباد گیا اور میران حسین کو قلعہ سے نکال کر
پادشاہ بنایا اور احمدنگر لایا بیٹے نے باپ کو حمام مین بند کیا اور
آگ زیادہ روشن کرائی اور پانی بند کیا جس سے وہ [illegible] ۹۹۶ھ مین مرگیا۔ برہان نظام شاہ
ثانی نے اسکی استخوان کربلا بھجوئین اس نے ۲ سال ۵ ماہ سلطنت کی یہ پادشاہ قوی
ہیکل و گندم گون۔ فراخ چشم بلند اندام تھا۔ شوکت و صلابت رکھتا تھا۔
فارسی خوب بولتا تھا

میران حسین نظام شاہ

مسافر کو بڑی رسوائی سے مارا اور انکے گھرون کو جلا کر خاک سیاہ کیا جن آدمیون کا سر
آسمان سا تھا انکو پائمال کرکے زمین کا پیوند کیا۔ وہ دوشیزہ جو اپنا منہ مہر و ماہ سے
چھپاتی تھین انکے جھونٹے پکڑکر مستون کی بزم مین لائے چوتھے روز مرزا خان کو جنیر
سے پکڑ کر لائے اول ہمکو گدھے پر سوار کرکے شہر مین پھرایا اور اسکے پارچے کرکے بازار مین
لٹکائے۔ بعض امیرون کو توپ مین اڑایا کہ انکے چیتھڑون کا پتا نہ لگا۔ سات ہزار
مین ایک ہزار غریب مارے گئے اس اثنا مین فرہاد خان حبشی کہ امرائے کلان مین
تھا اپنی جاگیر سے آیا تو اوس نے دکنی اجلاف و اوباشون کی سیاست کی تو فتنہ
کم ہوا اور کچھ غریب کہ حبشیون اور دکنیون کی آشنائی کے سبب سے چھپے ہوئے تھے
بچ گئے۔ میران حسین شاہ کی مدت سلطنت دو ماہ تین روز تھی۔ کتب تاریخ سے یہہ
ثابت ہوتا ہے کہ پدرکش کی مدت سلطنت زیادہ نہین ہوتی اس لئے ایک شاعر نے
یہ شعر کہا ہے کہ ؎ مرد پدرکش پادشاہی را نشاید + دگر شاید بجز دہ مہ نپاید +
جمال خان نے اسمعیل شاہ کی پادشاہی قبول کرلی اور سارے اختیارات شاہی خود
لے لئے۔

اسمعیل نظام شاہ بن برہان نظام شاہ ثانی

مرتضی نظام شاہ کے وقائع مین مذکور ہوا ہے کہ برہان نظام شاہ قلعہ لوہا گڑہ
(لوہ گڈھ) مین محبوس تھا اس تقریب سے کہ اسکا بھائی نظام شاہ زندہ نہین ہے
یا دیوانہ ہوگیا ہے اور مہمات سلطنت کا سرانجام نہین کرسکتا قید سے نکلا اور بھائی
سے لڑکر شکست پائی اور اکبر پادشاہ پاس چلا گیا اس وقت دکن مین اسکے دو بیٹے
تھے ایک ابراہیم دوسرا اسمعیل۔ ابراہیم کی ماں حبشن تھی اسکا رنگ کالا تھا۔ صورت
ظاہری سے چندان بہرہ بھی نہین رکھتا تھا اور اسمعیل کی ماں کوکنی جمالی خاندان
تھی۔ اس مین سیرت و صورت کی خوبیان تھین۔ صلابت خان نے دونو کو قلعہ
لوہا گڑہ مین محبوس کیا تھا۔ جب مرزا خان نے میران حسین کو معزول کیا تو ان

سولہ مہدوی کہ منصبداران صدہ مین سے تھا دکنی اور حبشی منصبداروں سے اتفاق کر کے
آیا اور انہون نے کہا کہ چند روز سے ہمنے اپنے بادشاہ میران حسین کو نہین دیکھا ہے اور
اسکے احوال کی کچھ خبر ہمکو معلوم نہین اسکو ہمارے پاس بھیجو یا اسکی ملازمت مین جانے دو
مرزا خان نے ہیکڑی سے جواب دیا کہ میران حسین کو بادشاہی کی لیاقت و قابلیت
نہین ہے۔ ہمارا تمہارا بادشاہ اسمٰعیل نظام شاہ ہے ابھی وہ باہر آتا ہے اس کو سلام کرو
جمال خان نے احمد نگر مین منادی کی کہ اہل دکن کو معلوم ہو کہ مرزا خان اور کل پردیسیون
نے مجتمع ہوکر میران حسین شاہ کو مقید کیا ہے اور کسی اور کو بادشاہ بنانا چاہتے ہین
تمکو چاہیئے کہ اپنے بادشاہ کو چھڑا کر غریب و غریب زادون کے تسلط کو دفع کرو اور
نہین یقین جانو کہ بعد اس مبحث کے دکنیون کے زن و فرزند انکی غلامی مین گرفتار
ہونگے یہ بات اہل دکن کے لئے مرئی مست تھی ان باتون کو سنکر مکمل و مسلح فوج قلعہ
پر متوجہ ہوئے۔ دو تین ساعت مین جمال خان پاس پانچ چھہ ہزار سوار و پیادے اور
بہت سے بازاری وغیرہ جمع ہوگئے اور کل حبشیون نے قلعہ گھیر لیا۔ مرزا خان نے
بہت تھوڑے آدمی انکے مقابلے کے لئے بھیجے جنمین سے اکثر مارے گئے اور باقی زخمی
ہوکر قلعے مین گئے اب مرزا خان نے یہ خیال کرکے کہ سارا جھگڑا میران حسین کے سبب سے
ہے اسکو مار ڈالا اور اسکے سر کو نیزہ پہ رکھ کر دروازہ کے برج پر سے دکھایا۔ اور
غل مچایا کہ یہ ہجوم و غریدہ میران حسین شاہ کے لئے ہے اسکا سر یہ نیزہ کے اوپر
ہے اب چاہیئے کہ اسمٰعیل نظام شاہ کی اطاعت کرو اور اپنے گھر کو جاؤ۔ انہون نے
میران حسین کا سر اسکا جب شہر والون پاس آیا تو کہدیا کہ وہ اس کا سر نہین ہے اسی
اثنا مین علف و سرگین کے سو بیل لاکر آگ لگائی جس سے قلعہ کا دروازہ جل گیا مرزا خان
قلعہ چھوڑ کر بھاگا۔ دکنیون نے قلعہ مین جاکر تین سو پردیسیون کو مار ڈالا۔
میران حسین کو دفن کیا اور پردیسیون کی لاشون کو بے گور و کفن میدان مین پڑے رہنے
دیا۔ اور سارے پردیسی و وضیع و شریف و توانگر و گدا و نوکر و سوداگر و مجاور

اسی سال کے بعد رمضان کے دن جو پردیسی کہ فرہاد خان کی شفاعت سے زندہ بچے تھے اور تین سو سے زیادہ نہ تھے انکو جمال خان نے نکال دیا وہ بیجاپور مین جاکر نوکر ہو گئے
۹۹۸ھ مین صلابت خان نے جسکی ستر سال کی عمر تھی - جمال خان سے قول نامہ (امان نامہ) حاصل کرکے آسیر برہانپور سے احمدنگر مین آیا اور نوکری قبول نہین کی - اور قصبہ تولی کام مین کہ اُسکا آباد کیا ہوا تھا اقامت اختیار کی اور مرنے کا منتظر تھا کہ اس سنہ مین موت آ گئی اور مرتضی قلی نے ایک بیٹا چھوڑا - جب اکبر بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اسمٰعیل نظام شاہ تخت پر بیٹھا تو اُس نے برہان نظام شاہ کو بنگش سے کہ سندھ و کابل کے درمیان ہی بلایا یہان اُسکی جاگیر تھی اور آپ سے کہا کہ احمدنگر کی سلطنت تجھے ارثاً و استحقاقاً پہنچتی ہی - ہم نے وہ تجھہ کو دی - جسقدر لشکر اُسکی تسخیر کے لئے درکار ہو لیجا اور بیٹے کو معزول کر اور مملکت موروثی کے لئے توجہ کر - برہان شاہ نے معروض کیا کہ اگر بادشاہ کی سپاہ ہو گی تو دکن کے آدمی مجھہ سے متوحش ہونگے اور تمرد اور عناد کرینگے اگر حکم ہو تو سرحد دکن پر تنہا جاؤن اور اہل دکن کو اپنی طرف مائل کرون اور ملائمت اور نرمی سے مملکت موروثی پر متصرف ہون - بادشاہ نے اس رائے کو پسند کیا اور دکن کو رخصت کیا اور پرگنہ ہنڈیہ مین اسکو جاگیر دی - راجہ علی خان حاکم آسیر کو فرمان لکھا کہ برہان الملک کی معاونت مین تقصیر نہ کرے - جب سرحد دکن پر وہ ہنڈیہ مین آیا تو ولایت نظام شاہ کے زمینداروں اور سرداروں کو قول نامے دکن کی رسم کے موافق بھیجے - سب نے اخلاص و یکجہتی کا اظہار کیا اور اسکو بلایا - برہان شاہ ولایت برار مین آیا - جہانگیر خان حبشی جس نے بہت اپنا اخلاص اُس کے ساتھہ ظاہر کیا تھا وہ اپنے عہد و پیمان سے پشیمان ہوا اور اتفاق و وفاق کو نفاق سے بدلا - اس سے لڑنے کھڑا ہوا برہان شاہ شکست پاکر ہنڈیہ مین چلا آیا - رات دن جمال خان کے استیصال اور ملک موروثی کی اخذ کی ادھیڑبن مین لگا رہتا - ابراہیم عادل شاہ اور راجہ علی خان معاون ہوئے تو وہ ہنڈیہ سے برہانپور مین آیا - جمال خان پاس بھی دس ہزار کے قریب طائفہ مہدویہ جمع ہوا - اُس نے سید امجد الملک مہدویہ سرلشکر برار کو لکھا

دو بھائیوں کے سوا کوئی اور وارث مملکت نظام شاہی میں موجود نہ تھا ان دونوں
کو قید خانہ سے بلایا باوجودیکہ ابراہیم بڑا تھا مگر مرزا خان نے حکمرانی کے تخت پر اسمعیل کو
بٹھایا۔ پہلے لکھا گیا کہ جمال خان مہدوی نے اسمعیل کی بادشاہی قبول کی۔ مہمات
شاہی کی باگ اپنے اقتدار کے ہاتھ میں لی اور فرقہ مہدویہ کی تربیت میں ہمت صرف
کی اسمعیل کو جو خورد سال تھا اپنے مذہب میں لایا اور خطبہ اثنا عشریہ کو برطرف کیا مہدوی
اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص حنفی مذہب سید محمد نام نے ہندوستان میں سنہ ۹۰۶ھ ۱۵ کے
آخر میں دعویٰ کیا کہ میں بلسان شرع مہدی موعود ہوں چونکہ بعض آثار و علامات
کہ مہدی آخر الزمان میں قرار دیے ہیں اس میں موجود تھے اسکے قول کی تصدیق
کی جسکا غلط ہونا اظہر من الشمس ہے تھوڑے زمانہ میں ہندوستان کے اطراف و جوانب
سے طائفہ مہدویہ جمع ہوا اور اسمعیل نظام شاہ کو قدوی۔ اور جمال خان کو
اپنا خلیفہ بنایا۔ اس طائفہ نے شمشیر زنی اور جان نثاری کی۔ ابتدا میں صلابت خان
سرحد برار میں جو قلعہ کھرلہ میں محبوس تھا میران حسین کی خبر کشتہ ہونے کی سنکر خروج
کیا اور امرائے برار اس سے گرویدہ ہوئے وہ مذہب مہدویہ کے رواج سے آزردہ تھے
وہ جمال خان کے استیصال کے قصد سے احمد نگر پر متوجہ ہوا دلاور خان نے بھی
ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے ولایت نظام شاہ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور بیجاپور سے
روانہ ہوا جمال خان اول اسمعیل کو لیکر صلابت خان سے لڑنے آیا اور دریا گوداوری
کے کنارہ پٹن میں لڑکر اسکو برہان پور تک بھگایا۔ وہاں سے پھر کر عادل شاہیوں
سے لڑنے آیا طرفین کے لشکر آشتی میں ملے۔ پندرہ روز تک دونوں لشکر پڑے رہے
کسیکو جرأت نہ ہوئی کہ دوسرے پر حملہ کرتا آخرکو ان شرائط پر صلح ہوئی کہ
چاند بی بی زوجہ میران حسین نظام مقتول کی بیوہ کو پالکی میں سوار کرکے بیجاپور
میں دو بھیجے اور نظام شاہ کی سلطنت دو لاکھ ستر ہزار ہون (۰۰۰۰…) روپیہ

بے اعتدالی کرنے لگا اور اوسکے اوضاع کے سبب سے مرتضیٰ نظام شاہ سے امرا لشکر متنفر ہوئے
اور صاحب خان کے ستانے کے لیئے نظام شاہ بیدر گیا تو امرا نے فرصت پاکر برہان شاہ
کو عرائض لکھیں کہ تیرا بھائی دیوانہ ہوگیا ہے بادشاہی کے قابل نہیں ہا اگر تو قلعہ سے باہر
آئے تو ہم سب تیری خدمت کے لیئے موجود ہین۔ برہان شاہ حاکم قلعہ اُس سے سازش
کرکے باہر آیا اور جنیر کے پانچ چھ ہزار سوار اُس سے ملے اور چتر اسکے سر پر بلند کیا۔ جب یہ خبر
حوالی بیدر مین نظام شاہ کو پہنچی تو وہ جلد برہان سے ایک روز پیشتر تین سو
آدمیون کے ساتھ قلعہ احمد نگر مین آیا

عوام الناس یہ کہتے تھے کہ وہ زندہ نہیں ہے انکے گمان دور کرنے کے لئے وہ عصر کے وقت
ہاتھی پر سوار ہوکر بازار مین پھرا۔ ایک ادویہ فروش۔ خواجہ ابن ہمدانی سے یہ لطیفہ ہوا
کہ اُس نے اُس سے پوچھا کہ کوئی دوا تیرے پاس ایسی بھی ہے کہ دیوانگی کو مفید ہو اُس نے
کہا کہ ہان ہے۔ تو نظام شاہ نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ مین دیوانہ ہون کہ بطریق سلوک
گوشہ نشین ہوا ہون اور چاہتا ہون کہ بادشاہی کرون یا میرا بھائی دیوانہ ہے
کہ بے سبب اپنے تئین خرخشہ مین گرفتار کیا ہے اور مجھپر لشکر کشی کی ہے۔ دوا فروش نے کہا
کہ برہان شاہ دیوانہ ہے کہ باوجود کمال فراغت کے ایسے مشفق و مہربان بھائی سے
لڑتا ہے اور اس نعمت کی قدر نہین جانتا۔ نظام شاہ نے ایک ہزار ہون اسکو انعام
مین دیئے۔ آٹھ سال کے بعد وہ اپنے آدمیون کو دکھائی دیا تھا وہ اپنے آدمیون اور
شاگردون کو پہچان کر انسے باتین کرتا تھا وہ شہر کی سیر کرکے قلعہ مین گیا دوسرے روز
صبح کو برہان شاہ باغ ہشت بہشت مین اُترا۔ نظام شاہ کی سواری کی خبر سنکر
اکثر آدمیون نے برہان شاہ کی رفاقت چھوڑی اور احمد نگر گئے۔ ظہر کے وقت
نظام شاہ پہلے روز کی طرح ہاتھی پر سوار ہوا۔ قلعہ سے باہر نکلا۔ دس ہزار سوار اُس کے
چتر کے نیچے جمع ہوئے۔ صلابت خان کو سرلشکر مقرر کیا وہ ہشت بہشت کے قریب
برہان شاہ سے لڑا۔ برہان شاہ کو شکست ہوئی وہ بیجاپور چلا گیا۔ دو سال بعد

وہ اس حد تک کے امرا کو راجہ علیخان اور برہان شاہ کے مقابلہ کے لئے معین کرے اور جمال خان خود
احمدنگر کی سپاہ لیکر عادل شاہیون کی مدافعت کو گیا اور قصبہ وارسنگ کے قریب لااور خان
حبشی سے جنگ کی اور اسکو شکست دی اور تین سو ہاتھی چھین لئے۔ ابھی وہ وارسنگ مین تھا کہ
اس پاس خبر آئی کہ عادل شاہ اور راجہ علیخان کی کوشش سے امرا برار برہان شاہ کے مطیع
ہو گئے اور برہان پور کی سرحد مین اُس سے آن ملے اس خبر پر جمال خان نہایت شوکت و
حشمت سے برار کو روانہ ہوا عادل شاہ نے اسکا تعاقب کیا اور امراے برگی کو مامور کیا کہ سب
جگہ اسمعیل نظام شاہ کے لشکر کے گرد تاخت کرکے غارت کو اور وقتہ کو اُس مین نہ پہنچنے دین اس سبب سے
جمال خان کو بہت آدمی چھوڑکر برہان شاہ پاس چلے گئے۔ جمال خان روہنکہڑہ کے گھاٹ
پر پہنچا جسکو برہان شاہ کے آدمیون نے بند کر رکھا تھا تو وہ دوسری راہ سے نہایت
صعوبت اُٹھاکر برہان شاہ کے لشکر پاس گیا اس راہ مین پانی کم اور ہوا گرم زیادہ تھی
جمال خان اور اوسکے آدمیون نے بڑی تکلیف اُٹھائی۔ انکو خبر ملی کہ تین کوس پر پانی بہت
ہے۔ جمال خان پانی کی امید مین یلغار کرکے تشنہ و بدحال وہان گیا۔ وہان پہلے ہی
سے راجہ علیخان و برہان شاہ اُترے ہوئے تھے تو پھر وہ اسی صحرا مین گیا کہ محشر نشان
تھا وہان ایک نخلستان مین کچھ پانی مل گیا۔ اور رجب ٩٩٦ھ مین برہان شاہ اور راجہ
علی خان سے جا لڑا۔ مہدویون کو فتح ہو جاتی لیکن جمال خان کی پیشانی پر ایک گولہ
لگا جسسے وہ مر گیا تو اسماعیل نظام شاہ مع امرا بھاگ گیا۔ امراے برہان شاہ نے انکا
تعاقب کیا۔ یاقوت خان اور خداوند خان نے سرکاٹے سہیل خان کو بھیجا یورمین جلدی
بھگایا اسمعیل کو گرفتار کیا۔ برہان شاہ احمدنگر مین آنکر بادشاہ ہوا۔ راجہ علی خان کو
رخصت کیا اسمعیل نظام شاہ نے دو سال سلطنت کی۔

برہان نظام شاہ بن حسین نظام شاہ

برہان شاہ اپنے بھائی مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد مین قلعہ لہاگر مین محبوس تھا مگر
جاگیر اُس پاس ایسی تھی کہ بفراغت زندگی بسر ہوتی تھی ان دنون مین کہ صاحب خان

خوشنودی کا سبب ہو۔ برہان شاہ اس پیغام سے آشفتہ ہوا اور وحشت آمیز و فتنہ انگیز باتین کہنے لگا۔ رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہنچی کہ عادل شاہ دشمن ہو گیا اور اُس نے ملا عنایت اللہ جہرمی کو احمد نگر بھیجکر پیغام دیا کہ دلاور خان کی خامی و نادانی سے جو تین سو ہاتھی نظام شاہیون کے ہاتھ آئے ہین دوستی کو مرعی رکھ کر میرے پاس بھیجدے اور تغافل و اہمال مین اپنا نقصان عظیم سمجھو اور اپنی بدانجامی سے اندیشہ کیجیے۔ برہان شاہ اس پیغام سے اور زیادہ آزردہ ہوا اور لشکر کی حاضری کا حکم دیا باوجودیکہ امرا کو اس سے نفاق تھا۔ مگر وہ کوچ پر کوچ کر کے عادل شاہ کی ولایت مین آگیا۔ عادل شاہ نے اس کی حقیقت کچھ نہ جانی اور وہ بیجاپور سے روانہ ہوا اور برہان شاہ منگلسیرہ مین دریا بہورہ (بھیما) مین آگیا۔ یہان سے آگے بڑھنا مصلحت نہ جانا۔ دریا کے کنارہ پر ایک قلعہ بنا کر یہان تک عادل شاہ کی ولایت پر متصرف ہونے کا ارادہ کیا کہ یہ قلعہ ان کے درمیان سرحد ہو یہان سے بتدریج شولاپور اور شاہ درگ بھی مسخر و مفتوح کیا جاے۔ عین گرمی مین آب بہورہ سے جو پایاب تھی۔ چابک دست ہنرمندون نے عبور کیا اور اس جگہ پر کہ قدیم الایام سے قلعہ تھا اور مدت گذرنے سے ٹوٹ پھوٹ گیا تھا وہ پایہ بہ پایہ جلدی مین قلعہ بنا شروع ہوا۔ بیجاپور سے کوئی لشکر انکی مدافعت کے لئے نہین آیا اس لئے وہ خاطر جمعی سے اپنے کام مین مشغول ہوئے۔ برسات کا موسم قریب آیا اور دغدغہ یہ تھا کہ بھیما ندی چڑھ جائیگی اور پایئن قلعہ اور برہان شاہ کے لشکرگاہ کے درمیان حائل ہو گی اور مردم عادل شاہی جبر و قہر سے اسپر متصرف ہونگے ابھی قلعہ ناتمام تھا کہ دروازون کو نصب کر کے اسکو توپ و ضرب زن وغیرہ سے بھر دیا۔ بہت روپیہ خرچ کر کے برسات کے موسم مین اسکے ختم کرنے مین کوشش کی اسی اثنا مین کہ دلاور خان نے یہ تصور کر کے کہ عادل شاہ عہدہ برآ نہ ہوگا اور مجھ جیسے کی فراست کا محتاج ہے۔ یہ چاہا عادل شاہ سے قولنامہ لیکے بیجاپور جاے اور پھر پہلی طرح حکومت کو اپنے ہاتھ مین لے۔ عادل شاہ یہ بات چندان سے چاہتا تھا۔ برہان شاہ نے اسکو جانے سے منع کیا مگر مفید نہ ہوا وہان جاتے ہی

بعض امرا کی طلب سے وہ درویشون کے لباس مین احمدنگر مین آیا اُس کے اعوان اور انصار
نے مقرر کیا کہ فلان روز اُسکو پادشاہ بنائین گے اور نظام شاہ کو معزول کرینگے۔
مگر صلابت خان کو اُس کی خبر ہو گئی اس نے ان امراء کی جماعت کو کشتہ کیا جنہون نے یہ
سازش کی تھی۔ برہان شاہ گجرات ہوتا ہوا اکبر پادشاہ کی خدمت مین چلا گیا اُسنے
اوّل سہ صدی کا منصب پایا۔ جب خان اعظم عزیز کوکہ دکن پر لشکر کشی کے لئے نامزد ہوا
تو برہان شاہ کو ہزاری منصب ملا۔ عزیز کوکہ نے بے نیل مرام مراجعت کی تو برہان شاہ
ہمراہ صادق محمد خان کے افغانون کے لڑنے کے لئے مابین آب نیلاب و کابل مامور ہوا۔
اور ولایت بنگش اسکو اقطاع مین ملی جب اُس کا بیٹا اسمٰعیل احمدنگر مین پادشاہ ہوا تو اکبر
پادشاہ نے بنگش سے طلب کرکے دکن بھیجا جسکا بیان اوپر ہوا بمقتضاء مَنْ طَلَبَ شَيْئًا
جَدَّ وَ جَدَ آخر عمر مین صاحب تخت و تاج ہوا۔

مذہب مہدویہ جسکا رواج اسکے بیٹے کے عہد مین ہو گیا تھا اسنے خارج کیا اور حکم
دیا کہ جس جگہ کوئی مہدوی ہو اوسکو قتل کرو اور انکا مال و اموال سبیل کردو۔ اسکی
تھوڑی مدت مین اس مملکت مین اس مذہب کا نشان تک نہ رہا اور سابق کی روش پر
مذہب اثنا عشری نے رواج پایا۔ منبرون پر خطبہ اثنا عشری پڑھا گیا۔ اس دولتخانہ کی بزرگی
جو مرزا خان کی کفران نعمت سے جلای وطن ہوی تھے احمدنگر مین آئے۔ اور یہ بلدہ اہل کمال کا
جلوہ گاہ ہوا۔ دلاور خان حبشی جو ابراہیم عادل شاہ کے قہر کے خوف سے احمد آباد کو
بھاگا تھا یہان آیا اسکو اقطاع لائق عنایت ہوئین۔ عادل شاہ کے مزاج کے موافق یہ
حرکت نہ تھی اُس نے پیغام بھیجا کہ شرط دوستی اور طریق یکجہتی اسکی مقتضی ہی کہ ہم دوست کے
ساتھ دوست اور دشمن کے ساتھ دشمن ہون اور نیکی و بدی مین شریک بیگانگی کو راہ
نہ دین۔ آپسے یہ عجب ہی کہ اس دولت خانہ کے غلام حرام خور کو اپنی سرکار اشرف مین
جگہ دیکر مقرب درگاہ بنائین۔ وظیفہ برادری اور طریقہ حق گذاری منظور کرکے دوستون
کی خاطر کا پاس کرو اور اسکو دوام دولت کا سبب سمجھو اور ایسا کام کرو کہ این جانب

[illegible]

[illegible]

اور ہر دفعہ دو تین ہزار دکنی قتل کیئے۔ برہان شاہ اگرچہ تہ دل سے دکینون کے کشتہ ہونے سے خوش
تھا لیکن بحسب ظاہر رنج کا اظہار کرتا تھا۔ فرہاد خان و شجاعت خان حبشی بہت سے امرائے دکن کے
ہمراہ جنسے وہ ایمن اور مطمئن نہ تھا اور ان مابین دس ہزار سوارون کے قریب تھی اس جانب روانہ
کیا تاکہ اس مصرعہ کا مضمون ظہور پائے ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است۔ اس سبب سے
کہ بندر بسین اور دمن سے کہ مابین گجرات و دکن کے ہین طرح طرح کے آدمی ریو دنڈا مین پہنچے
تھے۔ بہادر خان گیلانی کو سرلشکر کرکے اور پردیسی امرا کے ساتھ بنادر پر نامزد کیا۔ جب
بہادر خان یہان آیا اور چہارشنبہ ۲ شوال سال مذکور ایک ہزار پرتگیزون اور بہت سے
فرنگیون نے علم مخالفت بلند کیا اور حبشیون اور دکینون نے جو قلعہ کھوالہ کے نامزد تھے کشش و
کشش مین تقصیر نکی اور پرتگیزون کے علم کو نگونسار کیا اور سو پرتگیزی اور دو سو ہندوستانی
پرتگیزون کو قتل کیا۔ اسکے بعد ریوا ڈنڈا کا ایسا تنگ محاصرہ کیا کہ قلعہ کوالہ کی جانب سے مدد کو
پرتگیزون تک پہنچنے نہ دیتا تھا اور قریب تھا کہ پرتگیز تنگ ہوکر جلاوطن ہون کہ ناگاہ برہان کو
نفس امارہ کا گرفتار ایسا ہوا کہ غلمان و نسوان کی معاشرت و مخالطت کا حریص ہوا اور حکم
دیا کہ جہان کوئی عورت میری خدمت کے لئے شائستہ ہو خواہ خاوند والی ہو یا نہ ہو
میرے شبستان مین حاضر کرو یہ بات اسکی خاص و عام کو پسند نہ آئی اس سے وہ متنفر ہوگئے۔
اسنے یہ سنا کہ شجاعت خان حبشی کی بیوی بڑی خوبصورت ہے وہ امراء معتبر مین سے تھا
اسکو طلب کیا شجاعت خان نے بھیجنے سے انکار کیا اسکو قلعہ کے اندر حوالات مین بھیجدیا۔
اسکی بیوی کو جبر و قہر سے بلایا جیسی اوسکی تعریف سنی تھی اسکو نہ پایا اس لئے اسکو واپس
بھیجدیا۔ مگر شجاعت خان نے اس خبر کو سنکر اپنے پیٹ مین خنجر مارا اور مر گیا اس خبر کی شہرت
ہوئی۔ فرہاد خان اور جمیع امراء کھوالہ برہان شاہ کی اوضاع سے دلگیر ہوئے اور قلعہ کی
محافظت اور پرتگیزون کے ساتھ لڑنے مین پہلی طرح کوشش نہین کی یہ چاہنے لگے کہ
فرصت ملے تو احمد نگر فرار ہون اور بغاوت کرکے برہان شاہ کو دفع کرین پرتگیزون نے
ساتھ جہاز بنادر سے ریوا ڈنڈا کے قریب آگئے انمین بڑے بہادر پرتگیز اور اسباب

وہ مقید ومحبوس ہوا عادل شاہ کی خاطر جمعی سے رومی خان والیاس خان اور بہت سے امیرون کو برہان شاہ کی مزاحمت کے لیئے نامزد کیا یہ امراء قلعہ کے مزاحم نہ ہوئے بلکہ امراء برگی کو جنکے پاس پانچ چھہ ہزار سوار تھے جریدہ دریا کے پار بھیجا کہ برہان نظام شاہ کے لشکر کے حوالی کو تاخت وتاراج کرین کہ اسکو آسائیش اور استراحت میسر نہ ہو۔

اس لشکر کی تاخت نے برہان شاہ کے لشکر مین قحط کے آثار نمودار کیئے۔ ناچار وہ قلعہ جدید کو اسد خان ترک کو سپرد کر کے چند منزل اپنی ولایت کی جانب آیا کہ غلہ وآذوقہ بفراغت لے اور غلہ کی قحط سے نجات حاصل ہو رومی خان والیاس خان نے اسکا تعاقب کیا اور برہان شاہ کو شکست فاحش دی اور ڈیڑھ سو ہاتھی چھین لئے۔ برہان شاہ اس شکست سے ایسا ذلیل ہوا کہ کامل خان دکنی اور اسکے بھائیون نے یہ چاہا کہ اسے معزول کر کے اسمٰعیل کو بادشاہ بنائین۔ برہان شاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اُسنے کامل خان اور اُس کے بھائیون کی سیاست کی۔ اس سبب سے برہان شاہ سے دکنی اور زیادہ بگڑ گئے۔ انہون نے یوسف خواجہ سرا سے کہ حسن وجمال مین بے عدیل تھا اور برہان شاہ کے مقربون مین تھا سازش کی کہ شب کے وقت اسکو خواب مین کشتہ کر کے اسمٰعیل کو بادشاہ بنائین برہان شاہ نے یہ خبر سنی مگر اسکو باور نہ کیا ایک رات کو یوسف خنجر لے کر خیمہ مین آیا کہ برہان شاہ ہوشیار ہو گیا اور اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اس سے تعلق خاطر بہت تھا اس لئے اُس نے چشم پوشی کی اس کا خون نہین کیا برہان شاہ اور عادل شاہ کی صلح ہو گئی اور قلعہ جدید ڈھایا گیا۔

سنہ ۹۷۲ھ مین ریو ڈنڈا (ریو ڈنڈہ) کی پرتگیزون کے دفع کرنے کے لئے بندر چیول کی طرف ایک جماعت امراء کو نامزد کیا اور حکم دیا کہ سمندر کے کنارہ پر اس پہاڑ کے اوپر قلعہ بنائین جسکے نیچے پرتگیزون کے کشتیان ریو ڈنڈا مین آمد ورفت رکھتی ہین اور اسکی برجون کے اوپر توپ وضرب زن لگائین اور پرتگیزون کی آمد ورفت کو بند کرین جب قلعہ بن گیا تو اسکا نام کورالہ (کورالم) رکھا گیا۔ پرتگیزون نے راتون کو بحری سفر کر کے اور بنادر سے اپنی مدد کے لئے اپنی ہم قومون کو جمع کر لیا اور دو مرتبہ لشکر اسلام پر شبخون مارا

برادر عادل شاہ کی امداد و برہان شاہ کی وفات ۔

سپاہیون نے مسلمانون پر حملہ کیا اور دس ہزار آدمی مار ڈالے فرہاد خان حاکم مع اہل و عیال اسیر ہوا اور اسکی لڑکیان عیسائی ہو گئین اور پرتگال گئین ٥٧ تو ہین ہاتھ لگین)

ماہ ربیع الاول ۱۰۰۳ھ برہان شاہ احمدنگر سے بلگوان کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ پرندہ کے حوالی مین عادل شاہ کے بھائی کے کشتہ ہونے کی خبر سنی کمال حجالت و انفعال کے ساتھ پھرا اس کدورت و غصہ سے اور اسکے علاوہ اور کلفتون سے بیمار ہوا. عادل شاہ نے اس سبب سے کہ اسکے بھائی شہزادہ اسمعیل کی امداد کی تھی برہان شاہ سے خاطر آزردہ ہو امرائے سرحد کو حکم دیا کہ ولایت برہان شاہ مین جا کر غارتگری مین تقصیر نہ کرین۔ برہان شاہ نے دنیکیا دری راجہ کرناٹک سے یہ ٹھیرایا کہ تو اس طرف سے قلعہ نبکاپور پر لشکر کشی کرے۔ مین اس طرف سے قلعہ شولاپور پر لشکر بھیجتا ہون اور اسکو مسخر و مفتوح کرتا ہون راجہ کرناٹک نے اس بات کو قبول کیا برہان شاہ نے غرہ جمادی الاول سال مذکور کو مرتضیٰ خان انجو کو سپہ سالار بنا کر اور کل امراء پردیسی اور دس بارہ ہزار سوار ساتھ کر کے امرائے برگی کی مدافعت کے واسطے اور ولایت عادل شاہ کی خرابی کے لئے روانہ کئے اور کہا کہ مین مرض سے شفا پانے کے بعد لشکر برار کو ساتھ لیکر آتا ہون۔ مرتضیٰ خان جب حوالی قلعہ مین آیا تو اس نے اوذ ناب بہادر امراء برگی کے مقابلہ مین بھیجا۔ یہان برہان شاہ کے لشکر کو شکست ہوئی اور اوذ ناب بہادر کشتہ ہوا. برہان شاہ اس خبر کو سنکر غم و غصہ سے اور زیادہ بیمار ہوا رفتہ رفتہ مرض سوء القنیہ و اسہال خونی و تپ محرق مین مبتلا ہوا اور ایکبارگی صاحب فراش ہوا اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو ولیعہد کیا۔ اسمعیل کو اس سبب سے اڑا دیا کہ مہدوی مذہب رکھتا تھا اور پردیسیون کا دشمن تھا۔ اخلاص خان اس خبر سننے سے دلگیر ہوا وہ اسکی سلطنت چاہتا تھا اور یہ جانتا تھا کہ پردیسیون نے یہ کام کیا ہے اس نے لشکر مرتضیٰ انجو مین مشہور کیا کہ برہان شاہ فوت ہوا۔ اور اشارہ کیا کہ جمال خان کے زمانہ کی طرح کل پردیسیون کو مار کر انکا مال و اسباب لوٹ لو۔ مرتضیٰ خان اس خبر کو سنکر مسلح ہوا اور بعض امرائے غریب کے ساتھ احمدنگر گیا اور برہان شاہ کے پاس پہنچ گیا بہادر خان گیلانی شاہ کی موت کا یقین کر کے بعض امرائے غریب کے ساتھ بیجاپور

جدال و قتال تھا۔ شب تار مین حصار کہورلہ سے گذرے اور ریواڈنڈا مین پہنچ گئے۔ ۲۱ ذی الحجہ چار ہزار کے قریب پرتگیز اس حصار پر متوجہ ہوئے۔ تاج خان و انی رائے قلیل سپاہ کے ساتھ قلعہ سے باہر پڑے تھے وہ خواب سے سراسیمہ ہو کر اٹھے اور قلعہ مین بھاگے۔ فرہاد خان دلگیری کے سبب سے پہلی سی محافظت نہین کرتا تھا اور دروازہ بانون نے آدمیون کی آمد و رفت کے لئے دروازہ کھلا رکھا تھا سپاہ فرنگ کہ بھگوڑون کے پیچھے چلی آتی تھی اسنے ہجوم کر کے دروازہ نہ بند کرنے دیا۔ تاج خان اور انی رائے کے پیچھے پیچھے وہ قلعے مین آگئے اور قتل کرنا شروع کیا۔ فرہاد خان و اسد خان اہل قلعہ کا غوغا ستکر صبح کی شکر خوابی سے بیدار ہو کر اٹھے باوجودیکہ پرتگیزون سے ... لشکر مضاعف تھا مگر غفلت کی شامت سے انکی مدافعت مین نہ مشغول ہوئے۔ حیران و مبہوت کھڑے ہو گئے۔ پرتگیزون نے انکو بھیڑون کی طرح ذبح کیا۔ ایک گھنٹہ مین دس بارہ ہزار آدمی مار ڈالے قلعہ کو توڑ پھوڑ کر کل توپ ضرب زن و مال و اموال پر متصرف ہوئے فرہاد خان زخمی تھا وہ اسیر ہوا اور باقی کل امرا مارے گئے۔ برہان شاہ نے ان اخبار کو سنا اور اس جماعت کے کشتہ ہونے کو وہ عین فتح سمجھا اور اس نے پردیسیون پر التفات شروع کی۔ مرتضی خان انجو و شیخ عبد السلام عرب و احمد بیگ و قزلباش خان خلیفہ عرب و اوذ بک بہادر و خواجہ اندق مادر النہری وغیرہ کو امارت کے منصب پر مشرف کیا اور چاہتا تھا کہ بندر چیول کی طرف اسکو بھیجکر پرتگیزون کو مستاصل کرے کہ ناگاہ برادر عادل شاہ جو قلعہ بلگوان مین تھا۔ برہان شاہ سے طالب امداد ہوا اور متعہد ہوا کہ اگر وہ تخت گاہ پر قابض ہوگا تو نو لاکھ ہن اور دو سو فیل و قلعہ شولاپور حوالہ کریگا برہان شاہ اس طمع مین آگیا اور اس لئے کہا کہ اول مین اس کام کو سرانجام کرون بعدہ پرتگیزون کو مستاصل کرون۔ پرتگیزی مورخ اس واقعہ کو یون بیان کرتے ہین کہ تین سو آدمی بسین سے اور دو سو آدمی سال ستی سے آگئے اور قلعہ کے آدمی ملکر کل پندرہ سو فرنگستانی اور اسی قدر ہندوستانی سپاہی تھے۔ ان

سے شاہ در آمین آیا۔ اخلاص خان کی رائے یہ تھی کہ عادل شاہ سے محاربہ کیجیے۔ میان منجو
اس رائے کو پسند نہین کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہمارا جیل حشم بے سامان اور بے سرانجام
ہے اور امرا جیسے کہ چاہئین مطیع و منقاد نہین ہین مناسب یہ ہے کہ تحفے و ہدیے اس پاس
بھیج کر صلح کر لین اور خاطر جمع سے ملک و مال و لشکر کو درست کر کے اکبر بادشاہ سے مقابلہ کرین
اخلاص خان لایعنی و لایعقل تھا وہ اس بات کو نہین قبول کرتا تھا اور شاہ عبد اللہ کی
طرف لشکر کشی پر اصرار کرتا تھا۔ نظام شاہ کا میل خاطر بھی اسی طرف تھا۔ میان منجو نے سکوت
اختیار کیا۔ بادشاہ اس طرف متوجہ ہوا۔ میان منجو نے اتمام حجت کے لئے پھر سمجھایا کہ عادل شاہ
اپنی مملکت مین بیٹھا ہے اسکی سپاہ نے اب تک ہمارے ملک کی مزاحمت نہین کی یہ صلاح
دولت نہین ہے کہ ہم اسکی مملکت مین داخل ہو کر سلسلہ نزاع کی تحریک کرین اب تک وہ صلح
باز ہے۔ صلح کرو لڑو نہیں۔ ابراہیم نظام شاہ بہت شراب پینے لگا تھا ایک لحظہ ہوشیار
نہین ہوتا تھا۔ اُس نے میان منجو کی بات پر کان نہ لگایا۔ ولایت عادل شاہ مین قدم
رکھا۔ عادل شاہ کا سرلشکر حمید خان تھا اس پاس میان منجو نے پیغام بھیجا کہ بادشاہ
ہمارا خردسال و بے تجربہ ہے اور اس شریر جماعت کے پنجہ مین گرفتار ہے جو دائرہ انسانیت سے
خارج ہے۔ دائم الخمر ہونے سے عقل باقی نہین رہی یہ ذی حجہ کا مہینہ ہے اس مہینے مین جدال
قتال حرام ہے جنگ کو موقوف رکھو۔ شاید ہم اُسکو نصائح و مواعظ کر کے جنگ کے ارادہ سے
باز رکھین۔ حمید خان نے اس بات کو قبول کیا نظام شاہ کی سرراہ سے کنارہ کیا اور
دائین طرف ایک کوس پر اُترا۔ نظام شاہ نے حمید خان کو مقابل مین نہ دیکھا تو شراب کے
نشہ مین زبونی پر حمل کیا اور حمید خان سے جا لڑا۔ خوب لڑا مگر جان شیرین اسکی گئی
اور اُس کی فوج بھاگ گئی۔ میان منجو سب سے پہلے قلعہ احمدنگر مین آ گئے اور بارہ سال کے لڑکے
احمد کو اس گمان سے کہ وہ نظام شاہ کے خاندان سے ہے دولت آباد سے بلا کر چتر
اسکے سر پر دیا تھا اور شہزادہ بہادر کو جو ابراہیم شاہ کا طفل شیرخوار تھا اسکو قلعہ
جوند مین جنیر مین محبوس کیا۔ ابراہیم نے چار ماہ سلطنت کی۔

ابراہیم نظام عادل شاہ سے لڑائی۔

بھلا کیا شیخ عبدالسلام عرب نے حبشیون اور دکنیون کی دوستی پر بھروسا کیا تھا انہون نے
اسکو مع متعلقین کے مار ڈالا۔ اخلاص خان حبشی اس طرح غریبون کو متفرق کرکے کل سرداران
حبشی اور دکنی کو ہمراہ لیکر احمدنگر گیا برہان شاہ نے آدمی بھیجکر نصائح کین جب اسکو تمرد و
عصیان مین راسخ و راغب پایا تو وہ باوجود ضعف و ناتوانی کے پالکی مین بیٹھ کر قلعہ سے نکلا
اور چتر و آفتاب گیر و اثاثہ سلطنت ابراہیم کو ارزانی کیا اسی روز ہمایون پور مین گیا کہ اسکی
مان خونزہ ہمایون نے معمور کیا تھا اور دوسرے روز اخلاص خان کو شکست دیکر پرینده
کی جانب اسکو بھگایا اور خود احمدنگر مین آیا اس لڑائی کے رنج و تعب سے ۱۷ ماہ شعبان
سنہ ۱۰۰۳ھ کو اسکے نفس کی آمد و رفت کی ڈاک بند ہوئی اسکی مدت سلطنت ۴ سال ۱۲ روز
تھی مولانا ظہوری نے ساقی نامہ چار ہزار بیت کا برہان شاہ کے نام سے مزین کیا ہے
اور شاعری کی داد دی ہے اکثر شعراء و عقلاء و صاحب طبع اسکو پسند کرتے ہین اسی نے
ساقی نامہ اختراع کیا ہے۔

سلطنت ابراہیم نظام شاہ بن برہان نظام شاہ

ابراہیم نظام شاہ باپ کے بعد تاج و نگین کا مالک ہوا۔ میان منجو دکنی کہ برہان شاہ کا
اتابک تھے بموجب وصیت کے وکالت کے منصب پر مقرر ہوئے اس نے اپنے بھائیون اور
دوستون کو امراء کی سلک مین منتظم کیا۔ اخلاص خان مولد ابراہیم نظام شاہ سے قولنامہ لیکر
احمدنگر مین آیا۔ حبشیون اور مولدون نے اسکا ہاتھ پکڑا۔ غرض اب دو فرقے ہوگئے ایک میان
منجو کا اور دوسرا اخلاص خان کا۔ ہر ایک صاحب داعیہ تھا دوسرے کی بزرگی کو مانتا
نہ تھا اس سبب سے مہمات سلطنت نے رونق نہ پائی۔ ہر کس کی ایک ہوا و ہر ناکس کی
ایک راے تھی مجلسون مین لاف و گزاف بکتے تھے۔ کبھی لشکر اکبری کے مقابلہ کے متعہد
ہوتے تھے کبھی امراء عادل شاہ کی مدافعت کے متکفل۔ میر صفوی عادل شاہ کے ایلچی سے
ناہموار سلوک کیا [illegible] تعرض نہ کرکین جب عادل شاہ کے کان مین یہ اخبار پہونچے
اور وہ جوہر نظام شاہی کی ... دکھا دیا اون کی گوشمالی اور تادیب کے لیے چاہا

کرنا کہ وہ بیٹا نہین ہی بہت مشکل ہے اس لئے اُسکو قلعہ مین جب تک رہنے دینا چاہیئے کہ اجل طبعی آئے چنانچہ وہ اجل طبعی سے مرگیا۔ ایک بیٹا احمد چھوڑ گیا جسکو منجھو نے دعوے مین آخرہ بادشاہ بنایا۔ اخلاص خان اور تمام امراے حبش اس مقدمہ کے سببسے میان منجھو سے برگشتہ ہوے اور انہون نے کالا چبوترہ پر صف قتال آراستہ کی۔ میان منجھو نے قلعہ کی برج پر احمد شاہ کے سر پر تاج رکھ کر کھڑا کیا اور میان حسن کو سات سو آدمیون کے ساتھ دشمنون کے دفع کرنے کے لیئے باہر بھیجا۔ فریقین مین کارزار عظیم ہوئی۔ طرفین سے ایک جماعت کثیر قتل ہوئی حبشیون کی توپ کا ایک گولہ احمد شاہ کے چتر پر لگا۔ جس سے غل شور مچا۔ میان حسن نے دشمنون کا غلبہ دیکھا تو کارزار سے پانٔون کھینچا اور قلعہ مین آیا جس سے اخلاص خانیون کا استیلا بڑھا وہ قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوئے اور اطراف و جوانب مین سیبہ و مورچل آگے بڑھا کر لے گئے اور آنے جانے کا رستہ بند کیا اور دولت آباد کے حاکم پاس آدمی بھیجا کہ آہنگ خان حبشی و حبشی خان کو کہ برہان شاہ کے زمانہ سے اس زمانہ تک قلعہ مین محبوس تھے بھیجدے دولت آباد کے تھانہ دار نے انکی اعانت کرکے بھیجدیا۔

اخلاص خان و دیگران کی منجھو سے لڑائی ۔

اور اس سببسے کہ تھانہ دار نے بہادر شاہ کو میان منجھو کے حکم بغیر انکو دیا نہین اُنہون نے اتفاق کرکے ایک طفل مجہول النسب کو احمد نگر کے بازار مین سے پکڑ کر نظام شاہ کے دودمان سے منسوب کیا اور سکہ و خطبہ اسکا جاری کیا اس تقریب سے دس بارہ ہزار سوار اُن پاس جمع ہوگئے اس سے میان منجھو و محصورین حیران ہوئے۔ سلطان مراد ولد اکبر بادشاہ کو عریضہ لکھ کر گجرات بھیجا اور التماس کیا کہ قدم رنجہ فرمائیے۔ شاہزادہ کو دکن کی تسخیر کے واسطے باپ نے مامور کیا تھا وہ تو خدا سے چاہتا تھا کہ ایسی تقریب ہاتھ آئے بلا لشکر لیکر احمد نگر کو چلا۔ لیکن ابھی یہ عریضہ گجرات پہنچا نہ تھا کہ امراے حبشی مین مناصب و اقطاع پر جنگ باہم شروع ہوئی اور ایک دوسرے کے قتل مین کوشش کرنے لگا۔ بعض امرا دکن جو انکے ساتھ تھے وہ متنفر ہو کر میان منجھو سے آن ملے اس لطیفہ غیبی سے حیات تازہ اور دولت بے اندازہ حاصل ہوئی ۔ ۵ محرم ۱۰۰۴ھ کو اس نے نمازہ گاہ کی

میان منجھو کا شاہزادہ مراد سے مدد مانگنا

احمد شاہ بن شاہ طاہر

جب احمد شاہ پادشاہ ہوا تو چند روز بعد معلوم ہوا کہ احمد شاہ خاندان شاہی سے نہین ہی۔ اخلاص خان اور اور امرا اسکے معزول کرنے کے درپے ہوئے اس داستان کی توضیح یہ ہی کہ جب برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری اس جہان سے وداع ہوا حسین نظام شاہ اسکا ولیعہد ہوا اور اسکے بھائی (۱) سلطان محمد خدا بندہ (۲) شاہ علی (۳) محمد باقر (۴) عبد القادر (۵) شاہ حیدر

یہ سمجھ کہ اپنی مملکت موروثی مین ہنا اپنی جان کا کھونا ہی اس لئے وہ ممالک ہندوستان کی اطراف مین چلے گئے ایکمدت مدید کے بعد مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد مین ایک شخص شاہ طاہر احمد آباد مین آیا اور اُس نے بیان کیا کہ فلان تاریخ ملک بنگالہ مین محمد خدا بندہ فوت ہوا اور مین اُسکا حقیقی بیٹا ہون اور حوادث روزگار سے اپنی مملکت موروثی مین پناہ لینے آیا ہون۔ ارکان دولت خصوصاً صلابت خان نے اسکے احوال کی تفتیش کی مگر طول عہد اور تغیر اوضاع کے سبب سے حق و باطل کی تمیز مین عاجز ہوئے نہ اسکی تصدیق ہو سکی نہ انکار۔ حزم و احتیاط کی وجہ سے کہ کہین اوباش و عوام اس پاس جمع ہو کر فتنہ انگیزی نہ کرین اسکو ایک قلعہ مین محبوس کیا اور معتمد آدمی برہان شاہ ثانی پاس تحقیق کے لئے آگرہ گئے۔ وہ اس وقت جلال الدین محمد اکبر پادشاہ کی ملازمت مین تھا اس سے بیان کیا گیا کہ ایک شخص اس شکل و شمائل کا کہتا ہے کہ مین سلطان محمد خدا بندہ کا بیٹا ہون اور شاہ طاہر میرا نام ہی آپ کو خدا بندہ کا حال خوب معلوم ہو گا۔ بتلائیے کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ اُسنے جواب دیا کہ سلطان محمد خدا بندہ میری ہی گھر مین مرا ہی اور اسکی تمام اولاد ذکور و اناث جنکے نام فلان فلان ہین میرے پاس موجود ہین اگر کوئی شخص اپنی غرض کے لئے سلطان محمد خدا بندہ کے بیٹے کا ہمنام بتائے تو محض غلط اور افترا ہے جب صلابت خان کو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اُس نے یہ سمجھ کر کہ اس شخص کی شہرت ہو گئی ہو کہ وہ خدا بندہ کا بیٹا ہے عوام الناس کے دل سے اس بات کا خاطر نشان

احمدنگر و برہان آباد کے تمام منازل و مساکن برباد ہوگئے۔ اسکو مذہب سنن مین کمال تعصب تھا
اسنے چاہا کہ محبان اہلبیت کو کہ لنگر دوازدہ امام مشہور تھا غارت کرکے وہان کے رہنے والون
کو قتل کرے۔ شاہزادہ اور خانخاناں نے مطلع ہوکر اسکو زجر و ملامت کی اور عبرت کے لیے بہت
سے غارتگرون کی سیاست کی لیکن احمدنگر کی خلائق جب متاع دنیوی اُن پاس کچھ
نہ رہی تو رات کو جلاء وطن ہوکر مین کہین تو کہین جہان جسکے سینگ سمائے چلے گئے۔ امرائے
نظام شاہ کے تین فریق ہوگئے جنمین کوئی ایک دوسری کا مطیع نہ تھا اول فریق میان منجھو کا
کہ احمد شاہ کو پادشاہ جانے ہوئی تھے عادل شاہ کی سرحد کی جانب بیٹھے ہوئے تھے دوم
اخلاص خان حبشی کہ حوالی دولت آباد مین موتی شاہ مجہول النسب کو سلطان کے نام سے مخصوص
کرکے اطاعت کے حلقہ مین سر ڈالے ہوئے تھے سوم آہنگ خان حبشی کہ وہ بھی عادل شاہ کی
سرحد مین اقامت رکھتا تھا۔ اُس نے شاہ علی بن برہان شاہ اول کو جو بیجاپور مین رہتا تھا
اور اسکی عمر قریب ستر برس کے ہوگئی اپنے پاس بلایا اور چتر اسکے سر پر رکھا اور پادشاہ بنایا
اخلاص خان جرأت کرکے دس ہزار سوارون کے ساتھ دولت آباد سے احمدآباد کی طرف چلا
خانخانان سپہ سالار نے دولت خان لودھی کو پانچ چھہ ہزار سوارون کے ساتھ اسکے دفع
کرنے کے لئے نامزد کیا۔ گوداوری کے کنارہ پر لڑائی ہوئی اہل دکن کو شکست ہوئی اور
دولت خان و سپاہ مغل نے تعاقب کیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے قصبہ پٹن مین آئے۔ یہ شہر
بہت آباد تھا اسکو بال بال ایسا لوٹا کہ عورت و مرد پاس لتا بدن ڈھکنے کو نہین رہا۔ پھر وہ
احمدنگر کو دوڑے۔ چاند بی بی بہ سبب بہادر شاہ کے حبس کے اور احمد شاہ کے پادشاہ ہونے کی
میان منجھو سے سرگران تھی اسنے اسلئے آہنگ خان کو پروانہ بھیجا کہ حصار کی محافظت اور
دشمنون کی مدافعت کے لیے شجاع و معتمد سپاہ ساتھ لیکر احمدنگر آؤ۔ آہنگ خان سات ہزار
سوار و پیادے سے لیکر احمدنگر کی طرف چلا جب اسکے چھہ کوس پر آیا تو اُس نے جاسوس بھیجے کہ وہ
حصار مین داخل ہونے کی راہون کی کیفیت تحقیق کرین جاسوسون نے بعد تحقیق کے جاکر کہا
کہ احمدنگر کے حصار کی جانب شرقی سپاہ مغل سے خالی ہے اور کوئی امراء مغل مین اس طرف

حوالی مین امرائے حبشی کو شکست دی اور انکے بادشاہ کو اسیر کر لیا اب وہ سلطان مراد کے بلانے سے پشیمان ہوا اسی اندیشہ مین تھا کہ ناگاہ مرزا عبدالرحیم خانخانان اور راجہ علیخان حاکم خاندیس شاہزادہ سے ملکر تیس ہزار مغل و راجپوت و افغان سوار سے احمد نگر کے حوالی مین آ گئے میان منجھو جو انکی طلب سے نادم تھے. قلعہ احمد نگر کو غلہ و آذوقہ سے بھرا اور خیل و حشم سے مضبوط کیا اور اُس کو انصار خان کو کہ اسکے انصار مین تھا سونپا اور چاند بی بی سلطان جو اسکے ساتھ رفاقت پر مائل نہ تھی اسکو بھی مع جواہر و نقود کے قلعہ کے اندر نگاہ رکھا اور خود سپاہ کے فراہم کرنے کے لئے اور عادل شاہ اور قطب شاہ سے کمک طلب کرنے کے لئے احمد شاہ کی ہمراہ قلعہ اوسہ مین گیا اب چاند بی بی نے لشکر مغل کے مدافعہ پر کمر باندھی اور اس خوف سے کہ میان منجھو کے انصار مین سے انصار خان ہے مبادا دشمن سے ایک زبان ہو کر قلعہ اسکو حوالہ کرے محمد خان سے اُسے قتل کرا دیا اور اُسی روز غائبانہ شہر و قلعہ مین بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھوا دیا اور اُسنے شمشیر خان حبشی اور افضل خان تفرشی اور کار آمد آدمیون کو قلعہ مین بلایا —

٢٠ ربیع الثانی سنہ ١٥٩٥ع کو سلطان مراد احمد نگر کے شمال مین اس طرح آیا جسطرح سے کہ پہاڑ پر سے سیل اُترتی ہے - چاند بی بی کے حکم سے اہل حصار رزم و پیکار پر مستعد ہوئے انہون نے چند توپین مار کر دشمن کو متفرق کیا - دن آخر ہو گیا - شاہزادہ مراد باغ ہشت بہشت مین اُترا ساری شب ہوشیاری اور بیداری مین بسر کی - شہزادہ نے ایک جماعت کو شہر کی اور برہان آباد کی محافظت کے لئے متعین کیا اور متوطنین کی استمالت کی اور انپر کمال التفات کیا اور سب ادنی اعلی کو امان کی منادی سنا دی - رعایا و تجار نے شہر مین توقف کیا اور مغلون کے قول پر اعتماد - دوسرے روز شہزادہ اور امراء نے قلعہ کو گھیر لیا اور مورچل اور لنگر کو تقسیم کر لیا - اس مہینے کی ٢٧ کو شہباز خان کنبو شہزادہ کے حکم بغیر لشکر کے ساتھ سیر و گشت کا بہانہ بنا کے سوار ہوا اور اس نے اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ فقیر و غنی کو لوٹ لین ایکبارگی [illegible]

بھر دیے گئے اسکے سوراخون کو گچ و سنگ سے بنایا تھا اور رجب جمعہ کو ظہر کی نماز کے بعد انکے اڑانے
کا ارادہ تھا کہ خواجہ محمد خان شیرازی جو شاہزادہ کے لشکر مین تھا ترحم کرکے اندھیری رات
مین قلعہ کے اندر گیا اور اہل قلعہ کو نقب کے مقامات بتلا دیئے اور سپاہ مغل کے ارادہ سے اطلاع
دی کہ وہ کل ان نقبون کو اڑائین گے نقبون کا پتا جہان محمد خان نے بتلایا تھا وہان
چاند بی بی کے حکم سے سب چھوٹے بڑے کھودنے مین لگے۔ جمعہ کے دوپہر تک دو نقبون کو دریافت
کرکے باروت نکال لی اور نقبون کے پیدا کرنے مین مصروف تھے شہزادہ و صادق محمد خان
یہ نہین چاہتے تھے کہ خانخانان کے نام فتح ہو شہزادہ کے حکم سے امراے اکبری سواے خانخانان کے
قلعہ کے پاس آئے اور نقبون مین آگ لگائی اور پچاس گز کے قریب دیوار اڑائی اس دیوار کے گرد
جو آدمی تھے وہ سنگ و خاک کے نیچے ہلاک ہوئے اور جو دور تھے وہ فرار پر تیار ہوئے رخنہ
کو خالی دیکھ حصار کے خالی کرنے پر آمادہ ہوئے مگر چاند بی بی نے برقع اوڑھا اور
سلاح جنگ کو لگایا اور بابرہنہ شمشیر در دست اپنی خدمت کے آدمیون کو ساتھ لیکر
اس رخنہ کے پاس آئی جب اہل قلعہ نے اس عورت کی یہ ہمت دیکھی تو مرتضیٰ خان و
آہنگ خان و شمشیر خان وغیرہ ناچار گوشہ و کنار سے نکل کر آئے شاہزادہ اور
امرا اور نقبون کے اڑنے کے منتظر تھے اور وہ خالی ہو چکی تھین اس سبب سے اہل قلعہ کو
فرصت ملی کہ توپ و تفنگ و ضرب زن اور آلات آتشبازی اس رخنہ پر لگا کے
اسکو دلیرد و رخ بنا دیا جب اور نقبون کے اڑنے سے مایوس ہوئے تو سپاہ مغل
اس رخنہ پر لڑنے آئی۔ اندر باہر کے آدمی خوب لڑے اکبری لشکر کے آدمی اتنے مرے
کہ خندق مردون کی لاشون سے بھر گئی رات ہو گئی قلعہ نہ فتح ہوا صادق محمد خان
اور شہزادہ دلگیر ہو کے اپنے خیمون مین گئے۔ چاند بی بی کا خطاب اس شجاعت
و مردانگی کے سبب چاند سلطان ہوا اس نے رات مین اس رخنہ کو گل و سنگ سے
دو تین گز اور بلند بنا لیا اس عرصہ مین سہیل خان دکن کے لشکر کو لیکر بیدر مین
آگیا تھا اسکو نوشتہ بھیجا گیا جسمین غلبہ اعدا اور زبونی اہل حصار و قلت غلہ و ذخیرہ کا

قیام نہین رکھتا اس سبب سے آہنگ خان رات کے وقت شاہ علی اور اسکے بیٹے مرتضی کی تازہ
مین جاسوس کی رہنمونی سے چلا یہ ایک نادر اتفاق ہے کہ اسی دن کی صبح کو سلطان مراد بھی
کے ملاحظہ کے لیے اور مورچل اور النگ کی تاکید کے واسطے سوار ہوا اس نے جانب شرقی کو خالی دیکھ کر خانخانان
کو وہان بھیجدیا تھا آہنگ خان کو اسکی خبر نہ تھی وہ اندھیری رات مین تین ہزار سوار اور ایک ہزار
پیادہ توپچی لیکر وہان آیا اس نے غنیم کے لشکر کو غفلت مین پایا اسکو غنیمت جانا اور شمشیر بازی
شروع کی۔ خانخانان دو سو تیر انداز سوارون سے اور دولت خان لودھی کہ سپہ شمشیر اسکا
تھا چار سو جوانون سے لڑنے آئے اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ پیر خان پسر دولت خان بھی چھہ سو
آدمیون کو لیکر شریک جنگ ہوا آہنگ خان نے جب دیکھا کہ میدان جنگ مین ثابت قدم
رہنا ہلاک ہونا ہے تو وہ پسر شاہ علی اور چار سو آدمیون کو ساتھ لے کر قلعہ مین چلا آیا
شاہ علی ایک ضعیف نحیف مرد تھا اس نے قلعہ مین جانے سے انکار کیا اور چند روز کی زندگی
غنیمت جانکر اپنے لشکر کی ساتھ جس راہ سے آیا تھا اسی راہ چلا گیا۔ دولت خان نے اسکا
تعاقب کرکے نوسو آدمی اسکے مار ڈالے۔ جب دار السلطنت بیجاپور مین احمدنگر کی ویرانی اور
طائفہ مغلیہ کی استیلا کی خبر آئی اور چاند بی بی کے استغاثہ کے نوشتے متواتر عادل شاہ پاس
آئے تو اس نے سہیل خان خواجہ سرا کو پچیس ہزار سوارون کی ساتھ شاہ درک روانہ کیا میان
منجھو احمد شاہ کو لیکر سہیل خان سے ملا اور محمد قلی قطب شاہ کی طرف سے مہدی قلی سلطان ترکمان
بھی سرلشکر تلنگانہ پانچ چھہ ہزار سوارون کے ساتھ آ ملا۔ جب شاہ درک مین سپاہیون
کے جمع ہونے کی خبر شاہزادہ مراد کو آئی تو اس سبب سے کہ خانخانان اور اس کے درمیان
نفاق تھا اس نے صادق محمد خان اتابک کے امرائے کبار سے مشورہ کیا سب نے مراسم استخارہ
اور لوازم استشارہ کی تقدیم کے بعد متفق اللفظ والمعنی بیان کیا کہ جب تک لشکر دکن یہان
آئے ان حدود مین نقبین کھودی جائین اور دیوار قلعہ کے نیچے کی زمین خالی کی جائے
اور اس طرح قلعہ فتح کیا جائے۔ شاہزادہ نے اس کام کے واسطے حکم دیدیا تھوڑے دنون مین
ہنرمند نقابون نے پانچ نقبین شاہزادہ کے مورچل سے قلعہ تک پہنچا دین انمین بارود و توپ

عادل شاہ سے التجا کی ایسے وقت مین کہ دشمن قوی گھین مین بیٹھا ہی اور اس ولیخانہ کی آدمی
سرکشی کر رہے ہین اور ہر گھڑی فتنہ آشوب کھڑا کرتے ہین۔ محمد خان نے سلطنت کو غصب کرلیا ہی اگر
حضرت اس جماعت کی گوشمالی نہ فرمائینگے تو عنقریب یہ مملکت بھی اکبر بادشاہ کی سلطنت
مین داخل ہوگی۔ عادل شاہ نے سہیل خان کو اس مطلب کے لئے احمدنگر روانہ کیا اور اسکو
ہدایت کردی کہ چاند سلطان کی مرضی کے موافق کام کرنا ۱۵۹۶ء سنہ ۱۰۰۵ھ مین سہیل خان دوبارہ
احمدنگر مین آیا محمد خان قلعہ مین متحصن ہوا اور اسکے قلعہ مین آنے کا مانع ہوا سہیل خان نے
چاند سلطان کی تجویز سے قلعہ کا محاصرہ کیا اور چار مہینے اسمین صرف ہوئے محمد خان نے
خانخانان سے جو گجرات مین تھا کمک طلب کی کہ آپ آئیے اور ملک لیجئے قلعہ کے
آدمیون کو جب اسپر اطلاع ہوئی تو وہ اس سے پھر گئے اور اسکو مقید کرکے چاند سلطان کے
حوالہ کیا۔ چاند سلطان نے آہنگ خان حبشی کو پیشوا اور وکیل السلطنت کیا اور سہیل خان
کو خلعت دیکر بیجاپور کو رخصت کیا۔ اسکو اثنائے مراجعت مین دریائے بھیما کے کنارہ پر
راجہ پور کے حوالی مین معلوم ہوا کہ امرائے اکبری نے نقض عہد کیا ہے کہ قصبہ پاتری
وغیرہ پر متصرف ہوئے ہین جو مملکت برار سے خارج ہین —

یہان اسنے توقف کیا اور عادل شاہ کو حقیقت حال پر مطلع کیا چاند سلطان اور
آہنگ خان بھی مغل کے نقض عہد پر مطلع ہوئے اور بہت جلد بیجاپور کمک کی طلب کے
لئے آدمی بھیجے کہ وہ ان مغلون کو دکن سے نکالے۔ عادل شاہ نے سہیل خان کو
سپہ سالار بناکے مغلون سے لڑنے کا حکم دیا۔ قطب شاہ نے عادل شاہ کی پیروی کرکے
مہدی قلی سلطان کو لشکر تلنگ کے ساتھ سہیل خان پاس بھیجا اور احمدنگر سے بھی
ساٹھ ہزار سوار برار کو روانہ ہوئے اور قصبہ سونی پت مین توقف کرکے سامان جنگ
تیار کیا۔ خانخانان سپہ سالار مغل قصبہ جالنہ مین مقیم تھا۔ دکنیون کا ہجوم دیکھ
کر لشکر کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ خود بادشاہ پور مین شاہزادہ پاس آیا
اور حقیقت حال کو معروض کیا وہ چاہتا تھا کہ میرے نام پر فتح ہو شاہزادہ نے

حال درج تھا اتفاقاً جو جاسوس کہ اس نوشتہ کا حامل تھا وہ مغلون کے آدمیون کے ہاتھ لگ گیا اسکو محمد صادق خان اور خانخانان پاس پہنچایا۔ اُنہون نے ایک خط سہیل خان کو لکھا کہ ہم مدت سے آپ کی توجہ کا انتظار کر رہے ہین تاکہ یہ تنازعہ ومناقشہ رفع ہو جسقدر جلد آوگے بہتر ہوگا اس خط کو مع چاند سلطان کے نوشتون کے قاصد کی ہمراہ بھیجدیا۔ سہیل خان ان نوشتون کے پہنچتے ہی کوہستان مانک دون سے قلعہ احمدنگر کی طرف آیا مغلون کے لشکر مین قحط پڑا گھوڑے دُبلے ہوئے شاہزادہ اور تمام امرائے اکبری متفکر ہوئے۔ مجلس استشارہ جمع کی سب کی رائے اس امر پر قرار پائی کہ اس وقت سپاہ دکن سے جنگ کو موقوف کرکے چاند سلطان سے اس شرط پر صلح کر لینے چاہیئے کہ وہ ولایت برار پادشاہ کی پیشکش مین دیدے باقی ولایت اس پاس حسین شاہ کے زمانہ کے مطابق رہیگی۔ سید مرتضیٰ کی معرفت اس طرح صلح ہوگئی شاہزادہ اور خانخانان اوائل شعبان مین برار کو روانہ ہوئے سہیل خان اور سران سپاہ احمدنگر مین داخل ہوئے۔ میان منجھو نے چاہا کہ احمد شاہ پہلی طرح سے احمدنگر کا پادشاہ رہے آہنگ خان نے احمد شاہ کو نکال کر میان منجھو کے لئے قلعہ کا دروازہ بند کیا اور جونڈ کے تھانہ دار پاس آدمی بھیجکر بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ مقتول کو اپنے پاس بلایا قلعہ کے اندر اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ میان منجھو فتنہ اٹھانا چاہتے تھے کہ ابراہیم عادل شاہ نے احمد شاہ کو اچھی جاگیر اپنے علاقہ مین دیدی اور میان منجھو کو اپنے امرا مین داخل کرلیا۔ یون فتنہ کو مٹایا۔ احمد شاہ کی سلطنت آٹھ مہینے رہی۔

بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ ثانی

چاند سلطان نے اپنی کوشش سے بہادر شاہ کو صاحب افسر کیا اور محمد خان کو پیشوا بنایا اس نے زمانہ کی رسم وعادت کے موافق اپنے استحکام مین کوشش کی اور اپنے اعوان و انصار کو مناصب ارجمند پر سربلند کیا اور آہنگ خان اور شیر خان کو حسن تدبیر سے گرفتار کرکے محبوس کیا اور امرا یہ حال دیکھ کر دلتنگ ہوئے اور اطراف مین چلے گئے۔ چاند سلطان اپنا زوال دیکھ کر مضطرب ہوئی

پادشاہ نے طلب کیا اور ابوالفضل کو دکن کا سپہ سالار بنا کے بھیجا اور مرزا یوسف کو
اسکا شریک کیا۔ سنہ ۱۰۰۶ھ مین خانخانان پادشاہ پاس گیا۔ آہنگ خان پیشوا نے
چاند سلطان کی عداوت مین شدت کی اور یہ ارادہ کیا کہ چاند سلطان کو
کسی قلعہ مین مقید کرکے بہادر شاہ کو اپنے اختیار مین کر لے اور پھر انا ولاعیری کا کوس
بجائے۔ چاند سلطان نے اسکے اس ارادہ پر اطلاع پاکر قلعہ کا دروازہ اُس کی
لیئے بند کیا اور حکم دیا کہ وہ قلعہ کے باہر ارکان دولت سے اتفاق کرکے دیوان داری
کا کام کرے۔ آہنگ خان نے چندروز اطاعت کی اور پھر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اکثر
اوقات طرفین مین لڑائی ہوئی۔ ابراہیم عادل شاہ نے حاجب بھیجکر ہرچند چاہا کہ اُن
مین صلح ہو مگر کسی طرح یہ صورت نہ ہوئی آہنگ خان کا استقلال حد سے زیادہ ہوا
مگر کہ کو خانخانان کے وجود سے خالی دیکھا۔ عین برسات کے موسم مین کہ دریاے گوداوری
خوب چڑھا ہوا تھا اور شہزادہ کی طرف سے کمک پہنچنی دشوار تھی ایک سردارون کی
جماعت کو قصبہ بیر کی طرف بھیجا اس قصبہ کا حاکم شیر خواجہ چھہ کوس پر انسے لڑنے آیا۔
سخت جنگ کے بعد زخمی ہوا شکست پائی اور قصبہ بیر مین جاکر متحصن ہوا اور اکبر پادشاہ
کی خدمت مین عریضہ لکھا جسمین دکنیون کے تسلط کی اور شیخ ابوالفضل فہامی و سید یوسف
کی کمک نہ بھیجنے کی شکایت ایسے فقرون لکھی کہ پادشاہ نے ابوالفضل کو بلالیا اتفاق
ان دنون شہزادہ مراد شراب زیادہ پینے سے شاہپور مین مرگیا۔ اکبر پادشاہ نے
اسکی جگہ اپنے سب سے چھوٹے بیٹے شاہزادہ دانیال کو اور خانخانان کو احمد نگر کی فتح
کے لئے بھیجا۔ ابھی یہ سرحد دکن پر پہنچنے نہ پائے تھے کہ ابوالفضل کے لکھنے سے خود پادشاہ
سنہ ۱۰۰۸ھ مین دکن کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ نہنگ خان نے احمد نگر کا محاصرہ چھوڑا
اور پندرہ ہزار سوار و پیادے ساتھ لے کر جے پور کوٹلی گھاٹ پر قبضہ کرنے اور
وہان لڑنے کے لئے گیا۔ جب شہزادہ اور کل امراء کو اسکی خبر ہوئی تو اس
عندگاہ کو چھوڑ کر قریہ منوری کی طرف سے کہ صحرای وسیع ہے احمد نگر کے قصد سے چلے

اور اس کے اتالیق محمد صادق خان کو شاہپور مین چھوڑا اور کل امراے اکبری راجہ علیخان
برہانپوری   بیس ہزار سوارون کو ساتھ لے کر دکنیون سے لڑنے کے لئے گئے گوداوری کے
کنارہ پر دونو لشکر پندرہ روز تک بے حرکت پڑے رہے ۱۵ جمادی الاول ۱۰۰۵ھ کو پہر
دن چڑھے جنگ کی صفین آراستہ ہوئین عصر کے وقت لڑائی شروع ہوئی۔ سہیل خان نے
راجہ علیخان مع راجہ جگنناتھ کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ ہلاک کیا لیکن امراے نظام شاہی
و قطب شاہی اکبری سپاہ کے سامنے کھڑے نہ رہ سکے بھاگ گئے۔ سہیل خان نے
افواج خصم کے مقابلہ اور مقاتلہ کو اپنے اوپر فرض جانا۔ شام کے وقت سپاہ مغل کے
میمنہ و میسرہ پر حملہ کیا اور ایسی اونکو شکست دی کہ   مقام جنگ سے اُن کو
شاہ پور تک سپاہ کے ساتھ شہزادہ کے پاس بھگایا۔ صادق محمد خان کا ارادہ
ہوا کہ شہزادہ کو اس ملک دکن سے باہر لیجاے۔ مگر خانخانان نے باوجود لشکر کے
تفرقہ کے رات کو میدان جنگ مین تھوڑی سپاہ کے ساتھ پانون جمایا کہ دوسرے
روز سہیل خان پر غالب آیا اور اسکو شاہ درگ بھگایا اور امراے نظام شاہی و
قطب شاہی جو پہلے روز بھاگ گئے تھے وہ ابتر و پریشان ہو کر احمدنگر اور حیدرآباد
کو چلے گئے۔ وہ بھی جان بچی ہزارون پائے۔ خانخانان نے اس فتح کے بعد قلعہ نرنالہ
اور کاویل کی تسخیر کے لئے ایک جماعت کو بھیجا برار کے یہ قلعے مشہور تھے۔ خود
جالنہ پور مین اقامت کی۔ شہزادہ سلطان مراد نے صادق محمد خان پنجہزاری کی
تحریک سے خانخانان پاس پیغام بھیجا کہ فرصت کا وقت ہے کہ احمدنگر کو جاکر تسخیر
کرین اور مملکت نظام الملکی پر متصرف ہون۔ خانخانان نے جواب دیا کہ مقتضاے
وقت صلاح یہ ہے کہ اس سال برار مین رہ کر اسکے قلعون کو مفتوح کرین۔
اور جب یہ مملکت کماحقہ ضبط مین آجائے تو اور جگہ اعلام تسخیر کو بلند کرین۔
یہ جواب شہزادہ کے مزاج کے موافق نہ تھا اس سبب سے خانخانان اور شہزادہ مین
رنجش ایسی بڑھ گئی کہ اکبر شاہ تک شکایتون کی نوبت پہنچی خانخانان کو

آدمیون مین سے ایک ملک عنبر حبشی تھا جو قطب شاہی اور عادل شاہی سرحدون
سے شمال مین بیدر سے ایک فرسخ پر اور جنوب مین احمد نگر سے چار کوس پر اور مغرب مین
دولت آباد سے آٹھ کوس پر اور اسی فاصلہ پر جیول کے ملک اپنے قبضہ مین رکھتا تھا۔
دوسرا راجو دکنی تھا جو دولت آباد پر شمالاً سرحد گجرات تک اور جنوباً احمد نگر تک چھ
کوس تک ملک تصرف مین رکھتا تھا۔ دونو بحسب ضرورت مرتضی نظام شاہ کی اطاعت
کرتے تھے قلعہ اور چند قریے اسکے اخراجات ضروری کے لئے چھوڑ رکھے تھے ان دونو
آدمیون مین ہر ایک اس گھات مین لگا رہتا تھا کہ دوسرے کے ملک پر متصرف ہو۔
اسلئے آن مین صفائی نہ تھی ہمیشہ عداوت رہتی تھی۔ خانخانان اس بات کو سمجھتا تھا
اُسنے اپنے آدمی مامور کئے کہ ولایت عنبر کو جو تلنگ کی جانب واقع ہے متصرف ہون ابتدا
مین عنبر نے سات آٹھ ہزار آدمیون کی جمعیت کرکے مغلون کے تھانے اٹھا دئے اور اپنے
ممالک سے انکا تصرف دور کیا۔ خانخانان نے اپنے بڑے بیٹے ایرج کو پانچ ہزار سوار دیکر
عنبر کے مقابلے کے لئے نامزد کیا۔ دونو کے لشکر قصبہ ناندیر مین مقابلہ مین آئے ایک نے
اپنی بلند نامی کے لئے اور دوسرے نے اپنے حفظ ملک کے لئے قہر و غضب کے ساتھ ایک
دوسرے پر حملے کئے اور گرز و نیزہ و شمشیر و تیر سے ایک نے دوسرے کے منہ توڑے
اور خون کی نہرین بہائین ایرج خان کو فتح ہوئی۔ عنبر زخمی ہوا اسکے آدمی میدان سے
اسکو اٹھا کر لے گئے پھر اس نے لشکر کو جمع کیا اور اپنے ممالک کی محافظت مین لگا ہو کر
سے باز نہین رہا۔ خانخانان اور عنبر کے درمیان صلح ہو گئی اور طرفین کی ولایت
کی حدود مقرر ہوئین اور عہد و پیمان مدتون تک انہین قائم رہے انہین دنون مین
دینکت رائے کولی و فرہاد خان مولد و ملک صندل خواجہ سرا اور بعض اور سرداران
دکن نے عنبر کی رفاقت کو ترک کیا اور مرتضی نظام شاہ ثانی سے جا ملے اور اس کو
عنبر کے دفع کرنے کے لئے مستعد کیا اور قلعہ ادسہ کے حوالی مین لشکرگاہ بنایا عنبر
ان حدود مین آیا اور مرتضی نظام شاہ پر مقابلہ مین غالب ہوا ۔۔۔ اور

آہنگ خان سراسیمہ ہوکر سب اسباب چھوڑکر جنیر کو بھاگ گیا شہزادہ اور امرائے مغل قلعہ
احمدنگر کے نیچے آئے اور بطریق سابق محاصرہ کیا مورچل آدمیون مین تقسیم کیے اور نقبین لگائین
اور سرکوب بنائے کہ جلد سے قلعہ فتح ہو۔ چاند سلطان نے حمید خان خواجہ سرا سے
کہ قلعہ مین بڑا افسر تھا کہا آہنگ خان اور سردارون نے نقض عہد کیا اور ایسی کمتی
و بے اعتدالی کی کہ اکبر بادشاہ خود دکن کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ قلعہ بھی چند
روز مین مفتوح ہوجائیگا حمید خان نے کہا کہ گذشتہ گذشت بالفعل علاج کیا ہے
جو کچھ رائے صواب نما کا تقاضا ہو اسکا حکم ہو تاکہ اُس پر عمل ہو۔ چاند سلطان نے
کہا کہ صلاح یہ ہی کہ شہزادہ دانیال کو قلعہ تسلیم کیا جاوے اور جان و عرض و ناموس کی
امان مانگ کر اور بہادر شاہ کو ساتھ لیکر جنیر چلے جائین اور انتظار دیکھین کہ خدا کیا دکھاتا ہی
جب حمید خان نے اہل حصار کو طلب کرکے فریاد کی کہ چاند سلطان امرائے اکبری کی
ہمزبان ہوتی ہی اور چاہتی ہے کہ قلعہ انکو سپرد کیا جاوے دکنیون نے حرم سرا مین
جاکر چاند سلطان کو شربت شہادت چکھایا۔ اعیان دولت اکبری نے سرنگین
اڑاکر اور قلعہ کی دیوار گراکر قلعہ مین دخل کیا۔ اطفال و زنان جوان کو اسیر کیا اور
حمید خان اور سب اہل قلعہ کو سوائے بہادر شاہ کے قتل کیا سرکار نظام شاہی کے نقود
و جواہر و نفائس پر شہزادہ دانیال متصرف ہوا اور قلعہ اپنے معتمدون کو سپرد کرکے
اور بہادر شاہ کو ساتھ لےکر برہان پور مین بادشاہ پاس گیا امرائے نظام شاہی نے
مرتضی ولد شاہ علی کو پادشاہی سے منسوب کرکے کچھ دنون پرنیدہ کو دار الملک بنایا
بہادر شاہ نے اس زمانہ تک کہ قلعہ گوالیار مین محبوس ہوا تین سال اور چند ماہ سلطنت

مرتضی نظام شاہ ثانی بن شاہ علی بن برہان شاہ اول

جب اکبر بادشاہ برہان پور سے آگرہ تشریف فرما ہوا تو نظام شاہ کے نوکرون مین
سے دو آدمی جو خیل و حشم نہین رکھتے تھے مگر ہمت بلند کی برکت سے امرائے کبار مین سے ہو گئے تھے
انہون نے سلطنت نظام شاہیہ کو بالفعل سپاہ مغل کے آسیب سے محفوظ رکھا۔ ان دو

کہ وہ بھی عنبر کی طرح مطیع ہو جاوے اور ملازمت میں حاضر ہو اور اپنے اقطاع لیکر
واپس جاوے۔ راجو نے شہزادہ کے عہد و قول پر اعتماد نہین کیا تو شہزادہ خشمگین ہوا اور
اسکے استیصال کا قصد کیا۔ راجو آٹھ ہزار سوار لیکر مقابل ہوا اور جنگ صف نہ کی مگر شہزادہ
کے لشکر کی تاخت و تاراج اسنے ایسی کی کہ شہزادہ نے جالنہ مین خانخانان پاس کمک
کے لئے آدمی بھیجے خانخانان خود پانچ چھہ ہزار سوار لیکر آگیا جس سے شہزادہ کو آرام ملا راجو
اپنے ملک کی انتہا پر بھاگ گیا۔ شہزادہ برہان پور مین آیا نظام شاہ نے راجو پاس ایک
جماعت کو بھیجا اور عنبر کی سخت گیری کی شکایت کی۔ راجو نے قلعہ پر بندہ مین آکر نظام شاہ
سے ملاقات کی اور عنبر کی دفع کرنے کا متعہد ہوا اور چند دفعہ جنگ ہوئی ہر بار راجو کو غلبہ
رہا۔ عنبر خانخانان پاس آدمی بھیجکر کمک کا طالب ہوا خانخانان نے دو تین ہزار سوار لیکر کچھ
مرزا حسین بیگ مقطع ولایت بیر کو اسکی مدد کے لئے بہت جلد روانہ کئے عنبر اس کمک سے
قوی ہوا اور اس نے راجو کو دولت آباد کی طرف بھگا دیا۔ شہزادہ برہان پور مین مرگیا
عنبر نے فرصت دیکھ کر راجو پر دولت آباد کی طرف لشکر کشی کی مگر اس دفعہ راجو اس سے
لڑ نہ سکا برہان پور مین خانخاناں دولت آباد کی طرف گیا اور راجو اور عنبر کے لشکرون کے
درمیان ایسا حائل رہا کہ ایک دوسرے پر حملہ کر کے غالب ہو سکا۔ جب عنبر نے خانخانان کو
راجو کی حمایت کرتے ہوئے دیکھا تو اسکے کہنے سے راجو سے صلح کر لی اور پر بندہ کے حوالی مین
آیا اور خانخانان جالنہ پور مین گیا۔ ملک عنبر جانتا تھا کہ اول دفعہ راجو نے لشکر کشی مرتضیٰ
نظام شاہ کی فتنہ انگیزی کے سبب کی ہے تو وہ اسکے درپے ہوا کہ مرتضیٰ کو معزول کر کے
کسی دوسرے کو دودمان نظام شاہیہ مین سے شاہ بنائے لیکن اس بات پر ابراہیم
عادل شاہ راضی نہ ہوتا تھا ارادہ اسکا قوہ سے فعل مین ظہور نہ پاتا تھا اوائل ۱۰۱۶ھ مین
عادل شاہ کے کہنے سے عنبر نے نظام شاہ کے ساتھ ملائمت کی اور بعد ازان ان دونون مین
صفائی ہو گئی اور ایک دوسرے پر اعتماد کرنے لگے دونو متفق ہو کے دس بارہ ہزار سوار و
کے ساتھ جنیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ نظام شاہ نے اپنے اجداد کے مسکن کو اپنا مقر بنایا۔

دینکت رائے کو زندہ گرفتار کرکے مقید کیا۔ مرتضی نظام شاہ نے بھی عنبر سے صلح کر لی۔
عنبر قلعہ پرندہ پر تصرف کرنا چاہتا تھا وہ اواخر ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۱۲ھ میں نظام شاہ
کو قلعہ کی طرف لے گیا۔ قلعہ کا تھانہ دار منجھی خان حبشی بیس برس سے یہاں حاکم تھا۔
اُس نے پیغام نظام شاہ کو دیا کہ ہم تجھکو اپنا صاحب سمجھ کر قلعہ میں جگہہ دیتے ہیں لیکن
عنبر کو کہ خانخانان سے ملاقات کرکے اکبر کا نفرین گیا ہے اعتماد نہیں کرتے اُس کو
قلعہ میں نہیں آنے دینگے۔ عنبر نے کہا کہ میں دینکت رائے و فرہاد خان و ملک صندل کے
امین تھا اس سبب سے صلاح وقت دیکھ کر خانخانان سے ملاقات کی اور بحسب ظاہر
اُسکا دوست ہو گیا۔ لیکن میں دل سے نظام شاہ کے دوستداروں میں ہوں
اور چاہتا ہوں کہ لوازم دولتخواہی کو بجا لا کر اس خاندان کی حفظ سلطنت میں
مساعی جمیلہ کروں منجھن خان نے ان مقدمات کو قبول نہیں کیا اور ابواب حرف
و حکایات کو بند کیا عنبر نے اس خوف سے کہ مبادا نظام شاہ فرصت پا کر
قلعہ میں چلا جائے جس سے منجھن خان قوی ہو جائے۔ مرتضی نظام کو موکلوں کے حوالہ
کیا۔ فرہاد خان و ملک صندل نظام کے گرفتار ہونے سے دلگیر ہوئے اور قلعہ کے
نیچے گئے اس سے منجھن خان بستان ہوا۔ ایک مہینے تک وہ اعلام مدافعت
مرتفع کرتا رہا۔ منجھن خان کا بیٹا سونا خان تھا وہ لشکر و حصار کے زن و فرزند
کے ساتھ بے اعتدالیاں و دست درازی کرتا تھا انہوں نے ہجوم کرکے
اسکو مار ڈالا۔ منجھن خان جریدہ بھاگ گیا اور عادل شاہ کا نوکر ہو گیا اہل قلعہ
کچھ مدت تک حصار میں متحصن رہے آخر کو عنبر حسن تدابیر سے قلعہ پر متصرف ہوا
نظام شاہ پر موکل دور کیے اور اسکے سر پر چتر رکھا اور اس قلعہ میں اسکا مسکن مقرر
کرکے آپ خیل و حشم کے ساتھ باہر گیا۔

سنہ ۱۰۱۳ھ میں شہزادہ دانیال برہانپور سے دختر عادل شاہ کی پالکی کے
استقبال کے لیے احمد نگر کی طرف چلا۔ اور راجو پاس ایک جماعت کو بھیجا۔

که وه بھی عنبر کی طرح مطیع ہو جاے اور ملازمت میں حاضر ہو اور اپنے اقطاع لیکر
واپس جانے۔ راجو نے شہزاده کے عهد و قول پر اعتماد نہین کیا تو شہزاده خشمگین ہوا اور
اسکے استیصال کا قصد کیا۔ راجو آٹھ ہزار سوار لیکر مقابل ہوا اور جنگ صف نہ کی مگر شہزاده
کے لشکر کی تاخت و تاراج اسنے ایسی کی که شہزاده نے جالنه مین خانخانان پاس کمک
کے لئے آدمی بھیجے خانخانان خود پانچ چھه ہزار سوار لیکر آگیا جس سے شہزاده کو آرام ملا راجو
اپنے ملک کی انتہا پر بھاگ گیا۔ شہزاده برہان پور مین آیا نظام شاه نے راجو پاس ایک
جماعت کو بھیجا اور عنبر کی سخت گیری کی شکایت کی۔ راجو نے قلعه پرینده مین آکر نظام شاه
سے ملاقات کی اور عنبر کی دفع کرنے کا متعهد ہوا اور چند دفعه جنگ ہوئی ہر بار راجو کو غلبه
رہا۔ عنبر خانخانان پاس آدمی بھیجکر کمک کا طالب ہوا خانخانان نے دو تین ہزار سوار لشکر کی
مرزا حسین بیگ مقطع ولایت بیر کو اسکی مدد کے لئے بہت جلد روانه کئے عنبر اس کمک سے
قوی ہوا اور اُس نے راجو کو دولت آباد کی طرف بھگا دیا۔ شہزاده برہان پور مین مر گیا
عنبر نے فرصت دیکھ کر راجو پر دولت آباد کی طرف لشکر کشی کی مگر اس دفعه راجو اُس سے
لڑ نه سکا۔ برہان پور مین خانخانان دولت آباد کی طرف گیا اور راجو اور عنبر کے لشکرون کے
درمیان ایسا حائل رہا که ایک دوسرے پر حمله کرکے غالب نه ہو سکا۔ جب عنبر نے خانخانان کو
راجو کی حمایت کرتے ہوئے دیکھا تو اسکے کہنے سے راجو سے صلح کر لی اور پرینده کے حوالی مین
آیا اور خانخانان جالنه پور مین گیا۔ ملک عنبر جانتا تھا که اول دفعه راجو نے لشکر کشی مرتضی
نظام شاه کی فتنه انگیزی کے سبب سے کی ہے تو وه اسکے درپے ہوا که مرتضی کو معزول کرکے
کسی دوسرے کو دودمان نظام شاهیه مین سے شاه بنائے لیکن اس بات پر ابراہیم
عادل شاه راضی نه ہوتا تھا اراده اسکا قوه سے فعل مین ظہور نه پاتا تھا اوائل سنه ۱۶ مین
عادل شاه کے کہنے سے عنبر نے نظام شاه کے ساتھ ملائمت کی اور بعد ازان ان دونون مین
صفائی ہو گئی اور ایک دوسرے پر اعتماد کرنے لگے دونو متفق ہو کے دس باره ہزار سوار لیکر

دینکت رائے کو زندہ گرفتار کرکے مقید کیا۔ مرتضی نظام شاہ نے بھی عنبر سے صلح کرلی۔
عنبر قلعہ پرندہ پر تصرف کرنا چاہتا تھا وہ اواخر ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۱۲ھ مین نظام شاہ
کو قلعہ کی طرف لے گیا۔ قلعہ کا تھانہ دار منجھی خان حبشی بیس برس سے یہان حاکم تھا۔
اُس نے پیغام نظام شاہ کو دیا کہ ہم تجھکو اپنا صاحب سمجھکر قلعہ مین جگہ دیتے ہین لیکن
عنبر کو کہ خانخانان سے ملاقات کرکے اکبر کا نفر بن گیا ہے اعتماد نہین کرتے اُس کو
قلعہ مین نہین آنے دینگے۔ عنبر نے کہا کہ مین دینکت رائے و فرہاد خان و ملک صندل سے
ایمن نہ تھا اس سبب سے صلاح وقت دیکھ کر خانخانان سے ملاقات کی اور بحسب ظاہر
اُسکا دوست ہو گیا۔ لیکن مین دل سے نظام شاہ کے دوستدارون مین ہون
اور چاہتا ہون کہ لوازم دولتخواہی کو بجا لاکر اس خاندان کی حفظ سلطنت مین
مساعی جمیلہ کرون منجھن خان نے ان مقدمات کو قبول نہین کیا اور ابواب حرف
و حکایات کو بند کیا عنبر نے اس خوف سے کہ مبادا نظام شاہ فرصت پاکر
قلعہ مین چلا جائے جسسے منجھن خان قوی ہو جائے۔ مرتضی نظام کو موکلون کے حوالہ
کیا۔ فرہاد خان و ملک صندل نظام کے گرفتار ہونے سے دلگیر ہوئے اور قلعہ کے
نیچے گئے اس سے منجھن خان مستمال ہوا۔ ایک مہینے تک وہ اعلام مدافعت
مرتفع کرتا رہا۔ منجھن خان کا بیٹا سونا خان تھا وہ لشکر و حصار کے زن و فرزند
کے ساتھ بے اعتدالیان و دست درازی کرتا تھا انہون نے ہجوم کرکے
اسکو مار ڈالا۔ منجھن خان جریدہ بھاگ گیا اور عادل شاہ کا نوکر ہو گیا اہل قلعہ
کچھ مدت تک حصار مین متحصن رہے آخر کو عنبر حسن تدابیر سے قلعہ پر متصرف ہوا
نظام شاہ پر موکل دور کیئے اور اسکے سر پر چتر رکھا اور اس قلعہ مین اسکا مسکن مقرر
کرکے آپ خیل و حشم کے ساتھ باہر گیا۔

سنہ ۱۰۱۳ھ مین شہزادہ دانیال برہانپور سے دختر عادل شاہ کی پالکی کے
استقبال کے لئے احمد نگر کی طرف چلا۔ اور راجو پاس ایک جماعت کو بھیجا۔

شاہ امیر حسن بیگ یا اوزون حسن بیگ نے امیر پیر قلی کو جبکا مزاج صلح جو تھا مطئن کیا اور پھر اوسکو اور اسکے خاندان کو ستانا چھوڑا۔ جب امیر حسن بیگ مر گیا اور اسکا بڑا بیٹا امیر خلیل سلطان اسکا جانشین ہوا اُس نے اویس قلی بن امیر پیر قلی قرا قوینلو کے ساتھ اپنے باپ کا برتاؤ برتا مگر جب امیر یعقوب آق قویلو پادشاہ ہوا تو اعیان سلطنت نے بتلایا کہ سلطان قلی ولد اویس قلی ہونہار ہے اسی کی تاریخ کا بیان کرنا ہمارا اصلی مقصد ہے وہ اپنے ماں باپ کا بڑا لاڈلا تھا اور اپنی قوم کی امید گاہ تھا قوم جانتی تھی کہ ہمارے دن اسی کے سبب سے پھرینگے اور گئی ہوئی حکومت پھر ہاتھ آئیگی۔ امیر یعقوب بیگ نے نجومیون سے سلطان قلی کی قسمت کا حال پوچھا تو انہون نے پیشین گوئی کی کہ وہ پادشاہ ہوگا مگر ایران کا نہین بلکہ ہندوستان میں جنگ کے میدان مین اسلام کے علم کو وہ بلند کریگا پھر تو امیر یعقوب بیگ آق قویلو اس نوجوان کی جان کا خواہان ہوگیا یہ خبر باپ کو بھی ہوئی تو اوس نے اپنے بھائی امیر علی قلی کے ساتھ اوسکو ہندوستان بھیجدیا۔ مرغوب القلوب مین جو صدر جہان نے خود سلطان قلی کی زبانی حال سنکر لکھا ہے وہ یہ ہے کہ وہ امیر قرا یوسف ترکمان کے خاندان مین تھا اور ایران کے پادشاہ جہان شاہ کے قریب کے رشتہ دارون مین تھا اسکی جنم بھوم سعد آباد تھی جو ایک چھوٹا سا گاؤن صوبہ ہمدان مین تھا اسکا خود اپنا بیان ہے کہ جب میری قوم قرا قوینلو کو قوم آق قویلو نے مغلوب کر لیا تو مجھے بہ مجبوری اپنی بچپن مین اپنے چچا امیر قلی کے ساتھ ہندوستان کے دکن مین بھاگنا پڑا۔ یہان کچھ دنون رہکر پھر مین اپنے باپ پاس ہمدان گیا مگر بہمنی شاہ کے دربار کی شان و شکوہ اور اسکی توجہ جو ہمارے حال پر ہوئی وہ میری نوعمری کے خیالات مین ایسی سمائی کہ ہند اور دکن کا تصورات دن رہتا تھا۔ مین ایسا کم عمر تھا کہ میرا چچا مجھے دکن مین اکیلا نہین چھوڑ سکتا تھا وہ مجھے زبردستی ایران کو لے گیا جب ہماری قوم کے دشمنون کو غلبہ ہوا اور امیر یعقوب بیگ میری جان کا خواہان ہوا تو

اور کئی سردار مسلمان اور ہندو دولت آباد کی جانب اس لئے گئے کہ عنبر کے خوف سے راجو
جنیر میں نہین آتا تھا۔ راجو گرفتار ہوا اور اسکا ملک نظام شاہ کے قبضہ مین آیا اور اس
ملک مین عنبر صاحب اختیار ہوا اور اسکا استقلال بیشتر سے بیشتر ہوا اب خاندان
نظام شاہیہ کو اسپر ختم کرتے ہین کہ مرتضیٰ شاہ ولد شاہ علی بادشاہ تھا اور عنبر حبشی ساری
سلطنت کے کام کرتا تھا یہ تاریخ مغلیہ مین لکھینگے کہ یہ سلطنت کیونکر شاہان دہلی کی
مملکت کا تتمہ ہو گئی۔

اس سلطنت کی وسعت عظیم یہ تھی کہ حال کا صوبہ اورنگ آباد اور برار کا مغربی
حصہ اور ساحل بحریہ گجرات اور بیجاپور کی سلطنتون کے درمیان کونکان۔ وسعت سلطنت نظام شاہیہ

تاریخ قطب شاہیہ ملک تلنگ

سلطان قلی سنہ ۹۱۸ھ جمشید سنہ ۹۵۰ھ سبحان قلی سنہ ۹۵۷ھ۔
ابراہیم سنہ ۹۵۷ھ محمد قلی سنہ ۹۸۸ھ۔

سلطان قلی قطب شاہ

ابراہیم قطب شاہ کے زمانہ مین شاہ خورشید ایرانی نے خاندان قطبشاہی کی
تاریخ لکھی تھی کہ تاریخ فرشتہ کے مصنف کی نظر سے بھی نہین گذری یہ کتاب برگ صاحب
مترجم تاریخ فرشتہ کو ہاتھ آئی صاحب ممدوح نے اس تاریخ سے جو اس خاندان کا
حال لکھا ہے اسکا ترجمہ مین کرتا ہون۔ اور تاریخ فرشتہ سے بھی اسکا مقابلہ کرتا ہون
سلطان قلی کا نسب نامہ یہ ہے شاہ سلطان قلی بن اویس قلی بن پیر علی بن امیر الوند
بن امیر اسکندر بن امیر قرا یوسف بن امیر قرا محمد بن امیر ترسون بن قرا منصور بن قرا پیرم
بن قرا ترش بن امیر تورا بیگ۔ غرض یہ سلسلہ اوغز خان تک اور پھر حضرت یافث بن
نوح تک مورخ نے پہنچایا ہے۔ سلطان قلی کا نسب اور اس کا ہندوستان آنا

آق قوئنلو اور قرا قوئنلو دو ترکی قومین ایک دوسرے کی رقیب تھین۔ اول قوم نے
دوسری قوم کے سردار امیر پیر قلی کو حکومت سے محروم کر دیا تھا مگر دوسرے قوم کے

تھا بعض اسکے خاندان کو بڑھاتے ہین اور مرزا جہان شاہ مقتول و شاہ ایران کی اولاد
مین بتاتے ہین مگر پہلی بات صحت سے اقرب ہے۔ بہر تقدیر اسکا مولد و منشا ہمدان ہے
وہ سلطان محمد شاہ بہمنی کے آخر عہد مین نوعمری مین دکن مین آیا۔ چونکہ شاہ ترکی
غلامون کو معزز و مکرم رکھتا تھا اس نے بھی اپنے تئین ان غلامون کے جرگہ مین داخل کیا
علم حساب سے ماہر تھا خط سیاق خوب لکھتا تھا اسکو شاہ نے محلات حرم کا مشرف مقرر کیا
خواتین اسکے حسن سلوک اور امانت و دیانت سے راضی و شاکر تھین ملک تلنگ مین الحرم
کی اقطاع بہت تھین وہان سے عرائض شکایت آمیز آئین کہ پرگنون مین چورون اور
راہزنون کی کثرت ہو گئی ہے اور روز بروز رعایا سرکش ہوتی جاتی ہے معلوم نہین کہ
محصول کا دسوان حصہ بھی وہ دیتی ہے یا نہین شاہ نے چاہا کہ وہان امرائے کبار مین
سے کسی ایک کو دو تین ہزار سوارون کے ساتھ بھیجے کہ سلطان قلی نے خواتین حرم مین
سے ایک کو واسطہ بنا کے شاہ سے عرض کرایا کہ یہ خدمت مجھے سپرد ہو مین ان حدود مین
لے لشکر جاکر باغیون کو دفع کر دونگا اور سرکشون کا سر اڑا دونگا۔ شاہ نے اس خدمت
پر اسکو سرافراز کیا اسنے ان پرگنون مین جاکر اپنی حسن تدبیر سے بتدریج انکو
چورون اور رہزنون سے پاک صاف کیا۔

تواریخ ہند مین بیان کیا جاتا ہے کہ ایک رات کو شاہ شراب پی رہا تھا اور
نغمہ و ساز سن رہا تھا۔ پری روؤن کے ساتھ اختلاط مین مشغول تھا کہ حبشیون اور
دکنیون کی جماعت نے اسپر حملہ کیا اس وقت قسمت کی یاوری سے سلطان قلی
دس پردیسیون کے ساتھ بادشاہ کی ذات خاص کا محافظ تھا جب انھون نے غل
سنا تو وہ باہر آئے اور حملہ آورون کو پرے ہٹایا اور بادشاہ کو ساتھ لے کر
قلعہ مین داخل ہوئے۔ سلطان قلی کے پانچ ہمراہی مارے گئے اسنے اور اسکے
باقی پانچ ہمراہیون اور خود بادشاہ نے محل شاہی کی حفاظت تیر و کمان سے
کی اس اثنا مین حکیم خواجہ جہان پاس گیا کہ وہ قلعہ کی برجون پر متعینی خراسانی

میں نے دکن کے جانے کا قصد کیا شاہ بہمنی کی نذر کے لئے چند گھوڑے اور تحفے لیئے مگر
میں پہلے شاہ نورالدین سے سفر کی اجازت لینے گیا شاہ نورالدین جیسا میرا قریب کا
رشتہ دار تھا ویسا ہی وہ میرا پیر و مرشد رہتا تھا اس نے اپنی بہن کی شادی میرے
دادا امیر قلی سے کی تھی وہ علم نجوم سے ماہر تھا اور عنایت الٰہی سے غیب کی باتیں
بتاتا تھا جب میں اس سے رخصت ہوا تو اس نے کہا کہ ہندوستان کے
ایک حصہ میں تو بادشاہ ہوگا اُس نے کچھ اشرفیاں مجھے دیں اور دعا دی اور کہا
کہ یہ تیری آیندہ کامیابی کی علامت ہے کیا کہوں کہ اس بات نے میرے دل پر
کیا سحر کا سا اثر کیا کہ جب میں اور میرا چچا ہندوستان کو چلے تو میں اپنے تئیں بادشاہ
سمجھنے لگا بحری سفر ختم کر کے ہم سیدھے احمد آباد بیدر دارالسلطنت دکن میں گئے
دو تین روز بعد محمود شاہ بہمنی کی ملازمت میں حاضر ہوئے اور گھوڑے اور تحفے
پیش کئے اُس نے ہمارے لئے سکونت کا مکان مقرر کر دیا تھوڑے دنوں کے بعد
میرے چچا نے اپنے وطن جانے کی اجازت مانگی۔ شاہ نے ہر چند اُس سے کہا کہ آپ
یہیں رہیئے مگر اس نے خاص کر اس سبب سے نہیں مانا کہ اُس نے یہ سنا تھا کہ ہمارے
خاندان کا قدیمی جانی دشمن امیر یعقوب بیگ مر گیا جسکے ظلم کے سبب سے مجھے جلاوطن
ہونا پڑا تھا پھر شاہ نے میرے چچا سے کہا کہ اچھا تم خود جاتے ہو تو بھتیجے کو یہیں چھوڑ
جاؤ میں اسکو اپنے بچوں کی طرح پالونگا۔ یوں میرا چچا چلا گیا میں اکیلا ہندوستان
میں رہ گیا۔

محمود شاہ بہمنی نے اپنے کہنے کے موافق نہایت توجہ و محبت سے سلطان قلی کی
پرداخت کی۔ چونکہ اسکو معلوم تھا کہ یہ نوعمر دولت بڑا عالی خاندان ہی تو روز
بروز اسپر التفات ایسا زیادہ ہوا کہ شاہ کے فرزندوں اور ارکان سلطنت کو اسے
حسد ہوا اور شاہ سے اسکی چغلیاں وہ کھانے لگے۔

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہی کہ سلطان قلی بھارلو ترکوں میں سے اور علی شکر کی قوم سے

اور اسکی ذاتی جاگیر مین کوٹ گیر اور اوٹ کا می کا اضافہ کیا۔
تاریخ محمود شاہ بہمنی مین بیان کیا گیا ہے کہ جب کشور خان مر گیا تو اسکی جگہ بہادر گیلانی کو لنکان مین جسمین دابل و گوا اور اور بنادر داخل تھی حاکم مقرر ہوا وہ بہمنی امیر تھا جسنے ایک جنگ مین بڑی بہادری دکھائی تھی اب اُس نے بیدر کی سلطنت سے انحراف کیا کہ مدت کے بعد تجارت کے کل جہازون پر دست غارت دراز کیا ساحل پر گشت کیا اور محمود شاہ بادشاہ گجرات کی رعایا کی جہازون کو پکڑ لیا جو کنارہ کنارہ جاتے تھے اور ان مین تجارت کا مال بھرا ہوا تھا۔
جب محمود شاہ گجرات نے اپنے جہازون کا حال سنا کہ انپر بلا نازل ہوئی تو اسنے بہادر گیلانی کو خطوط لکھے کہ مال جو لوٹا ہے واپس کرو بہادر نے مال دینے سے انکار کیا اور خطون کے جواب سخت سست لکھے۔
محمود شاہ گجرات نے اپنا ایلچی محمود شاہ بہمنی پاس بھیجا جسنے جا کر کہا کہ بہادر آپ کی رعیت ہی اس سے ہمارا تمام مال اور اسباب لوا دیجے شاہ بہمنی نے بہت شد و مد کے ساتھ فرمان بہادر کے پاس بھیجے کہ گجرات کے جہازون کو کھنبائت بھیجدے اور مال اسباب انکا دارالسلطنت بیدر مین بھیجدے تاکہ اُسے گجرات کے ایلچی کو جو میرے پاس یہان آیا ہے مین حوالہ کرون جب بہادر کو معلوم ہوا کہ میرے پاس ایسے فرمان ایلچی لیئے چلے آتے ہین تو انکو رستہ ہی مین روکا اور بیدر کی اطاعت سے انکار کا اشتہار دیا۔
محمد شاہ بہمنی فوراً اس سرکش امیر کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا اور بہادر مقابلہ کے قلعہ مرچ مین آگیا اس ولایت کا زمیندار پوٹا نائک پانچ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے لے کر اُس سے لڑنے آیا مگر اسکو مجبوراً حصار مرچ مین جانا پڑا اور لشکر شاہی نے اسکا محاصرہ کیا۔ لڑائیون مین دیونائک پسر پوٹا نائک اپنے بڑے لشکر سے شاہی لشکر کے اس حصہ پر حملہ کیا جسکا سپہ سالار سلطان قلی

جمع کرکے لیکر آئے۔ اس حکم کی تعمیل مین فصیلون پر چڑھنے مین بہت آدمیون کی جانین گئین۔ آخر کو حملہ آورون کو سب مقامات مین شکست ہوئی اور بادشاہ کے محافظین نے شہر کے دروازہ پر قبضہ کرلیا کہ باغی بھاگ کر نکل نہ جائین۔ رات بہت اندھیری تھی۔ شاہی سپاہیون نے ایک ہاتھ مین شمع لی اور دوسرے مین تلوار اس طرح اول شب مین وہ خوب لڑے۔ آدھی رات کو چاند نکلا تو شاہ جو اس ہنگامہ مین چند آدمیون کے ساتھ شریک تھا حسن خواجہ جہان پاس گیا شاہ کے ساتھ سلطان قلی تھا جسنے آگے بڑھکے بادشاہ کے لئے دشمنون کے اندر سے راہ کھولی صبح کو شاہی سپاہ ہر جگہ فتحمند ہوئی اور باغی پراگندہ ہو کر تلوار سے بچنے کے لئے گلیون مین بھاگے اور فصیلون سے گرے اور جو گھرون مین چھپتے تھے وہ وہان سے نکال کر قتل کیے گئے۔

محمود شاہ بہمنی یقینی جانتا تھا کہ سلطان قلی کی ذاتی کوشش سے میری جان بچی ہے اسلئے اسکو قطب الملک کا خطاب دیا اور اسکو دوسرے درجہ کا وزیر مقرر کیا۔ اور باقی کے پانچ ایرانیون کو جو اسکے ساتھ تھے اور جنہون نے بہادری سے اس کی جان بچائی تھی جاگیر اور منصب دیا۔

تاریخ دکن مین یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاندان بہمنیہ کی سلطنت کا ضعف سب پر نمودار ہوا تو امرائے کبار نے شاہ سے کنارہ کیا اور اپنے تئین مطلق العنان بنایا۔ ان مین ملک دینار حبشی اور ملک خوش قدم ترک تھے جنہون نے اپنے اقطاع مین شاہی اطاعت سے سرتابی کی محمود شاہ بہمنی ان سے لڑنے گیا اور ملک دینار کو قید کرلیا مگر بعض مصلاح کارون کی سفارش سے اسکا قصور معاف کردیا۔ اور تمام ہاتھی جو اس سے لئے تھے وہ اسکو واپس دیدئے اس معرکہ مین سلطان قلی نے اپنی شجاعت کے کارنامے دکھائے تھے اس لئے شاہ نے اسکو صوبہ تلنگانہ کا طرفدار بنایا اور امیر الامراء کا خطاب دیا

یہ بڑا عیب تھا کہ وہ آرام طلب و متلون تھا اُس نے بیدر کی ساری مشائخون کو
ان امیرون پاس بھیجا کہ وہ انکو سمجھائین کہ قاسم برید کے خلاف کوئی کام نہ کرین آخر
کو یہ قرار پایا کہ قاسم برید اپنی جاگیر اودسہ اور قندھار کو جائے اور شاہ کا بالکل قبضہ دارالسلطنہ
بیدر پر ہو اور ہر سال شاہ کی خدمت مین امراء کو آنے کی اجازت ہو اور وہ بیجانگر کے
ہندؤون پر حملہ کیا کرین بعد اس انتظام کے امراء اپنے علاقون مین گئے۔
سنہ ۸۹۲ھ کے وسط مین محمود شاہ بہمنی ہندؤون سے لڑنے چلا۔ قطب الملک لشکر شاہی سے
تین ہزار سوار اور دس ہزار پیادے لیکر ملا اور امراء بھی شاہ سے ملے اور رائے چور اور
مدگل کے قلعہ فتح کئے اور وہ عادل خان کو ملے اسکے بعد محمود شاہ اپنی دارالسلطنہ مین
آیا اسکے پاس تھوڑی سپاہ رہ گئی کہ ملک قاسم برید نے ۹ ذی الحجہ سنہ ۸۹۲ھ کو دارالسلطنہ
کا محاصرہ کیا اور دروازہ بانون کو رشوت دیکر شہر کے اندر داخل ہوا اور سید حاجی خان
وزیر کے محل پر پہنچا اور اُسے مار ڈالا اور شاہ کی بغیر مرضی کی خود وزارت کرنے لگا
اور شاہ کے سارے اختیارات لے لئے۔ جب ولایتون کے حاکمون کو شاہ کا اس طرح مقید
ہونا معلوم ہوا تو وہ سب دارالسلطنہ کو چلے یہان جو آئے تو دیکھا کہ ملک قاسم برید اور
اور شاہ (جسکو وہ زبردستی لے آیا تھا) شہر کے باہر خیمہ زن ہین اور شاہی چھبر اپھیرا
رہا ہے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ شاہ کو پورے اختیار حاصل ہین وہ ساقط الاختیار ہین
ایسا جنگ عظیم ہوئی۔ طرفین نے داد شجاعت دی۔ قاسم برید نے اور امیرون کے لشکرون
کو متزلزل کیا مگر قطب الملک نے اسکے لشکر کے قلب پر ایسا حملہ کیا کہ جنگ کا فیصلہ
ہو گیا اور قاسم برید قلعہ اودسہ مین بھاگ گیا۔
سب امرائے متفقہ بادشاہ کی خدمت مین آئے اور اسکو تخت پر بٹھایا اور پھر اپنے
اپنے علاقون کو چلے گئے۔ سنہ ۸۹۵ھ مین یوسف عادل خان سے شاہ ناراض ہو گیا
اور ملک قطب الملک کو ہمراہ لیکر اسکی تادیب کے لئے روانہ ہوا مگر پھر اس پر شاہ مہربان
ہو گیا اور دارالسلطنہ کو چلا آیا۔ کچھ دنون کے بعد ملک فتح اللہ عماد الملک حاکم برار

قطب الملک تھا۔ مسلمانون کا خوب مقابلہ دو بدو ہندوؤن نے کیا صبح سے شام تک لڑے اور دیوناتک کو سب جگہ فتح ہوئی مگر وہ جب سلطان قلی کے سامنے بذات خود آیا تو قتل ہوا دوسرے روز ہندو میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ پوٹا نائک بیٹے کے مرنے کے بعد لڑائی کو سنبھال نہ سکا اس نے کچھ عمدہ ہاتھی گھوڑے پادشاہ کو تحفۃً بھیجے اور سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا اور یہ بھی شرط قرار پائی کہ قلعہ مرج مع کل اسباب کاری کی شاہ کو حوالہ کیا جائیگا اور شاہ اہل قلعہ کو جان و مال کی امان دیگا پوٹا نائک ایک دن بعد شاہ کی خدمت مین گیا شاہ نے خود یہ قلعہ پھر اسکو دیدیا اور اسکا سرکاری اسباب سلطان قلی کو حوالہ ہوا۔ بہادر گیلانی کی سرزنش کے بعد شاہ اپنی دار الحکومت مین آیا اور سلطان قطب شاہ تلنگانہ مین حاکم ہو کر گیا۔ کچھ دنون کے بعد امیر قاسم برید کہ ارکان سلطنت مین تھا جب اُس نے دیکھا کہ شاہ پاس کوئی اور لائق امیر کبیر نہین ہے تو اُس نے شاہ کو اپنے اوپر ملتفت کیا اور دوبارہ امیر الامرا ہو گیا۔ اول اسکے اختیار کا اثر یہ تھا کہ شاہ کے قدیمی مقرب سب جدا ہو گئے اور آخر کو وہ ایسا محیط ہوا کہ سلطنت کے سارے اختیارات اسکی مٹھی مین آگئے۔ قاسم برید خوب جانتا تھا کہ میرا ایسا ذی اختیار ہونا یوسف عادل اور قطب الملک اور ولایتون کے حاکمون کو بالکل ناپسند ہوگا اس لئے اُس نے شاہ ہی کو بالکل معزول کرنا چاہا مگر اُس کے یہ منصوبے کھل گئے اور اعیان سلطنت نے اتفاق کرکے ان کو بالکل مٹا دیا اور انہون نے پھر ملک قاسم کے اختیارات ایسے قائم نہ رکھے کہ وہ پادشاہ کو کاٹ کی پتلی کی طرح ہاتھ مین نچاتا یہ قرار پایا کہ ولایتون کے بعض حاکم دار السلطنت مین جائین اور شاہ کے اختیارات کو بحال کرین۔ بیجاپور سے یوسف عادل خان اور گلبرگہ سے ملک دینار حبشی اول یہ دو سردار مع لشکرون کے دار السلطنت مین آئے اور یہان قطب الملک سے ملے۔ جب یہ سب امرا اتفاق کر کے قریب آگئے تو ملک قاسم نے کفن پہن اور تلوار گلے مین ڈال شاہ کے قدمون پر سر رکھا اور اپنے قصورون کی معافی چاہی اور التماس کی کہ ان امیرون کے ہاتھ سے مجھے بچائیے۔ محمود شاہ بھمنی مین

گول کنده کو اپنا دار القرار بنایا۔
نہایت معتبر اسناد تاریخی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلطان قلی قطب الملک نے اپنی سلطنت کی ابتدائی سالون مین ہمسایہ کے زمینداران تلنگانہ کو زیر کرنا چاہا۔ اکثر اسکا عمل یہ تھا کہ وہ دشمن کے ملک مین جاتا اور وہان کے حالات خوب شاہدہ کرتا اور پھر مراجعت کرتا اور دشمن کو اپنے پیچھے ایسا لگالاتا کہ وہ اسکی کمین گاہ مین آجاتا پھر یہان سے نہین ہلتا۔ مرغوب القلوب کا مصنف صدر جہان لکھتا ہے کہ مین نے خود اسکو کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھکو قاسم برید اور فتح اللہ عماد الملک نے اُن ولایات بھمنی کو بزور لینے کے لئے بلایا جو میرے ہمسایہ مین تھین مگر مین نے ہمیشہ جانے سے انکار کیا مین اپنی سلطنت اور قوت کو صرف ہندو زمینداروں کے استیصال کرنے سے بڑھانا چاہتا ہون۔ جو کہ اسلام کے دشمن ہین اسلئے خود ایک دن صدر جہان سے کہا کہ مین ساٹھ برس سے اعلام اسلام کو بلند کر رہا ہون اور تلنگانہ کے ہندوؤن کو استیصال کر رہا ہون۔ حدود ورنگل سے سلی پٹم اور راج مندری تک اور انکے درمیان ساٹھ ستر قلعے اپنی سپاہ کے زور سے تسخیر کرچکا ہون۔ جیسے راج کنڈہ۔ کوول کنڈہ۔ دیوکنڈہ۔ بیگل۔ کھن پور۔ جیر کنڈہ۔ بیل کنڈل۔ ملن گور۔ اتیگیر۔ میدک۔ بھون نگر۔ بیلم کنڈہ۔ ورنگل۔ کم میٹ۔ اندرا کنڈہ۔ رام گیر۔ کنداپلی۔ ایلوہ۔ چٹ کول۔ مین نے آنحضرت اور اُس کی آل کی قسم کھائی ہو کہ اگر مین بادشاہ ہوگیا تو مین مذہب اثنا عشری کے ترویج ان مقامون مین کرونگا جہان اب تک اسلام کا علم نہین گیا۔ یہ نہین تصور کرنا چاہیئے کہ شاہ اسمٰعیل شاہ ایران نے میرے دل مین یہ خیال پیدا کیا ہو بلکہ اس سے پہلے سلطان یعقوب کے زمانہ سے میرا مذہب اثنا عشری تھا یہی میرے آبا و اجداد کا مذہب چلا آتا ہے اب میری عمر سو برس کے قریب ہونے کو آئی ہی اسکا زیادہ تر حصہ مین مذہب عبادت کی ترویج مین صرف کیا ہی۔ اب مین دنیا کو ترک کرنا چاہتا ہون کہ باقی عمر عبادت مین صرف کرون یہان تک

ایلچ پور مین مرگیا اور شاہ نے اسکے بیٹے علاء الدین کو اسکا قائم مقام کیا اور یوسف عادلخان
بھی کودل گندہ مین مرگیا اسکی جگہ بیٹا اسمٰعیل عادل شاہ مسند نشین ہوا۔ شولاپور کا حاکم
خواجہ جہان کا قائم مقام اسکا بیٹا نور خان ہوا اور اسکو بھی خان جہان کا لقب ملا اور
پرنیدہ اور اس کی مضافات مین حاکم ہوا۔

۹۱۱ھ مین محمود شاہ نے دارالسلطنۃ مین اپنے امراء کو بلایا اور وہ بیجانگر کی طرف متوجہ
ہوا۔ دیولی مین جب آیا تو لشکر شاہی کا مقابلہ ہندوؤن نے شروع کیا۔ ایک سخت لڑائی
ہوئی ملک قطب الدین نے دشمن کے میمنہ کو ہزیمت دی مگر محمود شاہ قلب سے بھاگا اور
گھوڑے سے گرا اور ٹھوکرون مین آنکر قریب المرگ ہوا کچھ زندگی باقی تھی کہ اسکے سپاہیون
نے اسے پہچان لیا اور پالکی مین ڈال کر اسکو میر لطف اللہ پسر شاہ محب اللہ کے خیمے
مین لے گئے۔ سپاہ دارالسلطنت کو الٹی آئی اور امراء اپنے اپنے علاقون پر گئے۔
شاہ ایسا ضعیف العقل ہوگیا تھا کہ اس نے قاسم برید کو پھر وزیر مقرر کیا پھر محمود شاہ
سخت بیمار ہوا ۲۴ ذی الحجہ ۹۲۴ھ کو ۶۲ برس کی عمر مین اور سینتیسوین سال سلطنت مین مر گیا
اس شاہ کے مرنے کے بعد امراء نے اپنے اپنے صوبون مین مطلق العنانی اختیار کی
تھوڑا سا لحاظ اور پاس جو اب تک شاہ بہمن کا چلا جاتا تھا وہ بھی نہ رہا۔
اول ملک احمد نظام الملک نے جنیر اور دولت آباد مین آزادی کا ڈنکا بجایا اور انہین
دنون مین اسنے احمد نگر کے شہر و قلعہ کو آباد کیا اور آیندہ اسکو اپنا دارالسلطنت
دویم اسمٰعیل عادل شاہ نے ولایات بیجاپور و مرج و کولکان غصب کیا
اور بیجاپور کو اپنا دارالملک بنایا۔
سوم علاء الدین عماد الملک حاکم برار نے اپنی شاہی کا اشتہار دیا۔ ایلچ پور کو
دارالحکومت بنایا۔ چہارم ملک قاسم برید نے محمود شاہ کے خزانہ پر قبضہ کیا اور بیدر
مین خود مختار ہوا۔ پنجم سلطان قلی قطب الملک نے شاہی پر چھاپا مین سے
جواب تک بھی جاتی تھی پھر محبت رکھی اور صوبہ تلنگانہ پر قبضہ کیا۔ اور

اور ویران کیا۔ جب سلطان قطب شاہ کو اس غارتگری کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی پانچہزار
سوار اور تیس ہزار پیادے لیکر اس سے لڑنے گیا۔ اس سپاہ کے ساتھ جو دشمن کی سپاہ کے
مقابلہ مین تھوڑی تھی شہر بنگل مین گیا جہان دشمن مقیم تھا ہندوؤن کے ہراول پر مسلمانون کا
لشکر ایسا دفعۃً آن پڑا کہ اس نے کچھ مقابلہ نہ کیا اور اپنے لشکر سے اُلٹا جاکر جا ملا۔ کرشن راے
اپنی سپاہ کی کثرت پر مغرور تھا اس نے اپنے لشکر کو مسلمانون پر جو بنگل کے قریب اُترے
ہوئے تھے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ایک سخت لڑائی صبح سے شام تک ہوئی۔ قطب شاہ
اپنی سپاہ کو جو دشمنون کی کثرت سے ہراسان ہوئی تھی دلاسا دیتا اور اُن کے
پژمردہ دل کو شگفتہ کرتا۔ قطب شاہ کا قاعدہ تھا کہ وہ سوارون کی فوج کو ضرورت
کے وقت کے لیئے الگ رکھتا اور وہ اس وقت حرکت کرتی کہ اسکو حکم ہوتا۔ اس مین منتخب
پندرہ سو سوار تھے۔ جب اسکے قلب کی سپاہ فرار ہوئی تو اُس نے خود ان سوارون کو
لے کر دشمن پر حملہ کیا۔ ہندو اس تازہ سپاہ کے مقابلہ کے لئے تیار نہ تھے انکی صفین شکستہ و پراگندہ
ہوئین اور ایک ہی دفعہ سب فرار ہوئے۔ جنگ کا فیصلہ ہوا اندھیری رات نے انکی ہزیمت
پر ایک سیاہ پردہ ڈالا کہ تلوار کی چمک اُنپر نہ پڑی۔ ہاتھی اور بھاری اسباب قطب شاہ کے
قبضہ مین ہوئے۔ دوسرے دن قطب شاہ نے بنگل کا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ پہاڑ پر تھا
اور اسکے گرد گھنا درختستان تھا۔ مسلمانون نے اسکو جلدی سے گھیر لیا اور قریب الفتح نظر
آتا تھا۔ کرشن راے نے بنگل کا یہ حال سنکر تین سو سوار اور ایک ہزار پیادے کمک کو بھیجے
اس سپاہ کو حکم تھا کہ وہ درختستان مین جاے اور دفعۃً محاصرین پر شب خون
مارے اور اسی وقت اہل قلعہ اندر سے باہر آنکر دشمنون پر حملہ کرین اہل قلعہ نے
چند بار محاصرین پر حملہ کیا جس سے قلعہ ایسا جلد فتح نہ ہوا جیسا کہ ابتدا مین معلوم
ہوتا تھا آخر کو حاکم قلعہ نے جو کرشن راؤ کا قریب کا رشتہ دار تھا۔ قلعہ حوالہ کرنے
کی شرائط پیش کین اور دوسرے دن قلعہ سپرد کیا اور اہل قلعہ کو اختیار دیا گیا
جہان چاہین چلے جائین۔

بیان وہ ہے جو صدر جہان نے سلطان قلی کی زبان سے سنا تھا۔

دکن کی تمام تاریخون سے یہ معلوم ہوتا ہے۔

جب بیجاپور مین عادل شاہ نے اور احمد نگر مین نظام الملک نے اور اور امرا نے شاہ کا خطاب اختیار کیا تو سلطان قلی کے امرا نے بھی عرض کیا کہ آپ ہی تین تلنگانہ کا شاہ بنایئے کوئی اور آپ کے سوا اس خطاب کا مستحق نہین ہے اور اس پاس اسی مضمون کے خطوط یوسف عادل شاہ احمد نظام شاہ کے آئے تو سلطان قلی نے تخت سلطنت پر شاہانہ جلوس کیا اور حکم دیا کہ سارے ملک مین خطبہ مین دوازدہ امام کا نام پڑھا جاے اور میرا خطاب سلطان قلی قطب شاہ مشتہر کیا جاے۔

سلطان قلی ہر سال بیجانگر کے ہندوؤن پر لشکر کشی کرتا تھا اور اپنی دارالسلطنت کو واپس چلا آتا تھا مگر اب اُسنے ارادہ کیا کہ اپنی دارالسلطنت کا مقام عین وسط مین قرار دون اسلئے اسنے موضع گلکنڈہ کے قریب شہر محمد نگر آباد کیا اور وہان اپنی دارالحکومت کو منتقل کیا۔ سلطان قلی نے اپنے محسن محمد شاہ کے نام پر اس شہر کا نام محمد نگر رکھا۔ قلعہ گولکنڈہ کی مرمت کے بعد سلطان قلی نے اپنی توجہ قلعہ راج کنڈہ کی تسخیر کی طرف کی جسکے راے دنکٹی نائک نے اسکے ملک پر حملہ کیا تھا اُسنے جاکر اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ بھاری توپین مارکے قلعہ کی دیوارون مین رخنے ڈالدیے۔ اہل قلعہ نے محاصرین پر کئی وار کیے مگر وہ انکو روک نہ سکے انہون نے جبر و قہر سے قلعہ لے لیا اور انکا کچھ نقصان بھی نہین ہوا۔ راجہ دنکٹی نائک مقید ہوا اور گلکنڈہ بھیجا گیا۔

شاہ نے دارالسلطنت مین آنکر دیورکنڈہ کی تسخیر کا ارادہ کیا یہ قلعہ پہاڑ کی چوٹی پر تھا بہت دنون تک محاصرہ رکھنے سے وہ تسخیر ہوا۔ شاہ کے حکم سے ہندوؤن کے مکانات اور معابد ڈھاکر خاک مین ملائے گئے اور اُسکی جگہ مساجد تعمیر ہوئین۔

جب کرشن راؤ بیجانگر کے راجہ نے دیورکنڈہ کی فتح کا حال سنا تو وہ تیس ہزار سوار اور تین لاکھ پیادے لے کر قطب شاہ کے ملک پر حملہ کرنے کے لیئے آیا اور اُسکی سرحد کا ملک برباد

سوار اور دس ہزار پیادے جمع کرلئے تھے اور اپنے ہمسایہ کے ملکون پر تاخت وتاراج
قطب شاہ کو اپنے دار السلطنت مین آنے سے قوام الملک کی غارتگری کا حال معلوم ہوا۔
اسلئے ناصحانہ اور مشفقانہ خطوط لکھے کہ جو مال اسباب اسنے قطب شاہ کے ملک مین سے لوٹا ہے
واپس دیدے اسنے ایلچیون کو سمجھا دیا کہ وہ قوام الملک سے کہین کہ ہمارے شاہ کو ان
واقعات پر افسوس ہوا ہے وہ دل سے اپنے سب مسلمان ہمسایون کے ساتھ دوستانہ
رہنا چاہتا ہے اسلئے کہ قرآن شریف مین لکھا ہے کہ سب مومنین بھائی ہین۔ مگر
قوام الملک غرور کے گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ قطب الملک کو اپنے آگے کیا سمجھتا تھا اوسنے
دوبارہ اپنی سپاہ قطب شاہ کے ملک کی غارت گری کے لیئے بھیجی تو پھر قطب شاہ بھی اپنے
غصّہ کو نہ روک سکا اسلئے اپنے لشکر کو میدان مین آنے کا حکم دیا اور وہ ایلگندیل کی
طرف چلا۔ اس مقام سے ایک دن کی راہ پر قوام الملک سے نزدیک ہوا دوسرے
روز لڑائی صبح سے دوپہر تک رہی۔ قطب شاہ نے خود اپنے دو ہزار سوار لڑائے۔ اور
قوام الملک کو شکست دی جو پراگندہ ہوکر بھاگا اور قلعہ ایلگندیل مین چلا گیا۔ اس
مقام پر قطب شاہ آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا جب قوام الملک نے دیکھا کہ مین اپنے دشمن سے
نہین لڑ سکتا تو وہ برار کو بھاگ گیا اور علاء الدین عماد شاہ کی امداد کا طالب ہوا
چند روز بعد قلعہ ایلگندیل قطب شاہ کے ہاتھ آیا اور قوام الملک کے سپاہیون
نے اسکی نوکری کرلی۔ شاہ قلعون ایلگندیل اور ورنگل کو اپنے سپاہیون کو سپرد کرکے
اپنی دار السلطنت مین چلا آیا۔
قوام الملک برار مین گیا اس نے علاء الدین عماد الملک کو اغوا کیا کہ وہ اسکا
معاون ہو اور پھر اسکا ملک اسی پھر دلادے۔ جب قطب شاہ نے یہ سنا تو اس نے اپنا
ایلچی عماد الملک پاس بھیجا جس نے قوام الملک کی دھین دھوکرئی بیان کی۔ اور
عماد الملک کو یاد دلایا کہ اسکے لشکر نے وہ سات ٹپے (ٹپہ ایک تلنگی لفظ ہے۔
جسکے معنی پرگنے کے ہین) غصب کرلئے ہین جو محمود شاہ بہمنی نے سلطان قلی کو

اب سپاہ جنگل سے گن پور گئی جو اس قلعہ مرگوول کنڈہ کے درمیان تھا۔ شاہ نے جاتے ہی حاکم قلعہ سے کہا کہ وہ اپنے تئین حوالہ کرے مگر اسنے اسکا جواب توپون سے دیا اور ہم ایک سپاہ پہاڑ سے اوتر کر میدان مین آئی اور مسلمانون کی صفون مین گھس گئی مگر مسلمانون نے اس حملہ کو ہٹا دیا اور اہل حملہ نے مجبور کیا کہ وہ قلعہ کی چار دیواری مین گھس گئے۔ گن پور کا دو مہینے تک محاصرہ رہا جسمین مسلمانون کے بہت سے بہادر افسر اور سپاہی کام آئے اور قطب شاہ کو بھی اسکی فتح سے مایوسی ہوئی۔ گن پور کا قلعہ پہاڑ پر تھا۔ اور اسکے دروازہ کو صرف ایک بٹیا جاتی تھی جسکے ہر طرف بڑے غار تھے اور وہ پتھرون سے اور کٹھ گرون سے مسدود تھی اور دروازہ پر دو برج بنے ہوئے تھے جو اسکے محافظ تھے۔ قطب شاہ نے اول یہ دو برج گروائے اور پھر وہ خود دسیاہ کو لیکر گیا اور قلعہ کو فتح کر لیا مگر جانون کا نقصان بہت ہوا۔ گن پور سے گووِل کنڈہ کو شاہ چلا جس نے بہت دنون تک بہادرانہ مقابلہ کیا۔ مسلمانون پر اہل قلعہ نے بعض سخت حملے کئے جنمین طرفین کے بہت سپاہی مرے آخر کو قلعہ مین مسلمان سیڑھیان ڈال کر داخل ہوئے اور آدھی رات کو قلعہ پر حملہ کیا اگرچہ وہ اسکو لے نہ سکے مگر دوسرے روز صبح کو قلعہ والے کنجیان شاہ کے ہاتھ مین دین اور ہوشیاری سے اپنے تئین حوالہ کیا۔ اہل قلعہ کو اجازت ہوئی کہ وہ اپنا ذاتی اسباب لیکر چلے جائین۔ خزانہ سرکاری جو بڑا بھاری تھا وہ شاہ کے ہاتھ آیا جسکو اسنے ویمنہ سپاہ مین تقسیم کر دیا۔ یہان ایک مسلمان افسر کو حاکم مقرر کیا اور اپنی دار السلطنہ کو چلا آیا اور اپنے شہر کے سب وساوسے ملاقات کی۔

سلطان قلی قطب شاہ جو لشکر کشی کے سبب سے اپنے ملک سے غیر حاضر رہا تو قوام الملک ترک نے اسکے شمالی اضلاع پر حملہ کیا اور ان کو ویران کیا۔ یہ ترک ایک بہمنی سلطنت کا افسر تھا اور آخر سلطنت کی درہمی و برہمی مین قلعون ایلکنڈہ پل ورنگل گو پرا اور بعض اور اضلاع پر قبضہ کر لیا تھا اور چھ ہزار کے قریب

سخت لڑائی ہوئی جسمین مسلمانون کو فتح ہوئی اور سیتاپتی راجندر دیو پاس بھاگا۔ اور
مسلمانون کے لشکر نے کنداپلی اور اندراکندہ اور ایتگیر پر قبضہ کیا قطب شاہ کم میٹ
کو تسخیر کرنے گیا۔ یہ تلنگانہ کے مضبوط قلعون مین سے تھا قطب شاہ ناحق خونریزی
نہین چاہتا تھا اسنے حاکم قلعہ پاس ایلچی بھیجا اور اسکو راجہ کی شکست سے مطلع کیا اور اسنے
مسلمانون کو قلعہ حوالہ کرنے کی درخواست کی جس سے اسنے انکار کیا مسلمانون نے کئی حملے
اس قلعہ پر کئے مگر ناکامیاب رہے پھر قطب شاہ نے خود جھنجھلا کر چارون طرف سے حملہ کیا
مسلمان اپنے سرون پر سپر لگا کر قلعہ کی دیوارون پر زینے لگا کے چڑھ گئے اگرچہ
اس طرح مسلمانون مین جانون کا زیان بہت ہوا مگر وہ فصیلون پر قبضہ کرنے
مین کامیاب ہوگئے اس دفعہ انھون نے کسی کو امان نہ دی ہر ایک مرد۔ عورت۔ بچے کو
مارڈالا فقط سیتاپتی کے عورتون کو شاہی محل مین داخل ہونے کے لئے زندہ رکھا۔
جب سیتاپتی کو شکست ہوئی تو وہ بھاگ کر راجہ راجندر سیر گجپتی پاس گیا۔
جسکا دارالقرار کنداپلی تھا اور اس کے قبضہ مین تلنگانہ اور اڑیسہ کا ساحل بحر
بنگالہ کی حدود تک تھا اور خشکی مین کچھ ملک تھا۔ سیتاپتی نے اس سے یہ بیان کیا
کہ سلطان قلی قطب شاہ اپنے جبر و قہر سے مجھے جلاوطن کرنے مین کامیاب ہوا اسنے
سارا ملک تلنگانہ فتح کرلیا ہے اب آگے وہ اور قدم بڑھائیگا اور راجندر کے ملک پر
حملہ کریگا جو اسکی مملکت سے متصل ہے گجپتی راجندر نے اوسکی باتون کو یقین کرلیا اسکو
بڑا بھروسہ اسپر تھا کہ وہ میدان جنگ مین بڑی سپاہ لاسکتا تھا اسنے احکام
جاری کئے کہ کنداپلی مین اسکے تابعین لشکر لائین یہان اسنے ایک لشکر جمع کیا
جسمین تین لاکھ پیادے اور تیس ہزار سوار تھے سب پاس نیزے تھے۔ سیتاپتی
وونا وری اور ہری چندا اور نامور راجہ لشکر کے ساتھ تھے ان سب نے باہم اتفاق
رکھنے پر قسم کھائی اور سلطان علی قطب شاہ پر حملہ کرنے چلے سلطان قلی نے ان کے
مقابلہ کے لئے صرف پانچہزار سوار تیار کئے اور دشمن سے پانچ کوس پر مقابل ہوا ہندو

دئیے تھے انہین بائین ہاتھ سے عنایت کیجئے اور اپنے ملک مین قوام الملک کو رہنے نہ دیجئے
ان درخواستون مین سے علاءالدین عماد شاہ نے کسی درخواست کو نہ مانا اور غصہ
مین آخر جواب دیا جسکے سبب سلطان قلی اپنی سپاہ کے ساتھ اسکی مملکت کی طرف چلا
عماد الملک بھی ایلچ پور سے روانہ ہوا اور رام گیر کے قلعہ کے قریب قطب شاہ سے مقابلہ کیا۔
دوسرے دن دوپہر تک لڑائی ہوئی۔ قطب شاہ نے فتح پائی۔ علاءالدین عماد شاہ برار کو بھاگا
اور سلطان قلی نے اپنے سات تھون مین اپنے آدمی متعین کئے اسکے بعد وہ گلکنڈہ مین آیا
یہان اُس نے سُنا کہ سیتاپتی راجہ کم میٹ قطب شاہ کے ملک کا وہ حصہ دبا بیٹھا ہے جو اسکے
ملک کے قریب تھا اس راجہ پاس بڑے مضبوط قلعے کم میٹ بیلم کنڈہ۔ ورنگل۔ اور اس کے
سوائے اور قلعے بھی تھے اور بارہ ہزار پیادے خوب نشانہ باز اس پاس تھے۔ قطب شاہ نے اول
بیلم کنڈہ کی طرف کوچ کیا اور اسکو جاکر خوب محاصرہ کیا۔ یہ محاصرہ مدت تک رہا۔ شاہ نے
اُسپر زینے لگاکے چارون طرف حملہ کرکے اسکو لے لیا سپاہی بہت مارے گئے۔
جب راجہ سیتاپتی نے سُنا کہ قلعہ بیلم کنڈہ فتح ہو گیا جسکو وہ جانتا تھا کہ کوئی دشمن اسکے
اندر قدم نہین رکھ سکتا تو وہ فوج لیکر میدان مین قطب شاہ سے لڑنے آیا وہ بھی لڑنے کو
تیار بیٹھا تھا دونو لشکرون مین لڑائی ہوئی بڑے بڑے بہادر مسلمان دشمن کے پیادون کی
قدر اندازی آتشبازی سے ہلاک ہوئے مگر آخر کو ہندوؤن شکست ہوئی اور وہ بھاگ گئے۔ راجہ
مع خزانہ اور اسباب گران مسلمانون کے ساتھ آیا اسکے بعد قطب شاہ گلکنڈہ مین آیا سیتاپتی
شکست پاکر کم میٹ کو گیا اور روپیہ ہمسایہ کے راجاؤن کو جیسے کہ کنڈاپلی اندکھنڈہ
وارا پلی اور ایٹ گیر کے راجہ تھے چھٹیان لکھین اور سب کو بلایا تا کہ متفق ہوکر سلطان قلی
قطب شاہ سے لڑین جسنے تلنگانہ کا بڑا حصہ تسخیر کر لیا ہے اور ہر روز اپنا استقلال ایسا
بڑھا رہا ہے کہ تھوڑے ہی دنون مین کوئی ہندو رئیس اسکے مقابلہ کا نہین رہیگا۔ یہ سب راجہ
اسکے بلانے سے کم میٹ کے قریب آپس مین ملے جب سلطان قلی نے ان راجاؤن کا متفق
ہونا سُنا تو انسے مقابلہ کرنے کے لئے کوچ کیا اور کم میٹ کے قریب ہندوؤن سے سخت

تلنگانہ کی حدود تاراج کرتا تھا۔ جب اس نے راجہ رامچندر کی شکست کا حال سنا تو اس نے
ایلچیوں کو سلطان قلی قطب شاہ پاس بھیجا اور آخر کو یہ صلح قرار پائی۔ مسلمانوں اور راجہ کے
ہندوؤں کی مملکت کے درمیان حد فاصل دریائے گوداوری رہے عہدنامہ پر دونو
قطب شاہ اور وسناتھ دیو (ویجاناتھ دیو) کی مہریں ہوگئیں اور مسلمانوں کو ضلع ایلور ملگیا
جب سپاہ گولکنڈہ میں واپس آئی تو بادشاہ نے سنا کہ اسکے ایام غیر حاضری میں
وجیانگر کے راجہ کرشن رائے نے اس کی سرحد کے بعض اضلاع پر حملہ کیا اس لئے سلطان
فوراً لڑائی کے لیئے تیار ہوا۔ اول کندبیر کو گیا۔ یہاں آنکر اس نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔
کوہستانی دو قلعوں بیلم کنڈہ راناکنڈہ سے جو کندبیر سے دو گول (گولی ۱۲ کوس)
کے فاصلہ پر تھے۔ کندبیر میں سپاہ کی کمک آگئی اور محاصرین پر کئی شب خون مارے
اور انمیں کامیاب ہوئے قطب شاہ دشمنوں کے اس طریقے سے لڑنے سے ایسا حیران
ہوا کہ اس نے کندبیر کو چھوڑ کر ان دو قلعوں کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اول اس نے بیلم کنڈہ کا
محاصرہ کیا ادھر اہل قلعہ نے بڑے استقلال سے مقابلہ کیا۔ ادھر ہندوؤں نے شبخونوں
مارنا بھی نہیں چھوڑا۔ ان حملوں میں مسلمانوں کے بڑے بڑے بہادر افسر اور بہت سے
سپاہی مارے گئے۔ قطب شاہ اپنی ہمیشہ تدبیر کام میں لایا کہ اس نے سب طرف سے قلعہ پر
حملہ کیا اور دیوار پر زینے لگا کے قلعہ فتح کر لیا مگر بہت نقصان اٹھایا۔ قلعہ میں جو مال
اسباب ہاتھ لگا وہ سپاہ میں اسی وقت تقسیم کر دیا۔ یہاں سہیل خان خواجہ سرا کو
حاکم مقرر کیا اور خود کنداپلی کو چلا۔ اس اثناء میں کندبیر میں لشکر شاہی کے بہت
سے ہندو افسر شہزادہ حیدر خان کے باغی ہوگئے اسلئے قطب شاہ کو مجبوراً اپنے
بیٹے کی سطوت قائم رکھنے کے لئے مراجعت کرنی پڑی اسی اس عرصہ میں کرشن رائے اور راجہ
وجیانگر نے یہ دیکھ کر کہ مسلمانوں کی سپاہ کنداپلی کو جاتی ہے ایک سپاہ جمع کی
اور اپنے بھتیجے کو پانچ ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار پیادے دیکر مسلمانوں سے میدان
میں لڑنے کے لئے بھیجا یہ سپاہ اپنے مقام مقررہ پر پہنچے اور بیلم کنڈہ میں پہلی

دوسرے روز   اپنی صف آرائی کی - گج راجچندر دس ہزار سوارون اور ایک
لاکھ پیادون اور تین سو ہاتھیون کے ساتھ قلب مین میمنہ مین اسکا بھتیجا دونادری
دس ہزار سوارون اور ایک لاکھ پیادون اور دو سو ہاتھیون کے ساتھ۔
میسرہ مین ہری چندا ور سیتاپتی دس ہزار سوارون اور ایک لاکھ پیادون اور دوسو
ہاتھیون کے ساتھ ہر ہاتھی   کے ساتھ چند آدمی تیر و کمان لئے ہوئے تھے۔
قطب شاہ نے دشمن کے سپاہیون کی شمار پر کچھ خیال نہین کیا اُسنے اپنے بیٹے حیدر خان
کو پندرہ سو سوارون کے ساتھ میمنہ مین اور فتح خان کو اسی قدر سوارون کے ساتھ
میسرہ مین مقرر کیا اور قلب مین خود دو ہزار سوارون کے ساتھ لڑنے کھڑا ہوا۔ عادت کے موافق
وہ اپنے گھوڑے سے اُترا اور خدا تعالی کو سجدہ کیا اور بہت گڑگڑا کر دعا کی کہ اے
خدا انکو کافران کو مسلمانون کے ہاتھون مین گرفتار کر پھر وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور دشمنون
پر وار کیا اور ہندؤن کو ڈرا کر بھیڑون کی طرح آگے رکھ لیا اور قسائیون کی طرح
ذبح کیا۔ راجہ راجچندر قید ہوا اور اسکا بھتیجا دونادری شاہزادہ حیدر کے ہاتھ
سے مارا گیا سب ہاتھی اور خزانے چھین گئے اور تمام ملک ساحل بحر تک شاہ کے قبضہ
مین آیا۔ یہان سے قطب شاہ کنداپلی گیا جسکو اُسنے مسخر کیا۔ یہان سے ایلور اور
راجمندری گیا۔ ایلور مین بہت ہندو مارے گئے۔ جب مسلمانون کا لشکر راجمندری مین
آیا تو اُنہون نے گوداوری کے کنارہ پر خیمہ لگایا یہان شاہ کو اطلاع ہوئی کہ
درختستانون اور پہاڑون مین بہت دشمن جمع ہوئے ہین اور انکا ارادہ اسپر
شبخون مارنے کا ہے تو شاہ نے اپنے دو سپہ آرا فتح خان اور رستم خان بھیجے
کہ وہ دشمنون کی حرکتون کو دیکھتے رہین اور اُنکے مارنے کے لئے کوشش کرین
فریقین مین جنگ ہوئی جب دو ہزار ہندو مارے گئے تو وہ پھر جنگلون مین چلے
گئے اور کھیت مسلمانون کے ہاتھ مین رہا۔
دیکھا ناتھ (دیوہ) جسکو عوام الناس گج پتی کہتے ہین ممالک بنگال مین ساحل سمندر پر

ہندوؤن نے قلعہ گندبیر مین جاکر پناہ لی قطب شاہ نے اوسکو دوبارہ محاصرہ کیا جب ہندوؤن
نے دیکھا کہ قلعہ کو ہم بچا نہین سکتے تو انھون نے خراج گذار ہونا قبول کیا اور سالانہ تین
لاکھ ہن (۱۲۰۰۰۰ روپیہ) دینے کا وعدہ کیا اور اسی وقت دو لاکھ ہن
(۸۰۰۰۰ روپیہ) اونھون نے ادا کر دیئے اور باقی ایک لاکھ ہن کے لئے چار نوجوان
راجہ اوٗل مین دیئے۔ ہندو و مسلمانون کے درمیان ان معاملات کے زمانہ مین قلعہ
کنداپلی مین اکثر ہندو جو نائک واری تھے انھون نے قطب شاہ کے بیٹے حیدر خان
کے احکام کا ماننا چھوڑ دیا تھا اور چار مہینے کے عرصہ سے کھلی بغاوت کرتے تھے۔
جب انھون نے سیوارام کی شکست کا اور کندبیر کے دوبارہ مفتوح ہونے کا حال
سنا تو وہ ٹھنڈے ہوئے اور سمجھے کہ ہمکو کامیابی کی امید کم ہے اس لئے انھون نے
اپنی جان کی امان مانگی اور لشکر شاہی کو قلعہ کے حوالہ کرنے کے لئے عرض کیا۔
سلطان قلی نے نائک واریون کو معاف کر دیا اور اُس نے حکم دیا کہ کنداپلی کی لشکر
سپاہ گن پور کے قلعہ مین جائے اور قلعہ گن پور کی سپاہ کنداپلی مین آئے۔

قطب شاہ اور اسمٰعیل عادل شاہ کی لڑائی۔

اس عرصہ دراز کی لشکرکشی کے بعد سلطان قلی نے اپنی دارالسلطنتہ کی طرف
کوچ کیا اثنائے راہ مین سنا کہ بیجاپور کے اسمٰعیل عادل شاہ نے وجیانگر کے راجہ کے
اغوا سے قلعہ کوول کندہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اور اس خدمت کے لئے راجہ نے اوسکو
دو لاکھ ہن (۸۰۰۰۰ روپیہ) دیئے ہین اور پچاس ہزار ہن ہر کوچ پر جو بیجاپور
کی سپاہ قطب شاہ کے ملک مین کرے دینے کا اقرار کیا ہے۔
یہان اس زمانہ مین جعفر بیگ بادشاہ کا قلعہ دار تھا اور ضلع کوول کندہ مین حاکم تھا۔
عادل شاہ نے اسّائیس ہزار سپاہ سے ایک مہینہ سے محاصرہ کر رکھا تھا اوس نے
قطب شاہ کو لکھا کہ اب میرے پاس جنگ کا ذخیرہ بہت کم ہو گیا ہے اگر کمک
نہ پہونچے گی تو تھوڑے عرصہ مین دشمنون کے ہاتھ سے قلعہ نہین بچے گا سلطان قلی
قطب شاہ نے فوراً اپنا انتظام کیا کہ قلعہ کی کمک کو خود جائے مگر اسکے مشیر کار

پر حملہ کرنے کے لئے آگی بڑھی سہیل خان نے یہ پیچ کیا کہ دشمن سے کہا کہ مجھ مین اس قدر سپاہ کثیر کے ساتھ لڑنے کی تاب تو ان نہین ہی مجھے تین روز کی مہلت دو کہ مین قلعہ حوالہ کر دون۔ اِدھر یہ کہا اُدھر شاہ پاس اپنے ایلچی دوڑا کے اپنے حال سے اطلاع دی قطب شاہ اس بات کے سُنتے ہی اپنی سوارون کے ساتھ ایلغار کر کے دشمن پر دفعۃً آن پڑا جو اس انتظار مین بیٹھا تھا کہ اب قلعہ حوالہ ہوتا ہے شاہ نے دشمن کو پراگندہ کیا اور اسکا بھاری اسباب چھین لیا اور ساٹھ ہاتھی جو سپاہ محافظ بسلم کنڈہ و کنداپلی کی تنخواہ کے لئے خزانہ لئے جاتے تھے وہ پکڑ لائے اس طرح بسلم کنڈہ کو دشمن کے محاصرہ سے شاہ نے چھڑایا اور کندبیر کو آیا۔ تو پخانون سے قلعہ کی دیوارون کو توڑا پھوڑا اور نیچے کا قلعہ فتح کیا اہل قلعہ اوپر کے قلعہ مین پہاڑ پر چڑھ گئے۔ دوسرے روز وہ بھی فتح ہو گیا۔ بادشاہ نے اپنی سپاہ کو اُس کے لوٹنے کی اجازت دی مگر سب باشندون کو جان کی امان دی جب کرشن رائے راجہ وجیانگر کو کندبیر کی خبر پہونچی تو اُس نے اپنے سپہ سالار اور داماد سیوا رام کو ایک لاکھ پیادون اور آٹھ ہزار سوارون کے ساتھ مسلمانون سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ قطب شاہ نے اپنی سپاہ کی قوت کو اس طرح ضعیف کرنا نچاہا کہ وہ کندبیر مین اس کو چھوڑ رہا۔ اُس نے قلعہ کے دروازے جلا دئیے اور اسکی عمارات کو ڈھا دیا اور کنداپلی کو مراجعت کی اور کرشنا کے کنارہ پر اُترا ہندؤن کو مسلمانون کی اس دفعۃً مراجعت پر تعجب ہوا۔ انہون نے جا کر کندبیر کی دیوارون کی مرمت کی۔ اور سپاہ وہان چھوڑی اور اسکو اپنے خزانون اور بھاری اسباب کے لئے بنگاہ بنایا پھر ہندو قطب شاہ کی سپاہ کے پیچھے پڑے قطب شاہ نے دشمن کو اپنی لشکرگاہ سے چند میل کے قریب آنے دیا۔ پھر شاہ پانچ ہزار سوارون کو ساتھ لے کر ہندؤن کے لشکر پر صبح کو اس طرح گیا جیسا کہ چڑیون پر باز جھپٹا مارنے جاتا ہے۔ دو مہینے تک لڑائی رہی۔ طرفین نے مردانگی دکھائی۔ آخر کو

جاسوسون نے سلطان قلی کو مطلع کیا کہ عادل شاہ نے گولکنڈہ کی غارتگری کے لئی سپاہ بھیجی ہے تو اُس نے اپنا بھاری اسباب گن پور مین رکھا دو روز مین اس سپاہ کو آن لیا اور اس مین ایک آدمی زندہ نہ چھوڑا۔ جب اسمٰعیل عادل شاہ نے یہ حادثہ سُنا تو اُس نے جا کر پہلے سے زیادہ سخت کوول کنڈہ کا محاصرہ کیا۔ جب سلطان قلی کو معلوم ہوا کہ اس محاصرہ کے لئے عادل شاہ نے مراجعت کی ہی تو وہ اپنے تین ہزار سوارون کو ساتھ لیکر عادل شاہ کے لشکر کے حوالی مین اترا اور شب خون مارا اور سپاہ کو دشمن کے لیے رسد بند کرنے کے لئے بھیجا اسکے بعد ایک لڑائی قصبہ گن پور کے قریب ہوئی جسمین سلطان قلی کے چہرہ پر تلوار کا زخم لگا جسنے ناک کا کچھ حصہ اور ایک گال اڑ گیا اس زخم نے اُس کی صورت بگاڑ دی۔ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ اسد خان لاری بیجاپوری کے ہاتھ سے اُس کے بیٹے جمشید قطب شاہ کے چہرہ پر یہ زخم لگا تھا۔ کوول کنڈہ کے حوالی مین گیارہ مہینے یہ چپقلشین ہوتی رہین اس عرصہ مین محصورین نے بھی قلعہ سے باہر آنکر محاصرین پر کئی دفعہ حملہ کیا مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی کہ اسمٰعیل عادل شاہ بخار مین مبتلا ہو کر ۱۶ صفر ۹۴۱؁ھ کو اس دنیا سے سفر کر گیا اور ملو عادل شاہ اسکا جانشین ہوا اور پھر صلح ہو گئی کوول کنڈہ کے قلعہ مین بعض نائک تھے جنھون نے اپنی مردانگی دکھائی تھی اُن کو سلطان قلی نے انعام اکرام دیے۔ اب لشکر کو تین برس برابر لڑتے ہوئے ہو چکے تھے تو اسکے افسرون اور سپاہیون کو شاہ نے گھر جانے کے لئے رخصت دی۔ اور خود اپنی دار السلطنت مین آیا۔

شوال ۹۳۶؁ھ مین سلطان قلی کے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام ابراہیم قلی رکھا گیا جس زمانہ مین کہ اسمٰعیل عادل شاہ سے قطب شاہ لڑ رہا تھا تو برید شاہ بیدر نے فرصت پاکر تلنگانہ کے شمالی قصبے و پرگنون پر تاخت .... و تاراج کی سلطان قلی کچھ دنون اپنی دار الخلافہ مین رہا اور پھر میدان جنگ مین آیا کہ اس غارتگری کا انتقام لے وہ بیدر کو روانہ ہوا اور مخالفون سے ایک

اسکے جانے کے مانع ہوئے انہون نے کہا کہ آپکے پاس صرف تین ہزار سوار جنگ کے قابل موجود ہین اور باقی سپاہ ہاری تھکی ہے۔ ہاتھی دبلے و ضعیف ہو رہے ہین دو برس سے تلنگانہ مین لڑ رہے ہین کہان تک نہ تھکین سلطان قلی نے جواب دیا کہ مین کبھی دشمنون کی کثرت تعداد سے خوف زدہ نہین ہوتا چنانچہ یہ امر رامچندر راجہ کی لڑائی سے ثابت ہے اسلئے افسرون نے کہا کہ برہان نظام شاہ کی کمک پہنچنے تک آپ انتظار کیجئے۔ ابھی اس باب مین گفتگو ہو رہی تھی مگر وہ اپنے ہمسایہ مسلمان کے برخلاف جبتک وہ اسکو خود برانگیختہ نہ کرے فوراً سفر کرنے مین متامل تھا۔ کوول کنڈہ کے قلعہ نشینون کو اطلاع دی گئی کہ بادشاہ خود مدد کرنے آیا ہے جب وہ گن پورہ مین آیا تو اسنے اسمعیل عادل شاہ کی خدمت مین اپنا ایلچی بھیجا اور اسکو کافرون کے اغوا سے مسلمانون کے ساتھ لڑنے پر لعنت ملامت کی اسمعیل نے یہ بات سنکر قلعہ کوول کنڈہ کے محاصرہ مین سپاہ چھوڑی اور خود سلطان قلی سے لڑنے آیا۔

سلطان قلی نے اپنی لشکرگاہ مین علماء اور مشائخ کی انجمن منعقد کی اور انسے پوچھا کہ جب کوئی مسلمان بادشاہ کافرون سے رشوت لے کر اپنے ایمان کے اصول کو چھوڑ کر اپنے دوسرے ہمسایہ مسلمان شاہ سے لڑے تو شرعاً اس سے لڑنا جائز ہے یا نہین؟ اس انجمن کی رائے یہ تھی کہ ایسے دشمن کے ساتھ وہ سلوک کرنا چاہیئے جو کافر کے ساتھ کیا جاتا ہے بس اسنے اپنی تھوڑی سی سپاہ کو یہ بات سمجھائی اور حملہ آورون سے لڑنے کو آگے بڑھا میمنہ مین عین الملک کو اور میسرہ مین فتح خان سپہ آرا کو اور قلب مین شاہزادہ حیدر کو معین کیا اور خود منتخب سوارون کے ساتھ ضرورت کے وقت منتظر رہا اسمعیل عادل شاہ نے بھی اپنی سپاہ کی صف آرائی کی اور دونو لشکر جنگ مین مصروف ہوئے سارے دن لڑائی رہی رات نے جنگ کو موقوف کیا کوئی غالب مغلوب نہ ہوا۔ تین روز تک متواتر لڑائی رہی تیسری رات کو عادل شاہ نے تین ہزار سوار گولکنڈہ کے لوٹنے کے لئے بھیجے چوتھے روز سارے دن لڑائی رہی اور دونو سپاہ اپنے اپنے خیمہ گاہون مین گئین

کریگا تو خدا شاہد ہے کہ شاہ بہت سپاہ بھیجیگا قصبون کو غارت کریگا اور ملک کو ویران
اور قلعہ کو سر بند کرکے تسخیر کریگا اور پھر قلعہ مین کسی مرد عورت بچے کی جان نہ چھوڑیگا پھر راجہ
نے صلح کی شرائط کو منظور کرلیا اور شاہ پاس تحائف ونفائس بھیجے سالانہ خراج دینا
قبول کیا جب راجہ کے ایلچی آئے تو شاہ نے اُن سے کہا کہ ملکندہ ہی کوہستانی قلعہ ایسا ہے کہ
جسکو مین نے فتح نہین کیا مین اسکو سیر کرنی چاہتا ہون۔ میری محافظ سپاہ پیچھے
کھڑی رہیگی مین ایک دو آدمیون کو ساتھ لیکر قلعہ کے اندر جاؤنگا۔ راجہ نے اس کی
درخواست کو اس لئے قبول کرلیا کہ اس طرح شاہ خود پنجہ مین آئیگا جسکا دم گھوٹ کر
نکالا جائیگا مگر نہ سمجھا کہ سلطان قلی پیچ کھیلا کہ اس نے اپنی محافظ سپاہ کو کہدیا کہ جس
وقت مین قلعہ کے دروازہ مین تین چار آدمیون کے ساتھ پہنچونگا تو اپنی تلوار ننگی کرونگا
اُسے دیکھکر تم آنا مین دروازہ مین جب تک تم آؤ کھڑا رہونگا غرض وہ چار سپاہیون
کے ساتھ جو مکمل مسلح تھے پہاڑ پر چڑھا جب دروازہ مین داخل ہوا تو اُس نے تلوار
کھینچی اور پہرہ کے سپاہی کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا اور اسکے ساتھیون نے اور دروازہ بانون کا
خون کیا اور دروازہ پر بالکل قبضہ کرلیا کہ شاہ کی محافظ سپاہ آن پہنچی پھر تو نہ
عورت کو نہ مرد کو نہ بچے کو اُس نے زندہ چھوڑا۔ راجہ کو قید کرکے ایک آہنی قفس مین
بند کیا اور پھر اوسکو مار ڈالا۔ ملکندہ سے شاہ نے کنڈبیر کی طرف خراج کے وصول
کرنے کے لئے کوچ کیا۔ یہان کے راجہ نے خراج کے ادا کرنے مین تغافل کیا تھا۔ کنڈبیر کا
محاصرہ پہلی طرح سے کیا گیا۔ مدت تک اہل قلعہ نے بہادرانہ مقابلہ کیا۔ راجہ نے ایک مسلمان
افسر کو رشوت دیکر چاہا کہ صلح ہوجاوے مگر بادشاہ نے کہا کہ مین اس قلعہ کو جب تک
فتح نہ ہو نہین چھوڑونگا پھر چند روز مین وہ فتح ہوگیا۔ اہل قلعہ نے اپنی تئین
ہوشیاری سے حوالہ کیا۔ قلعہ کے اندر شاہ نے ایک برج اپنی فتح کی یادگار کے لئے
بنایا اور اپنی دارالسلطنت کو آیا۔

اسمٰعیل عادل شاہ کے مرنے کے بعد ملو جانشین ہوا تھا جسکو اسد خان لاری نے

لڑائی ہوئی اور پہلے روز خوب صف جنگ رہی مگر دوسرے روز بریدشاہی سپاہ کو ہزیمت ہوئی اور ایک سو پچاس ہاتھی اسکے دشمنون کے ہاتھ آئے بعد اسکے سلطان قلی نے اپنی سپاہ کو حکم دیدیا کہ بریدشاہ کے سارے ملک مین پھیل کر تاخت و تاراج کرین - چنچ دیل - ایلوری - پیتران کے زمینداروں نے آن کر خراج ادا کیا اور اپنا ملک شاہ کی سپاہ کے سپرد کیا جسنے اسپر قبضہ کیا - اب سلطان قلی قطب شاہ قلعہ کوہیر کی تسخیر کے لیے آگے بڑھا جب بریدشاہ نے یہ سنا تو وہ قطب شاہ سے لڑنے آیا - سلطان قلی نے اپنی آدھی سپاہ سے اسکا مقابلہ کیا اور آدھی سپاہ کو محاصرہ مین مصروف رہنے دیا اس لڑائی نے طول کھینچا - بریدشاہ کی سپاہ نے لشکر کے رسد کی راہ بند کرنے مین کوشش کی اور اُس مین کئی لڑائیان بھی ہوئین آخر کو برسات آجانے کے سبب سے طرفین اُسپر راضی ہوئے کہ قاسم برید قلعہ کوہیر کو دیدے اور شاہ گولکنڈہ اپنی دارالسلطنة کو چلا جائے -

قطب شاہ کچھ دنون گولکنڈہ مین رہا پھر اُس نے ہندوؤن پر لشکر کشی کا حکم دیا اور سپاہ کو فراہم کرکے نلکنڈہ کی طرف چلا جہان کے راجہ نے اسکے ملک مین کچھ غارت گری کی تھی جب قطب شاہ یہان آیا تو اُس نے قلعہ حوالہ کرنے کے لیے درخواست کی راجہ نے اسکو منظور نہین کیا تو شاہ نے محاصرہ کیا کچھ دنون کے بعد راجہ کے بھائی نے قلعہ سے نکل کر شاہ کی سپاہ پر حملہ کیا جس مین وہ خود قید ہوا اور لشکر کو شکست ہوئی - اس شکست سے راجہ ہری چند حاکم قلعہ بیدل نہین ہوا اُس نے کئی حملے دن رات کو محاصرین پر کیے جنمین طرفین کے بڑے بڑے بہادر سپاہی مارے گئے -

اس کوہستانی مستحکم قلعہ پر شاہ نے کئی دفعہ حملہ کیا مگر ہر دفعہ وہ ناکام رہا اور اسکا حملہ دفع کیا گیا آخر کو اُس نے علم صلح قلعہ کی دیوار پر پہنچایا اور منادی کی کہ اگر ہری چند گولکنڈہ کا باجگذار ہونا قبول کرے تو پھر قطب شاہی سپاہ اسکے ملک پر حملہ نہ کریگی اور شاہ گولکنڈہ کو چلا جائیگا لیکن اگر راجہ ان شرائط کو منظور نہین

چند روز کو اپنے ملک کے انتظام و ترقی مین بسر کرے جسکو اپنی قوت بازو سے حاصل
کیا تھا۔ گو اسکا جسم ضعیف تھا مگر دل قوی تھا اب اُس نے اپنی دار السلطنة کو مساجد اور
باغات اور عمارات سے آرائش دینی شروع کی۔ کہتے ہین جمادی الاول سنہ ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ع
کے آخر مین جمعرات کے دن گولکنڈہ کی جامع مسجد کی تعمیر کی اصلاح کے لئے دروازہ خاص
سے آیا اور جماعت کی نظر سے مخفی رہا اسکا چہرہ زخم لگنے سے ڈراؤنا ہو گیا تھا خلقت
اسکو تماشا سمجھ کر دیکھنا بہت چاہتی تھی وہ اس سے پرہیز کرتا تھا غرض وہ مسجد مین
آنکر معمارون کو ہدایت کر رہا تھا کہ اسکے ہاتھ سے وہ رومال گر گیا جسپر بارہ اماموں کا
نام منقش تھا تو اُس نے اصلاح تعمیر کے بتلانے کو اور روز موقوف رکھا اور مسجد سے
چلا گیا۔ اتوار کے دن ۲ جمادی الثانی سنہ ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ع کو مسجد مین آنکر نماز پڑھتا تھا کہ
شاہزادہ جمشید قلی کی اغوا سے میر محمود ہمدانی حاکم و قلعدار گولکنڈہ نے شاہ کو شمشیر سے
شہید کیا اس مقبرہ مین کہ خود تعمیر کر رہا تھا دفن ہوا سلطان قلی نے ساٹھ برس حکومت
کی جسمین ۱۷ برس تلنگانہ مین محمود شاہ بہمنی کے نام سے وہ حکومت کرتا باقی ۴۳ برس خود
شاہانہ حکومت کی نوے برس کی عمر مین شہید ہوا اسکے چھ بیٹے اور چار لڑکیان
تھین۔ (۱) حیدر خان جو باپ کی زندگی مین مر گیا (۲) قطب الدین جسکو شاہ
نے اپنا ولیعہد اور قائم مقام مقرر کیا تھا اور وہ اپنے بھائی جمشید کے حکم سے اندھا
کیا گیا۔ جمشید نے ہی باپ کو مروایا تھا اور تخت کو غصب کیا تھا چند سال بعد قطب الدین
اجل طبعی سے مر گیا (۳) یار قلی جمشید خان جو اپنے باپ کا جانشین ہوا (۴) عبد الکریم
جسنے سرکشی کی اور ملک سے چلا گیا اور پیچھے مارا گیا (۵) دولت خان جسکو شہزادہ
نا دکھتے تھے وہ ابراہیم قطب شاہ کے عہد مین مرا (۶) ابراہیم جو اپنے بھائی جمشید کے
بعد مسند نشین ہوا۔
جب یار قلی جمشید نے دیکھا کہ باپ نے قطب الدین کو اپنا ولیعہد بنایا اور اپنی جانشینی
کے لئے منتخب کیا تو اُس نے باپ کے قتل کرنے اور تخت کے غصب کرنے کا ارادہ کیا

اندھا کرکے ابراہیم عادل شاہ کو بادشاہ بنایا جب سلطان قلی قطب شاہ کوہیر کا محاصرہ کر رہا تھا تو ابراہیم عادل شاہ نے برید شاہ سے اتفاق کرکے ممالک تلنگانہ کی بعض حصون پر تاخت و تاراج کی تھی۔ سلطان قلی نے اب اسکا انتقام لینا چاہا وہ قلعہ ایت گیر پر لشکر کو لے گیا۔ یہ قلعہ شاہ بیجاپور پاس تھا اور اس نے اور سپاہ کو دستے روانہ کئے کہ اضلاع کا کنی۔ گرولی اور تارگی کو فتح کریں جنکو اسمعیل عادل شاہ نے اس عرصہ مین غصب کر لیا تھا کہ وہ رامچندرا و سیتاپتی سے لڑ رہا تھا ان سپاہ کے دستون نے تھوڑے عرصہ مین ان اضلاع کو تسخیر کرلیا اور قطب شاہ کے نام سے حکومت انمین قائم ہوگئی اسکے بعد قلعہ ایت گیر کو محاصرہ کیا اور اسی وقت اس نے برید شاہ پاس ایلچی بھیجا۔ اور اس سے قصبات میدک اور کولاس طلب کئے۔ سلطان قلی قطب شاہ سے قاسم برید لڑ نہین سکتا تھا اس نے ایلچی بھیجکر برہان نظام شاہ احمد نگر سے درخواست کی کہ آ مدد کرکے مجھے اس آفت سے بچائیے۔ اس وقت برہان نظام شاہ ابراہیم عادل شاہ سے ضلع شولاپور کے لئے جنگ کر رہا تھا وہ اس پیغام سے خوش ہوا کہ اسکو سلطان قلی قطب شاہ سے عہد و پیمان کرنے کا موقع ملیگا جس کی مہربانی کا وہ آرزو مند تھا اس نے اپنے وزیر شاہ طاہر کو قطب شاہ کے لشکرگاہ مین بھیجا اور شرائط صلح یہ ٹھیرائین کہ قاسم برید شاہ قلعہ میدک کو قطب شاہ کے حوالہ کرے اور قطب شاہ اسکے قصور معاف کرے جب شاہ طاہر گولکنڈہ مین آیا تو اسے معلوم ہوا کہ برسات کے آجانے کے سبب سے قطب شاہ ایت گیر کا محاصرہ اٹھانے کو اور اپنے دار الخلافہ مین آنے کو ہے قطب شاہ نے شاہ طاہر کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور اس نے قاسم برید کے صلحنامہ پر آسانی سے دستخط کرا لئے۔ اور شاہ طاہر نے اس سے یہ درخواست بھی کی کہ وہ پانچہزار سوار برہان نظام شاہ کی کمک کے لئے بھیجدے کہ وہ قلعہ شولاپور کی تسخیر مین شریک ہون۔ شاہ طاہر کو بیس ہزار ہن دیکر رخصت ہوئی۔ بعد ان فتوحات کے سلطان قلی قطب شاہ نے جس کی عمر نوے برس کی ہوگئی تھی یہ ارادہ کیا کہ حیات کے باقی

سلطان قلی قطب شاہ کی وفات

قطب شاہ کی کمک کو بھیجی برہان نظام شاہ نے کوہیر کو جو قاسم برید کے قبضہ مین تھا
حملہ کر کے لے لیا اور یہان سے گولکنڈہ کی طرف آگے بڑھا۔ قاسم برید مین یہ طاقت
کہان تھی کہ وہ نظام شاہی اور قطب شاہی کے متفق لشکرونکا مقابلہ کرتا اس لئے وہ
بیجاپور چلا گیا۔ مگر راہ مین اسکو ایسا موقع ملا کہ مہمان نوازی کے حقوق بھول کر اس نے
ابراہیم کے ہاتھیون اور مال اسباب پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ شاہزادہ کو جب اسکے
ارادہ پر اطلاع ہوئی تو وہ بیجانگر چلا گیا اور رام راج کی دوستی کا طالب ہوا وہ
پہلے سلطان قلی قطب شاہ کا تابع تھا اور اب وہ بیجانگر مین راج کرتا تھا۔
رام راج کی ترقی کی حقیقت دراصل یہ ہے کہ جب سلطان قلی قطب شاہ نے بیجانگر کی
ممالک کی طرف کوچ کر کے سرحد پر بعض اضلاع کو زیر کیا تھا تو وہ مسلمانون کی سپاہ کو
یہان چھوڑنا پسند نہین کرتا تھا اس لئے رام راج کو جو شریف خاندان کا ہندو تھا
یہ اضلاع سپرد کئے اور خود گولکنڈہ کو چلا گیا۔ تین برس بعد اس ملک مین عادل شاہ
کی سپاہ جو تاخت و تاراج کرنے آئی تھی اور اس نے رام راج کی ریاست کو
تہ و بالا کیا تو وہ بھاگ کر سلطان قلی قطب شاہ پاس آیا جسنے اس بھگوڑے پن کو اوس کی
نامردی جانا اور اپنے پاس سے دور جانے کا حکم دیا۔ رام راج نے اس طرح
ذلیل ہو کر وجیانگر کی راہ لی اور کرشن راج کا نوکر ہوا اُس نے اُس کی ایسے قدر کی
کہ اپنی بیٹی بیاہ دی جب خسر کا انتقال ہوا اور وارث تخت و تاج۔ ابھی گودیون
مین کھیلتا تھا وہ سلطنت کے کامون کا انجام نہین دے سکتا تھا اس لئے رام راج
اول اس لڑکے کی طرف سے نائب وکیل سلطنت ہوا پھر اس نے سلطنت کو غصب کیا
اور اپنے تئین صاحب اقتدار بنانے مین کوشش کی اور اپنے عزیزون اور دوستون کو
بڑے بڑے عہدے اور منصب دئیے وجیانگر کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ سید علی
اور ریحان حبشی ملقب بہ حمید خان اور کانا جی برہمن کو شاہزادہ ابراہیم ہمراہ
لے کر رام راج پاس آیا۔ شاہزادہ کے چند اور خاص نوکرون نے بھی قاسم برید کے

جب قطب شاہ کو یہ خبر ہوئی تو جمشید کو قید کرنے کا حکم دیا اور قلعہ گولکنڈہ کے محبس مین اوسکو مقید رکھا اس قید مین بھی اس نے باپ کو قید حیات سے رہائی دلانے مین تدابیر کین اور اپنے محافظ اور قلعہ دار گولکنڈہ کو ترغیب و تحریص کی کہ اُسنے شاہ کو مار ڈالا جسکا اوپر بیان ہوا اس دراز مدت سلطنت مین وہ اپنا ملک اپنے وارثون کو چھوڑ گیا جو گوداوری سے کرشنا سے پرے تک و سمندر پر اس خط تک جو حیدرآباد کے ۷۷ درجہ طول بلاد شرقی سے کھینچا جائے اسکے ملک کے شمال مغربی اضلاع تو مملکت بہمنی کے حصے تھے اور جنوب مغربی اضلاع وجیانگر کے راجہ سے چھینے تھے مگر زیادہ تر اسکی قلمرو مین وہ اضلاع تھے جو اس نے ورنگل کے باقیماندہ خاندان سے اور تلنگانہ کے اور زمینداران سے لئے تھے۔

جمشید قطب شاہ

سلطان قلی کے مرتے ہی میر محمود قائل گولکنڈہ مین آیا اور شاہزادہ جمشید کو قیدخانہ سے نکال کر اپنی جماعت کے ساتھ شاہزادہ قطب الدین کے محل پر گیا جسکو سلطان قلی قطب شاہ نے اپنا جانشین مقرر کیا تھا اور اسکو اندھا کیا پھر وہ محل شاہی مین آیا اور رسوم کے موافق جمشید کو تخت پر بٹھایا اور سارے ملک تلنگانہ مین اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور شاہان دکن نے اسکو تہنیت نامے بھیجے جب جمشید نے اپنے بڑے بھائی کی آنکھین نکالین تو اُسنے دیورکنڈہ مین احکام بھیجے کہ وہان جو اسکا چھوٹا بھائی ابراہیم حاکم قلعہ ہے وہ گرفتار ہوکر یہان آجائے۔

جب شاہزادہ کو یہ خبر ہوئی تو وہ قاسم برید کے پاس چلا گیا اور اس سے اپنی امداد چاہی قاسم برید نے اسکی بڑی آو بھگت کی اور سپاہ جمع کرکے اور شاہزادہ کو ساتھ لیکر گولکنڈہ مین بغیر مقابلہ کے آگیا۔ قاسم برید نے دفعۃً تلنگانہ پر چڑھائی کرکے شاہان دکن کو متحیر کیا خاص کر برہان نظام شاہ کو وہ اسکی بلند ہمتی کی خیالات سے واقف تھا اور اس کے بڑھنے سے خائف تھا اس لئے فوراً اپنی سپاہ جمشید

جسمین جمشید شاہ نے اپنی بڑی مردانگی دکھائی۔ بیجاپور کے پادشاہ کو شکست ہوئی
اسکے خیمے و خرگاہ اور بنگاہ سب دشمنون کے ہاتھ آئے اب جمشید قطب شاہ کو موقع ملا کہ
وہ قاسم برید سے انتقام لے اسکا پیچھا اُس نے بیدر کے دروازون تک کیا اور
اپنے تئین اور اپنی سپاہ کو وہان کے غنائم سے مالا مال کیا۔

جب قاسم برید شاہ نے سنا کہ جمشید قطب شاہ سپاہ متفقہ کو چھوڑ کر اپنے دار الخلافہ
کو گیا (فرشتہ اس چھوڑنے کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ جمشید قطب شاہ کی یہ خوش
طبعی تھی کہ وہ جانب غالب کے ساتھ متفق ہوتا اور پھر اوسکو دفعۃً ایسا چھوڑ کر چلا جاتا
کہ اپنے خیمہ و خرگاہ کی بھی خبر نہ لیتا) تو وہ اُن آٹھ ہزار سوار اور بہت سے پیادہ لیکر
جمشید پر حملہ کرنے آیا۔ ابھی گلکنڈہ سے چار کوس پر موضع چلکورمین قاسم برید پہونچنے
نہ پایا تھا کہ اُس کے آنے کی خبر کو جمشید سنکر ایسا گھبرایا اور اُس کے ہوش و حواس
پران ہوئے کہ اپنی دار الخلافہ کو خالی کیا اور قلعہ مین کچھ سپاہ اسکی محافظت کے
لئے چھوڑی اور خود کوشش کی کہ مختلف اقطاع سے اپنے امرا کو جمع کرے۔ دشمن کی
توجہ ہٹانے کے لئے وہ بیدر کی طرف چلا اور کمٹانا مین پہنچا اور گرد کے اضلاع کو
لوٹا مارا۔ جب برید شاہ نے یہ حال سُنا تو اُس نے گولکنڈہ کا پیچھا چھوڑا اور اپنے
دار الخلافہ کی محافظت کے لئے مراجعت کی اس مراجعت مین جمشید قطب شاہ سے
وہ تین سو سوارون ساتھ دوچار ہوا اور اوسکے لشکر پر پٹن چرو کے قریب حملہ کیا۔
جسکا خاتمہ اس پر ہوا کہ دونو پادشاہ اپنی اپنی دار الخلافہ کو چلے گئے جمشید شاہ نے
اپنی دار السلطنت مین آنکر روپیہ اور لشکر سب طرف سے جمع کیا اور پھر بیدر کیطرف
کوچ کیا کولاس مین پہنچکر اس نے اپنی سپاہ کو چارون طرف ملک مین لوٹ مار کرنے
کے لئے بھیجا قاسم برید شاہ بیدر سے آٹھ ہزار سوار اور بہت سے پیادے لیکر
اسکے مقابلہ کے لئے نکلا جمشید نے اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا کہ آیندہ کیا
کرنا چاہیئے۔ جگدیو راؤ ناٹک واری نے یہ تدبیر پیش کی کہ کولاس کی ہندیون پر

لشکر کو چھوڑ کر بیجانگر کا رستہ لیا یہان شاہزادہ کی تعظیم و تکریم اُسکے رتبہ کے موافق ہوئی
شہزادہ شہر مین رہتا تھا کہ ایک دن عجب اتفاق ہوا کہ ملک عین الملک گیلانی ابراہیم عادل
کی ملازمت چھوڑ کر رام راج کا نوکر ہو گیا تھا اور اسکو اپنی بہادری اور شجاعت ایسی
دکھائی تھی کہ وہ اسکو بھائی کہتا تھا۔ ایک دن وہ رام راج سے ملکر اپنی سپاہ کے ساتھ
چلا آتا تھا۔ راہ مین شہزادہ ابراہیم سے وہ دو چار ہوا۔ شہزادہ اپنے ملازمین اور سیدی
اور حمید خان کے ساتھ جاتا تھا۔ رستہ تنگ تھا ہر ایک اسپر بضد ہوا کہ رستہ اس کے
لئے خالی کیا جاے آخر کو شاہزادہ کے آدمیون نے جو گھوڑون پر سوار تھے عین الملک کے
آدمیون پر تلوارون سے وار کیا اور اپنے لئے رستہ خالی کیا کہ جسکے بعد شہزادہ رام راج
سے ملنے گیا۔

جمشید قطب شاہ

جب قاسم برید شاہ گول کندہ سے چلا گیا اور برہان نظام شاہ گول کندہ کے قریب
آیا تو جمشید قطب شاہ کو اپنے دار الخلافہ کی طرف سے کوئی فکر دل مین نہین رہا و
اپنے دوست سے ملنے چلا۔ جمشید کو برہان نظام شاہ نے امارات شاہی دینے
اور اُسکے سر پر تاج رکھنے کا ارادہ کیا تو جمشید نے یہ کہہ کر انکے لینے سے عذر کیا اگر مین
میدان جنگ مین تاجدار ہونے کا استحقاق نہین رکھتا تو مین تاج لینے کے لائق نہین
اسکے بعد برہان نظام شاہ نے اسکو اپنے ساتھ اور علاء الدین عماد کے ساتھ ایک جہت ہونے
کی اور بیجاپور کے بادشاہ سے مخالف ہونے کی ترغیب دی اور ان تینون شاہون
کی سپاہ قلعہ شولاپور کے فتح کرنے کے لئے چلی۔ جب ابراہیم عادل نے اس اتفاق کی خبر
سنی تو وہ برید شاہ کو اپنے ساتھ لیکر برہان نظام شاہ کی سرحد پر پرنیدہ پر چڑھا
وہ تینون شاہون کی سپاہ سے برابری کا مقابلہ نہین کر سکتا تھا اس لئے اُن کے
متفرق کرنے کے لئے پرنیدہ پر لشکر کشی کی۔ یہان آنکر اس نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور
اسکا منصوبہ پیش آیا کہ یہ سپاہ متفقہ شولاپور کو چھوڑ کر پرنیدہ کو چلین ابراہیم عادل
نے ان سپاہیون کی یہ حرکت سنکر خاص پور مین انپر حملہ کیا۔ بڑی خون ریز لڑائی ہوئی

پانچہزار سواروں کے ساتھ اسکی کمک کے لئے بھیجدیا۔ جمشید نے راہ ہی مین اسکو نراین کھیڑہ مین
روکا۔ خود قلب مین رہا اور میمنہ مین سیف خان عین الملک کو اور میسرہ مین جگدیو راؤ کو
سپہ آرا مقرر کیا۔ قاسم برید نے بھی اپنی سپاہ کو قلب مین رکھا اور میمنہ مین عادل شاہی سپاہ
کو اور میسرہ مین اپنے بھائی خان جہان کو کھڑا کیا نہایت سخت کارزار ہوئی۔
سیف عین الملک نے اپنی بہادری سے دشمن کے میسرہ کو شکست دی اس جنگ مین تر قاسم برید
کے بڑے بہادر افسر سپاہی قتل اور اسیر ہوے۔ اس فتح کے بعد جمشید شاہ اپنے دار الخلافہ
مین آیا۔

قاسم برید شاہ کی لڑائیان اکثر برہان نظام شاہ کے ساتھ رہتی تھین اس نے مصلحت ملکی
اسمین سوچی کہ وہ ابراہیم عادل شاہ سے اتحاد پیدا کرے اس مطلب کے لئے ہمیشہ وہ تحفے
تحائف بھیجتا اور اپنی دوستی و یاگانگی جتاتا انکے اس ربط کے توڑنے کے لیے جمشید قطب شاہ
نے گول کنڈہ مین آنکر یہ تدبیر سوچی کہ برہان شاہ کو لکھا کہ قاسم برید کی عادت ہو گئی
ہے کہ ہمسایہ کے ملکون پر ہمیشہ تاخت و تاراج کرتا ہے اسلئے شاہان دکن کو مناسب
ہے کہ متحد ہو کر اسکا استیصال بالکل کرین اس مطلب حاصل کرنے کے لئے ابراہیم عادل
سے عہد و پیمان کرنے چاہئین کہ وہ ہمارے ساتھ متفق ہو اور قاسم برید کا ملک فتح ہو
آپس مین تقسیم ہو۔ برہان نظام شاہ نے ابراہیم عادل شاہ کو یہ مطلب لکھا وہ
دل سے انکے ساتھ ہوا اور یہ قرار پایا کہ برہان نظام شاہ قاسم برید کے ملک پر حملہ
کرے اور بیجانگر پر حملہ کرنے مین عادل شاہ کا مزاحم کوئی نہ ہو۔ پس
برہان نظام شاہ نے شرق کی جانب مین قندھار کو حملہ کرکے فتح کر لیا۔ قاسم برید شاہ
اس فتح سے متحیر ہوا اسکو معلوم نہین تھا کہ آپس مین ان شاہون کے درمیان سازش
ہوئی ہے وہ بیدر مین سے شاہ چھوڑ کر اپنے قدیمی دوست ابراہیم عادل شاہ پاس
گیا اس نے اسکو گرفتار کرکے مقید کیا۔ ابراہیم عادل شاہ نے جنوب کی طرف کوچ
کیا اور بیجانگر کے ملک مین سے بہت سے حصہ کی فتح مین کامیاب ہوا۔

قبضہ کرکے انکو مستحکم کرنا چاہیئے اور قلعہ کو فرودگاہ بنانا چاہیئے جہاں سے لوٹ مار کے
لئے صف آرائیاں کیجائین جمشید نے اس تجویز کو منظور کیا اور جگدیو راؤ کو تھوڑی سپاہ
کے ساتھ یہان چھوڑا کہ وہ قلعہ بنائے اور خود قاسم برید کے مقابلہ کے لئے نرائن کھیڑہ مین
روانہ ہوا یہان صف جنگ ہوئی پھر دونو سپاہین کچھ دنون آمنے سامنے پڑی رہین
جب جمشید پاس جگدیو راؤ کے قلعہ کی تیاری کی خبر آئی تو کچھ سپاہ کے ساتھ جمشید اس
قلعہ کی طرف چلا - اس اثنا مین قاسم برید شاہ نے گول کنڈہ کی سپاہ کو خوب لوٹا
بھگوڑے کولاس مین جمشید سے ملے - قاسم برید نے بجائے تعاقب کرنے کے بیدر
کی راہ لی تو قطب شاہ لڑائی چھوڑے بغیر کولاس اور نرائن کھیڑہ و احسن آباد گلبرگہ
کے ضلاع پر قابض ہوا
آخر جنگ مین جمشید ہمیشہ اپنے دوست برہان نظام شاہ کو کل واقعات سے
اطلاع دیتا رہتا تھا جب اس کی سپاہ کو کولاس مین خود چلے جانے سے شکست ہوئی
تو اس نے اسکو اپنے سارے حال سے اطلاع دی اور لڑائی مین شریک ہونے
کے لئے اسکو بلایا برہان شاہ تو ایسے کامون مین شریک ہونے کے لئے تیار
بیٹھا رہتا تھا وہ ادسہ اور اودگیر کی طرف گیا اور اس نے جمشید کو اطلاع
دی کہ وہ اور شکر برار اس سے ملنے چلے آتے ہین اور اس کو صلاح بتلائی
کہ دشمن کے ملک پر جو اسکی سرحد پر ہے حملے کرنے شروع کرے - کولاس کی راہ سے
جمشید چل کر دوستون کی سپاہ سے جا ملا جو ادسہ کا محاصرہ کر رہے تھے -
یہ آپس مین ٹھیرا کہ دوست تو ادسہ کے محاصرہ پر قرار رکھین اور جمشید قلعہ میدک کو
فتح کرے جسپر قاسم برید نے قبضہ کرلیا ہے جمشید نے آن کر میدک کا خوب محاصرہ
کیا اور اسی ہفتے کے قلعے کو جبر و قہر سے فتح کرلیا اور حاکم قلعہ نے ہوشیاری سے
اپنے تئین حوالہ کیا اس عرصہ مین اسکے دوستون نے ادسہ و اودگیر کو فتح کرلیا -
اس سبب سے قاسم برید نے ابراہیم عادل شاہ سے مدد چاہی اس نے اخلاص خان کو

الغرض وہ بیدر کو چلا گیا اور وہان قاسم برید کو تخت پر بٹھایا۔ قاسم بریدنے
حسین گویئے اور ناچنے والے جمشید کی ہمراہ کئے تھے اور شاہان بہمنی
کے جواہرات جو اس کو ہاتھ لگے تھے وہ نذر میں دئیے اب جمشید گولکنڈہ میں ایک
بالکل عیش و عشرت میں ڈوب گیا محل میں پڑا رہتا تھا مہینوں نظر نہ آتا تھا آخر کو
بیمار ہوا اور سنہ ۹۵۷ھ ۱۵۵۰ء میں سات برس سلطنت کرکے مرگیا اور باپ کی بغل میں قبر میں سویا

سبحان قلی قطب شاہ

جمشید قطب شاہ کے مرنے پر اعیان سلطنت نے اسکے بیٹے سبحان قلی کو تخت پر
بٹھایا وہ سات برس کا لڑکا تھا عصار سلطنت ہاتھ میں نہیں سنبھال سکتا تھا اس لئے
اسکی ماں اور ارکان سلطنت نے سیف خان عین الملک کو احمدنگر سے بلایا جمشید نے
اسکو یہاں سے نکال دیا تھا۔ جگدیو راؤ جو اول درجہ کا امیر تھا اس نے یہ مصلحت جانا
کہ دولت خان جو شاہ مرحوم کا سب سے چھوٹا بھائی تھا شاہ بنائے اس بات میں
اسنے بحری خان اور جگت راؤ سے گفتگو کی۔ ان امیرون نے اس امر کو ناپسند
کیا انکو اسکے اقتدار پر رشک و حسد پیدا ہوا جگدیو راؤ نے کھلی بغاوت اختیار
کی اسنے فوراً دارالسلطنت کو چھوڑا اور سپاہ کو جمع کرکے بھون گیر میں گیا جہان
شاہزادہ دولت خان مقید تھا اس نے اس شہزادہ کو قید سے نکالا اور ہمسایہ
میں جونائک وار رہتے تھے انہوں نے اور بھون گیر کے متصل اضلاع نے شاہزادہ کی
شاہی کو تسلیم کیا۔

اس عرصہ میں سیف خان احمدنگر سے آیا اور نائب السلطنت کے عہدہ پر سرفراز ہوا
وہ سپاہ لیکر جگدیو راؤ سے لڑنے آیا یہ اس سے لڑ نہیں سکتا اس لئے اسنے تفال خان نائب
سلطنت برار کو اپنی حمایت کے لئے بلایا۔ تفال خان فوراً آنکر جگدیو راؤ سے مل گیا اور
موضع سنگرام میں سیف خان اور باغیوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی جسمین دولتخانیون
کو بالکل ہزیمت ہوئی اور تفال خان کے ساری ہاتھی اور خیمہ خرگاہ چھین لئے جگدیو راؤ

برہان نظام شاہ کو جب معلوم ہوا کہ ابراہیم عادل شاہ نے بیجانگر کا ملک بہت سا فتح
کر لیا ہے تو اسکو ابراہیم کی سطوت و شوکت و مملکت کے بڑھنے سے خوف
پیدا ہوا۔ شاہان دکن کی بڑی حکمت عملی یہ تھی کہ دکن میں تو لوگوں کی موازنت سلطنت
رکھتی تھی اس لئے اس نے بیجاپور کی مملکت کے شمالی غیر محفوظ حصہ پر حملہ کیا اور قلعہ
شولاپور پر جو ہمیشہ ان دو بادشاہوں میں باعث نزاع رہتا تھا حملہ کیا اس کے لئے
عادل شاہ شمال میں دشمن سے لڑنے گیا اور دونوں بادشاہوں نے اپنے دوست جمشید
پاس گولکنڈہ ایلچی بھیجے وہ یہ سمجھ کر کہ دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہونا اسکے حق میں بہتر
ہوگا شولاپور کے میدان میں آیا اور دونوں لڑنے والوں لشکروں کے درمیان اترا
اور ظاہر میں کسی کا طرفدار نہ ہوا دونوں طرف سے خط و کتابت قول قرار جاری رکھی
اس عرصہ میں اس پاس ایک خط مخفی برید شاہ کا آیا اس نے وعدہ کیا کہ اگر مجھے قید سے
رہا کرا دوگے تو میں اپنے ملک کا ایک حصہ آپ کو دیدونگا جمشید نے ابراہیم عادل شاہ کے
سفیر کو بلایا اور اس سے کہا کہ اگر تمہارا شاہ قاسم برید کو رہا نہ کریگا تو میں اس سے
خط و کتابت ترک کر دونگا اسکو وہ میرے خیمہ گاہ میں بھیجدے جس سے ثابت ہو کہ
وہ آزاد ہو گیا۔ اور اسکے ساتھ یہ چیزیں بھی مانگیں کہ گھوڑا جسکا نام صباح الخیر
اور دو ہاتھی جنکا نام نان ریزہ اور چنچل ہیں اگر یہ میری سب باتیں منظور ہونگی
تو میں اسکے ساتھ برہان نظام شاہ سے لڑونگا۔ ابراہیم عادل شاہ نے یہ سب
باتیں اسکی مان لیں اور اس نے گھوڑا۔ ہاتھی۔ قاسم برید۔ اس پاس بھیجدیے۔ جمشید
نے مجلس شاورہ جمع کی کہ ان نازک معاملات میں جو وہ مشورہ دیں وہ میں کروں
اس نے بیان کیا کہ برہان نظام شاہ جو ہمیشہ میرا دوست رہا اور اب بھی میری دوستی
چاہتا ہے اس لئے مصلحت ملکی نہیں ہے کہ اسکے برخلاف ابراہیم عادل شاہ سے
اتحاد کیا جائے اور نہ یہ عزت کی بات ہے کہ ابراہیم عادل شاہ سے ترک رفاقت
کی جائے جس سے ابھی عہد و پیمان ہوئے ہیں سب امراء کے مشورے سے اس نے اپنے خیمے

اور قسمین کھاکر اس سے امداد کا وعدہ کیا۔ شاہزادہ ابراہیم اس قلعہ مین گیا جہان کی اعلے
افسرون نے اسکو نذرین دین۔ یہان چندروز ٹھیرا ہر روز گولکندہ کے امرا اس کی
خدمت مین حاضر ہوتے۔ دو مہینے مین چار ہزار سوار قواعددان جمع ہو گئے۔ سیف خان نائب
سلطنت نے اسکے مقابلہ کے لئے سفر کیا اور گن پور تک آیا کسی نے اسکا مقابلہ نہین کیا
شاہزادہ نے اسکی یہ پیش قدمی سنکر گولکندہ ایک نائک داری کو بھیجا کہ وہ قلعہ گولکنڈہ
مین جاکر وہان کے نائک داریون سے سازش کرے اور جگت دیو راؤ کو قید سے چھڑا کر
گولکندہ مین لے آئے۔ نائک داریونے آسانی سے اس سازش مین شرکت قبول کی اور
انھون نے جگت دیوراؤ کو قید سے رہا کیا اور وہ جگت راؤ کے محل پر گئے جو نائب
سلطنت کی غیر حاضری مین قلعہ دار تھا اسکو پکڑکر قلعہ گولکندہ مین زنجیرون مین جکڑ کر
رکھا پھر وہ ان بڑے بڑے امیرون کے گھر گئے جو سبحان قلی کے فریق مین تھے
جنکو انھونے مارا اور سبحان قلی کو قید کیا اسکے بعد انھون نے شاہزادہ ابراہیم کو
اپنی کامیابی کا حال لکھا اور دارالخلافہ مین بلایا جب عین الملک نائب سلطنت کو
معلوم ہوا کہ دارالخلافہ کی حفاظت کی تدابیر مین مین ناکام رہا تو اسنے شاہزادہ ابراہیم
کو بڑی عاجزانہ عرضی لکھی کہ معافی نامہ جسپر حضور کی دستخطی مہر ہو عنایت ہو۔ شاہزادہ
نے جواب دیا کہ جب تک مین گولکندہ مین تخت شاہی پر نہ بیٹھونگا تجھسے کوئی عہد
نہین کرسکتا سیف خان اس جواب کو اپنے مقید اور قتل ہونے کی تمہید سمجھا تو وہ
جمشید کا بہت سا خزانہ لیکر کولاس کی راہ سے پانچہزار سوارون اور بعض اپنے تابعین کے
ساتھ سرحد پر چلا گیا۔ شاہزادہ نے اسکا تعاقب نہین کیا یہ دارالخلافہ کی طرف چلا آیا
ایک منزل پر سب شہر کے رؤسا اسکی خدمت مین حاضر ہوئے انمین جگت دیوراؤ اور
نائک داری تھے۔ جنھون نے قلعہ گولکندہ کی کنجیان اسکے قدمون مین رکھ دین۔
دوسرے روز دوشنبہ ۱۲ رجب ۹۵۷ھ ۱۵۵۰ء کو محمد نگر مین دستور کے موافق شاہ ہوا اور سلطان
ابراہیم قطب شاہ لقب ہوا۔

اور دولتخان قلعہ بھون گر کی طرف بھاگے وہان پناہ گیر ہوئے انکا تعاقب ہوا اور انکو
محصور کیا۔ قلعہ پر مہینہ بھر تک حملے ہوتے رہے۔ جگدیو راؤ نے بھی قلعہ سے نکل کر دشمن پر
حملہ کئے اور اسکے مورچون مین گھس گیا اور بہت سے بہادر افسر اسکے مارے۔ آخر کو
سیف خان نے شرائط صلح پیش کین لیکن محصورین نے انکو نہ سنا مگر جب بھوکے مرنے لگے تو
مجبور ہو کر قلعہ عین الملک کو سپرد کیا۔ شاہزادہ دولت خان بدستور سابق قلعہ بھون گر
مین مقید ہوا اور جگدیو راؤ دار الخلافہ کو بھیجا گیا۔ اب حقیقت مین تلنگانہ کا بادشاہ
عین الملک تھا اس نے ارکان سلطنت کو ستانا شروع کیا انکو اپنے منصبون سے معزول
کیا چند امراء جو باقی رہے انکو بھی اپنے غرور و نخوت کے سبب سے لعن و طعن کی جب امراء
کو مایوسی ہوئی تو انہون نے مخفی جمشید کے چھوٹے بھائی شاہزادہ ابراہیم کو لکھا کہ
یہان اور شاہ ہو۔ یہ حال ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ شہزادہ بیجانگر مین رامراج کے سایہ عاطفت
مین رہتا تھا اس مصیبت کی حالت مین دو دوست سید حسی اور حمید خان تھے انہون
نے اسکو صلاح بتلائی کہ دار الخلافہ مین فوراً جائے اور اپنی شاہی کا اشتہار دیجے۔
شاہزادہ نے رامراج سے بھی اس بات مین مشورہ لیا وہ یہ نہین چاہتا تھا کہ شاہی کی
ایسے بیہودہ دعوی کے لیئے وہ اسکی خدمت سے جدا ہو مگر آخر کو اس نے بھی جانے کی صلاح
دی اور یہ پیش کیا کہ وہ اپنے بھائی وینکٹادری کو دس ہزار سوارون اور بیس ہزار
پیادون کے ساتھ شاہزادہ کو تخت سلطنت پر بٹھانے کے لیئے بھیجے مگر سید حسی
اور حمید خان نے شاہزادہ کو صلاح دی کہ وہ اس سپاہ کثیر کے ساتھ لیجانے
سے انکار کرے جو اس شاہزادہ کے نام سے وہ کام کر سکتے تھے جو اسکے راجہ کا
مقصود تھا کہ اس سلطنت کو غصب کرلے غرض شاہزادے نے کسی ہندو کو اپنی کمک مین
ساتھ نہین لیا اور بیجانگر سے چلدیا اور بیگل مین پہنچا یہان آ اسے بہت قطب شاہی
افسر ملے اور تھوڑے عرصہ مین اس پاس تیس ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادے جمع ہو گئے
کوول کنڈہ مین جو نائک داری تھے انہون نے بھی وعدہ کیا کہ قلعہ اسکو حوالہ کردیگے

ابراہیم قطب شاہ ۹۵۷ھ

ہمارے اور آپکے درمیان مدت سے رابطہ اتحاد مستحکم ہے اسلئے ہمکو مناسب معلوم ہوا
کہ آپکے سامنے یہ دلائل پیش کرکے آپ سے درخواست کریں کہ آپ نے یہ جو مضرت ناک اتحاد
پیدا کیا ہے اسے ترک کریں اور صلح کے ساتھ اپنے دارالسلطنت کو چلے جائیں اور ان دونوں
کے ساتھ اتحاد رکھیں جنکے درمیان آخر کو صلح ہو جائیگی اور اس دراز جنگ کا خاتمہ
ہو جائیگا اس زمانہ میں اس مضمون کے خطوط ابراہیم عادل شاہ کے بھی آئے تھے۔

ابراہیم قطب شاہ نے چاہا کہ رامراج سے ملاقات کرکے صلح کی شرائط قرار دے کر بیجاپور اور
احمدنگر کے درمیان مصالحت کرا دے جسکی ضامن درمیانی سلطنتیں ہوں انہیں دنوں
یہ خبر آئی کہ تیم راج برادر رامراج نے سواروں اور بیجاپور کے بعض افسروں کو ساتھ لے کر
بیگل کے قریب ملک کو لوٹا مارا ہے اس باب میں حسین نظام شاہ سے خط و کتابت کرکے
چاروں شاہ وہاں ملے جہاں دریا بہما اور کرشنا ملتے ہیں ان میں مصالحت ہوگئی
اور ہر ایک شاہ اطمینان سے اپنے اپنے ملک کو گئے۔ رام راج جو اپنے دارالسلطنت سے
غیر حاضر ہوا تو اسکے بھائیوں تم راج اور گوبند راج کو جو ادونی میں حاکم تھے۔
فرصت ملی تو انہوں نے ادونی پر تسلط کرنے پر بس نہیں کی بلکہ اور ضلعوں کو بزور
اپنا تابع بنا لیا جب بیجانگر میں رامراج واپس آیا تو اس نے اپنے بھائیوں کو برادرانہ
خطوط بھیجکر سمجھایا مگر انکو اپنی سپاہ پر ایسا غرور تھا کہ انہوں نے بھائی کے کہنے کو نہ مانا
تو رامراج نے ابراہیم قطب شاہ پاس گلکنڈہ ایلچی بھیجے اور کمک کی درخواست کی۔

ابراہیم قطب شاہ نے چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے بسرکردگی قبول خان بھیجے کہ وہ
رامراج سے جا کر ملیں رامراج نے بیجانگر میں انکو اپنی سپاہ کو میدان جنگ میں بھیجا
اور اسلہ راج ٹھاپا۔ نور خان۔ بجلی خان کو حکم دیا کہ وہ اپنی اپنی سپاہ لیکر کمکی لشکر
سے ملیں اور سب ملکر باغیوں سے لڑنے جائیں جب باغیوں نے دیکھا کہ ان شاہی فوجوں سے
ہم نہیں لڑ سکتے تو انہوں نے مستحکم قلعہ ادونی میں پناہ لی اسکا چھ مہینہ تک محاصرہ رہا
جب اذوقہ کی تنگی ہوئی تو بیجانگر کے راجہ پاس اہل قلعہ نے اپنی عرائض بھیجیں رامراج نے

ابراہیم قطب شاہ

ابراہیم قطب شاہ کی تخت نشینی - شاہان احمدنگر و بیجاپور کی جنگ میں قطب شاہ کی امداد -

جب ابراہیم تخت پر بیٹھا تو اسنے اپنی تیئں رموز ملکی سے واقف کیا اور مظلومون کی دادرسی کی اور مملکت کی ترقی اور استواری کے لئے قوانین و ضوابط و آئین مقرر کئے جب اور شاہان دکن کو اسکی خبر ہوئی تو اسکو تہنیت نامے لکھے حسین نظام شاہ نے اپنا ایک اعلے درجہ کا امیر قاسم بیگ شیرازی تحفون کے ساتھ بھیجا اور ابراہیم قطب شاہ نے مصطفی خان کو ایلچی بناکے حسین نظام شاہ پاس بھیجا۔

اس نے احمدنگر مین جاکر یہ امر پیش کیا کہ اول دونو شاہون کی ملاقات ہونی چاہیئے۔ بیدر اور گلبرگہ کے قلعون کو فتح کرنے کے لئے جانا چاہیئے کچھ مقدمات قاسم بیگ شیرازی امیر نظام شاہ نے گلکندہ مین پیش کئے مگر یہ کام التوا مین جب تک رہی کہ دونو شاہ اپنے سپاہیون سمیت گلبرگہ مین ملنے آئے انہون نے یہان آخر گلبرگہ کا محاصرہ کیا۔ اہل گلبرگہ نے ایک مہینہ تک ان دونو دوستون کا خوب مقابلہ کیا۔ قلعہ مین دو ایک رخنے ڈالکر حملے ہوئے جنکو اہل قلعہ نے رفع کیا اور نظام شاہ کی سپاہ کے عمدہ افسر مارے گئے۔ گلبرگہ شاہ بیجاپور سے متعلق تھا جب اسنے دیکھا کہ مین ان متفق شاہون کی سپاہ کا مقابلہ نہین کرسکتا تو اسنے رام راج راجہ بیجانگر سے امداد طلب کی اس درخواست پر وہ خود مع سپاہ کے شاہ بیجاپور کی امداد کو آیا اور اثنائے سفر مین اسنے ابراہیم قطب شاہ کو اس مضمون کا خط لکھا آپ کو معلوم ہو کہ بیجاپور اور احمدنگر کے شاہ آپس مین مدت سے لڑرہے ہین جنگ کی حالت اور قوتون مین موازنت ایسی انمین مساوی درجہ کی ہے کہ باوجود ایک دوسرے کی سرحد پر ہر سال لشکرکشی کرتا ہے مگر کسی کا پلڑا نہین جھکتا ہے مگر اب آپنے اپنی سپاہ نظام شاہ کی طرف بھیجکر اسکا پلہ بھاری کیا ہے باوجودیکہ نہ آپکے واوانے لڑائی جھگڑون مین دخل دیا نہ آپ کے اور ابراہیم عادل شاہ کے درمیان کوئی عداوت کا سبب ہے۔ اسنے اب ہم سے امداد چاہی ہے

بہت چھوٹے چھوٹے راجاؤن کو مطیع اور باجگذار بنایا۔ اُسنے اپنی جاگیرمین سپاہ جمع کی جسمین ہزار سوار عربی یا ایرانی۔ حبشی پیادون کے تھے اب وہ خاندیس اور برار کے شاہون کے ساتھ برابری کا دعوی رکھنے لگا۔ برہان عماد شاہ نے اُس سے یہ گلے اور شکوہ کی باتین کین جب تو یہان آیا تھا تو کوئی دوست تیرا ساتھی نہ تھا مین نے تجھ پر کمال عنایت کی تیری گذارہ کے لیئے جاگیرین دین اپنی سپاہ کا سرگروہ بنایا اب تو نے اپنی تئین ایسا بڑا صاحب شکوہ سمجھ لیا کہ مصلحت ملکی یہ جاننے لگا کہ میری ملک سے چلا جائے مین تجھکو حکم دیتا ہون کہ ابھی جلد جا۔ جگدیو راؤ پاس اگرچہ سپاہ بہت تھی مگر برار کے مستحکم قلعون مین سے کوئی قلعہ تھا کہ شکست کی حالت مین وہان جاکر اپنا مامن بناتا اسلیئے اسکو مجبوری یہ کہنا پڑا کہ آپنے جو میرے حال پر التفات فرمایا ہے اُسکا مین شاکر ہون اور اس احسان کو بھولونگا نہین وہ برار سے چلدیا اور ملک کو برباد کرتا ہوا ایل گندل مین آیا۔ یہان سے بیجانگر جانے کا ارادہ کیا جب ابراہیم قطب شاہ نے سُنا کہ جگدیو راؤ پاس پانچہزار سپاہ ہے جنمین عرب ایرانی اور حبشی ہین اور تین سو ہاتھی انکے علاوہ ہندو پیادے ہین اور اب وہ پاس آگیا ہے تو اُسنے مصطفی خان کو اُسکے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا کمم میٹ کے قریب لشکر شاہی کا مقابلہ اُس سے ہوا مصطفی خان نے پہلے جگدیو راؤ کو لکھا کہ بادشاہ سے اپنے قصور معاف کرالے مین وعدہ کرتا ہون کہ جاگیر جو اوسکی تھی وہ چھڑا کر اسکو دلا دونگا۔ ان باتون کو اُسنے کچھ نہ سُنا اُسنے لشکر کو حکم دیا کہ مسلح ہوکر مصطفے خان پر حملہ کرے سخت لڑائی ہوئی۔ وینکٹ راؤ برادر جگدیو راؤ اور چار عرب شیخ یعنی شیخ فاضل شیخ عطی حلوانی شیخ عبدالکریم شیخ ابراہیم مارے گئے۔ جگدیو راؤ کو شکست ہوئی وہ مجبور ہوکر میدان جنگ سے بیجانگر کو بھاگا اور اپنا سارا مال اور خزانہ اور دو سو ہاتھی چھوڑ گیا جو شاہی سپاہ کو ہاتھ آگئے۔ دستور کے موافق ہاتھی اصطبل شاہی مین داخل ہوگئے اور خزانہ سپاہ مین تقسیم ہوا۔

تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیجا اور کرشنا کے دوآب کی جگہ رام راج اور ابراہیم قطب شاہ اور ابراہیم عادل شاہ ملے تھے اس کے تھوڑے دنون بعد ابراہیم عادل شاہ بیجاپور

اپنے بھائیون کو معاف کردیا اور فوجون کو دار السلطنت مین طلب کیا۔ اور انعام و اکرام کے بعد فتح خان کو گلکنده جانے کی اجازت دی۔ ابراہیم قطب شاہ نے اسکو اس حسن خدمت کے جلدو مین عین الملک کا خطاب دیا۔

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نائک واریون نے جگدیو راؤ کو قید سے چھڑایا تھا اور اُس نے انکی مدد سے شاہزادہ سبحان قلی کو اندھا اور اسکے فریق امرا کو قتل کیا تھا۔

جبتک کہ ابراہیم قطب شاہ دار الخلافہ مین آیا قلعہ و شہر کو اپنے بس مین رکھا۔ شاہ نے اسکے اس احسان کو مانکر امیر کبیر اور وزیر اعظم بنا دیا جب وہ اس بلند مرتبگی کو پہنچا تو اس نے یہ بلند ارادہ کیا کہ شاہ کو معزول کرکے شاہزادہ دولتخان کو جو احمق مشہور تھا تخت پر بٹھائے اور اس طرح سارے اختیارات سلطنت کو اپنے ہاتھ مین لائے اس منصوبے کے حاصل کرنے کے لئے جگدیو راؤ کے نائب راؤ نے بہت سے مسلمان امراء کو ذلیل کیا ان امراء نے ملکر شاہ سے ان دو ہندؤن کے اختیارات کی شکایت کی اور اسکو یقین کیا کہ شاہ کو ان دونو پر بڑا اعتبار ہے اور قلعہ مین ساری نائکواری بھری ہوئی ہین جو جگدیو راؤ کو اپنا سردار سمجھتے ہین۔

شاہ نے یہ شکایتین سنین مگر کچھ پروا نہ کی۔ پھر انکے ظلم و ستم کی بہت شکایتین بادشاہ کے کانون تک پہنچنے لگین اور جگدیو راؤ کا بھائی وینکٹ راؤ بے اجازت اپنی جاگیر کو چلا گیا جو اسکی بغاوت پر دلالت کرتی تھی تو شاہ نے رائے راؤ کو پکڑوا کے مار ڈالا۔ جگدیو راؤ نے جب اپنے نائب کی یہ بری گت دیکھی تو گلکنده سے وہ اپنے دو تین ہزار سوار لیکر ایل گندل کو گیا اور یہان سے ملک کو غارت اور تباہ کرتا ہوا برار کے دربار مین پہنچا اسکی شجاعت مشہور تھی برہان عماد شاہ نے اسکی بڑی خاطر داری کی اور اسکو دس ہزار سوارون کا سپہ سالار بنایا اس وقت اسکی لڑائی میران محمد فاروقی حاکم خاندیس سے ہو رہی تھی اس مین جگدیو راؤ کو بھیجا اس نے اکثر لڑائیون مین خاندیس کے لشکر کو شکست دی اور غنائم کثیر حاصل کین اسکے سوا اس نے برار کے

[illegible]

محال ہوگا۔ رام راج نے ان باتون کا یقین کرکے مراجعت کا حکم دیا۔ علی عادل شاہ جانتا تھا کہ اہل قلعہ غلہ کی کاہش سے بدحال ہو رہے ہین تو اسنے رام راج کی منت سماجی کی اور کہا کہ جب تک قلعہ نہ فتح ہو وہ یہان سے جائے نہین اگر ایک مہینہ تک وہ اور ٹھیرا رہیگا تو مین وعدہ کرتا ہون کہ ضلع کنڈاپلی اسکو دیدونگا۔ رام راج نے اس درخواست کو منظور کرلیا اور محاصرہ مین پہلے سے زیادہ سختی کرنے لگا۔ اس عرصہ مین ابراہیم قطب شاہ نے قلعہ مین آذوقہ بھجوایا اور دولت آباد سے جو بادشاہ نے کمک بھیجی تھی اسکو بھی قلعہ مین داخل کیا۔ دشمنون کی سپاہ قلعہ کی دیوارون پاس جا پہونچی اور قلعہ کے فتح ہونے کا عنقریب ایسا یقین تھا کہ ابراہیم قطب شاہ نے یہ کوشش کی کہ اگر ممکن ہو تو اس وقت کو ٹالے اس لئے اسنے سپہ سالار اور وزیر مصطفی خان کو رام راج پاس بھیجا کہ اوسکو جاکر ایسی ترغیب دے کہ وہ محاصرہ سے دست بردار ہو۔ ہر حال مین اسکو مطلع کرے کہ قطب شاہ کی سپاہ ابھی گلکنڈہ کو مراجعت کر گئی مصطفی خان نے رام راج پاس جاکر جہانتک ہوسکا ایسی باتین کہین کہ لشکر مین غلہ کی کمی ہی برسات آگئی ہے حسین نظام شاہ نے گجرات اور برہانپور کے شاہون سے دوستی پیدا کرکے بلایا ہی اور وہ سپاہ جمع کرکے اسکی کمک کے لیئے آنے والے ہین غرض ساری باتین ایسی بنائین کہ جنسے مقصد حاصل ہو۔ مصطفی خان نے مخفی یہ بھی وعدہ کیا کہ اگر وہ محاصرہ چھوڑ دیگا اور اپنی دار الحکومت کو چلا جائیگا تو ابراہیم قطب شاہ اسکو ضلع و قلعہ کنڈاپلی دیدیگا۔ یہ آخر بات بڑا وزن رکھتی تھی۔ جسکے سبب سے رام راج نے مراجعت کرنے کو منظور کرلیا اور علی عادل شاہ پاس مراجعت کرنے کا پیغام بھیجا اب تینون شاہ اپنی اپنی دار السلطنت کو چلے گئے۔

احمد نگر مین جب آخر جلسہ ان شاہون کی ملاقات کا ہوا اور ابھی وہ جدا نہ ہوئے تھے کہ رام راج کو اطلاع ہوئی کہ برہان عماد شاہ کا وزیر اعظم تفال خان نائب سلطنت چار ہزار سپاہ کو ساتھ لیکر تلنگانہ کے ملک کو تاخت و تاراج کر رہا ہے

مرگیا اور علی عادل شاہ نوعمر اُسکا جانشین ہوا۔ مرتضیٰ نظام شاہ بیجاپور مین ایک نوعمر
شاہ کو دیکھکر سمجھا کہ یہ موقع خوب ملک پر تسلط کرنے کا ہاتھ آیا اُس نے لڑائی ٹھانی
علی عادل شاہ جانتا تھا کہ مین اکیلا اسکے پنجہ سے بچ نہین سکتا اس لئے اُسنے دار الخلافہ
خالی کیا اور تھوڑے اپنے خاص آدمیون کے ساتھ بیجانگر گیا کہ رام راج کو یار بنا کے اپنا
کام نکالے۔ رام راج فوراً اپنی سپاہ کو ساتھ لیکر علی عادل شاہ کی ہمراہ احمد نگر
کی طرف چلا اس زمانہ مین ان دو شاہون نے ابراہیم قطب شاہ کو خطوط بھیجے کہ بموجب
آخر عہدنامہ کے اُسکو ہم سے ملنا چاہئے اگرچہ حسین نظام شاہ کی مرضی کے خلاف
ابراہیم قطب شاہ کام کرنا نہین چاہتا تھا مگر اسنے مصلحت ملکی اس مین جانی کہ اسپر
عہدشکنی کا الزام نہ لگے اور اس سے یہ شاہان متفقہ انتقام کے درپے نہ ہون وہ شہر
گلبرگہ مین جاکر انسے ملا۔ یہ سب متفق ہوکر احمد نگر گئے۔ راہ مین بیجانگر کی سپاہ نے تمام
قصبات اور دہات کو لوٹا حسین نظام شاہ ان متفقہ سپاہون کا مقابلہ نہین کر سکتا
اُسنے اپنی دار السلطنت مین سپاہ جرار کو چھوڑا اور بہت سے آذوقہ کو بھرا اور خود
دولت آباد گیا اس اثنا مین ابراہیم قطب شاہ نے مخفی حسین نظام شاہ کو لکھا کہ
مصلحت ملکی کی ضرورت کی وجہ سے مین ان شاہان متفقہ کے ساتھ ملا ہون اور
مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ مین اپنے حتی المقدور دشمنون کو اس پر راضی کرونگا
کہ وہ مراجعت کرین اور جنگ کو چھوڑین اور اُس نے قلعہ احمد نگر کے بعض افسرون کی
ساتھ خط وکتابت کرکے انکو نصیحت کی کہ تم حتی الوسع مقابلہ کرو اور آخر وقت تک
قلعہ کو ہاتھ سے نہ دو۔ شاہان متفقہ نے دو مہینے تک بڑے زور شور سے حملے کئے اور اہل قلعہ
کا ایسا تنگ حال کیا کہ وہ بیدل ہوگئے لیکن ابراہیم قطب شاہ نے ہر وقت مخفی بھیجکر
بیجانگر کے بڑے بڑے افسرون کو ترغیب دی کہ وہ اپنی سپاہیون کو لیکر اپنی
دار الخلافتون کو چلے جائین۔ ان امیرون نے اپنے راجہ سے بیان کیا کہ برسات
قریب آگئی ہی اگر برسات خوب ہوئی تو دریاؤن کے چڑھ جانے سے سفر کرنا

شیخ محمد مصطفیٰ میاں بھائی کو حکم دیا کہ وہ اپنی فوجوں کو لے کر پیچھے رہیں اور سپاہ کلاں کی
مراجعت کو مخفی رکھیں اول ہی منزل میں موسلا دھار مینھہ برسا اور تین دن تک لگاتار
برستا رہا جس نے چلنا دشوار کر دیا چوتھے روز پچھلی سپاہ کے بہت قریب دشمن آیا
تو خان نے کیچڑ میں ایسا پھنسا کہ نہ ہلا اور عزیز خان شیخ محمد مصطفیٰ مقید ہوئے اور
ابراہیم قطب شاہ ہزار خرابی سے اپنی دار السلطنت میں پہنچا - کچھ دنوں بعد
شاہان متفقہ نے احمد نگر سے مراجعت کی تو تلنگانہ میں سفر کیا اور موضع تاریلی
میں خیمہ لگایا یہاں سے انہوں نے جگدیو راؤ عین الملک اور دینکٹادری کو ملک پر تاخت
و تاراج کرنے کے لئے روانہ کیا - ابراہیم قطب شاہ نے مجاہد خان کو فوج دیگر ان
سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا اور موضع ترکل کے قریب کئی روز جنگ ہوئی
اور اسکا کچھ فیصلہ نہ ہوا اسی زمانہ میں رام راج نے سدراج تمایا راجہ کندبیر کو
پچاس ہزار سواروں کے ساتھ کنداپلی اور پاسلی پاتم پر حملہ کرنے کے لئے اور اپنے داماد
جم راج کو بیس ہزار سواروں کے ساتھ دیورکندا پر چڑھائی کے لئے بھیجا اور
انکی اپنی سپاہ گلکنڈہ کے حوالی کو غارت اور تباہ کر رہی تھی ابراہیم شاہ نے باغیوں اور
بیجواڑہ کے قریب کی لڑائیاں ہوئیں جا بجا جس میں انہیں لڑائیوں میں کٹ گئے جگدیو
راؤ نے پانگل اور گولکنڈہ اور کن پور کے تالقداریوں سے درخواست کی کہ ان
قلعوں کو وہ رام راج کے حوالہ کریں - کاش راؤ نے اندراکتدا کی کنجیاں ٹی دیں
جنوب میں سدا راج تمایا نے کنداپلی پر اور سیتاپتی اور دیادری نے
راجمندری سے قلعہ ایلیور پر حملہ کیا اس طرح شاہ دار الخلافہ میں چاروں طرف سے
دشمنوں کے نرغہ میں آگیا اس نے ارادہ کیا کہ خود نکل کر شاہان متفقہ پر تاریلی پر
حملہ کرے - علی برید شاہ شاہان متفقہ میں سے ایک تھا اسکا پیغام نہایت مناسب
وقت پر یہ آیا کہ ابراہیم قطب شاہ اپنے وزیر مصطفیٰ خان کو لشکرگاہ میں بھیجدے کہ
شرائط صلح مقرر ہو جائیں - مصطفیٰ خان کو مخفی یہ ہدایت کی گئی کہ وہ جگدیو راؤ کو

رامراج نے ابراہیم قطب شاہ کو یہ خبر سنائی اور اُسنے کہا کہ اگر اسکو بیجانگر کی سپاہ کی مدد
کی ضرورت ہوگی تو مین اسکو حملہ آورون کے نکالنے کے لیے بھیجدونگا۔ ابراہیم قطب شاہ
بیگانون کی امداد سے دق ہوتا تھا اُس نے رام راج کے روبرو دستور خان کو حکم دیا
کہ صرف سو سوارون کو لیجا کر تفال خان کو نکال دے اور جسقدر جلد ممکن ہو اپنی کامیابی
کے حال سے مطلع کرے۔ دستور خان ترکمانون کو ساتھ لیجا کر ہیم کل قصبہ مین جا کر
تفال خان سے لڑا اور اسکو شکست فاحش دی اور کچھ آدمی قید کئے جنمین گیارہ افسر تھے
تفال خان زخمی ہوا اور بھاگ گیا اور عماد شاہ کا منڈپ یعنی سولہ چوب کا خیمہ بھی دستور خان
کے ہاتھ آیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب سپاہیون نے احمد نگر کی طرف کوچ کیا تھا تو قلعہ کلیانی
اُنہون نے لے لیا اور بیجاپور کے شاہ کو حوالہ کیا۔ اب کلیانی کے قریب مرتضی نظام شاہ
کی بیٹی کا نکاح ابراہیم قطب شاہ سے ہوا اور اس شادی سے ایک مہینے بعد ان
دونو شاہون نے قلعہ کلیانی کا محاصرہ کیا۔ علی عادل شاہ نے پھر رام راج سے مدد طلب
کی وہ اپنی سپاہ کو ساتھ لیکر مدد کو آپہنچا راہ مین علی عادل شاہ سے علی برید شاہ
بیدر بھی جسکو اس نے بلایا تھا آن ملا۔ جب یہ شاہ باہم آئے تو ابراہیم شاہ مطلع ہوکر
مین جو دار الخلافہ سے جدا ہوا تو رامراج نے سمجھا کہ خوب موقع ہاتھ آیا اس لئے اپنے بھائی
دینکٹا دری کو جگدیو راؤ اور عین الملک کی ہمراہ پندرہ ہزار سوارون اور تیس ہزار
پیدلون کا سردار بنا کے جنوبی اضلاع پر حملہ کرنے کے لئے بھیجدیا اس امر پر مطلع ہوکر
ابراہیم قطب شاہ نے مرتضی نظام شاہ سے مشورہ لیا تو یہ امر قرار پایا کہ کلیانی کا
محاصرہ چھوڑکر ہر ایک اپنی اپنی دار السلطنۃ کو جائے ابراہیم قطب شاہ کو دار الخلافہ جانے
مین دشمنون کے سامنے آنا پڑتا تھا اس لیے مرتضی نظام شاہ نے شاہزادہ مرتضی خان
کو تین ہزار سوارون کے ساتھ اسکی ہمراہ کیا۔ باوجود اسکے بھی عادل شاہ کی سپاہ
نے اسکا تعاقب کیا۔ ابراہیم قطب شاہ نے شیر خان حسن عرب نمان دولتخان

[illegible]

گھیر لیا جب باغیون نے دیکھا کہ وہ اس طرح گھر گئے تو فصیل پر آ کر انہون نے مصطفی خان کی
شکایتین کین کہ جب سے وہ صاحب اختیار ہوا ہی نایک واریون کو ستاتا ہی ہمکو خوف ہی کہ وہ
اس طرح ہماری ساتھ بدسلوکی کریگا کہ اگر حضور ہمکو مصطفی خان کے حوالہ کرین تو ہم خدمت گذاری
اور اطاعت کے لئی سب طرح حاضر ہین شاہ نے مصطفی خان کو بلا کر ان مقدمات کو بیان کیا
جو اوسکی وزارت کے اندر واقع ہوئی مصطفی خان نے جواب دیا کہ اگر شاہ میری موت کو اپنی ملک کے
حق مین بہتر جانتا ہو تو مین تیار ہون کہ مجھی باغیون کے حوالہ کر دیجیے۔ شاہ نے نایک واریون
کی درخواست کو نامنظور کیا تھوڑے دنون مین یہ باغی اور اسکا سردار اپنی ہی مین حوالہ کرنے
پر مجبور کیئے گئے اور وہ قتل ہوئے تا کہ اور قلعون کے نایک واریون کو عبرت ہو —
قلعہ ایل پور پر دو یا وری نے حملہ کیا دلاور خان نے دشمن کی ہر ایک کوشش کا مقابلہ کیا۔
اور شاہ کو اپنے حالات کی اطلاع دی شاہ نے دو ہزار پیادے اسکی کمک کو بھیجے اور حکم دیا
کہ محاصرین کو ہٹا کے ایک قصبہ نیر ڈول مین ایک قلعہ بنا ئین —
اس قلعہ کے بنانے سے کچھ دنون کے بعد دلاور خان نے شاہ سے اور درخواست کی کہ قصبہ
راجمندری پر جو یہان سے آٹھ میل ہی سپاہ حملہ آور ہو۔ شاہ نے رفعت خان
ملقب، ملک نائب کو حکم دیا کہ دس ہزار سوار وہ ایل پور مین لیجاے اور وہان سے راجمندری کے
حملہ کرنے کے لئے تیار رہی۔ جب نیر ڈول مین اسکے آنے کی خبر دو یا وری اور سیتا پتی نے
سنی تو انہون نے کسم کوٹا (کھشم کوٹا) کے راجہ کو اور اور راجاؤن کو حمایت کے لیئے بلایا۔ یہ راجہ
دو ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے اور دو ہزار بندوقچی اور بان انداز جمع کر کے مسلمانون
سے لڑنے چلا۔ ایک لڑائی ہوئی جسکا انجام یہ ہوا کہ راجہ اور کنڈا مارا گیا اور دو یا دی
اور سیتا پتی قلعہ راجمندری کو بھاگے دھولی سور تک جو قلعہ راجمندری سے چار میل پر
تھا مسلمانون نے انکا تعاقب کیا تھوڑے دنون بعد دھولی سور کو حملہ کر کے مسلمانون
نے لیلیا اور وہان بھاری پر تال رکھ کر مسلمان قلعہ ٹاٹ پاک کی فتح کو چلے وہ
اس نواح مین ایک زبردست زمیندار نرسنگ راؤ کے قبضہ مین تھا۔ خندق کے

راجمندری کی فتح

کسی طرح گانٹھ لے جسکی مرضی بغیر شرائط صلح کے مقرر ہونے مین یوہی ہی علی عادل شاہ مصطفی خان
اور اسکے ساتھ رامراج کے خیمون پر گیا وہ شکل سے بیجا نگر جانے پر راضی اس شرط پر ہوا کہ گن پور
اور پنگل کے قلعہ اسکو حوالہ کئے جائین اس صلح کے بعد بادشاہان متفقہ اپنے اپنے دار الخلافہ کو چلے گئے۔
جب قطب شاہ کو اس طرح دشمنون سے فراغت ہوئی تو اُس نے گلکنڈہ کے قلعہ کو پتھر اور چونے سے
بنایا وہ پہلے اس قابل نہین تھا کہ دشمنون کا مقابلہ کرسکتا قلعہ مین حصار کے اندر امرا نے
بھی اپنی اپنی حویلیان بنالین اور آیندہ شاہ یہین اپنا دربار کیا کرتا۔
یہ اوپر بیان ہوا ہی کہ لڑائی ہو رہی تھی کہ جگدیو راؤ نے کاشی راؤ نایک واری سردار قلعہ
اندراکنڈا کو ترغیب دی کہ وہ قلعہ پر قبضہ کرلے اس نے مولانا محمد مومن حاکم قلعہ کو مقید کیا۔
اسلئے شاہ نے مصطفی خان کو دس ہزار سوارون اور بیس ہزار پیادون کی ساتھ بھیجا کہ اس
مقام کو واپس لے قلعہ اندراکنڈا کے گرد درختان تھے اول حاضرین نے ان درختون کو کاٹا
پھر قلعہ کو جاکر محاصرہ کیا۔ دو مہینے کے عرصہ مین رخنہ ڈال کر حملہ کرکے اسکو فتح کیا۔
کاشی رام مقید ہوا اور وہین اسکا سر کاٹا گیا اور مقید حاکم رہا ہوا مصطفی خان دار الخلافہ
کو واپس آیا اور پیشوا مقرر ہوا۔ بادشاہ نے نایک واریون کے اختیارات کو گھٹانا چاہا
وہ کاشی راؤ کے ساتھ بغاوت مین شریک تھے سوبارائو جو قلعہ گلکنڈا مین قلعہ دار تھا اسکو
بادشاہ کے ارادہ پر علم ہوگیا اس نے ان نایک واری سردارون سے کہ مختلف قلعون مین افسر
تھے یہ سازش کی کہ جب شاہ شکار کھیلنے جائے تو اشارات مقررہ پر ساری قلعون پر
قبضہ کیا جائے اور سوبارائو دار الخلافہ مین خزانہ پر قبضہ کرے اور تمام مسلمانون کو
تہ تیغ۔ اس سازش کے حال پر رام راج کو بھی اطلاع دی گئی جسنے وعدہ کیا کہ اس سازش
کی حمایت کے لئے وہ فوج بھیجے گا۔ جب شکار کا موسم آیا تو شاہ نے دستور کے موافق
حکم دیا کہ وہ میدان مین خیمے لگائے۔ ان خیمون مین آنے کے لئے جو ہین قلعہ سے اس نے
باہر قدم رکھا تو قلعہ کے دروازہ بند ہوگئے اور نایک واریون نے مسلمانون پر حملہ کرنا
شروع کیا۔ وہ مسلمانون نے آن کر شاہ سے یہ حال عرض کیا تو شاہ نے قلعہ کو اپنی سپاہ سے

اور قلعہ شولاپور اسکے جہیز مین دے اور علی عادل شاہ اپنی بہن ہدیہ سلطانیہ شاہزادہ
مرتضی حسین نظام شاہ کے بڑے بیٹے سے بیاہے اور شولاپور مین تینون شاہون کی ملاقات
ہوا اور یہان سے متفق ہو کر اور اپنے سپاہیون کو لیکر رام راج سے لڑنے چلین اس قرارداد کے
موافق ۲۰ جمادی الاول ۹۷۲ھ کو سپاہین متفق ہو کر جنوب کو چلین اور کرشنا کے
کنارہ پر تالی کوٹ مین پہنچین راہ مین کسی سے مقابلہ نہین کیا - رام راج نے دریاے کرشنا سے
سیلون تک کے راجاؤن اور اپنے تابعین کو بلا کر جمع کیا اسکے لشکر مین ایک لاکھ سوار اور
تین لاکھ پیادے تھے اس سپاہ کو لیکر وہ شاہون سے لڑنے چلا - ۲۰ جمادی الثانی
۹۷۲ھ کو لڑائی ہوئی جسکا خاتمہ یہ ہوا کہ رام راج مارا گیا جس سے ہندوؤن کی سپاہ کو
شکست ہوئی شاہان متفقہ کی سپاہین دس روز میدان جنگ مین مقیم رہین اور
پھر دار السلطنت بیجانگر کی طرف چلین یہان انہون نے ملک کو اور شہر کو لوٹا - اور
سنگین بت کدون کو مسمار کیا اور پھر شاہ گلکنڈہ نے اپنے سپہ سالار مصطفی کو اور نظام شاہ نے
اپنے سپہ سالار مولانا عنایت اللہ کو اور علی عادل شاہ نے کشور خان کو مدکل اور رایچور
کی فتح کے لئے بھیجا - یہ مقامات آسانی سے فتح ہو گئے مصطفی خان نے احکام شاہی
کا کچھ انتظار نہین کیا اور ان قلعون کی کنجیون کو کشور خان کے حوالہ کیا جس سے
حسین نظام شاہ ایسا طیش مین آیا کہ اس نے شاہ گلکنڈہ کو حقیقت حال پر مطلع کر کے
درخواست کی کہ مصطفی خان کی گردن اڑائی جاے - ابراہیم قطب شاہ گو اس سید کی جان
کا خواہان نہ تھا مگر اسپر دغا کا الزام لگایا اور اسکا عذر نہ سنا اور حکم دیا کہ وہ مکہ کو
جاوے اور اپنے گناہون سے توبہ استغفار کرے - شاہ نے گلکنڈہ کو خطوط لکھے کہ مصطفی خان کے
اہل عیال اور اسباب مال کو مغربی بنادر بحری پر بھیجدو کہ وہان اسکے ساتھ روانہ ہونے کے لئے
تیار رہین - یہ امر تحقیقاً ہے کہ اسکے اہل عیال اور مال کے لئے سات سو گاڑیون اور پانچہزار
مزدورون کی ضرورت ہوئی - مصطفی خان بادشاہ کے پاس سے علی عادل شاہ
کے پاس چلا گیا جسنے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی اور اپنا وزیر اعظم مقرر کیا علی عادل شاہ کے

عمیق ہونے کے سبب سے اس قلعہ کے حملہ مین ایک مہینہ لگ گیا نرسنگ راؤ تین ہزار
سوار اور دس ہزار پیادے لیکر قلعہ سے نکلا اور اُسنے مسلمانون پر حملہ کیا مگر وہ
گرفتار ہوا اور اسکا گروہ بالکل شکستہ ہوگیا جب شاہ نے سُنا کہ نرسنگ راؤ گرفتار
ہوا تو اُسنے سپاہ کو واپس آنے کا اور برسات مین دھول سور رہنے کا حکم بھیجا اسکے
بعد رفعت خان پھر ٹاٹ پاک پر حملہ کرنے گیا اور اسکو اور راجمندری کے تمام ضلاع
کو مسخر کیا سپاہ کو دار الخلافہ مین مراجعت کے لئے اور قلعون کو معتمد نائب اریون کے
سپرد کرنے کے احکام بھیجے گئے —
اب ابراہیم قطب شاہ نے اسپر غور کی کہ شاہان دکن کو رام راج کی اکثر مداخلت
بڑا دھمکاتی ہے اور نازک مین دم کرتی ہے۔ آخر لڑائیون مین اُسنے حسین نظام شاہ کے
ملک ہی کو ویران نہین کیا بلکہ مساجد مین اپنی مویشی باندھ کے اور سپاہیون کو
اتار کے انکو ناپاک کیا اور اپنی مراجعت مین اُسنے اپنے دونو دستون کے ملک کو
دشمنون کی طرح ویران کیا۔ ابراہیم قطب شاہ نے یہ وقت اس کام کے لئے نہایت
مناسب جانا کہ اور شاہان دکن کو بیدار کرے اور رام راج کے برخلاف متفق کرے
کہ کیا وہ اسکی قوت کا بالکل استیصال کرین یا اسکو اتنا کم کردین کہ آئندہ کوئی خوف
خطر اسسے باقی نہ رہے اسمین بڑی مشکل یہ تھی کہ شاہان احمد نگر اور بیجاپور کو اسمین شریک
کیا جائے اس مطلب کے حاصل کرنے کے لئے ابراہیم قطب شاہ نے اپنے وزیر مصطفی خان کو بھیجا
کہ اول حسین نظام شاہ پاس جائے اور وہان سے پھر بیجاپور مین ابراہیم عادل شاہ
پاس اس پیغام کے بھیجنے کے دو مقصد تھے اول شاہان دکن مین اتفاق پیدا کرنا اور
اگر ممکن ہو تو آپس مین ناتہ رشتہ کرنا۔ دوم سفیر کا یہ دریافت کرنا کہ رام راج کے
برخلاف اتفاق کرنے مین ان شاہون کے خیالات کیا ہین مصطفی خان اپنے
کام مین ایسا اچھی طرح کامیاب ہوا کہ شاہون مین آپس مین اتفاق ہوا اور یہ
امر قرار پایا کہ حسین نظام شاہ اپنی بیٹی چاند بی بی علی عادل شاہ سے بیاہے

دار السلطنت کو جائین (فرشتہ سے تاریخ نظام شاہی مین جو اس مہم کا حال ہمنے نقل کیا ہے
وہ اس بیان سے بالکل مختلف ہی) اس واقعہ کے بعد علی عادل شاہ اور مرتضی نظام شاہ کے درمیان
در پردہ یہ ٹھیری کہ وہ قلعہ دسہ مین ملاقات کرین یہان ملاقات مین یہ امر قرار پایا کہ برار
کی سلطنت کو تو مرتضی نظام شاہ او رہیدر آباد و تلنگانہ کو علی عادل شاہ فتح کرے اول
ان دونو کی سپاہ نے متفق ہوکر شمال کی جانب سے تفال خان پر حملہ کرنے کے لیے کوچ کیا
وہ ان سے مقابلہ نہین کر سکتا تھا اسلیئے گاول گڈھ کو بھاگا ایک مدت کے بعد یہ قلعہ دشمنون کو
حوالہ ہونیکو تھا کہ تفال خان نے علی عادل شاہ کو دو لاکھ ہن دیئے اور پچاس ہاتھی دینے کا وعدہ کیا
کہ وہ محاصرہ اٹھا دے اس مخفی عہد کے سبب سے علی عادل شاہ نے مرتضی نظام شاہ پاس پیغام بھیجا
کہ یہ شرم کی بات ہی کہ دو شاہ اپنی تضیع اوقات ایک قلعہ کی فتح مین کر رہے ہین انکے حق مین
زیادہ مفید ہوگا کہ وہ ملک تلنگانہ کو تسخیر کرین اس کہنے سے مرتضی نظام شاہ نے محاصرہ کو چھوڑا
اور جنوب کی طرف گیا اور اپنی طرف سے اخلاص خان کو اور علی عادل شاہ کی جانب سے عین الملک
کو اس کی تسخیر کے لیئے بھیجا۔ مگر راہ مین ایک امر ایسا وقوع مین آیا کہ جسنے مملکت تلنگانہ کو
بچا دیا۔ ایکدن بیجاپور کی سپاہ چھہ ہزار مرہٹون نے مرتضی نظام شاہ کے چنداول پر چھاپا مارا
منصور خان نے جو چنداول کا افسر تھا مقابلہ کیا اور مارا گیا جس سے ان دونو شاہون کا رشتہ
اتحاد ٹوٹ گیا اور باہم فساد ہوگیا اور ہر ایک اپنی اپنی دار السلطنت کو چلا گیا۔
احمد نگر مین مرتضی نظام شاہ آیا اور علی عادل شاہ سے انتقام لینے کے لیئے ابراہیم قطب شاہ
پاس ایلچی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بیجاپور کی مخالفت کے لیئے ہم آپس مین موافقت کرین شاہ گولکنڈہ
نے اس سے پہلے خود بھی مرتضی نظام شاہ پاس پیغام بھیجا تھا۔ ہم کرشنا دریا
کی طرف کوچ کرین اور یلتم راج ولد رام راج متوفی کو اپنے ساتھ ملائین کہ ہم سب ملکر
بیجاپور کی تسخیر کے لیئے چلین شاہان گولکنڈہ اور احمد نگر نے کرشنا پر پہنچکر یلتم راج کو لکھا
کہ وہ ہمارے ساتھ شریک ہوجائے لیکن ایک امر ایسا وقوع مین آیا کہ جیسا یہ اتفاق جلدی
ہوگیا تھا ویسا ہی جلدی سے ٹوٹ گیا۔

مرنے کے بعد ۹۶۸ھ مین مصطفیٰ خان ملک بلیبا مین قتل کیا گیا۔ اس ملک کو اسنے فتح کیا تھا اور یہان حاکم رہا تھا۔ اس لڑائی کو تفصیل سے علی عادل شاہ کی سلطنت کی بیان مین لکھا ہی؛

بیجانگر مین تینون شاہ چھہ مہینے رہے اور پھر اپنی اپنی دار الخلافہ کو چلے گئے۔ ابراہیم قطب شاہ کے جتنے ضلعے رام راج نے لئے تھے وہ قطب شاہ کو مل گئے۔ ۹۷۳ھ مین قطب شاہ کے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام محمد قلی رکھا گیا۔

حسین نظام شاہ اپنے دار الخلافہ مین جا کر ۷ ذی قعدہ ۹۷۲ھ کو مر گیا۔ اسکا بڑا بیٹا مرتضیٰ نظام شاہ جانشین ہوا۔ یہ شاہ عیش و عشرت مین ڈوبا رہا اور مہمات سلطنت خونریز خاتونوں کے ہاتھ مین آ گئے۔ تھوڑے دنون مین خلقت کو اس سے نفرت ہو گئی تو کشور خان پیشوا نے علی عادل شاہ کو مخفی خط لکھ کے احمد نگر پر حملہ کرنے کے لئے بلایا اسکے ساتھ ایک زبردست فریق تھا۔ مرتضیٰ کو اس سازش کی اطلاع ہوئی تو وہ خواب غفلت سے بیدار ہوا اور مجلس مشورہ کو جمع کیا جسنے یہ صلاح بتلائی کہ نظام شاہ کا خاندانی قدیمی دوست ابراہیم قطب شاہ ہی اس سے امداد منگانی چاہیئے مگر پہلے اس سے کہ گولکنڈا سے کمک آئے علی عادل شاہ سرحد پر آ پہنچا۔ مرتضیٰ نظام شاہ احمد نگر چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ وہ برار گیا اور تفال خان کو پایا جو اس وقت برار مین حکومت کرتا تھا اور اسنے سلطنت کو غصب کیا تھا۔ اور عماد شاہی خاندانی وارث کو قید مین رکھتا تھا۔ برار کی سپاہ کی کمک لیکر مرتضیٰ نظام شاہ نے کولاس کی طرف کوچ کیا۔ علی عادل شاہ کے لشکر نے بھی حرکت کی قند ھار اور کولاس کے درمیان دونو شاہون کی ملاقات ہوئی اور آپس مین صلح ہو گئی۔ اب یہ امر قرار پایا کہ احمد نگر اور برار اور گولکنڈہ کی سپاہ مین متفق ہو کر بیجاپور پر حملہ کرین۔ علی عادل شاہ اپنی دار السلطنت مین سپاہ کثیر جمع کر کے خود دار الخلافہ سے کون کان کو چلا گیا۔ سپاہ متفقہ نے بیجاپور کا محاصرہ کیا اور گرد نواح ملک کو لوٹا مارا۔ ابراہیم قطب شاہ کو یہ منظور نہین تھا کہ علی عادل شاہ کو اپنی ملک کا بڑا حصہ مرتضیٰ نظام شاہ کو دیدے۔ اسنے اور شاہون کو یہ صلاح بتلائی کہ محاصرہ اوٹھا کر وہ اپنی اپنی

شاہان دکن کی آپس مین چالبازیان اور لڑائیان۔

لشکر ان بیقاعدہ حملوں سے ایسا عاجز ہوا کہ اس نے اپنے گرد حفاظت کے لئے خندق کھودی
کہ قطب شاہی سواروں کے ہاتھ سے بچیں جو اسکے گرد ہمیشہ رہتے ہیں نظام شاہی لشکر نے
غارتگری سے ہاتھ نہ اٹھایا اور صلابت خان کی جد و کد سے نہ رکے تو اس نے چنداول پر حملہ
کرکے بالکل اسکو شکست دی مرتضیٰ شاہ نے معتمد خان کی سرکردگی میں بڑی سپاہ قطب شاہی
لشکر سے لڑنے کے لئے بھیجی۔ لڑائی ہوئی جس میں ایک نظام شاہی افسر مارا گیا اور دوسرا افسر
کمال خان زخمی ہوا اور قطب شاہی لشکر میں ایک افسر مقرب خان مارا گیا۔ رات نے آن کر
لڑائی کو ٹھنڈا کر دیا۔ دوسرے روز صبح کو نظام شاہی لشکر نے کوچ کیا اور برید شاہی ملک
میں اکثر دھوم لیا۔ ہمنے بیان کیا ہے کہ تالی کوٹ کی لڑائی سے پہلے جنوب میں رفعت خان لاری
ملک نائب نے راجمندری کے ایک حصہ کو فتح کیا تھا مگر وہ اور لڑائیوں میں بلا لیا گیا بارہ
بعد پھر دس ہزار سواروں کے ساتھ راجمندری کی فتح کے لئے بھیجا گیا جب وہ دھلیسو میں
آیا تو اس نے راجمندری (راجمہندری) پر حملہ کرنے کی تدابیریں۔ سیتاپتی کے قبضہ میں دو
حصے بنتا پور اور راج بوندری تھے اسکی عادت تھی کہ رات کو وہ کمک اور آذوقہ
راجمندری میں بھیجا کرتا تھا اس لئے رفعت خان نے یہ تجویز کی کہ پہلے ان دو قصبوں پر حملہ
کرنا چاہئے۔ اول اس نے بنتا پور کی طرف کوچ کیا راہ میں دشمن نے اس سے مقابلہ کیا اور
سخت لڑائی ہوئی۔ ہندوؤں کو شکست ہوئی اور وہ قلعہ بنتا پور میں چلے گئے مسلمانوں
نے انکا تعاقب کیا اور زینے لگا کے قلعہ لے لیا سیتاپتی مع اپنے اہل و عیال کے جنگلوں
میں ہو کر قلعہ راج بوندری میں گیا۔ دوسرے روز مسلمانوں نے اسکا تعاقب کیا مگر قلعہ
تک پہنچنے میں بعض یہ موانع پیش آئے کہ راہ نہایت تنگ تھی اور اسکے دونوں طرف درختستان
ایسے تھے کہ راہ نہ تھی۔ رفعت خان نے قلعہ کی فتح کا ارادہ مصمم کرکے جنگل کاٹنے اور کے جلانے
کا حکم دیا۔ ایک دن میں مسلمانوں کا لشکر صرف دو میل چلتا تھا غرض انہوں نے رستہ
بنا لیا اور پہاڑ پر چڑھ کر قلعہ کے پاس پہنچے تو سیتاپتی راجمندری کے جنگلوں میں چلا گیا۔
یہاں راجہ دویا دری سے مل گیا اور قلعہ راج بوندری چھوڑ گیا جس پر رفعت خان نے

رفعت خان کا راجمندری کی کسی کو فتح کرنا - دوسرا لوگو کو فتح کرنا اور قلعہ تک پہونچنا -

مرتضیٰ نظام شاہ جب تخت پر بیٹھا تھا تو بارہ برس کا بھی نہ تھا تمام اختیارات سلطنت
اسکی ماں خونزہ ہمایون کے ہاتھ مین تھے اُسنے بداندیشون کی صلاح سے یلتم راج سے دو لاکھ
ہُن اُس کمک کے مفاوضہ مین طلب کیے جو اسکے ملک مین شاہ بیجاپور کی مداخلت بیجا دور کرنے
کے لئے دوستونے کی تھی - یلتم راج کو یہ امید تھی کہ دوست اسکو وہ ملک لا دینگے جو علی عادل شاہ
نے رام راج سے چھین لئے تھے اب بجاے اسکے الٹے دو لاکھ ہن اس سے طلب کیے گئے اسکی اطلاع
ابراہیم قطب شاہ کو اسنے ایلچی بھیجکر کی - قطب شاہ نے فوراً اپنا معتمد خونزہ ہمایون پاس بھیجا
کہلا بھجوایا کہ مجھے حیرت ہے کہ یہ کیسی درخواست روپیے کی گئی ہے کہ جسکا سان گمان بھی
نہ تھا یہ امر مصلحت ملکی کے برخلاف ہے یلتم راج سے بجاے کمک کے روپیہ کی طلب کی جاے
وہ بڑے کام کا دوست ہے جسکی دس ہزار سپاہ ہمارے سخت دشمن کے مقابلہ مین کام کر سکتی ہے
جسپر ہم حملہ کرنے کو ہین مگر خونزہ ہمایون نے اس پیغام پر ذرا التفات نہین کیا بلکہ روپیہ کی
طلب مین زیادہ سختی کی یلتم راج نے روپیہ دینے سے انکار ہی نہین کیا بلکہ وہ ان دوستون کے
ساتھ دشمنانہ سلوک کرنے لگا جب ابراہیم قطب شاہ نے اس معاملہ کا یہ رنگ دیکھا تو اُسنے یلتم راج
کو لکھ بھیجا کہ وہ اپنے ملک کو مراجعت کرے میری سپاہ بھی اب الٹی جاتی ہے - دوسرے روز
ابراہیم قطب شاہ نے خیمے اکھڑوا دیئے اور گولکنڈہ کو چلا آیا اور یلتم راج انکنڈہ کو چلا
گیا جب مرتضیٰ نظام شاہ نے دیکھا کہ اسکے یہ دوست اُسے چھوڑ کر چلے گئے اور عادل شاہ کے
سوارون نے اُس راہ کو جسپر وہ جاتا تھا گھیر لیا تو اُسنے تلنگانہ کی مملکت مین گذر کر مراجعت
کی اور اضلاع گولکنڈہ اور کمن پور کو تباہ کیا ابراہیم قطب شاہ نے صلابت خان کو
تین ہزار سوارون کے ساتھ بھیجا کہ وہ ملک کو نظام شاہ کے ہاتھون سے بچائین اور منی دار اور
حولدارون کو احکام بھیجے گئے کہ دشمنون کی راہون کو حتی المقدور روکین اور قصبات کے
دروازون کو بند کرین اور رعیت کے جان و مال کو جہان تک ہو سکے دشمنون کی دست برد
سے بچائین ان احکام سے دہات کے حاکم راتون کو بڑی ہوشیاری کرتے اور چھوٹے چھوٹے
گروہ انکے دشمنون کے خیمون کے چارون طرف آتشبازی کرکے حیران کرتے نظام شاہ کا

جسمین ول لپاراج سلطنت کرتا تھا وہ مسلمانون کے قریب آنے سے دیو پورال کو بھاگ گیا
یہ ایک بھاری قلعہ وو یادری کے قبضہ مین تھا وہ ساحل سمندر کے قریب تھا اور اسکے گرد
درختستان ایسے تھے کہ وہان گذر نا مشکل تھا میدان مین بیس ہزار ہندوؤن نے مقابلہ کیا۔
ہندوؤن کو شکست ہوئی اور وہ قلعہ کو بھاگے جسکا محاصرہ چار مہینے تک ہا آخر کو ناچار
ہو کر ول لپاراج نے باجگذار ہونا قبول کیا اس طرح وو یادری کا ملک شاہ گولکنڈہ
کے قبضہ مین آگیا۔ یہان سے رفعت خان چند بار کو گیا۔
یہ ملک دو بھائیون نرسنگ اور سورسنگ کے قبضہ مین تھا۔ اور ایک درہ مین ان کا ایک
قلعہ بھی تھا۔ دس ہزار پیادے تھے۔ انھونے قلعہ کے گرد خندق کھودی اور چھاتی کے
برابر اونچا حصار بنایا اور دشمنون کے مقابلہ کے لئے توپون کو لگایا۔ رفعت خان نے جب تک
انتظار کیا کہ درہ مین اسکی توپین آئین پھر اُسنے حصار کو ڈھایا اور حملہ کرکے قلعہ کو لے لیا
اور دونو بھائیون کو قید کر لیا اور اسکے ملک کو شاہ گلکنڈہ کا مطیع کیا۔
اب رفعت خان نے آخر دو سالون مین بہت سے قلعے اور اضلاع جو راجمندری اور
کسن سم کونڈا کے فتح کر لیئے۔ اب اسکا ارادہ ہوا کہ بیجنا نتھ دیو پر حملہ کیجے وہ اس ملک کے
راجاؤن سے زیادہ زبردست تھا اُسنے اس کی بسم اللہ کوہستانی قلعہ پٹ نوسے کی
اس کو فتح کر لیا اور راجہ کے بھائی کو قید کیا یہان سے وہ کندو دیوا پلی پر آگے
بڑھا جسکا اس راجہ کو بڑا آسرا و سہارا تھا اسکو بھی مسلمانون نے شجاعت سے فتح
کر لیا مگر ان قلعون کی فتح مین اتنا عرصہ لگ گیا کہ بیجنا نتھ دیو کو اپنی سپاہ کے
جمع کرنے کی فرصت ملگئی اور اس پاس پانچ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے اور پانچ
سو ہاتھی جمع ہو گئے۔ رفعت خان اس سپاہ سے ڈرا نہین اُس سے لڑا اور دشمنون
کو شکست فاحش دی۔ راجہ اپنی دار السلطنت کو بھاگ گیا اور جاتے ہی رفعت خان
پاس اپنے بیٹے کو ایلچی بنا کے بھیجا جسنے شرائط صلح یہ پیش کین کہ راجہ سالانہ بیس ہزار
ہن اور چالیس ہاتھی بھیجا کریگا ان شرائط کو رفعت خان نے بڑی خوشی سے

قبضہ کیا اور یہان سے راجمندری کی طرف چلا- یہان دو یاوری اور راجہ کسم کوٹا
(کسم کوٹا) کی سپاہیون نے جسمین تین ہزار سوار اور اتنے ہی پیادے تھے لشکر اسلام کا مقابلہ
کیا مسلمانون کے لشکر نے ہندؤن کو شکست دی اور دو یاوری اور سیتاپتی دونون قلعہ راجمندری
مین محصور ہوئے- چار مہینے کے بعد قطب شاہی توپخانون نے قلعہ کی دیوارون پر اثر کیا اور
اس مین پچاس قدم کی برابر رخنہ ڈالا اس عرصہ مین علم صلح قلعہ پر نمودار ہوا اور حوالہ
کرنے کی شرائط کے لئے انہون نے کہا کہ مسلمانون کے لشکر مین جو پنڈت محاسب ہے اس کی
معرفت بھیجینگے- پنڈت قلعہ مین آیا- اسکی معرفت یہ شرائط منظور ہوئین کہ قلعہ خالی کیا
جائے اور دو یاوری اور سیتاپتی جہان انکا دل چاہے چلے جائین اور کوئی انکو آزار نہ
پہنچائے- دو یاوری کسم کوٹ اور سیتاپتی بیجانگر کو گیا یہ واقعہ سنہ ۹۷۹ھ ۱۵۷۲ء مین واقع ہوا
اسکی تاریخ معبد کافران بدست افتادہ ہے-

جب راجمندری فتح ہوگیا تو شاہ نے حکم بھیجا کہ وہ کسم کوٹ مین بھی مسلمانون کی حکومت
قائم کرے اسلئے اسنے اڑیسہ کی طرف کوچ کیا یہ ملک درختانون سے بھرا پڑا تھا اسمین
جنگل بڑے دشوار گذار تھے- رفعت خان نے سب طرف انکے جلانے اور کاٹنے کا حکم دیا
مسلمانون کے دفع کرنے کو بیس ہزار ہندو جمع ہوئے- لڑائی ہوئی جسمین ہندؤن کو ہزیمت
ہوئی اور بڑا نقصان انکا ہوا سپاہ اکثر کل ہو بھاگا دو قلعے گوپال پلی اور [illegible] مسلمانون
کے ہاتھ آئے یہان سے لشکر اسلام کسم کوٹا کو چلا- اس ملک کے دو بھائی مالک تھے سرداراج
اور اسکا بھائی بھے بلندر تھے جب انہون نے لشکر اسلام کے آنے کی اور قلعون کے مفتوح
ہوجانے کی خبر سنی تو انہون نے اپنے ایلچیون کو صلح کے لئے بھیجا- صلح ہوگئی اور یہ امر قرار
پایا کہ چھوٹا بھائی سرداراج گلکنڈہ مین ہے اور بڑا بھائی بھے بلندر اپنے ملک مین راج
کرے اور شاہ کا باجگذار رہے- یہان سے لشکر اسلام گوپال اوریری یعنی اوریا
کے ملک مین گیا وہ اپنے ملک کو چھوڑ کر بنگال چلا گیا اور یہ ملک آسانی سے مسلمانون کے
ہاتھ آگیا اور سپاہ کا قبضہ اوسپر ہوگیا- دو یاوری کے ملک مین رفعت خان گیا-

چڑھائی کہ وہ بادشاہ کو جبتک ملنے کو روکے رکھین کہ نظام شاہی پاس آئین - چنگیز خان
ملدرزوگ مین علی عادل شاہ سے ملا اور وہ اپنی تدابیر اور حکمت اس طرح کام مین لایا
کہ عادل شاہ نے شاہان متفقہ سے ملنے کا خیال دل سے بالکل اُڑا دیا اور مرتضی شاہ سے
دوستانہ ملنے کا ارادہ کیا - علی عادل شاہ کے اس طرح ارادہ بدلنے سے ابراہیم قطب شاہ
کو حیرت ہوئی اور اس نے برار کی فوج کو انعام دیکر رخصت کیا اور علی برید شاہ کو
قلعہ بیدر جانے کی اجازت دی - گول کنڈہ مین آکر اُسنے اپنا سراپردہ کھڑا کیا اور
نائک واری سپاہ کو اپنے علم کے نیچے آنے کا حکم دیا ان تیاریون کی ضرورت اس سبب سے
تھی کہ علی عادل شاہ اور مرتضی نظام شاہ نے متفق ہو کر بیدر اور تلنگانہ کے ملکون
کی تسخیر کا ارادہ مستحکم کیا - مرتضی نظام شاہ نے بیدر کے شہر کا محاصرہ کیا تو ابراہیم
قطب شاہ نے گول کنڈہ کی حفاظت کی تیاریان کین اور فصیل پر خیمہ لگا کے خوب ناچ
گانے کی محفلین کرنے لگا اور چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادے بسرکردگی صلابت خان
بھیجے کہ وہ بیچ کے گرد پھرین اور جس لشکر نے بیدر کا محاصرہ کر رکھا ہے اسپر شبخون مارین
اور سوار پیادے سب طرف کامیاب ہوئے اور رات کے وقت دشمنون کی زمین جاکر
ناکین اور کان کاٹ کے لاتے اور ہر ناک کے لئے ایک ہن اور ہر کان کے واسطے ایک
پرتاب انعام پاتے اور دن کو موقع کے وقت محاصرین پر حملہ کرتے جو آذوقہ کی کمی سے
مصیبت زدہ ہو رہے تھے اور راتون کو جو اُن پر پیادے اور سوار شبخون مارتے
تھے تو وہ سونے نہ پاتے تھے اس سبب سے دن کو بڑی تکلیف اٹھاتے تھے - اب انکا ارادہ
محاصرہ چھوڑنے کا ہوا مگر اسکے ساتھ انکو یہ خوف بھی لگا ہوا تھا کہ اگر ہم یہان سے چلے گئے
تو ابراہیم قطب شاہ ہم پر حملہ کریگا - علی عادل شاہ نے کمال خان کو پندرہ ہزار سوار
دیکر اور مرتضی نظام شاہ نے مرزا یادگار کو اتنی ہی سوار دیکر بھیجا کہ وہ کو اس کے ہمسایہ
مین بیٹھین اور مرتضی نظام شاہ تفال خان کو اس قصور کی سزا دینی چاہتا کہ
اُسنے پہلے سال مین ابراہیم قطب شاہ کی امداد کی تھی اور علی عادل شاہ نے جنوب مین

اس سبب سے قبول کر لیا کہ اسکی سپاہ نہایت ناخوش و ناراض ہو رہی تھی اور رحمیندری کی تمام اضلاع ساحل بحر پر فتح بھی ہو گئے تھے۔

علی عادل شاہ نے جب احمد نگر کا محاصرہ کیا اور مرتضیٰ نظام شاہ اُس سے مقابلہ نہ کر سکا تو اُس لئے ابراہیم قطب شاہ کی طرف رجوع کی وہ اول بیدر گیا اور علی برید شاہ کو اپنے ساتھ شریک کر کے مرتضیٰ نظام شاہ سے ناگڑی میں ملا۔ جہان ان سب نے اس قرآن شریف پر قسمیں کھائیں جو حضرت علی کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور یہ امر قرار دیا کہ اول سب مل کر بیجاپور پر حملہ کرنے میں ذرا توقف نہ کریں مگر سید مرتضیٰ نظام شاہ کو جلد صلح پر راضی کیا اور فریقین کی صلح ہوئی ابراہیم قطب شاہ گولکندہ اور علی برید شاہ بیدر کو گئے۔

جب ابراہیم قطب شاہ گولکندہ میں آیا تو اُس نے ارادہ کیا کہ میں مرتضیٰ نظام شاہ سے اس بد معاملی کا انتقام لوں جو اس نے مہم مذکور میں کی۔ برار کی سلطنت ہمیشہ اس کی مدد کیا کرتی تھی سو اُس نے تفال خان نائب السلطنت پاس اپنا ایلچی بھیجا مرتضیٰ نظام شاہ سے لڑنے کے لئے اسکو بلایا وہ مرتضیٰ نظام شاہ کا دوست اس سبب سے نہیں ہو سکتا تھا کہ اوسکے ملک پر حملہ اور گاول کا محاصرہ کیا تھا تفال خان خوش تھا کہ مرتضیٰ نظام شاہ سے انتقام لینے کا خوب موقع ہاتھ آیا اُس نے فوراً ابراہیم قطب شاہ کی دعوت کو قبول کر لیا اور اپنے بیٹے شمشیر الملک کو تین ہزار سواروں کے ساتھ ابراہیم قطب شاہ سے ملنے کے لئے بھیجدیا ابراہیم قطب شاہ نے اپنی سپاہ کو جمع کیا بیدر کی طرف شکارگاہ کا بہانہ کر کے چلا اور برار کی کمکی سپاہ سے اور علی برید شاہ سے شہر بیدر او کولاس کے درمیان ملے جہان علی عادل شاہ کو بھی بلایا کہ وہ انکے ساتھ متفق ہو۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے سستی کو چھوڑا اور اپنی سپاہ کو جمع کیا اور عزم مصمم کیا کہ علی عادل شاہ کو ... بزور یا بحکمت ابراہیم قطب شاہ سے نہ ملنے دے وہ اپنی کل سپاہ کو ساتھ لے کر بیجاپور کی طرف چلا اور اسنے وزیر چنگیز خان کو بہت تحائف کے ساتھ عادل شاہ کے شکارگاہ میں بھیجا کہ وہ سعی کرے کہ اسکو شاہان متفقہ سے نہ ملنے دے اور اس کے ارکان سلطنت کو ترغیب

سلمانون کی تاریخ مین جہان کولی سوار لکھے ہین اُنسے مراد مرہٹہ سوار ہوتی ہی)
پس اوّل دن کی لڑائی کا خاتمہ تو اس طرح ہوا۔ دوسرے روز ایک سخت لڑائی ہوئی۔
جسمین کسی کو کچھ غلبہ نہ حاصل ہوا تیسرے دن کی لڑائی مین لشکر گلکندہ کو غلبہ ہا۔ مہینہ بھر مین اور
ایسی لڑائیان ہوئین آخر کو ایک بڑی صف جنگ ہوئی جسمین گلکندہ کے لشکر کو فتح عظیم ہوئی
اُسنے دشمنونکے خیمے اور پرتال سب لے لئے۔ اور گلکندہ کو چلی آئی۔
یہ اوپر بیان ہوا ہی کہ شہر بیدر کا محاصرہ چھوڑ کر مرتضیٰ نظام شاہ تفال خان سے لڑنے گیا اور
علی عادل شاہ ملک وجیانگر کو سری رنگا رائے سے چھیننے کے لئے گیا تھا یہ راجہ بیجاپور کے شاہ
کا مقابلہ نہین کرسکتا تھا اسلئے اُسنے ابراہیم قطب شاہ سے اپنے اور اُسکے مشترک دشمن سے لڑنے
کے لئے کمک مانگی۔ شاہان دکن مین یہ اصول قرار پا گیا تھا کہ بیجانگر کے ملک پر جب تک حملہ
نہ کیا جائے کہ آپسمین صلاح و مشورہ ہوکر اُسپر اتفاق نہ کیا جا۔ ابراہیم قطب شاہ نے فوراً راجہ
سری رنگا کی امداد کو منظور کیا اور ابراہیم عادل شاہ سے لڑنے کا اور اسکو آگے نہ بڑھنے دینے
کا وعدہ کیا اُسنے اپنے سپہ سالار شاہ محمد انجو کو ملکی سپاہ کے ساتھ بھیجا کہ وہ عادل شاہی سرحد
پر تاخت و تاراج کرے خود اُسنے سری رنگا رائے سے ملنے کی تیاری کی۔ وہ بیجانگر کی
سرحد پر شاہ محمد انجو سے ملا جسنے اُسکی ہدایتون کے موافق دشمن کے ملک کو لوٹا مارا تھا کچھ
تھوڑے دنون بعد وہ سری رنگا رائے سے ملا اور ان کے ملنے کے سبب سے علی عادل شاہ
نے بیجانگر کا محاصرہ ترک کرکے بیجاپور جانیکا ارادہ کیا اس سبب سے شاہان متفقہ کا کیمپ
ٹوٹ گیا اور ہر ایک اپنی دار السلطنت کو گیا۔
نہایت مستند طور سے یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ سلطان قلی قطب شاہ کی عہد سے راجہ ونکلما چیلی
کستوری ملّا راج۔ نرسنگ راؤ۔ سالانہ خراج دو لاکھ ہن خزانہ گلکندہ مین داخل کرتے
قلعہ کند بیر کے فتح ہونے پر یہ عہد و پیمان ہوا تھا کہ چند سالون مین جو شاہ اور زمانہ
دکن کے ساتھ لڑائیون مین مصروف رہا تو ان راجاؤن نے خراج نہ دیا اور اسیطرح یہ کہ
کرشنا سے پار اتر کر قلعہ کنداپلی پر حملہ کیا اور اس ضلع کو ویران کیا ابراہیم قطب شاہ

نیکا پورا ور ہندوؤن کے ملک پر جو وجیانگر سے متعلق تھے غارت کرنے کے لئے کوچ کیا
بیجاپوریون نے جب مراجعت کی ہے تو علی عادل شاہ نے اپنے اہل عیال کو جسونت راؤ
بھوج مل نائک دیونانائک تین مرہٹی سردارون کو سپرد کیا تھا کہ وہ انکے ہمراہ جاکر بیجاپور
پہنچادین مگر اس لٹیری سپاہ نے قطبشاہ کی ملک کو غارت کیا۔ صلابت خان [illegible]
سپہ سالار گولکنڈہ نے اسکا مقابلہ کیا اور اسکو شکست فاحش دی اور دو نامور ہاتھی فتح
اور شش جنگ او راہی مراتب چھین لئے جسونت راؤ بڑی مشکل سے عادل شاہی عورتون کو بیجاپور
یہ اوپر بیان ہوا کہ تیس ہزار سوار کولاس کے حوالی مین اسلئے متعین ہوئے تھے کہ ان شاہون
کی دو فوجون کی مراجعت کو پردہ مین رکھین جنہین سے ایک برار اور دوسرے بیکاپور گئی
اس سے تلنگانہ کی سرحد پر ملکون کو لوٹا۔ ابراہیم قطبشاہ نے فیر شاہ محمد انجو کو آٹھ ہزار
سوارون کے ساتھ انکے مقابلہ کے لئے بھیجا اور مرزا حسین بیگ ترکمان چار ہزار ترکمانون کو
ساتھ لیکر گلکنڈہ کی سپاہ کے ساتھ ملگیا اور کولاس اور دیگلور کے درمیان فوجون کا
مقابلہ سید حیدر حاکم دیگلور نے کیا مگر تین ہزار سوار لے کر ایسا بے قاعدہ لڑا کہ آسانی
سے اسکو شکست ہوئی اور اسکا تعاقب قلعۂ دیگلور کے اندر تک ہوا جسکے سبب سے یہ قلعہ آسانی
سے ہاتھ آگیا۔ دوسرے روز شاہ محمد انجو نے دیگلور اور قندھار کے درمیان خیمے دشمن کے ہمسایہ مین
ڈالے تو انپر حملہ مرہٹے سوارون نے کیا جنکا افسر جسونت راؤ اور دوسرا [illegible] راؤ اور کولی راؤ
تھا جو ہراول مین چہ ہزار بادیان سوارون (مشرقی ملکون مین گھوڑون کے اختہ
کرنیکا دستور کبھی نہین جاری ہوا اسلئے انکے سوارون کے رسالون مین ہر ایک سوار
پاس کیا گھوڑا ہوتا یا گھوڑی مرہٹے گھوڑیون کو اس سبب سے پسند کرتے تھے کہ وہ جلد تربیت
پذیر اور تیز ہوتی ہین دوم وہ ہنہناتی کم ہین جسکے سبب سے شبخون مارنے مین دشمنونکو
اطلاع نہین ہوتی) یہ حملہ آور تھے انکے حملے کو مرزا حسین اور ترکمانون نے دفع کردیا
اور بہت سے کولیون کی جان گئی (کولی ایک قوم صحرانورد گجرات مین رہتی ہے وہ بھیلون
اور مرہٹون کے مشابہ ہوتے ہین مگر کولی تلنگانہ اور کوکن مین بھی ہوتے ہین) زمیندار

ہم عزم کیا مگر وہ جانتا تھا کہ ابراہیم قطب شاہ کی امداد کے بغیر یہ کام نہین چلیگا اس لئے
اس نے میر ابوالقاسم کو ایلچی بناکے شاہ پاس بھیجا اس نے شاہ کو ترغیب دی کہ امیر شاہ میر کو دو ہزار
سواروں کے ساتھ شاہ احمدنگر کی اعانت کو بھیجے علی بریدہ نے شاہ بیجاپور سے امداد کی
درخواست کی علی عادل شاہ نے اسکی درخواست اس شرط پر قبول کی کہ وہ ایک نوعمر
خواجہ سرا کو جسپر وہ فریفتہ تھا بھیجدے اس نے خواجہ سرا کو بھیجدیا جسنے علی عادل شاہ کو
۲۴ صفر ۹۸۷ھ کو مار ڈالا - اب علی عادل شاہ کی جگہ کم عمر ابراہیم عادل شاہ جانشین ہوا
مرتضی نظام شاہ نے اسکو بچہ سمجھکر اسکے ملک پر حملہ کے لئے بہزاد الملک کو مقرر کیا اسکی لڑائی سواروں
مین جو نلدرگ اور شولاپور کے درمیان ہے بیجاپور کے لشکر سے ہوئی اور بہزاد الملک کو شکست
ہوئی اسکا تعاقب بیدر کی حوالی تک ہوا - سید مرتضی سپہ سالار نظام شاہ جو برار سے اس
محاصرہ مین تائید کے لئے آتا تھا اسکی سپاہ مفرور ملگئی - مرتضی نظام شاہ نے بہزاد الملک کو
بلاکر کل سپاہ کا سپہ سالار سید مرتضی کو کردیا اور یہ سپہ سالار امیر شاہ میر اور قطب شاہ کی کمکی
سپاہ بیچ ملکر نلدرگ کی طرف گیا جہان ابتک ابراہیم عادل شاہ کی سپاہ خیمہ زن تھی
ایک اور لڑائی ہوئی جسکے بعد سپاہ بیجاپور نے قلعہ مین پناہ لی - اب نلدرگ مین بیجاپور
کی سپاہ کا بڑا حصہ محصور ہوگیا - یہ مصلحت ٹھیری کہ شاہان متفقہ بیجاپور پہ حملہ کرین
نلدرگ کی سپاہ نے جب انکا یہ ارادہ سنا تو انہون نے آفتاب کے غروب ہونے پر نلدرگ
سے سفر کیا اور اپنی دارالسلطنت مین دشمن سے پہلے جا پہنچے جب سپاہ متفقہ آئی تو اخلاص خان کی
دلاور خان حبشی نے بڑی بہادری اور دلاوری سے نظام شاہی سپاہ کو شکست دی مگر
کول کنڈہ کے سواروں نے دشمنون پر حملہ کرکے لڑائی کا پلڑا پلٹ دیا اور عادل شاہی
سپاہ مجبور ہوکر شہر کی چار دیواری مین داخل ہوئی اور اپنی دو ہاتھی آتش پارہ اور
کوہ پارہ دشمنون کے ہاتھ مین چھوڑ گئے دوسرے روز قلعہ سے نکلکر حبشیون کی سپاہ نے
دشمنون پر حملہ کیا مگر وہ ناکام واپس گئی اسکے بعد یہ خبر آئی کہ امیر زین جو سپاہ
قطب شاہی کے ساتھ اضلاع ناکاوی - گلبورگہ کاکنی کی فتح کے لئے گیا تھا وہ بیجاپوریون مین

مدت تک اپنی شمالی سرحد کی حفاظت مین مصروف رہا۔ اسکی سپاہ کو فرصت نہ ملی کہ ان
راجاؤن کی تادیب گوشمالی کرتی۔ ابراہیم قطب شاہ نے اپنی سپاہ کو آرام دیکر
عماد الدین محمود شیرازی حیدر الملک کو سپاہ کثیر کے ساتھ بھیجا کہ وہ قلعہ کندبیر کو فتح کرے۔
اُسنے کرشنا سے اُتر کر اول قلعہ نانندا کو فتح کیا اور پھر حاکم قلعہ کچھلاکوٹا کی طرف چلا کہ سوری گھیا
اور مونا چینا نے بہت ارمیاد وقت حفاظت کی۔ مگر جب مسلمان قریب آئے تو ایک گولی نہ
چلائی اور بھاگ گئے۔ شاہی سپاہ نے اسپر قبضہ کرلیا پھر حیدر الملک نے قلعہ کم تم کو بمقابلہ
تسخیر کرلیا۔ اب مسلمان قلعہ کندبیر کی طرف متوجہ ہوئے یہان حیدر الملک کو خبر ہوئی
کہ کندی تمنا۔ سودنا چینا۔ کستوری نگیا نے تین ہزار سپاہیون کا لشکر جمع کیا ہے
اور اس پر حملہ کرنے کو ہین اسلئے اسنے کندبیر کے محاصرہ مین التوا کیا اور اُس سے لڑنے گیا
مسلمانون پر درختان سے ہندؤن نے نکل کر حملہ کیا مگر سوائے اپنی جان دینے کے کچھ نہ
کرسکے مسلمانون کو فتح کامل حاصل ہوئی اور دشمنون کا تعاقب کرتے ہوے قلعہ کورم تک گیا
جسنے اپنے تئین خود حوالہ کیا پھر سپہ سالار نے بلم کنڈا کو جا کر لے لیا اور اُس پاس کے تمام
چھوٹے قلعون پر قبضہ کرلیا۔ حیدر الملک کندبیر کی طرف چلا جو اس صوبے کا دار السلطنت
تھا اس قلعے کے محاصرہ مین بہت وقت ضائع ہوا اور حیدر الملک نے گلکنڈہ سے کمک طلب
کی۔ شاہ نے سید شاہ تقی اور شاہ میر کو معہ ایرانی سپاہیون کی فوج دیکر بھیجا کہ وہ
کرشنا کے جنوب مین ساری فوجون کی سپہ سالاری حیدر الملک سے لے لے۔ شاہ میر نے
کندبیر کے لئے زینے لگائے بہت سی تدبیرین کین مگر کوئی چلی نہین پھر اسنے توپین منگا کے
لگائین۔ غرض صفر ۹۷۵ھ کو یہ قلعہ بہت نقصان اٹھا کے فتح کیا اور کیوری راج
داماد رام راج راجہ وجیانگر کو قید کیا۔ بس تمام ضلع کندبیر تسخیر ہوگیا اور انکے سارے قلعے
ہاتھ آگئے اور دو تین بنادر ساحل بحری پر قبضہ ہوا۔ کل ملک ساحل بحر سے بیجانگر تک
امیر شاہ میر کے ہاتھ آگیا۔ کیوری راج کو ہمراہ لے کر گولکنڈہ کو مراجعت کی۔
ان دنون مین مرتضی نظام شاہ نے قلعہ بیدر کی فتح کا اور برید شاہ کے ملک کی تسخیر کا

اب دشمنوں نے بڑی کوشش کی کہ وہ کسی طرح بیجاپور میں سپاہ متفقہ سے ملنے نہ پائے۔ گلکنڈہ کے قلعہ سے پچاس ہزار پیادوں نے نکل کر اس پر حملہ کیا مگر انکو شکست ہوئی اور دو ہزار آدمی انکے مارے گئے۔ امیر زین نے اپنا سفر جاری رکھا پھر تیس ہزار پیادوں نے اُس کی راہ روکی اور اسکے سواروں کے دانہ چارہ بند کرنے کے لئے تدابیر کیں غرض ہر طرح کی تدبیر اُس کے روکنے کے لئے کی گئیں اسی کام کے لئے مرزا نورالدین نیشاپوری پانچہزار سواروں کے ساتھ قلعہ سے بھیجا گیا جب محاصرین کو اسکی خبر ہوئی تو اسکے پیچھے اسکی فوج کی برابر فوج اسکے تعاقب میں روانہ ہوئی جسنے دوسرے روز جا کر اسکو شکست دی امیر زین بافراغت اپنے روپئے اور غلے سمیت سپاہ متفقہ سے آن ملا۔ دشمن سر پیٹتا رہ گیا اس وقت شہر بیجاپور میں ارکان سلطنت میں فساد ہوا۔ دو امیر کبیر کشور خان اور عین الملک حبشیوں کے ظلم سے مجبور ہو کر سپاہ متفقہ پاس آگئے۔

دوسرے روز حبشیوں نے ایک اپنا معتمد سید مرتضیٰ سپہ سالار نظام شاہی پاس بھیجا اور یہ امر پیش کیا کہ شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر (یہ سید مرتضیٰ کا بڑا دوست تھا) کو بیجاپور کا وزیر اس شرط پر ہم مقرر کرتے ہیں کہ نظام شاہی سپاہ شاہ میر سپہ سالار قطب شاہی کی فوج پر حملہ کرے طرفین سے اس امر کے اخفا میں ذرا کوشش نہیں کی گئی یہاں تک کہ امیر شاہ میر نے خود اس بات کو سن لیا۔ سید مرتضیٰ نے دیکھا کہ بھانڈا پھوٹ گیا راز افشا ہو گیا تو وہ فوراً خود امیر شاہ میر پاس گیا اور اسنے صاف کہہ دیا کہ بیجاپور کے حبشیوں نے یہ عہد و پیمان پیش کئے ہیں۔ مگر ہم باہم اتحاد رکھیں گے اس پر قول و قسم انکے درمیان ہوئے۔

جب حبشیوں کی یہ تدبیر نہ چلیں تو انہوں نے محاصرہ اٹھوانے کی ایک اور تدبیر سوچی کہ دس ہزار مرہٹے سوار مقرر کئے کہ وہ محاصرین کا آذوقہ بند کریں اور رسد کو کسی طرف سے اُن پاس نہ پہنچنے دیں۔ یہ روش لڑنے کی ایسی ہی ہے کہ جسمیں خواہی نخواہی دشمن مجبور ہو اب محاصرین کو محاصرہ رکھنا محال ہو گیا غرض انہوں نے محاصرہ اٹھایا اور اضلاع

سپاہ متفقہ سے ملنے چلا آتا ہی۔ ابراہیم عادل شاہ نے یہ ارادہ کیا کہ اگر ممکن ہو تو اسکو اُس سپاہ متفقہ سے ملنے نہ دے اسلئے مرزا نور الدین نیشاپوری کو پانچہزار سواروں کے ساتھ رات کو روانہ کیا کہ امیر زین کو وہ راہ مین روکے۔

اضلاع کا کنی۔ کل بورہ ناکاوین۔ اصل مین سلطان علی قطب شاہ نے ہندوؤن سے فتح کرکے لئے تھے لیکن سبحان قلی کی تھوڑی دنون کی سلطنت مین یہ اضلاع گلکنڈہ کے افسرون سے علی عادل شاہ نے لے لئے تھے اگرچہ ابراہیم قطب شاہ انپر اپنے حق کا دعوی ہر وقت کر سکتا تھا مگر اس سبب سے کہ وہ لڑائیون مین مصروف رہتا تھا اور مصلحت ملکی کا مقتضا نہ تھا کہ یہ ملک عادل شاہ سے اس حال مین کہ وہ دوست تھا طلب کرتا یا خاص ان اضلاع کے لئے اس سے لڑتا اسلئے ان کی طلب کبھی نہین کیگئی بلکہ اب اسکو موقع ایسا ملا کہ انکو دوبارہ اپنے ہاتھ مین لائے اور کوئی اسکا مقابلہ نہ کرے اس مطلب کے لئے امیر زین کو بڑی سپاہ کے ساتھ مامور کیا اس سپہ آرا کا مقابلہ اول دولت خان اور میان بودو نے کیا جن کو شکست ہوئی اور وہ مجبور ہو کر مفرور ہوئے۔ قصبات کا کنی۔ ناکادی اور کربنول جلدی ان کے قبضہ مین آگئے۔ یہان وہ اپنے آدمی متعین کرکے قلعہ کل بورہ پر گیا وہ بھی مقابلہ بغیر ہاتھ آگیا۔ انھین دنون مین امیر زین کو خبر لگی کہ ڈیڑھ سو ہاتھی ابراہیم عادل شاہ کے جو ساگر مین تھے۔ بیجاپور کو جاتے ہین اسلئے انکے پکڑنے کے لئے کوچ کیا مگر ہاتھی الٹے ساگر چلے آئے اور یہ شکار اسکے ہاتھ نہ آیا۔ ساگر کے حاکم سید المشرف نے تین ہزار مرہٹون کے سوارون کو ساتھ لیکر قطب شاہی سپاہ پر حملہ کیا مگر شکست کھائی اور بہت نقصان اٹھایا اور خود قید ہو گیا امیر زین نے ساگر کے دروازون کو آگ لگا دی اور قلعہ نادرگی کی فتح کو چلا اور اسکو جلد فتح کر لیا یہان سے ایتگیر کو گیا اور وہان عادل شاہی سپاہ کو ایک اور شکست دی جو ملک پہلی سلطنت گولکنڈہ کی قلمرو مین تھا اسکو حاصل کیا۔ امیر زین کو ہدایت ہوئی کہ ایک لاکھ ہن .... روپئے اور دس ہزار کندہی غلہ کی باشندون سے وصول کرکے بیجاپور کو چلا جاے

چوتھا بیٹا مرزا ابو الفتح تھا اسکی عمر تیرہ برس کی باپ کی وفات کے وقت تھی وہ ۲۵ برس کی
عمر مین سنہ ۹۸۳ھ مین مرگیا۔
پانچوان بیٹا مرزا محمد خدابندہ سگا بھائی محمد قلی کا تھا۔ وہ شجاعت مین مشہور تھا سنہ ۱۰۱۹ھ
مین اُس نے اپنے بڑے بھائی کے معزول کرنے کے لیئے سازش کی تھی جسکے سبب سے گلکنڈہ مین مقید ہوا
اور قید مین مرگیا۔ چھٹا بیٹا مرزا محمد امین تھا وہ سب مین چھوٹا بچہ تھا اپنی اجل طبعی سے
سنہ ۱۰۲۹ھ مین عمر کے پچیسوین سال مین مرگیا۔ تاریخ مین بالکل اس کا ذکر نہین ہے کہین وہ خود
سپاہ کا افسر بنکر گیا ہو اور وہان اُس نے شکست پائی ہو وہ اپنے لشکرگاہ مین علمائے
کی صحبت مین رہتا تھا اور اُن سے ہمیشہ شرعی احکام پوچھتا رہتا تھا۔ اس کی عدالت
اور انتظام ملکی کی یہ کیفیت تھی کہ ایک بڑھیا سونے کا تھال سر پر رکھکر گلکنڈہ سے بنگال
تک اور بیجاپور تک اور احمدنگر تک چلی جائے کوئی نہین پوچھتا تھا کہ تیرے منہ مین کے دانت
ہین یہ امر اس وقت نہایت تعجب خیز معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ خیال کرین کہ تلنگانہ بالکل
بے باک سفاک چورون اور راہزنون سے بھرا پڑا تھا۔ اسکی فتوحات اعظم یہ تھین کس سم کوتا
راجمندری کا کندہیر کا فتح ہونا۔ اسنے جو عمارات خیر کے لیئے۔ نمائش کے لیئے۔ رہنے کے
واسطے۔ عام نفع کے لیئے بنائین ان مین مشہور یہ ہین۔ گول کندہ کے پہاڑ کے گرد حصار
ابراہیم باغ۔ لنگرخانہ بارہ امام۔ ابراہیم پٹن مین۔ ٹانک جسکو حسین ساگر کہتے ہین۔
کالا چبوترہ گلکنڈہ مین۔ سوا اسکے مساجد و مدارس اس کے حکم سے بنائے گئے۔
ابراہیم قطب شاہ کی سلطنت مین تلنگانہ کا حال مصر کا سا ہوگیا تھا۔ اس مین ترکستان
عرب۔ ایران کے سوداگر آتے تھے۔ یہان سے ایسی دولت وہ کماکے لے جاتے
تھے کہ بار بار وہ لاتے تھے تاریخ فرشتہ مین اسکے خصائل یہ بیان کیئے ہین کہ بادشاہ شیعہ
مذہب رکھتا تھا۔ ضابط و ہوشیار و سخی و جواد و مدبر تھا۔ لیکن قہر و غضب ایسا اسپر
مستولی تھا کہ ذرا سے جرم پر بندگان خدا کی جان لیتا اور حکم دیتا کہ مظلومون کے
پانوؤن کے ناخنون کو تازہ پانون سے جدا کرکے ایک ظرف مین بھرکے میرے آگے لاؤ کہ

عمل ابراہیم قطب شاہ۔

برج - رائے باغ - پہالہ - ستارا - ہوکری - کولوٹا - یہان سے گلبرگہ کی طرف چلے اور نلدرگ
کے قلعہ کے محاصرہ کا ارادہ کیا کہ ان دنون مین خبر آئی کہ ابراہیم قطب شاہ نے انتقال
کیا اور محمد قلی قطب شاہ اسکا جانشین ہوا -

ابراہیم قطب شاہ کی وفات -

جب ابراہیم قطب شاہ نے جنوبی حدود دریہ ہنود کے ملک لیکر اسکا انتظام کیا اور اس نے
اپنی سپہ سالار امیر شاہ میر کو ہمسایہ کے مسلمان شاہون سے لڑنے بھیجا تو اسکے تمام امور سلطنت
کا انتظام ایک مرہٹہ برہمن مرہاری راؤ کے ہاتھ مین تھا وہ دس ہزار پیادون کا سپہ سالار
تھا اور اسکے ماتحت بہت سے مسلمان افسر تھے اور اسکو نوبت بجوانے کی اجازت تھی
شاہ کے آخر ایام سلطنت مین دوڈی کے قریب ایک مشہور بت خانہ پر اسنے حملہ کیا اور
اسکے سونے چاندی کے لعل جڑے ہوؤن کو لوٹ لیا اور باشندون سے چار لاکھ مین
(۱۶۰۰۰۰) روپئے وصول کئے ان بتون کو دیکھ کر بادشاہ بیمار ہوا پھر
تندرست نہ ہوا - ۱۲ ربیع الثانی ۹۸۸ھ کو سلطنت کے اکتیسوین برس مین اور
اکیاون برس کی عمر مین دنیا سے انتقال کیا

مصنف کا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ ان بتون مین ایسا سحر و طلسم تھا کہ جو
مرہاری راؤ نے شاہ کو اس لیئے دکھائے تھے کہ شاہ ان کو دیکھ کر مر جائے اس زمانہ میں سب
کا یقین ہندو مسلمان دونو کو تھا ہندوون کو تو اس سبب سے کہ دیوتاؤن نے بتون کے
توڑنے کا انتقام لیا او مسلمانون کو اس سبب کہ بتون مین شیطانی قوت ہے
جس نے برہمنون کی چال پر جو مسلمانون کو مارنا چاہتے ہین التفات کیا)

ابراہیم قطب شاہ کی اولاد -

ابراہیم قطب شاہ کے تیس ۳۰ بچے تھے جنمین چھ لڑکے اور تیرہ لڑکیان بالغ تھین -
اوّل سب سے بڑا بیٹا عبد القادر تھا جسکا لقب شاہ صاحب تھا وہ قلعہ دیوکنڈہ
مین مقید تھا قید خانہ ہی مین اکیس برس کی عمر مین مرگیا - دوسرا بیٹا
مرزا حسین قلی تھا وہ گرم کے تال مین نہاتا تھا کہ ۹۹۰ھ مین ڈوب کر مر گیا -
۲۶ برس کی عمر تھی - تیسرا بیٹا محمد قلی تھا جو اپنے باپ کا جانشین ہوا -

اول قلعہ کہم کا محاصرہ کیا فوج شاہی ماتحت رائے راو کے لڑی جسنے اسکو شکست فاحش دی
اور اُسکے دس ہزار پیادے مقتول و زخمی ہوئے اور چار ہاتھی اور بڑا نقارہ چھین گیا۔ علیخان
اور رائے سیکر نما بھاگ گئے۔ علیخان ایک مقام سے دوسرے مقام مین سپاہ جمع کرتا ہوا
جب تک پڑا پھرا کہ رحیم داد خان اور طاہر محمد خان پٹھان کو بہت سپاہ کے ساتھ گرشتا
کے جنوب مین شاہ نے بھیجا۔ لشکر شاہی علی خان کی طرف چلا تو وہ قلعہ رزنگا مین گیا
اور یہان سے پہاڑون مین چلا گیا۔ فوج شاہی نے آکر قلعہ رزنگا لے لیا اور قلعہ مین ایک
آدمی کو زندہ نہ چھوڑا اور پھر علیخان کا تعاقب کیا جسکے ایک ہزار آدمی قتل و زخمی اور
اسیر کئے اور وہ بھاگ گیا۔ اگرچہ اسکی فوج نے بھی کمین گاہ سے نکل کر شاہی آدمی
مارے اس زمانہ مین سنتر اول کا حوالدار افضل خان ایک ہزار سوارون کے
ساتھ لشکر شاہی سے آن ملا۔ علیخان نے نظام شاہی مُلک مین جا کر ساری دولتمند
تاجرون کو لوٹ لیا اور کندبیر کی طرف کوچ کیا اور کشور خان پر جو تھوڑی سپاہ
کے ساتھ یہان پڑا تھا حملہ کیا اور شاہی سپاہ کا سارا مال اسباب چھین لیا اور بہت
آدمی مار ڈالے رحیم خان نے علیخان کے پیچھے پڑ کر اُسے مار ڈالا اور دار السلطنت مین آیا
اور عالم خان کا خطاب پایا۔
ابراہیم عادل شاہ کا نکاح ملکہ زمان ہمشیرہ شاہ گولکنڈہ سے ہو گیا جسسے
ان دونو مین رابطہ اتحاد مستحکم ہوا۔
سنہ ۹۹۸ھ مین شاہ نے اپنی دار السلطنت کو گولکنڈہ سے اس وجہ سے سرکایا کہ
وہ تنگ جگہ تھی اور پانی کمیاب تھا۔ اور بیماری ہمیشہ اس مین رہتی تھی یہان
پانچ کوس پر دریا موسی کے کنارہ پر ایک نئی شہر کی بنیاد رکھی جسکا نام اپنی معشوقہ
بھاگ متی کے نام پر بھاگ نگر رکھا مگر اسکے مرنے کے بعد اسکا نام حیدرآباد رکھا اب بھی لوگ
حیدرآباد کو بھاگ نگر کہتے ہین) قطب عالم کا مصنف کہتا ہے کہ نئے شہر حیدرآباد
کے گرد فصیل نہ تھی اور اسکے نہ ہونے کے سبب سے شہر دو دفعہ لٹا اور لٹیرون کا مقابلہ

[illegible]

جسے دیکھ کر میرے دل کو تسلی ہو۔ کھانا بہت تکلف کا کھاتا تھا۔ علم تاریخ اور پہلے بادشاہون کی حکایتون کی نقلون سے بہت رغبت رکھتا تھا۔ تلنگ کی ولایت چوروں اور حرامیون کا جنگل ہے اُس نے اسکی حراست ایسی کی کہ سوداگر اور مال دار بغیر کاروان اور رفقا کے رات دن بے کھٹکے آتے جاتے تھے۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ

ابراہیم کے بعد اسکا تیسرا بیٹا محمد قلی جانشین ہوا اور اُس نے اپنے خاندان کا لقب قطب شاہ اپنے نام مین بڑھایا۔ اول کام اسکا یہ تھا کہ وہ اپنی اس فوج کی کمک کے لئے بڑی سپاہ ساتھ لیکر جاتا جو نلدروگ کا محاصرہ کر رہی تھی وہان قلعہ کے اُس جانب کے قریب وہ گیا جسکی خندق خشک تھی مگر حاکم قلعہ نے کئی حملے ایسے محاصرین پر کیے کہ نہ آگے توپون کو لگنے دیا نہ انکو قریب آنے دیا۔ دو مہینے کے عرصہ مین بہت ہی کم محاصرین نے آگے قدم رکھا۔ آخر کو قلعہ کی دیوار مین رخنہ ڈال کر حملہ کرکے لینا چاہا مگر اہل قلعہ نے پتھر اور بارود کے حقے ایسے پھینکے کہ قلعہ کے اندر حملہ آور نہ جا سکے۔ اتنے مین خبر آئی کہ بیس ہزار سوار مرہٹون کا لشکر لشکرگاہ کے گرد آگیا ہے اسلئے محاصرین نے بالفعل محاصرہ چھوڑا۔ ابراہیم عادل شاہ نے شرائط صلح پیش کین شاہ گولکنڈہ نے منظور کین اور محاصرہ چھوڑ دیا اور سید مرتضیٰ خان سپہ سالار نظام شاہی کو اُس نے رخصت کیا خود گولکنڈہ مین آیا۔

اس سلطنت مین علی خان لور ادنیٰ آدمی تھا مگر اُس نے میدان جنگ مین اپنی شجاعت ایسی دکھائی کہ وہ امیر ہوگیا اور کرشنا کے جنوب مین کنڈبیر کے ہمسایہ مین سپاہ کا سپہ سالار مقرر ہوا اس ضلع کے حاکم رائے راؤ نے اسکو ایسی اقطاع نہین دین کہ جس کی آمدنی سے سپاہ کا خرچ حسب ضرورت چلتا اس لئے علی خان متبدل ہوگیا اور وہ اپنے متعلقین و تابعین کے ساتھ وجیانگر کے راجہ سے جا ملا اور کنڈبیر کی تاخت و تاراج کے لئے ایک سپاہ لے گیا۔ علی خان کی مدد میکرتما دا ما در رائے بیجانگر نے کی اور تین ہزار پیادون اور سوارون اور پچاس ہاتھیون کو ساتھ لے کر ضلع کنڈبیر کی طرف وہ چلا

محاصرہ نلدروگ سنہ ۹۸۸ھ

بغاوت علی خان لور کی کنڈبیر مین

جو قطب شاہ کی سرحد پر تھا بدل لیا اسکے باپ اور قطب شاہ کے درمیان جو عہد نامہ ہوا
اُسے توڑ کر بعض حملے بھی گولکنڈہ کی مملکت پر کئے تھے انکے روکنے کے واسطے شاہ نے
اپنی سپاہ گنڈی کوٹ کی فتح کے بعد پن کنڈہ کی فتح کے لئے بھیجی جسنے جاکر اُس کا
محاصرہ کرنا شروع کیا مگر تھوڑے دنوں بعد راجہ نے اپنے وزیر گوپ راج کو اور سپہ سالار
پاو یاچی کو ایلچی بنا کے بھیجا اُنھوں نے مہلت شرائط صلح مرتب کرکے مانگی۔ ہندوؤں نے
جب دیکھا کہ قلعہ کے پاس سے مسلمان ہٹ گئے ہیں تو اُنھوں نے تین دن میں اپنا آذوقہ
قلعہ میں بہت جمع کرلیا۔ چوتھے روز قلعہ میں جگدیو راؤ مع گول زنگا سٹی اور منو پاج
اور پاپیا سامواری قلعہ میں داخل ہوا اسکے ساتھ تیس ہزار پیدل اور سوار علاوہ
چار ہزار بندوق اندازوں کے تھے۔ جب شاہ نے یہ دیکھا تو اُس نے محاصرہ شروع
کیا مگر اسکا اثر کچھ نہ ہوا۔ برسات آگئی۔ خوف تھا کہ کرشنا کے چڑھ جانے سے گولکنڈہ
اور لشکر کے درمیان آمد و رفت منقطع ہوجائیگی اس لئے اُسنے محاصرہ چھوڑنا مصلحت جانا
اُسنے سنجر خان کو گنڈی کوٹ میں اور اسے راؤ کو موسل مڈو میں اور جگت راؤ کو نندیال
میں مامور کیا اور مرتضیٰ خان کی سرکردگی میں بڑی سپاہ کرشنا کے جنوب میں
چھوڑی اور خود گولکنڈہ میں آیا۔
جب مسلمانوں کی سپاہ کو ضرورت ہوئی کہ وہ گنڈی کوٹ اور پن کنڈہ کو جائیں
تو ضلع کنڈبیر بالکل غیر محفوظ ہوگیا تھا دینکٹ پتی کو یہ موقع خوب ہاتھ آیا کہ
اُسنے کولا نندا راجہ ادگری ذورگ کی کمک کو سپاہ بھیجی اور اسکو حکم دیا کہ دشمن
کی چنداول پر دفعتہً حملہ کرے اور کنڈبیر اور کرشنا تک ملک کو ویران
کولانندا اس سپاہ سے ملا اور اپنے داماد دوریس راؤ کو بھیجا کہ اس منصوبہ کے
موافق کام کرے۔
ضلع کنڈبیر کے حاکم افضل خان نے یہ دیکھکر کہ اُسکا ضلع ویران ہوگیا ہے اور
سپاہ کے نہ ہونے سے ہندوؤں کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ تمام جاگیرداروں کو لکھا

کچھ نہ ہو سکا مرتضیٰ خان جب اسکا صوبہ مقرر ہوا تو اُسنے دس میل کی فصیل اسکے
گرد کھچوائی مگر وہ پوری نہ ہونے پائی تھی کہ اسکی اجل آئی اور آصف جاہ نے اسکے قائمقام
نے اُسے پورا کیا۔ یہ شہر بہت جلد آباد ہو گیا امرا نے محل اور باغ بنا لئے اور بڑا اہتمام
کیا گیا کہ ملک میں پانی سب سمتون سے پہونچ سکے جسکے سبب سے آبپاشی میں ایسی آسانی
ہوئی کہ مالگذاری میں چار لاکھ ہن (۴۰۰۰۰۰) روپیہ کا اضافہ ہو گیا۔ محمد قلی قطب شاہ
نے ایک نہایت عمدہ مسجد بنائی اور شہر کے اندر چار مینار بنائے حمام اور دار الشفا میں اور
مدرسے بنائے اور انمین طبیب اور معلم مقرر کئے جنکو خزانہ شاہی سے تنخواہین ملتی تھین۔
بہت دنون تک لڑائی نہ ہوئی اس عرصہ مین بادشاہ نے انتظام ملکی اور رفاہ عام
اور آسائش انام کے لئے قواعد اور ضوابط مقرر کئے اور آخر کو اُسنے جنوب مین اپنی
سلطنت بڑھانے کا ارادہ کیا اور اول قلعہ موسل مورو پر حملہ کیا اور بندوقون اور
توپون کے سبب سے اسکو آسانی سے فتح کر لیا اور پھر نندیال اور گل گونڈہ کی طرف سپاہ بھیجی
یہ دونو قلعے یسونت راج اور نرسنگ راو کے پاس تھے۔ پہلا رام راج کا داماد اور دوسرا
بھتیجا تھا مسلمانون نے اُن پر حملہ کیا انہون نے چند روز مین باجگذار ہونا قبول کیا
انکی دیکھا دیکھی اور بہت سے زمیندار خراج گذار ہو گئے جنمین کچل مورو۔ جودری۔
چرول۔ نندوت کوٹ۔ ڈول۔ جن مون۔ گنڈی کوٹ کے زمیندار تھے۔
اکثر وجیانگر کے چھوٹے چھوٹے راجون نے مسلمانون کے جور کے نیچے کندھا رکھ دیا
اب شاہ نے چاہا کہ ... ... اسلئے امین و زیر
امیر الملک کو بڑی سپاہ کے ساتھ قلعہ گنڈی کوٹ کی فتح کے لئے بھیجا۔ یہ مقام نرسنگ راج
پاس تھا اور وہان ایک بڑا مندر تھا جسکے جاترا کو ایک لاکھ ہندو سالانہ آتے تھے اور
ہزار روپیہ بھینٹ مین چڑھاتے تھے تھوڑے محاصرہ کے بعد نرسنگ راج نے باجگذار ہونا
قبول کیا۔
وجیانگر مین جب وینکٹ پتی راجہ ہوا تو اسنے اپنا دار السلطنت قلعہ پن کنڈہ مین

ہندوؤن سے لڑ نہین سکتے تھے اسلئے اُسنے یہ تجویز ٹہرائی کہ وہ آدھی سپاہ لیکر رن گنڈہ کو چلا
جائے اور رستم خان آدھی سپاہ سے ملک کو تاخت و تاراج کرے۔ رستم خان سپہ سالار
تھا اس لئے مرتضی خان کے کہنے کو ذرا نہ سنا۔ ہندوؤن سے لڑنے گیا اور ایک
دریا کے پار جاکر کالی چکنی مٹی کے اوپر خیمہ زن ہوا جہان مینہ برساتھا ہندوؤن کو
جب معلوم ہوا کہ مسلمانون کی کمک آگئی ہے اس زمانہ مین ہندوؤن نے ایک سرخ بیل
کے سینگون پر سنگوٹیان جلا چڑھائین اور اسکو مختلف رنگون سے رنگا اور اسکی
ٹانگون اور گردن مین گھنٹی لٹکائے اور اسکو مسلمانون کی طرف بھگایا۔ رستم خان
کے سامنے جب یہ بیل آیا تو ڈر کر پیچھے بھاگا اور سارے لشکر مین ہل چل ڈالدی جب
ہندوؤن نے مسلمانون کے لشکر کا حال یہ دیکھا تو انکے بندوقچیون نے جا گھیرا۔
اور مارنا شروع کیا۔ لشکر چکنی کالی مٹی مین پھنسا پڑا تھا وہ حرکت نہ کرسکا۔ کوئی
مسلمان زندہ نہ رہتا مگر مرتضی خان جلد کچھ سپاہ لیکر حمایت کو جا پہنچا جسکے سبب سے
مسلمان کچھ بچگئے مگر مسلمانون کا بڑا نقصان ہوا۔ رستم خان بڑی ڈینگین مارا کرتا
تھا وہ ڈینگیا مشہور تھا جب گول کنڈہ مین آیا تو بڑا ذلیل کیا گیا۔ عورتون کا
لباس اسکو پہنایا گیا اور قیدخانہ مین ڈالا گیا۔ مرتضی خان کو حسن خدمات کی جلدو
مین انعام اکرام خطاب ملے (یہ ساری آفت اس سبب سے آئی کہ مسلمان ہندوؤن کی
رسم پولا سے واقف نہ تھے) بادشاہ نے مصمم ارادہ کیا کہ ہندوؤن کے ساتھ لڑنے مین نہ
روپیہ کے خرچ کرنے مین نہ سپاہ کے جمع کرنے مین کوئی کسر رکھی اسنے اعتبار خان
یزدی حوالدار گنڈہ بیر (جو مرتضی نگر کہلاتا ہے) کو حکم دیا کہ وہ اپنی ساری سپاہ
جمع کرے اور رن گنڈہ کی طرف جائے اور جتنے قصبے دیہات راہ مین آئین انکو
خاک مین ملائے۔ ہندوؤن کو جب مسلمانون کی فوج کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ ڈر کر
جنگلون مین اپنے پیادون کے ساتھ بھاگ گئے۔ اننت گیر ان ضلاع مین بڑا
مشہور کوہستانی قلعہ تھا اسکا راجہ نرسانند راجہ تھا اس نے اس موقع پر سمجھا کہ

کہ وہ اپنے عمدہ سوار جمع کرین اور اونگول کی راہ سے ادگری دورگ کی ملک کو تاخت
وتاراج کرین یہ ایک تدبیر تھی کہ جس سے ہندؤن کو اپنے ملک کی طرف جانے کی ترغیب
ہوئی مگر اُنہون نے افضل خان کو آخر گھیر لیا اس پاس سپاہ تھوڑی تھی معلوم ہوتا
تھا کہ اب وہ بالکل تباہ ہوا کہ اژدر خان پانچ سو سوار لیکر مدد کو آیا جس سے پاسہ پلٹ گیا
اور دولسرائی کو شکست ہوئی اور تین ہزار آدمی اسکے مقتول و زخمی و اسیر ہوئے
اور خیمہ و خرگاہ و بنگاہ غارت ہوا۔ دریاؤن کی طغیانی اور شاہ کی غیر حاضری سے
دینکٹ راؤ کو اتنی فرصت مل کہ اُسنے اپنی سپاہ جمع کرلی جسمین ایک لاکھ آدمی تھے
اور انکے سپہ سالار یلتم راج اور گول رنگ ستی اور منوپ راج تھے جنھون نے گنڈی کوٹ
کو سنجر خان کے ہاتھ سے نکالنے کو لئے کوچ کیا۔ یہان قلعہ سے نکل کر مسلمانون کی
سپاہ نے ہندؤن کی سپاہ پر حملے کئے مگر وہ محاصرہ رکھنے مین جمے رہے اُنھون نے سنا
کہ مرتضی خان مسلمانون کی بڑھی سپاہ کے ساتھ کدپا (کداپہ) شہر مین داخل ہوگیا ہے
اس ملک مین یہ شہر بڑا مشہور تھا اور اس مین ایک بڑا بتخانہ تھا مسلمانون نے
اسکی عمارت کو جسقدر ڈھا سکتے تھے ڈھایا۔ بتون کو توڑا شہر کو لوٹا۔ دینکٹ پتی کو
جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے یلتم راج اور منوپ راج کو دس ہزار سوارون کے ساتھ
مرتضی خان پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا سخت لڑائی ہوئی ہندؤن کو شکست ہوئی۔
اور فرار مین اُنہون نے اپنی جان کی سلامتی جانی —

محمد قلی خان قطب شاہ نے ان لڑائیون کا حال سنتے ہی رستم خان کو پانچہزار
سوارون کے ساتھ مرتضی خان کی کمک کو بھیجا اور اسکو کل سپاہ کا سپہ سالار
بنایا۔ مرتضی خان تین مہینے تک ہندؤن کا مقابلہ کرتا رہا مگر اس عرصہ مین انکی
سپاہ اتنی بڑھ گئی کہ مسلمانون کا لڑنا انسے میدان جنگ مین ناممکن تھا اسلئے
وہ تاخت تاراج کرتے اور رسد کو لوٹتے یا بند کرتے۔ رستم خان کی سپاہ
مرتضی خان کے لشکر سے ملگئی مرتضی خان کو دل سے یقین تھا کہ ہم میدان جنگ مین

اس زمانہ مین ایک شخص نے اپنے تئین شاہ صاحب بنا کر سلطنت مین بڑی ہل چل ڈالی جسکی
تفصیل یہ ہے کہ ابراہیم قطب شاہ کے بڑے بھائی کا نام عبدالکریم تھا اُسنے لباس فقیری
مین آخر شاہ صاحب کا لقب پایا اور نعمت اللہ ولی کی خاندان مین شیخ خلیل اللہ تھے
انکے مقدس خاندان مین بیدر مین اپنا نکاح کیا تھا اور قلعہ دیورکنڈا مین باپ نے اُس کو
قید کیا تھا وہان وہ رہتا تھا۔ وہ اکیسوین سال مین مرگیا اور شاہی مقبرہ مین دفن ہوا۔
اور اسکی بیوی اپنے میکہ مین بیدر چلی گئی اب ایک شخص نے جو شاہزادہ کا عمر بھر رفیق
رہا تھا اُسنے شہر بیدر مین لوگون کو یقین دلایا کہ مین شاہزادہ شاہ صاحب ہون۔
اسکی بیوی کے رشتہ دارون نے یقین کیا کہ حقیقت مین یہ شاہ صاحب ہے۔ محمد قلی قطب شاہ
نے اس حال کو سنکر اُن آدمیون سے تحقیق کیا جو اُسکے بھائی کے مرنے اور دفن کرنے
وقت موجود تھے سب نے شہادت دی کہ بیس برس اس کو قبر مین دفن ہوئے ہوئے
محمد قلی نے علی برید شاہ بیدر کو خط لکھا کہ اس مکار کو پکڑ کر میرے پاس بھیجدے وہ پکڑا
گیا اور قید کیا گیا۔ مگر مقدس مشایخ بیدر نے اُسے چھڑا لیا اور اسنے وجیانگر
بھیجدیا وہان وہ ان آدمیون سے ملا جو شاہ سے بگڑے ہوئے بیٹھے تھے انمین
ایک خداوند خان تھا جسکی شجاعت کی دکن مین دھاک تھی۔ دوسرا خیر علیخان پسر
دلاور خان بیجاپوری تھا اس مکار نے چار ہزار سپاہی جمع کرکے مشتہر کیا کہ مین گولکنڈہ
کے تاج کا اصل وارث ہون اور کرشنا کے کنارے پر خیمے ڈیرے ڈالے۔ تلنگانہ کے
نائکداری رئیسون کے بلانے کے لئے خطوط روانہ کئے اور گلکنڈہ کو اپنے جاسوس
روانہ کئے اور اُن ارکان دولت سے ڈھب لگایا جو ایسے پالٹون کے منتظر
بیٹھے تھے اُسنے اعتبار خان کو حکم بھیجا کہ کندبیر سے چلکر اس مکار کی تنبیہ کرے
اور گلکنڈہ سے بھی سپاہ بھیجی۔ پہلے اس سے کہ شاہ کی سپاہ پہنچے اس مکار کی
سپاہ نے ملک غارت کرنا شروع کیا۔ اعتبار خان نے دو ہزار سوار لیکے جاکر اس
مکار کے چھہ ہزار سوارون کو شکست دی اور خداوند خان حبشی کی شجاعت نے

پیادے اور تین ہزار سوار لیکر کوچ اس ارادہ سے کیا کہ وہ مسلمانون پر شب خون مارکر
حیران کیا کرے دس ہزار منتخب سپاہ کو مسلمانون کے لشکرگاہ کے گھیرنے کے لئے بھیجا
کہ بارش کا طوفان آیا جسکے سبب سے اسکی تدبیر نہ چل سکی مسلمانون نے ہندؤن پر حملہ کیا اگرچہ
انکے بہت آدمی مارے گئے۔ مگر آخر کو انہون نے ہندؤن کو شکست دی اور ہندؤن کے
سارے کنبون کو قید کرلیا اور خیمہ و خرگاہ لے لیا۔ اعتبار خان اب کوسٹری مین گیا
یہان بتون کو توڑا اور بتخانون مین نمازین پڑھوائین مسلمانون کی سپاہ کرشنا
کے جنوب مین کئی برس تک کام کرتی رہی مسلمانون کی قوت کا سکہ ایسا جما کہ ہندؤن
کا حوصلہ انپر حملہ کرنے کا نہین رہا۔ جب امیر الملک محمد قلی قطب شاہ کا میر جملہ ہوا تو اس نے
مختلف جاگیردارون سے خراج کا روپیہ طلب کیا۔ اتنی مدت سے جاگیردارون سے روپیہ
نہین لیا گیا تھا کہ یہ طلب انکو بدعت معلوم ہوتی تھی اس لئے انہون نے بغاوت اختیار
کی۔ عالم خان پٹھان خانخانان اور تھا جی مرہٹہ اور بالاراؤ نے شاہی محصلون
کا مقابلہ کیا اور انہون نے صرف روپیہ ہی دینے سے انکار نہین کیا بلکہ راجہ بیجانگر
سے گفتگو کی کہ وہ شاہی فوج سے لڑنے کو تیار ہین اور اسکو اپنی بغاوت کا یقین دلانے
کے لئے گلکنڈہ کے ہمسایہ کے ملک کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔
اعتبار خان نے شاہ کو ان امیرون کی بداندیشی اور بدخواہی کی اطلاع دی انکی تنبیہ کے
لئے امین الملک دس ہزار سوار لیکر حیدرآباد سے چلا اور کنڈبیر مین آیا۔ کولانند سے ملاجو
یہان کا بڑا سردار تھا اور اسکو وہ جانتا تھا کہ اس ملک کی بغاوت کا سرغنہ وہی ہے
اس لئے اسکو پھانسی دی جس سے تمام سرکشون کے کان کھڑے ہوگئے۔ جو دیگر انہون
نے سات ہزار سوار دس ہزار پیادے جمع کرلئے تھے اور قلعہ رونگلا کو مستحکم کرلیا تھا۔ مگر
اس پھانسی نے انکو مشوش کیا بجائے اسکے کہ وہ شاہ کی سپاہ سے لڑتے اپنا جیا ناگار بن چلے
گئے امین الملک نے انکا تعاقب کیا مگر انکی جاگیرون پر قبضہ کرنے پر اکتفا کی اور دونو
نائک وارپون کو پکڑ کر مار ڈالا یون سرکشی کا سر کاٹا۔

بھاگ گیا اور یہان اُس نے برلاس خان اور غضنفر بیگ کو مار ڈالا اور بہت سے مسلمان
سرداروں کو اپنے سامنے اندھا کیا تھوڑے دنون مین مسلمان کس سم کوٹا مین بھی آگئے
تو مکندراج بدادارا اور چکاکل کو بھاگا امین الملک نے اسکا تعاقب کیا اور راہ مین قصبات
اور دیہات کو خاک مین ملاتا گیا۔ شاہی سپاہ کے سامنے مکندراج ثابت قدم نہین رہ سکتا
تھا اس لئے وہ پیٹاپور کو بھاگ گیا اور مدتون تک جنگلون اور پہاڑون مین ایک گانو سے
دوسرے گانو مین وہ بھاگتا پھرا مسلمانون نے اُسکو ایک دم چین لینے نہ دیا آخر کو وہ رامچند
راج کی پناہ مین گیا یہ بڑا قوی مشہور راجہ اس ملک مین تھا۔ رامچند نے حملہ آورون کی
مدافعت کے لئے مادھو سنگہ کو خطوط لکھے۔ جبکا ملک بنگال کی سرحد پر ختم ہوتا تھا اور وہ
اکبر بادشاہ دہلی کے راجپوتون کی بڑی سپاہ کا سردار تھا مادھو سنگہ نے رامچندر کی درخواست
پر اسکی مدد کے لئے کوچ کیا امین الملک مفرورون کے تعاقب مین اس راجہ کی قلمرو مین
آگیا۔ اس نے قصبون سے باجھ لی اور دیہات کو لوٹا اور ملک کو ویران کیا۔ مادھو سنگہ نے
سوچا کہ لڑائی مین کچھ فائدہ نہ حاصل ہوگا وہ بنگال کو چلا گیا اور رامچندر کو شاہ گولکنڈہ کے
باجگذار ہونے کے لئے چھوڑ گیا مکندراج اپنے ملک مین مراجعت نہین کر سکتا تھا اسلئے وہ بنگال
مین پناہ گیر ہوا امین الملک نے اپنے کام دلخواہ کرکے عالم خان جیسے راؤ اور دوسیدی دار
افسر سرحد کی حفاظت کے لئے مامور کئے اور کس سم کوٹا مین اپنی سپاہ متعین کی اور خود حکومت
شروع کی۔ اب مکندراج کا بیان ختم ہوا۔ اب وینکٹاپتی راجہ وجیانگر کے حالات لکھتے ہین
اسکو ایسا وقت پھر نہین ہاتھ آسکتا تھا اسلئے کہ سارے مسلمانون کی سپاہین شاہزادہ مرزا
سے احمدنگر کی سلطنت بچانے مین مصروف تھین وینکٹ پتی نے دو لاکھ سوار اور پیادے اور
ایک ہزار ہاتھی لیکر گندیکوٹ کی طرف کوچ کیا۔ شاہ گولکنڈہ کو پہلے سے اسکے ارادون پر اطلاع
ہو گئی تھی اُس نے اپنی سپاہ بسر کردگی عادل خان حبشی (رنگش کاٹنے والا) دو سو ہاتھیون
اور بہت سی توپون کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجے جب راجہ وینکٹ پتی نے مسلمانون کی
سپاہ کی تیاریان دیکھین تو اس نے اپنے ایلچی شاہ پاس بھیجکر یہ عذر کیا کہ مین گندیکوٹ مین فقط ۔۔

بھی کچھ کام نہین کیا۔ یہ سکار بھاگ کر ابراہیم عادل شاہ ثانی پاس چلا گیا اور پھر شاہی
دعوی نہین کیا اور گمنام ہی مر گیا۔ انہین دنون راجہ کسیم کوٹ کا راجہ بھی بلند بر
مر گیا جو ہر سال خراج بلاناغہ ادا کرتا تھا اور اسکا بیٹا تکندراج بارہ برس کا لڑکا
اسکا وارث تھا محمد قلی قطب شاہ نے اسکو بلا کر مسند نشینی کا خلعت عنایت کیا اور
رخصت کیا اسنے اپنی دار الحکومت مین جاتے ہی اپنے رشتہ دارون و یا ورون کے
اغواسے اپنے بھائی دیوراج کو مار ڈالا اور کچھ دنون بعد اس ملک کے حاکم شاہی [illegible]
سردار اسخان کے گرفتار کرنے مین سعی کی اسلئے شاہ کو اسکے معاملات مین مداخلت کرنی
پڑی خاص کر اسوجہ سے کہ وہ اپنی سپاہ کی بہادری پر اور اپنے ملک کے پہاڑون
اور جنگلون کے محافظ ہونے پہ مغرور تھا اور خراج سالانہ شاہ پاس نہین بھیجا
شاہ نے اس کی گوشمالی اور تنبیہ کے واسطے اپنی سپہ سالار میر زین العابدین رسوم دار
کو حکم دیا کہ وہ سپاہ کو لے جائے جب وہ کسیم کوٹا کے قریب آیا تو سپہ سالار نے
تکندراج کو لکھا کہ چڑھا ہوا خراج بھیجدے اور آیندہ وقت پہ خراج ادا کرتا رہے
مگر اس نوجوان احمق نے جواب خاطر خواہ نہ دیا مسلمانون کی سپاہ تھوڑی تھی اسلئیے
زبردستی راجہ پر نہین ہو سکتی تھی اسلئے میر زین العابدین نے کمک کی درخواست کی
شاہ نے فوراً امیر جملہ امین الملک کو سپاہ دیکر بھیجا اور کل سپاہ کی سپہ سالاری لینے کا
حکم دیا۔ امیر جملہ کی ساتھ شنکر راج بھی بلندر متوفی کا بھتیجا تھا۔ تکندراج نے اپنی مدد
کے لئے ہمسایہ کے سب راجاؤن کو بلایا اور وینکٹ پتی راجہ وجیانگر کو بھی ترغیب دی کہ
اس وقت سے زیادہ کوئی اور وقت فائدہ کا نہین ہاتھ آئیگا وہ کندبیر کو سپاہ بھیجدے
اور مین تیس ہزار پیادون اور تین ہزار سوارون کے ساتھ شاہ کی سپاہ سے راجمندری
کے حوالی مین لڑتا ہون۔ ایک بڑی خونریز لڑائی ہوئی جسمین شنکر راج مارا گیا اور
مسلمانون کو شکست فاحش ہونے کو تھی کہ امین الملک نے آنکر لڑائی کو سنبھال لیا۔ اور
فتح کامل حاصل کر لی گو بڑی بہادر نامور سپاہی مارے گئے اور تکندراج کسیم کوٹ کو

جہان اُسکی غیر حاضری کے سبب کچھ فساد ہوا تھا۔
جب نکندراج نے شاہ سے مخالفت کی ہو تو جیسے بلندر کا بھتیجا شنکر راج اور بھائی ہری چند
حیدرآباد مین تھے اور ابین الملک کی ہمراہ نکندراج سے لڑنے گئے تھے۔ شنکر راج تو راجمندری
کی لڑائی مین مارا گیا۔ راوت راؤ ایک چھوٹا سا راجہ تھا اور بہادری مین مشہور تھا وہ
اپنے کچھ سپاہ سوارون اور پیادون کی لیکر ابین الملک کے ساتھ لڑائیون مین اور ان کے
مشورون مین شریک تھا مگر وہ ابین الملک کے بعض احکام سے آزردہ خاطر ہو گیا اور دشت
کا شت چھوڑ کر اجازت کے بغیر چلا گیا اور بعد ازان ہری چند کو شاہ کی اشت چھوڑنے کے لئے اغوا
کیا اور کہا کہ تو میری ساتھ متحد ہو اور ہم کوٹا کی آبائی سلطنت حاصل کر۔ اول راوت
راؤ نے اپنی بغاوت کا اظہار یہ کیا کہ دس ہزار پیادون کی سپاہ جمع کر کے لشکر شاہی پر
چڑھا جسنے اوسکو درختستانون مین بھگایا جو اس ملک مین بڑی پناہ گاہ ہین مسلمانون نے
اسکا تعاقب کیا اور اسکی آنکھ مین تیر لگا جسسے وہ مرگیا اسکی بغاوت دب گئی ہری چند پر
بھاگ کر بیجناتھ دیو پاس گیا جو ایک جگدار راجہ تھا اور اس سے درخواست کی کہ وہ اسکی
دستگیری کرے اسی وقت اُسنے نکندراج کو لکھا جسکا لقب جیسے بلندر ہو گیا تھا کہ اپنی
تابعین کو جمع کر کے وہ قلعہ جورجورا پر حملہ کرے جو ملک نائب کے قبضہ مین تھا۔ نکندراج نے ہمسایہ
کے تمام مینواری اور نائکواری جمع کئے اور پھر جورجورا کا محاصرہ کیا اور مسلمانون نے بہادری
سے مقابلہ کیا اور جنگیز خان مدد کو آگیا جسنے دشمنون کو چارون طرف بھگایا اس وقت
بیجناتھ دیو اور ہری چند نے میرزین العابدین پر حملہ کرنے کے لیے کوچ کیا انکے پاس سپاہ
پانچہزار سوار اور تین ہزار پیدل تھے انکو بھی شکست ہوئی اور بہت نقصان اوٹھایا بیجناتھ
دیو قلعہ ویرا گوتم کو بھاگا اور مسلمانون نے نراین پٹم پر جسمین ڈیرے ڈالے۔ اس اثنا مین
نکندراج جلموری نے قلعہ محمد قلی قطب شاہ آباد کا محاصرہ کیا مگر اوپر کی شکستون کا حال
سنکر اپنے دارالحکومت جلموری کو بھاگ گیا یہ ایک قلعہ پہاڑون اور جنگلون کے درمیان تھا
چنگیز خان نے دو مہینے تک اسکا تعاقب کیا جب اسنے دیکھا کہ اب بری بنی تو اس نے

لمجم تال دیکھنے آیا تھا اس تال کا محیط سولہ میل ہے اور بہت سی ندی نالے اس مین بہتی ہین اور
اور ایک دریا اس مین بہتا ہے جس کو گوتنا لمجم کہتے ہین ۔ ۳۰ میل بہ کر سمندر مین موتا پلی کے
قریب ملتا ہے ۔ شاہ نے عادل خان بنگی کو حکم دیا کہ راجہ کے ملک پر حملہ آوری سے باز رہکر
اور سپاہ کے ساتھ کندبیر مین رہے اور انتظار کرے کہ کیا ظہور مین آتا ہے ۔
جب بکندراج سے لڑنے کے لئے راجمندری اور ایلور سے ساری سپاہ چلی آئی تو ڑدی اس
ایرڈی وارا ور مینواڑا اور نایک ادر پیادہ سپاہ کے نام مختص المقام ہین) کو فرصت ملی کہ
اُنہون نے گرد نواح کے ملک نیمرڈول اور ایلور اور پہاڑ چلی کو لوٹنا شروع کیا ۔ بیچارے باشندے
بھاگ کر جنگلی درختستانون مین چلے گئے ۔
شاہ کو خبر ہوئی تو اُسنے عادل خان کو ردی وار کی تنبیہ کے لئے بھیجا ۔ اُسنے ان کو ہر مقام
مین شکست دیکر مار کر بھگایا اور وہ بھاگ کر سب اس مقام مین جمع ہوئے ۔ جہان ٹھیر سکتے
تھے ۔ سارا ملک پہاڑون جنگلی درختون سے بھرا پڑا تھا اسلئے انکا تعاقب نہین ہو سکتا تھا
جب دریاؤن مین سے ایک دریا سے شاہی فوج نے عبور کرنے مین کوشش کی تو بیس ہزار
پیادے اسکے روکنے کو کھڑے ہو گئے تو اسنے توقف کیا اور راجمندری سے اپنی توپین اور
بان منگائے ۔ وہ حکم شاہی کے بعد ان پاس آئی میر زین العابدین اور کریم خان مع تمام
بندوق اندازون اور بان اندازون کے ہمسایہ سے عادل خان بنگی کی مدد کو آئے
اُنہون نے دیکھا کہ جبتک دریا سے عبور ہو کچھ نہین ہو سکتا اسلئے چند دستے فوج کے بھیجے کہ وہ
کہین دریا کا پایاب مقام تلاش کرین ۔ بابا جی اور دھرم راؤ نے شکارگاہ سی دس میل تک
پایاب مقام پایا وہان سے اُترکر ریڈی دار کو کنارون اور جنگلون مین بھگایا ۔ اور
انکا تعاقب کیا اور وہ ایک درہ کے دہانہ پر پہنچے جسکو مخالفون نے پتھرون سے بند کر کے
انکے پیچھے توپین اور بندوقین لگائی تھین سپاہ نے اس درہ کو بڑی بہادری سے فتح
کیا ۔ آخر کو ریڈی واری نے شاہ سے پناہ مانگی ۔ شاہ نے اپنی سپاہ طلب کی عادلخان
بنگی نے گول کنڈے کو مراجعت کی میر زین العابدین نے اپنے علاقہ کس سم کوٹا کو معاودت

لشکر زخمی ہوگئی اور میر زین العابدین کی جگہ شاہ نے سید حسن کو بھیجدیا اُس لئے اگنی ہری نے
کی شرائط صلح کو منظور کرلیا اور بکندراج پر فتح حاصل کرنے کے لئے درون اور تلنگانہ ہون
تین ہین قلعے مصطفی آباد۔ قطب شاہ آباد اور محمد آباد تعمیر ہوئے جنمین ہمیشہ تھوڑی سپاہ رہی
اس طرح بکندراج چارون طرف سے گھر گیا۔ تو اس نے کشتم راج سے مدد مانگی اسنے
تین ہزار سوار و پچیس پیادون سے محمد آباد پر حملہ کیا جسمین تیر لگنے سے وہ خود مارا گیا اور
سپاہ کو شکست ہوئی۔ بکندراج اس دوست کے مرنے سے کو شکستہ خاطر ہوا مگر اس کی
جگہ سداشو کو بھیجا وہ بھی شکست پاکر بکندرام پاس آیا۔ اگنی راج نے مصطفی آباد پر دس
ہزار پیادون کو لیکر حملہ کیا مسلمانون کی سپاہ نے اس پر چارون طرف حملہ کرکے مار ڈالا
اس وقت مین لوچنا راج نے قطب آباد شاہ پر حملہ کیا اور مارا گیا ان فتحون کے بعد
سید حسن نے بدوارا پر حملہ کرنے کے لئے جنگل کو جلوایا اور کٹوایا بکندراج مسلمانون سے
جان توڑکر یہ آخر لڑائی لڑا مگر شکست پائی اور پھر بنگال کو بھاگ گیا۔ اس طرح سے
کسم کوٹا کے ضلع مین کوئی ہندو راجہ ایسا نہین رہا کہ وہ مسلمانون کو ستائے
شاہ نے سورے رائے کو اس ضلع کا حاکم مقرر کیا یہ ضلع گلکنڈہ کے تابعین اضلاع
مین داخل ہوا۔

ان دنون مین شاہ نے سید میر محمد امین استرآبادی کو میر جملہ و لاکھ ہن (۸۰۰۰۰)
مشاہرہ پر نوکر رکھا ۱۰۱۰ھ مین شاہ ایران اور شاہ حیدرآباد کا ایسا اتحاد بڑھا کہ
شاہ عباس شاہ ایران نے اوغلو سلطان اپنے رشتہ دار کو محمد قلی قطب شاہ
پاس بھیجا اور بہت بیش بہا تحائف ایک نے دوسرے پاس بھیجے اور ۱۰۱۹ھ مین شاہ
حیدرآباد کی بیٹی کا نکاح شاہزادہ سلطان پسر شاہزادہ محمد امین سے ہوا تاریخ فرشتہ
مین لکھا ہے کہ شاہ کے بیٹے سے ہوا۔

تاریخ فرشتہ مین تحریر ہی کہ اہل ہند کی کتابون مین لکھا ہے کہ تین مملکتین محاذی ایک
دوسرے کے واقع ہین اور ان ولایتون کی ہوا تاثیر اور خوبی مین ہم رنگ ہین

بیجناتھ دیو کو اپنے حال سے اطلاع دی۔ بیجناتھ دیو نے اپنے بھتیجے نولا یا نرسن ندی کو
دو ہزار سواروں اور بیس ہزار پیادوں اور ایک سو ہاتھیوں کے ساتھ بسرکردگی ہرچندر
کے اسکی مدد کو بھیجا مسلمانوں کے لشکر میں پانچہزار سوار اور دس ہزار پیادے تھے وہ ہندوؤں کے
اس لشکر سے لڑنے گئے۔ ہندوؤں کے لشکر کا مقام ایک وادی کے مرکز میں تھا جسکے چاروں
طرف دشوار گذار پہاڑ تھے۔ شاہی سپاہ بلندیوں پر چڑھ کر نیچے اتر کر دشمنوں کی جانب
طرف آئی اور ہندوؤن کو شکست دی انھون نے بھاگنے سے اپنی جان بچائی ہرچندر کا
تعاقب ہوا اور ایک بڑی لڑائی ہوئی جس میں وہ اور اسکے ساتھی نولا یا نرسن ندی بمشکل
مشکل سے بھاگ کر بچے۔ بیجناتھ دیو کے بہت سے رشتہ دار زخمی اور اسیر ہوئے۔ بیجناتھ دیو
کو معلوم ہوا کہ ہرچندر کی حمایت کرکے لڑنے سے کچھ فائدہ نہین ہے اسلئے اس نے دس ہزار
ہن (۱۲۰۰۰۰ روپیہ) اور پچاس ہاتھی بھیجکر صلح کر لی اور اسی قدر سالانہ خراج
دینے کا وعدہ کیا۔ راجہ کے رشتہ دار بطور اول کے جب تک ہے کہ نولا یا نرسن ندی
شاہی سپاہ کو حوالہ کیا جائے یہی سرغنہ بغاوت جنگ کا باعث عظیم تھا اس صلح کے
بعد چنگیز خان نے مکندراج کو جلموسے بھی بنگال میں بھگا دیا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا اور
کس سم کوٹا کے کل ضلع نے اس جنگ کے خرچ دینے کا وعدہ کیا کہ ناگاہ کشتم راج سیر
رات راؤ نے لشکر جمع کیا اور مکندراج بھیجے بلندر کو لکھا کہ وہ بنگال سے چلا آئے اور اپنی
موروثی سلطنت کے حاصل کرنے میں سعی کرے اور خود اس نے قلعے پٹ نور اور مدوارا
پر قبضہ کرکے لڑائی کو شروع کر دیا اس دراز دستی کو سنکر میر زین العابدین نے چنگیز خان
اور دھرم راؤ اور بالے راؤ کو دشمنوں پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا مکندراج نے شکست پائی
صبح سے شام تک لڑائی رہی اور وہ مدوارا کو بھاگ گیا یہ قلعہ ایسے گھنے جنگل کے درمیان
واقع تھا کہ اسکا فتح کرنا دشوار تھا۔ دھرم راؤ نے میر زین العابدین سے کہا کہ
لڑائی میں التوا کرے اور مکندراج کو مدوارا اس شرط پر دیدے کہ وہ شاہ کا باجگذار
ہو جائے مگر اس صلاح کو میر زین العابدین نے سنا نہیں اس لئے ان دونوں افسروں میں

لوٹنا شروع کیا جو حیدرآباد مین آباد ہو گئی تھے۔ بہت سے سوداگرون کی جانین مال کی حفاظت مین گیئین جب میر جملہ کو اس شورش کی خبر ہوئی تو اپنا کام چھوڑکر شاہی محل مین دوڑا گیا۔ شاہ سوتا تھا۔ نوکرون نے اُسکو جانے نہین دیا مگر اسنے دلیری کرکے دروازہ کھولا اور شاہ کے کان مین شہر کے آشوب کی آواز پہنچائی اور کہا کہ حضور محل کی کھڑکیون مین سے شہر کا حال دیکھ لین جس سے میرے قول کی تصدیق ہو جائے۔
شاہ نے حکم دیا کہ فوراً یہ اشتہار جاری کیا جائے کہ جو شخص مغلون کے مال اسباب کو لگی لگائیگا وہ مارا جائیگا اور علی آقا کوتوال کو بلاکر ہدایت کی کہ وہ خود جاکر اس فساد کو مٹائے ورنہ وہ ہاتھیون کے پیرون تلے مسلوایا جائیگا اس ہدایت کے موافق علی آقا شہر مین گیا اور بہت سے فسادیون کو اُسنے مار ڈالا اور خلقت کی طمانیت کے لئے اُسنے بہت چھوٹے چھوٹے پولس کے افسرون کو جو زیادہ لوٹ پر لپے ہوئے تھے۔ پھانسی دیدی یا زندہ کھال کھچوائی بہت آدمیون کے اعضا کٹوائی اور انکو اس حال مین اہل شہر کو دکھایا۔
سنہ ۱۰۱۸ھ مین شاہ کے چھوٹی بھائی محمد خدابندہ نے سرکشی کی جسکا مطلب یہ تھا کہ کل پردیسیون کو جو شیعہ مذہب رکھتے تھے قتل کر ڈالین اور شاہ کو معزول کرکے محمد خدابندہ کو تخت سلطنت پر بٹھائین مگر اس شاہ کی سازش کا حال کھل گیا اور اُسنے سرغنون کو مع شاہزادہ محمد خدابندہ کے گرفتار کرکے قلعہ گلکنڈہ مین مقید کیا اور سنہ ۱۰۲۰ھ/۱۶۱۱ کو یہ شہزادہ قید ہی مین مرگیا۔ باقی حال اس شاہ کا تاریخ سلطنت مغلیہ مین بیان ہوگا۔

تاریخ مملکت برار جس کے شاہونکا لقب عماد شاہی

فتح اللہ سنہ ۸۹۰ھ/۱۴۸۴ علاء الدین سنہ ۹۱۰ھ/۱۵۰۴ دریا عماد شاہ سنہ ۹۳۶ھ/۱۵۲۹۔
برہان سنہ ۹۶۸ھ/۱۵۶۰ تفال خان۔

برار کی سلطنت چھوٹی سی تھی اسکی تاریخ ہمسایہ کی سلطنتون کے تاریخ کے اندر بیان ہوگئی اسکی وسعت مغرب مین انجادری کے پہاڑون سے گوداوری تک مغرب مین

ان ملکون کے نام تلنگ ۔ ونگ ۔ بنگ ہین ۔ تلنگ تو یہی ملک ہی جسکا بیان کیا گیا
جو جنوبی ہندوستان مین واقع ہے اور سلاطین قطب شاہیہ کے قبضہ مین ہی ۔
بنگ ولایت بنگالہ ہی اور بنگ اور تلنگ کے درمیان ولایت ونگ ہی جسکو اب تک
شاہان اسلام نے فتح نہین کیا تھا ۔ محمد قلی قطب شاہ نے اسکا بہت سا حصہ
فتح کیا + [illegible] مین مغل یعنی پردیسی تمام ملکون سے جمع ہوکر خصوصاً آگرہ
اور لاہور سے شہر حیدرآباد مین آن کر بس گئے تھے ایکدن اُن مین سے بعض بغیر
اجازت کے جمع ہوکر گنبایت گھاٹ کے محلون اور باغون کو دیکھنے گئے شراب
پیکر وہ پہاڑ پر چڑھے جہان یہ عمارت بنی ہوئی ہین ۔ خواجہ سراؤن نے جو یہان
محل مین متعین تھے ۔ ہرچند شاہی محلون مین جانے سے انکو روکا مگر وہ نشہ کے گھوڑے
پر سوار تھے وہ کب سنتے تھے ۔ یہ حال شاہ سے عرض کیا گیا اسنے علی آقا کوتوال شہر کو حکم دیا
کہ امن کے ساتھ ان مداخلت بیجا کرنے والون کو نکالدے ۔ علی آقا نے عرض کیا کہ دہلی
کی فوج کے حملون کے سبب سے بہت سے مغل حیدرآباد دکن مین آگئے ہین جنکا سوائے
فسق وفجور کے کچھ اور کام نہین اور وہ ہمیشہ شہر کے انتظام مین خلل انداز ہوتے ہین اور
انکی تعداد اس قدر زیادہ ہوگئی ہے کہ عوام کے آرام مین خلل انداز ہین اسپر بادشاہ
نے اس مضمون کا اشتہار دیا کہ جو مغل یہان برسرکار نہین ہین وہ یہان سے
نکلجائین علی آقا کوتوال نوجوان تھا اور اپنے عہدہ کے نشہ مین مست تھا اشتہار ایسا
دیا کہ تمام پردیسی خواہ وہ مغلان ایرانی ۔ عرب ۔ تاتاری ہون شہر سے باہر نکل
جائین اس اشتہار کی تعمیل کے لئے اسنے اپنے ماتحت افسران پولس سے کہدیا کہ ان کو
زبردستی نکالدو یا قید کرلو مغلون نے جب سنا کہ انکی ہم قومون نے یہ حرکت کر
بادشاہ کو غضبناک کیا ہے تو انہون نے جان لیا کہ اب ہماری جان گئی اور یہی
خوف شاہی شہر مین پھیل گیا دکنیون کو یہ موقع اپنے تئین دولتمند بنانے کا خوب
ہاتھ لگا اپنے اپنے کامون کو چھوڑ ان پردیسی سوداگرون کے مال اسباب کا لوٹنا

اس حملہ کی خبر سنکر اپنی سپاہ کو خداوند خان کے بیٹون کی حمایت کے لئے جمع کیا تو امیر برید نے
لڑائی سے بچنے کے لئے خداوند خان کے ایک بیٹے کو قلعہ ماہور اور دوسرے بیٹے کو قلعہ رام گیر دیدیا
اور انکو سمجھا دیا کہ وہ اپنے تئین علاء الدین عماد شاہ کا باجگذار سمجھین علاء الدین نے ان قلعون کے
پاس انکو دغا سے اپنے قبضہ مین کرلیا خداوند خان کے بیٹے برہان نظام شاہ کے پاس مدد کو
گئے کہ وہ انکی حمایت کرے علاء الدین نے ان قلعون مین اپنے حاکم اور سپاہ متعین کئے۔
ان قلعون کے غصب ہونے نے اور برار کی شوکت بڑھنے نے برہان نظام شاہ اور علاء الدین
کی دوستی کو دشمنی سے بدل دیا۔ ان دونو مین بہت لڑائیان ہوئین آخر کو علاء الدین شکست
فاحش پاکر اپنے دار الحکومت گاول گڈھ کو بھاگ گیا علاء الدین نے اسمعیل عادل شاہ کی بیٹی سے نکاح
کرکے اسکے ساتھ اتحاد پیدا کرلیا تھا مگر اس وقت وہ وجیانگر کے راے سے لڑائیون مین
ہوا تھا اسلئے وہ اپنے داماد شاہ برار کی مدد نہین کرسکتا تھا اس وجہ سے برہان نظام شاہ کو
اچھا موقع ہاتھ لگا کہ اُسنے ماہور اور رام گیر (رامے نگر) کے قلعے چھین لئے۔
سنہ ۹۳۴ھ ۱۵۲۷ع مین علاء الدین نے میران محمد خان حاکم خاندیس کے ساتھ اتفاق کرکے کوچ کیا
کہ برہان نظام شاہ سے اپنا انتقام لے انمین سخت جنگ ہوئی جسمین نظام شاہ کو
فتح ہوئی اُسنے ان دو شاہون کے ہاتھی اور توپ خانے چھین لئے اور انکو اپنی اپنی
دار السلطنتون کو بھگا دیا۔ علاء الدین نے اول اسمعیل عادل شاہ سے امداد کی درخواست
کی گئی مگر وہ اپنے جھگڑون مین ایسا گرفتار تھا کہ وہ مدد نہین کرسکتا تھا میران محمد خان
نے اس سبب سے کہ اسکے کل ہاتھی اور توپخانے چھن گئے تھے اپنے رشتہ دار گجرات کے بادشاہ
بہادر شاہ سے امداد طلب کی اُسنے قبول کی۔ سلطان بہادر شاہ کو سواے اپنی سلطنت کے
بڑھانے کے کوئی اور فکر نہ تھی۔ دکن کی فتح کی ادھیڑبن مین رہتا تھا وہ لشکر عظیم کے
ساتھ برہانپور کی راہ سے برار مین آیا تو علاء الدین کو اسکی نیت کا حال معلوم ہوا
کہ وہ خود دکن فتح کرنا چاہتا ہے اسلئے وہ اسکے بلانے سے پشیمان ہوا مگر ناچار تھا
لگا دل مین اسکے نام کا خطبہ پڑھوایا اور برار کی سلطنت اسکے نذر کی۔ اب اسکا دست

احمدنگر اور خاندیس پر وسط ۷۶ درجہ مشرقی طول پر ختم ہوتی تھی۔ مشرق مین اسکی حدود
محقق نہین غالبًا ناگپور اس مین شامل تھا۔

فتح اللہ عماد الملک

اس خاندان مین اوّل شخص جو ممتاز ہوا وہ فتح اللہ عماد الملک تھا جو وجیانگر کے کنارے ہندؤون کی اولاد مین تھا وہ لڑکپن مین وجیانگر کی لڑائیون مین مسلمانون کے ہاتھون مین اسیر ہوا اور خان جہان سپہ سالار اور حاکم برار کے غلامون مین شامل ہوا عہد شباب مین اُسنے ایسی قابلیت وشجاعت دکھائی کہ وہ معتمدون اور مقربون مین داخل ہوا۔ خان جہان کی وفات کے بعد سلاطین بہمنیہ کی ملازمت مین آیا سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین خواجہ محمود گاوان کی عنایت سے عماد الملک کا خطاب پایا اور برار کا سرلشکر مقرر ہوا ۸۹۰ھ مین اُسنے اطاعت شاہی سے قدم باہر نکالا اور مطلق العنان ہوا کچھ دنون بعد مرگیا اور اُسکا بڑا بیٹا اُسکا جانشین ہوا۔

علاء الدین عماد شاہ

فتح اللہ کے مرنے کے بعد اُسکا بڑا بیٹا علاء الدین جانشین ہوا۔ یہی اول شخص ہے جسنے اسمٰعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کی تقلید کرکے اپنے اوپر لفظ شاہ کا اطلاق کیا اور قلعہ کاویل (گاول) کو اپنا مقر حکومت بنایا۔ جب امیر برید کے ظلم وستم کے حوالے سے محمود شاہ بہمنی نکل کر اُس پاس گیا تو وہ برار کی کل سپاہ لیکر سلطان محمود کی ہمراہ محمدآباد بیدر آیا کہ امیر برید کو مستاصل کرے اور وارث ملک کو شہر بیدر مین صاحب تخت بنائے۔ خاندان بہمنی کے بحال ہونے سے برہان نظام شاہ کی جان نکلتی تھی وہ امیر برید کی حمایت کرنے کے لئے چل پڑا۔ یہ اور بیان کیا گیا ہے کہ جب ہنگامہ کارزار گرم ہوا تو عین لڑائی مین شاہ دوست کو چھوڑکر پھر امیر برید کے پنجہ مین خود جا پھنسا۔ ۹۲۳ھ مین امیر برید نے بیدر سے کوچ کیا اور قلعہ ماہور تسخیر کیا اسکے بعد قلعہ رام گیر پر حملہ کرکے فتح کیا اور یہان کے حاکم خداوند خان حبشی کو مار ڈالا۔ علاء الدین عماد شاہ نے

مضطر ہوا اور اوس نے ابراہیم قطب شاہ گولکنڈہ سے امداد چاہی اور اسکی کمک سے اوس نے
چنگیز خان پیشوا احمدنگر پر حملہ کیا۔ مگر تفال خان کو شکست فاحش ہوئی اسکا تعاقب
ہوا اور سپاہ نظام شاہ کی صولت اور سطوت نے اسکو مدتون جنگل جنگل بھگایا۔
آخر کو وہ قلعہ برناله مین اور اسکا بیٹا شمشیر الملک گاول گڑھ مین محصور ہوئے نظام شاہ
نے قلعہ برناله کا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ قلہ کوہ پر واقع وہ توپ ومنجنیق وخاکریز کے ذریعون سے
فتح نہین ہوسکتا تھا تاہم محاصرہ کے طول سے مرتضی نظام شاہ ایسا رنج ہوا کہ اوس نے احمدنگر
کی مراجعت کا ارادہ کیا مگر امیر جملہ چنگیز خان اصفہانی اس ارادہ کا مانع ہوا اور اوس
نے اپنی حسن تدابیر سے اور درم و دینار کے پاشش سے قلعہ کے اندر کے آدمیون کو جو
قلعہ کے محافظ تھے بلا لیا وہ ضیق محاصرہ سے تنگ ہو رہے تھے وہ قلعہ کے برج وباسے
کمندین لگاکے نیچے اتر آئے اور جاکر چنگیز خان سے مل گئے اوسنے انکو انعام ومناصب
بزرگ اور اقطاع دیے اور آدمی بھی جس طرح بن سکا قلعہ سے باہر آئے اور بڑے
ذوق وشوق سے چنگیز خان سے ملے اور اسکے توسل سے سرکار نظام شاہ مین اپنی
مقاصد علیہ پر پہنچے اب قلعہ کے اندر بارہ نفر توپ اندازون اور آتشبازون سے
زیادہ باقی نہ رہے۔ نظام شاہ کی سپاہ نے مورچے آگے بڑھاکے بڑی بڑی توپون
سے قلعہ کی دیوار مین رخنہ ڈالدیا۔ اب قلعہ مین کوئی جنگی مرد نہ تھا چنگیز خان نے
زینے لگاکے اٹھائیس آدمی چڑھائے اور نفیر سرنج کہ جنگ سے مخصوص تھی
بجوائی جسکی آواز سے تفال خان نے جانا کہ چنگیز خان قلعہ مین آگیا اس نے کچھ مقابلہ کا
سامان نہین کیا۔ قلعہ سے نکل کر وہ بھاگا دوسرے روز مرتضی نظام شاہ قلعہ مین
آیا خزائن واموال واسباب نفیسہ خود لے لئے اور باقی اسباب کو حکم دیا کہ سوار اور پیادے
لوٹ لین۔ سید حسین استرآبادی نے تفال خان کا تعاقب کرکے تیسرے روز
اسکو گرفتار کیا اور نظام شاہ پاس لایا قلعہ گاول بھی امان دینے سے مفتوح ہوا
شمشیر الملک گرفتار ہوا۔ نظام شاہ نے بجاے اسکے کہ مقید بادشاہ کو تخت سلطنت

میران محمد خان حاکم خاندیس شاہ گجرات پر متقاضی ہوا کہ وہ سیدھا احمد نگر کو چلے اور نظام شاہ کے خاندان کو اطاعت پر مجبور کرے بہادر شاہ ان اپنی دوستون کی فرمان برداری سے خوش ہوا اور دولت آباد کی راہ سے احمد نگر کی طرف کوچ کیا۔

ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ یہان سکہ اُس کے نام کا جاری ہوا اور اسکی شاہی مانی گئی۔ اسکے بعد ان شاہون نے اپنی اپنی دارالسلطنۃ کو مراجعت کی۔ تھوڑے دنون بعد علاءالدین عماد شاہ کا انتقال ہوا اور اسکا بڑا بیٹا جانشین ہوا۔

برہان عماد شاہ

دریا عماد شاہ کے مرنے کے بعد برہان عماد شاہ تخت نشین ہوا وہ ابھی بچہ تھا تفال خان دکنی کہ غلامون مین تھا دولت خانہ پر مسلط ہوا ہنوز برہان کی عمر اتنی نہین ہوئی تھی کہ وہ عنان سلطنت کو اپنے ہاتھ مین لیتا کہ نائب سلطنۃ تفال خان نے حاکم خاندیس اور نظام شاہ کی امداد سے سلطنۃ کو غصب کر لیا اور آخر کو اُسنے اپنے شاہ کو پابزنجیر کرکے قلعہ پرنالہ مین مقید کیا اور خود سر پر چتر لگا کے شاہ بنا۔

تفال خان کا سلطنت غصب کرنا ۹۸۰ / ۱۵۷۲

تفال خان

اس عالی ہمت نائب سلطنۃ کی ذات مین وہ صفات شجاعت وسخاوت کی تھین جو اسپر شاہی کو موزون کرتی تھین۔ غصب سلطنۃ کے بعد اسکی قوت ایسی جلد بڑھ گئی کہ شاہان احمد نگر اور بیجاپور نے آپس مین متفق ہو کر اسکے استیصال پر کمر چست کی اور دونو کی سپاہون نے اُسکے غارت کرنے کے لئے کوچ کیا تفال خان دونو شاہون کا مقابلہ نہین کر سکتا تھا تو وہ علی عادل شاہ سے ملتجی ہوا اور اس پاس اور اسکے وزیر پاس بیش بہا جواہرات بھیجے کہ وہ جنگ سے دست بردار ہو۔ مرتضیٰ نظام شاہ کو جب ان معاملات کی خبر ہوئی تو وہ احمد نگر کو چلا گیا۔

لیکن ۹۸۲ھ مین تفال خان سے لڑنے کے لئے مرتضیٰ نظام شاہ نے کوچ کیا اور یہ بہانا بنایا کہ وہ مقید شاہ برار کو پرنالے کے قید خانہ سے نکالنا چاہتا ہے تفال خان

انکے دفع کرنے کے واسطے وہ نامزد ہوا۔ مرہٹون سے وہ بڑی لڑائی لڑا اور اُس نے فتح بزرگ حاصل کی۔ مرہٹون کے سب سے بڑے سردار سنبھاجی کو قتل کیا اور اسکی بیٹی سے اپنے بڑے بیٹے امیر برید کا نکاح کیا۔ سلطان نے اس حسن خدمت کے جلدو مین سنبھاجی کی مملکت اسکو اقطاع مین دی تو ملازم ہو کے چار سو کے قریب بستہ دار اسکے ملازم ہوئے جنمین سے ہر ایک شجاع اور جوان مرد تھا۔ زمانہ کے گذرنے کے بعد ان مین سے اکثر مسلمان ہو گئے اس مخلص اور فدائی جماعت کے استظہار سے سلطان محمود کے زمانہ مین اسکا تسلط اور استقلال بڑھ گیا اور اسکے دل مین بھی اور امراء کی طرح بادشاہی کی ہوس پیدا ہوئی عادل شاہ اور نظام شاہ و عماد شاہ کی صلاح سے اُس نے قلعہ اودسہ اور قندھار اور اودگیر پر قبضہ کیا اور انمین اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ بیچارے محمود شاہ پاس صرف دار السلطنت احمد آباد باقی چھوڑی۔ اس شاہ کی زندگی مین بارہ سال شاہی کی ۹۱۰ ہجری مین مرگیا اور اُسکا بڑا بیٹا قائم مقام ہوا۔

امیر برید

باپ کا قائم مقام امیر برید ہوا اسکے زمانہ مین سلطان محمود شاہ نے وفات پائی اور آخر بادشاہ کلیم اللہ احمد نگر کو بھاگ گیا۔ شہر بیدر اسمٰعیل عادل شاہ کے ہاتھ مین آیا مگر پھر اس نے امیر برید کو دیدیا اس زمانہ مین عماد الملک والی برار اور محمد شاہ والی برہانپور کی التماس سے سلطان بہادر شاہ گجرات دکن مین آیا تو اسمٰعیل عادل شاہ کے حکم سے امیر برید مع اپنی جمعیت کے بیجاپور گیا اور عادل شاہ نے چار ہزار سوار غریب (پردیسی) تاج پوش اسکی ہمراہ کئے اور اپنے لشکر کا سرلشکر بنا کے برہان نظام شاہ کی مدد کو بھیجا وہ شاہ گجرات سے رستا نہ لڑا ان لڑائیون کا بیان اپنی محل پر شرح و بسط سے پہلے لکھا گیا ہے اسکے بعد اس نے چند سال مسند کامرانی پر تکیہ لگا کے وہ بیٹھا رہا آخر عمر مین برہان نظام شاہ اول کی کمک کو گیا اور حوالی دولت آباد مین فوت ہوا۔ ۳۵ سال سلطنت کی۔ دکن مین اسکی حکایت مشہور ہے کہ جاڑے مین ایک دن

بٹھاتا اسکو نائب سلطنت تفال خان اور اسکے بیٹے شمشیر الملک مع اولاد کے
نظام شاہی قلعون مین سے ایک قلعہ مین قید کرکے بھیجدیا انکی اولاد بھی اس قید مین بند
تھی ان سب نے ایکرات مین جان شیرین قابض ارواح کو سپرد کی اور دنیا کی کشاکش سے
رہائی پائی بعض کہتے ہین کہ قلعہ کے محافظون نے نظام شاہ کے فرمان کے موافق قلعہ کے
اندر دفعتہً واحدۃً دم گھونٹ کر مار ڈالا بعض کہتے ہین کہ پاسبان تنگ حجرہ مین انکو بند
کرتے تھے تاکہ وہ بہ تنگ ہوکر انکو روپیہ دیکر خوش کرین مگر خود ایک دن کی روٹی کو
محتاج تھے اسلئے وہ پاسبانون کی مٹھی نہین گرم کرسکتے تھے وہ انپر اور زیادہ شدت اور
سختگیری کرتے تھے۔ ایکرات ہوا نہایت گرم تھی۔ یہ سب آدمی عورت مرد چھوٹے بڑے
چالیس آدمی تھے دم گھٹنے سے مرگئے پاسبانون نے جو دروازہ کھولا توسب کو مردہ پایا
الغرض اس سال مین عماد شاہیہ اور تفال شاہیہ کی بادشاہی باقی نہ رہی اور نہ انکے نو
خاندانون کا کوئی آدمی قید حیات مین رہا اور سلطنت سنہ ۹۸۴ھ مین احمدنگر کی سلطنت مین
شامل ہوگئی۔

تاریخ بیدر جسکے شاہون کا لقب بریدشاہ تھا

قاسم برید سنہ ۸۹۷ھ / ۱۴۹۲ — امیر برید سنہ ۹۱۰ھ / ۱۵۰۴ — علی برید سنہ ۹۴۵ھ / ۱۵۳۹ —
ابراہیم برید سنہ ۹۷۰ھ / ۱۵۶۲ — قاسم ثانی سنہ ۹۷۷ھ / ۱۵۶۹ — مرزا علی سنہ ۹۸۰ھ / ۱۵۷۲ — امیر برید ثانی

بہمنی شاہون کی وزارت مین ۔ اول اس خاندان کا عروج ہوا اور
سلطنت کے کامون مین اسکو قدرت حاصل ہوئی جس پردہ کے اندر وہ سلطنت کرتا
تھا اسکو قاسم برید نے اٹھا دیا۔

قاسم برید ترکی گرجی غلام تھا اسکو خواجہ شہاب الدین یزدی ولایت سے دکن مین لایا
اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے ہاتھ فروخت کیا وہ شجاع تھا۔ خوشنویس تھا۔ سازون
کو خوب بجاتا اس بادشاہ کے عہد مین اسنے مرہٹون پر فتح پانے سے بڑا نام پیدا
کیا اور صاحب دستگاہ ہوگیا۔ مرہٹے پی تن اور جالنہ کے درمیان باغی ہوگئے تھے

یاشی سے مضطرب ہوا لشکر تلنگ کو مرزا یادگار کی سرکردگی مین محاصرہ مین چھوڑا اور خود احمدنگر گیا جب بیجاپوری سپاہ چند میل کے فاصلہ پر آئی تو مرزا یادگار محاصرہ چھوڑ جمعیت بنا نکلی۔ برید نے محصور ہونے کی تکلیف سے نجات پائی ۹۸۸ھ مین وعدہ کے موافق دونو خواجہ سراؤن کو علی عادل شاہ پاس بھیجدیا۔ ان پر تہمت خواجہ سراؤن نے بے ناموسی کے خوف سے عادل شاہ کو کشتہ کیا علی برید شاہ ۹۸۷ھ مین تخت سے تختہ پر گیا۔ دہ سال سلطنت کر گیا اسکا ولد اکبر ابراہیم برید بادشاہ ہوا اسنے سات سال سلطنت کی بعد اسکے قاسم برید تین سال تک حکومت مین سرگرم رہا جب وہ مرگیا تو اسکا چھوٹا بیٹا جو برس کا تھا مشغول حکومت مین لگا ہوگی تو ایک شخص اسی خانوادہ کی اولاد مین مرزا علی برید پیدا ہوا اسنے ۱۰۰۰ھ مین اس خورد سال کو محمد علی قطب شاہ کی پایہ تخت بھاگ نگری مین بھگا دیا اور خود بادشاہ ہوا اسکے بعد امیر برید ثانی تخت پر بیٹھا اور خاندان کا خاتمہ ہوا۔

اس خاندان کی سلطنت بہت چھوٹی تھی اسلیے مملکت کی حد بندی بھی اچھی طرح نہ تھی اور اسکے خاندان کے ختم ہونے کا زمانہ بھی معلوم نہین امیر برید دوم ۱۰۱۸ھ مین سلطنت کرتا تھا کہ تاریخ فرشتہ نے اپنی تاریخ کو ختم کر دیا۔ برار اور بیدر کی تاریخون کا پتا کچھ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے اور اسنے خود لکھا ہے کہ مین نے یہ حالات سنے سنائے لکھے ہین کوئی تاریخ مجھے دستیاب نہین ہوئی + فقط

ضمیمہ تاریخ دکن

اس ضمیمہ مین مختصر بیانات اہل ہند اور انگریزون کی لڑائیون کا اور ان کے اور معاملات کا انگریزی مورخ فاریا سوزا کی تاریخ سے اخذ کرکے تحریر کرتا ہون تاریخ کے پڑھنے والون کو وہ سچا علم ہوگا جو ہندوستانی مورخون کی تاریخون سے نہین

وہ شراب پیئے ہوئے باغ مین بیٹھا تھا کہ گیدڑون نے معمول سے زیادہ غل شور مچایا
امیر برید نے پوچھا کہ یہ کیون اتنا غوغا مچاتے ہین ایک ندیم نے عرض کیا کہ جاڑے مرتے
ہین اسلیئے داد خواہی حضور سے چاہتے ہین اُسنے علی الصباح حکم دیا کہ باغ صحرا مین
تین چار ہزار لحاف بچھا دیئے جائین کہ حضرات شغال بیابانی انکے اندر آرام کرکے جاڑے
کی ایذا سے بچین۔

علی برید شاہ۔

اس خاندان مین اوّل شخص ہے کہ جسنے برہان نظام شاہ کے طفیل سے اپنے نام کا
جزو لفظ شاہ کو بنایا اسکے دادا اور باپ نے امارات شاہی کو حاصل کیا مگر اپنے نام
کے پیچھے لفظ شاہ کا دُم چھلا نہین لگایا تھا۔ برہان نظام شاہ نے اپنے مقدس وزیر
شاہ طاہر احمد آباد شاہی کی تہنیت دینے کے لئے بھیجا۔ علی برید شاہ نے اس وزیر
کے مسائل اور عقائد پر ایسے گستاخانہ اعتراض کئے کہ وہ نہایت آزردہ اپنے شاہ
پاس آیا اور ان گستاخیون کا ذکر کرکے اسکو بیدر پر حملہ کرنے پر آمادہ کیا۔
نظام شاہ بیدر پر لشکر کش ہوا۔ امیر برید شاہ نے قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ
کی نذر کیا اور اسکو بلایا مگر وہ آتا ہی رہا کہ نظام شاہ نے یورش کرکے قلعہ اوسہ
قندھار اودگیر لے لیئے اور اس قدر ملک امیر برید کے قبضہ مین چھوٹ گیا کہ جسکی آمدنی چار
لاکھ طلائی ہُن تھی مرتضیٰ نظام شاہ نے اپنے عہد مین اخلاص خان کی استدعا سے
۹۸۱ھ مین بلدہ احمد آباد کا محاصرہ کیا اور اہل قلعہ کی جان تنگی مین آئی امیر برید نے
عادل شاہ پاس آدمی کمک کی طلب کے لئے بھیجا۔ علی عادل شاہ نے جواب لکھا کہ
تیری سرکار مین جو فلان فلان خواجہ سرا ہین اگر انکو تو مجھے حوالہ کرے تو مین تیری
مدد کرتا ہون۔ امیر برید شاہ نے بجز اطاعت کے چارہ نہ دیکھا اُسے قبول کیا
علی عادل شاہ نے ہزار سوار بیجاپور مین کمک کے لئے بھیجے مرتضیٰ نظام شاہ اس
خبر کے سُننے سے اور احمد نگر کی حوالے مین اپنے بھائی کے فتنہ انگیزی کی اطلاع

اپنا مقصد حاصل کرین - ۲ اگست کو وہ بلند این آیا دو گجراتی بحری رہنماؤن کی رہنمائی
سے ۱۵ ستمبر کو کالی کٹ مین آیا - زاموری نے اپنے قیدیون کو گاما کے ہاتھ سے چھڑایا
اور انکی عوض مین گاما کی فرمائش کے موافق ۶ برہمن اول مین دئیے - یکے تاجر پرتگیزون
کی تجارت کے متعرض ہوئے ایک جہاز ہاتھیون کو لئیے سیلون (لنکا) سے گجرات
کو جاتا تھا مسلمانون نے پرتگیزون پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اُسنے پرتگیزون پر حملہ کیا
اور انکی طرف چند بندوقین چھوڑین اور پھر کنانور کی راہ لی پھر پرتگیزون نے گجرات
کے جہاز پر حملہ کیا اور اسکو پکڑ لیا اور کوچل کے راجہ کو دیدیا کرنگانور مین دکرنگانور
پرتگیزون سے چند ارمنی عیسائی ملے - گاما پرتگال کو واپس آیا ۔

گاما پھر سنہ ۱۵۰۲ مین ۲۰ جہاز لیکر روانہ ہوا - اس بیڑے اور سلطان مصر کے جہاز
مریم مین مٹ بھیر ہوئی اس جہاز مین دو سو اسی مسلمان تھے جنمین زیادہ تر مسلمان
حج کو جاتے تھے مسلمانون نے اپنا جہاز پرتگیزون کو حوالہ نہین کیا اور سخت مقابلہ
اور جنگ کر کے سب مارے گئے دو نیچے بچے تھے جنکو عیسائی کرلیا - گاما ہندوستان
مین آیا کرنگانور کے عیسائیون نے اس پاس اپنا ڈیپوٹیشن (پیغام آدمیون کے ہاتھ) بھیجا
ان ارمنی عیسائیون کی تعداد بیس ہزار تھی جنکی نگرانی ارمینیا کا بشپ کرتا تھا -
گاما کے دس جہازون نے کالی کٹ کے ۲۹ جہازون کا مقابلہ کیا اہل ہند جہازون
پر سے آتشبازی کرتے تھے ہند کے دو جہاز پرتگیزون کو ہاتھ آئے جنمین سے ایک
مین سونے کا بت جواہر سے مرصع وزن مین ۱۵ سیر انکو ملا - گاما اپنے بیڑے مین سے
کچھ جہازون کو ہمراہ لے کر لسبن روانہ ہوا -

سنہ ۱۵۰۳ مین الفونسو دی البوکرک ۹ جہاز لیکر یہان آیا - زاموری نے کوچین مین بڑی
سپاہ سے بحری و بری دونو طرف سے پرتگیزون پر حملہ کیا - ہند کے بیڑے مین ہر قسم
کے اَسی جہاز تھے جنمین ۳۸۰ توپین چڑھی ہوئی تھین اور چار ہزار آدمی سوار تھے
آٹھ جہاز اور ۱۳ توپین پرتگیزون نے چھین لین ہندؤن نے دو کشتیون پر ۱۵ فٹ بلند

حاصل ہوتا وہ دونو مسلمانون اور پرتگیزون کے بیانات کے اختلافات اور اتفاق کو مطالعہ کرکے اصلی واقعات کو تحقیق کرسکتے ہین اور یہ معلوم کرسکتے ہین کہ مسلمان مورخون کا اعتبار کس درجہ تک صحیح یا غلط ہی۔

۸ جولائی ۱۴۹۷ء کو لسبن دار السلطنتہ پرتگال سے واسکوڈی گاما تین چھوٹی جہاز اور ایک سو ساٹھ آدمی ہمراہ لے کر چلا۔ افریقہ کے شرقی ساحل بحر پر جنوبی عرض بلد ۱۴ درجہ ۳۰ دقیقہ پر ایک جزیرہ موزنبیق (سینٹ جارج) ہی وہان آیا۔ یہان کا حاکم شاہ خواجہ تھا یہان سے ۱۱ مارچ ۱۴۹۸ء کو گاما جہازمین روانہ ہوا اور اسی سال ملنڈا مین آیا۔ یہان اسکو چند گجراتی سوداگر ملے جنمین ایک گجراتی بحری رہنما معالم خان تھا جو اصطرلاب کے علم سے ایسا ماہر تھا کہ وہ گاما کے جہازی اصطرلاب کے عیوب بتاتا تھا اسکو گاما نے نوکر رکھ لیا۔ کالی کٹ مین گاما آیا یہان ایک ہنود حاکم تھا جسکا لقب زاموری (سامری) تھا۔ اتفاق سے گاما کو میان زید ایک مسلمان مل گیا جو فرنگستان کا باشندہ تھا وسپین کی زبان خوب بولتا تھا اسکو اس نے اپنا ترجمان بنایا۔ کالی کٹ مین بہت سے مسلمان سوداگر تھے جو خلیج فارس اور بحر قلزم کی راہون سے یوروپ مین جاکر بڑی تجارت کرتے تھے مسلمانون کو گاما پر رشک وحسد پیدا ہوا۔ راجہ زاموری نے مسلمانون کے کہنے سے سات پرتگیزون کو مقید کیا۔ گاما الخ رہا نہ کراسکا تو اُس نے اسکا عوض یون لیا کہ بیس ہندوستانی ماہی گیر پکڑ کر قید کرلیے۔

۱۴۹۹ء کو گاما پرتگال واپس آیا اور اپنے ترجمان میان زید کو ہمراہ لایا اس ۲۶ مہینہ کے سفر مین اسکے ۱۶۰ آدمیون مین سے ۱۰۵ آدمی ضائع ہوئے۔

۹ مارچ ۱۵۰۰ء کو دوبارہ ۱۳ جہازون کا بیڑا لیکر چلا جسمین بارہ سو آدمی تھے اور انکے ساتھ سولہ پادری اور ایک پادریون کا سردار تھا جسکا اصلی مقصود یہ تھا کہ اول ہوا عظ سے کام نکالین اور اگر یون نہ بنے تو پھر تلوار کو چمکائین اور اُسے

گوا کا گورنر جنرل تھا تعزیت نامہ لکھا۔
لسبن سے ۱۷ جہاز روانہ ہوئے۔ دون الفنسو البوکرک گورنر جنرل مقرر ہوا اور سنہ ۱۵۰۸ء مین دون فرانسسکو المیدا مسلمانون پر حملہ کرنے کے لئے ۱۹ جہاز اور ۱۶۰۰ سپاہی لیکر چلا ان سپاہیون مین ۸۰۰ ہندوستانی سپاہی تھے (یہ اول ہندوستانی فوج تھی جس نے اہل فرنگ کی خدمت کی) ۲۰ دسمبر سنہ ۱۵۰۸ء کو دابل پر وہ اترا اور اس نے شہر کو جلا دیا مگر قلعہ کو فتح نہ کر سکا اور ایک مسلمانون کے جہاز مین بندرگاہ بمبئی کے قریب سوار ہوا۔ ۲ فروری سنہ ۱۵۰۹ء کو دیو مین آیا۔ ترکون سے خون ریز لڑائی ہوئی جس مین پرتگیزون کو فتح ہوئی۔ پرتگیزون نے اپنی تمام قیدیون کو مار ڈالا۔ دشمنون کے جہاز مین بہت سی کتابین انکو ہاتھ لگین۔ دیو کے حاکم نے سید علی کو پرتگیزون کے امیر البحر پاس ایلچی بنا کے بھیجا اور ایک عہد نامہ لکھا گیا دیو کے کنارہ پر ترکون نے اپنی تمام توپین اتار دین۔

سنہ ۱۵۰۹ء مین لسبن سے پندرہ جہاز اور آئے المیڈا۔ پرتگال کو واپس جاتے ہوئے مارا گیا۔ البوکرک اور کاتن ہونے ۲ جنوری سنہ ۱۵۱۰ء کو کالی کٹ پر حملہ کیا مگر انکو ہٹنا پڑا اور اس لڑائی مین کاتن ہوا اور ۸۰ فرنگی مارے گئے اور البوکرک زخمی ہوا اور اور سپاہی بھی زخمی ہوئے۔

البوکرک نے سیبایو سے گوا لینے کا ارادہ کیا۔ کنارا کے حاکم ٹماجی نے اسکی مدد کی۔ ۲۰ فروری سنہ ۱۵۱۰ء کو گوا فتح کر لیا۔ بہت توپ و گولہ و جنگی ذخیرے پرتگیزون کی ہاتھ آئے مگر پھر یہ گوا انکے ہاتھ تلے سے نکل گیا۔ مخالفون نے ۲۰ روز محاصرہ کرکے لیلیا البوکرک کی مدد کو ۱۳ جہاز یورپ سے آئے وہ ۲۳ جہاز اور پندرہ سو سپاہ لیکر گوا پر حملہ کرنے کو روانہ ہوا۔ مادھوراؤ ٹماجی کا امیر البحر اسکا مددگار رہا۔

گوا پھر پرتگیزون نے لے لیا۔ ملکی انتظام ٹماجی و راولور کے راجہ مالی راؤ کے سپرد کیا گیا۔ پرتگیزون نے یہان کے باشندون اور اپنی قوم کے آدمیون مین

واقعہ فتح گوا اور پھر پرتگیزون کا جانا سنہ ۱۵۱۰ء

قلعے بنائے۔ ہر ایک مین آدمی بٹھائے سخت لڑائی کے بعد پرتگیزون کے بیڑے کے زمین
اپنے ان روان قلعون کو لے گئے گویا انکو آتشباز جہاز بنالیا لیکن انکو چھوڑکر چلے گئے
پرتگال سے ۱۳ جہاز ۱۲۰۰ آدمیون کو لیکر ہندوستان مین آگئے۔

دون الفنسو البوکرک نے اہل عرب کے ایک جہاز کو برباد کیا جس مین سات سو ترکون کی
جانین ضائع ہوئین وہ ہندوستان سے جنوری ۱۵۰۴ء کو ۱۳ جہاز لیکر روانہ ہوا انین
اسکے اپنے بیڑے کے تین جہاز تھے اور ۲۲ جولائی کو لسبن پہنچا۔

دون فرانسیکو المیدا ہندوستان مین ۲۲ جہاز اور ۱۵۰۰ سپاہی لیکر آیا۔
پرتگیزون نے جغرافیہ مین مغربی ساحل کی تقسیم اس طرح کی ہے اول حصہ کمبی (کھمبات)
بمبی کے شمال مین جو شاہ گجرات کے قبضہ مین تھا۔ دوم کوکن جو گوا اور بمبی کے درمیان
واقع ہے اور احمدنگر اور بیجاپور کے شاہون کے زیر حکومت تھا سوم کنارا جو گوا اور
کنانور کے درمیان ہے اور راجہ وجیانگر کے زیر حکومت تھا چہارم ملک کا وہ حصہ جو
کنانور کے جنوب مین واقع ہے اسکا نام ملیبار ہے اور وہ ہے مین۔ کالی کٹ۔ کنانور۔
کوچین۔ کوئیلون۔ ترانکور کے حاکمون کے درمیان منقسم تھا۔

۱۵۰۸ء مین دون فرانسیکو المیدا نے اپنے بیٹے دون لورنیزو کو گیارہ جہاز دیکر مسلمانون
کے بیڑے پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا جسکے ۶ جہاز پرتگیزون کے جہازون سے بڑے
تھے اس سنہ مین پرتگیزون کو سیلون کی بھی راہ معلوم ہوگئی۔

مارچ ۱۵۰۸ء مین ۱۳ جہاز اور ۱۳۰۰ آدمی لسبن سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے
الفونسو البوکرک لسبن سے ۲ جہاز ہندوستان مین لایا مصری اور گجراتی بیڑے
جنکے سردار امیر ہاشم اور ملک ایاز تھے پرتگیزی بیڑے سے بندر چول پر بڑے
لڑے مسلمانون نے ان پر گولہ زنی اور تیراندازی کی۔ پرتگیزون کا امیر البحر
دون لورنیزو مارا گیا اور آٹھ سو چالیس آدمی مارے گئے مسلمانون کے امیر البحر نے
اس مقتول امیر البحر کے باپ دون فرانسیکو المیدا کو جو

دون فرانسیکو المیدا ہندوستان مین ۱۵۰۵ء

الفونسو البوکرک ہندوستان مین ۱۵۰۸ء

فتح ہوئی۔ بیجاپور کی فوج واپس گئی۔

گوا کے گورنر لے دی سیلو نے ۲۵۰ سواروں اور ۸۰۰ کناری پیادوں سے ملک کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا۔ ایک پرتگالی بیڑا جس میں ۱۸۹ جہاز ۳ ہزار فرنگی ۸۰۰ ملیباری تھے دیو پر قبضہ کرنے کو روانہ ہوا۔ مگر نہایت درجہ پر ناکام رہا۔ دوبارہ پھر دیو کی فتح کرنے میں کوشش کی تو اسمین بھی ناکامی ہوئی۔ گجراتی بیڑے نے پرتگالی بیڑے کو درہم برہم کر دیا اور انکا ایک جہاز برباد کیا۔ شاہ احمد نگر سے پرتگیزوں چول پر ایک کارخانہ کھولنے کی اجازت حاصل کی تاکہ عربی فارسی گھوڑوں کی تجارت وہان ہوا کرے گجراتی امیر البحر ملک ایاز سے فساد ہوا اور اس نے پرتگیزوں کو چول پر شکست دی اور انکا ایک جہاز ڈبو دیا۔ ۲۰ روز تک یہ گجراتی امیر البحر بندرگاہ میں جما رہا اور اس کارخانہ کی عمارت جو لوگ بنا رہے تھے انکے اور پرتگالی بیڑے کے درمیان آمد و رفت کو بالکل بند کر دیا۔ پرتگیز دابل پر اترے اور شہر سے ڈنڈ لیا۔ گجراتی امیر البحر دیو کی طرف روانہ ہوا۔ پرتگیزوں نے گوا کے قریب کا ملک جو لیا تھا اسکو شاہ بیجاپور نے پھر چھین لیا۔

راجی دی سیلو گورنر ۱۵۲۰ء

گجرات کے شاہ نے ۸۰ جہازوں کا بیڑا پرتگیزوں پر چول پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ پرتگیزوں کا مددگار شاہ احمد نگر ہوا۔ گجراتی بیڑا بالکل تباہ ہوا ۲۷ جہاز جل گئے یا ڈوب گئے۔ پرتگیزوں نے احمد نگر کے شاہ کی مدد سے ایک گجراتی قلعہ فتح کر لیا اور احمد نگر کے سپہ سالار کو دیدیا۔ مانگوشا کو بھی فتح کرکے اسکو جلا کیا۔ پرتگیز شمال کو بڑھے اور ٹانا۔ بسین کو خراج دینے پر مجبور کیا۔

گجرات اور پرتگیزوں کی جنگ ۱۵۲۶ء

ہندوستان میں ۱۵۲۹ء فاریا سوزا۔ پرتگال کا مورخ آیا۔ یورپ نے اس بات پر بہت زور لگایا کہ دیو پر جن شرائط پر قبضہ ہوسکے قبضہ کیا جائے۔ سنہ ۱۵۳۰ء میں ... انٹونی دی سلو پرا نے چھوٹے بڑے ۱۵ جہاز لے کر دریا تاپتی سے عبور کیا اور سورت کو جاکر لوٹ لیا اور ۲۰ جہاز جلا دیئے دمن کو بھی جلا کر خاکستر کیا۔

انٹونی دی سلو پرا ۱۵۲۹ء – ۱۵۳۱ء

مین شادی بیاہ کی رسم کا رواج دیا۔ البوکرک عرب کے ساحل پر ۱۹ جہاز اور
۰۰ ۸ پرتگیزی سپاہی اور ۶۰۰ ملیباری سپاہی لیکر روانہ ہوا اور گوا کو رڈریگیو
اور ۴۰۰ فرنگیون اور ۵ مالی راؤ اور ۵۰۰ ہندوؤن کو سپرد کیا کہ اس مین انتظام رکھین
سنہ ۹۱۷ھ ۱۵۱۱ع مین مشرقی مجمع الجزائر کی جانب البوکرک روانہ ہوا۔ ملاکا کی ایک قوم نے
اسکا مقابلہ کیا جو توپین کام مین لاتی تھی اور اپنے بازارون کو سرنگون کے ذریعہ
سے بچاتی تھی۔ بحری جنگ مین وہ باروت اور نوایجاد ہتھیارون کو کام مین لاتی
تھی۔ جزیرہ جاوا مین شاہ محمد پاس آٹھ ہزار توپین تھین جنمین سے وہ قابل اعتبار
تین ہزار توپین کام مین لایا۔ گوا کو البوکرک واپس آیا۔ وجیانگر کے راجہ نے
اسکا محاصرہ کر رکھا تھا مگر راجہ نے شکست پائی البوکرک ۲۰ جہاز ۱۷۰۰ پرتگیزو
۸۰۰ کناری اور ملیباری لے کر عدن کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے ۳۷ توپین
دشمنون سے چھین لین۔ اگست مین البوکرک نے دیو مین لنگر ڈالے۔ ایک تجارت کی کوٹھی
بنانے کی اجازت ملک ایاز سے حاصل کی۔

سنہ ۹۲۱ھ ۱۵۱۵ع مین البوکرک ارمز کی طرف سے ۲۷ جہازون کا بیڑا لیکر روانہ ہوا ان
جہازون مین ۱۵۰۰ فرنگی اور ۶۰۰ کناری اور ملیباری تھے ایران مین اسمٰعیل
صوفی شاہ تھا۔ لسبن مین البوکرک واپس بلا یا گیا لیکن وہ گوا مین بیمار ہوکر
مرگیا۔ لسبن سے بارہ جہاز آئے اور پھر اور ۱۳ جہاز آئے جنمین ۱۵۰۰ سپاہی تھے۔
اوّل اوّل پرتگیزی افسرون نے تجارت شروع کی فاریا دی سوزا ان افسرون
کی تجارت کو تنزل سلطنت کا اول سبب بتاتا ہے لرپ سرییرا گورنر جنرل ساحل
عرب پر ۲۷ جہاز جنمین ۱۲۰۰ پرتگیزی سپاہی اور ۸۰۰ ہندوستانی سپاہی اور
۸۰۰ ملاح تھے عدن پر حملہ کرنے چلا۔ کوسر کی پرتگیزی سپاہ شاہ بیجاپور سے
لڑ رہی تھی انکس خان بیجاپور کا سپہ سالار کوکن مین بہت بڑی سپاہ لیکر
اترا پرتگیزون نے پونڈا پر حملہ کیا۔ دشمن کے ایک سپہ سالار نے پرتگیزون کو

سنہ ۱۵۱۱ع

سنہ ۱۵۱۵ع … پرتگیزون کی …

اور پرتگیزون نے اسکو اپنی پناہ مین رکھا ۵۰۰ افسر اور ۵۰۰ فرنگی پیادے اسکی
کمک کے لئے دیئے اور بہادر شاہ سے کارخانہ کے لئے قلعہ بنانے کی اجازت لی اب
اس بات پر جھگڑا ہی رہا کہ قلعہ مین مورچے کس طرح بنائے جائین کہ وہ بن کر تیار
ہوگیا۔ بہادر شاہ نے دوبارہ اپنی سلطنت حاصل کرنے کا اور اس قلعہ کو پرتگیزون
سے چھیننے کا ارادہ کیا اسنے نونو دی کنہا گورنر کو اسی دیو مین اس نیت سے بلایا
کہ اسکو گرفتار کرے۔ بہادر شاہ گورنر کے جہاز پر گیا اور گجراتیون اور پرتگیزون مین
لڑائی ہوئی جسمین دیو کا گورنر امینیول دی سا بہادر شاہ کے جہاز پر مارا گیا۔
بہادر شاہ جہاز مین سے کود پڑا اور مر گیا۔
سنہ ۱۵۳۸ء دیو کو سلیمان آغا ترکی امیر البحر کے بیڑے اور خواجہ ظفر کی فوج سے بڑی
بہادری کے ساتھ بچایا۔ نونو دی کنہا نے ایک بیڑا دیو کی کمک کے لئے تیار کرایا۔
جسمین ۱۶۰ جہاز اور ۱۰۰۰ توپین اور ۵۰۰۰ سپاہی تھے سنہ ۱۵۳۹ء مین نونو دی
کنہا کی جگہ گرشیا دی نورونہو مقرر ہوا۔ گجرات کے سپہ آرا خواجہ جہان نے دیو کا
محاصرہ کیا لیکن ناکام واپس جانا پڑا۔
سنہ ۱۵۴۳ء مین بلگام کے حاکم اسد خان نے گورنر جنرل دون گرشیا کو نذرانے
پیش کئے۔ کہ بیجاپور کے شہزادہ ملو خان کو اسکے حوالہ کر دے۔ ابراہیم عادل شاہ
اول شاہ بیجاپور نے بھی اس مطلب کے حاصل کرنے کے واسطے صلح کی اور اس کے
سردار اسد خان نے کونکان دینے کا وعدہ کیا جسکی قیمت دس لاکھ روپیہ تھی
مگر گورنر نے ملو خان کی طرفداری کو نہ چھوڑا بلگام کا اسد خان مر گیا پرتگیز
شاہزادہ ملو خان کو اسکے بھائی ابراہیم عادل شاہ کو اس شرط پر حوالہ کرنے
کو راضی ہوئے کہ اسد خان کی ساری دولت انکو ملجائے یہ روپیہ
شمس الدین کی حفاظت مین گوا مین بھیجا گیا مگر پرتگیزون نے یہ جانا کہ
روپیہ کا ایک دسوان حصہ خواجہ نے بھیجا ہے انکے نزدیک اسد خان کی دولت

چول کے قلعہ مین بھی پرتگیز بند تھے انکی مدد پہنچانے مین پرتگیزون نے بہت نقصان اٹھایا اور اکثر آنا پڑا دیو پر حملہ کرنے کے لیئے لڑائی کا بڑا ٹھاٹھ باندھا گیا ۱۵۳۱ سنہ مین بمبئی بیڑون کے ٹھہرنے اور جمع ہونے کی جگہ مقرر کی گئی اس مہم مین چارسو جہاز تھے جنمین بار برداری کے جہاز شامل تھے ان جہازون مین ۳۶۰۰ فرنگی سپاہی اور ۱۴۰۰ فرنگی ملاح ۲۰۰۰ ملیباری اور کناری سپاہ اور ۸۰۰۰ کافری سپاہی علاوہ ۵۰۰۰ ہندوستانی ملاحون کے سوار تھے - غرض کل ۶۴۰۰ ملاح اور ۱۳۶۰۰ سپاہ تھی سب ملکر ۲۰۲۰۰ آدمی ہوئے - ۷ فروری ۱۵۳۱ سنہ کو بیڑے لے بمبئی کا محاصرہ کیا اور فتح کرلیا اور ۶۰ توپین چھین لین - ۱۶ فروری کو دیو پر بیڑا بھیجا - مسلمانون کے مصطفیٰ خان رومی نے بڑی جوانمردی اور شجاعت سے شہر کو بچایا اور پرتگیزون کو مار ہٹایا وہ گوا مین ۱۵ مارچ کو پہنچے - انٹو دی سلا تا کے بیڑے ایک حصہ نے ظفر آباد کو جو دیو اور بمبئی کے درمیان واقع ہے جلا دیا اور گوگو کے قریب تھوڑی سی ہندوستانی فوج اتاری لیکن ان کو یہان سے ہٹنا پڑا اور ناچار آخرکار بیڑے مین پناہ گزین ہونا پڑا -

شاہ گجرات کا بھائی شہزادہ چاند خان تخت سلطنت کا جھوٹا دعوی کرتا تھا وہ اہل پرتگال سے ملتجی ہوا - بسین - تاراپور - تانا پور - ماہم (بمبئی) پرتگیزون کے خراج گذار ہوگئے - نونو دی کنہا پرتگیزون کا گورنر جنرل ہمایون بادشاہ سے بہادر شاہ گجرات کے بادشاہ کے برخلاف سازش مین ملگیا - دمن کو یورش کرکے لے لیا بہادر شاہ اور پرتگیزون کے درمیان دیو کا عہدنامہ ان شرائط پر ہوا کہ کل جہاز جو ہندوستان سے جائین وہ بسین پر چنگی کا محصول دین اور مال کا روانہ لین اور گجرات کا بادشاہ ترکون کے جہازون کا جو بحر ہند مین آئین معاون نہ ہو بہادر شاہ کی خدمت مین چند پرتگیز اور ۲ فرانسیسی چتوڑ کے محاصرہ مین موجود تھے ہمایون بادشاہ نے بہادر شاہ کو شکست دی تو وہ دیو مین بھاگا - اور

شاہ سے صلح ہو گئی اور شاہان دکن نے اپنے اپنے سفیر پرتگیزون کے گورنر جنرل پاس بھیجے
ملو عادل خان نے سنہ ۱۵۵۵ع مین تین ہزار پرتگیزی پیادے اور دوسو سوار لیکر بیجاپور
کی شاہی کا دعوی کیا اُس نے قلعہ پونڈا کو فتح کرلیا اور اس مین انٹونی دی نورہنا
کو ۶۰۰ آدمیون کے ساتھ چھوڑ گیا اور تمام کونکان پرتگیزون کے حوالہ کیا انٹونی
نے خراج وصول کرنا شروع کیا۔ ملو خان بیجاپور کی طرف گیا اور وہان لڑائی مین
شکست پائی اور مقید ہوکر مارا گیا اور شاہ بیجاپور نے پرتگیزون سے کانکان چھین
لیا۔ ماردیزہ پر بیجاپور کی سپاہ نے حملہ کیا لیکن پرتگیزی سپاہ نے جسمین تین ہزار
فرنگی اور ایک ہزار کنٹاری اور ۲۰۰ سوار تھے بیجاپور کی سپاہ کو شکست دی وہ
ہٹ کر پونڈا کی طرف چلی گئی۔
سنہ ۱۵۵۹ع مین پرتگیزون نے دمن کو فتح کیا جمز دی نورنہا کو ۱۲ ہزار آدمیون کے ساتھ
قلعہ کی نگرانی کے واسطے مقرر کیا۔ بلسر کو بھی پرتگیزون نے فتح کیا۔ گجرات کی فوج
نے اُسپر حملہ کیا پرتگیز میدان مین لڑنے آئے مگر گجراتی سپاہ نے اُنکو نیست و نابود
کردیا اور گجراتیون نے بلسر پر پھر قبضہ کرلیا۔
سنہ ۱۵۶۱ع مین پرتگیزون کا بیڑا سورت کو روانہ ہوا اور شہر پر حملہ کیا مگر اپنی سپاہ کو
الٹا ہٹانا پڑا فرانسسی کونہو گوا کا وائسرائے مقرر ہوا اسکے ساتھ تین ہزار فرنگی
سپاہ آئی سنہ ۱۵۶۴ع مین جان دی مندوزا وائسرائے مقرر ہوا اور تالی کوٹ کی لڑائی
ہوئی جسمین شاہ بیجاپور پکڑا گیا اور اسکا سر قلم ہوا پھر دی نورنہو وائسرائے مقرر ہوا
سنہ ۱۵۶۸ع مین لوئس دی اٹیدا وائسرائے ہوا۔
سنہ ۱۵۶۹ع مین گوا کا وائسرائے ۱۳۰ جہاز کا بیڑا لیکر انور کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوا
اس بیڑے مین ہندوستانیون کے سوا ۳۰۰۰ فرنگی تھے۔ پرتگیزی بیڑا
بلسیار سے لنگر اٹھا کر روانہ ہوا — جہاز اُس کو ملے سب پر اُس
نے قبضہ کیا۔ اور شہر ہنور کو جلا دیا . . . .

تخمینہ ایک کروڑ ڈاکٹ کا تھا۔
سنہ۱۵۴۵ء مین گجرات کے شاہ محمود شاہ نے دیو کے فتح کرنے مین کوشش کی اُس نے
شاہان دکن کے دلون مین جوش پیدا کیا کہ وہ متفق ہوکر پرتگیزون کو یہان سے نکال ۱۵۴۵ء سے ۱۵۴۸ء تک
دین انہون نے ملوخان کو اپنے معاہدہ کے موافق اسکے بھائی شاہ بیجاپور کو نہین حوالہ کیا
سنہ۱۵۴۵ء مین پرتگیزون کا گورنر جنرل ہندوستان مین دی کاسٹرو مقرر ہوا۔
دوبارہ دیو کا محاصرہ ہوا۔ شاہ گجرات کی سپاہ مین توپچی فرانسیسی تھے ۰ توپین
انہون نے محاصرہ کے مورچون مین قلعہ کے محاذی چڑھاین خواجہ خضر گجراتی
سپہ آرا اور ایک فرانسیسی افسر مارے گئے اسکے بعد رومی خان اور جھجھار خان
حبشی نے انکی قائم مقامی کی جھجھار خان حبشی بھی ایک حملہ مین مارا گیا اُسکا بھتیجا اُسکا
جانشین ہوا۔
ڈون جان دی کاسٹرو بذات خود گوا کے بچانے کے لئے آیا اور میدان جنگ مین
بہت سی سپاہ لایا ایک سخت لڑائی ہوئی اُسنے دشمن کے سارے مورچے چھین لئے ۱۵۴۶ء سے ۱۵۴۸ء تک
۱۷۰۰ آدمیون کو گرفتار کیا اور دوسو توپین چھین لین جنمین نہ توپین قلعہ شکن تھین
رومی خان اور نور خان مارے گئے اور پانچہزار آدمی مقتول اور زخمی ہوے۔
پرتگیزون نے دشمنون کا تعاقب گوگو تک کیا اور یہان فوج کا ایک حصہ
بیڑے پر سے اُترا اور جھجھار خان کو قید کرلیا۔ ابراہیم عادل شاہ نے سالسٹ
اور بار دیز پرتگیزون کو اس خدمت کی عوض مین دینے کا وعدہ کیا کہ ملوخان کو
اسکے حوالہ کرین پرتگیزون بار دیز پر قبضہ کرلیا اور ملوخان کے حوالہ کردینے سے
انکار کردیا شاہ بیجاپور نے باردیز کے فتح کرنے کے لئے فوج بھیجی اسکو شکست دی
اور درہ بونڈا کو واپس آنا پڑا صلابت خان سپہ سالار مارا گیا اور پرتگیزون نے
سرحد دھمن دمان کوٹ اور گوا کے درمیان ساحل پر بندرگاہون کو
جلاکر خاک سیاہ کردیا سنہ۱۵۴۶ء مین دون جان دی کاسٹرو درا کی بیجاپور گئے

پرتگیزوں کی رسد بند کر دیں مرتضیٰ نظام شاہ نے پرتگیزوں پر ہر طرف حملہ کیا
لیکن سب طرف شکست فاحش ہوئی۔ ۲۰۰ پرتگیز قلعہ سے بھاگ گئے میدان میں ایک
لڑائی ہوئی جسمیں شاہ احمد نگر کے تین ہزار آدمی مارے گئے اور پھر صلح ہوگئی۔

۱۵۷۰ء میں چیل جو کالی کٹ کے قریب واقع ہے اور اسپر پرتگیز قابض تھے راموری (سامری) نے
ایک لاکھ سپاہ سے حملہ کیا۔ قریب تھا کہ وہ شہر کو فتح کر لیتا لیکن پرتگیزوں کی کمک مع
سامان رسد آگئی اسلئے صلح ہوگئی۔

۱۵۷۱ء میں انٹونی ڈی نورنہا وائسرائے مقرر ہوا۔ کل شاہان دکن سے صلح ہوگئی
شاہ بیجاپور نے ایک جہاز سخت مقابلہ کے بعد پرتگیزوں سے چھینا۔ پرتگیزی سفیر اور
اسکے ہمراہی بلگام میں قید کر دئے گئے جب تک اسکا معاوضہ نہ دیا گیا وہ قید میں ہے
۱۵۸۱ء میں دون فرانسس ماسکرینیا وائسرائے مقرر ہوا۔ دمن پر شہنشاہ اکبر کی
سپاہ نے حملہ کیا لیکن شکست پائی ۱۵۸۳ء میں پانچ جہاز پرتگال سے آئے۔
مظفر شاہ گجرات کا معزول شاہ اپنے ملک میں واپس آیا اور نوانگر جام کی مدد سے
۳۰ ہزار سپاہ جمع کی اور اپنی سلطنت کا بہت سا حصہ حاصل کر لیا اکبر نے
کا محاصرہ کیا۔ پرتگیزوں نے مظفر شاہ کے پاس اور اس کے دشمن پاس سفیر بھیجے
تاکہ اس موقع پر بخوبی فائدہ اٹھائیں مغلوں کی سلطنت کا آغاز ہوا۔
دون جان ڈی کاسٹرو کے جہاز کا دو ملیباری جہازوں سے مقابلہ ہوا لڑائی
میں وہ بالکل پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا گوا میں ملوخان کے بیٹے کے دل میں بیجاپور
کی شاہی لینے کی ہوس پیدا ہوئی جسکو نیرپایم ایک پرتگیز بیجاپور کے شاہ کا
ملازم تھا وہ گوا میں آیا اور اس نے اس مدعی کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں یہ پرتگیز
شاہ بیجاپور سے اس کام کے کرنے کا بیڑا اٹھا کے آیا تھا۔
۱۵۸۵ء میں دون دوارٹ ڈی منزز گوا کا وائسرائے مقرر ہوا۔ شاہ بیجاپور نے
اس سے ارتباط پیدا کیا تاکہ سنگامیشور کے نائک پر حملہ کرے۔ پرتگیزوں نے انکا ساتھ

۶۰ جہازون کے قریب برباد کیئے ایک ہزار آدمیون کو قتل کیا اور مارا۔
احمدنگر اور بیجاپور اور کالی کٹ کے بادشاہون نے پرتگیزون پر ایکدفعہ ہی حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ علی عادل شاہ بونڈا کے گھاٹ سے اترکر کونکان مین داخل ہوا اسکے ساتھ ایک لاکھ پیادے اور ۳۵ ہزار سوار تھے اور ۲۱۵۰ ہاتھی اور ۳۵۰ توپین تھین وہ گوا مین داخل ہوا کسی نے اسکو روکا ٹوکا نہین خشکی مین تین طرف فوجین تھین الدین پرتگیزون کی ایک ہزار چھہ سو سپاہ اور ۳۰ توپین شہر کی حفاظت وحراست کرتی تھین انھون نے دشمن کی فوج پر کئی دفعہ حملہ کامیابی کے ساتھ کیا سلیمان آغا نے پانچہزار سپاہ کے ساتھ جزیرہ گوا پر قبضہ کرلیا لیکن پرتگیزون نے اسپر حملہ کیا اور اسکو شکست دی اور اسکی جان لی وائسراے لوئس دی اٹیڈا نے عادل شاہ کے مارنے کے لیئے ایک سیہ آرا نورخان کے ساتھ سازش کی اور اسکو تخت سلطنت حاصل کرنے مین مدد دینے کا وعدہ کیا لیکن یہ فریب معلوم ہوگیا اور عمل مین آسکا الورکے رانا نے دو ہزار عادل شاہی فوج کی مدد سے قلعہ الور کے تسخیر کرنے کے لیئے کوشش کی لیکن شکست پائی اگست ۱۵۷۱ء مین دس مہینہ کی لڑائی کے بعد علی عادل شاہ نے گوا کے محاصرہ سے دست کشی کی اس محاصرہ مین اسکے بارہ ہزار آدمی اور ۳۰۰ ہاتھی ۴ ہزار گھوڑے ۶ ہزار بیل ضائع ہوئے انمین سے کچھ تو تہ تیغ ہوئے اور کچھ بیماری اور ناسازی سے تلف ہوئے۔
مرتضیٰ نظام شاہ کے ساتھ فرمانروا دکھن نے چول کا محاصرہ کیا اسکی فوج مین ۸ ہزار سوار اور ۲۰ ہزار پیدل تھے شاہ احمدنگر فوج کا بڑا حصہ لیکر کونکان مین اترا پرتگیزون کے تخمینہ کے موافق اس فوج مین ۳۴ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے اور ۱۶ ہزار سفر مینا ۴ ہزار راج اور بہت سے صناع ترکی۔ فارسی۔ خراسانی۔ حبشی اور ۳۶۰ ہاتھی اور بیشمار بیل تھے اور ۴ بڑی توپین تھین کونکان کے متصل ہی ۴ ہزار آدمی شمال کی طرف روانہ ہوئے تاکہ بسین اور اور مقامات سے

قابل اطمینان نہین ہوا۔

خلاصہ تاریخ دکن پر ریویو

دکن کی تاریخ نہ ایسی دلچسپ ہی نہ ایسی وسیع ہی جیسی کہ شمالی ہند کی تاریخ ہی جب مسلمانون نے پنجاب اور شمالی ہند کو فتح کیا تو انکے سپاہیون کی تقویت نئی سپاہیون کی بھرتی سے وسط ایشیا کرتا تھا جو حرارت محبت اسلامی کا گھر تھا۔ اسکے باشندے مذہبی اخوت رکھتے تھے اپنے مذہب سنت وجماعت مین ایسے پکے تھے کہ کبھی انہین مذبذب نہین ہوتے تھے ہندوؤن کے مذہب سے کوئی لگاؤ نہین رکھتے تھے۔ نہ انہین ہندو امیرزادیون کے ساتھ شادی بیاہ کے ناتے رشتے ہوتے تھے اُنکو سلطنت مین ہندوؤن کی مداخلت ہوتی تھی غرض ہندوؤن کا کوئی اثر اُنکے کامون مین نہ تھا۔

مگر جب دکن مین مسلمانونکا تسلط ہوا تو اُنکے مذہبی وملکی معاملات نے اپنا ایک نیا رخ دکھایا جو ملک انکو اب تک معلوم نہ تھے انمین انکی سلطنت نے قدم رکھا نئی قومین دیکھین نئی زبانین سنین غرض ایک اور ہی عالم نظر آیا۔ اپنے پنجابی اور شمالی ہند کے بھائی بندون سے دور جا پڑے دکن کی عورتون سے انہون نے اپنا پیوند کیا جسسے انکا ہندوؤن سے میل جول بڑھا اور ہندوؤن کی طرف میلان ہوا ان اثرون نے انکو سلطنۃ دہلی کے جوئے کو کندھے سے اُتار دینے کے لئے بیتاب کیا۔ اگرچہ مسلمانون کی صورت اپنے بھائی بندون سے جدا ہونے کی جو دکن مین تھی وہی بنگال مین تھی اور دونون نے بغاوت کرکے دہلی کی سلطنۃ سے اپنی تئین بے تعلق کیا مگر بنگال کے ہندوؤن کا ذرا اثر بھی مسلمانون پر نہ ہوا نہ یہان کے ہندوؤن مسلمانون کی مدد شاہان دہلی سے بغاوت اختیار کرنے مین کی۔ بنگال کی حرارت اور رطوبت یہان کے باشندون کی ضعیف الخلقت بناتی ہے وہ لڑائی سے دور رہتے ہین۔ بنگالی ہمیشہ سے برہمنون کے محکوم چلے آتے تھے اسلئے مسلمانون کے محکوم

تیار کیا اور پونڈا سے رستم خان ایک فوج لیکر خشکی کی راہ سے روانہ ہوا اسنے نائک کو
اپنے ملک سے جنگل مین بھگا دیا - نائک نے جان کی امان مانگی تو اسکا ملک اسی کو دیدیا
۱۵۸۶ء مین دو جہاز لسبن سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور شمالی عرض
ا درجہ ۳۰ دقیقہ پر انکو دو انگریزی جہاز ملے اور اُن پر حملہ کیا انمین سے ایک جہاز کو
جو انگلستان جاتا تھا۔ سر فرانسس ڈریک بحیرہ ازورز سے نکال کر لے گیا ۱۵۸۸ء مین
دون دوارٹ منزز مرگیا اور اسکی جگہ ایمنیوال دی سوزا کوٹنہو وایسرائے مقرر ہوا
پانچ جہاز پرتگال سے آکے لسبن کو واپس رہے واپس گیا اور اسکی جگہ ماتھین دی البو
مقرر ہوا - برہان نظام شاہ نے پرتگیزون پر چول پر حملہ کیا - ۱۵ سو فرنگی اور ایک ہزار
پانچ سو ہندوستانیون نے قلعہ مین سے نکل کر بہت بہادری سے شہر کو بچایا
محصور ہیے نظام شاہ کو محاصرہ اٹھانے پر مجبور کیا - فرہاد خان کو مع زن و فرزند
اسیر کیا - ۵ ہاتھی اور ۷۰ توپین چھین لین فرہاد خان کی بیوی فدیہ دیکر رہا ہوئی -
لیکن فرہاد خان اور اسکی بیٹی نے دین مسیحی اختیار کیا اور لسبن کو چلے گئے -
۱۵۹۰ء مین لسبن سے ہندوستان مین ۴ جہاز آئے - دون فرانسسی دی گاما
وایسرائے مقرر ہوا ڈچ و پرتگیز دو قومین آپسمین حریف و رقیب تھین دو جہازون
مین ڈچ ہندوستان مین آئے - اب پرتگیزون کو مجبوری گو اسے سالانہ دو بیڑے
بھیجنے پڑے - ایک تو شمال مین ساحل پر قبضہ رکھنے کے لئے اور دوسرا جنوب مین سیلون
تک حفاظت کرنے کے لئے - پہلے بیڑے مین دس جہاز تھے ۱۵۹۰ء مین ڈچ کے
دو جہازون کا پرتگیزی بیڑے سے جسمین چھ جہاز تھے مقابلہ ہوا آٹھ دن
تک لڑائی رہی اسکے بعد ایک [illegible] ڈچ کا [illegible] مین رہا اور دوسرا بھاگ کر اتفاق سے
[illegible] کے ساحل [illegible]
۱۵۹۱ء مین چول کے حاکم عبدالکریم نے پرتگیزون سے لڑنے کے لئے ۲۰ جہاز بھیجے -
گوا کے وایسرائے نے نظام شاہ سے اس بات کی شکایت کی لیکن فیصلہ

رکھتے تھے جب سپاہ مفرور ہوئی تو ورنگل کی سپاہ نے تعاقب کرکے خوب اُس کا
مُحِلا نکلا لا شاہزادہ نے کرامت کی کہ وہ بچ گیا۔

ایک اور سپاہ دکن کی فتح کے لئے آمادہ کی گئی جو ہندؤن کو غضب کی نگاہ سے دیکھتی
تھی اُس نے ورنگل کو فتح کیا اور تلنگ کا راجہ اور اسکے تمام سردار قید ہوکر دہلی
آئے اور پھر بحال کئے گئے۔

سنہ ۱۳۴۶ مین چھبیس برس کے بعد دہلی مین سرکشی کا بازار گرم ہوا یہ وقفہ ۲۶ برس کا
ایک نسل کی برابر ہوتا ہے قاعدہ ہے کہ اگر کوئی سرکشی فرو کی جاے اور اُس کے
اسباب کی بیخ کنی نہ کی جاے تو پھر وہ پھوٹتی ہے اور اپنا سر اُٹھاتی ہے۔ نئی نسل بھول
جاتی کہ ہمارے باپ سرکشی کا خمیازہ کیا اُٹھا چکے ہین اسلئے وہ از سر نو سرکشی پر آمادہ
ہوتی ہے دکن مین یہی صورت وقوع مین آئی کہ سنہ ۱۳۲۰ کے بعد جب ایک نسل گذری تھی
پھر دوسری نسل نے بیوفائی اور دغا و مکر و فریب سے کام کرنا شروع کیا گو بغاوت کے
اسباب کا تحقیق کرنا مشکل ہے مگر سنہ ۱۳۲۰ مین جو فتنہ انگیزی کے لئے افواہین اُڑی تھین وہی
سنہ ۱۳۴۶ مین اُڑین۔

محمد تغلق کے اعمال سے راجاؤن کو ایسا خوف پیدا ہوا کہ اُنھون نے دہلی کے غاشیہ
اطاعت کو دوش سے پھینکا مسلمان سپاہی بھی ایسی دہشت مین آئی کہ بغاوت اختیار
کی۔ ہندو راجاؤن نے انکی اعانت کی جسکے سبب سے دہلی کی سلطنت سے دکن
نکل گیا۔ اس بغاوت مین اوّل حسن گانگوی کامیاب ہوا اور سب سے پہلے دکن کا
وہ مطلق العنان بادشاہ ہوا۔ سنہ ۱۳۴۷ سے سنہ ۱۵۱۸ تک یعنی ایک سو اکہتر برس تک
تیرہ نشتین اسکی برابر حکمران رہین جب دہلی کی سپاہ اُنسے لڑنے آئی تو بیجانگر اور
ورنگل کے راجاؤن نے اس جدید سلطنت کی اعانت کی۔ مگر جب دہلی کے اس مشترک
دشمن سے ان کو نجات ملی تو وہی باہمی نفرت جو بحکم ضرورت چند روز افسردہ و پژمردہ
ہوگئی تھی رفتہ رفتہ پھر شگفتہ ہوئی یہ آپس کی لڑائیان مدتون تک قائم رہین۔

ہونے کے لئے جلد آمادہ ہوگئی بہت سے ائین مسلمان ہوگئی بعض ہندؤن کی صورت مین
رہی مگر مسلمان ہوگئی۔

مسلمانون کی سلطنت کا مرکز و مرجع دہلی تھی جب اس مین بغاوت کا مواد فاسد
جوش مین آتا تو پنجاب و سرحد کی سپاہ اسکو ٹھنڈا کر دیتی مگر دکن مین اس مواد کا اخراج
اس طرح نہین ہوسکتا تھا اسلیئے دکن دہلی سے آزاد ہوگیا۔

دکن مین ہندؤن کے سمندر مین مسلمانون کی رو آئی اور اس نے مسلمانون کا ایک ٹاپو
بنایا اور اسکی نوک سمندر مین نکالی بغاوت کے حوادث نے اسکو جدا کر دیا جس سے ایک
تلاطم برپا ہوگیا۔

سنہ ۱۳۳۲ مین دہلی مین جو بغاوت کا ہنگامہ برپا ہوا تو دکن کی سپاہ نے اپنی بیوفائی
دکھائی مگر اسکی پروا کچھ نہ کی گئی تغلق کی بدعتون نے دوسری بغاوت برپا کی جن کا
خاتمہ اسپر ہوا کہ سلطنت کے اعضا شکستہ ہوکر جدا جدا ہوگئے۔

سنہ ۱۳۲۱ مین دہلی کے ہندو باغیون نے دکن کے راجاؤن سے مخفی خط و کتابت کی جب
دہلی مین ہندؤن نے سرتابی کی تو دکن مین راجاؤن نے بغاوت کی۔ غیاث الدین
نے دہلی مین امن امان قائم کیا اور دکن مین بغاوت کے دبانے کے لئے اپنے بیٹے
محمد تغلق کو بھیجا تو اس شاہزادہ نے دیوگڈھ تک انتظام کیا۔ مگر ورنگل مین اسکو بڑی
مصیبت اٹھانی پڑی۔ قلعہ فتح ہونے کو تھا کہ دفعتہ سپاہ اسے چھوڑکر بھاگ گئی اور وہ
مشکل سے تھوڑے آدمیون کے ساتھ دیوگڈھ مین آیا۔

ایشیا کی سپاہین جو دغا دیتی ہین اور بیوفائی کرتی ہین وہ ایسا راز سربستہ ہوتا ہے
کہ کھلتا نہین اگر ایشیائی سپاہیون کو تنخواہ اپنے وقت پر ملتی رہے تو وہ بڑی نمک حلالی سے
خدمت کرتی ہین اور شاذونادر ہی سرکش ہوتی ہین مگر وہ آسانی سے خوفزدہ ہوکر
بگڑ جاتی ہین ورنگل کی سپاہ کو ایک جھوٹی خبر شاہ دہلی کے مرنے کی سنادی کہ
وہ ڈرکر آوارہ ہوگئی۔ شاہزادہ کے پاس مکار دغا باز ورنگل کے راجہ سے سازباز

خاندان بہمنی کو جس فوج کی بدولت سلطنت ہاتھ لگی اور وہ دہلی کی شاہنشاہی سے جدا ہو گئی اسمین اکثر مغل تھے اور پھر ایرانی اور ترکی اور اہل عرب حبیا اور سر کیشیا۔ تا لسو قبح وسوا انکے تاتاری داخل ہوئے انکو غریب یعنی پردیسی کہتے تھے اور انمین بہت سے آدمی شیعہ تھے۔ اختلاف نسل کی نسبت مذہب کے اختلاف سے زیادہ تر دیسیون اور پردیسیون مین قضیئے قضیا برپا ہوئے اور ملک حبش سے جو حبشی سپاہی اجرت پر مغربی سواحل کے بندرگاہون مین کثرت سے وارد ہوتے تھے اور زیادہ تر سنی المذہب ہوتے تھے وہ ہمیشہ دیسی فوج کا ساتھ دیتے تھے۔ سلطنت بہمنی مین ان دیسی اور پردیسی لوگون کی تعداد ایسی ملی رہتی تھی کہ کبھی کوئی گروہ ایسا غالب نہ ہوتا تھا کہ وہ دوسرے گروہ کو بالکل پست کر دیتا علاء الدین ثانی بہمنی کے عہد دولت مین ۸۴۷ھ مین دیسی اور پردیسی فوجونکی عداوت اپنی حد غایت کو پہنچی چنانچہ اس عداوت کے سبب سے لشکر مین آپس مین پھوٹ پڑگئی اور اسکا انتظام بگڑ گیا اور جیسے کہ ارکان سلطنت کے باہمی نزاع سے حکومت مین نقصان ہوتا تھا ویسے ہی فوج کے نفاق کے سبب سے لڑائی مین سلطنت کو مضرت پہونچی جب تک کہ قوی بادشاہون کے ماتحت سپاہ رہتی تو انکی دیکھ بھال اور لاگ ڈانٹ کے مارے چندی وہ تھمی رہتی مگر جب خاندان بہمنی ختم ہونیکو ہوا اور محمود شاہ بادشاہ ہوا تو وہ اپنی کمزوری کے مارے کبھی پردیسی فوج کا کھلونا ہو جاتا تھا جو یوسف عادل شاہ خان ترکی کے زیر حکومت تھی اور کبھی دکنیون کے داؤ پر چڑھ جاتا تھا جو نظام الملک بحری کے ہاتھ تلے رہتی بہمنی خاندان کی سلطنت کے بگڑنے سے بیجاپور مین عادل شاہیون کی اور احمد نگر مین نظام شاہیون کی گول کنڈہ مین قطب شاہیون کی احمد آباد بیدر مین برید شاہیون کی برار مین عماد شاہون کی سلطنتین جدا جدا پیدا ہوئین یہ سلطنتین آپس مین سنی و شیعہ مذہب کے سبب سے لڑتی رہین اور آخر کو سپا

جنمین آخر کو مسلمان غالب رہے۔ خاندان بہمنی نے بیجانگر سے کرشنا اور تم بدرا
(تنگ بھدرا) کے دوابہ تک فتح کیا اور ورنگل کی ریاست کو خاک مین ملا یا اڑیسہ کا
کچھ ملک فتح کیا مشرق مین سلی پٹم اور مغرب مین گوا تک قبضہ کیا۔ شمس سے
مدتون لڑائیان رہین جنمین صلح اکثر مساوات کی شرائط پر ہوئین اور کبھی مشترک دشمن سے
لڑنے کے لئے صلح بھی ہو جاتی۔ ہندوؤن کے ساتھ مسلمانون کے مغرورانہ برتاؤ کم ہو گئے
ہندو مسلمان آپس مین ایک دوسرے کی خدمت کرنے لگے مسلمان بادشاہ اپنی
سپاہ مین ہندوؤن کی بھرتی کرنے لگے بڑے بڑے عہدے و منصب انکو دینے لگے ایسے
ہی ہندو راجہ اپنی فوج مین مسلمانون کو نوکر رکھنے لگے۔ دیو راج راجہ وجیانگر نے مسلمانون
کو سپاہ مین بھرتی کیا اور انکے سردارون کی جاگیرین مقرر کین اور انکی دلداری کے لئے
دار السلطنة مین مسجد بنوائی۔

سنی شیعون کے سبب نزاع

مسلمانون مین سنی شیعون کی عداوت زمانہ دراز سے چلی آتی ہے اس مخالفة
نے دکن مین اپنے بڑے بڑے کرشمے پھیلائے اور اس عداوت نے اسکی تاریخ مین
عجب عجب رنگ دکھائے سنی ہندوؤن سے دشمنی رکھتے تھے شیعہ ہندوؤن سے
میل رکھتے تھے بہت دفعہ جب ہندو راجہ سنیون سے لڑے تو شیعہ انکی
طرفدار ہو گئے۔

ایشیا کی اکثر سلطنتون کا یہ قاعدہ ہے کہ بادشاہ اول رعایا کے مقابل مین
اپنی فوج کا اعتبار کرتا ہے اور بعد اسکے اپنی فوج کی نسبت خانہ زاد یعنی مملوک فوج کا
اعتماد کرتا ہے اور رفتہ رفتہ یہان تک نوبت آتی ہے کہ یہ مملوک اسکی سلطنت دبا
بیٹھتے ہین مگر دکن مین یہ نقشہ نہ تھا اسکا یہ حال تھا کہ دکن پر جو مسلمان اول
حملہ آور ہوئے وہ سنی تھے۔ دکن مین جو مسلمان پیدا ہوئے وہ بھی سنی تھے
اس لئے سنی دکنی (دیسی) کہلائے۔

(۲) علم معانی کا بیان جسقدر اردو زبان سے متعلق ہے۔

(۳) علم بدیع کا بیان ایک نئی طرز سے لکھا ہے کہ صنائع بدائع کو کیونکر کام میں لانا چاہیے۔ صنائع جو مشہور ہیں وہ کیونکر اور کہاں استعمال کرنی چاہئیں اور بعض صنائع جدید لکھے ہیں۔

(۴) قوت بیانیہ و قوت فہم سخن کیونکر بڑھتی ہے +

(۵) مذاق سخن و احتراز سخن کا بیان اور کتابوں کے پڑھنے کے لئے ہدایتیں کہ کیونکر اونکو پڑھنا چاہیے اور اونکے بھلے برے پرکھنے کے طریقے مضامین تاریخیہ و بیانیہ و استدلالیہ کی مثالیں لکھی ہیں +

(۶) اوضاع و اطوار لکھنے کے مظاہر قدرت و نیچر کے حل و تاریخی دار کے بیان کرنیکے فضائل و اخلاق بیان کرنیکے قواعد لکھے ہیں اور اونکی توضیح مضامین لکھکر کی ہے ۔

(۷) آدمیوں کی یادگار لکھنے کا طریقہ اپنی حال لکھنے کی دستور و وعظ مقرر اور کسی اہل پیشہ کے سوانح حال لکھنے کے قواعد

(۸) ہجو و ظرافت کے مضامین لکھنے کے طریقے ہر ایک قاعدہ کے ساتھ کئی کئی مثالیں لکھی ہیں غرض اون کے دونو حصوں کے پڑھنے سے اصول انشا پردازی سے مڈل اسکولوں کے طالبعلموں کو ایسی واقفیت حاصل ہوسکتی ہے کہ وہ جواب مضمون آسان آسان جیسی کہ اونکے امتحانوں میں آتے ہیں باقاعدہ لکھ سکیں گے۔

مبادی الانشا حصہ سوم کے مضامین

اس حصہ میں مضامین مفصلہ ذیل ہیں +

فصل اول قواعد و ضوابط جو نظم کے ساتھ مخصوص ہیں اور نظم میں جائز اور نثر میں ناجائز +

فصل دوم نظم کی تقسیم باعتبار معانی ۔

فصل سوم نظم کے نثر بنانے کے قواعد۔ فصل چہارم شعر و شاعر +

فصل پنجم ہندوستان میں کس قسم کی انشا پردازی سے شائستگی اور تہذیب پھیل سکتی ہے اور کس سطح کی اس قسم کی انشا پردازی چاہیے +

فصل ششم تہذیب اخلاق کی مضمون نگاری کیا فرائض ہیں اور جو ہونے چاہییں اس قسم کے مضامین لکھنے والے کو اور جو ہونے چاہییں اس قسم کی انشا پردازی میں کن باتوں کو اپنا اوپر واجب جاننا۔

فصل ہفتم اخبار کیا چیز ہے اور اسکا حال ہندوستان میں کیا ہے اور اوسکے مضامین کیسے لکھنے چاہییں

سلطنت تیموریہ مین داخل ہوگئین۔

ان سلطنتون کی فتوحات کا مستقل اثر بہت دنون تک ہندؤن کی زندگی پر رہا۔ بیجانگر کے راجاؤن نے دکن کی سلطنتون مین اپنی بات بنائے رکھی اور سلمان بادشاہون کی لڑائی جھگڑون اور سلوک واتفاق مین وہ شریک اور معاون ہوتے رہے مگر ۹۷۲ھ ۱۵۶۵ء مین تالی کوٹ کی لڑائی سب مسلمان شاہان دکن متفق ہوکر ایسے لڑے کہ اس سلطنت کو پامال کر دیا۔ یہ فتح مسلمانون کی ان فتوحات عظیم مین سے ایک ہے جو ہندوستان مین انہین حاصل ہوئی ہین۔ مگر ایسی فتح عظیم سے وہ زیادہ پائدار فائدہ آپس کی نا اتفاقی و حسد نہ اٹھا سکے۔ نہ اپنی قلمرو کی حدون کو بہت سا بڑھا سکے اور بیجانگر کا ملک ان چھوٹے چھوٹے راجاؤن کے ہاتھون مین جا پڑا جو بیجانگر کی پرانی سلطنت کے باغی سردار گنے جاتے تھے —— اور پولیگار یعنی زمیندار کے نام سے پکارے جاتے تھے

۱۲

تمت

مبادی الاخلاق حصہ چہارم [illegible]